یوتکم اجورکم" (محمد) یہ دنیا کا جینا تو کھیل ہے اور تماشا اور اگر تم یقین لاؤ گے اور بچ کر چلو گے دے گا تم کو تمہارا بدلا۔

بدنیا تو انی که عقبی خری بخرجان من ورنه حسرت بری

دنیا میں مشغولیت غفلت کا سبب:۔ قرآن حکیم نے زندگی کی ایک اور مثال دی ہے اور اس کی ماہیت اس طرح بیان کی ہے کہ یہ زندگی لہو ولعب ہے زینت وتفاخر وتکاثر مال واولاد میں ہے یعنی آدمی اپنی عمر کے ابتدائی حصہ میں کھیل کود میں مصروف ہوتا ہے، پھر تماشے، پھر بناؤ سنگار اور فیشن پرستی میں گرفتار ہوتا ہے پھر نام ونمود کے حصول میں لگ جاتا ہے پھر جب موت کے دن قریب آتے ہیں تو مال واولاد کی فکر دامن گیر ہوتی ہے کہ میرے بعد میرا گھر بنا رہے اور اولاد آسودگی سے زندگی بسر کرے مگر یہ سب ساز وسامان یہ سارا ٹھاٹھ باٹھ فانی اور زوال پذیر ہے جیسے کھیتی کی رونق وبہار جو چندروزہ ہوتی ہے پھر زرد پڑ جاتی ہے اور آدمی اور جانور اس کو روند کر چورا کر دیتے ہیں، اسی شادابی اور خوب صورتی کا نام ونشان بھی باقی نہیں رہتا! یہی حال دنیا کی زندگی اور اس کے ساز وسامان زیب وزینت کا ہے درحقیقت وہ ایک دغا کی پونجی اور دھوکے کی ٹٹی ہے آدمی اس کی عارضی بہار سے فریب کھا کر اپنا انجام تباہ کر لیتا ہے! موت کے بعد یہ چیزیں کچھ کام نہیں آتیں، وہاں کچھ اور ہی کام آتا ہے، وہ ایمان اور عمل صالح ہے، جو شخص دنیا سے کما کر لے گیا، اس کو اپنے مالک کی خوشنودگی اور رضامندی حاصل ہوئی، اور جو دولت ایمان اور سرمایہ عمل صالح سے تہی دست گیا کفر وعصیان کا بوجھ لے کر پہنچا اس کے لئے سخت عذاب اور جس نے ایمان کے باوجود اعمال میں کوتاہی کی اس کے لئے عذاب کے بعد رہائی ومعافی ہے دنیا کا خلاصہ وہ تھا اور آخرت کا یہ ہوا۔

"اعلموا انما الحيوة الدنيا لعب و لهوا وزينة وتفاخر بينكم وتكاثر في الاموال و الاولادكمثل غيث اعجب اللكفار نباته ثم يهيج فتراه مصفرا ثم يكون حطاما وفي الاخرة عذاب شديد و مغفرة من الله ورضوان وما الحيواة الدنيا الا متاع الغرور" (حدید:۲)

جان رکھو کہ دنیا کی زندگانی یہی ہے کھیل اور تماشا اور بناؤ اور بڑائیاں کرنی آپس میں اور بہتات ڈھونڈھنی مال کی اور اولاد کی، جیسے حالت ایک مینہ کی جو خوش لگا کر کسانوں کو اس کا سبزہ پھر زور پر آتا ہے پھر تو دیکھے زرد ہو گیا پھر ہو جاتا ہے روندا ہوا گھاس اور آخرت میں سخت عذاب ہے اور معافی بھی ہے اللہ سے اور رضامندی اور دنیا کی زندگانی تو یہی ہے مال دغا کا۔

قرآن کریم کی شکایت:۔ قرآن کریم ایک جگہ انسان کی شکایت کرتا ہے کہ وہ دنیا کی زندگی کو اور یہاں کے عیش وآرام کو اعتقاداً یا عملاً آخرت پر ترجیح دیتا ہے حالانکہ دنیا حقیر ونا پائدار اور آخرت اس سے کہیں بہتر و پائدار ہے۔

"بل توثرون الحيواة الدنيا والاخرة خيرو ابقى ان هذا لفى الصحف الاولى صحف ابراهيم و موسىٰ" (اعلیٰ)

کوئی نہیں تم بڑھاتے ہو دنیا کے جینے کو اور پچھلا گھر بہتر ہے اور باقی رہنے والا، یہ لکھا ہوا ہے پہلے ورقوں میں صحیفوں میں، ابراہیم کے اور موسےٰ کے۔

اس آیت کریمہ سے یہ بات بھی صراحۃً معلوم ہوتی ہے کہ خیر وبقائے آخرت حضرت ابراہیم وموسیٰ علیہما السلام کے زمانہ سے اس زمانہ تک ماثورہ ہے اور کسی امت کیلئے کسی زمانہ میں بھی ایثار و دنیا بر آخرت کا دستور نہیں رہا ہے گویا اس گھر کی نیستی وویرانی اور اس گھر کی ہستی و آبادی کا یقین تمام انبیاء علیہم السلام اور ساری کتب سماویہ وآیات الٰہیہ کا قرناً بعد قرنٍ وعصراً بعد عصرٍ متفق علیہ عقیدہ رہا ہے۔

احادیث مبارکہ سے دنیا کی مذمت

سلوک الی اللہ میں رکاوٹ:۔ جس طرح قرآن کریم کی آیتیں فنائے دنیا وبقائے آخرت کی منادی ہیں اور باآواز بلند کہہ رہی ہیں کہ جب تک دنیا اور زخارف دنیا یا اس کی زینتوں اور لذتوں کی محبت سے قلب پاک وصاف نہیں ہوتا سلوک الی اللہ میں ایک قدم بھی آگے اٹھ نہیں سکتا۔

ببار اشک و چو مشتاق گردرا بنشاں که روئے ماه نه بنیم تا دریں گردیم

اسی طرح احادیث صحیحہ بھی اسی مدعا کی نشاندہی کرتی ہیں ان میں بعض کا ذکر تدبر وتفکر کے لئے یہاں کیا جا رہا ہے۔

مخبر صادق مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''واللہ ماالدنیا فی الاخرۃ الا مثل ما یجعل احدکم اصبعہ فی الیم فلینظر ما ترجع'' (رواہ مسلم عن المستورد بن شداد) خدا کی قسم دنیا آخرت کے مقابلہ میں اتنی بھی تو نہیں کہ تم میں سے کوئی شخص اپنی انگلی دریا میں ڈالے پھر دیکھے کہ اس کو کیا ملا۔ مطلب یہ ہے کہ آخرت گویا دریا کے برابر ہے اور دنیا اس کے مقابلہ میں ایک قطرہ آب کے مانند۔

دنیا کے مال و دولت کی مثال:۔ دوسرے موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان ھذا المال خضرۃ حلوۃ فمن اخذ بحقہ ووضعہ فی حقہ فنعم المعونۃ ھو ومن اخذہ بغیر حقہ کان کالذی یا کل ولا یشبع ویکون شھیدا علیہ یوم القیامۃ'' (متفق علیہ من حدیث ابی سعید خدری)۔ یہ مال ہرا بھرا میٹھا ہے جس نے اس کو لیا حق پر اور خرچ کیا حق پر تو وہ اس کیلئے اچھا مددگار ثابت ہوتا ہے اور جو اس کو بغیر حق لیتا ہے اور تو اس شخص کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی کھاتا تو ہے لیکن شکم سیر نہیں ہوتا۔ اور یہ مال قیامت کے دن اس کے خلاف گواہی دے گا۔

صحابی رضی اللہ عنہ کی دنیا سے بے رغبتی:۔ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث اس طرح روایت کی گئی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے سوال کیا، آپ نے مجھے دیا، میں نے پھر سوال کیا، آپ ﷺ نے پھر دیا، میں نے پھر مانگا، آپ ﷺ نے پھر دیا اور فرمایا اے حکیم یہ مال ہرا بھرا میٹھا ہے (یعنی دیکھنے میں اچھا معلوم ہوتا ہے) جس نے اس کو سخاوت نفس کے ساتھ لیا (یعنی بے پروائی اور بے طمعی سے لیا) اس کو برکت دی جاتی ہے اور جس نے اس کو اشراف نفس کے ساتھ لیا (یعنی حرص و طمع سے لیا) اس کو برکت نہیں دی جاتی اور وہ اس شخص کے مانند ہوتا ہے لیکن اس کا پیٹ نہیں بھرتا دست بالا بہتر ہے دست زیریں سے۔ حکیم نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو بھیجا ہے۔ میں اب کسی سے آپ ﷺ کے بعد کچھ نہ لوں گا یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہو جاؤں چنانچہ وہ اس عہد پر قائم رہے اور کسی سے کچھ نہ لیا یہاں تک کہ وفات پائی۔ (متفق علیہ) سچ کہا ہے کسی نے ؎

بے نیازی ہمتے دارد کریماں واقف اند ماہم ازدست روخود حیز ہابخشیدہ ایم

دنیا بے عقلی اور محرومیت کا سبب:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ ''الدنیا دار من لادارلہ و مال من لامال لہ ولھا یجمع من لا عقل لہ'' (رواہ احمد والبیھقی فی شعب الایمان)۔ دنیا گھر اس کا ہے جس کا کوئی گھر نہیں اور مال اس کا ہے جس کے کوئی مال نہیں اور اس کیلئے وہی جمع کرتا ہے جس کو عقل نہیں۔

کثرت دنیا ہلاکت کا سبب:۔ حدیث طویل عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ میں فرمایا: ''فواللہ ماالفقر اخشی علیکم ولکنی اخشی ان تبسط الدنیا علیکم کما بسطت علی مان کان قبلکم فتنا فسو ھا کما تنا فسوھا فتھلکم کم اھلکتم'' (متفق علیہ)

خدا کی قسم مجھے تمہاری مفلسی کا خوف نہیں ہے بلکہ مجھے خوف یہ ہے کہ تم پر دنیا کشادہ ہو جائیگی جیسے کہ تم سے پہلے لوگوں پر ہوئی تھی اور تم اس کے حاصل کرنے میں آپس میں مقابلہ کرنے لگو گے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں نے کیا تھا اور وہ تمہیں ہلاک کر دے گی جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کیا۔

آپ ﷺ کا خوف:۔ اسی مفہوم کی دوسری حدیث ہے جس کے راوی ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ ہیں۔ ''ان مما اخاف علیکم بعد ما یفتح علیکم من زھرۃ الدنیا وزینتھا'' (متفق علیہ) مجھے سب سے زیادہ جس چیز کا تم سے ڈر ہے وہ دنیا کی تازگی اور زینت وزیبائش کی کشائش ہے۔

تاریخ اسلام گواہ ہے کہ مخبر صادق ﷺ کا یہ خوف صحیح نکلا، خلافت راشدہ رضی اللہ عنہم کے بعد جب اسلام کے فتوحات زیادہ ہوئے تو مسلمان گلزار دنیا کی رونق و بہار کے گرفتار ہو گئے اور بہت کم اس ابتلاء سے محفوظ رہے۔ ؎

بادہ نوشیدن و ہشیار نشتن سہل ست گر بدولت رسی مست نگردی مردی

دنیا آزمائش کا ذریعہ:۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت یہ ہے: ان الدنیا حلوۃ خضرۃ وان اللہ مستخلفکم فیھا فینظر کیف تعملون ،فاتقوا الدنیا کیف تعلمون فاتقوا الدنیا واتقوا النساء (رواہ مسلم) دنیا شیریں و سرسبز ہے اور اللہ تعالیٰ تم کو اس میں خلیفہ بنائے گا اور پھر دیکھے گا کہ تم کیا کرتے ہو سو بچو تم دنیا سے اور بچو تم عورتوں سے۔ کیا خوب کہا ہے بہاؤ الدین عاملی نے:

ہر تازہ گلے کے زیب اے گلزار راست　　گر بینی گل و گر بچینی خا راست
زدور نظارہ کن مرو پیش شمع　　ہر چند کہ نورمی نماید نارست

فرزندان دنیا نہ بنو......!:۔ دنیا کے متعلق کسی جگہ ارشاد ہوا ہے: ''هذالدنيامر تحلة ذاهبة وهذه الاخرة مرتحلة قادمة ولكل واحد منهما بنون فان استطعتم ان لا تكونوا من بني الدنيا فافعلوا فا نكم في داد العمل ولا حساب وانتم غدا في دار الاخرة والا عملاً'' (رواه البيهقي في شعب الايمان عن جابر مرفوعاً)۔ یہ دنیا ایک منزل ہے گزرنے والی اور یہ آخرت ایک منزل ہے آنے والی اور ان میں سے ہر ایک کے فرزند ہیں اگر تم سے ہو سکے تو فرزندان دنیا نہ بنو، عمل کرو کہ تم اس وقت دار العمل میں ہو۔ اور یہاں حساب نہیں اور کل تم دار آخرت میں ہو گے اور وہاں عمل نہیں۔

یہ حدیث بخاری نے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہاں بجائے ذاهبة وقادمة کے مدبرة و مقبلة کے الفاظ آئے ہیں جن کا مفہوم ایک ہی ہے۔

دنیا ملعون ہے: دنیا کے متعلق یہ بھی فرمایا: ''الا ان الدنيا معلونة ومعلون ما فيها الاذكر الله وما والاه وعالم و متعلم'' (راوة الترمذي و ابن ماجه عن ابي هريرة) جان لو کہ دنیا معلون ہے اور دنیا میں جو کچھ بھی ہے وہ بھی ملعون ہے، مگر اللہ کی یاد اور جو اس کے مثل ہے یا عالم یا علم سیکھنے والا۔

اس حدیث کے سمجھنے میں اس امر کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ اللہ کی یاد میں اور اس کے مثل میں تمام نیک کام داخل ہو جاتے ہیں اور صرف دنیائے مذموم ہی ملعون قرار پاتی ہے جو انسان کو اپنی محبت میں فریفتہ کر کے جمیل مطلق کی محبت سے باز رکھتی ہے اور ارتکاب محارم پر جری کرتی ہے۔ (بشکریہ مجلّہ معارف اعظم گڑھ بحوالہ ماہنامہ رحیق، اکتوبر ۱۹۵۸، ص ۹۲ تا ۱۰۵)

ماہنامہ رحیق لاہور ربیع الثانی ۱۳۷۸ھ، مطابق نومبر ۱۹۵۸ء شمارہ نمبر ۴
ترسیل زر کا پتہ منیجر ماہنامہ ''رحیق'' المکتبۃ السّلفیہ شیش محل روڈ۔ لاہور

مدارج سلوک و طریقت دوسری قسط

(از جناب ڈاکٹر میر ولی الدین صاحب صدر شعبہ فلسفہ جامعہ عثمانیہ)

مشائخ طریقت کے اقوال:۔ ان احادیث سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے بعثت کا مقصود ہی یہ ہے کہ خلق اللہ کو دنیا کی طرف سے پھیر کر آخرت کی طرف متوجہ کریں ہم نے اوپر چند آیات قرآنی و احادیث نبوی سے استشہاد کیا ہے آخر میں مشائخ طریقت کے چند اقوال اس باب میں پیش کرتے ہیں۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کا فرمان:۔ ''طالت فكرتي في هذه الاية انا جعلنا ما على الارض زينة لها لنبلوهم ايهم احسن عملا وانا لجا علون ما عليها صعيدا جرزا'' (کہف) یعنی اس آیت پر میں بہت فکر کرتا ہوں کہ جو کچھ زمین پر ہے، ہم نے اس کو اس کی زینت کے لئے اس لیے بنایا ہے تا کہ لوگوں کو جانچیں کہ ان میں سے کون اچھا کام کرتا ہے اور ایک روز اس سب کو چھانٹ کر چٹیل میدان بنا دیا جائے گا۔

اس سلسلہ میں ایک روز ابن عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ سے پوچھا کہ احسن عملاً کون لوگ ہیں؟ فرمایا:

''احسنكم عقلا و اورعكم عن محارم الله واسرعكم في طاعة سبحانه''۔ یعنی جس کی سمجھ اچھی ہو حرام سے زیادہ پرہیز کرے اور حق تعالیٰ کی فرمانبرداری کی طرف زیادہ جھپٹے۔

اس آیت کریمہ کا جس پر حضرت فضیل رحمہ اللہ زیادہ غور کیا کرتے تھے یہی مفہوم ہے کہ جولوگ دنیا کے بناؤ سنگھار پر ریجھ رہے ہیں وہ خوب سمجھ لیں کہ انکا یہ رزق برق زیادہ دنوں باقی رہنے والی چیز نہیں دنیا کے زمینی ساز وسامان خواہ وہ کتنے ہی جمع کر لیں اور مادی ترقی سے ساری زمین کو لالہ وگلزار کیوں نہ بنادیں جب تک ہدایت ربانی ودولت روحانی سے تہی دست رہیں گے سرود وطمانیت ابدی ونجات وفلاح سے ہم آغوش نہیں ہوسکتے۔آخری ودائمی کامیابی صرف ان کے لئے ہے جومولائے حقیقی کی خوشنودی پر دنیا کی ایک زائل وفانی خوشی کو قربان کر سکتے ہیں اور راہ حق کی جادہ پیائی میں کسی صعوبت سے نہیں گھبراتے نہ دنیا کے بڑے بڑے طاقت ور جباروں کی تخویف وترہیب سے ان کا قدم ڈگمگاتا ہے۔

بصیرت باطن سے رہنمائی:۔ مشائخ طریقت نے دنیا کی مثال سایہ سے دی ہے سایہ متحرک ساکن ہے یعنی حقیقت میں متحرک اور ظاہر میں ساکن اس کی حرکت ظاہری نگاہ سے نہیں محسوس ہوتی بلکہ بصیرت باطن سے دریافت ہوتی ہے ایک مرتبہ دنیا کا ذکر حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے سامنے کیا جارہا تھا آپ نے فرمایا:۔ احلام نوم اکظل زائل ان للبیب بمثلھا لایخدع

یعنی دنیا کی مثال خواب کی سی ہے یا زوال پذیر سایہ کی سی عقلمند اس جیسی چیز سے دھوکا نہیں کھاتا!

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ یہ شعر اکثر پڑھا کرتے تھے۔ یا اھل اللذات دنیا لابقاء لھا ان اغترار بظل زائل حمق

اے لذات دنیا کے پرستارو دیکھلوان کی بقا نہیں، زوال پذیر سایہ سے دھوکا کھاجانا حماقت ہے!

ایک بزرگ کا خواب:۔ کہتے ہیں کہ ایک زاہد نے خواب میں دنیا کو ایک باکرہ کی شکل میں دیکھا اور حیرت زدہ ہوکر اس سے پوچھا کہ تو باوجود اس حسن وزینت کے اور باوجود ہزاروں شوہر رکھنے کے باکرہ کیسے رہ سکی؟ دنیا نے کہا کہ کیا میں تجھ سے سچی بات کہہ دوں؟ سچ تو یہ ہے کہ حقیقت میں کسی مرد نے میری طرف توجہ ہی نہیں کی اور سینکڑوں نامرد میری طرف لپکتے رہے اسی وجہ سے میری دوشیزگی قائم ہے کسی شاعر نے اس چیز کو ان ابیات میں پیش کیا ہے۔

زاہد شد بخواب در فکرے دید دنیا بصورت بکرے
گفت زاہد کہ تو بزینت وفر بکر چونی بکثرت شوہر؟
گفت دنیا کہ باتو گویم راست کہ مرا ہر کہ مرد بود نخواست
آنکہ نامرد بود خواست مرا ایں بکارت ازاں بجاست مرا

آخر میں عمر خیام کا عقل سے جو مکالمہ ہوا ہے وہ دلچسپ ہے اور اس سلسلے کے بعض حقائق کا انکشاف کرتا ہے۔

دوش باعقل در سخن بودم کشف شد بر دلم مثالے چند
گفتم اے مایہ ہمہ دانش دارم الحق بتو سوالے چند
چیست ایں زندگانی دنیا گفت خوابیست یا خیالے چند
گفتم ازوے چہ حاصل است بگو گفت درد سر دوبالے چند
گفتم ایں نفس کے شود رامم گفت چوں یافت گوشمالے چند
گفتم اہل ستم چہ طائفہ اند گفت گرگ وسگ شغالے چند
فتم ایں بحث اہل دنیا چیست؟ گفت بیہودہ قیل و قالے چند
گفتم اہل زمانہ درچہ فن اند؟ گفت درد بند جمع لالے چند

گفتم چیست کد خدائی؟ گفت ساعتے عیش و غصہ سالے چند
گفتم اورا مثال دنیا چیست گفت زالے کشیدہ خالے چند
گفتمش چیست گفتہ ہائے خیام گفت پندست حسب حالے چند

ترک دنیا کا مطلب:۔ تصفیہ قلب کیلئے ان حقائق ودقائق پر غور کرنا ضروری ہے جن کا اوپر ذکر ہوا۔ صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے عمدہ مقامات سے ترک دنیا کا اسی معنی میں سبق ہے جس کا اوپر ذکر کیا گیا صوفیہ نے نہایت خوبی سے ہماری توجہ حق تعالیٰ کی اس نصیحت کی طرف مبذول کی ہے کہ ''یا یھاالناس ان وعد اللہ حق فلا تغرنکم الحیوۃ الدنیا ولا یغرنکم باللہ الغرور''(لقمان، آیت ۳۳)

لوگو! بے شک خدا کا وعدہ سچا ہے، سوتم کو نہ بہکائے دنیا کی زندگی اور نہ دھوکا دے تم کو اللہ کے نام سے وہ دغا باز (شیطان)۔

دنیا مطلب تا ہمہ دینت باشد! دنیا طلبی نہ ان نہ اینت باشند!

جوشخص دنیا اور اس کے ساز وسامان کو شیطان (الغرور) کے راہ کا آلہ کار بناتا ہے اور اپنا تمام وقت نفس امارہ کی لذتوں کے حصول میں صرف کرتا ہے وہ ایک اندھا جاہل ہے جس کو دوسرے عالم کی خبر نہیں اور اسی جنس کے اندھوں کے متعلق قرآن کریم نے کہا ہے: ''یعلمون ظاھرا من الحیواۃ الدنیا وھم عن الاخرۃ ھم غافلون'' (الروم) یہ لوگ حیات دنیا کے ظاہر کو جانتے ہیں اور آخرت سے غافل ہیں۔

حق بات صرف اتنی ہے کہ حق تعالیٰ نے اس دنیا کو باطل اور بے معنی نہیں پیدا کیا ''ربنا ما خلقت ھذا باطل'' (ال عمران) کائنات کا یہ عظیم الشان کارخانہ بیکار نہیں جس کا کوئی مقصد نہ ہو یقیناً ان عجیب وغریب حکیمانہ انتظامات کا سلسلہ کسی عظیم وجلیل نتیجہ پر مبنی ہونا چاہیے اور وہ آخرت ہے جو فی الحقیقت دنیا کی موجودہ زندگی کا آخری نتیجہ ہے۔

یہ ساری عظیم الشان کائنات، سموات الارض انسان ہی کیلئے پیدا کی گئی ہے اور انسان کے تابع بنائی گئی ہے جیسا کہ قرآن کریم اعلان کرتا ہے۔ ''ھوالذی سخر لکم ما فی السموات وما فی الارض جمیعاً'' (جاثیہ)

یعنی حق تعالیٰ نے اپنی قدرت وحکم سے جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے انسان کی خدمت گزاری میں لگا دیا ہے۔

صوفیائے کرام رہبانیت نہیں سکھاتے:۔ ظاہر ہے کہ اگر انسان اس دنیا اور کائنات کی چیزوں کو استعمال نہ کرے اور ان سے بھاگ کر جنگلوں اور پہاڑوں کو آباد کرے تو اس دنیا کو پیدا کرنے کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے اور وہ محض باطل بن کر رہ جاتی ہے اسی لیے اسلام رہبانیت نہیں سکھلاتا قرآن کریم میں رہبانیت پر نکیر وارد ہوئی ہے۔ ''رھبانیۃ ن ابتدعوھا ما کتبنا ھا علیھم'' (الحدید) رہبانیت کو انہوں نے ایجاد کیا ہے ہم نے اس کی تعلیم نہیں دی ہے۔

یہ بات بھی اتنی واضح ہے کہ گویا دنیا کو انسان کیلئے پیدا کیا گیا ہے لیکن انسان کو دنیا کیلئے نہیں پیدا کیا گیا کہ اس میں غرق ہو کر مرکھپ جائے بلکہ وہ کسی اور اعلیٰ مقصد کیلئے پیدا کیا گیا ہے قرآن نے اس اعلیٰ مقصد کو ان الفاظ میں پیش کیا ہے۔ ''ماخلقت الجن والا نس الالیبعدون'' (الذاریات) ہم نے جن وانس کو نہیں پیدا کیا مگر اس لیے کہ عبادت کریں۔ اور حدیث میں اسی چیز کو یوں ادا کیا گیا ہے۔

''الدنیا خلقت لکم وانتم خلقتم للاخرۃ''۔ دنیا تمہارے لیے پیدا کی گئی ہے اور تم آخرت کے لئے پیدا کئے گئے۔

لہٰذا قرآن کریم کی رو سے دنیا کا ترک کرنا اس سے بھاگنا یا رہبانیت اختیار کرنا قطعاً درست نہیں بلکہ دنیا انسان کیلئے ہے اور انسان خدا اور آخرت کیلئے یعنی خدا کے احکام ومرضیات کے مطابق دنیا کو استعمال کرنا تاکہ دوسری زندگی یا آخرت جس کیلئے ہم پیدا کیے گئے ہیں اس کی نجات وکامیابی حاصل ہو۔ خلاصہ یہ ہے کہ مسلمان کا کام نہ تارک الدنیا بننا ہے اور نہ عاشق دنیا وہ دنیا دار ہے لیکن دنیا پرست ہرگز نہیں!

دنیا جیب میں ہو، نہ کہ دل میں:۔ تصفیۂ قلب کے معنی اس وضاحت کی روشنی میں یہ قرار دیئے جاسکتے ہیں کہ انسان اپنی تمام خواہشوں اور تمام طاقتوں اور دنیا کی تمام چیزوں پر تصرفات کو حق تعالیٰ کے احکام ومرضیات اور ان کے محبت کے تابع کردے۔ تصفیۂ قلب

کیلئے اس امر کی اجازت نہیں کہ وہ دنیا اور اس کے سارے تعلقات کو ترک کر دے۔ نہ اس کی اجازت ہے کہ اصولاً نکاح اور اہل وعیال ترک کر دے اور نہ اس کی اجازت ہے کہ اپنے جسمانی وذہنی قوتوں کو کمزور وفنا کر دے بلکہ تصفیۂ قلب کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنے تمام قوائے جسمانی وذہنی کو تمام تر حق تعالیٰ کی ہدایت اور رہنمائی کے ماتحت کر دے، یعنی دنیا کی چیزوں کو جس حد تک اور جس طریقہ سے استعمال کرنے کا حق تعالیٰ نے حکم دیا ہے استعمال کرے اور اپنی قوتوں اور خواہشوں کو بھی احکام الٰہی کے مطابق کام میں لائے۔ یعنی اہل وعیال کے تعلقات، ملازمت و کسب معاش تجارت وصنعت حرفت میں پڑ کر بھی ان حدود کو قائم و برقرار رکھے جو ان چیزوں کے متعلق مرضیات الٰہیہ نے قائم کئے ہیں اور ان کا سرانجام صرف رضائے حق کیلئے ہو اور حق تعالیٰ کے سوا کوئی چیز مطلوب ومحبوب نہ ہو۔

اعتدال پسندی صوفیاء کا شیوہ:۔ قرآن کی تعلیم نہ شکست خوردہ ذہنیت (defeatism) پیدا کرتی ہے نہ جمود خمود (quictism) ایک طرف یہ دنیا پرستی (cecularism) سے روکتی ہے تو دوسری طرف ترک دنیا ورہبانیت سے منع کرتے ہے ایک طرف وہ دنیا کی محبت اور مالا یعنی کے اشتغال سے ہمیں روکتی ہے اور دوسری طرف عبادات میں تشدد اختیار کرنے سے بھی منع کرتی ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ''هلك المتنطعون هلك المتنطعون هلك المتنطعون'' (رواه مسلم) یعنی تشدد کرنے والے ہلاک ہو گئے، تشدد کرنے والے ہلاک ہو گئے، تشدد کرنیوالے ہلاک ہو گئے۔

کسی موقع پر آپ ﷺ نے کیا خوب ارشاد فرمایا ہے: ''ان الدين يسر ولن يشاد الدين احد الاغلبه فسددوا وقاربوا وبشروا و استعينوا بالغدوة الروحة وشي من الدلجة'' (رواه البخاري) ''وفي راوية سددواد قاربوا وغدوا و روحوا شي من الدلجة القصد القصد تبلغوا''۔ یعنی دین (یعنی دین کے احکام) آسان ہیں اور جو شخص دین میں تشدد کرتا ہے وہ مغلوب ہو جاتا ہے صراط مستقیم کو مضبوط پکڑو اور میانہ روی اختیار کرو اور بشارت حاصل کرو۔ اور اول دن کے اور آخر دن کے اور پچھلی رات میں عبادت کرنے پر اعانت طلب کرو (اس کی ایک روایت میں یوں آیا ہے) صراط مستقیم کو مضبوط پکڑو اور میانہ روی اختیار کرو اور دن کے آخر دن کے اور پچھلی رات میں عبادت کرو میانہ روی اختیار کرو تو مقصد کو پہنچ جاؤ گے۔

حدیث میں ''غدوه'' (پہلے پہر کا چلنا) ''روحه'' (پچھلے پہر کا چلنا) ''دلجه'' (پچھلی رات) استعارے اور تمثیل ہیں اور اس کے معنی یہ ہیں کہ حق تعالیٰ کی عبادت پر اپنے نشاط وآرام اور دل کی فراغت کے وقت تم اس کی امداد واعانت طلب کیا کرو تا کہ عبادت میں لذت حاصل ہو اور ماندگی نہ ہو اور اپنے مقصد کو پہنچ جاؤ۔ جس طرح دانا مسافر ان ہی وقتوں میں چلتا ہے اور اپنے آپ کو اپنی سواری کو دوسرے وقتوں میں آرام دیتا ہے اس طرح بلا رنج وتعب مقصد تک پہنچ جاتا ہے۔

''الدين يسر''، فرما کر حضور انور ﷺ نے یہ واضح فرما دیا کہ جس شریعت پر عمل کا خدا نے حکم دیا ہے اس کے احکام آسانی اور سہولت پر مبنی ہیں اور ''لن يشاد الدين'' سے یہ سمجھانا مقصود ہے کہ جو شخص دین کے کام میں اپنے نفس پر غیر ضروری امور میں تشدد کرتا ہے جیسا کہ راہب کیا کرتے ہیں تو وہ بالآخر ان کے ادا کرنے سے عاجز اور لاچار ہو جائے گا اور چھوڑ بیٹھے گا۔

نفس پر حقوق:۔ اسی قصد یا میانہ روی کے اصول کی وضاحت میں یہ فرمایا گیا: ''ان لربك عليك حقا وان لنفسك عليك حقا ....الخ'' یعنی تیرے رب کا تجھ پر حق ہے، تیرے نفس کا تجھ پر حق ہے، اور تیری عورت کا تجھ پر حق ہے۔ تو ہر ایک حقدار کا حق ادا کر۔

نفس کے حق سے مراد وہ چیز ہے جو عبادت پر اعانت کا سبب بنے۔ حق نفس وحظّ نفس میں فرق ضروری ہے یہ دونوں ایک دوسرے کی ضد ونقیض ہیں نفس کا حق ادا کرنا مامور بہ ہے اور ہوائے نفس کا اتباع منہی عنہ ہے۔ تصفیہ قلب کے مجاہدہ کے سلسلہ میں اس فرق کا پیش نظر رہنا ضروری ہے ورنہ انسان ہوائے نفس میں مبتلا ہو کر یہ سمجھتا ہے کہ وہ صرف حق نفس ادا کر رہا ہے اور ہلاک ہو جاتا ہے۔

نفس کی مخالفت کی غرض:۔ نفس اور ہوائے نفس کی مخالفت کی غرض موافقت حق ہے جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"حتی یکون ھواہ تبعا لماجئت بہ" یعنی یہاں تک کہ اس کی خواہش اس کے تابع ہو جائے جس کو میں لایا ہوں۔

اگر نفس بغیر کسی مجاہدہ کے حق کے ساتھ موافقت کرتا ہے اور ہویٰ تابع ہو جاتی ہے تو یہ بہت ہی کامل چیز ہے، حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے فرمایا: "اذا وفق النفس الحق فذلك شهد بالذبد" یعنی اگر ہوائے نفس موافق حق ہو جائے تو یہ حالت شہد اور مسکہ سے مشابہت رکھتی ہے جو آپس میں مل جاتے ہیں مثلاً اگر کسی لڑکے کے والدین اس کو حلوا کھانے کا حکم دیتے ہیں اور نان جویں کھانے سے منع کرتے ہیں تو اس کیلئے حلوہ کھانا اور لذت اٹھانا روٹی کھانے اور ترک لذت سے زیادہ فائدہ بخش ہے۔

مشائخ شاذلیہ کا انداز تربیت:۔ مشائخ شاذلیہ رحمہم اللہ کا طریقہ یہ رہا ہے کہ وہ طالب یا مرید کی ہدایت و تربیت اس کی طبیعت سے موافقت اور اس کی آسانی و راحت کا خیال رکھ کرتے ہیں جس حالت میں وہ ہے اس سے فوراً باہر نکال لانے کی کوشش نہیں کرتے اور نہ مجاہدہ اور ریاضت میں تشدد کرتے ہیں، اس کو ایسے اشغال بتاتے ہیں جو اس کے مزاج کے موافق اور طبیعت کے مناسب ہوتے ہیں اس طرح بتدریج و آسانی اور راحت و آرام کے ساتھ منزل مقصود تک پہنچا دیتے ہیں، ان اکابر رحمہم اللہ کا یہ ارشاد ہے کہ جس کا سلوک الی اللہ اس کی طبیعت و مشاکلہ کے موافق ہوتا ہے اس کیلئے وصول الی اللہ بھی سہل ہوتا ہے اور جو شخص حرکت طبعی کے خلاف چلتا ہے، حیز طبعی سے اس کا بعد اتنا زیادہ ہوگا۔ اس کی سیر الی اللہ اتنی ہی سست ہوگی۔ اور وصول میں اتنی ہی دیر ہوگی۔ چنانچہ شیخ ابن عطاء، سکندری رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے۔

"لاتاخذ من الاذکار الاما یعنیك القوی النفسانية عليه لحبه"۔ یعنی اذکار میں صرف ان ہی کو اختیار کرو جو تمہاری نفسانی قوتوں کو حق کی محبت حاصل کرنے میں مدد کرتے ہیں۔

سلسلہ شاذلیہ میں مرشد کو ہدایت:۔ یہ "لن یشاد الدین الا غلبه" کی تنبیہ کو پیش نظر رکھ کر کہا گیا ہے اور اسی ہدایت کے پیش نظر شیخ ابوالحسن شاذلی رحمہ اللہ نے جو سلسلہ شاذلیہ کے امام ہیں فرمایا ہے کہ" الشيخ من دلك على راحتك" یعنی شیخ وہ ہے جو تیری راحت کی طرف راہنمائی کرے اور یہ پیروی ہے اس ارشاد نبوی ﷺ کی "ان الدین یسرا" اور اس حدیث کی "یسر واولاتعسروا" (نرمی اختیار کرو سختی نہ برتو) آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ جس شخص نے دنیا کی طرف تیری راہنمائی کی اس نے تیرے حق میں خیانت کی اور جس نے تجھے سخت مجاہدہ اور ریاضت کی تاکید کی اس نے تجھے رنج و تعب میں مبتلا کیا اور جس نے تجھے خدا کا راستہ بتلایا وہ درحقیقت تیرا ناصح اور خیر خواہ ہے۔

مرشد کامل کا اعجاز:۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پیر یا مرشد وہی شخص ہے جس کے ہاتھ میں وہ اعجاز ہو کہ دنیا والوں کے نفوس کو جو حقیقت کو لہو و لعب سمجھتے اور بزدل اور بیہودگی کو جدوسعی سے ملادے اپنی قوت اپنے تصرف سے توڑ کر رکھ دے اور اپنے قہر اعجاز سے ان پر نفس کی دنیا تنگ کردے یہاں تک کہ ان پر زمین باوجود اپنی کشادگی کے تنگ ہو جائے اور وہ سمجھ جائیں کہ اللہ کے سواء انہیں کہیں پناہ نہ ملے گی۔

"حتی اذا صاقت علیھم الارض بما رحبت وضاقت علیھم انفسھم وظنواان لا ملجا من الله الا الیه" (توبہ ۱۴۰)

یہاں تک کہ جب تنگ ہو گئی ان پر زمین باوجود کشادہ ہونے کے اور تنگ ہو گئیں ان پر ان کی جانیں اور سمجھ گئے کہ پناہ نہیں اللہ سے مگر اسی کی طرف۔

روئے زمین زتیرگی منکران عشق محتاج شست دشوی وگرشاد کجاست نوح!

ریاضت و مجاہدہ کے لئے شیخ کامل کی ضرورت:۔ اہل بصیرت کے ہاں یہ مسلم ہے کہ ریاضت و مجاہدہ شیخ کامل کی تعلیم ہی سے مفید ہوتا ہے عادت اللہ یہی نظر آتی ہے کہ معنوی نجاستوں سے تطہیر اور نماز اور تمام عبادتوں میں حضور و خشوع اس وقت تک میسر نہیں ہوتا جب تک شیخ کامل کی ہدایت میں راہ سلوک طے نہیں کی جاتی وہ شیخ کامل جو علاج نفسانی اور حکمت و معاملات سے علماء ذوقاً و تجربۃً واقف ہو اگر اخلاق ذمیمہ کا مریض فن اخلاق کی کتابیں پڑھتا اور ان کو یاد کر لیتا ہے تو یہ نہیں سمجھا جا سکتا کہ وہ شیخ کی تربیت سے مستغنی ہو گیا جس طرح امراض جسمانی کا مریض طب کی کتابیں پڑھ کر اپنا علاج نہیں کر سکتا۔

مرشد کی سرپرستی واجب ہے:۔ چنانچہ شعرانی رحمہ اللہ نے انوار قدسیہ میں لکھا ہے کہ اہل طریق کا اس امر پر اتفاق ہے کہ راہ سلوک

کے طے کرنے کیلئے شیخ کی راہنمائی ضروری اور واجب ہے تا کہ انسان سے وہ صفات دور ہوں جو حضرت رحمان کی بارگاہ میں رسائی سے مانع ہوتے ہیں اس کی نماز کی تصحیح ہو جائے اور عبادات میں خشوع وخضوع پیدا ہو، اس میں کوئی شک نہیں کہ امراض باطن کا علاج واجب ہے کیونکہ قرآن کی آیات اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث ان امراض باطن کی تحریم اوران کی عذاب کی وعیدوں سے بھری پڑی ہیں اس لیے اگر ان صفات رذیلہ سے نجات حاصل کرنے اور تزکیہ وتصفیہ قلب کے لئے شیخ کامل کی پیروی نہ کی جائے تو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی لازم آتی ہے۔

مرشد کے بغیر کامیابی مشکل ہے:۔ اگر بغیر شیخ کے خود اپنی ذاتی کوشش سے وہ ان صفات کو دور کرنا چاہے گا تو وہ کامیاب نہ ہوگا اس کی مثال بعینہ اس شخص کی سی ہوگی جو طب کی کتابوں کو تو حفظ کر لیتا ہے لیکن مرض کا صحیح اور موزوں نسخہ تجویز نہیں کر سکتا اور نہ مریض کے خاص حالات کے لحاظ سے اس کے مرض کو پہچان کر علاج کر سکتا ہے ہمیشہ سے سنت اللہ یہی رہی ہے کہ زندہ سے زندہ کو فیض پہنچتا ہے اور چراغ سے چراغ روشن ہوتا ہے۔ ”ولن تجد لسنة الله تبديلا“ اسی لیے کہا گیا ہے۔”اصبحوامع الله فان لم تستطيعوا ان تصبحوا مع الله فاصبحوا مع من يصحب مع الله حتى يوصلكم الى الله عزوجل“

اللہ کیساتھ صحبت رکھو اگر اللہ کے ساتھ صحبت اختیار کرنے پر قادر نہ ہوتو پھر اس کی صحبت اختیار کرو جو اللہ کی صحبت میں رہتا ہے یہاں تک کہ تم بھی اللہ عزوجل کی صحبت میں پہنچ جاؤ۔ اسی چیز کو مولانائے روم رحمہ اللہ نے مثال کے ذریعے یوں سمجھایا تھا۔

ہیچ آہن خود بخود تیغے نہ شد ہیچ چیزے خودبخود پیدا نہ شد
تا غلام شمس تبریزے نہ شد مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم

خواجہ خواجگان نقشبند رحمہ اللہ کی نصیحت:۔ اور خواجہ خواجگان نقشبند رحمہ اللہ نے نصیحت فرمائی تھی:

راہ بروں بے دلیل راہ بر نیست ممکن دررہ عشق اے پسر

مرشد باکمال کشادگی فیض کا ذریعہ:۔ اس لیے ضروری ہے کہ آئینہ دل کو ایسے صاحب جمال کے روبرو رکھا جائے جس کا دل زندہ اور مشاہدہ الٰہی کے شرف سے مشرف ہو چکا ہے اسی صورت میں اس صاحب جمال کے دل کے آئینہ پر جو کچھ ہوتا ہے ہمارے آئینہ دل میں منطبع ہو جاتا ہے اور راہ فیض کشادہ ہو جاتی ہے اور ہم چیخ اٹھتے ہیں۔

سالہا در پے مقصود بجہاں گردیدیم دوست در خانہ وما گرد جہاں گردیدیم

تصفیہ قلب مشاہدہ الٰہی کا ذریعہ:۔ تصفیۂ قلب ہی کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ دل ہی میں تو ہیں اور ہم ان سے غافل ہیں وہ ہر آن حاضر ہیں اور ہم ان سے غائب:

تو ازسیہ گلیمی بوے ازاں نہ دیدی آں نافہ راکہ جستی ہم باتو درگلیم است

اللہ کہاں ملے گا........؟:۔ کہا جاتا ہے کہ داؤد علیہ السلام نے اپنی مناجات میں حق تعالیٰ سے پوچھا کہ حق تعالیٰ! میں تجھے کہاں تلاش کروں؟ فرمایا!''انا عند منكسرة قلوبهم لاجلى "یعنی جو قلوب غروب خودی سے شفا پا کر اور تن پروری وشہوات نفس سے رہائی پا کر حق تعالیٰ ہی کیلئے ٹوٹ چکے ہیں ان کے پاس۔ چیزے کہ تو جویاں نشان ادی! باتست ہمی تو جائے دگیر جوی!

جب قلب کو معاصی سے مجوب اور غیر حق سے مملو کر دیا جاتا ہے تو پھر یہ چشمہ آب حیات مٹی سے بھر جاتا ہے اور خشک ہو جاتا ہے۔

آں چشمہ کہ زاں خضر خورد آب حیات باتست ولیکن بگل اپناشتہ

کثرت ذکر تصفیۂ قلب کا ذریعہ:۔ اہل بصیرت رحمہم اللہ نے تصفیۂ قلب کیلئے ذکر الٰہی کو سب سے زیادہ مؤثر طریقہ قرار دیا ہے تمام عبادات کو مقصود الٰہی ہے اور ذکر دوام ہی سے حق تعالیٰ سے انس ومحبت پیدا ہوتی ہے اور دنیا کی محبت سے قلب کا تخلیہ ہو جاتا ہے، اصل مسلمانی کلمہ لا الہ الا اللہ ہے اور یہ عین ذکر ہے اور دوسری تمام عبادتیں اسی ذکر کی تاکید ہیں۔ نماز کی روح کیا ہے؟ یہی ذکر اسی کا بہ سبیل ہیبت و

تعظیم قلب میں تازہ کرنا! روزوں سے مقصود شہوتوں کا توڑنا ہے کیونکہ جب دل شہوتوں کی نجاست سے پاک ہوجاتا ہے تو ذکر کی قرارگاہ بن جاتا ہے، حج کا مقصود رب البیت کا ذکر اور اس کی لقاء کا شوق ہے، ترک دنیا و ترک شہوات ذکر ہی کی فراغت حاصل کرنے کی خاطر ہیں ،امر ونہی کا مقصود بھی ذکر ہی ہے اور ذکر کی حقیقت یہ ہے کہ قلب تمام چیزوں کی محبت سے خالی ہوکر اور تمام سے ٹوٹ کر حق تعالیٰ کی طرف راغب ہوجائے اور بفحوائے ''وتبتل الیه تبتیلا'' (المزمل) حق تعالیٰ کی محبت اس قدر غالب ہوجائے کہ کسی دوسری چیز کی طرف التفات نہ کرے اور ہر چیز سے جبی تعلق منقطع ہوجائے اور حق کے سواء کوئی معبود، محبوب ومطلوب باقی نہ رہے۔

مرشد کی نگرانی میں نفی اثبات کا کمال:۔ جب سالک کسی شیخ کامل سے ذکر کی تلقین حاصل کر کے فرائض وسنن کی ادائی کے بعد ہمہ تن ذکر میں مشغول ہوجاتا ہے، نوافل، اذکار وتسبیحات کو چھوڑ کر کلمہ لااله الا الله پر اقتصار کرتا ہے، روز شب بلکہ ہر ساعت، ہر لحظہ اسی ذکر میں منہمک ہوجاتا ہے اور اس کی چیزوں کو بلا محنت جانتا ہے۔ ساری کائنات کے فکر واندیشہ سے فارغ ہوجاتا ہے اور ہر حالت اور ہر وقت اسی ذکر سے تعلق رکھتا ہے تو اس کے قلب سے حجابات اُٹھ جاتے ہیں اور یہ حجابات قلب پر صور کونیہ کا انتعاش کا نتیجہ ہیں ذاکر لااله کی تیغ بے نیام سے محدثات کون کی نفی کرتا ہے تمام خاطر وہوا جس کی نفی کرتا ہے اور الا اللـــه سے وجود قدیم حضرت حق جل ذکرہ کو بنظر لقاو مقصود ومطلوب مشاہدہ کرتا ہے، ہر اس چیز کی جس سے دل کو لگایا ہے نفی کرتا اور اس کو باطل قرار دیتا ہے اور اس کی جگہ کلمہ اثبات سے محبت حق کو قائم کرتا ہے یہاں تک کہ تدریجی طور پر قلب اپنی تمام محبوب و مالوف چیزوں سے فارغ وخالی ہوجاتا ہے اور حقیقت توحید ذاکر کے قلب میں راسخ ہوجاتی ہے، اس کی چشم بصیرت کھل جاتی ہے، اب اس کیلئے عقل وتوحید میں کوئی تناقض باقی نہیں رہتا اور اس وقت حقیقت ذکر لازم قلب ہوجاتی ہے حقیقت ذکر اور جوہر قلب ایک ہوجاتے ہیں اسی حالت کو شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ نے تجویر قلب سے تعبیر کیا ہے، غیر حق کا کوئی خیال واندیشہ قلب میں باقی نہیں رہتا، ذاکر ذکر میں اور ذکر مذکور میں فناء ہوجاتا ہے اور قلب زحمت غیر سے فارغ ہوجاتا ہے اور بفحوائے ''لا یسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدی المومن'' میری زمین اور میرے آسمان میری سمائی نہیں لیکن میرے مومن بندے کے قلب میں میری سمائی ہے تو جمال سلطان ''الا الله'' تجلی کرتا ہے اور خاصیت ''کل شی هالك الاوجهه'' آشکارا ہوجاتی ہے۔

کیفیت فنا وسیر الی اللہ:۔ یہ ہے تصفیہ قلب اور اس کا انجام صوفیہ اسی حالت کو فنا یا نیستی سے یاد کرتے ہیں اور سیر الی اللہ کی نہایت قرار دیتے ہیں۔

چیست معراج فلک ایں نیستی — عاشقاں را مذہب ودیں نیستی
ہیچ کس راتا نگر دداو فنا — نیست رہ دربار گاہ کبریا (رومی)

یہ راہ رفتن ہے راہ گفتن نہیں اس کے بیان کرنے میں کوئی فائدہ نہیں! اہل اللہ نے اس سلسلہ میں جو کچھ بھی کہا یا لکھا ہے وہ طالب حق کی ترغیب وتشویق کیلئے ہے۔

اس پاک ومصفی قلب کے متعلق صاحب روح الارواح نے حق تعالیٰ کے خطاب کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے'' حق تعالیٰ با قوالب سخن از ربوبیت گفت و باقلوب حدیث کرد که اے قوالب خدایم دا اے قلوب من دوستم ....اے قوالب در تعب باشید که ربوبیت ازعبودیت تقاضا می کند واے قلوب در طرب باشید شمادر حقائق مجاہدات واے قلوب شمادر حقائق مشاہدات ! اے قوالب شما طاعت رہا بکنید واے قلوب شما طاعت تنہا مکنید ! اے قوالب برنج باشدواے قلوب برسر گنج باشید :

(منقول از شمائل اتقیا از شیخ رکن الدین دبیر کاشانی خلدآبادی رحمہ اللہ) مطبوعہ اشرف پریس حیدرآباد دکن ۱۳۴۷ھ)

امام غزالی رحمہ اللہ اور زہد عارفاں:۔ چنانچہ امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اظہار سخاوت یا طلب آخرت کے سوا کسی اور سبب سے دنیا ترک کرتا ہے اس کو زاہد نہیں کہا جاسکتا بلکہ دنیا کو آخرت کیلئے بیچنا بھی اہل کرامت کے نزدیک زہد ضعیف ہے۔ عارف وہ ہے جو

آخرت کو بھی اس طرح اپنی نظروں کے سامنے سے اٹھا دیتا ہے جس طرح کہ دنیا اور دنیا و آخرت سے سوا حق تعالیٰ کے اس کا کوئی مقصود مطلوب نہیں ہوتا اور حق تعالیٰ کے سوا ہر شے اس کی نظر میں حقیر ہو جاتی ہے یہ ہے زہد عارفاں۔ ہوسکتا ہے کہ یہ عارف ایسا ہو کہ مال سے بھاگتا نہ ہو بلکہ مال حاصل کرتا ہے اور اس کو اپنے محل و مقام پر صرف کرتا ہے اور مستحقین کو دیتا ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جن کے قبضہ میں روئے زمین کی دولت تھی اور ان کا قلب اس سے بالکل فارغ و خالی تھا۔ بلکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرح کہ ایک لاکھ درہم ایک ہی روز میں خرچ کر دیتی ہیں اور اپنے لیے ایک پیسہ کا گوشت بھی نہیں خرید کرتیں ہوسکتا ہے کہ عارف کے ہاتھ میں ایک لاکھ درہم ہوں اور وہ زاہد ہو اور دوسرے شخص کے ہاتھ میں ایک پیسہ بھی نہیں ہوتا اور وہ زاہد نہ ہو۔ کمال یہ ہے کہ نہ دل دنیا سے موٹا اور نہ اس کی طلب میں مشغول رہتا ہوتا ہے اور نہ اس سے بھاگنے میں مصروف، یہ اس وجہ سے کہ وہ دنیا کو نہ دوست رکھتا ہے نہ دشمن جو شخص کسی شے کو دشمن سمجھتا ہے وہ اس میں مشغول ضرور ہوتا ہے بالکل اسی شخص کی طرح جو اس کو دوست سمجھتا ہے کمال تو یہ ہے کہ قلب حق تعالیٰ کے سوا ہر شے سے فارغ ہو جائے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کا زہد:۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کو کسی نے اے زاہد! کے خطاب سے مخاطب کیا آپ نے فرمایا کہ زاہد عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ ہیں کہ مال دنیا ان کے ہاتھ میں ہے اور وہ اس پر قادر بھی ہیں تاہم زاہد ہیں، میرے ہاں تو کچھ نہیں پھر میرا زہد کیسے درست ہوسکتا ہے۔ (ماہنامہ رحیق لاہور، ربیع الاول ۱۳۷۸ھ، مطابق نومبر ۱۹۵۸ء شمارہ نمبر ۴)

نام کتاب:۔ وقائع سید احمد شہید رحمہ اللہ
جمع و ترتیب حسب ارشاد:۔ نواب محمد وزیر خاں بہادر رحمہ اللہ (ٹونک) ناشر:۔ سید احمد شہید اکیڈمی

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضری:۔ حضرت امیر المؤمنین موصوف جب سترہ اٹھارہ برس کے ہوئے تو قصبہ رائے بریلی سے واسطے حصول علوم معرفت الٰہی کی طرف بلدہ مراد شاہجان آباد کے روانہ ہوئے، تب چند روز میں بعد طے منازل اور مراحل کے بیچ خدمت سراپا برکت امام المحدثین رئیس المفسرین قدوہ اہل تمیز حضرت مولانا و مرشدنا شاہ عبدالعزیز مرحوم و مغفور کے پاس پہنچ کر ملاقات سے شرف یاب ہوئے حضرت مولانا ممدوح نے جناب امیر المومنین رحمہ اللہ سے مصافحہ و معانقہ کیا اور اپنے پاس بٹھایا اور پوچھنا احوال کا شروع کیا کہ آپ کہاں سے تشریف لائے۔ حضرت نے عرض کی کہ رائے بریلی علاقہ لکھنو سے۔ فرمایا کس قوم سے ہیں؟ عرض کی قوم سادات سے فرمایا سید ابوسعید اور محمد نعمان سے آپ واقف ہیں؟ عرض کی کہ سید ابوسعید اس خاکسار کے تایا اور سید نعمان چچا حقیقی اس فقیر کے تھے۔ حضرت مولانا ممدوح اٹھے اور دوسرا مصافحہ اور معانقہ کیا اور پوچھا کس واسطے یہ مصیبت سفر دور دراز کی اختیار کی؟ حضرت امیر المؤمنین موصوف نے عرض کی کہ آپ کی ذات ستودہ صفات کو غنیمت سمجھ کر واسطہ طلب اللہ تعالیٰ جل شانہ کے اس خدمت بابرکت میں آیا ہوں، اسوقت تو مولانا ممدوح نے اپنے خادم سے فرمایا کہ سید صاحب کو مسجد اکبر آبادی میں میرے بھائی کے ہاتھ میں دے کر میری طرف سے کہہ دینا کہ ان کا حال میں تم سے وقت ملاقات کے مفصل کہوں گا ان کی مہمان داری اور خدمت گزاری میں حتی الامکان کوتاہی نہ کرنا۔ حضرت امیر المؤمنین موافق ارشاد امام محدثین کے ہمراہ خادم کے مسجد مذکور میں پاس مولوی صاحب موصوف کے تشریف لے گئے اور ان کی ملاقات فرحت آیات سے محظوظ و مسرور ہوئے۔ (وقائع سید احمد شہید رحمہ اللہ ص ۱۱)

سید احمد شہید کی بیعت نقشبندیہ، چشتیہ، قادریہ:۔ بعد گزرنے چند ایام نیک انجام کے شب جمعہ کو اوپر دست مبارک قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین مولانا ممدوح پر فتوح کے شرف بیعت سے بیچ خاندان ہدایت نشان چشتیہ اور نقشبندیہ اور قادریہ کے متشرف ہوئے اور شب و روز حضرت امام المحدثین کے رہنے لگے۔

منازل سلوک یعنی لطائف کی تکمیل:۔ عنایت الٰہی سے چند مدت میں تمام مقامات عام سلوک کے طے فرمائے تفصیل مختصر اس کی

اس طور پر ہے کہ جلسہ اول میں حضرت امام المحدثین نے جناب امیر المومنین رحمہ اللہ کو لطائف ستہ سے لطیفہ قلب کا توجہ دیا اور اس دن اسی پر اکتفا کیا پھر دوسرے دن جلسہ دویم میں باقی لطائف خمسہ یعنی لطیفہ روح، لطیفہ سر، لطیفہ خفی، لطیفہ اخفی اور لطیفہ نفس کا ارشاد فرمایا بعد تیسرے روز جلسہ سویم میں سلطان الذکر بتایا بعد حصول اذکار لطائف ستہ اور سلطان الذکر کے ذکر نفی اثبات کا تعلیم کیا۔ (وقائع سید احمد شہید رحمہ اللہ ص ۱۲)

ولایت انبیاء اور اولیاء میں فرق:۔ جاننا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ جسکو ولایت ولی کی عطا فرماتا ہے وہ شخص شب و روز مجاہدہ اور ریاضت نفس اور صوم وصلوٰۃ اور کثرت نوافل اور خدمت خلائق میں مشغول رہتا ہے اور فاسقوں فاجروں کو بطریق وعظ ونصیحت کے کچھ نہیں کہتا ہے پہچان اس کی یہ ہے کہ گوشہ تنہائی میں مسرور اور نشہ یاد الٰہی میں محمود اور صحبت لوگوں کی سے دور رہتا ہے اس اعمال کو اصطلاح صوفیہ کرام میں قرب بالنوافل کہتے ہیں۔

مشق نفی اثبات کی تلقین:۔ حضرت امام المحدثین رحمہ اللہ نے جناب سید المجاہدین کو بتاکید تمام وتقید کے ارشاد کیا کہ اپنے مکان سکونت میں جا کر ٹھہرو اور جو کچھ اشغال میں نے تعلیم کئے ہیں بعد نماز پنجگانہ میں ان میں مشغول رہو خصوصاً بعد نماز فجر اور عصر کے تسبیح وتہلیل اور مشق نفی واثبات میں اور توجہ روح میں بیچ عالم قدس کے اور بیچ مناجات اور زاری کے جناب خاص میں کسی طور کی تقصیر نہ کرنا۔

مرشد کی خدمت میں فرمائش:۔ موافق ارشاد حضرت امام المحدثین (شاہ ولی اللہ محدث دہلوی) کے جناب امیر المومنین میں لائے اسی ایام مبارک انجام میں کہ ماہ رمضان المبارک کی اکسویں تاریخ حضرت سید المجاہدین نے امام المحدثین کی خدمت میں مشرف ہو کر عرض کیا کہ اس عشرے کی کس رات میں لیلۃ القدر ہوگی کہ اس رات کو جاگوں امام المحدثین نے کہا کہ جس طور سے اور راتوں میں عبادت کرتے ہوئے ان راتوں کو بھی کرو راتوں کو جاگنے سے کیا ہوتا ہے اکثر تا پیاں چوکیدار راتوں کو جگا کرتے ہیں مگر نصیب ان کے سوتے اور اس نعمت سے محروم رہتے ہیں اور جس کو اللہ تعالیٰ یہ نعمت دیتا ہے جگا لیتا ہے۔ (وقائع سید احمد شہید رحمہ اللہ ص ۱۶)

غیبی رہنمائی اور حجاب الابصار کا اٹھ جانا:۔ (مرشد کی) بات سنکر حضرت امیر المومنین چپ رہے اور اپنے مکان پر جا کر جہاں اترے تھے تشریف لائے پھر اسی ماہ مبارک کی ستائیسویں شب کو آپ نے بعد نماز عشاء کے چاہا کہ کچھ دیر بیدار رہیں مگر یکبارگی خواب نے اس طور غلبہ کیا کہ حواس برجا نہ رہے زنام طاقت قبضہ سے جاتی رہی کچھ کوشش وتدبیر اپنی کام نہ آئی بیتاب ہو کر نیتیں خدا تعالیٰ کو سونپ کر سو رہے ہیں کہ پہلی رات کو دو شخصوں نے آپ کو آ کر جگایا آپ آنکھوں کو کھول کر کیا دیکھتے ہیں کہ جناب رسالت مآب سید المرسلین رحمۃ اللعالمین محمد مصطفیٰ ﷺ اور حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ داہنے اور بائیں بیٹھے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اٹھ غسل کر کہ تو جنب ہے۔ حضرت سید المجاہدین نے اسی دم جا کر غسل کیا بعد فراغ غسل کے نزدیک ان دونوں بزرگواروں کے آئے ایک صاحب نے ان سے فرمایا کے اے فرزند آج لیلۃ القدر ہے دعا اور مناجات کرنے سے جناب قاضی الحاجات میں کسی طور قصور نہ کرنا پھر وہ دونوں بزرگوار وہاں سے تشریف لے گئے۔ حضرت سید المجاہدین فرماتے تھے کہ اس رات کو مجھ پر نہایت فضل الٰہی ہوا کہ واردات عجیبہ اور واقعات غریبہ مشاہدہ ہوئے کہ بصارت ظاہری سے ہر شئے کو جس طور سے ہے نظر کرتا تھا میں اور پھر اسی حالت میں دیدہ دل سے جس کو بصیرت باطنی کہتے ہیں تمام شجر وحجر اور دیوار و در کو سجدے میں تسبیح اور تہلیل کرتے ہوئے دیکھا میں نے عجب طور کا مقام حیرت تھا کہ شرح وبیان سے اس کے زبان قاصر ہے اسی دم سر سجدہ میں رکھا میں نے اور بیان شکر الٰہی اور دعا اور مناجات میں کھولی اور اس حالت میں بیہوش اور از خود فراموش رہا میں یہاں تک کہ موذن نے اذان صبح کی کہی دفعتہً آنکھ میری کھل گئی آپ اپنے خوش میں آ گیا، میں نے اٹھ کر وضو کیا اور نماز باجماعت میں شامل ہوا پھر بعد نماز اشراق کے حضرت امام المحدثین کی خدمت میں حاضر ہوا اور بعد سلام مسنون جو کچھ اس رات کو مشاہدہ کیا تھا عرض کیا آپ رحمہ اللہ نے سن کر فرمایا شکر ہے اس قادر مطلق کا جس نے شاہد مقصود سے تم کو ملایا اور حاجت ولی کو روا فرمایا۔ بعد اس کے روز بروز لحظہ بلحظہ آثار ترقی درجات اور نشان علوئے مراتب کے اپنے میں مشاہدہ فرمانے لگے۔ (وقائع سید احمد شہید رحمہ اللہ ص ۱۶)

حضرت سید شاہ صاحب کو خواب میں زیارت نبوی ﷺ

پہلا خواب:۔ سید المجاہدین رحمہ اللہ نے ایک شب خواب دیکھا کہ حضرت سرور عالم ﷺ نے تین خرمے اپنے دست مبارک سے لے کر مجھ کو کھلائے اس وضع سے کہ ایک کے بعد دوسرا اس کے بعد تیسرا میرے منہ میں رکھا جب میں اس خواب سے بیدار ہوا آثار برکات رویائے صادق کے اپنے میں ظاہر پائے اور یہی واقعہ ابتدائے سلوک طریق نبوت ﷺ کے حاصل ہوا۔

دوسرا خواب:۔ اسی طور پر فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ یہ خواب کہ جناب ولایت مآب امیر المومنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے مجھ کو اپنے دست مبارک سے غسل دیا اور خوب سا سنت وضو کیا اور حضرت فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا نے اپنے دست مبارک سے پوشاک فاخرہ مجھ کو پہنائی پس بسبب اس واقعہ کے کمالات طریق نبوت ﷺ کے جلوہ گر ہوئے اور بہت اس طرح کے معاملات عجیبہ اور واقعات غریبہ ظہور میں آئے۔

اللہ جل شانہ کا ہاتھ پکڑ کر نصیحت فرمانا:۔ ایک روز حضرت معبود برحق قادر مطلق جل جلالہ وعم نوالہ نے داہنا ہاتھ سید المجاہدین کا اپنے دست قدرت سے پکڑا اور ایک چیز نہایت عجیب وغریب آپ کے سامنے کر کے فرمایا کہ یہ چیزیں تجھ کو عنایت کرتے ہیں اور سوائے اس کے اور چیزیں بھی عطا کریں گے۔ (وقائع سید احمد شہید رحمہ اللہ ص ۱۸ تا ۱۹)

بیعت کی ابتداء اور غیبی رہنمائی:۔ ایک شخص نے حضرت سید المجاہدین سے درخواست واسطے بیعت کے کیا ان دنوں تک آپ نے کسی سے بیعت لینا نہیں شروع کیا تھا آپ نے اس بات کو قبول نہ فرمایا وہ شخص اس امر میں بہت الحاح وزاری سے پیش آیا آپ نے بطور تسلی اس سے فرمایا خیر دو ایک روز توقف کرو جو کچھ مناسب ہوگا ظہور میں آئے گا۔ پھر وہ حضرت واسطے طلب اور بسیار عجز وزاری کہ عرض کیا کہ خداوندا ایک بندہ تیرے بندوں میں سے چاہتا ہے کہ ہاتھ پر اس ناچیز کے کم تر کے بیعت کرے اور تو نے اس خاکسار بے مقدار کا ہاتھ پکڑا ہے اس دنیا میں جو بندہ کسی بندے کا ہاتھ پکڑتا ہے تو ہمیشہ اپنی دستگیری کا خیال کرتا ہے اور تیرے اوصاف کو ساتھ اخلاق مخلوقات کے کیا نسبت تو بڑوں کا بڑا اور بادشاہوں کا بادشاہ ہے اس معاملے میں کیا منظور ہے جناب باری عز اسمہ سے حکم ہوا کہ جو کوئی تیرے ہاتھ پر بیعت کریں گے اگرچہ کمزور ہوں ہر ایک کو کفایت کروں گا۔ انتہٰی۔ (وقائع سید احمد شہید رحمہ اللہ ص ۱۹)

مراقبے میں ارواح مشائخ سے ملاقاتیں:۔ بعد ظاہر ہونے ان واقعوں کے مذکورہ کے حضرت سید المجاہدین فرماتے تھے کہ جس وقت بیچ عالم مراقبہ کی طرف ارواح مشائخ وہلویہ رحمہم اللہ علیہم کے متوجہ ہوتا تھا میں آپ کو مرتبے میں ان کے اکمل وافضل پاتا تھا چنانچہ ایک روز طرف روح پرفتوح حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ کے متوجہ ہوا میں نے دیکھا کہ ایک چہرہ نورانی سر پر اس قدوۃ الصالحین زبدۃ العارفین کے پھرتا ہے بعد ایک لحظہ کے کیا دیکھتا ہوں کہ اسی طور کے دو چہرے اوپر مجھ خاکسار پر نمودار ہوئے یہ واقعہ دیکھ کر مارے شرم کے گرداب حیرت میں پڑا الٰہی یہ کیسا برعکس معاملہ ہے کہ میں آپ کو کم ترین مریدوں حضرت سے گنتا ہوں ان پر وہ عنایت اور مجھ پر یہ مرحمت اور اسی دم میں آنکھیں کھولدیں میں نے۔ آپ نے اس کے جواب میں خوش ہو کر فرمایا کہ اے فرزندار جمند آثار ولایت نبوت ﷺ یہی ہیں اور یہ تو ابھی ایک مشت نمونہ ہے خبر دار سے ایک اور گلدستہ ہے گلزار سے اس طرح کے آثار بے شمار روز بروز تجھ پر ظاہر ہونے والے ہیں۔

(وقائع سید احمد شہید رحمہ اللہ ص ۲۱)

☆☆☆☆☆

تعلیم وتزکیہ

فاران اکیڈمی

قذافی سٹریٹ ◎ ۱۷، اُردو بازار لاہور

جملہ حقوق محفوظ
قاسم محمود
فاران اکیڈمی ۱۷۔ اردو بازار لاہور نے
باجازت ورثائے سید ابوبکر غزنوی مرحوم شائع کی
اشاعت ثانی : جولائی ۱۹۹۵
تعداد اشاعت: ۶۰۰
قیمت :

اہل حدیث کانفرنس ماموں کانجن

میں

حضرت مولانا پروفیسر سید ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

سابق وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

کا

خطاب

فاران اکیڈمی

قذافی سٹریٹ ◎ ۱۷، اُردو بازار لاہور

جملہ حقوق محفوظ
قاسم محمود
فاران اکیڈمی ۱۷۔ اردو بازار لاہور نے
باجازت ورثائے سید ابوبکر غزنوی مرحوم شائع کی
اشاعت ثانی : جولائی ۱۹۹۵
تعداد اشاعت: ۶۰۰
قیمت :

نام کتاب:۔ تعلیم وتزکیہ........ تقریر:۔ سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ
فاران اکیڈمی قذافی سٹریٹ ۱۷۔ اردو بازار لاہور (پاکستان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیش لفظ

ہر جمعرات مجالس ذکر کا انعقاد: احباب جانتے ہیں کہ حضرت مولانا سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ کے ہاں ہر جمعرات مجلس ذکر منعقد ہوتی تھی۔ مجلس ذکر کا یہ معمول تھا کہ موسم سرما ہو یا گرما سورج غروب ہونے سے بیشتر پون گھنٹہ مجلس شروع ہوتی تھی، پہلے پندرہ منٹ خاموشی کے ساتھ اذکار مسنونہ جاری رہتے، پھر پندرہ منٹ قرآن وسنت کی تعلیمات پر روشنی ڈالتے۔ نماز مغرب باجماعت ادا ہوتی اور احباب چائے کے بعد رخصت ہو جاتے۔

دلوں کی تربیت اور آبیاری:۔ مجلس ذکر کا بنیادی مقصد تعلیم وتزکیہ تھا۔ سید صاحب کی زبان میں: ''دل کی یوں تربیت کرنا کہ دماغ کو پھپھوندی لگ جائے نقصان دہ ہے اور عقل کی یوں تربیت کرنا کہ دل کی بستی ویران ہو جائے بھی شخصیت کی نشوونما کیلئے ضرر رساں ہے۔ تحریک احیائے دین اب اس بات پر زور دیتی ہے کہ دل اور دماغ کی بیک وقت یوں تربیت کی جائے کہ ان میں ہم آہنگی پیدا ہو سکے۔ وہ فیضان جو حضور ﷺ نے انسانیت کو بخشا قرآن مجید نے اسے چند لفظوں میں سمیٹ دیا۔ ''تزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ'' (ال عمران۔۱۶۴) وہ ان کا تزکیہ کرتے ہیں ان کے دلوں کی سیاہیاں دھوڈالتے ہیں۔ اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔ پس احیائے دین اس وقت تک ممکن نہیں جب تک تزکیہ اور کتاب وحکمت کی تعلیم کو یکجا نہیں کیا جا سکتا۔

باکمال مرشد کی انکساری:۔ سید صاحب رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے علم وفضل کی خاص دولت سے مالا مال کیا تھا۔ وہ بدیع الزمان تھے۔ اس نسبت سے انہیں علامہ کہا جائے تو کوئی مبالغہ نہیں ہوگا مگر انہوں نے اپنے نام کے ساتھ ہمیشہ علامہ کے لاحقہ سے گریز کیا۔ بلکہ شہر کے علاموں کو دیکھ دیکھ کر اس لقب سے انہیں نفرت کی حد تک چڑ تھی۔ فرماتے تھے: جس کو قرآن مجید کی دو آیتیں یا چار حدیثیں ازبر ہو جاتی ہیں وہ اپنے آپ کو علامہ کہلوانا شروع کر دیتا ہے۔ ان کی کسر نفی کی انتہا یہ تھی کہ اپنے آپ کو ہمیشہ دین کا ایک ادنیٰ طالب علم گردانتے تھے۔ اس ضمن میں امام مالک رحمہ اللہ کا حوالہ دیا کرتے تھے کہ انہوں نے فرمایا تھا۔ مجھے ''لاادری'' میں یہ مسئلہ نہیں جانتا۔ کہنے میں جو خوشی حاصل ہوتی ہے وہ ''ادری'' میں جانتا ہوں کہنے میں حاصل نہیں ہوتی۔ سو وہ بھی ساری عمر اس کسر نفسی اور انکساری پر برابر قائم رہے اور اخباری علامہ نہ بنے۔

مرشد کامل کے اسرار ورموز:۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن وحدیث کے مسلسل اور پیہم مطالعہ اور شب وروز ذکر الٰہی میں مستغرق رہنے سے ان پر قرآن مجید کے انوکھے اور اچھوتے مطالب ومعانی اور معرفت الٰہی کے اسرار ورموز وا کر دیئے تھے۔ عشق نبوی ﷺ سے سرشار ہو کر وہ احادیث کی ایسی ایسی تشریحات فرماتے کہ انسان حیران رہ جاتا تھا۔ مجلس ذکر یہ چند منٹوں کی گفتگو بہت علمی، مستند جامع اور بڑی مربوط ہوتی تھی۔ انداز دل نشین، اسلوب خطابی اور ادائیگی اس قدر خوبصورت اور ادبی چاشنی لیے ہوتی کہ آدمی کے دل پر اثر انداز ہوتی۔ حوالے کے بغیر بہت کم گفتگو کرتے تھے۔ بعض اوقات ایک آیت یا حدیث کی تشریح مسلسل تین چار جمعراتوں پر پھیل جاتی تھی۔

مقام افسوس:۔ مقام افسوس یہ ہے کہ ایک مدت تک ان کی یہ علمی اور روحانی گفتگو محض سننے سنانے پر منحصر رہی اور بہت بڑا علمی سرمایہ ضائع ہو گیا۔ احباب کو بہت دیر بعد یہ خیال آیا کہ علم کے بے بہا گوہر جو سید صاحب رحمہ اللہ لٹاتے ہیں انہیں یوں نہیں رولنا چاہیے بلکہ اسے ضابطہ تحریر میں لانے کا سامان ہونا چاہیے۔

مجالس ذکر کی حفاظت کا اہتمام:۔ اس سوچ کے بعد بندہ عاجز نے یہ ڈیوٹی اپنے ذمے لی اور مجلس ذکر میں اس گفتگو کو ٹیپ کرنا شروع کیا۔ ٹیپ سے اسے قرطاس ابیض کی زینت بناتا رہا۔ اے کاش! یہ فیصلہ بہت پہلے ہوا ہوتا۔ ''کان امر اللہ مفعولاً'' ٹیپ سے ساری گفتگو کو نقل کر کے سید صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ مسودے کی نوک پلک سنواری جاتی۔ سید صاحب رحمہ اللہ اسے manuscript کا نام دیتے تھے۔ نوک پلک جب سنور جاتی تو اس کو دوبارہ تحریر کر کے محفوظ کر لیا جاتا۔ کچھ مسودات ایسے ہیں جن پر خود سید صاحب رحمہ اللہ نے بندہ عاجز کی موجودگی میں نظر ثانی فرمائی اور کچھ ایسے ہیں جن پر اور کچھ ایسے ہیں جن پر نظر ثانی نہ ہو سکی۔ وہ بھی اللہ کے فضل سے محفوظ ہیں۔

مجالس تصوف سے اک باب کا انتخاب:۔ جن مسودات پر نظر ثانی کے بعد چھپوانے کا فیصلہ ہوا۔ تعلیم وتزکیہ بھی انہیں میں سے ایک ہے۔ ایک آیت کی تشریح مسلسل چار جمعراتوں پر پھیل گئی ہے۔ میں بیش قیمت اور انمول جواہر سید صاحب رحمہ اللہ کے عقیدت مند قارئین کرام کے حضور پیش کرتا ہوں۔ وہ خود فیصلہ فرمائیں کہ ایسی تفسیر کہیں اس سے پہلے پڑھی یا سنی ہے۔ یہ اس سلسلے کی پہلے کڑی ہے باقی کڑیاں بھی انشاءاللہ وقت کے ساتھ ساتھ منظر عام پر آتی رہیں گی تا آنکہ ایک سنہری زنجیر بن جائے۔

منفرد، انوکھی تفسیر کی خواہش:۔ میں اپنے زمانہ طالب علمی سے ہی سید صاحب رحمہ اللہ سے یہ گزارش کرتا رہا کہ آپ قرآن مجید کی تفسیر لکھیں جو منفرد، انوکھی اور نوجوان طبقے کیلئے اپنی مثال ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اردو، فارسی، عربی، انگریزی زبانوں کے علوم ولغت پر عبور عطا کیا ہے۔ ان زبانوں کے شعری اور ادبی سرمائے سے بھی آپ کا دامن پر ہے۔ آپ جس انداز میں بات کرتے ہیں لوگ اس انداز کو ترس گئے ہیں۔ مگر سید صاحب رحمہ اللہ ہمیشہ یہ فرماتے یہ کام بہت کٹھن ہے۔ میری یہ آرزو اگرچہ پوری نہ ہو سکی۔

اے بسا آرزو خاک شدہ مگر میں سمجھتا ہوں کہ مجلس ذکر کے بحر کی غواصی میں جو کچھ ہاتھ آیا وہ اس اچھوتی اور تصوراتی تفسیر کی ایک جھلک ہے۔

مجالس مرشد کے احیا کی جذبہ:۔ آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سید صاحب رحمہ اللہ کے درجات اعلیٰ علیین میں بلند فرمائے اور ہمیں توفیق دے کہ ان کے مشن کو زندہ اور جاری وساری رکھ سکیں۔

'' واخرد عوانا ان ا لحمد لله رب العالمین '' (احقر العباد عبدالحفیظ عفی عنہ سیکرٹری تحریک احیائے دین ۲۴ شیش محل روڈ۔ لاہور)

تعلیم وتزکیہ ہر شخص کی ضرورت

بسم الله الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسوله الکریم

'' کما ارسلنا فیکم رسولا منکم یتلوا علیکم آیا تنا ویزکیکم ویعلمکم الکتاب والحکمه ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون ''۔

یہ سورہ بقرۃ کی آیت ہے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر جو مختلف انعامات کیے ہیں وہ بتا رہے ہیں تا کہ مسلمانوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور معرفت پیدا ہو کہ وہ اتنا بڑا محسن ہے، اتنا بڑا منعم ہے۔ اس مقصد سے اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں بیان کرتے ہیں کہ انسان غافل ہے اور اللہ کی تمام نوازشیں انسان کی نظر سے اوجھل ہو جاتی ہیں۔ یہ اس کا بہت بڑا کرم ہوتا ہے کہ کسی انسان پر اللہ کے جتنے احسانات اور انعامات ہوں۔ وہ رتی رتی اس کی نگاہ میں رہیں وہ انعامات جو ذہنی ہیں جسمانی ہیں روحانی ہیں ان میں سے کوئی بھی اس کی آنکھ سے اوجھل نہ ہونے پائے۔

حضور ﷺ کی بعثت:۔ فرماتے ہیں: ''کما ارسلنا فیکم رسولا منکم ''۔ ایک احسان ہمارا یہ ہے کہ ہم نے تم ہی میں سے ایک پیغمبر تمہارے پاس بھیجا، جو تمہیں ہماری ذات اور صفات اور ہمارے افعال کی معرفت بخشتا ہے جو تمہیں خیر و شر میں حد فاصل کھینچنے کی تمیز بخشتا ہے۔

صحبت اہل اللہ کی ضرورت:۔ لفظ ''منکم '' پرزور دیا کہ دیکھو جو پیغمبر ہم نے بھیجا ایسا نہیں کیا کہیں باہر سے آئے ہوں اور اس نے کہ دیا کہ میں تمہاری طرف معبوث کیا گیا ہوں۔اس سے یہ حقیقت واضح ہوئی کہ اسی معاشرے میں سے جس میں انسان رہتا ہو، اپنوں میں سے کسی آدمی کامل جانا جس سے فیضان حاصل ہو۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت اور احسان ہے یہی وجہ ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی تو یہی کہا:'' وابعث فیھم رسولا منھم '' یا اللہ! ایک تو ان پر فیضان رسالت نازل فرما اور فیض رساں ہو بھی انہی میں سے قرآن اس پر زور دیتا ہے۔

اہل اللہ بہت بڑی نعمت :۔ جب رسالت ختم ہوگئی تو بزرگوں نے کہا کہ کسی ولی کا اسی معاشرے میں سے ہونا اللہ تعالیٰ کا اس معاشرے پر بہت بڑا کرم اور اس کی نوازش ہوتی ہے فیض رساں ولی اگر اسی معاشرے میں سے ہو تو بڑی سہولت کے ساتھ اس سے طبعی مناسبت ہو جاتی ہے۔اس لیے قرآن میں بار بار یہ لفظ استعمال کیا گیا۔'' منکم ''کہ ہم نے جو پیغمبر بھیجا وہ تم ہی میں سے ہے۔اب اس بات کو نعمت اور احسان کے طور پر بیان فرما رہے ہیں۔

راہ سلوک کے تمام مقامات:۔ اس آیت میں سلوک کے تمام مقامات بلکہ ایک مسلمان کو جو باتیں زندگی میں حاصل کرنی چاہئیں ان کا پورا نقشہ کھینچ دیا گیا ہے اور یہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے جو کام کیا اس کی اہم کڑیاں کیا تھیں؟

فرماتے ہیں:'' یتلوا علیکم آیا تنا '' تمہیں ہماری آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں، خود قرآن مجید کی آیتوں کی تلاوت باعث برکت ہے اللہ تعالیٰ کے بہت سے فیوض و برکات ہیں جو محض تلاوت سے حاصل ہوتے ہیں۔اس دور کی جہاں اور بہت سی محرومیاں ہیں وہاں ایک محرومی یہ بھی ہے کہ لوگوں نے تقریر کے دوران قرآن مجید کی آیتیں پڑھنی چھوڑ دی ہیں اس دور کے علماء وحضرات یا لیکچرار جب تقریر کرتے ہیں تو قرآن کا متن نہیں پڑھتے۔اس کو out of date سمجھتے ہیں کہ آیتیں اور حدیثیں زیادہ پڑھی جائیں۔ باتیں زیادہ کی جاتی ہیں فقرہ بازیاں ہوتی ہیں۔فلسفہ چھانٹنے کی کوشش زیادہ کی جاتی ہے اس سے نحوست پیدا ہوتی ہے۔

تزکیہ اور علم ومعرفت کی باتیں:۔ جن لوگوں کا قدم سیدھے راستے پر ہے وہ آیتوں کو تبرکاً اور تیمناً بھی پڑھتے ہیں پھر فرماتے ہیں'' یـزکیکم و یعلمکم الکتاب والحکمۃ '' وہ تمہارا تزکیہ کرتے ہیں وہ تمہاری روح کی سیاہیاں دھوڈالتے ہیں۔وہ تمہارے جذبات کی تطہیر کرتے ہیں اور تمہیں کتاب اللہ کی تعلیم دیتے ہیں اور دین کا فہم اور بصیرت تمہیں عطا کرتے ہیں۔''ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون'' اور تمہیں وہ علم ومعرفت کی باتیں بتاتے ہیں جو تم نہیں جانتے تھے یعنی حضور ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کے قلب وذہن کی بیک وقت تربیت کرتے تھے اور ان میں ہم آہنگی پیدا کرتے تھے۔

فاذکرونی اذکرکم :۔ آگے فرماتے ہیں:'' فاذکرونی '' میری یاد میں لگ جاؤ، میرے ذکر میں لگ جاؤ، گرہیں کھلتی جائیں گی راستہ سوجھتا چلا جائے گا۔ جیسے آپ کسی کو کہیں کہ یہاں سے کراچی ایک ہزار میل کے فاصلے پر ہے پھر آپ اس کو سڑک بتائیں کہ اس پر چلنا شروع کرو۔راستہ منکشف ہوتا چلا جائے گا۔پس '' فاذکرونی اذکرکم ''میرے ذکر میں لگ جاؤ۔میں تمہیں یاد کروں گا۔

اہل اللہ کے تجویز کردہ اعمال:۔ میری یاد میں لگ جاؤ جیسا کہ حضور ﷺ نے بتایا ہے کہ ان کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق میری یاد میں لگ جانا اپنے جی سے گھڑ کر نسخے نہ بتانا۔جیسے علماء حق اور مشائخ کتابوں کو پڑھنے کے بعد اور نسخوں کو استعمال کرنے کے بعد تمہیں نسخہ بتائیں اس کے مطابق ذکر کرنا جیسا کہ حزب البحر کی شرح میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔ذکر بھی دواؤں کی طرح ہے۔تریاق کی طرح ہے اس کی بھی ایک DOZAGE ہوتی ہے ایک مقدار ہوتی ہے۔مختلف لوگوں کیلئے اس کی مقدار مختلف ہوتی ہے۔

ذکر کیلئے رہبر کامل کی ضرورت:۔ بعض حالتوں میں ذکر اگر حدود سے متجاز ہو جائے تو نقصان دہ ہوتا ہے اس لیے کہ بتائے ہوئے طریقے سے نہیں کیا بلکہ اپنے جی سے گھڑ کر شروع کر دیا۔ یہ بات یوں سمجھ میں آسکتی ہے کہ جیسے کوئی آدمی کسی کیمسٹ کی دکان پر جائے اور بے

تحاشا بوتلیں اٹھا اٹھا کر منہ کو لگائے اور دوائیں بے حساب پیتا چلا جائے تو اسے نقصان بھی پہنچ سکتا ہے۔اسی طرح ذکر کا جو دواخانہ ہے اس کے بھی ڈاکٹر ہیں،اطباء ہیں جو دواؤں کی تاثیروں کو سمجھتے ہیں اگر اتنا وقت نہ ہو تو حضور علیہ السلام نے جو بتا دیا کہ ۳۳ دفعہ سبحان اللہ،۳۳ دفعہ الحمد للہ اور ۳۴ دفعہ اللہ اکبر پڑھو بس یہی پڑھا کرو یہ ایسے ہی ہے جیسے ڈاکٹر کہتا ہے کہ یہ تین گولیاں کھاؤ اور وہ چار کھانا۔حضور ﷺ ان حکمتوں کو سمجھتے تھے اس لیے ان کی بتائی ہوئی مقدار پر کم از کم اتنا ایمان تو لاؤ جتنا ڈاکٹر کی بتائی ہوئی مقدار پر ایمان رکھتے ہو۔کہتے ہیں کہ ڈاکٹر نے کہا ہے کہ چار گولیاں کھائیں اور بغیر اس کی علت معلوم کیے چار گولیاں ہی کھاتے ہیں اس سے کہیں زیادہ یقین کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بتائی ہوئی مقدار پر ایمان لانا چاہیے۔اس کی علت ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔

اہل اللہ کے وظائف پر انوارات اور برکات:۔ ہاں اس میں کوئی شک نہیں کہ جن وظیفوں کو اولیاء اللہ نے کمایا ہے ان پر ان وظائف کے انوار نازل ہوتے ہیں اور ان کی صحبت سے وہ انوار بڑی سہولت سے منعکس ہونے لگتے ہیں۔اس لیے اس بارے میں افراط و تفریط کا راستہ اختیار نہ کرنا چاہیے۔فرماتے ہیں:" فاذکرونی "تم میری یاد میں لگ جاؤ اور یاد میں اس طرح لگ جاؤ جس طرح حضور کے ذریعے میں نے سکھا دیا ہے۔" اذکرکم "میں تمہیں یاد کروں گا اور یوں آپس میں ہمارا تعلق قائم ہونے لگے گا۔

انفرادی اور اجتماعی ذکر کی برکت:۔ دیکھئے حدیث قدسی ہے کہ جو شخص مجھے خلوت میں یاد کرتا ہے میں اسے جلوت میں یاد کرتا ہوں جو مجھے محفل میں یاد کرتا ہے میں اس سے بہتر محفل میں اسے یاد کرتا ہوں۔یوں اللہ سے تعلق پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے جو وعدے اللہ تعالیٰ نے فرمائے ہیں اور ذکر کے بعد جو نتیجے مرتب کرنے کا ذکر فرماتے ہیں انہیں غور سے پڑھنا چاہیے۔" فاذکرونی "ذکر کرو گے تو کیا حاصل ہوگا؟ واضح طور پر کہا" اذکرکم" میں بھی تمہیں یاد کیا کروں گا۔دیکھئے یہ کتنی اہم بات ہے کہ جب اللہ کہتے ہیں یہ کام کرو تو اس سے یہ نتیجہ مرتب کروں گا۔یہ نہیں کہا تم مجھے یاد کرو گے تو تمہیں کشف ہونے لگے گا۔یہ نہیں کہا کہ مجھے یاد کرو گے تو تمہیں تصرف کی طاقت دے دوں گا۔اس سے جو معاہدہ ہوا ہے اس کی شرائط کو غور سے دیکھنا چاہیے اور اس معاہدے کی روشنی میں ہی امیدیں باندھنی چاہئیں۔اگر کوئی شخص اس معاہدے سے ہٹ کر اپنے جی سے گھڑ گھڑ کر تمنائیں اور آرزوئیں کرنے لگے تو بعض حالتوں میں یہ آرزوئیں پوری نہیں ہوتیں تو وہ اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ سے بدگمان ہونے لگتا ہے۔اللہ نے یہ نہیں کہا کہ تم یاد کرو تو کشف ہونے لگے گا،تسخیر ہونے لگے گی،تصرف کی قوت حاصل ہوگی۔یہ کچھ نہیں کہا بلکہ فرمایا:" اذکرکم "میں تمہیں یاد کروں گا۔

سالکین کیلئے ضروری نصیحت:۔ اس میں بہت بڑی حکمت ہے دوستو! میں کشف سے انکار نہیں کر رہا،اولیاء کو کشف ہوتا ہے۔اولیاء اللہ سے کرامتیں بھی صادر ہوتی ہیں،تصرف بھی ہوتا ہے،تسخیر بھی ہوتی ہے،مگر اس کا وعدہ نہیں ہے اور نہ مقصود و مطلوب ہے کیونکہ ان باتوں کی ہر ایک میں صلاحیت نہیں ہوتی۔معاہدے میں یہ شرط نہیں لکھی کہ جو مجھے یاد کرے گا اسے کشف ہونے لگے گا۔اس لیے یہ توقع رکھ کر ذکر کرنا مجھے کشف ہونے لگے غلط بات ہے۔پس ذکر کرتے ہوئے سالک ایک ہی بات کی آرزو کر سکتا ہے۔یعنی جو بات معاہدے میں لکھی ہوئی ہے۔" اذکرکم "کہ اب اس کے ہاں بھی میری یاد ہونے لگے گی۔اس کا لمس میں محسوس کروں گا۔" واخر دعوانا ان ا لحمد لله رب العالمین "

تزکیۂ نفس نہایت اہم مضمون:۔ پچھلی دفعہ ایک آیت کی تشریح کر رہا تھا اور وہ تشریح ادھوری رہ گئی۔سورۃ البقرۃ کی آیت تھی۔" کما ارسلنا فیکم رسولاً "اللہ تعالیٰ اپنا ایک احسان جتا رہے ہیں کہ دیکھو ہم نے تمہارے لیے تمہی میں سے ایک پیغمبر بھیجا جس سے تمہیں فیضان حاصل ہوتا ہے اور یہ فرمایا کہ وہ اللہ کی آیتیں تمہیں پڑھ کر سناتے ہیں۔تمہارا تزکیہ کرتے ہیں اور تمہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔سورہ آل عمران میں فرمایا:" یزکیهم ویعلمهم الکتاب و الحکمة "سورۃ الجمعہ میں بھی فرمایا:" یزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمة "اسی طرح سورۃ البقرۃ میں بھی دو جگہ یہی بات کہی:" یعلمهم الکتاب والحکمة ویزکیهم .... یزکیکم و یعلمهم الکتاب والحکمة "معلوم ہوا کہ یہ کوئی بہت اہم بات ہے کہ جسے آل عمران میں بھی سورۃ الجمعہ میں بھی اور سورۃ البقرہ میں بھی

دہرایا گیا۔تو معلوم ہوا کہ یہ مقام قرآن کے ان مقامات میں سے ہے جن پرغور اور خوض کرنا چاہیے۔

مرشد کامل نائب رسول ﷺ:۔ استاد یا شیخ جس سے ہم دین کی تعلیم حاصل کرتے ہیں جس سے ہم فیض حاصل کرتے ہیں وہ حقیقت میں نائب رسول ﷺ ہوتا ہے۔اور نیابت کا تقاضا یہ ہے کہ نائب کے اندر اس کی خصوصیات ہوں جس کی وہ نیابت کرر ہا ہو شیخ ایسا ہونا چاہیے جو قرآن مجید کو اپنی تعلیمات کا مرکز بنائے اور ایسا نہ ہو کہ غیر معصوم انسانوں کی تعلیمات کو اپنے نظریات کا مرکز ومحور ٹھہراتا ہو۔

پہلی بات یہ فرمائی کہ جو پیغمبر کے نائب ہوں جو وارثین مسند نبوت ہوں یا وارثین نبوت کی نقالی کرتے ہوں ان میں پہلی خصوصیت یہ ہونی چاہیے''یتلوا علیهم آیاته'' اللہ تعالیٰ کی کتاب کو اپنی تعلیمات کا مرکز ومحور ٹھہرائیں۔

مرشد یا شیخ کس کو بنایا جائے:۔ جب لوگ پوچھیں کہ شیخ کس کو بنائیں تو جی سے گھڑ کر اس کے خصائص نہیں بتانے چاہئیں۔اس کے خصائص کتاب اللہ میں لکھے ہوئے ہیں۔حدیث میں ہے۔'' العلماء ورثة الانبیا '' علماء انبیاء کے وارث ہیں پس وارثت میں اسی کے محاسن اور شمائل ہونے چاہئیں جس کی مسند وراثت پر وہ بیٹھا ہوا ہے اگر چہ رسول ﷺ اور نائب رسول ﷺ میں محاسن کے اعتبار سے ایک اور لاکھ کی نسبت ہو۔گو ذرے اور پہاڑ کی نسبت ہو مگر نیابت اور وراثت کا تقاضا ہے کہ اسی کے نقش قدم پر چلے۔

مرشد کا کام تزکیہ نفس:۔ فرماتے ہیں:''یزکیھم '' وہ تمہارا تزکیہ کرے وہ تمہاری روح کی سیاہیوں کو دھوڈالے۔وہ تمہارے (دل کے) برتن کو مانجھے۔اس کے پاس بیٹھنے سے بہیمیت مغلوب ہو۔آدمی کی جو درندوں کی صفات ہیں،چو پایوں کی صفات ہیں وہ مغلوب ہو جائیں اور ملکیت غالب آجائے۔اس کے پاس بیٹھنے سے آدمی اللہ کے قریب ہونے لگے،دنیا کے دھندوں اور دنیا کے کاموں کی محبت مغلوب ہونے لگے۔

مرشد سے طبعی مناسبت نہایت ضروری:۔ فرمایا:''یزکیھم ''تمہارے دلوں کی سیاہیوں کو دھوتا ہے۔وہ تم پر ملکیت کو غالب کرتا ہے یہ ایک نشانی بتائی وہ تم پر فیضان نازل کرتا ہے۔اسی لیے بزرگوں نے کہا کہ کسی مجلس میں جانے سے آگر آدمی کا دو چار مہینوں میں تزکیہ نہ ہو تو اس کو دوسری مجلس اختیار کرنی چاہیے اور شیخ کو محبت سے رخصت کرنا چاہیے کہ تمہیں مجھ سے طبعی مناسبت نہ تھی اس لیے مجھ سے تمہیں کوئی فائدہ نہ پہنچ سکا۔اس میں کوئی جھگڑے کی بات نہیں ہے۔جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا معاملہ ہوا۔حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو واضح طور پر کہہ دیا:'' انك لن تستطیع معی صبراً '' آپ کا رنگ دوسرا ہے میرا دوسرا ہم دونوں نہیں چل سکیں گے۔اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت خضر علیہ السلام کہہ سکتے ہیں کہ '' ھذا فراق بینی و بینك '' تو کس کا مقام ہے کہ کسی کو کہے تم میرے ہاں ہی آیا کرو۔

مرشد سے مناسبت طبعی کی دوسری مثال:۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:''الارواح جنود مجنّدة '' دیکھو روحیں جو لشکروں کی صورت میں پیدا ہوتی ہیں''ماتعارف منها''،جن کی آپس میں طبعی مناسبت ہوتی ہے،ان کی آپس میں محبت ہو جاتی ہے اتحاد ہو جاتا ہے جن کی آپس میں مناسبت نہیں ہوتی انہیں آپس میں اجنبیت محسوس ہوتی ہے۔

مرشد کامل کی تیسری صفت:۔ شیخ وہ ہے کہ انسان اس کے پاس بیٹھے تو کم از کم ان لمحوں میں اسے خدا یاد آئے۔یہ نہیں ہوتا ہے کہ دو چار دن ہی میں سب باتوں کا پتہ چل جائے۔اگر آدمی کی روح بیمار ہے تو ان باتوں کا پتہ چلنے میں کچھ مدت لگ جاتی ہے۔

دور انحطاط میں معاملہ مرشد میں رخصت:۔ پھر فرمایا:'' یعلمکم الکتاب والحکمة '' کہ شیخ ایسے آدمی کو پکڑو جو تمہیں تعلیم قرآن دے اس کے پاس بیٹھنے سے قرآن کی معرفت حاصل ہو،دین کا فہم پیدا ہو۔اپنے تجربے کی بناء پر عرض کرر ہا ہوں۔یہ دور بہت انحطاط کا دور ہے ایسا شیخ جو بیک وقت روحانی تزکیہ بھی کرے،کتاب کی تعلیم بھی دے،حدیث کی تعلیم بھی دے،فقہ کی تعلیم بھی دے اور استنباط، استشهساد اور استخراج کا فہم بھی عطا کرے اس دور میں عنقا ہو گیا ہے۔بعض لوگ بیٹھے رہتے ہیں کہ ایسا آدمی ملے جس میں بیک وقت یہ تمام محاسن اکٹھے ہوں یہ بھی غلط ہے یہ بہت انحطاط کا دور ہے اکثر حالتوں میں ایسا ہوتا کہ تجوید قرآن کہیں سے سیکھنی پڑتی ہے تزکیہ روحانی کے

لئے الگ شیخ اختیار کرنا پڑتا ہے۔ تفسیر حدیث، اور فقہ کا علم حاصل کرنے کیلئے کسی اور کے دروازے پر جانا پڑتا ہے۔

مرشد کامل کی تلاش اور والد صاحب کی رہنمائی:۔ مجھے یاد ہے نوجوانی میں میں ادب پڑھتا تھا، فلسفہ پڑھتا تھا، دین کی کتابیں کم پڑھتا تھا۔ مجھ پر جب اللہ نے کرم کیا اور اس کے راستے پر چلنے کا شوق جی میں پیدا ہوا تو میں بہت دیر منتظر رہا کہ کوئی ایسا آدمی مل جائے جو تزکیہ بھی کرے اور کتاب وحکمت کی تعلیم بھی دے۔ میں نے حضرت والد علیہ الرحمہ سے ذکر کیا کہ میں ایسے شیخ کی تلاش میں ہوں تو انہوں نے فرمایا ابوبکر! تم غلطی کر رہے ہو تمہیں ایسا آدمی نہیں ملے گا۔ مختلف دروازوں سے جا کر بھیک مانگو یہ قحط الرجال کا زمانہ ہے جسے تزکیہ کی حقیقت معلوم ہے وہ علم التفسیر اور علم حدیث سے، نا آشنا ہے جو علم تفسیر وحدیث جانتا ہے وہ روحانی تربیت کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ یہ انحطاط کا دور ہے دوستو! وہ آدمی بڑا خوش قسمت ہے جس کو ایسا آدمی مل جائے جو قرآن سکھائے، دین کا فہم عطا کرے ذکر کے اسباق بھی دے، جس کے پاس بیٹھنے سے فیضان الٰہی کی حقیقت بھی سمجھ میں آئے۔

تزکیہ وتعلیم کی تین صورتیں:۔ قرآن مجید میں کہیں تزکیہ کا ذکر پہلے ہے اور تعلیم کتاب وحکمت کا بعد میں اور کہیں تعلیم کتاب وحکمت کا ذکر پہلے ہے اور تزکیہ کا بعد میں اس کا سبب یہ ہے کہ کبھی تعلیم کتاب وحکمت پہلے ہوتی ہے اور تزکیہ بعد میں ہوتا ہے کبھی تزکیہ پہلے ہوتا ہے اور تعلیم کتاب وحکمت کی توفیق بعد میں ہوتی ہے اور کبھی دونوں ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔

حصول شریعت وطریقت کیلئے مشائخ کی نصیحت:۔ یہ تین صورتیں ہیں ان تینوں صورتوں میں سے کوئی صورت سالک کو پیش آتی ہے۔ جیسا کہ بعض اکابر مشائخ نے مجھ سے فرمایا کہ اس دور میں بہترین صورت یہی ہے کہ تزکیہ اور کتاب وحکمت کی تعلیم کو ساتھ ساتھ چلایا جائے یہ دور اس قدر الحاد، زندقت اور مادیت کا دور ہے کہ اگر کتاب وحکمت کی تعلیم تزکیہ روحانی کے بغیر حاصل کی جائے تو طالب علم کیلئے گمراہی کا شدید خطرہ ہے اس لیے بزرگوں نے کہا اس دور میں ظلمت کا غلبہ ہے اس لیے ذکر کے اسباق اور کتاب وحکمت کی تعلیم ساتھ ساتھ ہونی چاہیے۔

تزکیہ نفس کیلئے ذکر اللہ کی اہمیت:۔ آگے چل کر فرماتے ہیں: ''فاذکرونی اذکر کم '' ذکر کا لفظ بہت جامع استعمال فرمایا: جیسا کہ حدیث میں آتا ہے مسلم شریف میں ہے ''افضل الکلام اربع، سبحان اللہ، الحمدللہ، لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر'' سب سے افضل ذکر کے کلمات یہ چار ہیں مسند امام احمد میں حدیث یوں ہے:'' افضل الکلام بعد القرآن اربع '' یعنی قرآن مجید کے بعد یہ چار ذکر افضل ہیں۔ یہ روایت بڑی اہم ہے ''لا الہ الا اللہ '' افضل الذکر ہے۔ پھر قرآن مجید میں ہی فرمایا: اقم الصلوٰۃ لذکری '' نماز میرے ذکر کیلئے قائم کرو نماز ذکر کی بہترین صورت ہے قرآن مجید میں ہے۔ ''اذانودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الیٰ ذکر اللہ'' جب تمہیں جمعہ کے روز نماز کیلئے پکارا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف لپکے ہوئے چلے آؤ، نماز کو ذکر اللہ کہا قرآن کو ''الذکر'' فرمایا'' انا نحن نزلنا الذکر '' ہم نے اس ذکر کو نازل کیا بس تسبیح وتحمید تہلیل اور تکبیر بھی ذکر الٰہی ہے نماز بھی ذکر ہے، قرآن مجید کی تلاوت بھی ذکر ہے اور ''فاذکرونی '' میں یہ سب کچھ شامل ہے۔

منازل سلوک کیلئے نفی اثبات کی اہمیت:۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس راستے میں جب تک نفس فنا نہیں ہوتا، ''لا الہ الا اللہ '' کا ذکر بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔'' لا الہ الا اللہ'' کے ورد کی کثرت سے سلوک کی منازل تیزی سے طے ہوتی ہیں۔ جب نفس فنا ہو جائے تو نماز نوافل کی بات کر رہا ہوں فرض اور سنتیں تو کسی حالت میں نہیں چھوڑی جا سکتیں۔ اور قرآن مجید کی تلاوت سے قرب کی منزلیں تیزی سے طے ہوتی ہیں۔

راہ طریقت کی انتہائی غرض وغایت:۔ حضرت مجدد (نقشبندی) رحمہ اللہ نے مکتوبات میں فرمایا: غایت مقامات العابدین حقیقت الصلوۃ'' عابدین کے مقامات کی انتہا نماز میں فنا ہونا ہے نماز ذکر کی PURIFIED FORM ہے۔

مدارج السالکین:۔ حضرت مجدد صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں شروع میں فائدہ لا الہ الا اللہ کے ذکر سے ہوتا ہے جب نفس فنا ہونے لگے تو اس وقت نوافل سے فائدہ ہوتا ہے۔قرآن مجید کی تلاوت سے فائدہ ہوتا ہے،قرآن مجید افضل الکلام ہے اس لیے کہ کلام الٰہی ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اس میں فنا ہونے سے اللہ کا قرب اور وصل حاصل ہوتا ہے۔

راہ سلوک رہنمائی و ہدایت کا ذریعہ:۔ اس راستے میں جب آدمی پڑتا ہے تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جب تک انسان کے نفس پر نفسانیت کا غلبہ ہوتا ہے قرآن آدمی کو بدمزہ معلوم ہوتا ہے آدمی زبان سے نہیں کہتا مگر اسے پڑھتے ہوئے لذت نہیں آتی۔لذت اس لیے نہیں آتی کہ کلام غیر جنس ہے طبعی مناسبت نہیں ہے بات یہ ہے کہ نفسانیت کا غلبہ ہو نورانیت اور صفت الٰہی سے مناسبت نہ ہو تو تلاوت سے انسان کو لطف نہیں آسکتا۔جب اسے طبعی مناسبت ہو جاتی ہے تو پھر کلام الٰہی کے علاوہ کوئی چیز اسے اچھی نہیں لگتی۔بزرگوں کے حالات میں اکثر لکھا ہوتا ہے کہ آخری عمر میں سماع حضرت نے چھوڑ دیا۔اور ان کو قرآن مجید کی سوا ہر آواز کوے کی کائیں کائیں معلوم ہوتی تھی۔

ترک نفسانیت پر علمی نکتہ:۔ حضرت مجدد صاحب رحمہ اللہ نے ''لا یمسه الا المطهرون '' کی عجب تشریح فرمائی ہے۔فرماتے ہیں قرآن کو صرف وہی لوگ مس کرتے ہیں جنہیں پاک کر دیا گیا ہو سے مراد یہ ہے کہ جن کو نفسانیت سے پاک کر دیا گیا ہے وہی قرآن مجید کے انوار کو لمس کر سکتے ہیں۔فرمایا:''فاذکرونی ''میرا ذکر کرو اس طریق سے ''لا اله الا الله، سبحان الله، الحمد لله ،الله اکبر '' کا ذکر کرو جب حالت بہتر ہو تو قرآن مجید کی تلاوت اور نوافل پر توجہ زیادہ صرف کرو۔

تزکیۂ نفس کیلئے شکر کی اہمیت:۔ پھر فرماتے ہیں:'' واشکروا لی ولا تکفرون ''میرا شکر ادا کرو۔دیکھئے ذکر کے ساتھ اکثر شکر کا لفظ آیا ہے حدیث میں آتا ہے کہ حضور ﷺ دعا مانگتے تھے'' رب اعني علی ذکرك وشکرك وحسن عبادتك ''اے میرے پروردگار! میری مدد فرما کہ میں تیرا ذکر کروں اور تیرا شکر کروں اور تیری عبادت حسن سلیقہ سے کروں یہاں بھی دیکھئے ذکر اور شکر ساتھ ساتھ آئے ہیں گویا حسن عبادت، ذکر اور شکر کے یکجا ہونے سے عبارت ہے اس سے ثابت ہوا کہ ذکر اور شکر کا آپس میں ایک تعلق ہے۔

قرآن مجید میں ہے:'' وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون '' پیدا اس لیے کیا کہ تم میری بندگی کرو اس بات پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ میری زبان تیرے نام سے ہل رہی ہے کتنے لوگ ہیں جو گالیاں دیتے پھرتے ہیں۔کتنے لوگ ہیں جن کو تیرا نام لینا نصیب نہیں ہوتا صبح سے رات تک خرافات میں لگے رہتے ہیں۔شطرنج کھیلتے ہی کتنے بوڑھے ہیں جن کو آپ دیکھتے ہیں کہ گلی میں بیٹھے تاش کھیلتے رہتے ہیں اور اللہ کا نام لینا انہیں نصیب نہیں ہوتا اور نہ انہیں یہ احساس ہوتا ہے کہ موت ان کے سر پر منڈلا رہی ہے۔

مبتدی سالکین کو تنبیہ:۔ انسان بڑا کم ظرف ہے چند روز ذکر کرتا ہے تو سمجھتا ہے اس نے بڑا تیر مارا ہے سمجھتا ہے میں ولی ہو گیا قطب ہونے لگا ہوں یہ اس کی نالائقی ہے کہ ساری عمر غفلت میں رہا اور چند روز ذکر کرتا ہے تو اس کی چال بدلنے لگتی ہے،ظرف چھلکنے لگتا ہے اور جی میں خیال آنے لگتا ہے کہ اتنے روز سے ذکر کر رہا ہوں مجھے کشف نہیں ہوتا مجھ سے کرامتوں کا ظہور کیوں نہیں ہو رہا؟ مجھ پر انوار کیوں وارد نہیں ہو رہے؟ آدمی ناشکرا ہو جاتا ہے۔

سالکین کی ترقی شکر میں پوشیدہ ہے:۔ اس راستے کی ابجد ہوز یہ ہے کہ اس راستے میں جو کچھ بھی میسر آئے اس پر اللہ کا شکر ادا کرے اور کہے تیرا شکر ہے کہ تو نے اپنا نام لینے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔یہ معنی ہیں "واشکروا لی" کے یہ نہ کہہ کہ میں مجلس ذکر میں جاتا ہوں مجھے تو کچھ فائدہ نہیں ہوا۔یہ تھوڑا فائدہ ہے کہ مجلس ذکر میں چل کر جانے کی توفیق ہوئی اور یہ وقت اللہ کی یاد میں بسر ہوا۔

کفران نعمت زوال نعمت کا سبب:۔ فرمایا: واشکروا لی میرا شکر ادا کرو اس راستے میں ناشکری کے مواقع بے شمار ہیں اور تھڑدلے آدمی کا ظرف چھلکتا ہے اسی لیے فرمایا:''واشکروا لی ولا تکفرون'' کفران نعمت مت کرو'' ولا تکفرون'' کا تعلق اوپر تک ساری آیت سے ہے کہ ہم نے تمہارے پاس اپنا پیغمبر ﷺ بھیجا یہ تم پر کتنا کرم کیا۔اس پر تم میرا شکر کرو۔وہ پیغمبر تمہی میں سے بھیجا جس سے تمہیں طبعی

مناسبت تھی اس پر بھی میرا شکرادا کرو وہ تمہارے دلوں کی سیاہیاں دھوڈالتا ہے اور اس کی بدولت تم پر انوارالٰہی کا نزول ہوتا ہے۔ اس پر بھی اللہ کا شکرادا کرو۔ وہ تمہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اس پر بھی اللہ کا شکرادا کرو۔ اللہ کے ذکر کی جوتوفیق تمہیں میسرآ گئی ہے اس پر بھی اس کا شکرادا کرو کفران نعمت مت کرو۔

شیخ کامل کی دستیابی پر شکرالٰہی:۔ اسی لیے بزرگوں نے کہا کہ اگر تمہیں ایسا شیخ میسرآ جائے جس سے تمہیں طبعی مناسبت بھی ہو۔ جو تمہارا روحانی تزکیہ بھی کرے اور کتاب وحکمت کی تعلیم بھی دے اور جس کے پاس بیٹھنے سے ذکرالٰہی کی حقیقت بھی تمہیں سمجھ میں آ جائے تو یہ اللہ کا تم پر بہت بڑا احسان ہے اور اللہ کے اس احسان پر جس قدر بھی اس کا شکرادا کیا جائے کم ہے۔ بات ادھوری رہ گئی انشاءاللہ اگلی دفعہ عرض کروں گا۔ ''واخرد عوانا انا الحمد لله رب العالمين''۔

(اگلی نشست)

باسمہٖ

مرشدین طریقت کیلئے ضروری ہدایات:

میں نے گزشتہ جمعرات بھی یہ آیت پڑھی تھی " كما ارسلنا فيكم "تفسیر کے بعض نکات باقی رہ گئے تھے وہ عرض کرتا ہوں۔ یہ عرض کرر ہا تھا کہ مبلغ نائب رسول ﷺ ہوتا ہے اور جس کی نیابت کی جائے نائب میں جس قدر اس کی صفات بدرجہ اتم ہوں گی اسی قدر وہ اچھا نائب ہوگا۔

آیت کے اس ٹکڑے پر آپ غور کیجئے۔ '' يتلوا عليكم اياتنا '' آیت پر جب اور غور وخوض کیا گیا تو پتہ چلا کہ شیخ کا کام صرف یہی نہیں کہ وہ صرف اپنا تلفظ ہی درست کرے بلکہ آیات پڑھ کر معاشرے کو سنائے اس میں کسی قسم کی کوئی اور رعایت نہ کرے۔ اس بارے میں فرماتے ہیں '' يتلوا عليكم اياتنا '' کہ جو کچھ وحی ہم نازل فرمادیتے ہیں گو وہ معاشرے کے خلاف ہو رؤسائے قوم کی پیشانیوں پر اسے سن کر گو شکنیں پڑ جائیں جنہیں سن کر گوانہیں گالیاں دی جائیں اور ان پر طعن وتشنیع کی جائے بہر حال وہ آیتیں ان کو سنانی ہوتی ہیں یہ بڑا کٹھن مقام ہے دوستو!

مرشد کا انداز تربیت:۔ '' عبس وتولى ان جاءه الاعمٰى '' تیوری چڑھائی اور رخ پھیر لیا کہ ایک اندھا آپ ﷺ کی مجلس میں آ گیا مبلغ کو وہ آیتیں جو اپنے خلاف ہیں وہ بھی سنانا پڑتی ہیں دوستو! مبلغ کو چاہیے کہ وہ واضح طور پر لوگوں سے کہہ دے کہ حجت اور سند حضور ﷺ کا ہی قول اور عمل ہے۔ اپنے نقائص اور عیوب کو جائز قرار دینے کیلئے قرآن کی آیتوں میں تحریف نہ کرے۔ واضح طور پر یہ کہہ دے کہ میرے ذاتی نقص کی بنا پر مسئلے کی نوعیت تو نہیں بدل سکتی مبلغ کی بڑی کٹھن ڈیوٹی ہے کہ وہ تیس کے تیس پارے معاشرے کے سامنے رکھے۔ " يتلوا عليكم اياتنا '' یہ نہ کرے کہ ان آیتوں کو چھپا جائے جن کے سنانے سے سرزنش کا خطرہ ہو یا یہ خدشہ ہو کہ پتھر پڑیں گے یا جیل جانا پڑے گا قرآن مجید نے یہودیوں کی مذمت میں کہا تھا۔ '' تكتمون الحق وانتم تعلمون '' کہ تم جانتے بوجھتے ہوئے حق کو چھپاتے ہو۔ آگے ذکر فرماتے ہیں '' يزكيكم ويعلمكم الكتاب والحكمة '' اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب تک جذبات کی تطہیر نہ ہو جائے جب تک جذبات منجھ نہ جائیں اس وقت تک ذہنی انقلاب کوئی چیز نہیں۔

جذبات کے انسانی زندگی پر اثرات:۔ یہ بات ذہن نشین کرنی چاہیے کہ جذبات انسان کے اندر ایک بہت بڑی قوت ہے اور انسانی عقل شدت کے ساتھ اس سے متاثر ہوتی ہے عقل موروثی خصائص سے بھی متاثر ہوتی ہے اقتصادی اور سماجی عوامل سے بھی متاثر ہوتی ہے جذبات و احساسات سے بھی متاثر ہوتی ہے اور عین اس وقت جب کہ انسان یہ سمجھتا ہے کہ میری عقل ٹھنڈی منطق cold logic کی بنیادوں پر نتیجہ مرتب کر رہی ہے جذبات چور دروازے سے داخل ہو کر عقل کو متاثر کر رہے ہوتے ہیں اور اس کے فیصلے میں جذبات کی آمیزش ہو جاتی ہے۔

جذبات کی اصلاح، مرشد کی ذمہ داری:۔ جذبات کا ایک طوفان ہوتا ہے جو عقل پر چھا جاتا ہے اور عقل ان جذبات کے حق میں

دلیلیں گڑھنے لگتی ہے عقل بیچاری تو جذبات کے ہر جھونکے کے ساتھ بہہ جاتی ہے ہمارے کتنے بھائی ہیں جن کا ذہن مانتا ہے کہ شراب بری چیز ہے اس کے باوجود ہر شام جم خانے کھنچے ہوئے چلے جاتے ہیں جیسے عدم یہ کہتا ہے:

توبہ تو کر چکا ہوں مگر پھر بھی اے عدم   تھوڑا سا زہر لاکہ طبیعت اداس ہے

شراب کو زہر کہتے ہیں اور اس کے باوجود پیتے ہیں۔ کتنے لوگ ہیں جن کے ذہن مانتے ہیں کہ

دوستی ناداں کی ہے جی کا زیاں ہو جائے گا

اس کے باوجود کو چہ یار میں سر کے بل جاتے ہیں اور کتنے ہیں کہ جن کی عقل کہتی ہے کہ سود حرام ہے سود ایک لعنت ہے مگر اس کے باوجود ان کا پورا کاروبار سود میں ڈوبا ہوا ہوتا ہے۔ اس کی عقل تو سود کی لعنت قرار دیتی ہے دوسرے لفظوں میں یہ کہیے کہ ذہنی انقلاب تو اس کے اندر آ چکا ہے مگر اس کے باوجود سود خوری میں ڈوبا ہوا ہے اس لیے کہ جذبات کی تطہیر نہیں ہوئی پس خیر وشر کا علم حاصل کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ جذبات کی تطہیر کی جائے یہی معنی ہیں ''یزکیکم و یعلمکم الکتاب والحکمۃ'' کے۔

صحبت اہل اللہ صفائی باطن کا ذریعہ:۔ یہ جو قرآن نے بار بار ''یزکیکم'' کا لفظ استعمال کیا اس کے معنی یہی ہیں کہ ان کی صحبت سے تم پر اللہ کی رحمت وارد ہوتی ہے جس سے جذبات دھلتے ہیں اور جذبات دھلنے کے بعد تمہاری عقل میں کتاب اللہ ڈالتے ہیں۔ اگر برتن گندہ ہو اور اس میں قرآن ڈال دیں تو قرآن بھی باہر آتا ہے تو گندگی سے آلودہ ہوتا ہے وہ آلودگی ہمارے نفس کی ہوتی ہے قرآن کی نہیں ہوتی اس آیت میں یہ بہت بڑی حقیقت بتائی گئی ہے کہ جذبات کی تطہیر کے بغیر تعلیم کتاب وحکمت ناقص ہے اس لیے جب ''یعلمکم'' کہا پہلے یہ کہا ''یزکیکم'' کہ وہ تمہاری تطہیر کرتے ہیں برتن مانجھتے ہیں پھر اس میں قرآن کا نور ڈالتے ہیں۔

مدارس میں نظام تصوف کی ضرورت:۔ یہ جتنی آج کل کی درسگاہیں ہیں ان میں تعلیم کا انتظام تو بہت ہے تزکیہ کا کوئی انتظام نہیں یہی وجہ ہے کہ ہمارا مولوی ضمیر بیچتا ہے، ایمان بیچتا ہے (معذرت چاہتا ہوں) اس کا معاشرے میں کوئی مقام نہیں۔ اگر اس کا تزکیہ ہوا ہوتا تو اس کی روش قلندرانہ ہوتی۔ اس کو کسی کا خوف نہ ہوتا۔ وہ وقت کے فرعونوں سے ہرگز نہ ڈرتا۔ یہ تو ایسی پست سطح پر چلا گیا ہے کہ ایک عام آدمی بھی اس پہ ترس کھاتا ہے اور کہتا ہے کہ اس کو اپنی قدروں کا کچھ احساس نہیں ہے اس کو اپنے ضمیر اور ایمان کا کوئی خیال نہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ ''یزکیکم'' کا حصہ ہم نے حذف کر دیا۔

لفظ ''تزکیہ'' کی تحقیق:۔ ایک اور بات جو آیت کو پڑھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے سمجھائی وہ یہ ہے کہ ''یزکیکم'' کا لفظ زکوۃ سے نکلا ہے۔ جیسا کہ امام راغب رحمہ اللہ اصفہانی نے ''المفردات'' میں لکھا ہے۔ الزکوۃ ...... النمو ...... زکوۃ کا معنی بڑھنا اور پھلنا پھولنا ہے تو تزکیہ کا معنی یہ ہے کہ کسی کو پروان چڑھانا کسی کی نشوونما کرنا دوستو! یہ بات بھی اسی آیت سے مستنبط ہوتی ہے کہ شیخ کسی کی استعداد کو نہیں بدل سکتا وہ صرف اس کی صلاحیتوں کو بروئے کار لا سکتا ہے۔ یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے تصوف کا۔

مرشد کا کام صلاحیتوں کو سنوارنا:۔ ایک شخص جو ذہین نہیں ہے معلم اسے تعلیم دینے سے ذہین نہیں کر سکتا۔ یاد رکھیے کہ اسی طرح ہر انسان کی ایک روحانی استعداد ہوتی ہے اس روحانی استعداد کو شیخ نہیں بدل سکتا شیخ کا کام یہ ہوتا ہے کہ جتنی اس کے اندر صلاحیت (innatecapacity) ہے اسے بروئے کار لائے اس کی نشوونما کرے۔ یہ کام ہوتا ہے شیخ کا اور یہی کام پیغمبر علیہم السلام کرتے رہے اسی لیے لفظ جو استعمال فرمایا وہ ''یزکیکم'' فرمایا کہ پروان چڑھاتے ہیں نشوونما کرتے ہیں صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہیں۔

مرشد کیسے چلے اور چلائے:۔ مبلغ، یا شیخ یا مسند وارث نبوت ﷺ کا پہلا کام یہ ہوتا ہے کہ قرآن کا فہم حاصل کرے مگر آپ دیکھیں گے کہ اس ساری آیت میں افاضہ (دوسروں تک فیضان پہنچانے) پر زور دیا گیا ہے آیتوں کو سمجھ کر معاشرے تک ان آیتوں کو پہنچایا خود انوار کا مہبط بن کر فیضان کو دوسروں تک پہنچانا اور تزکیہ کرنا ہے اور خود کتاب اللہ سے اس کی تعلیم دینا ہے۔

مرشد صالح اور نسبت متعدی کے حامل مرشد:۔ بعض لوگ خود بہت صالح ہوتے ہیں مگر ان کی نسبت متعدی نہیں ہوتی دوسروں تک ان کا فیض نہیں پہنچ سکتا۔بعض لوگ خود بڑے عالم ہوتے ہیں مگر اس علم کو دوسروں تک پہنچانا، افاضہ کرنا ان کے بس کی بات نہیں ہوتی میں نے بعض علماء دیکھے ہیں جو علم کے دریا تھے مگر ان کے طلباء منتیں کرتے تھے کہ ان سے ہمیں نجات دلا ئیے۔ان کی کوئی بات ہمارے پلے نہیں پڑتی۔

یہ میں نے مشائخ میں بھی دیکھا بعض لوگ بڑے نیک ہیں ان کی نسبت میں لزوم ہے اپنے تک محدود ہے متعدی نہیں ہے بعض لوگوں کی نسبت میں لزوم ہوتا ہے تعدیہ نہیں ہوتا شیخ وہ ہے جو فیض آگے پہنچا سکے میں نے بعض مشائخ دیکھے جو اگر چہ تصوف کے ابتدائی اسباق سے آگے نہ جا سکے تھے مگر ان اسباق کا فیض انہوں نے بے تحاشا پہنچایا اور بعض ایسے بھی دیکھے کہ خود تو منتہی تھے مگر نسبت متعدی نہ تھی اس لیے دوسروں کو فیض نہ پہنچا سکے۔

مرشد کی مثال ڈاکٹر اور طبیب کی طرح ہے:۔ پھر فرماتے ہیں ''ويعلمكم مالم تكونوا تعلمون ''

بعض مجلسیں ایسی ہوتی ہیں جہاں ایسی معرفت حاصل ہوتی ہے جو پہلے حاصل نہیں ہوئی ایسی مجلس نعمت غیر مترقبہ ہے۔

''ويعلمكم مالم تكونوا تعلمون ''جو تم نہیں جانتے تھے وہ معرفت عطا فرما رہے ہیں تو داعی الی اللہ کا کام یہ ہے کہ قرآن کے تیس پارے معاشرے کو سنائے، انکا روحانی تزکیہ کرے اور کتاب وحکمت کی تعلیم دے یہ کام تو ہوا شیخ کا آگے فرماتے ہیں کہ طالب کیا کرے۔''یا ایها الذین امنوا استعینوا بالصبرو الصلٰوة ''اے ایمان والو!تم بھی جم کر کام کرو یادرکھو شیخ تنہا کچھ نہ کر سکے گا۔

'' استعینوا بالصبر '' طالب کو بھی چاہیے کہ جم کر کام کرے اور صبر وضبط سے کام لے۔شیخ تزکیہ کرتے ہوئے کبھی جراحی کا عمل کرتا ہے دوستو! ڈاکٹر جب نشتر لگاتا ہے ہم اس کو دعا دیتے ہیں کہ تم نے کرم کیا۔اندھے آدمی کو جب اس کا شیخ نشتر لگاتا ہے تو گالی دیتا ہے کہ تم نے یہ کیا کیا؟

مریدین کیلئے عمل جراحی کی ضرورت:۔ قرآن مجید دیکھیے خود اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کو ارشاد فرما رہے ہیں ''قل لا تمنوا علی سلامكم بل الله يمن عليكم ان هداكم للايمان '' آپ ﷺ ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ میرے پاس آ کر اپنے ایمان کا احساس مت جتایا کرو تم نے کوئی مجھ پر احسان نہیں کیا اگر تم نے اسلام کو قبول کیا ہے خدا کے احسان کو مانو تم اس کے مرہون منت ہو کہ اس نے تمہیں ہدایت عطا کی ہے یہ نشتر ہے یہ جراحی کا عمل ہو رہا ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ جراحی نہیں ہونی چاہیے بھئی آپ ڈاکٹری میں سے surgery کو نکال دیں ہم طب روحانی میں سے اس جراحی کو نکال دیتے ہیں۔یہ تو سنت اللہ ہے جو طب جسمانی اور طب روحانی دونوں میں یکساں جاری ہے اور اس سے بڑی جراحی کیا ہو سکتی ہے۔سرداران قریش بیٹھے ہیں اور آپ ﷺ ان سے فرما رہے ہیں " لا تمنوا علی اسلامکم "اپنے اسلام کا احسان مجھ پر مت جتایا کرو۔

راہ سلوک صبر سے طے ہوتا ہے:۔ دوستو!اس راستے میں مار کھانی پڑتی ہے جب تزکیہ ہو صبر کرو قرآن کی تعلیم صبر سے حاصل کرو، حدیث اور فقہ کی تعلیم دلجمعی سے حاصل کرو، ذکر میں صبر سے بیٹھو، قبض ہو تو بھی صبر کرو، کبھی انوار کا نزول نہ ہو تو بھی صبر کرو، کبھی ایسا بھی ہوتا ہے آدمی بے کیف بیٹھا ہے اس وقت طالب کہے ذکر اللہ تیرے لیے کرتا ہوں، اس لیے نہیں کرتا کہ چٹخارہ آتا ہے وہ تو لذت پرستی ہوئی وہ بھی بت پرستی ہوئی صبر سے کام لو انوار نازل ہوں یا نہ ہوں کیسے بلیغ لفظ فرمائے ''استعینوا بالصبر والصلوة''صبر اور نماز سے قرب کی منازل طے کرنے میں مدد حاصل کرو۔

شریعت اور طریقت کی انتہا:۔ یاد رکھیے شریعت اور طریقت دونوں کی انتہا نماز ہے۔یہ بڑی چیز ہے نماز ساری عبادتوں کا جوہر ہے نماز کے اندر تسبیح، تحمید اور تمجید بھی ہے اور نماز کے اندر دعا بھی ہے، نماز کے اندر روزہ بھی ہے کہ روز میں آپ کھاتے پیتے نہیں ہیں اختلاط نہیں کرتے ہیں کیا روزے کی تمام برکات شامل نہیں ہیں نماز میں؟ نماز میں حج بھی ہے'' فول وجهك شطر المسجد الحرام '' مسجد حرام کی طرف رخ کرو دل بیت اللہ میں اٹکا ہوتا ہے نماز میں قرآن کی تلاوت بھی ہے جتنا ہم اللہ کا شکر ادا کریں کم ہے ایسی نماز چونکہ حضور ﷺ کی

جوتیوں کے صدقے میں مل گئی ہے اس لیے ہم نے اس کی قدر نہیں کی ۔ ذکر شکر اور صبر ان سب باتوں کا ذکر کرنے کے بعد نماز کی تلقین کی ۔ فرمایا ''استعینوا بالصبر والصلوٰۃ'' ذکر کی انتہا بھی نماز ہے شکر کی انتہا بھی نماز ہے ۔ یہاں آ کر بات ختم ہوئی'ان الله مع الصابرین'' یقیناً جم کر کام کرنے والوں کو اللہ کی معیت حاصل ہو جاتی ہے ۔

مرشد اور مرید کی کامیابی:۔ شیخ اور طالب صبر وضبط کے ساتھ اس پروگرام پر عمل کریں، تو فرماتے ہیں کہ میرے قرب کی تمام منزلیں حاصل ہو جائیں گی، کتنا مکمل پروگرام دے دیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان سب باتوں پر عمل کی توفیق عطاء فرمائیں۔'' واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین''

(اگلی نشست) باسمہٖ

مجالس تزکیہ پر آخری نشست:۔ '' نحمدہ ونصلی علی رسوله الکریم کما ارسلنا فیکم رسولا ''

میں نے اس آیت پر گزشتہ ہفتوں میں کچھ باتیں عرض کی تھیں یہ وضاحت کی تھی کہ حضور ﷺ نے جو کام سرانجام دیا اس کا خلاصہ اس آیت میں بیان ہوا ہے سورۃ الجمعہ میں آل عمران میں ۔ دو جگہ سورۃ البقرہ میں انہی باتوں کو دہرایا گیا ہے اور ان کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے ۔

میں تصوف و مجذوب کا قائل ہوں:۔ میں انکار نہیں کرتا میں خود تصوف کا طالب علم ہوں اس راستے سے گزرا ہوں جس طرح ایک ادنیٰ طالب علم گزرتا ہے میں مجذوب کو بھی مانتا ہوں ۔ مجذوب کون ہے؟ مجذوب وہ ہے جو سلوک کے مقامات طے کرتے ہوئے راستے میں کسی مقام کی تجلی اس پر پڑے اور اس کی لوح دماغ چیخ جائے اس کو مجذوب کہتے ہیں مجذوب کا معنی ہے وہ آدمی جس کو کھینچ لیا گیا ہو۔

راہ سلوک کی تجلیات کا ثبوت:۔ دوستو! وہ لوگ اس راستے میں ناواقف ہیں جو سرے سے مانتے ہی نہیں کہ کوئی مجذوب ہو سکتا ہے افراط وتفریط بڑی چیز ہے قرآن میں لکھا ہے کہ پہاڑ پر تجلی پڑی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے ایک ولی جس کے وجود پر پے در پے تجلیاں وارد ہو رہی ہوں بے ہوش ہو جائے تو اس میں اچنبے کی کیا بات ہوئی؟ وہ تجلی تو پہاڑ پر پڑی تھی کچھ اولیاء ایسے بھی ہیں جن کے سینے تجلیات کے مہبط ہوتے ہیں ۔

صحیحین سے تجلیات کا ثبوت:۔ مسلم شریف میں ہے ۔ حدیث ہی ہے'' اذ انزل الیه الوحی کرب لذلك وتربد وجهه'' کہ جب آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ شدید درد و کرب کی حالت میں ہوتے تھے اور آپ ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل جاتا تھا۔

قالت عائشہ رضی اللہ عنہ '' ولقد رائیته ینزل علیه الوحی فی الیوم الشدید البرد فیفصم عنه وان جبینته لیتفصد عرقا '' (بخاری شریف)

تجلیات پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت:۔ ''وان کان لیوحی الیه وهو علی ناقته فیضرب خزامها من ثقل مایوحی الیه'' (عند البیهقی فی الدلائل) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو شدید سردی کے دن آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی اور جب اس کا سلسلہ منقطع ہوتا تو وحی کی شدت سے آپ ﷺ کی پیشانی سے بے تحاشا پسینہ بہتا تھا۔ اور اونٹنی پر سواری کے دوران میں جب آنحضرت ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو وحی کے بوجھ سے اونٹنی کی رفتار میں فرق پڑ جاتا تھا۔ اگر ختم المرسلین اور سید الکونین ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل سکتا ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو سکتے ہیں تو ایک غریب ولی اگر بے ہوش ہو گیا ہو تو اس میں تعجب کی کیا بات ہوئی؟ مسئلہ کی نوعیت یہ ہے کہ سید المرسلین ﷺ پر جب تجلیاں پڑیں تو ہوش کی حالت میں رہے حضور ﷺ کی کیفیت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کیفیت سے افضل ہے اس لیے ہوش میں رہنا بے ہوش ہونے سے افضل ہے ۔

مجذوب مرفوع القلم ہے:۔ دوستو! میں بتانا یہ چاہتا ہوں کہ مجذوب بیچارہ معذور ہوتا ہے اس کی لوح دماغ چیخ جاتی ہے وہ معذور آدمی ہے وہ کسی کی تربیت کرنے کے قابل نہیں ہوتا اس لیے تمام اولیاء اللہ کا اتفاق ہوا کہ مجذوب کے پاس مت بیٹھو وہ غیر ذمہ دار ہے ۔ مرفوع

القلم ہے اس سے کوئی باز پرس نہیں ہے جیسے ایک پاگل سے باز پرس نہیں حدیث میں آتا ہے کہ جونہی ایک انسان مجنون ہوتا ہے فرشتے اس کا نامہ اعمال اٹھا کر لے جاتے ہیں ان کی ڈیوٹی ختم ہو جاتی ہے یہی معنی ہیں مرفوع القلم ہونے کے۔

مجذوب کے بارے میں راہ اعتدال:۔ دوستو! میں یہ جانتا ہوں کہ سالک پر جب تجلی پڑتی ہے تو بعض سالک رقص کرتے ہیں وہ معذور ہیں مجھے حیرت ہوئی کہ یہ بات امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فتاویٰ کی گیارہویں جلد میں لکھی۔ لکھتے ہیں تابعین میں بہت سے ایسے ہوئے ہیں جو بیہوش ہوئے'' فیھم الاضطراب والاختلاج والا غماء '' میں جانتا ہوں کہ تابعین میں سے لوگ بیہوش بھی ہوتے رہے۔ اضطراب کی کیفیت بھی ان پر طاری ہوئی۔ فرماتے ہیں '' ھم معذورون '' میں انہیں معذور جانتا ہوں جتنی سخت تنقید تصوف پر امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کی کسی نے نہیں کی۔ ساتھ ہی فرماتے ہیں میں ان لوگوں کو ہزار درجے ان سے افضل مانتا ہوں جن کی حالت یہ ہے '' فویل للقاسیہ تلو بھم من ذکر اللہ '' جن کے دلوں پر قساوت طاری ہے۔

قرآن مجید نے اہل اللہ کی جو کیفیتیں بیان کر دی ہیں ہر کتاب اللہ پر ایمان رکھنے والے کو اپنے جذبات کو ان ہی کیفیتوں میں مقید کرنا چاہیے۔'' واخرد عوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم ''۔

نام کتاب:۔ تقاریر وخطابات..... تقاریر:۔ سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ
ناشر:۔ فاران اکیڈمی قذافی سٹریٹ ۱۷ اردو بازار لاہور (پاکستان)

مقام عبدیت سالک کی منزل:۔ یہ راستہ جس پر ہم سب گامزن ہیں اور جس راستے پر چلنے کے شوق میں ہم سب یہاں اکھٹے ہوئے ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ کا راستہ۔ اس میں یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ اس راستہ میں بارگاہ الٰہی میں سب سے اُونچا مقام '' مقام عبدیت '' ہے جب سالک اس راستے پر چلتا ہے تو کبھی اس کو خیال ہوتا ہے کہ خدا میرا یار ہے وہ میرا محبوب ہے وہ میرا عاشق ہے۔

راہ طریقت کے سالک کا احساس:۔ بالعموم سلوک کے ابتدائی اور درمیانی مرحلوں میں سالک کو اس قسم کا احساس ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی صفات جلالیہ غلبہ محبت کی وجہ سے اس کی نظر سے اوجھل ہو جاتی ہے۔ اس کے مشاہدے میں اس وقت یہ بات نہیں ہوتی کہ اس کا تعلق '' رب السموات والا رض '' سے ہے '' رب المشارق والمغارب '' سے اس کا تعلق ہے۔ اس خدا سے ہے جو تمام بادشاہوں کا بادشاہ ہے جو تمام جہانوں، تمام سلطنتوں اور اقوام وملل کی پرورش کر رہا ہے۔ جو تمام سیاروں کا نظام چلا رہا ہے نظام شمسی اور نظام ارضی ان سب پر حکمران ہے۔

سالک کی ترقی کا اہم راز:۔ سالک کی تربیت کیلئے ایسا ہونا ضروری ہے کہ محبت کے جذبے سے سرشار ہو کر وہ کشاں کشاں منزلیں طے کرتا رہے اور اللہ کی ہیبت اور خوف سے اس کے اعضاء معطل نہ ہوں جب وہ ہوش سنبھالتا ہے اس کو اس راستے میں جب آگہی حاصل ہوتی ہے وہ دیکھتا ہے کہ وہ تو محیط بے کراں ہے اور میں تو ذرا سی آب جو ہوں اس کو اپنے ذرہ بے مقدار ہونے کا احساس ہوتا ہے۔

جوں جوں اس راستے میں انسان آگے جاتا ہے اس کو محسوس ہوتا ہے کہ وہ آقا ہے وہ پروردگار ہے محبت اب بھی باقی ہوتی ہے مگر ایسی محبت جیسے کسی غلام کو اپنے آقا سے ہوتی ہے محبت اب بھی موجود ہوتی ہے مگر محبت اس غلام کی سی ہوتی ہے جو گوشہ چشم سے اپنے آقا کو پیار سے دیکھتا ہے اور اس کی ہیبت بھی اس پر طاری ہوتی ہے اور اس کا جی بار بار کہتا ہے کہ اس کے کتنے احسانات ہیں مجھ پر کتنے انعامات پر ہیں مجھ پر، کتنی نوازشیں ہیں مجھ پر جو یہ کرتا ہے اور ساتھ ہی اس کی عزت وتکریم، اس کا احترام، اس کا ادب، اس کی ہیبت بھی طاری ہوتی ہے۔

مقام عبدیت پر ستون نقشبند کی وضاحت:۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ جو سلسلہ نقشبندیہ کے بہت بڑے ستون ہیں اپنے مکتوبات دفتر اول مکتوب نہم میں مقام عبودیت کے بارے میں فرماتے ہیں:

'' لا جرم مقام عبدیت فوق جمیع مقامات باشد '' یعنی مقام عبدیت تمام مقاموں سے بلند وبرتر ہے۔

آگے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ حقیقت بھی سمجھائی کہ یہ مقام سب سے اونچا کیوں ہے؟۔

فرماتے ہیں: چه دید نقص دریں مقام اتم و اکمل است

کیونکہ اس مقام پر آدمی کو اپنی عاجزی اور بیچارگی اور اپنے نقص کا احساس شدید تر ہوتا ہے۔

اور جتنا زیادہ انسان کو اپنی عاجزی، بیچارگی اور بندگی کا احساس شدید تر ہوتا ہے بارگاہ الٰہی میں اس کا مقام بلند تر ہتا ہے۔

فرماتے ہیں: جب مجھے مقام عبدیت کا مشاہدہ کروایا گیا تو میں نے دیکھا کہ

"شہسوار یکہ تازی ایں میداں آں سرور دنیا و دیں و سید الاولین و سید الآخرین حبیب رب العلمین است" میں نے غور سے مشاہدہ کیا کہ ان میں وہ کون شہسوار ہے جو سب سے آگے نکلا ہوا ہے۔تو میں نے دیکھا کہ وہ حضور اقدس ﷺ کی ذات گرامی تھی۔ جو تمام عباد صالحین اور "مقام عبدیت" پر سرفراز ہونے والوں سے آگے نکل گئے تھے۔

جب اللہ تعالیٰ بہت پیار سے انسانوں کا ذکر کرتا ہے جن کو اللہ نے بہت عطا کیا، آپ دیکھیں گے کہ انہیں لفظ عبد سے یاد فرماتا ہے مثلاً " واذکر عبدنا ایوب" وہ جس کو ہم نے مقام عبدیت پر سرفراز کر دیا تھا وہ جن کا نام ایوب علیہ السلام ہے لوگوں کے سامنے ان کا ذکر تو کرو۔

ولایت کا سب سے اونچا مقام:۔ لفظ "عبد" کا مفہوم ہر آدمی کی سمجھ میں نہیں آتا ہے۔دوستو! مجدد صاحب رحمہ اللہ نے تحریر فرمایا:

لاجرم مقام عبدیت فوق جمیع مقامات باشد "تو اس کا مطلب یہ ہے کہ نبوت کے بعد ولایت کے جتنے بھی مقامات قرب ہیں۔عبدیت کا مقام ان سب سے افضل ہے۔

انبیاء علیہم السلام کا مقام عبدیت

حضرت داؤد علیہ السلام کا مقام عبدیت:۔ کسی جگہ فرمایا: "واذکر عبدنا داؤد" وہ جن کو ہم نے مقام عبدیت پر سرفراز کیا تھا داؤد ان کا ذکر لوگوں سے کرو۔

حضور ﷺ کا مقام عبدیت:۔ پھر وہ کہ ختم المرسلین ﷺ تھے اللہ تعالیٰ نے جو اپنے عظیم احسانات وانعامات حضور اقدس ﷺ کی ذات گرامی پر کیے ان کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ لفظ عبد سے یاد فرماتا ہے۔" سبحن الذی اسری بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی "سب عیبوں سے پاک ہے وہ ذات جو اپنے عبد کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا۔

اہل اللہ کا مقام عبدیت اور محبوبیت:۔ معراج ایک بہت بڑا انعام ہے جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ معراج بیداری کی حالت میں جسد اطہر کے ساتھ ہوا۔غور فرمائیے کہ اس مقام پر لفظ محبوب یا محبّ سے خطاب فرما سکتے تھے لیکن یہاں پر بھی لفظ "عبد" بولا جا رہا ہے بلکہ مجدد صاحب رحمہ اللہ اس خط میں لکھتے ہیں کہ:

محبوباں را بایں مقام مشرف مے سازند "یعنی اللہ کے جو محبوب ہیں اس دنیا میں جب ان کو محبوبیت کی منزل سے آگے لے جاتے ہیں تو مقام عبدیت پر سرفراز کرتے ہیں۔اور یہ کہ وہاں لے جا کر گفتگو فرمائی۔اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی یہ بھی ایک بہت بڑا انعام ہے جو حاصل ہوا۔وہاں بھی فرمایا" فاوحی الی عبدہ ما اوحی "پھر وہ ذات گرامی جس کو وہ مقام عبدیت پر سرفراز فرما چکے ہیں ان سے جو اشارے ہوئے سو ہوئے۔

بعثت کے ساتھ عبدیت کی نسبت:۔ پھر آپ دیکھئے کہ جب یہ فرمانا مقصود تھا کہ حضور ﷺ تمام جہانوں کی طرف اور تمام قوموں کی طرف مبعوث ہوئے ہیں تو اس وقت بھی عبد کے لفظ سے یاد فرمایا:" تبارك الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیرا "بابرکت ہے وہ ذات جس نے یہ آخری صحیفہ اپنے "عبد" پر نازل کیا تا کہ وہ تمام اقوام وملل کو بدی کے نتائج سے خبردار کر دیں۔اور جب یہ

بتایا کہ یہ آخری صحیفہ ہے اور اس صحیفہ کے لگے (کی طرح) کوئی کتاب تم قیامت تک نہیں لا سکتے اس وقت بھی کہا:

''ان كنتم في ريب مما نزلنا على عبدنا فاتوا سورة من مثله'' یہ جن کو ہم نے اپنی وحی کا مہبط ٹھہرا دیا ہے اور یہ جن کو ہم آخری مقام عبدیت پر لے جا چکے ہیں۔ان پر جو کچھ نازل کر رہے ہیں۔

اپنی مرضی کو اللہ کی مرضی میں فنا کرنے والے:۔ عبد وہ ہوتا ہے جس کی اپنی مرضی اللہ کی مرضی میں فنا ہو چکی ہو یہ زمانہ جاہلیت کی شاعری میں بھی یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔

" الطريق المعبد " جیسا کہ امام راغب اصفہانی رحمہ اللہ نے مفردات میں بھی لکھا ہے وہ راستہ جو بالکل ہموار ہو اس میں کوئی اونچ نیچ نہ ہو اس کو " الطريق المعبد " کہتے ہیں اور وہ اونٹ جو بدمستی نہ کرے اور سیدھا چلے ہموار (مطیع) ہو کر اس کو بھی ''البعير المعبد'' کہتے ہیں ۔تو وہ جس کے دل میں اونچ نیچ نہ وہ اور ہوس ختم ہوگئی ہو اور جس کا جی اللہ کے سامنے بالکل جھک گیا ہو اور ہموار ہو اس کے تمام احکامات پر ''سمعنا واطعنا'' کہتا ہو اور بلا چون وچرا اس پر عمل کرتا ہو۔" ثم لا يجد وا في انفسهم حرجا مما قضيت يسلموا تسليما "کی کیفیت طاری ہو کہ دل میں حکم سن کر کوئی تنگی محسوس نہ ہو دل ودماغ کی ہم آہنگی سے کہے کہ بالکل بجا ہے میں ایسے ہی کروں گا اور اس کو رضا میں اپنی اپنی رضا کو فنا کر دے اسے کتاب اللہ کی بولی میں ''عبد'' کہتے ہیں جیسے کہ

ایک بزرگ کا فرمان ہے:

زنده كنى عطائے تو　　　　در بكشى خدائے تو
دل شده مبتلائے تو　　　　هرچه كنى رضائے تو

تو اگر مجھے زندہ رکھے گا تیری مہربانی ہے تو میرا آقا ہے تو جانتا ہے کہ میرے لیے زندگی بہتر ہے۔اگر قتل کردے گا خدائے تو میرے جی میں تو کئی دفعہ آیا ہے کہ میں تجھ پر قربان ہو جاؤں دل شدہ مبتلائے تو، میرا دل تیری محبت میں مبتلا ہے

ہر چہ کنی رضائے تو، میں تو تیری رضا چاہتا ہوں

اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنی چاہیے کہ وہ عباد صالحین کی جوتیاں سیدھی کرنے کی توفیق دے اور مقام عبدیت کی سمجھ عطا کریں۔آمین۔

''واخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمين والصلوٰة والسلام على رسوله الكريم ''(تقاریر وخطابات ص ۳ تا ۱۰)

معرفت الٰہی کے انعامات:۔ یہ پہلا انعام ہے جو فرد کو اس دنیا میں اللہ کے ساتھ تعلق سے حاصل ہوتا ہے۔حضور ﷺ نے فرمایا:

'' لايقعد من قوم يذكرون الله الا حفتهم الملائكة وغشيتهم الرحمة ونزلت عليهم السكينة'' (مسلم)

جو لوگ بھی اللہ کا ذکر کرتے ہیں رحمت کے فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہیں اور سکینت ان پر نازل ہوتی ہے۔

آپ یہ مت خیال کیجیے کہ یہ جو اللہ والے رات بھر اس کے حضور میں بیٹھے رہتے ہیں یونہی خشک اور بے لذت بیٹھتے ہیں۔ان پر اللہ کی رحمتیں برستی ہیں اور انوار الٰہی کا رزق کھاتے ہیں۔وہ روحانی رزق جس کی لذت کے سائے میں کائنات کی تمام لذتیں ہیچ ہیں اگر فیضان الٰہی نہ ہو رہا ہو تو پانچ منٹ بھی مصلے پر نہیں بیٹھا جاتا تسبیح ہاتھ سے چھوٹنے لگتی ہے پھر ٹیک لگاتے ہیں اور لیٹ جاتے ہیں سلطان باہو رحمہ اللہ نے لذت کو یوں بیان کیا۔

الف اللہ چنبے دی بوٹی مرشد من میرے وچ لائی ہو　　　　نفی اثبات دا پانی ملیا ہر رگے ہر جائی ہو
اندر بوٹی مشک مچایا جاں پھلن پر آئی ہو　　　　جیوے مرشد کامل باہو رجیں اے بوٹی لائی ہو

فرماتے ہیں کہ میرے شیخ نے میرے من کی زمین میں لفظ اللہ جو چنبیلی کا پودا تھا لگایا اور ''لا الہ الا اللہ'' کے پانی سے میری رگ رگ اور نس نس کو سینچا فرماتے ہیں کہ اللہ کے ذکر سے میرا سینہ مہک اٹھا ہے اور اس کی لذت سے یوں سرشار ہوا ہوں کہ آپے سے باہر ہوا جاتا ہوں۔

فقہائے پاک و ہند

جلد سوم

تیرھویں صدی ہجری

محمد اسحٰق بھٹی

*

ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ

طبع اوّل : ۱۹۸۹ء
تعداد : ۱۱۰۰

ناشر : سراج منیر
ناظم، ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ لاہور

مطبع : کمبائن پرنٹرز ، لاہور

قیمت : روپے

فضائل درود وسلام

فضل الصلوٰۃ علی النبی ﷺ

تالیف
امام اسماعیل بن اسحاق القاضی رحمہ اللہ

ترجمہ وتحقیق
حافظ زبیر علی زئی

مکتبہ اسلامیہ

کتاب ---------------- فضائل درود وسلام
تالیف ---------------- امام اسماعیل بن اسحاق القاضی رحمہ اللہ
اشاعت ---------------- فروری 2010ء
قیمت ----------------

ملنے کا پتا

مکتبہ اسلامیہ

بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ پاکستان فون: 042-37244973
بیسمنٹ اٹلس بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ فیصل آباد۔ پاکستان فون: 041-2631204, 2034256

دوستو! یہ محض کہاوتیں اور بجھارتیں نہیں ہیں میں بھی انہیں بجھارتیں سمجھتا تھا میں فلسفے کا طالب علم تھا۔ جب تک یہ سب کچھ مجھ پر وارد نہیں ہو گیا خدا کی قسم جھٹلاتا رہا ان سب باتوں کو تو اسی دنیا میں اللہ کی رحمتوں کا ورود ہوتا ہے۔

خاقانی نے بجا کہا تھا:

پس ازسی سال این نکته محقق شدبه خاقانی　　که یکدم باخدا بودن به ازملک سلیمانی

خاقانی کہتا ہے کہ تیس برس تک میں مارا مارا پھرتا رہا سکون کی تلاش میں تیس برسوں کے بعد یہ بات مجھے قطعیت کے ساتھ معلوم ہوئی کہ ایک پل بھی اگر خدا کی معیت حاصل ہو جائے تو یہ تخت سلیمانی کے ملنے سے بہتر ہے۔ (تقاریر وخطابات، ص ۸)

نام کتاب:۔ فقہائے پاک وہند تیرہویں صدی ہجری (جلد سوم)
مصنف:۔ مولانا محمد اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ

شیخ غلام علی مجددی دہلوی رحمہ اللہ کا ذوق تصوف

شیخ الشیوخ وصاحب طریقت:۔ برصغیر کے تیرھویں صدی ہجری کے علماء وفقہا میں جنھوں نے زمرہ صوفیا میں شہرت پائی۔ مولانا شاہ غلام علی دہلوی رحمہ اللہ کا اسم گرامی سرفہرست ہے وہ بجا طور پر شیخ الشیوخ اور صاحب طریقت بزرگ تھے۔

والد محترم کی بیعت قادریہ:۔ ان کا اصل وطن بٹالہ تھا جو مشرقی پنجاب کے ضلع گورداسپور کا مشہور شہر ہے مختلف اوقات میں یہ شہر اصحاب علم اور ارباب فضیلت کا مرکز رہا ہے۔ یہاں ایک خاندان علوی سادات کا تھا، اس خاندان کے بزرگوں میں شاہ غلام علی کے والد ماجد شاہ عبداللطیف بٹالوی رحمہ اللہ بہت مشہور تھے، جو زہد وعبادت اور تقویٰ وقناعت میں عالی مرتبے پر فائز تھے۔ دنیا اور امور دنیا سے منقطع ہو کر جنگلوں کی تنہائی میں جا کر ذکر الٰہی میں مشغول ہو جاتے اور کئی کئی مہینے اسی عالم میں گزار دیتے شاہ ناصرالدین قادری رحمہ اللہ کے مرید تھے اور عوام و خواص میں بہت تکریم کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ شاہ غلام علی رحمہ اللہ نے اس صاحب تقویٰ باپ کے گھر ۱۱۵۶ھ (۱۷۴۵ء) میں جنم لیا۔

بارگاہ رسالت ﷺ سے بشارت:۔ شاہ غلام علی رحمہ اللہ کے عم محترم بھی دین داری اور صالحت کا پیکر تھے جنھوں نے سرسید احمد خان کے بقول رسول خدا ﷺ کی اشارت یا بشارت سے عبداللہ آپ کا نام رکھا لیکن ''غلام علی'' کے نام سے مشہور ہوئے۔

سلسلہ قادریہ سے نقشبندیہ کا سفر:۔ شاہ غلام علی رحمہ اللہ سترہ اٹھارہ برس کی عمر تک بٹالہ اور اس کے گردونواح میں رہے اور وہیں کے اساتذہ سے ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ اس زمانے میں ان کے والد شاہ عبداللطیف کا قیام زیادہ تر دہلی میں رہتا تھا اور وہ شاہ ناصرالدین قادری رحمہ اللہ سے بیعت تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ انکے فرزند دلبند کو بھی انہی کے حلقہ بیعت میں شامل کر دیں۔ چنانچہ باپ کی خواہش کے مطابق ۱۱۷۴ھ میں انہوں نے دہلی کا قصد کیا لیکن جس دن وہ دہلی پہنچے اسی دن شاہ ناصرالدین قادری رحمہ اللہ کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد والد بزرگوار نے سعادت مند بیٹے سے کہا کہ آپ جس کی چاہیں بیعت کرلیں اس اثناء میں پورے چار سال مختلف بزرگوں کے آستانوں پر حاضر ہوتے رہے۔ اس وقت دہلی میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کا سلسلہ درس جاری تھا شاہ غلام علی ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صحیح بخاری اور حدیث کی دوسری کتابوں کا درس لیا اور سند فراغت سے بہرہ مند ہوئے۔ اس دوران میں حضرت شاہ رفیع الدین رحمہ اللہ سے بھی استفادہ کیا اب وہ تفسیر، حدیث، فقہ اور دیگر علوم رسمیہ کی تکمیل کر چکے تھے۔

سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت اصلاح:۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد ۱۱۷۸ھ (۱۷۶۴ء) میں مرزا مظہر جان جاناں رحمہ اللہ کے آستانہ رشد وہدایت پر پہنچے اور ان کے حلقۂ بیعت میں شامل ہونے کی خواہش ظاہر کی اس وقت عمر کی بائیس منزلیں طے کر چکے تھے اور بھرپور جوانی کا زمانہ تھا مرزا صاحب کے دست حق پرست پر بیعت کی اور یہ شعر پڑھا:۔

ازبرائے سجدہ عشق آستانے یا فتم　　سرزمینے بودمنظور آسمانے یا فتم

سجدہ عشق کیلئے میں نے ایک آستان پالیا، مجھے تو ایک سرزمین کی ضرورت تھی لیکن میں نے آسمان پالیا۔

۱۵ سال مرشد کی خدمت میں حاضری:۔ بیعت کے بعد پندرہ سال مرشد کی مجلس ذکر و شغل میں بسر کیے اور مجاہدہ و ریاضت کی مختلف منزلیں طے کیں یہاں، تک کہ اپنے وقت کے شیخ الشیوخ اور صاحب ارشاد ہوئے۔

۴۵ سال سلسلہ نقشبندیہ کی اشاعت:۔ انہوں نے بیعت تو سلسلہ قادریہ میں کی تھی لیکن ذکر واذ کار اور شغل واشغال طریقہ نقشبندیہ مجددیہ میں جاری کیا اور تمام طرق تصوف کی اجازت حاصل کی۔ اپنے مرشد مرزا (مظہر) جان جاناں رحمہ اللہ کی شہادت (۱۰ محرم ۱۱۹۵ھ ۱۷۸۰ء) کے بعد انکے سجادہ نشین ہوئے اور تمام صوفیاء عصر پر فوقیت لے گئے۔ تادم وفات پورے پینتالیس سال مسند ارشاد پر متمکن رہے اور بے شمار لوگوں کو مستفیض فرمایا۔

خانقاہ کیلئے مالی پیشکش اور آپ کا توکل:۔ شاہ غلام علی رحمہ اللہ نہایت پابند سنت اور متوکل علی اللہ تھے۔ اس دور کے امراء اور بادشاہ چاہتے تھے کہ ان کی خدمت کریں اور خانقاہ کو مالی امداد دیں۔ لیکن شاہ صاحب رحمہ اللہ نے ان کی یہ پیش کش کبھی قبول نہ فرمائی ایک دفعہ والی ٹونک نواب امیر محمد خاں نے انتہائی التجا سے ان کے اور خانقاہ کے درویشوں کیلئے وظیفہ مقرر کرنے کی درخواست کی۔ جواب میں ان کو یہ شعر بھیجا:۔

ما آبروئے فقر و قناعت نمی بریم　　با امیر خاں بگوئے کہ روزی مقرراست

ہم فقر و قناعت کی آبرو ہاتھ سے جانے نہیں دیں گے۔ امیر خاں سے کہہ دو کہ روزی اللہ کے ہاں سے مقرر ہے۔

لاتعداد لوگوں کی بیعت اصلاح:۔ ان کی ذات سے بے شمار لوگوں نے فیض پایا اور بہت سے ملکوں کے لاتعداد افراد نے حاضر خدمت ہو کر ان سے بیعت کی۔ ہندوستان کے علاوہ ترکی، شام، بغداد، مصر، چین، افغانستان، کردستان اور حبشہ سے لوگ انکے آستانے پر حاضر ہوئے اور شرف ارادت حاصل کیا۔ وہ عوام و خواص کا مرکز عقیدت اور مرجع خلائق تھے۔ کہنا چاہیے۔

چو کعبہ قبلہ حاجت شداز دیار بعید　　روند خلق بدیدارش از بسی فرسنگ

چونکہ کعبہ مرکز حیات قرار پایا ہے اس لیے لوگ دور دور کا سفر کر کے اس کی زیارت کے لئے آتے ہیں۔

خانقاہ مجددیہ کا نظم و نسق:۔ ان کی خانقاہ میں ہر وقت کم و بیش پانچ سو فقیر اور درویش رہتے تھے جو ان سے فیض حاصل کرتے تھے اور باوجود یہ کہ امداد کیلئے کہیں سے باقاعدہ ایک حبہ بھی مقرر نہ تھا لیکن سب کے کھانے پینے اور لباس کا وہ خود ہی انتظام کرتے تھے اور یہ تمام سلسلہ اللہ تعالیٰ کی غیبی امداد سے چلتا تھا۔ فیاضی اور سخاوت کا یہ عالم تھا کہ کبھی سائل خالی ہاتھ نہیں لوٹایا۔ جس نے جو مانگا دے دیا۔ جو اچھی اور عمدہ چیز بطور تحفہ کہیں سے آتی اس کو بیچ کر فقراء پر خرچ کر دیتے۔ جو موٹا کھسوٹا لباس خانقاہ کے درویشوں کو میسر ہوتا وہی خود بھی پہنتے جو کھانا عقیدت مند کھاتے وہی آپ تناول فرماتے۔

خاك نشینی است سلیمانیم　　ننگ بود افسر سطانیم

ہست بسے سال کہ می پوشمش　　کہنہ نہ شاد جامہ عریانیم

میری سلیمانی خاک نشینی ہے میرے لیے سلطانی کا تاج باعث ننگ ہے۔ بہت مدت سے میں لباس عریانی پہن رہا ہوں لیکن ابھی تک وہ لباس پرانا نہیں ہوا۔ یعنی حرص و طمع اور فخر و غرور سے میرا دل پاک ہو گیا ہے۔

اگر کبھی اسباب مادی اور سامان دنیا کا ذکر آتا تو بیدل کا یہ شعر پڑھتے۔

حرص قانع نیست بیدل ورنہ اسباب جہاں　　ہرچہ مادا ریم زاں ہم اکثرے درکار نیست

اے بیدل! حرص میں قناعت ہی نہیں ہے ورنہ ہمارے پاس جو کچھ ہے اس کا بیشتر حصہ ایسا ہے جس کی ہمیں ضرورت نہیں یعنی بہت

سی چیزیں ایسی ہیں جو ہماری ضرورت سے زائد ہیں۔

نبوی ﷺ فقر کی عملی مثال:۔ان کے شب وروز کا زیادہ حصہ عالم بیداری میں گزرتا بہت کم سوتے، زیادہ تر مصروف عبادت رہتے، نیند غالب آتی تو جانماز پر ہی سو جاتے۔ خانقاہ میں بوریا کا فرش اور بوریا ہی کا مصلی تھا۔ وہیں چمڑے کا ایک تکیہ تھا۔ دن رات اسی مصلے پر نشست رہتی اور تمام وقت عبادت میں بسر ہوتا۔ طالبین ارد گرد حلقہ بنا کر بیٹھے رہتے اگر کوئی شخص فرش کیلئے کہتا تو جواب میں سکندر لودی کے معاصر جمالی کے یہ شعر پڑھتے۔

لنگکے زیرو لنگکے بالا — نے غم دزد ونے غم کالا
گزکے بوریا و پوستکے — دلکے پرز دردوستکے
ایں قدر بس بود جمالی را — عاشق رند لا ابالی را

ایک لنگی نیچے اور ایک لنگی اوپر یہی ہمارا لباس ہے جس کے سبب نہ تو کسی چور کا ڈر ہے اور نہ کسی سامان کا غم۔

ایک گز بوریا اور پوستین اور ایسا دل جو درد اور دوست کی آرزو سے پر ہے۔ جمالی کیلئے جو ایک عاشق اور رند لا بالی ہے یہی بہت ہے۔

امور سنت کا اہتمام:۔انہوں نے احکام شریعت سے کبھی تجاوز نہ کیا ہمیشہ امور سنت کو پیش نظر رکھا مال مشتبہ ہرگز قبول نہ کرتے جو شخص خلاف شرع اور خلاف سنت کوئی حرکت کرتا اس سے نہایت خفا ہوتے اور اس کا اپنے قریب آنا گوارا نہ کرتے اس سے مخاطب ہو کر فرماتے۔

یا مرو با یار ازرق پیرہن — یا بکش بر خانماں انگشت نیل
یا مکن با پیلباناں دوستی — یا بنا کن خانہ در خورد پیل

یا تو نیلے لباس والے دوست کے پاس نہ جانا یا پھر خاندان پر نیل کی انگلی پھیر دے۔ یا تو مہاوتوں کے ساتھ دوستی نہ رکھ یا پھر ہاتھی کے لائق اپنا گھر بنا۔

مطلب یہ ہے کہ ہمارے شریک مجلس ہونا چاہتے ہو یا ہماری صحبت ورفاقت میں آنے کا ارادہ ہے تو ہمارا رنگ اختیار کرنا ضروری ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ احکام شرع کی مخالفت بھی کرو اور ہمارے حلقے میں بیٹھو یہ دو عملی یہاں نہیں چلے گی۔

مرشد نقشبند کا نظام الاوقات:۔شاہ غلام علی رحمہ اللہ نے اپنے اوقات شب وروز کا ایک نقشہ بنا رکھا تھا جس پر وہ سختی سے عمل کرتے تھے نماز فجر اول وقت میں ادا کرتے۔اس کے بعد تلاوت قرآن مجید ہوتی وہ قرآن کے حافظ تھے اور قرأت میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ اشراق تک حلقہ مریدین میں بیٹھتے اور صوفیاء کے طریقے کے مطابق توجہ اور استغراق کا سلسلہ جاری رہتا۔ نماز اشراق سے فارغ ہو کر تفسیر اور حدیث کا درس دیتے۔ پھر تھوڑا سا کھانا کھا کر سنت نبوی ﷺ کے مطابق قیلولہ کرتے۔ بعد ازاں اول وقت نماز ظہر ادا کی جاتی۔ پھر طلبا و مریدین کو تفسیر، حدیث، فقہ اور تصوف کی کتابیں پڑھاتے۔ فقہی مسائل کی بھی وضاحت فرماتے نماز عصر تک یہ سلسلہ جاری رہتا، عصر کی نماز سے اول وقت میں فراغت کے بعد مریدین کا حلقہ قائم ہوتا۔ عشاء کے بعد وظائف میں مشغول ہو جاتے اور اسی حالت میں نیند آ جاتی پھر تہجد کے لئے اٹھ جاتے۔ عقیدت مندوں کو بھی نماز تہجد کی تاکید فرماتے۔

نامور صوفی انقلاب خیز شخصیت:۔ بلاشبہ شاہ صاحب رحمہ اللہ ممدوح تیرھویں صدی ہجری کے جید عالم، نامور صوفی، عظیم المرتبت فقیہہ، عابد وزاہد اور صاحب فضل وکمال بزرگ تھے۔ان کی وجہ سے دیار ہند کی روحانی دنیا میں بہت بڑا انقلاب رونما ہوا۔ اور لوگوں کے قلب و ذہن کی دنیا متغیر ہوئی۔ اسی بنا پر ان کے عقیدت مند انہیں تیرھویں صدی کا مجدد قرار دیتے ہیں۔ ہندوستان کے لوگ تو بہت بڑی تعداد میں ان کے حلقۂ عقیدت میں شامل تھے ہی دیگر اسلامی ممالک کے بھی بے شمار حضرات ان سے مستفیض ہوئے اور پھر انہوں نے اپنے اپنے علاقوں میں جا کر دین خالص کی تبلیغ واشاعت کا فریضہ انجام دیا۔

مہتم بالشان اوصاف:۔ شاہ غلام علی رحمہ اللہ نے شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کے مدرسے میں تعلیم حاصل کی۔ لیکن دہلی میں ان کی خانقاہ تصوف شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کے حلقۂ درس کا مقابلہ کرتی تھی اور انکے اثر ورسوخ کا دائرہ انتہائی وسعت اختیار کر گیا تھا۔ ان میں بیک وقت دو مہتم بالشان اوصاف پائے جاتے تھے۔ یعنی طریق ولی اللّٰہی کا اعتدال وتوازن اور علم وعرفان بھی ان میں بدرجہ اتم موجود تھا اور مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے جذبہ احیائے دین، ذوق تصوف اور ولولہ اتباع سنت سے بھی پوری طرح بہرہ مند تھے۔ علوم عقلی ونقلی کے ماہر اور تبلیغ واشاعت دین کے دلدادہ تھے۔

دنیا بھر میں سلسلہ نقشبندیہ کا فیض:۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ کے تلامذہ اور مسترشدین کا حلقہ بہت وسیع تھا اور اس میں ہندوستان کے ہر علاقے اور اسلامی ملکوں کے ارباب کمال شامل تھے۔ ان میں سے جن حضرات نے خاص طور پر سے شہرت پائی۔ ان میں سید اسماعیل مدنی، شیخ احمد کردی، شیخ خالد رومی، شیخ محمد جان باجوری، شیخ ابوسعید دہلوی، ان کے بیٹے مولانا احمد سعید دہلوی، مولانا رؤف احمد رام پوری، مولانا بشارت اللہ بہرائچی اور سید ابوالقاسم حسینی واسطی رحمہم اللہ کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔ ان تمام حضرات نے بے پناہ دینی وعلمی خدمات انجام دیں۔ خالد رومی رحمہ اللہ نے اپنے وطن ترکی واپس جا کر مرشد کے علم وتصوف کو خوب پھیلایا اور تمام دولت عثمانیہ میں اس کی تبلیغ واشاعت کی۔ وہ ترکی کے بلند پایہ علماء میں سے تھے۔ عربی اور فارسی کے شاعر بھی تھے۔ انہوں نے اپنے مرشد شاہ غلام علی رحمہ اللہ کی تعریف میں کئی قصیدے لکھے ایک قصیدے کا مطلع یہ ہے۔

خبرازمن دہیدآں شاہ خوباں رابہ پنہانی ۔۔۔ کہ عالم زندہ شدہ بار دگراز ابر نیسانی

حسینوں کے اس بادشاہ کو میری طرف سے یہ خبر پوشیدہ طور پر پہنچا دو کہ ابر نیسانی کی بدولت دنیا ایک مرتبہ پھر زندہ ہوگئی ہے۔

اس سے آگے چل کر کہتے ہیں:۔

امام اولیاء سیاح پیدائے خدا بینی ۔۔۔ ندیم کبریا ملاح دریائے خدادانی

مہین راہنمایاں ، شمع اولیائے دیں ۔۔۔ دلیل پیشوایاں قبلہ اعیان روحانی

چراغ آفرینش ، مہر برج دانش بو بینش ۔۔۔ کلید گنج حکمت محرم اسرار سبحانی

امین قدس عبداللہ شکز التفات او ۔۔۔ دہد سنگ سیاہ خاصیت لعل بد خشانی

ان اشعار کا ترتیب وار ترجمہ یہ ہے: وہ اولیاء کا امام اور خدا بینی کا ظاہر سیاح ہے۔ وہ کبریا کا ندیم اور پیشواؤں کے سمندر کا ملاح ہے۔

وہ راہنماؤں کا سردار اور تمام اولیائے دین کی شمع ہے۔ وہ حکمت کا رہبر اور روحانی بزرگوں کا قبلہ ہے۔

وہ خلقت کا چراغ اور دانش وبینش کے برج کا سورج ہے۔ وہ حکمت کے خزانے کی چابی اور اسرار سبحانی کا محرم ہے۔

قدس کا امین یعنی عبداللہ ایک ایسا بادشاہ ہے جس کی عنایت وتوجہ سے سنگ سیاہ میں لعل بدخشانی کی خاصیت پیدا ہوگئی ہے۔

علمی وروحانی عروج کا زمانہ:۔ حضرت شاہ غلام علی رحمہ اللہ کے زمانے کو سیاسی اعتبار سے ہندوستان کے دور زوال سے تعبیر کیا جاتا ہے لیکن علمی اور روحانی لحاظ سے یہ نہایت عروج کا زمانہ تھا۔ اس میں لاتعداد علماء ومشائخ کے درس وتدریس اور تصوف وسلوک کے حلقے قائم تھے، جن کے اثر ورسوخ اور شہرت وقبولیت کے دائرے برصغیر کی سرحدوں سے بھی آگے نکل گئے تھے اور بہت سے اسلامی ملکوں تک پھیلتے چلے گئے تھے۔ دہلی کے افق پر اس وقت علم ومعرفت کا جو شامیانہ ہوا تھا اس کے متعلق شیخ خالد رومی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

بہ دہلی ظلمت کفراست، گفتند و بہ دل گفتم ۔۔۔ بہ ظلمت رواگردر جستجوئے آب حیوانی

یعنی مجھے بتایا گیا کہ دلی میں کفر کی تاریکی چھائی ہوئی ہے میں نے اپنے دل سے کہا کہ اگر تجھے آب حیات کی ضرورت ہے تو پھر تاریکی ہی کی طرف چل۔

جامع شریعت وطریقت:۔ بہرحال شاہ غلام علی رحمہ اللہ دہلوی دنیائے تصوف وطریقت کے بادشاہ ہونے کے ساتھ ساتھ علوم عقلی و

نقلی کے بھی ماہر تھے۔ان کے ملفوظات ''درالمعارف'' کے نام سے ان کے ایک مرید مولانا رؤف احمد رام پوری نے مرتب کیے جو دینی، تاریخی اور معاشرتی حیثیت سے بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ان کے مکاتیب بھی شائع ہو چکے ہیں۔ بلاشبہ وہ تفسیر، حدیث، فقہ اور دیگر مروجہ علوم کے ماہر تھے اور ان علوم کا باقاعدہ طلبا کو درس دیتے تھے۔انہوں نے تمام عمر شادی نہیں کی، تجرد کی زندگی بسر کی، وظائف و اوراد، تعلیم و تدریس اور تلامذہ و مریدین کی ذہنی و روحانی اور علمی تربیت ہی انکا دن رات کا مشغلہ تھا۔اس عالم اجل اور ولی کامل نے ۱۲۔صفر ۱۲۴۰ھ کو دہلی میں وفات پائی اور بہت بڑی تعداد میں لوگ ان کے جنازے میں شریک ہوئے۔۳۵۔''اللھم برد مضجعه ووسع مدخله''۔

(آثار الصنادید ص ۲۰۷ تا ۲۱۲۔ واقعات دارالحکومت دہلی ج ۲ ص ۱۵۳ تا ۱۵۵۔ نزھۃ الخواطر ج ۷ ص ۳۵۶ تا ۳۵۸۔ رود کوثر ص ۶۴۹ تا ۶۵۷۔ تذکرہ علماء ہند ص ۱۵۵۔ علم و عمل ج ۱ ص ۲۶۰۔ خزینۃ الاصفیاء ج ۱ ص ۶۹۳ تا ۶۹۸۔ گلزار اولیاء ص ۴۷ تا ۵۴ بحوالہ فقہائے پاک و ہند ج ۳۔ص ۱۰۸ تا ۱۱۷)

نام کتاب: فضائل درود وسلام فضل الصلوٰۃ علی النبی ﷺ...... تالیف: امام اسماعیل بن اسحاق القاضی رحمہ اللہ ترجمہ و تحقیق: حافظ زبیر علی زئی...... ناشر:۔ مکتبہ اسلامیہ اردو بازار (لاہور)

اہمیت درود وسلام صحیح احادیث کی روشنی میں

(۱) مشہور تابعی امام طاؤس رحمہ اللہ ''السلام علی النبی'' پڑھتے تھے۔(دیکھئے مسند السراج: ۸۵۲ وسندہ صحیح)

(۲) التحیات کے سکھانے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو (نماز میں) درود پڑھنے کا حکم دیا: فرمایا کہو!

''اللھم صل علی محمد وّعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انّك حمید مّجید، اللھمّ بارك علی محمد وّ علی آل محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انك حمید مجید''

اے اللہ! محمد اور آل محمد (ﷺ) پر درود (رحمتیں) بھیج جس طرح کہ تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم (علیہ السلام) پر رحمتیں نازل فرمائیں، اے اللہ! محمد اور آل محمد (ﷺ) پر برکتیں نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم (علیہ السلام) پر برکتیں بھیجیں۔

(صحیح البخاری: ۳۳۷۰، البیہقی فی السنن الکبریٰ ۱۴۸/۲ ح ۲۸۵۶ عن کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ) (بحوالہ فضائل درود وسلام: ص ۱۰)

(۳) سیدنا ابوطلحہ زید بن سہل الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس ایک فرشتہ آیا تو اس نے کہا: اے محمد ﷺ آپ کا رب فرماتا ہے: کہ آپ اس پر راضی نہیں کہ آپ کی امت میں سے کوئی شخص آپ پر ایک دفعہ صلوۃ (درود) پڑھے تو میں اس پر دس دفعہ رحمتیں نازل فرماؤں اور آپ پر کوئی شخص ایک دفعہ سلام کہے تو میں دس دفعہ اس پر سلامتی نازل فرماؤں؟ (فضل الصلوۃ: ۲ وسندہ حسن)

(۴) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مجھ پر (ایک دفعہ) درود پڑھے گا تو اللہ اس پر دس دفعہ رحمتیں نازل فرمائے گا۔(فضل الصلوۃ: ۸ وسندہ صحیح، صحیح مسلم: ۴۰۸ بحوالہ فضائل درود وسلام: ص ۱۰)

(۵) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لاتجعلوا بیوتکم قبوراً ولا تجعلوا قبری عیداً وصلوا علی فان صلوتکم تبلغنیی حیث کنتم) اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ اور میری قبر کو عید (بار بار آنے کی جگہ) نہ بناؤ اور مجھ پر درود پڑھو کیونکہ تم جہاں کہیں بھی ہو گے تمہارا درود مجھ تک پہنچ جائے گا۔(سنن ابی داؤد: ۲۰۴۲ وسندہ حسن)

(۶) سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے ایک طویل روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبریل آئے تو کہا...... ! دور ہو جائے وہ شخص جس کے سامنے آپ کا ذکر ہو پھر وہ آپ پر درود نہ پڑھے تو میں نے کہا: آمین۔(فضل الصلوۃ: ۱۹، وسندہ حسن بحوالہ فضائل درود وسلام: ص ۱۱)

(۷) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ کے فرشتے زمین میں سیر کرتے ہیں وہ مجھے میری

امت کا سلام پہنچاتے ہیں۔(فضل الصلوۃ:۲۱ وسندہ صحیح)

(۸) سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''أولی الناس بی یوم القیامۃ، اکثرھم علیّ صلوۃ'' قیامت کے دن وہ لوگ سب سے زیادہ میرے قریب ہوں گے جو سب سے زیادہ مجھ پر درود پڑھتے ہیں۔

(سنن الترمذی:۴۸۴ وسندہ حسن وقال الترمذی: ''حسن غریب'') ایک اور روایت کیلئے دیکھئے سنن الترمذی (۵۹۳ وسندہ حسن وقال الترمذی: حسن صحیح بحوالہ فضائل درود وسلام: ص۱۱)

(۹) سیدنا ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ما قعد قوم مقعداً لا یذکرون فیه اللّٰہ عزوجل ویصلّون علی النبی الا کان علیھم حسرۃ یوم القیامۃ وان دخلوا الجنۃ للثواب'' جو لوگ کسی ایسی مجلس میں بیٹھتے ہیں جس میں وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتے اور نبی ﷺ پر درود نہیں پڑھتے تو قیامت کے دن یہ مجلس (اجر عظیم سے محرومی کی وجہ سے) ان کیلئے حسرت کا باعث ہوگی اگرچہ وہ ثواب کیلئے جنت میں بھی داخل ہو جائیں۔(مسند احمد ۲/ ۴۶۳ ح ۹۹۶۵ مفہوماً وسندہ صحیح)

اس مفہوم کی روایت موقوفاً بھی ثابت ہے (دیکھئے فضل الصلوۃ علی النبی ﷺ:۵۴، ۵۵ بحوالہ فضائل درود وسلام: ص۱۲)

(۱۰) سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ شخص بخیل ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے پھر وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔(فضل الصلوٰۃ ۳۲)

(۱۱) سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نماز میں اللہ کی بزرگی بیان نہیں کی اور نہ نبی ﷺ پر درود ہی پڑھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس نے جلدی کی ہے پھر آپ ﷺ نے اسے بلایا تو اسے یا دوسرے شخص سے کہا: جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھے تو اللہ کی بزرگی بیان کرے اور اس کی تعریف کرے پھر نبی ﷺ پر درود پڑھے پھر جو چاہے، دعا مانگ لے۔(فضل الصلوۃ:۱۰۶، وسندہ حسن)

(۱۲) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''من صلی علی صلوۃ واحدۃ صلی اللہ علیہ عشر صلوات و حطت عنه عشر خطیئات ورفعت له عشر درجات'' جس نے مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھا تو اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور اس شخص کے دس گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور اس کے دس درجے بلند کئے جاتے ہیں۔

(سنن النسائی ۳/ ۵۰ ح ۱۲۹۸، وسندہ صحیح۔عمل الیوم واللیلۃ:۶۲۔السنن الکبری للنسائی: ۹۸۹۰)

(۱۳) سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''البخیل الذی من ذکرت عندہ فلم یصل علیّ''، بخیل ہے وہ شخص جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے پھر وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔

(سنن الترمذی:۳۵۴۶ وسندہ حسن وقال الترمذی: ''حسن غریب صحیح'' بحوالہ فضائل درود وسلام: ص۱۳)

اولیائے کرام اور اہمیت درود وسلام

نبی ﷺ پر درود وسلام کے جتنے صیغے بھی صحیح احادیث اور آثار سلف صالحین سے ثابت ہیں پڑھنے جائز ہیں۔

(۱) یزید بن عبداللہ بن الشخیر رحمہ اللہ (ثقہ تابعی کبیر) نے فرمایا: لوگ ''اللھم صل علی محمد النبی الامی (علیہ السلام) کہنا پسند کرتے تھے۔(فضل الصلوۃ: ۶۰ وسندہ صحیح)

(۲) عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ نبیوں پر درود پڑھیں اور عام مسلمانوں کے لئے دعا کریں۔(فضل الصلوۃ:۷۶ وسندہ صحیح)

(۳) مشہور تابعی محمد بن سیرین رحمہ اللہ نے فرمایا: نبی ﷺ کی اگلی اور پچھلی تمام لغزشیں معاف کر دی گئی ہیں اور مجھے آپ پر درود پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔(فضل الصلوۃ:۷۸ وسندہ صحیح)

(۴) عبداللہ بن ابی عتبہ رحمہ اللہ نے منیٰ (مکہ) میں اللہ کی حمد وثناء بیان کی، نبی ﷺ پر درود پڑھا اور دعائیں مانگیں پھر انہوں

نے اٹھ کر نماز پڑھائی۔ (دیکھئے فضل الصلوۃ: ۹۰ وسندہ صحیح) (فضائل درود وسلام: ص ۱۳)

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما يقول ثم صلوا علی فانه من صلی علی صلوٰة صلی الله علیه بها عشراً'' جب تم مؤذن کو (اذان دیتے ہوئے) سنو تو اسی طرح کہو جس طرح وہ کہتا ہے پھر مجھ پر درود پڑھو کیونکہ جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھتا ہے تو اس کے بدلے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ الخ (صحیح مسلم: ۳۸۴، ترقیم دار السلام: ۸۴۹)

مطرف بن عبداللہ بن الشخیر رحمہ اللہ نے فرمایا: '' كنا نعلم التشهد فاذا قال: وشهدا ان محمدا عبده ورسوله يحمد ربه شماء ويثنى عليه ثم يصلی علی النبي صلى الله عليه (وآله وسلم) ثم يسال حاجته " ہمیں تشہد سکھایا جاتا تھا پھر جب '' واشهد انا محمد عبده رسـول'' کہے تو اپنے رب کی حمد و ثناء میں سے جو چاہے کہے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے پھر اپنی ضروریات مانگے یعنی دعا کرے۔ (تہذیب الآثار للطبری: الجزء المفقود ص ۲۶۰ ح ۴۴۲ وسندہ صحیح، فتح الباری ۱۱/ ۱۶۴ تحت ح ۶۳۵۷، ۶۳۵۸ وقال: ''بسند صحیح'') (فضائل درود وسلام: ص ۱۴)

سیدنا ابو حمید الساعدی یا سیدنا ابو اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اذا دخل احد کم المسجد فیسلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم... الخ جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کہے۔ الخ (سنن ابی داود: ۴۶۵ وسندہ صحیح) (فضائل درود وسلام: ص ۱۴)

درود شریف کے ضروری مسائل:۔ درود کا ایک معنی دعا بھی ہے، (دیکھئے سنن الترمذی، ۴۸۰)

دوسرے انبیاء کرام کے ناموں کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم کہنا بھی صحیح ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فينزل عيسى بن مريم صلى الله عليه وسلم '' پھر عیسیٰ بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم نازل ہوں گے۔ (صحیح مسلم درسی نسخہ: ج ۲ ص ۳۹۲ ح ۲۸۹۷) (فضائل درود وسلام: ص ۲۶)

اذان کے بعد درود پڑھنا صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ (دیکھئے تخریج فضل الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ح ۴۸)۔

مسجد میں داخل ہوتے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کہنا صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ (دیکھئے سنن ابی داؤد ۴۶۵ وسندہ صحیح)

لہٰذا مسجد میں داخل ہوتے وقت مسجد کی دعا کے بعد یا پہلے السلام " علیٰ رسول الله " پڑھنا مسنون ہے۔

مجلس میں کم از کم ایک دفعہ درود پڑھنا بھی اجر وثواب کا باعث ہے۔ (دیکھئے فضل الصلوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۵۴ بحوالہ فضائل درود وسلام: ص ۲۶)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم والا تو درود پڑھنا تواتر کے ساتھ کتب احادیث میں ثابت ہے نیز دیکھئے اسی باب کا فقرہ: ۵)

صحابہ کرام کے ساتھ رضی اللہ عنہم (رضی اللہ عنہ ونحو المعنیٰ) لکھنے کا ثبوت قرآن مجید سے ملتا ہے۔ (دیکھئے سورہ الفتح ۱۸)

کتب احادیث میں یہ ترضی (رضی اللہ عنہ وغیرہ) تواتر کے ساتھ موجود ہے۔

تابعین اور ان کے بعد آنے والے مسلمانوں کے ساتھ رحمہ اللہ، رحمتہ اللہ یا رحمہم اللہ (وغیرہ) کے مناسب الفاظ لکھنے یا کہنے چاہئیں۔ (فضائل درود وسلام: ص ۲۷)

صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے، ص ''صلعم'' علیہ السلام کی بجائے '' ؑ '' اور رضی اللہ عنہ کی بجائے '' ؓ '' لکھنا صحیح نہیں ہے بلکہ آداب کے منافی ہے۔

ص ''صلعم'' کے رد کیلئے دیکھئے مقدمہ ابن الصلاح (ص ۲۰۸، ۲۰۹، دوسرا نسخہ ص ۲۹۸، ۲۹۹) اور اختصار علوم الحدیث لابن کثیر (بترجمتی و تحقیقی ص ۸۷)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنی نماز کا ذکر کیا اور فرمایا: پھر جب میں بیٹھ گیا تو اللہ کی ثنا بیان کی پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا پھر اپنے لئے دعا کی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: '' سل تعطه، سل تعطه '' مانگو تمہیں ملے گا، مانگو تمہیں ملے گا۔ (سنن ترمذی: ۵۹۳ وسندہ حسن، وقال الترمذی: حسن صحیح) (فضائل درود وسلام: ص ۲۸)

بازار میں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا چاہیے۔ (دیکھئے جلاء الافهام ص ۴۰۰)

سلسلۂ مطبوعات ـ ۴۴

ناشر ـــــــــ المکتبۃ السلفیۃ لاہور ۲
طابع ـــــــــ احمد شاکر
مطبع ـــــــــ
طبع اوّل ـــــــــ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۶ھ مطابق مئی ۱۹۷۶ء
طبع ثانی ـــــــــ ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ مطابق مارچ ۱۹۷۹ء
طبع ثالث ، محرم الحرام ـ اکتوبر ۱۹۸۱ء

قیمت -/۶۰ روپے

واحد تقسیم کار

دار الکتب السلفیۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جملہ حقوق محفوظ ہیں

کتاب .... فتاویٰ اصحاب الحدیث
جلد .... اوّل
تالیف .... فضیلۃ الشیخ ابو محمد حافظ عبدالستار الحماد
ناشر .... محمد سرور عاصم
کمپوزنگ/ڈیزائننگ .... مکتبہ اسلامیہ پرنٹرز
اشاعت .... جنوری 2006ء
قیمت ....

ملنے کا پتہ

مکتبہ اسلامیہ

لاہور بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اُردو بازار فون : 042-7244973
فیصل آباد بیرون امین پور بازار کوتوالی روڈ فون : 041-2631204

سعی کے دوران میں صفا و مروہ کی پہاڑی پر چڑھ کر درود پڑھنا ثابت ہے۔(دیکھئے فضل الصلوۃ:۸۷)(فضائل درود وسلام:ص29)

درود کے خادم فرشتوں پر مستند روایت:۔ ''حدثنا مسدد قال: ثنا یحیی عن فسیان: حدثنی عبداللہ بن السائب عن زاذان عن عبداللہ ھوا بن مسعود،عن النبی ﷺ قال: ان اللہ فی الارض ملائکۃ سیاحین یبلغونی من امتی السلام''

ہمیں مسدد نے حدیث بیان کی، کہا، ہمیں یحیٰی (بن سعید القطان) نے حدیث بیان کی، انہوں نے سفیان (ثوری) سے انہوں کہا: مجھے عبداللہ بن السائب نے حدیث بیان کی، زاذان (ابوعمر) سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے انہوں نے نبی ﷺ سے کہ آپ نے فرمایا: اللہ کے فرشتے زمین (پر) سیر کرتے ہیں وہ مجھے میری امت کا سلام پہنچاتے ہیں۔

تحقیق:۔ اس کی سند صحیح ہے۔

(اسے نسائی المجتبیٰ ۳ /۴۳ح۱۲۸۳:الکبریٰ /الملائکہ من حدیث محمد بن بشارعن یحیٰی القطان، بحوالہ تحفہ الشراف ۷/۲۱ح۹۲۰۴)احمد(۱/۴۴۱)اورابن حبان(الاحسان:۹۱۰یا۹۱۴)وغیرہم نے سفیان ثوری کی سند سے روایت کیا ہے۔

سفیان ثوری نے سماع کی تصریح کردی ہے اوراہل سنت کے جلیل القدر ثقہ راوی میں راذان ابواعمرالکندی پر ہرقسم کے جرح مردود ہے۔ والحمدللہ۔

تفصیل کے لئے دیکھئے راقم الحروف کی کتاب: توضیع الاحکام (۱/۵۵۰۔۵۵۶)

فائدہ: حاکم (۲/۴۲۱) ذہبی اور ابن القیم (جلاء الافہام ص۶۰) نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔(فضائل درود وسلام:ص۶۴)

اسلامی خطبات حضرت مولانا عبدالسلام بستوی رحمہ اللہ
(جلداول) ناشر:۔مکتبہ السّلفیہ شیش محل روڈ لاہور

کوشش کے باجود چہرہ قبلہ سے نہ پھرنا (کرامت):۔ آنحضرت ﷺ کو اس فاجعہ عظمیٰ کی خبروحی کے ذریعہ ہوئی تو فرمایا اے خبیب رضی اللہ عنہ تجھ پر سلام اور عمرو بن ربیعہ ضمری رضی اللہ عنہ کو اس شہید وفا کی لاشہ کا پتہ لگانے کے لئے مکہ بھیجا، عمرورات کے وقت سولی کے پاس ڈرتے ڈرتے گئے، درخت پر چڑھ کر رسی کاٹی، جسد اطہر زمین پر گرا، چاہا کہ اتر کر اسے اٹھالیں، لیکن یہ جسم زمین کے قابل نہ تھا، فرشتوں نے اٹھا کر اس مقام پر پہنچایا، جہاں شہیدان راہ وفا کی روحیں رہتی ہیں، عمرو بن ربیعہ کو سخت حیرت ہوئی، بولے کیا زمین تونہیں نگل گئی۔

قتل کرتے وقت مشرکین نے انہیں قبلہ رخ رکھا تھا لیکن جو چہرہ قبلہ کی طرف پھر چکا تھا وہ کسی دوسری طرف کیونکر پھر سکتا تھا، مشرکین نے بار بار پھیرنے کی کوشش کی مگر ناکام رہے۔(اسلامی خطبات ص۱۶۹)

درود کے فضائل بیان سے قاصر ہیں:۔ درود شریف کے بے شمار فضائل ہیں جن کو خاکسار عبدالسلام بستوی بیان کرنے سے قاصر ہیں علامہ سخاوی رحمہ اللہ نے ''القول البدیع'' میں اور مجدد ملت حضرت مولانا سید صدیق حسن رحمہ اللہ نے ''نزل الابرار'' میں اور حافظ ابن قیم نے ''جلاء الافہام'' میں نہایت بسط وتفصیل سے بیان فرمایا ہے۔(اسلامی خطبات:ص۲۳۲)

درودشریف سب اعمال سے افضل:۔ حافظ سخاوی رحمہ اللہ نے ''القول البدیع فی الصلوۃ علی الحبیب الشفیع''، میں درود شریف کے فضائل اور ثواب کو بہت بیان فرمایا ہے اور ہر ایک کو دلیل سے ثابت کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ درود شریف کے پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے فرشتے اس کیلئے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور سارے کام سدھر جاتے ہیں اور قیامت کے دن اس کے بڑے بڑے درجے ہوں گے اور دنیا اور آخرت کی اس کی مصیبتیں ٹل جائیں گی قیامت کی ہولناکیوں سے بچالیا جائے گا عرش الٰہی کے سایہ تلے ہوگا رسول اللہ ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی، اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہوگا، درود شریف کے پڑھنے کی برکت سے نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا، اور حوض کوثر پر آئے گا اور پیاس سے محفوظ ہوگا اور جہنم سے آزاد ہوگا، اور پل صراط پر آسانی سے گزر جائے گا

اور موت سے پہلے جنت میں اپنا گھر دیکھ لے گا اور درود شریف کے پڑھنے کی برکت سے محتاجی سے بچا رہے گا اور اس کی روزی میں کشایش ہوگی اور اس کا دل نفاق سے پاک وصاف ہوگا درود شریف کا پڑھنا تنگ دست اور غریب لوگوں کیلئے صدقے کا قائم مقام ہوگا اور یہ خدا کا بہت مقرب ہوگا اور کثرت سے درود شریف سب عملوں سے افضل اور احسن ہے اور کیوں نہ ہو جب اللہ تعالیٰ خود بھی نبی ﷺ پر صلوۃ وسلام بھیجتا ہے محمد بن ہشیم سلمی نے درود شریف کے بارے میں کیا ہی خوب فرمایا ہے:

اماالصلوۃ علی النبی فسیرۃ	مرضیۃ تمحی بھا الا ثام
وبھا ینال المرء عز شفاعۃ	یبنی بھا الا عزاز والا کرام
کن للصلوۃ علی النبی ملازما	فصلوتہ لک جنۃ وسلام

"اللھم صلی اللہ محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید"

زبانی درود شریف پڑھنے کی فضیلت تو آپ کو معلوم ہو ہی گئی، لیکن اگر کوئی شخص کتاب لکھتے وقت جہاں جہاں نبی ﷺ کا اسم گرامی آ گیا ہو اور وہاں اسم گرامی کے بعد اس میں ﷺ لکھ دیا ہو تو اس کو ہمیشہ درود شریف پڑھنے کا ثواب ملتا رہے گا، جب تک وہ کتاب باقی رہے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "من کتب عنی علما وکتب معہ صلوۃ لم یزل فی اجرما قری ذالک الکتاب (شرف اصحاب الحدیث ص۳۶)

جو شخص مجھ سے کسی علم کو لکھے، یعنی میری حدیثوں کو لکھے اور اس کے ساتھ ہی ساتھ مجھ پر درود بھی لکھے تو جب تک وہ کتاب پڑھی جائے گا اس کو ثواب ملتا رہے گا۔

درود شریف پر انعامات بذریعہ خواب:۔ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر محدثین کو صرف یہی فائدہ ہوتا تو بھی بہت تھا کہ جب تک ان کتابوں میں درود شریف ہے خدا کی رحمتیں ان پر اترتی رہتی ہیں (شرف اصحاب الحدیث)

محمد بن ابوسلیمان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ ابا جان اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا! فرمایا: مجھے بخش دیا، میں نے کہا کس عمل پر؟ جواب دیا کہ صرف اس عمل پر کہ میں ہر حدیث میں ﷺ لکھا کرتا تھا، (شرف اصحاب الحدیث)۔

ابوالقاسم عبداللہ مروزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں اور میرے والد ایک جگہ بیٹھ کر رات کے وقت حدیثوں کا مقابلہ کیا کرتے تھے، ایک مرتبہ وہاں پر نور کا ایک ستون دیکھا گیا جو آسمان کی بلندی تک تھا پوچھا گیا کہ یہ نور کس بنا پر تو کہا گیا، حدیث شریف کو آمنے سامنے پڑھنے کے وقت جو ان کی زبان سے درود نکلتا تھا اس درود شریف کی بنا پر یہ نور ہے۔ (شرف اصحاب الحدیث بحوالہ اسلامی خطبات: ص۲۳۶)

القول البدیع میں جنت کی بشارت:۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اذاکان یوم القیامۃ یجیی اصحاب الحدیث ومعھم المحابر فیقول اللہ لھم انتم اصحاب الحدیث قال کنتم تکتبون الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم انطلقوا الی الجنۃ (القول البدیع ص۱۸۹)

قیامت کے دن اصحاب الحدیث اس حال میں آئیں گے کہ ان کے ساتھ دواتیں ہوں گی اللہ تعالی ان سے فرمائے گا کہ تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ درود لکھتے رہے، یعنی ہر حدیث کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم لکھتے رہے، لہذا اس درود شریف کی برکت سے تم جنت میں داخل ہو جاؤ۔

اس کے بعد علامہ سخاوی رحمہ اللہ نے متعدد محدثین کرام کے خواب تحریر فرمائے ہیں کہ بعض محدثین کی مغفرت اس لیے ہوئی کہ حدیث کے ساتھ ہی ساتھ درود شریف ''صلی اللہ علیہ وسلم'' لکھا کرتے تھے۔ (القول البدیع: ص۱۹۰ بحوالہ اسلامی خطبات: ص۲۳۷)

درود امام شافعی رحمہ اللہ کی بخشش کا ذریعہ:۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے ''مناقب'' میں اور تیمی نے ''ترغیب'' میں ابوالحسن شافعی رحمہ اللہ سے یہ روایت کیا ہے ہو فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے امام شافعی رحمہ اللہ کو کیا بدلہ دیا، کیونکہ وہ اپنے رسالے اور کتاب میں آپ پر اس طرح درود شریف پڑھا کرتے تھے ''صلی اللہ علی محمد

كلما ذكره الذكرون وغفل عن ذكره الغافلون ''تو آپ ﷺ نے فرمایا اس درودشریف کی برکت سے قیامت کے روز ان کا حساب نہیں لیا جائے گا، کیونکہ ایسا درود کسی نے مجھ پر نہیں بھیجا اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے یہ بھی لکھا ہے کہ کسی نے امام شافعی رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھ کر یہ دریافت کیا کہ ''مافعل الله بك قال غفرلي فقيل له بماذاقال بخمس كلمات كنت اصلي بهن على رسول الله صلى الله عليه وسلم فقيل له وما هنّ قال كنت اقول اللّٰهم صل علىٰ محمد عدد من صلّى عليه وصل على محمد بعدد من لم يصل عليه وصل على محمد كما امرت ان يصلى عليه وصل على محمد كما تحب ان يصلى عليه وصل على محمد كما ينبغي الصلوة عليه ''

اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا، تو فرمایا! خدا نے مجھے بخش دیا ان سے سوال کیا گیا کہ کس عمل سے آپ کی بخش ہوئی؟ آپ نے جواب دیا کہ ان پانچ کلموں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر میں درودشریف پڑھتا ہوں اس پر پوچھا گیا کہ پانچ کلموں والا درود کون سا ہے تو انہوں نے کہا کہ میں اس طرح درودشریف پڑھا کرتا ہوں۔

اللهم صلى على محمد عدد من صلى عليه صل على محمد بعدد من لم يصل عليه صل على محمد كما امرت ان يصلى عليه صل على محمد كما تحب ان يصلى عليه صل على محمدكما ينبغي الصلوة عليه'' (اسلامی خطبات: ص ۲۳۷)

اولیائے کرام کے مجرب آزمودہ درود:۔ ملاعلی قاری رحمہ اللہ نے ''الحزب الاعظم'' میں مندرجہ ذیل درودشریف کو لکھا ہے جن کو ہم نقل کر کے سعادت دارین حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

(۱) اللهم صل على محمد حتى لايبقٰى من صلٰوتك شي وبارك على محمد حتى لا يبقٰى من بركاتك شئ وسلم على محمد حتٰى لايبقٰى من رحمتك شئ وارحم محمد احتٰى لايبقٰى من رحمتك شئ جزى الله عنا محمدًا صلى الله عليه وسلم بما هوا هله (۲) اللهم صل على روح محمد في الارواح وصل على جسد محمد في الاجسادوصل على قبر محمد في القبور، (۳) اللهم صل محمد ملأ الدنيا و الاخرة وبارك علىٰ محمد ملا الدنيا و الاخرة وارحم محمدً املأالدنيا و والاخرة (۴) اللهم صل على محمد وعلىٰ اهل بيته كما صليت علىٰ ابراهيم انك حميد مجيد، اللهم صل علينا معهم اللهم بارك على محمد وعلىٰ اهل بيته كما باركت على ابراهيم انك حميد مجيد، اللهم بارك علينا معهم صلوات الله وصلوات المؤمنين على محمد ن النّبى الا مى السلام عليكم ورحمة الله وبركاتهٗ اے اللہ! رحمت بھیج اوپر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں تک کہ باقی نہ رہے تیری رحمت سے کچھ اور برکت بھیج اوپر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں تک کہ باقی نہ رہے تیری برکت سے کچھ اور سلام بھیج اوپر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں تک کہ باقی نہ رہے تیری رحمت سے کچھ اور رحم کر اوپر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں تک کہ باقی نہ رہے تیری رحمت سے کچھ بدلہ دے اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ اس چیز کے کہ جس کے وہ لائق ہیں۔

اے اللہ! رحمت بھیج اوپر روح محمد ﷺ کے سب روحوں میں اور رحمت بھیج اوپر جسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سب جسموں میں اور رحمت بھیج اوپر قبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سب قبروں میں۔

اے اللہ! رحمت بھیج اوپر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا بھر میں اور آخرت بھر اور برکت بھیج اوپر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا بھر اور آخرت بھر اور رحمت فرما اوپر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا بھر اور آخرت بھر۔

اے اللہ! رحمت نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت پر جس طرح رحمت نازل فرمائی ابراہیم علیہ السلام پر تو حمید، مجید ہے اے اللہ رحمت اتار ہمارے اوپر ان لوگوں کے ساتھ اے اللہ! برکت نازل کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کے گھر والوں پر جس طرح برکت نازل کی، ابراہیم علیہ السلام پر تو ستودہ صفات بزرگ ہے، اے اللہ تو ہمارے اوپر برکت نازل کر ان کے ساتھ اللہ کی رحمتیں اور مومنون کا درود نازل ہو محمد نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تمہارے اوپر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائے۔آمین ثم آمین۔(اسلامی خطبات ص ۲۳۸،۲۳۹)

سچے خواب بخشش وہدایت کا ذریعہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت باقی نہیں رہی ہاں البتہ خوشخبریاں باقی ہیں اور وہ نیک خواب ہیں جنہیں مسلمان خود دیکھے یا اس کے بارے میں کوئی دکھایا جائے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا کیا مطلب ہے؟الذین امنوا و کانوا یتقون لھم البشری فی الحیوۃ الدنیا و فی الاخرۃ (یونس)

جولوگ ایمان لائے اور پرہیز گاری کرتے رہے انہیں دنیا کی زندگی میں بھی خوشخبری ہے اور آخرت کی زندگی میں بھی۔

پہلا خواب:۔ ایک شخص یزید بن ہارون رحمہ اللہ کو ان کے انتقال کے بعد خواب میں دیکھتا ہے اور سوال کرتا ہے کہ آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا سلوک کیا ہے؟ آپ جواب دیتے ہیں کہ میرے لیے جنت مباح کر دی، پوچھتے ہیں قرآن کی وجہ سے؟ فرمایا حدیث کی وجہ سے۔

دوسرا خواب:۔ جویریہ بن محمد مقبری بصری رحمہ اللہ یزید بن ہارون واسطی رحمہ اللہ کو ان کے انتقال کے چار رات بعد خواب میں دیکھتے ہیں پوچھتے ہیں کہ آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا سلوک کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ میرے گناہ معاف فرما دیئے اور نیکیاں قبول کر لیں اور تکلیفیں ہٹا دیں۔ میں نے کہا پھر کیا ہوا، فرمایا: خداوند کریم نے بڑا کرم کیا، میرے گناہ بخش دیئے اور مجھے جنت میں داخل کیا پوچھتے ہیں آخر اتنا اکرام آپ کا کس نیکی پر ہوا، کہا ذکر اللہ کی مجلسوں کی وجہ سے میری حق گوئی اور سچی باتوں کی وجہ لمبی لمبی نمازوں اور فقر و فاقہ کی مصیبتوں پر صبر کرنے کی وجہ سے پوچھا کیا منکر نکیر حق ہیں؟ جواب دیا ہاں اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں انہوں نے مجھے بٹھا کر مجھ سے سوال کیا کہ تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرے نبی کون ہیں؟ میں اپنی سفید داڑھی سے مٹی جھاڑنے لگا اور کہنے لگا: کیا مجھ جیسے شخص سے سوال کیا جاتا ہے، میں یزید بن ہارون واسطی ہوں ساٹھ سال تک لوگوں کو حدیث میں پڑھاتا رہا ہوں، میری یہ بات سن کر انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر کہا ہاں سچ ہے یہ یزید بن ہارون ہے (پھر فرشتوں نے کہا) حضرت آپ بےفکری سے دولہا کی طرح سو جائیں آج کے بعد آپ پر کوئی ڈر خوف نہیں ہے۔ پھر ایک نے مجھ سے کہا کیا تم نے جریر بن عثمان سے بھی روایت کی ہے؟ میں نے کہاں ہاں کیونکہ وہ شخص حدیث میں ثقہ تھے۔ اس نے کہا: ہاں! جریر تھے تو ثقہ لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتے تھے اللہ تعالیٰ بھی ان سے بغض رکھے۔

تیسرا خواب:۔ زکریا بن عدی رحمہ اللہ اپنے خواب میں امام ابن المبارک رحمہ اللہ کو دیکھتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپکے ساتھ کیا کیا وہ کہتے ہیں طلب حدیث کیلئے جو سفر میں نے کیے تھے، ان کی وجہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے بخش دیا۔

چوتھا خواب:۔ اسی طرح کی ایک اور روایت ہے ابوبکر بکراوی رحمہ اللہ کے ایک ہم سبق تھے اور حدیث کی طلب میں ان کا انتقال ہو گیا خواب میں انہیں دیکھا تو پوچھا کیا حال سے ہے کہا مجھے بخش دیا گیا، پوچھا کس نیکی پر؟ جواب دیا کہ حدیث کے طلب کرنے پر۔

پانچواں خواب:۔ محمد جلیل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے سلیمان شاذکونی رحمہ اللہ کو ان کی وفات کے بعد نہایت اچھی حالت میں دیکھا تو میں نے پوچھا کہ ابوایوب! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک فرمایا! جواب دیا کہ مجھے بخش دیا۔ میں نے کہا کس نیکی پر؟ فرمایا: حدیث کی طلب پر۔

چھٹا خواب:۔ حبش بن مبشر رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھا ان سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا (معاملہ) کیا؟ فرمایا مجھے جنت کے دروازوں کے درمیان کی کل جگہ عنایت فرما دی پھر اپنی جیب سے ایک کتاب نکال کر کہا، ان حدیثوں کے لکھنے کی برکت سے۔

ساتواں خواب:۔ ابواسحاق رحمہ اللہ خواب میں دیکھتے ہیں کہ ابو ہمام رحمہ اللہ کے اوپر قندیلیں لٹک رہی ہیں، پوچھا کہ یہ نورانی

قندیلیں کیا ہیں؟ کہا یہ قندیل تو حدیث شفاعت بیان کرنیکی وجہ سے ملی اور یہ حوض کوثر کی حدیث کو روایت کرنے کی وجہ سے اسی طرح سے بہت سی حدیثوں کی وجہ سے ان کو بہت سی قندیلوں کا ملنا بیان فرمایا۔

آٹھواں خواب:۔ خلف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے ایک دوست جو میرے ساتھ علم حدیث پڑھتے تھے ان کا انتقال ہو گیا میں نے انہیں خواب میں دیکھا کہ وہ سرسبز رنگ کے نئے نئے کپڑے پہنے ہوئے خوش وخرم ہیں۔ میں نے کہا: حضرت آپ تو وہی مسکین طالب علم ہیں جو میرے ساتھ حدیث پڑھتے تھے آج یہ جوڑا آپ پر کیسا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں تمہارے ساتھ حدیث لکھتا تھا اور جہاں کہیں محمد ﷺ کا نام آتا تھا تو میں اس کے ساتھ ہی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ضرور ہی لکھتا تھا اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ نعمتیں عطا فرمائی ہیں جو تم دیکھ رہے ہو۔

امام بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک حدیث بھی اس مضمون کی مروی ہے جس سے اس خواب کی تصدیق ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''جو شخص اپنی کتاب میں صلی اللہ علیہ وسلم لکھے جب تک اس کتاب میں لکھا رہے گا فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے رہیں گے''۔

نواں خواب:۔ خواجہ جنید رحمہ اللہ کے بعض ساتھیوں کو خواب کو میں دیکھا گیا ان سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: مجھے بخش دیا۔ کہا کس بناء پر؟ فرمایا: اپنی کتاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود لکھنے کی وجہ سے حضرت امام مسلم اسی وجہ سے بیان فرماتے ہیں اگر حدیثوں کی تالیف کا کام مجھ سے ہو گیا تو سب سے پہلے اس کا ثواب مجھ کو ملے گا۔ (اسلامی خطبات: ص ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو 1000 مرتبہ زیارت الٰہی:۔ آیت کریمہ ''یا یھاالذین امنوا اتقوا اللہ'' میں ایمان وتقویٰ کے ذکر کو طلب وسیلہ سے پہلے بیان کیا گیا ہے یعنی اے مسلمانو! اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی سے پرہیز کرو، اور اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچنے کا اچھا عمل کر کے وسیلہ تلاش کرو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ (فاطر) اچھا کلام اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچتا ہے اور نیک عمل اس کو اٹھا کر لے جاتا ہے۔

یہ آیت اس مقصد پر پوری دلیل ہے اور بعض لوگوں نے قرآن مجید کی تلاوت کو وسیلہ اور ذریعہ قرار دیا ہے اور حضرت امام احمد بن حنبل کے خواب کا قصہ بطور دلیل پیش کرتے ہیں حضرت امام بن حنبل نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں ہزار مرتبہ دیکھا ہے اور ہر مرتبہ ہی دریافت کیا کہ اے اللہ تیرا قرب کس چیز سے حاصل ہو سکتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا قرآن مجید سے جو میرا کلام ہے حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے عرض کیا کہ یا اللہ! قرآن مجید کی تلاوت سمجھ کر ہو یا بے سمجھے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: چاہے قرآن مجید کی تلاوت سمجھ کر ہو یا بے سمجھے دونوں طرح کی تلاوت قرب الٰہی کا سبب ہے، بعض متاخرین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت صحابہ کرام اور اولیائے عظام کے ساتھ محبت رکھنے کو بھی نجات کا وسیلہ ٹھہرایا ہے، کیونکہ اعمال قلبی میں سے یہ بھی ایک نیک عمل ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''المرء مع من احب'' ہر آدمی اپنے دوست کے ساتھ ہو گا، اس معنی پر گواہی دیتا ہے اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو شخص آخرت میں جس کے ساتھ رہنا چاہتا ہو دنیا میں اسی کے ساتھ محبت رکھے۔ (اسلامی خطبات: ص ۲۹۱، ۲۹۲)

صوفیائے کرام کے زہد عن الدنیا کا انسائیکلوپیڈیا

زہد کے معنیٰ:۔ زہد کے معنی دنیا سے بے رغبتی اور نفرت کرنے کے ہیں کہا جاتا ہے کہ ''افضل الناس مؤمن مزھد'' سب سے افضل لوگوں میں وہ مومن ہے جس کے پاس دنیا کا مال ومتاع کم ہو، یا جو دنیا کو حقیر اور بے حقیقت سمجھے اس میں رغبت نہ کرے ''لیس علیہ حساب ولا علی مومن مزھد'' اس سے حساب نہ ہوگا اور نہ اس مومن سے جس کے پاس دنیا کا سامان کم ہو۔

امام زہری رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ زہد کیا ہے انہوں نے جواب دیا کہ زہد یہ ہے کہ حلال رزق ملے تو خدا کا شکر نہ بھولے، ہر دم اس کا شکر ادا کرتا رہے فرائض اور نوافل ادا کرتا رہے زکوۃ اور صدقہ دیتا رہے اور حرام کا مال چھوڑ دینے پر صبر کرتا رہے گو دوسرے لوگوں کو دیکھے کہ وہ

حرام کا مال کما کما کر مالدار ہو گئے ہیں مگر ایسی مالداری پر لعنت کرے اور اپنی محتاجی پر صابر رہے بعض لوگوں نے فرمایا کہ درویش وہ ہے کہ اپنی درویشی لوگوں سے چھپائے رکھے لوگ یہ جانیں کہ یہ دنیا دار ہے کوئی اس سے اعتقاد نہ رکھے۔

''معانی الاخبار'' میں ہے کہ زہد یہ ہے کہ جو اپنا مالک چاہے وہی خود بھی چاہے اور جو مالک ناپسند کرے اس کو خود بھی ناپسند کرے اور حلال مال کو اپنے موقع پر خرچ کر ڈالے جوڑ کر نہ رکھے اور حرام کی طرف خیال نہ کرے زہد کا اعلیٰ درجہ ورع کا ادنیٰ درجہ ہے اور ورع کا اعلیٰ درجہ رضا کا ادنیٰ درجہ ہے تو رضا کا مرتبہ انتہائی مرتبہ ہوا، یعنی بندہ اپنے مالک کی محبت میں ایسا غرق ہو جائے کہ اس کے ہر فعل سے راضی اور خوش ہو مطلق ملال اور ناراضی نہ آئے (احیاء العلوم و کیمیائے سعادت بحوالہ اسلامی خطبات: ص ۵۴۴، ۵۴۵)

زہد تین باتوں کا نام:۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ زہد تین باتوں کو چھوڑ دینے سے حاصل ہوتا ہے ایک تو زیب و زینت دوسری خواہش تیسری دنیا زہد کی ''ز'' اشارہ ہے زینت کا اور ''ہ'' اشارہ ہے خواہش کا اور ''د'' اشارہ ہے دنیا کا۔

زہد محبت الٰہی کا ذریعہ:۔ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت مقدسہ میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جس پر عمل کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت کرے اور لوگ بھی مجھ سے محبت کرنے لگیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا دنیا سے بے رغبتی اور بے توجہی اختیار کرلو گے تو خداوند تم سے محبت کرے گا اور جب تم لوگوں سے بے رخی اور بے نیازی کرنے لگو گے تو سب لوگ تم سے محبت کرنے لگیں گے۔ (ابن ماجہ)

یعنی زہد ایک ایسا عمل ہے جس کے کرنے کی وجہ سے خدا بھی چاہتا ہے اور لوگ بھی چاہتے ہیں زاہدوں کے دل میں حکمت اور زبان میں حق گوئی پیدا ہوتی ہے۔

زہد حصول حکمت ودانائی کا ذریعہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ما زھد عبد فی الدنیا الا انبت اللہ الحکمۃ فی قلبہ وانطق بھا لسانہ و بضرہ عیب الدنیا وداء ھا ودوائھا واخرجہ منھا سالماً الی دار السلام''

جس بندے نے دنیا سے زہد اور بے توجہی اختیار کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں حکمت اور دانائی کو اگایا اور پیدا کیا اور اس کی زبان سے حکمت ادا کرائی اور اس کو دنیا کے عیبوں کو اس کی بیماریوں کو اور اس کے علاج کو دکھایا اور دنیا سے صحیح سالم دارالسلام کی طرف لے گیا۔

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں آ کر عرض کیا کہ آپ مجھے مختصر نصیحت کیجئے تاکہ میں اس پر عمل کرسکوں، آپ ﷺ نے فرمایا! جب نماز پڑھو تو رخصت کرنیوالے کی سی نماز پڑھو یعنی نہایت خشوع اور خضوع اور خلوص سے نماز پڑھو تو سمجھو کہ یہ میری آخری نماز ہے ممکن ہے کہ اسی نماز کے بعد رخصت ہو جاؤ اور تم کوئی ایسی بات نہ کہو جس سے کل قیامت میں عذر خواہی کرو اور کچھ لوگوں کے قبضے میں مال و دولت ہے تم اس سے مایوس اور ناامید ہو جاؤ حرص وطمع نہ کرو، اور لوگوں سے بے نیاز ہو کر خدا کی عبادت کرو (احمد) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اذا رایتم العبد یعطی زھدا فی الدنیا وقلۃ منطق فاقتربوا منہ فانہ یلقی الحکمۃ'' (بیہقی)

جس کسی ایسے بندے کو دیکھو جسے دنیا میں بے رغبتی اور کم سخنی دی گئی تو اس کی نزدیکی تلاش کرو یعنی اس کے پاس اٹھو بیٹھو کہ اسے حکمت اور دانائی سکھائی جاتی ہے۔

یعنی ایسا شخص عالم باعمل مخلص مرشد کامل متقی اور پرہیزگار ہوگا اس کی صحبت میں بیٹھنے سے تم نیک ہو جاؤ گے کیونکہ صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے۔

صحبت صالح ترا صالح کند　　　صحبت طالح ترا طالح کند

زہد زینت وجمال کا ذریعہ:۔ اس امت کی نیکی اور بھلائی اسی زہد وقناعت میں ہے آپ نے فرمایا: اول ھذہ الامۃ بالزھاد والیقین وأخرھا بالبخل والامل (طبرانی) یعنی امت کی پہلی بھلائی اور درستگی زہد اور یقین کے ساتھ ہے اور آخری ہلاکت بخل اور لالچ ہے۔

یہ زہد متقیوں اور پرہیزگاروں اور نیک لوگوں کیلئے زینت و جمال ہے اچھے لوگوں کا لباس یہی زہد اور تقویٰ ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

" ماتزین الا برار فی الدنیا بمثل الزهد فی الدنیا"(ترغیب ترهیب) زینت حاصل نہیں کی ہے اچھے لوگوں نے دنیا میں زہد کے مثل۔ یعنی زہد نیک لوگوں کے زینت اور جمال اور تقرب الٰہی کا ذریعہ ہے اور روح اور جسم کی راحت کا سبب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:الزهد فی الدنیا یریح القلب والجسد (طبرانی)''زہد دنیا میں دل اور جسم کو راحت پہنچاتا ہے۔

سب سے بڑا زاہد کون......؟ حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑا زاہد کون شخص ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جو موت اور دخول قبر اور منکر نکیر کے سوال اور گلنے سڑنے کو کبھی نہ بھولے اور دنیا کی فضول زیب وزینت کو چھوڑ دے اور باقی رہنے والی چیز کو فنا ہونیوالی چیز پر ترجیح دے۔(ابن ابی الدنیا) یعنی آخرت کو دنیا پر مقدم سمجھے اور کل کو اپنے دنوں میں شمار نہ کرے یعنی یہ نہ سمجھے کہ کل بھی زندہ رہوں گا بلکہ اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرے، ایسا شخص سب سے بڑا زاہد ہے۔(اسلامی خطبات:ص ۵۴۶)

زہد اولیاء عملی احادیث کی روشنی میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زہد وقناعت:۔ زہد وقناعت کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کثرت سے قولی حدیثیں ہیں جن کا قدرے بیان آچکا ہے بلکہ آپ ﷺ نے قول پر ہی اکتفا نہیں فرمایا، بلکہ عملی طور پر عمل کر کے بھی بتایا اس سلسلے میں چند واقعات یہ ہیں:

پہلی حدیث مبارکہ:۔ ایک دفعہ ایک شخص خدمت اقدس میں حاضر ہو کر بولا کہ میں سخت بھوکا ہوں آپ ﷺ نے ازواج مطہرات میں سے کسی کے یہاں کہلا بھیجا کہ کچھ کھانے کو بھیج دو جواب آیا کہ گھر میں پانی کے سوا کچھ نہیں ہے آپ ﷺ نے دوسرے گھر کہلا بھیجا وہاں سے بھی یہی جواب آیا، مختصر یہ کہ آٹھ نو گھروں میں سے کہیں پانی کے سوا کھانے کی کوئی چیز نہیں تھی۔(مسلم)

دوسری حدیث مبارکہ:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دن میں خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ ﷺ نے شکم مبارک کو کپڑے سے کس کے باندھا ہے سبب پوچھا تو حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا بھوک کی وجہ سے۔(مسلم)

تیسری حدیث مبارکہ:۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ مسجد میں زمین پر لیٹے ہوئے ہیں اور بھوک کی وجہ سے بار بار کروٹیں بدلتے ہیں۔(مسلم)

چوتھی حدیث مبارکہ:۔ ایک دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فاقہ کشی کی شکایت کی اور پیٹ کھول کر دکھائے کہ پتھر بندھے ہوئے تھے آپ ﷺ نے اپنا شکم مبارک کھولا تو ایک کے بجائے دو پتھر تھے۔(مسلم)

پانچویں حدیث مبارکہ:۔ اکثر بھوک کی وجہ سے آپ ﷺ کی آواز کمتر ہو جاتی تھی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کی حالت سمجھ جاتے تھے، ایک دن ابوطلحہ رضی اللہ عنہ گھر آئے اور بیوی سے کہا کچھ کھانے کو ہے میں نے ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ﷺ کی آواز کمزور ہوگئی ہے۔(مسلم)(اسلامی خطبات:ص ۵۴۷)

چھٹی حدیث مبارکہ:۔ ایک دن آپ ﷺ بھوک کی حالت میں ٹھیک دوپہر کے وقت گھر سے نکلے راہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضر عمر رضی اللہ عنہ ملے یہ دونوں صاحب بھی بھوک سے بیتاب تھے۔آپ ﷺ سب کو لے کر حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر آئے ان کا معمول تھا کہ آنحضرت ﷺ کے لئے دودھ مہیا رکھتے تھے، آج آپ کے آنے میں دیر ہوئی تو انہوں نے بچوں کو کھلا دیا، آنحضرت ﷺ جب ان کے گھر پہنچے تو وہ نخلستان میں چلے گئے تھے ان کی بیوی کو آپ کے آنے کی خبر ہوئی تو وہ باہر نکل آئیں اور عرض کی حضور ﷺ کا آنا مبارک ہو آپ ﷺ نے پوچھا کہ ابوایوب کہاں ہے؟ نخلستان پاس ہی تھا، وہ آپ ﷺ کی آواز سن کر دوڑے اور مرحبا کہہ کر عرض کی کہ یہ حضور ﷺ کے آنے کا وقت نہیں ہے آپ نے حالت بیان کی وہ نخلستان میں جا کر کھجوروں کا ایک خوشہ لے آئے اور کہا کہ میں گوشت

تیار کراتا ہوں ایک بکری ذبح کی آدھے کا سالن اور آدھے کا کباب تیار کرائے، کھانا سامنے لا کر رکھا تو آنحضرت ﷺ نے ایک روٹی پر تھوڑا سا گوشت رکھ کر فرمایا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بھجوا دو کئی دن سے ان کو کھانا نصیب نہیں ہوا ہے پھر وہ خود صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے ساتھ مل کر کھانا تناول فرمایا، متعدد قسم کے کھانے دیکھ کر آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا کہ خدا نے جو فرمایا ہے کہ قیامت میں نعمتوں کے بارے میں سوال ہوگا وہ یہی چیزیں ہیں۔ (ترغیب) (اسلامی خطبات: ص ۵۴۷، ۵۴۸)

ساتویں حدیث مبارکہ:۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ صبح (صادق) کو ازواج مطہرات کے پاس تشریف لاتے، اور پوچھتے کہ آج کچھ کھانے کو ہے؟ وہ عرض کرتیں نہیں، آپ ﷺ فرماتے اچھا میں نے روزہ رکھ لیا۔ (احمد)

آٹھویں حدیث مبارکہ:۔ آپ فرمایا کرتے تھے فرزند آدم کو ان چند چیزوں کے سوا کسی اور چیز کا حق نہیں ہے رہنے کے لئے گھر ستر پوشی کے لئے کپڑا، اور شکم سیری کے لئے روکھی سوکھی روٹی اور پانی۔ (ترمذی)

نویں حدیث مبارکہ:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں "ولا یطوٰی لہٗ ثوب" کبھی آپ کا کوئی کپڑا تہہ کر کے نہیں رکھا گیا صرف ایک جوڑا کپڑا ہوتا تھا دوسرا نہیں ہوتا جو تہہ کر کے ایک رکھا جا سکتا۔

دسویں حدیث مبارکہ:۔ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ گھر کی دیوار کی مرمت کروا رہے تھے، اتفاقاً آپ کسی طرف سے تشریف لے آئے پوچھا کیا شغل ہے، عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ دیوار کی مرمت کرا رہا ہوں ارشاد ہوا کہ اتنی مہلت کہاں۔ (ابن ماجہ)

گیارہویں حدیث مبارکہ:۔ گھر میں اکثر فاقہ رہتا تھا، اور رات کو اکثر آپ اور سارا گھر بھوکا سو رہتا تھا۔

كان رسول صلى الله عليه وسلم يبيت الليالي المتتابعته طاويا واهلهٗ لايجدون عشآءً (ترمذی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل و عیال متواتر کئی کئی رات بھوکے ہی رہ جاتے کیوں کہ رات کا کھانا میسر نہیں آتا تھا۔

دو دو مہینے تک گھر میں آگ نہیں جلتی تھی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک موقعہ پر جب یہ واقعہ سنایا تو عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آخر گزارا کس چیز پر ہوتا تھا، بولیں کہ پانی اور کھجور پر البتہ ہمسائے کبھی کبھی بکری کا دودھ بھیج دیتے تھے تو ہم پی لیتے تھے۔ (بخاری)

بارہویں حدیث مبارکہ:۔ آپ ﷺ نے تمام عمر کبھی چپاتی کی صورت نہیں دیکھی میدہ جس کو عرب حواری اور نقی کہتے ہیں کبھی نظر سے نہیں گزرا، سہل بن سعد رضی اللہ عنہ جو اس واقعہ کے راوی ہیں ان سے لوگوں نے پوچھا کہ کیا آنحضرت ﷺ کے زمانے میں چھلنیاں نہ تھیں؟ بولے نہیں لوگوں نے پوچھا پھر آخر کار کس چیز سے آٹا چھانتے تھے بولے منہ سے پھونک مار کر بھوسی اڑا دیتے تھے جو رہ جاتا اسی کو گوندھ کر پکا لیتے تھے، (شمائل ترمذی بحوالہ اسلامی خطبات: ص ۵۴۸)

زہد یاد موت کا ذریعہ

یاد موت:۔ زہد اور قناعت کے حاصل کرنے کا بڑا ذریعہ موت اور یاد موت ہے۔ جو موت کو زیادہ یاد کرے گا وہ یقیناً دنیا سے بے رخی اختیار کر کے آخرت کیلئے زاد راہ اور توشہ تیار کرنے میں مصروف رہے گا اسے دنیا جمع کرنے کیلئے فرصت ہی نہیں ملے گی ایسا شخص بڑا سمجھ دار ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"الكيس من دان نفسه و عمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه هوا هاو تمنى على الله" (ترمذی، ابن ماجہ)

عقل مند اور ہوشیار وہ ہے جس نے اپنے نفس کو تابعدار بنا لیا ہے اور مرنے کے بعد کیلئے عمل کیا ہے اور احمق و پاگل وہ ہے جس نے اپنے نفس کو خواہشات کا پابند اور غلام بنا لیا ہے اور اللہ پر آرزو رکھتا ہے (کہ میرا رب مہربان ہے معاف کر دے گا)۔

یعنی جو شخص اپنے نفس کو مغلوب اور تابع بنا کر بری باتوں سے بچائے اور مرنے کے بعد کام آنے والے کام کو کر کے وہ عقل مند ہے ایک

انصاری صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ:یانبی الله من اکیس واحزم الناس قال اکثرهم ذکراًللموت واکثرهم استعد اداً للموت اولئك الا کیاس ذهبوا بشرف الدنیا وکرامة الدنیا ''(ترغیب ترھیب)

اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ عقلمند اور ہوشیار کون لوگ ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا! جوموت کو زیادہ یاد کریں اور مرنے کے بعد کیلئے تیاری کریں یہی لوگ بہت دانا اور بینا ہیں جو دنیا کی شرافت اور آخرت کی بزرگی لے گئے۔(اسلامی خطبات:ص ۵۴۸، ۵۴۹)

دنیا کی زینت کو چھوڑنا اور آخرت کو یاد کرنا:۔ موت کو زیادہ یاد کرنے والے بڑے زاہد اور تارک الدنیا ہیں ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔یارسول الله صلی الله علیه وسلم من ازهد الناس فقال من لم ینس القبروالبلی وترك فضل زینة الدنیا واثرمایبقی علی مایفنی و لم یعد غدا فی ایامه وعدّه نفسهٗ من الموتیٰ ''(الترغیب)

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! سب سے بڑا زاہد کون ہے آپ ﷺ نے فرمایا جو قبر اور گلنے سڑنے کو نہ بھولے اور دنیا کی فضول زینت کو چھوڑ دے، اور باقی رہنے والی چیز آخرت کو فنا ہونیوالی چیز دنیا پر ترجیح دے اور آئندہ کل کو اپنے دنیا کے دنوں میں شمار نہ کرے بلکہ اپنے آپ کو مردوں میں سے گن رکھو۔(اسلامی خطبات:ص ۵۴۹)

موت لذتوں کو توڑ دینے کا ذریعہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اکثرواذکر ھا ذم اللذات یعنی الموت''(ابن ماجہ)

یعنی لذتوں کو توڑنے والی موت کو یاد کیا کرو۔کیونکہ یہی موت تمام لذتوں اور عیش وآرام کو تباہ و برباد کر دیتی ہے اگر تنگی کی حالت میں موت کو یاد کیا جائے تو آئندہ کے لحاظ سے کشادگی ہو جاتی ہے اور کشادگی میں یاد کرنے سے تنگی ہوتی ہے۔(اسلامی خطبات:ص ۵۴۹)

موت بہترین ناصح ہے:۔ یہ موت ہر عقل مند کیلئے بہترین نصیحت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: موت بہترین ناصح ہے موت سے نصیحت حاصل کرنی چاہیے اور یہ سوچنا چاہیے کہ ایک دن مرنا ہے اور دنیا کی ہر چیز چھوڑ جانا ہے جس طرح سے پہلے لوگ مر گئے اور دوسرں کیلئے اپنی چیزیں چھوڑ گئے ان کے مال کے دوسرے لوگ وارث ہو گئے، دوست احباب بھائی برادر خویش واقارب سب چھوڑ گئے تنہا قبر میں پہنچے اور وہاں سڑ گئے گل گئے اور کیڑے مکوڑوں نے کھا پی لیا، یہی حال اپنا بھی ہوگا۔سچ ہے''السعید من وعظ بغیرہ '' نیک بخت وہی ہے جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرے۔

جیتے جی مر جاؤ:۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے کندھے کو پکڑ کر فرمایا:کن فی الدنیا کانك غریب اوعابر سبیل وعد نفسك من اصحب القبور وقال لی یا ابن عمراذاا اصبعت فلا تحدث نفسك بالمساء واذا امسیت فلا تحدث نفسك بالصباح وخذمن صحتك قبل سقمك ومن حیاتك قبل موتك فانك لا تدری یا عبدالله ما اسمك غداً (بیھقی) تم دنیا میں عمل کیلئے مسافروں یا راہ گیروں کی طرح رہو اور اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرو پھر آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کہ اے ابن عمر (رضی اللہ عنہ)! جب تم صبح کو اٹھو تو شام کا انتظار مت کرو، اور جب شام ہو جائے تو صبح کا انتظار مت کرو اور بیماری سے پہلے صحت کی حالت میں کچھ کام کر لو اور مرنے سے پہلے زندگی میں کچھ کر لو، کیونکہ نہیں معلوم کہ کل تمہارا نام کیا ہوگا، یعنی مردہ، یا زندہ۔

شیخ سعدی رحمہ اللہ کا فرمان:۔ شیخ سعدی رحمہ اللہ نے اسی حدیث کی تائید میں کیا ہی خوب کہا ہے!

خیرمی کن اے فلاں و غنیمت شمار عمر　　زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند
اے شخص کوئی نیکی کر اور عمر کو غنیمت جان　　اس سے پہلے کہ یہ آواز آئے کہ آج فلاں شخص مر گیا

جہاں اے برادر نہ ماند بہ کس　　دل اندر جہاں آفریں بندوبس
اے بھائی دنیا کسی کے ساتھ نہیں رہے گی　　دل خدا سے لگانا چاہیے ، باقی کچھ نہیں

مکن تکیہ بر ملک دنیا و پست | کہ بسیار کس چوں تو پرورد و کشت
دنیا کے ملک پر بھروسہ مت کر اور اسی کے سہارے نہ رہ کیونکہ | دنیا نے تجھ جیسے بہت سے آدمی پرورش کرکے مار ڈالے
چوں آہنگ رفتن کند جاں پاک | چہ بر تخت مردن چہ بر روئے خاک
جب پاک جان جانے کا ارادہ کرے | تو خاک کی فرش اور تخت پر مرنا دونوں برابر ہیں

(اسلامی خطبات:ص۵۵۰)

بزرگ کا کشف اور اک عبرت آموز واقعہ:۔ موت سے کسی حال میں چھٹکارا نہیں ہے قرآن مجید میں ہے: اين ما تكونوا يدرككم الموت ولو كنتم في بروج مشيدة (النساء) تم جہاں کہیں بھی ہو تو موت تمہیں آ پکڑے گی گو تم مضبوط بروجوں میں ہی کیوں نہ ہو۔

تفسیر بن ابن کثیر میں اس آیت کریمہ کے تحت میں ایک عبرت آموز اور سبق آموز واقعہ لکھا ہے جسے ہم آپکے سامنے بیان کررہے ہیں ابن جریر اور ابن ابی حاتم میں اس موقع پر مطول قصہ بزبان حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ اگلے زمانے میں ایک عورت حاملہ تھی جب اسے درد ہونے لگے اور بچی تولد ہوئی تو اس نے اپنے ملازم سے کہا کہ جاؤ کہیں سے آگ لے آؤ وہ باہر نکلا تو دیکھا کہ ایک شخص دروازے پر کھڑا ہے اور پوچھتا ہے کہ کیا ہوا، لڑکا یا لڑکی؟ اس نے کہا لڑکی ہوئی ہے کہا سن! یہ لڑکی ایک سو آدمیوں سے زنا کرائے گی پھر اس کے ہاں اب جو شخص ملازم ہے اسی سے اس کا نکاح ہوگا اور ایک مکڑی اس کی موت کا باعث بنے گی یہ شخص یہیں سے پلٹ آیا اور آتے ہی ایک تیز چھری لے کر اس لڑکی پیٹ کو چیر ڈالا اور اسے مردہ سمجھ کر وہاں سے بھاگ نکلا اس کی ماں نے یہ حال دیکھ کر اپنی بچی کے پیٹ میں ٹانکے لگا دیئے اور علاج معالجہ شروع کیا جس سے اس کا زخم بھر گیا، اب ایک زمانہ گزر گیا ادھر یہ لڑکی بلوغت کو پہنچ گئی اور تھی بھی اچھی شکل وصورت کی بدچلنی میں پڑ گئی ادھر وہ ملازم سمندر کے راستے کہیں چلا گیا کام کاج شروع کیا اور بہت رقم پیدا کی کل مال سمیٹ کر بہت مدت بعد یہ پھر اسی اپنے گاؤں میں آ گیا اور ایک بوڑھی عورت کو بلا کر کہا کہ میں نکاح کرنا چاہتا ہوں گاؤں میں جو بہت خوبصورت ہو اس سے میرا نکاح کرادو، بس عورت گئی اور چونکہ شہر بھر میں اس لڑکی سے زیادہ خوش شکل کوئی دوسری عورت نہ تھی یہیں پیغام دے ڈالا منظور ہو گیا نکاح بھی ہو گیا اور رخصت ہو کر یہ اس کے گھر بھی آ گئی دونوں میاں بیوی میں بہت محبت ہو گئی۔

ایک دن ذکر اذکار میں اس عورت نے اس سے پوچھا آخر آپ کون ہیں، کہاں سے آئے ہیں، یہاں کیسے آ گئے؟ وغیرہ اس نے اپنا تمام ماجرا بیان کر دیا کہ میں یہاں ایک عورت کے یہاں ملازم تھا، وہاں سے اس لڑکی کے ساتھ یہ حرکت کرکے بھاگ گیا تھا، اب اتنے برسوں کے بعد یہاں آیا ہوں تو لڑکی نے کہا: جس کا پیٹ چیر کر تم بھاگے تھے وہ لڑکی میں ہی ہوں یہ کہہ کر اپنے اس زخم کا نشان بھی اسے دکھایا تب تو اسے یقین آ گیا اور کہنے لگا جب تو وہی ہے تو ایک بات تیری نسبت مجھے اور بھی معلوم ہے وہ یہ کہ تو ایک سو آدمیوں سے مجھ سے پہلے مل چکی ہے اس نے کہا ٹھیک ہے یہ کام تو مجھ سے ہوا ہے لیکن گنتی یاد نہیں اس نے کہا کہ مجھے تیری نسبت اور ایک بات بھی معلوم ہے وہ یہ کہ تیری موت کا سبب ایک مکڑی بنے گی پھر چونکہ مجھے تجھ سے بہت زیادہ محبت ہے میں تیرے لیے ایک پختہ اور اعلیٰ محل تعمیر کرا دیتا ہوں اسی میں تو رہ تاکہ وہاں تک ایسے کیڑے مکوڑے پہنچ نہ سکیں چنانچہ ایسا ہی محل تیار ہوا، اور یہ وہاں رہنے سہنے لگی ایک مدت کے بعد ایک دن میاں بیوی بیٹھے تھے کہ اچانک چھت پر ایک مکڑی دکھائی دی عورت بولی اچھا یہ میری جان لیوا ہے جب ہی سہی کہ میں اس کی جان لوں غلاموں کو حکم دیا کہ اسے زندہ پکڑ کر میرے سامنے لاؤ وہ پکڑ لائے اس نے زمین پر رکھ کر اپنے پیر کے انگوٹھے سے اسے مسل ڈالا اس کی جان نکل گئی اس میں سے پیپ نکلا اس کا ایک آدھ قطرہ عورت کے انگوٹھے کے ناخن اور گوشت کے درمیان اڑ کر پڑا، اس کا زہر چڑھا پیر سیاہ پڑ گیا اور اسی سے آخر وہ مر گئی۔

(ابن کثیر بحوالہ اسلامی خطبات:ص۵۵۱،۵۵۲)

دنیا کی بے ثباتی نصوص کی روشنی میں:۔ قل ان الموت الذی تفرون منه فانه ملاقیکم ثم تردون الی عالم الغیب

والشهادة فينبئكم بما كنتم تعملون‘‘(سورة الجمعة) کہہ دیجئے کہ جس موت سے تم بھاگتے پھرتے ہو وہ تو تمہیں پہنچ کر ہی رہے گی پھر تم اس خدا کی طرف لوٹائے جاؤ گے جو غائب وحاضر کا جاننے والا ہے اور وہ تمہیں تمہارے کیے ہوئے کاموں کو بتادے گا۔

طبرانی کی ایک مرفوع، حدیث ہے کہ موت سے بھاگنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے ایک لومڑی ہو جس پر زمین کا کچھ قرض ہو اور یہ اس خوف سے کہ یہ کہیں مجھ سے مانگ نہ بیٹھے بھاگتے بھاگتے جب تھک جائے تب اپنے بھٹ میں گھس جائے جہاں گھسی اور زمین نے پھر اس سے تقاضا کیا کہ لومڑی میرا قرض ادا کر پھر وہ وہاں سے دم دبا کر بھاگتی ہے آخر تیزی سے یوں ہی بھاگتے بھاگتے ہلاک ہو جاتی ہے۔موت ہر ایک کے لیے یقینی ہے اس لیے اس سے باخبر رہنے اور اس کے لئے تیاری کر نیکی طرف توجہ دلائی گئی ہے چنانچہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

یاایھاالذین امنواہ لاتلھکم اموالکم ولا اولاد کم عن ذکر الله ومن یفعل ذالك فأولئك هم الخاسرون وانفقوا ممارزقنٰکم من قبل ان یاتی احدکم الموت فیقول رب لولا اخرتنی الی اجل قریب فاصدّق واکن من الصالحین ولن یؤخرالله نفساً اذا جاء اجلھا و الله خبیر بما تعملون (منافقون)۔

اے مسلمانو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دے اور جو ایسا کریں وہ بڑے ہی زیاں کار ہیں اور جو کچھ ہم نے تمہیں دے رکھا ہے اس میں سے ہماری راہ میں اس سے پہلے خرچ کرو کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے تو کہنے لگے اے میرے پروردگار تو نے مجھے تھوڑی سی مہلت کیوں نہ دے دی تاکہ میں صدقہ وخیرات کرتا، اور نیک لوگوں میں سے ہو جاتا جب کسی کی مدت عمر پوری ہو جائے پھر اسے اللہ تعالیٰ ہرگز مہلت نہیں دیتا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے بخوبی واقف ہے۔(اسلامی خطبات:ص۵۵۲،۵۵۳)

”کل نفس ذائقة الموت وانما توفون اجورکم یوم القیمة فمن زحزح عن النار وادخل الجنة فقد فازوما الحیوة الدنیا الا متاع الغرور‘‘(سورہ ال عمران) ہر جاندار کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور قیامت کے دن تم کو پورے پورے تمہارے اعمال کے بدلے دیئے جائیں گے پھر جو شخص دوزخ سے ہٹایا جائے اور جنت میں لے جایا جائے تو وہ مراد پا جائے گا اور دنیا کی زندگی تو دھوکے، دغا کی پونجی ہے۔

ایک جگہ ارشاد خداوندی ہے:فلولا اذا بلغت الحلقوم وانتم حینئذ تنظرون ونحن اقرب الیه منکم ولکن لاتبصرون فلولا ان کنتم غیر مدینین ترجعونھا ان کنتم صادقین فاما ان کان من المقربین فروح وریحان وجنت نعیم واما ان کان من اصحاب الیمین فسلم لك من اصحب الیمین واما ان کان من المکذبین الضالین فنزل من حمیم وتصلیة جحیم ان ھذا لھو حق الیقین فسبح باسم ربك العظیم (سورہ الواقعہ) جب کہ روح نرخرے تک پہنچ جائے اور تم اس وقت تک منتظر رہتے ہو ہم اس شخص سے بہ نسبت تمہاری زیادہ قریب رہتے ہیں لیکن تم نہیں دیکھ سکتے پس اگر تم کسی کے زیر فرمان نہیں ہو اور اس قول میں سچے ہو تو ذرا روح کو لوٹا لو، پس جو کوئی بارگاہ خداوندی سے قریب کیا ہوگا اسے تو راحت ہے اور غذائیں ہیں اور آرام والی جنت ہے، اور جو شخص داہنی طرف والوں میں پس تجھ پر سلامتی ہو، داہنی طرف والوں سے لیکن اگر جھٹلانے والوں میں سے ہے تو کھولتے گرم پانی کی مہمانی ہے اور دوزخ میں جانا، یہ خبر سراسر حق ہے پس تو اپنے عظیم الشان پروردگار کی تسبیح وعبادت کر۔(اسلامی خطبات:ص۵۵۳)

اور دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ یوں فرمایا ہے:۔کلابل تحبون العاجلة وتذرون الاخرة وجوه یومئذ ناضرة الی ربھا ناظرة ووجوہ یومئذ باسرة تظن ان یفعل بھا فاقرة کلا اذا بلغت التراقی وقیل من راق وظن انه الفراق والتفت الساق بالساق الی ربك یومئذ ن المساق فلاصدق و لاصلّی ولکن کذب وتولی ثم ذھب الی اھله یتمطّٰی اولی لك فاولٰی ثم اولٰی لك فاولٰی ایحسب الانسان ان یترك سدی الم یك نطفة من منی یمنی فجعل منه الزوجین الذکروالا نثی الیس ذالك بقادر علی ان یحی الموتٰی‘‘(القیمۃ) نہیں نہیں تم دنیا کی محبت رکھتے ہو اور آخرت کو چھوڑ بیٹھے ہو اس روز بہت سے چہرے تروتازہ اور بارونق ہوں گے اب رب کی طرف دیکھتے ہوئے اور بہت سے چہرے بدرونق اور اداس ہوں گے سمجھتے ہوں گے کہ ان کے ساتھ کمر توڑ دینے والا معاملہ کیا

جائے گا نہیں جب ہنسلی تک پہنچے گی اور کہا جائے گا کہ کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا ہے اور یقین ہو جائے کہ یہ وقت جدائی کا ہے اور پنڈلی سے پنڈلی لپٹ جائے گی آج تیرے پروردگار کی طرف جانا ہے اس نے نہ تو تصدیق کی، اور نہ نماز ادا کی۔ بلکہ جھٹلایا اور روگردانی کی پھر اپنے گھر والوں کے پاس اتراتا ہوا گیا افسوس ہے تجھ پر وائے ہے اور خرابی ہے تیرے لیے کیا انسان یہ سمجھتا ہے کہ اسے بے کار چھوڑ دیا جائے گا کیا وہ گاڑھے پانی کا قطرہ نہ تھا جو ٹپکایا جاتا ہے پھر وہ لہو کی پھٹکی ہو گیا پھر خدا نے اسے پیدا کیا اور درست بنا دیا، پھر اس سے جوڑا بنا دیا یعنی نر مادہ بنائے کیا اللہ اس بات پر قادر نہیں کہ مردے کو زندہ کر دے۔ (اسلامی خطبات: ص۵۵۴)

کسی شاعر نے کہا ہے:۔

کوس رخصت به کوفت دست اجل	**اے دو چشم وداع سر بکنید**
موت کے ہاتھ نے کوچ کا نقارہ بجا دیا ہے	اے میری دونوں آنکھوں! سر کو رخصت کرو
اے کف دست و ساعد وبازو	**همه تودیع یک گر بکیند**
اے ہاتھ کی ہتھیلی اور پہنچے اور بازو	سب ایک دوسرے کو رخصت کرو

یعنی مرنے کے وقت اپنے جسم کے اعضا ایک دوسرے کو رخصت کر دیتے ہیں دنیا میں ہمیشہ نہ کوئی رہا ہے نہ رہے گا جو یہاں آیا ہے اس کو جانا ضروری ہے کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے!

جو یہاں آیا ہے جانا اس کو ہوگا ایک دن	جب فنا ٹھہری پھر کیا ، سو برس کیا ایک دن
کیا پیمبر کیا ولی کیا اہل دولت ،کیا فقیر	سب کو ہے منہا خلقنا کم کا صدمہ ایک دن

(اسلامی خطبات: ص۵۵۴)

زاہد مقربین کا مقام:۔ الغرض قناعت بڑی چیز ہے جسے یہ چیز حاصل ہو گئی ہو خدا کے مخصوص اور کامیاب بندوں میں سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قد افلح من اسلم ورزق كفافا وقنعه الله بما اتاه'' (مسلم شریف)

اس شخص نے فلاح حاصل کر لی جس نے اسلام قبول کر لیا اور بقدر ضرورت روزی دیا گیا، اور جو چیز اس کو خدا نے دی اس پر قناعت کی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حصول قناعت کے لیے اس دعا کو پڑھا کرتے تھے۔

اللهم قنعني بما رزقتني وبارك لي فيه واخلف على كل غائبة لي بخير'' (حاکم)

اے اللہ! جو چیز تو نے مجھے عطا فرمائی ہے اس میں قناعت دے اور برکت دے اور ہر غائب ہونیوالی چیز پر تو بھلائی کے ساتھ میرا محافظ اور نگہبان ہو جا۔ (اسلامی خطبات: ص۵۵۴)

قناعت دنیا کی بادشاہت:۔ قناعت دراصل بادشاہت ہے جس کو قناعت حاصل ہے، اس کو دنیا کی بادشاہت حاصل ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: من عمل صالحا من ذكر او انثى وهو مومن فلنحيينه حيوةً طيبةً (نحل)

جس مرد عورت نے نیک کام ایمان کی حالت میں کیا تو ہم اسے حیات طیبہ دیں گے۔

بعض لوگوں نے کہا کہ حیات طیبہ سے مراد قناعت ہے کیونکہ قناعت غیر فانی خزانہ ہے قناعت کرنیوالا آزاد اور بادشاہ ہے کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے:

العبد حر ما قنع	والحر عبد ما طمع
قناعت کرنے کی وجہ سے غلام آزاد ہے	اور آزاد لالچ کرنیکی وجہ سے غلام ہے
هي القناعة فالزمها تعش ملكاً	لو لم يكن منك الا راحته البدن

وانظر لمن لملك الدنيا با جمعها هل راح منها بغير القطن والكفن

قناعت کو لازم پکڑو، شاہانہ زندگی بسر کرو گے اسی سے جسم کو راحت ملے گی دنیا کے شہنشاہوں کو دیکھو کہ، مرنے کے بعد سوائے روئی کے کفن کے کچھ ساتھ نہ لے جا سکے۔

شیخ سعدی رحمہ اللہ اور قناعت:۔ شیخ سعدی رحمہ اللہ نے کیا خوب فرمایا ہے:

اے قناعت توانگرم گرداں که درائے تو ہیچ نعمت نیست

کنج صبر اختیار لقمان است ہرکرا صبر نیست حکمت نیست

اے قناعت تو مجھ کو مال دار کردے کہ سوائے تیرے کوئی نعمت نہیں ہے صبر کا گوشہ عقلمند کو پسند ہے جو صبر نہیں رکھتا، اس میں عقل مندی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو زہد و قناعت صبر و شکر کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

واخرد عونا ان الحمد لله رب العالمين سبحانك ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين، والحمدلله رب العالمين''۔(اسلامی خطبات:ص ۵۵۵)

اولیائے کرام اور بدعات کی مذمت:۔ پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے غنیۃ الطالبین جلد دوم ص ۳۸ میں بدعات محرم کے متعلق نہایت بسط و تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ شرح سفر السعادت ص ۶۷۳ میں فرماتے ہیں کہ اہل سنت کا دستور یہ ہونا چاہئے کہ روز عاشورا کو فرقہ رافضیہ کی نکالی ہوئی بدعتوں مثلاً مرثیہ، ماتم و نوحہ وغیرہ سے احتیاط کی جائے یہ کام مومنوں کے نہیں ورنہ اس غم و الم کا سب سے زیادہ حقدار خود پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم وفات تھا۔

اور شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ نے فتاویٰ عزیزیہ جلد اول ص ۶۸، ۶۹ میں تعزیہ نوحہ وغیرہ کی کافی تردید فرمائی ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ نے بھی القول الجمیل میں نوحہ اور بدعات محرم کی بہت تردید کی ہے۔ (اسلامی خطبات:ص ۶۳۲)

نام کتاب:۔ فتاویٰ اصحاب الحدیث (جلد اول)...... تالیف:۔ فیصلۃ الشیخ ابو محمد حافظ عبدالستار الحماد
ناشر:۔ مکتبہ اسلامیہ (لاہور:۔ بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار)
فیصل آباد:۔ بیرون امین پور بازار کوتوالی روڈ

حاصل تصوف ہر مفتی کی ضرورت:۔ فتویٰ دیتے وقت مفتی کی نیت خالص اور اس کے دل میں اللہ کا خوف ہونا چاہیے احبار و رھبان کی طرح نفسانی خواہشات اور دنیوی مفادات اسے اظہار حق اور ابطال باطل سے باز نہ رکھیں، امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کسی شخص کو دینی سوال کا جواب دینے سے پہلے اپنے آپ کو جنت اور دوزخ پر پیش کر لینا چاہیے پھر نجات کا راستہ معلوم کر کے اسے جواب دینا چاہیے۔ (المجموع للنووی: ج ا، ص ۸۲)

حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ جب کوئی مسئلہ بتاتے یا فتویٰ دیتے تو فرمایا کرتے تھے، اے اللہ! مجھے محفوظ رکھنا اور لوگوں کو غلط بات کہنے سے مجھے باز رکھنا۔ (الآداب الشرعیہ: ج ۲، ۱۵۹)

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ انسان کو چاہیے کہ وہ دینی مسائل میں سوچ سمجھ کر گفتگو کرے کیونکہ وہ اپنے اعمال و احوال کے متعلق قیامت کے دن جواب دہ ہے۔ (الآداب الشرعیہ: ج ۲، ص ۱۵۵)

حضرت ابن خلدہ رحمہ اللہ نے امام ربیع رحمہ اللہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا: اے ربیع! آپ لوگوں کو فتویٰ دیتے ہیں آپ کے پیش نظر سائل کو سہولت دینا نہیں ہونا چاہیے بلکہ آپ کو اپنی نجات کی فکر ہونی چاہیے کہ میں اس مسئلے کے بھنور سے کیسے خلاصی حاصل کروں۔ (الفقیہ والمتفقہ: ج ۲، ص ۳۵۷)

علامہ ابن صلاح آداب مفتی کے متعلق فرماتے ہیں کہ وہ سچا، پکا مسلمان، ثقہ اور امانت دار ہو، فسق و فجور اور اس کے اسباب سے بچنے والا اور اخلاق رذیلہ سے اجتناب کرنے والا ہو کیونکہ جو شخص ایسے اوصاف کا حامل نہ ہو اس کی بات قابل اعتماد نہیں ہوتی اگرچہ مجتہد ہی کیوں نہ ہو۔(ادب الفتویٰ:ص۳۰)

آخر میں خلاصہ کے طور پر ہم امام اہل سنت احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ جب تک کسی شخص میں مندرجہ ذیل پانچ چیزیں نہ ہو وہ منصب افتاء کے قابل نہیں ہے۔

(۱) خلوص نیت کیونکہ جس کی نیت خالص نہ ہو اس کے چہرے پر نور اور اس کی بات میں اثر نہیں ہوتا۔

(۲) وہ زیور علم سے آراستہ بردبار، اور باوقار شخصیت کا مالک ہو کسی صورت میں جلد بازی سے کام لینے والا نہ ہو۔

(۳) وہ اپنے فن (افتاء) میں ماہر اور پیش آمدہ مسائل حل کرنے پر قدرت رکھنے والا ہو۔

(۴) وہ لوگوں سے بے نیاز ہو، بصورت دیگر لوگوں کی نظر میں اس کی ذرا بھر وقعت نہیں ہوگی۔

(۵) وہ لوگوں کی عادات ورسوم اور ان کے احوال وظروف نیز زمینی حقائق سے آگاہ ہو۔(اعلام الموقعین: ج۴،ص۱۵۲ بحوالہ فتاویٰ اصحاب الحدیث: ج۱،ص۱۸)

لفظ مولانا کا استعمال:۔ کیا واقعی علماء حضرات کو ''مولانا'' کہنا شرک ہے؟ قرآن وحدیث کی رو سے اس کی وضاحت فرمائیں۔

جواب:۔عزت واحترام کے پیش نظر علماء حضرات کو مولانا یا مولوی کہا جا سکتا ہے اور ایسا کرنا شرک نہیں ہے جیسا کہ جماعت المسلمین کی طرف سے یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ مولیٰ کو غیر اللہ کیلئے استعمال فرمایا بلکہ استعمال کی تلقین بھی فرمائی ہے۔حدیث میں ہے کہ تم میں سے کوئی یوں نہ کہے کہ اپنے رب کو کھانا دو اپنے رب کو وضو کراؤ بلکہ اپنے آقا کے لئے سید اور مولیٰ کہا جائے۔(صحیح بخاری: کتاب العتق)

اس حدیث کی روشنی میں غیر اللہ کیلئے لفظ سید کا استعمال بھی جائز معلوم ہوتا ہے جو صرف اعلیٰ اور محترم شخصیت کے لئے استعمال ہوتا ہے۔تو لفظ مولیٰ کا اطلاق تو بالاولیٰ جائز ہونا چاہیے جو اعلیٰ اور ادنیٰ دونوں کیلئے مستعمل ہے۔علامہ نووی رحمہ اللہ نے پندرہ معانی کیلئے اس کے استعمال کی نشاندہی فرمائی ہے۔جن میں آقا، مالک، ناصر، دوست، آزاد کنندہ اور آزاد کردہ غلام وغیرہ بھی شامل ہیں۔، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: کہ لفظ مولیٰ ادنیٰ اور اعلیٰ دونوں کیلئے استعمال ہوتا ہے جبکہ لفظ سید صرف اعلیٰ اور محترم ذات کیلئے مختص ہے۔جب غیر اللہ کے لئے لفظ سید استعمال ہو سکتا ہے تو غیر اللہ کے لئے لفظ مولیٰ کے استعمال پر کراہت کی کوئی معقول وجہ نہیں۔(فتح الباری:۵/۱۸۰ بحوالہ فتاویٰ اصحاب الحدیث: ج۱،ص29,30)

مقلدین ائمہ کا بھرپور دفاع اور راہ اعتدال:۔ سوال:۔ ملتان سے چند ایک احباب جماعت لکھتے ہیں کہ ہمیں اپنے خطیب صاحب کی کچھ باتیں بہت عجیب سی معلوم ہوتی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی اپنی مرضی کے مطابق دین بناتے ہیں اس لیے کہ یہ تمام فقہی مسالک کے لوگ کافر ہیں۔ان سے نکاح کرنا، ان کے پیچھے نماز ادا کرنا، ان کے جنازے پڑھنا اور ان سے وراثت وغیرہ کے معاملات ممنوع ہیں۔وہ بطور دلیل قرآن مجید کی اس آیت کو پیش کرتے ہیں کہ جو لوگ اللہ کی طرف سے نازل شدہ حکم کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے وہی لوگ کافر ہیں۔(۵/المائدہ:۴۴) مہربانی فرما کر اس کے متعلق ہماری راہنمائی فرمائیں۔

جواب:۔ کسی کو کافر کہنا، تکفیر کہلاتا ہے، فتنہ تکفیر بہت خطرناک، تباہ کن اور ہلاکت خیز ہے، اس امت میں سب سے پہلے اس فتنہ کو خوارج نے برپا کیا، جنگ صفین کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان یہ طے پایا کہ حضرت عمرو بن العاص اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما جو فیصلہ کریں وہ فریقین کو قبول ہوگا اسے معاہدہ تحکیم کہا جاتا ہے، خوارج نے اس معاہدہ کی آڑ میں امت کے پسندیدہ اور برگزیدہ حضرات کی تکفیر کی انہوں نے اپنے اس مؤقف کیلئے قرآن پاک کی ایک آیت بطور دلیل پیش کی وہ یہ ہے: فیصلہ کرنے کا حق تو صرف اللہ کیلئے ہے۔(۱۲/یوسف:۴۰)

ان کا مطلب یہ تھا کہ جب فیصلہ کرنا اللہ کا حق ہے تو یہ حق بندوں کے حوالے کرنا کفر ہے اور یہ حق بندوں کو دینے والے سب کافر ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ذریعے ان پر اتمام حجت کرتے ہوئے ان کی غلطی کو واضح کیا جب وہ باز نہ آئے تو نہروان کے مقام پر ان کی خوب سرکوبی کی۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے انہی کے متعلق فرمایا تھا: کہ خارجی اللہ کی مخلوق میں سے بدترین لوگ ہیں، انہوں نے جو آیات کفار کے متعلق نازل ہوئی تھیں، ان کو مسلمانوں پر چسپاں کر دیا، (صحیح بخاری: المرتدین، باب ٦)

رسول اللہ ﷺ نے فتنہ تکفیر کی سنگینی بایں الفاظ بیان فرمائی کہ جب کوئی شخص اپنے بھائی کو اے کافر کہتا ہے تو ان دونوں میں سے ایک کافر ہو جاتا ہے۔ (صحیح بخاری: کتاب الادب ٦١٠٣)

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس کو کافر کہا گیا ہے اگر وہ فی الحقیقت کافر ہے تب تو وہ کافر ہوا اگر وہ واقعتاً کافر نہیں تو کہنے والا کافر ہو گیا یعنی تکفیر دو دھاری تلوار ہے جس نے کسی ایک کو ضرور کاٹنا ہے، اس لیے کسی کو کافر کہنے میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ ہمارے اسلاف اس سلسلہ میں بہت محتاط تھے۔ وہ کسی کلمہ گو اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتے تھے انہوں نے تکفیر کیلئے قواعد وضوابط وضع کئے ہیں۔ جن کا ہم آئندہ تذکرہ کریں گے۔ تاہم امام بخاری رحمہ اللہ نے مذکورہ بالا حدیث پر بایں الفاظ عنوان قائم کیا ہے: جو شخص اپنے بھائی کو بلاوجہ کافر کہتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس فتنہ کی تباہ کاریوں کو بچشم خود ملاحظہ کیا تھا۔ اس لیے وہ اپنی صحیح میں اس کے قواعد وضوابط کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ایک عنوان یوں قائم کرتے ہیں: اگر کسی نے معقول وجہ کے پیش نظر یا نادانستہ طور پر کسی کو کافر کہا کہنے والا کافر نہیں ہوگا۔ (کتاب الادب: باب ٧٤)

اس عنوان کے تحت امام المحدثین نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا واقعہ پیش کیا ہے جب انہوں نے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے متعلق کہا تھا کہ یہ منافق ہے اور ان کے پاس یہ کہنے کی معقول وجہ تھی کہ یہ کافروں سے دوستی رکھے ہوئے ہیں اور ہمارے جنگی راز اہل مکہ کو بتاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی غلط فہمی کو دور فرمایا لیکن مذکورہ بالا حدیث کے پیش نظر آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تکفیر نہیں فرمائی آپ صلی اللہ علیہ وسم نے فرمایا کہ عمر! تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کو عرش پر سے دیکھا ہے اور انہیں مغفرت کا پروانہ عنایت فرمایا ہے۔ (صحیح بخاری: کتاب الادب، باب ٧٤)

اسی طرح نادانستہ طور پر کلمہ کفر کہنے سے انسان کافر نہیں ہوتا۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ دوران سفر اپنے باپ کی قسم اٹھائی اور غیر اللہ کی قسم اٹھانا کفر یا شرک ہے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تجدید ایمان کیلئے نہیں کہا بلکہ ان کی لاعلمی کو دور کرتے ہوئے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں باپ دادا کی قسم اٹھانے سے منع فرمایا ہے۔ (صحیح بخاری: الادب، ٦١٠٨)

امام بخاری رحمہ اللہ کے ترجمۃ الباب سے تکفیر کے متعلق دو اصول سامنے آتے ہیں۔

(١) جہالت اور لاعلمی کی وجہ سے کوئی کفریہ کام یا بات سرزد ہو جائے تو اسے معذور خیال کیا جائے اور اسے کافر کہنے کی بجائے اس کی جہالت دور کی جائے۔ اگر اتمام حجت کے بعد بھی اصرار کرتا ہے تو اس کے بظاہر کلمہ گو ہونے کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ وہ اصرار اور عناد کی وجہ سے خارج از ملت ہوگا۔

(٢) اگر کوئی کفریہ کام یا بات کا مرتکب اپنے پاس کوئی تاویل یا معقول وجہ رکھتا ہے تو بھی اسے معذور تصور کیا جاتا ہے لیکن تاویل کے لئے ضروری ہے کہ الفاظ میں عربی کے مطابق اس تاویل کی کوئی گنجائش اور علمی طور پر اس عمل یا بات کی توجیہہ ممکن ہو اگر کسی کو اس کی تاویل یا معقول وجہ سے اتفاق نہ ہو تو اسے کافر کہنے کے بجائے بات کے قائل یا کام کے فاعل پر اس تاویل یا معقول وجہ کا بوداپن واضح کر دیا جائے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کے پیش کردہ اصولوں کے علاوہ چند مزید ضوابط بھی ملاحظہ فرمائیں:

(٣) اگر کوئی انسان مجبوراً کلمہ کفر یا شرکیہ عمل کرتا ہے تو اسے بھی معذور سمجھنا چاہیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: جو شخص ایمان لانے کے لئے بعد پھر اللہ کے ساتھ کفر کرے سوائے اس شخص کے جسے مجبور کیا گیا ہو، درآنحالیکہ اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو، ہاں جس شخص نے کفر کے لئے

اپنا سینہ کھول دیا ہو تو ایسے لوگوں پر اللہ کا غضب نازل ہوگا اور ان کیلئے بڑا عذاب ہے۔(۱۶/النحل:۱۰۶)

اس آیت کریمہ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب کسی مسلمان پر ان گنت مظالم توڑے جا رہے ہوں اور نا قابل برداشت اذیتیں دے کر کلمہ کفر پر مجبور کیا جا رہا ہو تو محض جان بچانے کیلئے کلمہ کفر کہہ دینے کی رخصت ہے۔ بشرطیکہ دل عقیدہ کفر سے محفوظ ہو، ایسے حالات میں اللہ کے ہاں کوئی مواخذہ نہیں ہوگا۔ البتہ مقام عزیمت یہی ہے کہ خواہ آدمی کا جسم تکا بوٹی کر ڈالا جائے بہر حال وہ کلمہ حق کا ہی اعلان کرتا رہے۔ حضرت خباب بن ارت اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما اس مقام عزیمت پر فائز تھے۔ البتہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے رخصت پر عمل کیا۔

(۴) اگر انسان پر شدت خوف، کی کیفیت طاری ہو اور اس دہشت کے عالم میں اگر زبان سے کلمہ نکل جائے تو بھی قابل مواخذہ نہیں ہے جیسا کہ ایک آدمی نے مرتے وقت اپنے بیٹوں کو وصیت کی تھی کہ مرنے کے بعد میری لاش کو جلا دینا پھر اس کی راکھ کو ہوا میں اڑا دینا پانی میں بہا دینا تاکہ اس طرح میں اللہ کے حضور پیشی سے بچ جاؤں گا۔ اس کا یہ عقیدہ تھا کہ ایسا کرنے سے اللہ تعالی مجھے زندہ نہیں کر سکے گا۔ یہ کفر یہ عقیدہ ہے چونکہ مارے دہشت کے ایسا ہوا، اس لیے اسے معذور سمجھتے ہوئے معاف کر دیا گیا۔(صحیح بخاری: الانبیاء، ۳۴۸۱)

(۵) فرحت وانبساط کے عالم میں انسان اگر اپنے جذبات سے مغلوب ہو کر منہ سے کلمہ کفر کہہ دے تو یہ بھی قابل معافی ہے۔ جیسا کہ ایک آدمی دوران سفر اپنی سواری زاد سفر کے ساتھ گم کر بیٹھا، نیند کے بعد جب اس نے اونٹنی کو اپنے سامنے دیکھا تو مارے خوشی کے بطور شکر یہ الفاظ کہتا ہے: اے اللہ! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں۔(صحیح مسلم: کتاب التوبہ، ۶۹۶۰، بحوالہ: فتاویٰ اصحاب الحدیث: ج۱،ص ۳۸)

ان واقعات کے پیش نظر ہم احباب جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ مذکورہ خطیب بڑی خطرناک فکر کا حامل ہے اسے سمجھایا جائے اگر وہ ایسی حرکات سے باز آ جائے تو ٹھیک بصورت دیگر اسے خطابت سے معزول کر دیا جائے۔ سوال میں اس ذکر کردہ آیت کریمہ کو پہلے حکمرانوں کے خلاف استعمال کیا جاتا تھا اور اس کے آڑ میں انہیں کافر کہا جاتا تھا۔ اب اس فکر نے ترقی کی ہے اور اسے بنیاد بنا کر عامتہ الناس کی تکفیر کی گئی ہے۔ اس کے جواب میں ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بات پیش کرتے ہیں جو انہوں نے خوارج کے جواب میں کہی تھی کہ ''بات صحیح ہے لیکن اس کا استعال غلط کیا گیا ہے''۔ اگر اس کا وہی مطلب ہے جو خطیب نے کشید کیا ہے تو اس کی زد میں یہ خطیب بھی آتے ہیں۔ مثلاً: حدیث میں ہے، کہ جس نے امیر کی اطاعت نہ کی اور جماعت سے الگ ہو گیا اگر اسی حالت میں موت آئی تو جاہلیت کی موت ہوگی۔(صحیح مسلم: کتاب الامارۃ)

کیا بیعت کے بغیر زندگی بسر کرنا حکم بغیر ''ما انزل اللہ'' نہیں ہے۔ سقیفہ بنی ساعدہ میں جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی تو حصرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اس سے الگ تھلگ رہے پھر وہ شام کے علاقہ میں چلے گئے اور وہیں ان کا انتقال ہوا، کیا اس حدیث کے پیش نظر ان کی موت بھی جاہلانہ تھی؟ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن وحدیث کی نصوص کو صحیح طور پر سمجھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

ہمیں چاہیے کہ ہم اتمام حجت کے طور پر دین اسلام کی ترویج واشاعت میں لگے رہیں اور فتنہ تکفیر سے اپنے دامن کو آلودہ نہ ہونے دیں۔(واللہ اعلم بالصواب)(فتاویٰ اصحاب الحدیث: ج۱،ص ۳۶ تا ۳۸)

تبرکات اولیاء کا صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثبوت:

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف اوقات میں اپنے اللہ کے حضور چار دفعہ ان خوبصورت بالوں کا نذرانہ پیش کیا اور صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت خراش بن امیہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی استرے سے حجامت کی جبکہ آپ عمرے کا احرام باندھے ہوتھے۔

(۲) اگلے سال عمرۃ القضاء کے موقع پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کا قصر کیا۔

(۳) عمرہ جعرانہ سے فراغت کے بعد ابو ہند رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کا قصر کیا۔

(۴) حجتہ الوداع کے موقع پر منیٰ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمی جمار سے فارغ ہوئے تو آپ نے قربانی کی پھر حضرت معمر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے آپ کے موئے مبارک کو استرے سے صاف کیا۔(فتاویٰ اصحاب الحدیث: ج۱،ص ۴۲)

موئے مبارک سے محبت وعقیدت:۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک سے کس قدر محبت اور عقیدت تھی اس کا اندازہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ایک بیان سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جبکہ حجام آپ کے سر مبارک کے بال صاف کر رہا تھا اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے گرد تھے وہ چاہتے تھے کہ آپ کا کوئی بھی بال زمین پر گرنے کی بجائے کسی نہ کسی کے ہاتھ میں گرے۔(صحیح مسلم: کتاب الفضائل)

وضو کے پانی سے برکت حاصل کرنا:۔ بلکہ حضرت عروہ بن مسعود کا بیان اس سے بھی زیادہ حیران کن ہے کیونکہ آپ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ وہ آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت وعقیدت کو بایں الفاظ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زمین پر گرنے والے پانی کو لینے کیلئے دوڑ پڑتے ہیں۔ جب آپ لعاب دھن تھوکتے تو جلدی سے اپنے ہاتھوں اور چہرے پر مل لیتے ہیں اور جب کبھی آپ کا موئے مبارک گرتا ہے تو اسے ہاتھوں ہاتھ لیتے ہیں۔(مسند احمد:۳۲۴/۴)(فتاویٰ اصحاب الحدیث: ج۱،ص۴۳)

موئے مبارک کی برکت سے بیماروں کو شفاء:۔ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن موہب کا بیان بایں الفاظ نقل ہوا ہے کہ مجھے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک دکھائے تھے۔(حدیث نمبر:۵۸۹۸)

اس کی مزید تفصیل صحیح بخاری میں نقل ہوئی ہے کہ مجھے (عبداللہ بن موہب) میرے گھر والوں نے پانی کا ایک پیالہ دے کر ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا کیونکہ ان کے پاس ایک خوبصورت چاندی کی ڈبیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک محفوظ تھے، آپ پانی میں انہیں ڈال کر ہلاتیں پھر وہ پانی نظر بد یا بخار والے کو پلایا جاتا، میں نے اس وقت ڈبیہ میں سرخ رنگ کے موئے مبارک دیکھے تھے۔(حدیث نمبر:۵۸۹۶)(فتاویٰ اصحاب الحدیث: ج۱،ص۴۳)

حصول برکت کیلئے حضرت امہ سلمہ رضی اللہ عنہا کی خواہش:۔ مقام جعرانہ پر تقسیم غنائم کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی آیا اور کہنے لگا کہ آپ میرا وعدہ کب پورا کریں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تجھے بشارت ہو، اعرابی کچھ جلد باز تھا اسے یہ بات اچھی نہ لگی آپ اس کی ناگواری دیکھ کر ناراض ہوئے اور بحالت غصہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: کہ اس نے تو میری بشارت کو مسترد کردیا ہے اب تم اسے قبول کرلو، اس کے بعد آپ ﷺ نے پانی کا پیالہ منگوایا اس میں چہرہ اور ہاتھ دھوئے اور کلی کی پھر فرمایا کہ تم اس سے کچھ پانی نوش کرلو اور کچھ اپنے چہرے پر چھڑک لو۔ اس کے بعد انہوں نے پیالہ لیا اور آپ کی ہدایات پر عمل کیا۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پردہ کے پیچھے سے آواز دی کہ اس بابرکت پانی سے اپنی ماں ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) کے لئے کچھ بچا رکھنا۔ چنانچہ انہوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کیلئے بھی پانی بچالیا۔(صحیح بخاری: کتاب المغازی، غزوۃ الطائف،، بحوالہ: فتاویٰ اصحاب الحدیث: ج۱،ص۴۴)

مشکیزہ بطور تبرک محفوظ رکھنا:۔ دوسری خاتون جنہوں نے آپ کے موئے مبارک کو محفوظ کیا تھا وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا ہیں انہیں بھی آپ ﷺ کے تبرکات سے خصوصاً لگاؤ تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت رسول کریم ﷺ آپ کے گھر تشریف لائے اور مشکیزے سے منہ لگا کر پانی نوش فرمایا تو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے مشکیزے کا وہ حصہ کاٹ کر رکھ لیا تھا، جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لب مبارک لگے تھے۔(مسند احمد:۱۱۹/۳)(فتاویٰ اصحاب الحدیث: ج۱،ص۴۴)

تبرکات تمام دنیا سے قیمتی تر ہیں:۔ اسی طرح آپ ﷺ کا پسینہ مبارک جمع کرتیں اور اسے خوشبو میں ملاتیں جس سے خوشبو کی مہک دو چند ہو جاتی۔(صحیح مسلم: کتاب الفضائل) جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا ہے کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک تھے۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عبیدہ سلمانی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ

ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک ہیں جو ہمیں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے عنایت ہوئے تھے یہ سن کر حضرت عبیدہ سلمانی رضی اللہ کہنے لگے کہ کاش میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف ایک بال ہوتا جو میرے نزدیک دنیا اور اس کے خزانوں سے زیادہ قیمتی ہے۔(صحیح بخاری: حدیث نمبر ۱۷۰ بحوالہ فتاویٰ اصحاب الحدیث: ج ۱ص ۴۴)

صحابہ رضی اللہ عنہم میں موئے مبارک تقسیم فرمانا:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے جب اپنا سر منڈایا تو پہلے پہلے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ (حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے شوہر نامدار) تھے جنہوں نے آپ کے موئے مبارک حاصل کئے۔(صحیح بخاری: حدیث نمبر ۱۷۱) اس کی کچھ تفصیل اس طرح ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر دسویں تاریخ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کی پھر حجام کو بلالیا اور دائیں جانب کے بال صاف کر کے لوگوں میں ایک ایک یا دو دو تقسیم کردیئے۔ پھر بائیں جانب کے بال اتار کر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو دے دیئے۔(صحیح مسلم: باب بیان ان السنۃ یوم النحر بحوالہ فتاویٰ اصحاب الحدیث: ج ۱ص ۴۵)

موئے مبارک سے بخار کے مریض کا شفا پاجانا:۔ دیگر روایات میں مزید تفصیل بھی ہے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے موئے مبارک کب اور کیسے حاصل کیے اور پھر کسے دے دیئے رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر قربانی کی پھر حجامت بنوائی اپنے سر کے تمام بال حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ دے دیئے اور فرمایا کہ دائیں جانب کے بال لوگوں میں تقسیم کردو آپ ﷺ نے فرمایا یہ بال اپنی بیوی ام سلیم کو دے دو چنانچہ انھوں نے ایسا کیا حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا ان بالوں کو دھوتیں اور اس پانی کو خوشبو میں ملاتیں جس سے خوشبو تیز ہوجاتی بعض روایات میں ہے کہ بخار والے مریض کو پانی پلاتیں تو صحت مند ہوجاتا۔(مسند امام احمد)

حقیقی موئے مبارک آج بھی برکت کے حامل ہیں:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کی حقیقت بیان کرنے کے بعد ہم اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ اس وقت آپ ﷺ کے موئے مبارک موجود ہیں یا لوگوں کے جذبات سے ناجائز فائدہ اٹھانے کے لئے صرف دعویٰ کی حد تک اسے شہرت دی جاتی ہے۔ لیکن مسئلہ زیر بحث کی نزاکت کے پیش نظر ہم یہ وضاحت کردینا ضروری خیال کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے موئے مبارک اگر آج حقیقتاً موجود ہیں تو ان میں خیر و برکت کا پہلو بدرجہ اتم موجود ہے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس میں کوئی کمی نہیں آسکتی۔(فتاویٰ اصحاب الحدیث: ج ۱ص ۴۵)

امام احمد بن حنبل کا برکت حاصل کرنا:۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے پاس موئے مبارک تھے، جو انہیں فضل بن ربیع کے کسی لڑکے نے عنایت فرمائے تھے۔ آپ ان بالوں کو بوسہ دیتے، آنکھوں پر لگاتے اور پانی میں بھگو کر شفا کے طور پر اس پانی کو نوش کرتے، جن دنوں آپ رحمہ اللہ پر آزمائش آئی اس وقت وہ آپ کی آستین میں رکھے ہوئے تھے۔ بعض لوگوں نے آپ کے آستین سے موئے مبارک نکالنے کی کوشش بھی کی لیکن وہ ناکام رہے۔(سیر اعلام النبلاء: ۱۱/۲۵۰ بحوالہ فتاویٰ اصحاب الحدیث: ج ۱ص ۴۵)

گمشدگی تبرکات کے عظیم سانحات:۔ (الف) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی تھی جسے آپ پہنتے تھے، آپ ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے استعمال کرتے تھے۔ ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس رہی بالآخر بئر اریس میں گر گئی اور تلاش بسیار کے باوجود نہ مل سکی۔(صحیح بخاری: کتاب اللباس)

(ب) عباسی دور کے آخر میں جب تاتاریوں نے بغداد پر حملہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رداء مبارک اور چھڑی جس سے آپ کھجلی کیا کرتے تھے ہنگاموں کی نذر ہوگئی۔ یہ سن ۶۵۶ھ کے واقعات ہیں۔

(ج) دمشق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب پاپوش مبارک بھی نویں ہجری کے آغاز میں فتنہ تیمور لنگ کے وقت ضائع ہوگئی۔

(د) آپ ﷺ کے آثار شریفہ کے فقدان کی ایک وجہ یہ تھی کہ جس خوش قسمت انسان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی نشانی مبارک تھی اس نے وصیت کردی کہ اسے قبر میں اس کے ساتھ ہی دفن کردیا جائے۔ مثلاً۔

تبرکات کے ساتھ تدفین کے واقعات:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک عورت نے اپنے ہاتھ سے چادر تیار کی اور آپ ﷺ کو بطور تحفہ پیش کی آپ ﷺ نے اسے قبول کرتے ہوئے زیب تن فرمایا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اس خواہش کے پیش نظر کہ وہ چادر آپ کا کفن ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگ لی۔ چنانچہ وہی چادر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا کفن بنی۔ (بخاری: کتاب الجنائز، بحوالہجو الہ: فتاویٰ اصحاب الحدیث: ج۱ص۴۶)

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا قمیض مبارک رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کو پہنایا تا کہ اس کے بیٹے کی حوصلہ افزائی ہو۔ شاید اس کی بخشش کا کوئی ذریعہ بن جائے وہ قمیض بھی قبر میں بطور کفن دفن کر دی گئی۔

☆ جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے پاس چند موئے مبارک تھے تو آپ نے وصیت کر دی تھی کہ انہیں قبر میں ان کے ساتھ ہی دفن کر دیا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ (سیر اعلام النبلاء:۱۱/۳۳۷ بحوالہ: فتاویٰ اصحاب الحدیث: ج۱ص۴۶)

ضروری آداب ہر مصنف کیلئے:۔ سوال:۔ بعض کتب دینیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے ساتھ ﷺ یا صلعم لکھا ہوتا ہے، اس طرح کسی صحابی رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ کی علامت لکھی ہوتی ہے اس قسم کی علامت اور اختصار کی کیا حیثیت ہے۔ (حافظ محمد یونس ربانی، فیصل آباد خریداری نمبر ۲۹۲۴)

جواب:۔ اسلامی آداب میں سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے ساتھ محبت اور چاہت سے ﷺ لکھا جائے اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسمائے شریفہ کے ساتھ رضی اللہ عنہم تحریر کیا جائے دیگر انبیائے کرام کے ساتھ علیہم السلام اور متقدمین اسلاف کے ساتھ رحمہ اللہ، زندہ اہل علم کے ساتھ اور برخوردران کے ساتھ سلمہ اللہ لکھا جائے۔ محدثین عظام نے وضاحت کی ہے کہ صلی اللہ علیہ وسلم یا رضی اللہ عنہ کا اختصار یا اس کی علامت نہ لکھی جائے اور نہ ہی بار بار لکھنے سے دل میں کسی قسم کی اکتاہٹ پیدا ہونا چاہیے۔ چنانچہ شارح صحیح مسلم علامہ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کاتب کو چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوۃ وتسلیم لکھنے کی پابندی کرے اور بار بار لکھنے میں کوئی اکتاہٹ محسوس نہ کرے، جو شخص اس سے غفلت کرتا ہے وہ گویا خیر کثیر سے محروم ہو گیا، اسی طرح اللہ تعالیٰ کے اسم گرامی کے ساتھ عزوجل جیسے الفاظ لکھے نیز صحابہ کرام اور دیگر اخیار امت کیلئے رضی اللہ عنہم جیسے الفاظ کا انتخاب کرے اس سلسلہ میں رموز واشارات سے کام نہ لے بلکہ انہیں کامل طور پر لکھا جائے۔ (شرح تقریب النووی:ص۲۹۱)

علامہ محمد جمال الدین قاسمی نے اپنی تالیف "قواعد التحدیث" میں باقاعدہ آداب کا عنوان قائم کر کے بڑی تفصیل سے اس مسئلہ کا حق ادا کیا ہے۔ (قواعد التحدیث:ص۲۳۷)

لہذا ہمیں اس سلسلہ میں سستی یا کوتاہی سے کام نہیں لینا چاہیے بلکہ ثواب وآداب کی نیت سے، اللہ تعالیٰ عزوجل، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذکر خیر پر مذکورہ بالا آداب لکھنے کی پابندی کرنا چاہیے۔ (فتاویٰ اصحاب الحدیث: ج۱ص۶۳)

سر ڈھانپنا اولیٰ وبہتر ہے:۔ مسئلہ کی نوعیت یہ ہے کہ دوران نماز عورتوں کیلئے سر کا ڈھانپنا ضروری ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بالغہ عورت کی نماز اوڑھنی یعنی دوپٹے کے بغیر قبول نہیں فرماتے۔ (ابوداؤد: الصلوہ ۶۴۱)

مرد حضرات کیلئے یہ پابندی نہیں ہے وہ ننگے سر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ ایسا کرنا صرف جواز کی حد تک ہے ضروری نہیں، لیکن بہتر ہے کہ دوران نماز اپنے سر کو پگڑی، رومال یا ٹوپی وغیرہ سے ڈھانپا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اے اولاد آدم: تم ہر نماز کے وقت اچھا لباس زیب تن کیا کرو۔ (۳/ آل عمران:۳۱)

آیت کریمہ میں زینت سے مراد اعلیٰ قسم کا لباس نہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ اس حصہ جسم کو ڈھانپ کر آؤ جس کا کھلا رکھنا معیوب ہے۔ چونکہ لباس والا جسم ننگے جسم کے مقابلہ میں مزین نظر آتا ہے اس لیے لباس کو زینت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اسلامی معاشرہ میں ننگے سر گھومتے پھرنا

فتاویٰ
اصحاب الحدیث
جلد دوم
تالیف
فضیلۃ الشیخ ابو محمد حافظ عبدالستار الحماد
مکتبہ اسلامیہ
مکتبہ ابن قیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جملہ حقوق محفوظ ہیں

کتاب .... فتاویٰ اصحاب الحدیث
جلد .... اول جلد دوم
تالیف .... فضیلۃ الشیخ ابو محمد حافظ عبدالستار الحماد
ناشر .... محمد سرور عاصم
کمپوزنگ/ڈیزائننگ .... مکتبہ اسلامیہ پرنٹرز
اشاعت .... جنوری 2006ء
قیمت ....

ملنے کا پتہ

مکتبہ اسلامیہ

لاہور بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار فون: 042-7244973
فیصل آباد بیرون امین پور بازار کوتوالی روڈ فون: 041-2631204

(1126A)

انتہائی معیوب ہے۔ سر ڈھانپ کر چلنا انسان کے پروقار اور معزز ہونے کی علامت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام حالات میں اپنے سر کو ڈھانپ کر رکھتے تھے، صرف حج کے موقع پر اسے کھلا رکھنے کی نہ صرف اجازت ہے بلکہ ضروری ہے ایسا کرنا حج کے شعائر سے ہے۔ اس پر قیاس کر کے ننگے سر نماز پڑھنے کی عادت بنالینا اچھا نہیں ہے۔ چنانچہ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنے ایک رسالہ میں روایت لائے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک غلام کو دیکھا کہ وہ ننگے سر نماز پڑھ رہا تھا تو آپ نے اس سے پوچھا کہ اگر تمہیں لوگوں کے پاس جانا ہو تو اسی حالت میں چلے جاؤ گے؟ غلام نے جواب دیا نہیں تب آپ نے فرمایا کہ پھر اللہ اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ اس کے سامنے آنے کیلئے خوبصورتی اور آرائش اختیار کی جائے۔ (حجاب المراۃ ولباسہا فی الصلوۃ)

علامہ البانی رحمہ اللہ اس روایت کے متعلق لکھتے ہیں، کہ جن الفاظ کیساتھ مصنف نے اس حدیث کو نقل کیا ہے وہ جملے کسی کتاب میں نہیں مل سکے۔ ممکن ہے کہ ننگے سر کا ذکر جو مصنف نے اس حدیث میں کیا ہے اس کا وجود کسی ایسی کتاب میں ہو جو مجھے نہیں مل سکی۔ (حاشیہ حجاب المراۃ) (فتاویٰ اصحاب الحدیث: ج ١ ص ١٣٦، ١٣٧)

ننگے سر نماز شیخ البانی کی نگاہ میں:۔ علامہ البانی رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں کہ میرے خیال کے مطابق بلاوجہ ننگے سر نماز پڑھنا ناپسندیدہ حرکت ہے کیوں کہ یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ ایک مسلمان کو نماز کی ادائیگی کیلئے اسلامی شکل وصورت اختیار کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ اس کیلئے زینت اختیار کی جائے،

(سنن بیہقی: ج ٢، ص ٢٣٦ بحوالہ فتاویٰ اصحاب الحدیث: ج ١، ص ١٣٧)

ننگے سر نماز اچھی عادت نہیں:۔ ہمارے اسلاف کی نظر میں ننگے سر رہنا، اسی حالت میں بازاروں، گلی کوچوں میں گھومتے پھرنا پھر اسی طرح عبادت کے مقامات میں چلے آنا کوئی اچھی عادت نہیں ہے بلکہ درحقیقت یہ مغربی تہذیب کے برگ وبار ہیں۔ جو ہمارے متعدد اسلامی ممالک میں گھس آئے ہیں۔ جب مغربی تہذیب کے سلسلہ علمبردار اسلامی ممالک میں آئے تو اپنی عادات وخصائل بھی ساتھ لائے، ان کی دیکھا دیکھی ناپختہ کار مسلمان بھی آنکھیں بند کر کے ان کی تقلید کرنے لگے، اس طرح مسلمانوں نے اپنے اسلامی تشخص کو مجروح کر ڈالا ہے۔ (تمام المنہ: ص ٦٢ بحوالہ فتاویٰ اصحاب الحدیث: ج ١ ص ١٣٧)

عام نماز میں ننگے سر کا کوئی ثبوت نہیں:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قطعی طور پر یہ ثابت نہیں ہے کہ آپ نے حالت احرام کے علاوہ ننگے سر نماز ادا کی ہو۔ اس سلسلہ میں جو احادیث پیش کی جاتی ہیں وہ اپنے مفہوم میں صریح نہیں ہیں اگر ایسا ہوتا تو کتب حدیث وسیرت میں اس کا ضرور تذکرہ ہوتا۔ جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج وعمرہ کے علاوہ ننگے سر نماز ادا کی ہے وہ دلیل پیش کرے۔

ان دلائل وحقائق کے پیش نظر صورل مسئولہ میں پگڑی، رومال یا ٹوپی سے سر ڈھانپ کر نماز ادا کرنا سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب معلوم ہوتا ہے۔ نیز اس طرح اسلامی شکل وصورت میں نماز کی ادائیگی اللہ کے ہاں زیادہ اجر وثواب کا باعث ہوسکتی ہے۔

(واللہ اعلم بالصواب) (فتاویٰ اصحاب الحدیث: ج ١، ص ١٣٨، ١٣٧)

نام کتاب:۔ فتاویٰ اصحاب الحدیث (جلد دوم)...... تالیف:۔ فضیلۃ الشیخ ابومحمد حافظ عبدالستار الحماد

ناشر:۔ مکتبہ اسلامیہ: بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور

بیسمنٹ اٹلس بینک بالمقابل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد

فقہاء اسلاف ہمارے محسنین:۔ کوفہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے تربیت پانے والے بزرگ حضرات منصب افتاء پر فائز تھے، ان میں حضرت علقمہ اور قاضی شریح رحمہما اللہ نے شہرت دوام حاصل کی ان کے بعد یہ سلسلہ ابراہیم نخعی پھر حماد

کے ذریعے حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور انکے تلامذہ نے جاری رکھا۔

بصرہ میں حسن بصری، ابن سیرین، قتادہ اور معمر بن راشد رحمہما اللہ نے یہ فریضہ سرانجام دیا، شام میں ابوادریس خولانی پھر امام مکحول ان کے بعد امام اوزاعی اور ان کے تلامذہ نے یہ منصب سنبھالا، مصر میں یزید بن ابی حبیب اور ان کے بعد امام لیث بن سعد نے لوگوں کو فیض یاب کیا، ان کے علاوہ بغداد اور دیگر شہروں میں بہت سے علما لوگوں کو فتویٰ دیتے رہے ان میں امام عبداللہ بن مبارک، امام احمد، امام اسحاق بن راہویہ، امام ابوثور اور امام ابن جریر طبری جیسے اساطین علم زیادہ مشہور ہوئے، ان تمام حضرات نے یہ منہج اختیار کیا کہ کتاب وسنت کے مطابق فتویٰ دیتے تھے پھر کتاب وسنت کو سمجھنے کیلئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فہم کا اعتبار کرتے تھے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی علوم نبوت کے حقیقی وارث تھے۔ (فتاویٰ اصحاب الحدیث: ج ۲، ص ۳۵)

مبتدی سالکین کے وساوس میں آسان علاج:۔ سوال:۔ میرے دل میں اللہ تعالیٰ اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی کتاب کے متعلق بہت برے برے خیالات آتے ہیں نماز وروزہ میں پابندی کرتی ہوں لیکن یہ برے خیالات میرا پیچھا نہیں چھوڑتے، اس سلسلے میں بہت پریشان ہوں، ان سے نجات کے لئے کوئی نسخہ تحریر کریں؟

جواب:۔ شیطان کا یہ ایک حربہ ہے کہ وہ برے خیالات کے ذریعے اہل ایمان پر حملہ کرتا ہے، قرآن پاک نے اس کے طریقہ واردات سے ہمیں بایں الفاظ آگاہ کیا ہے: وہ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا رہتا ہے۔ (۱۱۴/الناس: ۵)

ان وساوس سے شیطان کا مقصد یہ ہے کہ وہ اہل ایمان کے عقیدے کو خراب کردے اور انہیں نفسیاتی اور فکری اضطراب میں مبتلا کردے، یہ سلسلہ قیامت تک چلتا رہے گا، صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی اس طرح کی باتوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا لیکن وہ ایسے خیالات کے مقابلہ میں استقامت اور عمل کے پہاڑ ثابت ہوئے، جیسا کہ حدیث میں ہے کہ کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم اپنے دلوں میں کچھ ایسی باتیں پاتے ہیں کہ انہیں زبان پر لانا بھی ہمارے لیے بہت گراں ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: کیا تم اس چیز کو پاتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں آپ نے فرمایا: یہی تو خالص اور صحیح ایمان ہے۔ (صحیح مسلم، الایمان: ۳۲)

اس کا مطلب یہ ہے کہ چور اور ڈاکو اس گھر میں حملہ آور ہوتے ہیں جہاں خزانہ ہوتا ہے اسی طرح شیطان بھی اس ڈاکہ زنی کے لیے ایسے دلوں کا انتخاب کرتا ہے جہاں دولت ایمان ہوتی ہے اس لیے وسوسوں سے ڈرنے والا انسان بہت ہی نصیب والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا علاج بھی تجویز کیا ہے، جیسا کہ درج ذیل حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کسی کے پاس شیطان آکر کہتا ہے کہ مخلوق کو اس انداز سے کس نے پیدا کیا حتی کہ وہ وسوسہ اندازی کرتا ہے کہ تیرے رب کو کس نے پیدا کیا؟ جب معاملہ یہاں تک پہنچ جائے تو تو اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگے اور آگے بڑھنے سے رک جائے۔ (صحیح بخاری، بداء الخلق: ۳۲۷۶)

اس کے علاج کیلئے حسب ذیل چیزوں کو عمل میں لایا جائے۔ ''اعوذ باللہ'' پڑھ کر ان خیالات کو جھٹک دیا جائے اور ضبط سے کام لیا جائے۔

☆ ایسے حالات میں اپنے آپ کو اللہ کی عبادت اور اس کے ذکر اور فکر آخرت میں مصروف کرلیا جائے۔

☆ اللہ تعالیٰ سے دلجمعی کے ساتھ دعا کی جائے کہ وہ اپنے فضل وکرم سے ہمیں اپنی پناہ میں رکھے۔ بہر حال ایسے خیالات کا آنا خالص ایمان کی علامت ہے اور اس کا علاج یہ ہے کہ ایسے خیالات کو ترک کرکے اللہ کی پناہ میں آجائے اور خود کو اللہ کی عبادت میں مصروف کردے۔ (واللہ اعلم) (فتاویٰ اصحاب الحدیث: ج ۲، ص ۵۵، ۵۶)

ولی اللہ بننے کیلئے ان اوقات میں ضرور دعا کریں:۔ جن اوقات میں دعا قبول ہوتی ہے ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

☆ رات کے آخری حصہ میں کیونکہ اس وقت بندہ اپنے رب کے بہت قریب ہوتا ہے۔

☆اذان اور اقامت کے درمیان بھی دعا قبول ہوتی ہے۔(صحیح ابن خزیمہ، صح ۱،۲۲۲)

☆سجدہ کی حالت میں بھی بندہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتا ہے اور دعا قبول ہوتی ہے۔(صحیح مسلم،صلوۃ المسافرین:۵۷۷ا)

☆فرض نماز سے فراغت کے بعد قبولیت کا وقت ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی۔(مسند امام احمد: ج۲ص۲۴)

☆بارش کے نزول اور مرغ کے اذان دیتے وقت۔(ترمذی، الدعوات:۳۴۵۹)

☆اذان اور معرکہ حق و باطل کے وقت بھی دعا مسترد نہیں ہوتی۔(ابوداؤد، الجہاد:۱۴۱۱)

☆عرفہ کے دن اور قدر کی رات بھی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعائیں قبول کرتے ہیں۔(مسند امام احمد: ج۱ص۴۱۹،)

جن شخصیات کی دعا کو مسترد نہیں جاتا ان میں سے مظلوم، مسافر، والد، حج اور عمرہ کرنیوالا، غازی اور کسی کے لئے غائبانہ دعا کرنے والے سرفہرست ہیں۔ اختصار کے پیش نظر ان کے حوالہ جات ذکر نہیں کئے گئے۔(واللہ اعلم)(فتاویٰ اصحاب الحدیث: ج۲،ص۱۸۳)

باکمال خاتون کو ہاتف غیبی کا کلام:۔ ۹۷ھ میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے بیٹے حسن فوت ہوئے تھے تو ان کی بیوی نے ایک سال تک ان کی قبر پر خیمہ لگائے رکھا جب خیمہ اکھاڑ دیا گیا تو ہاتف غیبی سے آواز آئی، کیا اپنی گم شدہ چیز کو انہوں نے حاصل کرلیا۔ پھر جواب میں ایک اور آواز سنائی دی، حاصل کیا ہونا تھا بلکہ مایوس ہو کر واپس چلے گئے ہیں۔

(صحیح بخاری، الجنائز، تعلیقات باب نمبر۶۱ بحوالہ فتاویٰ اصحاب الحدیث: ج۲،ص۱۹۵)

"اولئك هم الرشدون"

نام کتاب:۔مقالات راشدیہ

ازقلم: محدث العصر فضیلۃ الشیخ ابوالقاسم سید محمد محبّ اللہ شاہ الراشدی رحمہ اللہ

تقریظ:۔سید قاسم شاہ راشدی حفظہ اللہ......تقدیم:۔ پروفیسر مولا بخش محمدی حفظہ اللہ

اعداد:۔الشیخ افتخار احمد تاج الدین الازہری حفظہ للہ......ناشر:۔نعمانی کتب خانہ: حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

راشدی قادری خاندان کے عظیم بزرگ کا تعارف

نام ونسب:۔ محبّ اللہ کے والد گرامی کا نام احسان اللہ دادا کا نام رشداللہ اور کنیت ابوالقاسم ہے، ابتداء میں شاہ صاحب نے اپنی کنیت ابوالروح اللہ رکھی تھی جو برائے اختصار ابوالروح لکھا کرتے تھے، روح اللہ شاہ صاحب کے بڑے بیٹے تھے جو تیرہ چودہ سال کی عمر میں کار حادثہ میں فوت ہوگئے تھے۔ آپ کا نسب نامہ کچھ اس طرح ہے:

محبّ اللہ بن احسان اللہ شاہ بن رشداللہ شاہ بن رشیدالدین شاہ بن محمد یاسین شاہ بن محمد راشد شاہ بن سید محمد بقا شاہ رحمہم اللہ۔

جھنڈے والے کہلانے کی وجہ: سید محمد راشد شاہ صاحب رحمہ اللہ کے بہت سے بیٹے تھے لیکن سب میں جو دو بڑے تھے ایک سید محمد یاسین شاہ رحمہ اللہ اور دوسرے سید صبغت اللہ شاہ رحمہ اللہ، سید محمد راشد شاہ رحمہ اللہ کے پاس ایک جھنڈا تھا کہا جاتا ہے کہ یہ جھنڈا افغانستان کے بادشاہ نے انہیں دیا تھا پھر یہ جھنڈا انہوں نے اپنے چھوٹے بیٹے سید محمد یاسین شاہ رحمہ اللہ کو دے دیا اور ان کی دستار بندی (پگڑی) سید صبغت اللہ شاہ رحمہ اللہ کے پاس رہی، اسطرح سید صبغت اللہ شاہ رحمہ اللہ اور ان کی اولاد پگاڑا کہلائے۔ اور سید محمد یاسین شاہ رحمہ اللہ اور ان کی اولاد جھنڈے والے کہلائے۔

پیدائش: شاہ صاحب رحمہ اللہ کی پیدائش ۲۹ محرم ۱۳۴۰ ہجری بمطابق ۱۲ اکتوبر ۱۹۲۱ عیسوی گوٹھ پیر جھنڈا ضلع حیدر آباد میں ہوئی۔ آپ کا نام محبّ اللہ آپ کے جدامجد سید رشد اللہ شاہ رحمہ اللہ نے تجویز کیا تھا۔ (مقالات راشدیہ، محبّ اللہ شاہ راشدی: ج ۱ ص ۱۸)

مرشد کریم پر لگائے گئے الزامات کا دفاع:۔ " بسم الله الرحمن الرحيم ، الحمد لله وحده والصلوٰة والسلام على من لا نبي بعده ، اما بعد " یہ بندہ حقیر پر تقصیر محبّ شاہ بن سید احسان اللہ شاہ تمام معتقدین کی خدمت میں عرض دار ہے کہ تقریباً تین چار سال پہلے ایک دوست کی طرف سے مجھے ایک رسالہ بنام (فیصلہ آسمانی معرفت عارف ربانی پیر آف جھنڈا) موصول ہوا اور اس دوست کا تقاضا تھا کہ اس کو جواب دیا جائے، مگر دانستہ کچھ لیت ولعل میں گزر گیا۔ کیونکہ اس رسالہ میں بالکل صاف وصریح بہتان ہمارے مرشد (پیر سید رشد الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ صاحب العلم الثالث یہ حضرت محدث العصر علامہ سید محبّ اللہ شاہ صاحب راشدی رحمہ اللہ اور شیخ العرب والعجم سید بدیع الدین شاہ صاحب راشدی رحمہ اللہ کے والد گرامی علامہ سید احسان اللہ شاہ صاحب راشدی کے دادا لگتے تھے۔ از وضاحت محشی) پیر سائیں بیعت والے کے اوپر لگایا گیا۔ اس لیے کچھ وقت یہ خیال کیا کہ افتراء اور غلط بیانی قادیانیت کی امتیازی خصوصیت ہے جن کی ہمیشہ عادت رہی ہے کہ اہل اللہ پر جھوٹ باندھ کر اپنا الوسیدھا کیا جائے۔ حتیٰ کہ انبیاء علیہم السلام سے بھی گریز نہیں کیا۔ اس لیے ان کے افتراء کا جواب دینے میں سوائے تضیع اوقات کے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ علاوہ ازیں یہی بہتان سولہ، سترہ سال قبل قادیانیت کی طرف سے شائع ہوا تھا اور اس کا جواب بروقت والد ماجد اور مرشد کریم حضرت پیر سائیں احسان اللہ شاہ صاحب العلم الخامس رحمہ اللہ کی طرف سے رسالہ توحید جنوری ۱۹۳۵ء بمطابق شوال ۱۳۵۳ ہجری کے نمبر میں شائع ہوا۔ آج بھی کتنے لوگوں کے پاس یہ رسالہ موجود ہے اس میں دیکھا جاسکتا ہے کہ ہمارے والد کی طرف سے جواب دیا گیا ہے یا نہیں ہم بھی انشاء اللہ یہ سارا مضمون اس رسالہ کے آخر میں نقل کریں گے۔ خیر اس جواب باصواب کے شائع ہونے کے بعد پھر سولہ سترہ سال کے طویل عرصہ بعد قادیانیت نے پھر چھرا ظاہر کیا ہے اور پھر وہی جھوٹ دنیا کے آگے پیش کر رہے ہیں اور دیدہ دانستہ سادہ لوگوں کی آنکھوں میں مٹی ڈال رہے ہیں۔ ع چه دلاور است دزدی که بکف چراغ دارد

شاید ان کا یہ خیال کہ ان کی بدتمیزی کی قلعی کھولنے والا اب کوئی نہیں ہے مگر قادیانی دجال کذب بیانوں کی قلعی کھولنے والوں کی کمی نہ کبھی کسی زمانے میں ہوئی ہے نہ بفضل خدا اس دنیا کی آخری گھڑی تک ہوگی۔

ہر دور میں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر جان دینے والے اور ان کے مخالف دجالوں کذابوں کے مکر اور خداع کے قلعی کھولنے والے ہوتے ہیں اور ہمیشہ بفضلہٖ تعالیٰ ہوتے رہیں گے۔

مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ اس بہتان کا جواب تو ہمارے مرشد کی طرف سے دیا گیا تھا لیکن کافی عرصہ گزرنے کے سبب کئی دوستوں کو یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ اس صریح بہتان کا کوئی جواب دیا گیا ہے اس لیے کئی لوگ غلط فہمی میں مبتلا ہو رہے ہیں۔

اور ایک دوست نے تو مجھے خود یہ لکھا ہے کہ کیوں نہ ہم پیر سائیں مرحوم کے استخارہ کو صحیح سمجھیں (جو کہ قادیانی گروہ نے ذکر کیا ہے) اور اکثر دوستوں کا یہ جواب رہا کہ اس کا ازسرنو جواب دیا جائے تا کہ عوام میں جو غلط فہمی پھیل رہی ہے اس کو ختم کیا جائے۔ اس لیے یہ بندہ حقیر پر تقصیر قلیل البضاعتہ اپنے مالک حقیقی جل شانہ پر بھروسہ کر کے قلم ہاتھ میں لیتا ہے اور قادیانیت کے بہتان کی قلعی کھولنے کے لئے یہ رسالہ شروع کر رہا ہے۔ (مقالات راشدیہ، محبّ اللہ شاہ راشدی: ج ۱ ص ۳۸، ۳۹)

پیر بیعت والے اور ان کے مریدین:۔ قادیانی دجال کا کفر اور اس کے پیروکاروں کا اسلام سے خارج ہونا اظہر من الشّمس ہے اس تمہید کے بعد میں اصل بات کی طرف متوجہ ہوتا ہوں جس کی وجہ سے یہ کتاب لکھنا شروع کی ہے کہ اس رسالہ فیصلہ آسمانی (مؤلفہ غلام احمد نرخ) میں جو کچھ ہمارے جدامجد کریم اور پیر بیعت والے کے متعلق لکھا ہے وہ بالکل سفید جھوٹ ہے، ہمارے پاس پیر سائیں مرحوم کے ملفوظات اور انکے فرزند رشید پیر خلافت والے مرحوم کے ملفوظات بھی موجود ہیں اور ان کی دیگر کئی کتب موجود ہیں لیکن کسی میں بھی ایسی کوئی

بات موجود نہیں ہے اور ابھی تک پیر سائیں کے کئی مریدین اور معتقدین موجود ہیں لیکن کسی سے بھی ایسی کوئی بات معلوم نہ ہوسکی مذکورہ بالا مفتری صاحب کے رسالہ سے ایک یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ ایک دفعہ پیر صاحب مرحوم نے عصا ہاتھ میں پکڑ کر حاضرین مجلس کو با آواز بلند فرمایا کہ میں حضرت مرزا صاحب کو اپنے دعویٰ میں سچا سمجھتا ہوں، وغیرہ کیا یہ بات عقل سلیم کا مالک قبول کرنے کیلئے تیار ہوگا کہ اتنی بھری مجلس میں پیر سائیں بیعت والے جیسا مرد مجاہد جس کے معتقدین بے شمار ہیں اور آج بھی ان کا نام سن کر رو دیتے ہیں ایسی بات کہیں کہ اس کا علم سوائے نام نہاد عبداللہ عرب اور عبداللطیف کے علاوہ کسی کو نہ ہو؟ کیونکہ اگر واقعتاً انہوں نے یہ بات کہی ہوتی تو اور کوئی نہ سہی جو اس وقت حاضرین مجلس تھے وہ تو غلام احمد کے معتقد بن جاتے بلکہ اس رسالہ پر افتراء میں ان کے فرزند پیر سائیں خلافت والے کا موجود ہونا بھی مذکور ہے اور اس میں یہ بھی مذکور ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہمارے والد صاحب نے تصدیق کی ہے تو ہمیں بھی انکار نہیں؟ پھر کیوں نہیں پیر سائیں خلافت والے غلام احمد کے معتقد بنے؟ آخر اتنا سکوت کیوں؟ کہ ایسی کوئی بات نہ ان کے فرزند رشید پیر سائیں خلافت والے سے منقول ہے بلکہ ان سے تو ایک ایسی بات منقول ہے جو قادیانی کے دجال وکذاب ہونے پر دال ہے جیسا کہ ہم وہ بات حضرت مرشد کریم پیر سائیں احسان اللہ شاہ المعروف پیر سائیں سنت والے علیہ الرحمہ کا جواب نقل کرتے وقت ذکر کریں گے جو رسالہ توحید میں شائع ہو چکا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ پیر سائیں بیعت والے کے ہاں ایک بڑی جماعت رہتی تھی اور ان کے ساتھ انکے مرید قاضی ومولوی فتح محمد نظامانی مرحوم بھی رہتے تھے اور انکے فرزند رشید حضرت پیر سائیں خلافت والے علیہ الرحمہ جو علم میں اپنی مثال آپ تھے پھر ان پر یہ بات کیونکر واضح نہ ہوئی؟ یہ کیا بات ہوئی کہ پیر سائیں مرحوم نے قادیانی دجال کی تصدیق کی اور پیر سائیں خلافت والے خاموش رہے اور ان کی تصدیق پر اپنی تصدیق ثبت کر دی جبکہ ملفوظات پیر سائیں بیعت والے میں یہ بھی تو ہے کہ شہد میں چوہا مرا پڑا تھا، پیر سائیں بیعت والے نے فقہی روایت کے مطابق اسے ابلوا کر پینا شروع کر دیا مگر ان کے فرزند سائیں خلافت والوں نے آ کر کہا کہ یہ شہد پاک نہیں پھر پیر سائیں بیعت والوں نے تحقیق کر کے وہ شہد انڈیلوا دیا یہ پورا قصہ ملفوظات میں مذکور ہے پھر جب شہد جیسی بات پر خاموش نہ ہوئے پھر اس اتنی بڑی بات پر کیسے خاموش ہوئے اور خاموش بھی ایسے ہوئے کہ اس بارے میں کوئی بھی بات چیت نہ ہوئی، نہایت ہی عجیب بات ہے۔ ٹھیک ہے جب پیر سائیں مرحوم نے مرزا کو مسیح موعود سمجھ لیا تھا اور اس کی تصدیق کی تھی تو پھر آپ کیوں نہیں اس کی طرف محو سفر ہوئے یا کم از کم اپنے فرزندوں میں سے کسی کو اس کی طرف بھیجتے یا اپنی جماعت کو باقاعدہ اس کی اتباع کا امر وتاکید کرتے۔ افسوس! قادیانی دجال کذاب کے متبعین کا حال کتنا ہی عجیب ہے کہ وہ مرزا غلام احمد دجال وکذاب کو سچا ثابت کرنے کی خاطر کتنی ہی غلط بیانی سے کام لیتے ہیں اور کتنی ہی کذب بیانی کرتے ہیں۔ ''فلعنة الله على الكاذبين'' میں دوبارہ تاکید کے ساتھ یہ بات کہتا ہوں کہ اگر پیر سائیں مرحوم نے یہ بات کہی ہوتی تو ضرور آپ بنفس نفیس یا اپنے فرزندوں میں سے کسی کو مرزا غلام احمد کی طرف بھیجتے اور جماعت کو بھی تاکید کرتے جب یہ بات ہے ہی نہیں بلکہ صرف نام نہاد عبداللہ عرب اور عبداللطیف کے علاوہ اور کسی کا نام ہی نہیں لیا جاتا جس سے یہ بات واضح اور روشن ہے کہ یہ بات سراسر جھوٹی ہے اور اس میں ذرہ برابر صداقت نہیں۔

اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ پیر سائیں رحمہ اللہ نے یہ بات فرمائی تھی تو پھر آپ نے اپنی جماعت کو مرزا کی اتباع کا امر کیوں نہیں فرمایا اور نہ ہی اپنے فرزندوں میں سے کسی کو بھیجا اور نہ ہی ان کے فرزند رشید پیر سائیں خلافت والوں سے (سجادہ نشینی کے وقت) ایسی کوئی بات منقول ہے بلکہ جو منقول ہے وہ اس کے سراسر برعکس ہے جو آگے ذکر کیا جائے گا تو پھر کہا جائے گا کہ پیر سائیں کو دوبارہ جلد ہی معلوم ہو چکا تھا کہ پہلا کشف صحیح نہ تھا اور صحیح بات یہ ہی ہے کہ مرزا دجال کذاب اور دائرہ اسلام سے خارج ہے اس لیے جلد ہی آپ نے پہلی بات سے رجوع کر لیا اور جماعت کو بھی امر نہ فرمایا اور نہ ہی اپنے فرزندوں میں سے کسی کو اس کی طرف بھیجا آپ خود بھی اس کی طرف محو سفر نہ ہوئے ورنہ اس بات کا صادر ہونا پیر سائیں مرحوم جیسے اہل اللہ اور عالم ربانی سے بالکل بعید ہے کہ ایک بات کو صحیح سمجھیں اور اس پر عمل نہ کریں اور نہ ہی اپنی جماعت کو اس بارے میں کوئی امر فرمائیں۔ جو لکھا گیا وہ علی سبیل التنزل تھا ورنہ میں اپنے رب کو شاہد بنا کر کہتا ہوں کہ پیر سائیں رحمہ اللہ نے یہ بات قطعاً نہیں فرمائی بلکہ یہ بات

ان کی ذات اقدس پر بالکل صاف اور صریح بہتان ہے۔(مقالات راشدیہ،محبّ اللہ شاہ راشدی: ج۱ص،۴۶،۴۷)

تبلیغی خدمات شاہ راشدی رحمہ اللہ کی نگاہ میں:۔ اس وقت تبلیغی جماعت پاکستان کے علاوہ فارن کنٹریز، یورپ، امریکہ، افریقہ وغیرہا ممالک میں تبلیغی خدمات انجام دے رہی ہے اور ان کی بے لوث خدمات اور اخلاص کی وجہ سے ہزاروں مسلمان صحیح طور پر مسلمان ہو چکے ہیں اور مختلف ممالک کیلئے مسلمانوں کی جماعتیں ہمارے پاکستان میں آئی ہیں جن کو آنکھوں سے دیکھا ہے کہ وہ عقیدہ وعملاً مسلمان ہو گئے ہیں اور گو اس سے پیشتر انہوں نے کبھی اپنی پیشانی اللہ کے حضور زمیں پر نہیں رکھی تھی لیکن اب وہ پکے نمازی بن گئے ہیں اور اسی طرح نماز پڑھتے ہیں جس طرح اور سب مسلمان پڑھتے ہیں، کیا یہ سب کچھ تصاویر کا کرشمہ ہے؟ نہیں ہرگز نہیں بلکہ تصویر کشی تو ان کے ہاں قطعی طور ناجائز ہے گو ہم مسلمانوں کی دوسری جماعتوں کو دیکھتے ہیں کہ ان کے اجتماعات میں ان کے علماء وغیرہم کی تصاویر لی جاتی ہیں اور وہ خاموش رہتے ہیں لیکن تبلیغی جماعت کے کسی اجتماع میں فوٹوگرافر کی شکل بھی دیکھنے میں نہیں آتی اور نتیجہ یہ ہے کہ ہزاروں مسلمان صحیح طور پر نمازی بن رہے ہیں اور بحمد اللہ جماعت میں روز بروز ترقی ہوتی رہتی ہے۔ جب یہ امثلہ ہمارے سامنے موجود ہیں تو اب آخر ایسی کونسی ضرورت لاحق ہوئی ہے کہ اب نماز کی تعلیم کیلئے ہم ایسے کام کی طرف رجوع کریں جو اسلامی شریعت میں حرام ہے۔(مقالات راشدیہ،محبّ اللہ شاہ راشدی: ج۱ص۱۵۵)

مرشد باکمال مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ کا مقام:۔ معزز حضرات! قبل اس کے کہ میں اس تلاوت کردہ آیت کریمہ کے متعلق کچھ گزارش کروں یہ عرض کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ یہ پہلا موقع ہے کہ بندہ حقیر پر تقصیر کو اس عظیم الشان اجماع کو خطاب کرنیکا شرف حاصل ہو رہا ہے، سچ مانیے کہ میں اس جلیل الشان کانفرنس (جس کی مسند صدارت کو مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ جیسی چوٹی کی ممتاز ہستیاں زینت بخش چکی ہوں اور جس کی کرسی صدارت کو شرف عطا کرنے کیلئے اس وقت بھی بحمد اللہ تعالیٰ بہت سی شخصیتیں موجود ہوں) کی صدارت کرنے کی اہلیت نہیں رکھتا اور یہ کسر نفسی نہیں ہے بلکہ امر واقع ہے۔(مقالات راشدیہ،محبّ اللہ شاہ راشدی: ج۱ص۱۷۰)

ابدال کون ہیں:۔ امام احمد سے پوچھا گیا کہ ''ابدال'' کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا اگر وہ اہل حدیث نہیں ہیں تو پھر مجھے پتہ نہیں کہ وہ کون ہیں؟(مقالات راشدیہ،محبّ اللہ شاہ راشدی: ج۱ص۲۸۶)

سوال:۔ فرض نمازوں کے بعد اجتماعی، انفرادی دعا کرنا سنت سے ثابت ہے یا بدعت ہے؟

جواب:۔ الجواب بعون الوهاب۔ جامع ترمذی میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کونسی دعا زیادہ سنی جاتی ہے (مقبول ہوتی ہے) آپ ﷺ نے فرمایا رات کا آخری حصہ اور فرائض (پانچویں وقتوں کی نمازوں) کے پیچھے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے اس سے معلوم ہوا کہ فرض نمازوں کے بعد بھی دعا کی قبولیت کا زیادہ امکان ہوتا ہے اور دعا بغیر ہاتھ اٹھائے بھی کی جاسکتی ہے، اور ہاتھ اٹھا کر بھی کی جاسکتی ہے کیونکہ دعاء میں ہاتھوں کے اٹھانے کا ذکر بہت سی احادیث قولیہ وفعلیہ میں وارد ہے اور ہاتھ اٹھانا دعاء کے خاص آداب میں سے ہے۔

سنن الکبریٰ للامام البیهقی: ۲/۱۳۳ میں ایک حدیث ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وهذ الدعاء فرفع يديه حذو منكبيه'' الخ

یعنی آپ ﷺ نے اپنے کندھوں کے برابر اپنے ہاتھ مبارک اٹھائے اور فرمایا کہ یہ ہے دعا یعنی دعاء اس طرح مانگنی چاہیے کہ ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھانا چاہیے۔

معلوم ہوا کہ دعا میں ہاتھ اٹھانا دعا کے آداب میں سے ہے۔ اسی طرح صحیح ابن حبان وغیرہ میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے جب میرا بندہ دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے تو مجھے حیاء آتی ہے کہ میں اس کے ہاتھوں کو خالی لوٹاؤں۔ بہرحال ہاتھ اٹھانا دعاء کے آداب میں سے ہے اور وہ مندوب ومستحب ہے اور چند وقائع بھی احادیث صحیحہ میں

مروی ہیں کہ نبی کریم ﷺ دعاء میں ہاتھ اٹھائے اور صحیح مسلم میں صلوۃ الخوف کے بعد بھی ہاتھ اٹھانے مذکور ہیں۔

جب دعاء میں ہاتھ اٹھانے مسنون و مستحب ہیں تو فرض نماز کے بعد اگر کوئی دعا کرنا چاہے تو وہ کیوں ہاتھ نہ اٹھائے حالانکہ ترمذی والی حدیث سے معلوم ہوا ہے کہ فرض نماز کے بعد بھی دعاء کی قبولیت کا زیادہ موقع ہے۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے تو ابن ابی شیبہ کا حوالہ دے کر لکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نماز فجر کے بعد دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ یہ روایت ابن ابی شیبہ کے مصنف میں تو دیکھنے میں نہیں آئی ہوسکتا ہے کہ ان کے ''المسند'' میں ہو لیکن وہ اس وقت ہمارے پاس نہیں۔

بہر حال مذکورہ قولیہ احادیث سے تو اتنا ثابت ہوگیا کہ نماز فرض کے بعد دعا کے لئے ہاتھ اٹھانے مستحب ہیں لہٰذا انفراداً تو دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا جائز ہوا باقی رہا اجتماعی طور پر صحیح بخاری میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جمعہ کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے کہ ایک آدمی آیا اور قحط سالی کا شکوہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک دعاء کے لئے اٹھائے اور لوگوں نے بھی اپنے ہاتھ اٹھائے۔ الخ

اس حدیث میں یہ نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو کہا کہ تم بھی ہاتھ اٹھاؤ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اٹھاتے ہی انہوں نے بھی ہاتھ اٹھالیے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول تھا کہ جب آپ ﷺ دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے تو وہ بھی ساتھ ہی اپنے ہاتھوں کو اٹھالیتے تھے۔

اس حدیث میں گو فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا کرنے کا بیان نہیں لیکن اس سے فی الجملہ اجتماعی دعا کرنا اظہر من الشّمس ہے۔

ایک حدیث بھی ملاحظہ فرمائیے جو قولی ہے۔ یہ روایت امام حاکم رحمہ اللہ نے اپنے مستدرک ۳/۳۴۷ میں وارد کی ہے۔ اس میں یہ ہے کہ حضرت حبیب بن مسلمہ الفہیر ی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے:

''لا يجتمع ملا فيدعو بعضهم ويؤمن البعض الا اجابهم الله''یعنی کوئی جماعت بھی ایک جگہ جمع ہو کر دعا کرے ایک ان میں سے دعاء مانگے اور دوسرے اس پر آمین کہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی دعاء کو شرف قبولیت بخشتا ہے۔

اس حدیث کی سند حسن ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے مستدرک کی تلخیص میں اس روایت کو بحال رکھا اس پر کوئی جرح نہ فرمائی اس کے سب راوۃ ثقہ وصدوق ہیں۔ ابن لہیعہ میں کلام ہے لیکن جب ان سے عبداللہ بن المبارک، ابوعبدالرحمٰن المقر ی جیسے تلامذہ روایت کریں تو وہ مقبول ہوتی ہے یہاں بھی ان سے ابوعبدالرحمان المقر ی (عبداللہ بن یزید) راوی ہے لہذا یہ روایت ان کی صحیح ہے۔

ابن لہیعہ مدلس بھی ہے لیکن اس روایت میں انہوں نے ''حدثنی'' کہہ کر سماع کی صراحت کردی لہذا یہ روایت قوی وجید ہے اسی لیے حافظ ذہبی بھی اس پر خاموش رہے۔ واللہ اعلم۔

اس حدیث سے اجتماعی طور پر دعاء کرنا مندوب معلوم ہوتا ہے اور حدیث میں ''ملا'' کا لفظ ہے جس سے ہر جماعت مراد لی جاسکتی ہے خواہ وہ نماز فرض کی جماعت ہو یا علم وتبلیغ کیلئے اجتماع ہو یا کسی جلسہ کا اجتماع ہو یا فوجی جماعت ہو یا ان سب کو یہ لفظ شامل ہے کیونکہ جو لفظ عام ہو اس کو بلا قرینہ یا بلا خاص دلیل کے کسی ایک فرد کے ساتھ مخصوص نہیں کیا جاسکتا اور چونکہ ایسی دلیل نہیں جس سے معلوم ہو کہ فرض نماز کی جماعت اس سے مستثنیٰ ہے لہذا یہ بھی اس میں یعنی اس لفظ کے عموم میں شامل رہے گا۔ اور کسی حدیث میں اب تک یہ دیکھنے میں نہیں آیا کہ آپ ﷺ نے فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے سے منع فرمایا خود کبھی فرض نماز کے بعد دعا کے لئے ہاتھ نہیں اٹھائے۔ یعنی نہ یہ وارد ہے (جتنا کچھ اب تک معلوم ہوا ہے) کہ آپ نے فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھائے اور نہ یہ ہے کہ نہیں اٹھائے اور عدم ذکر عدم وجود کو مستلزم نہیں ہے۔

نتیجہ یہ ہوا کہ فرض نماز کے بعد اجتماعی طور پر دعا کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قولی حدیث کے بموجب مندوب و مستحسن ہے اور اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ ہاتھ اٹھانا احادیث کی رو سے دعا کے آداب میں سے ہے اور مستحسن ومندوب ہے۔ بہر حال ان دلائل سے راقم الحروف کے

نزدیک فرض نماز کے بعد اجتماعی طور پر دعا کرنا جائز ہے۔ بلکہ اس کو مندوب بھی کہہ سکتے ہیں البتہ اس کو نماز کے لوازمات سے سمجھنا یہ تصور کر لینا کہ اس کے سوا نماز پوری ہی نہیں ہوتی یا جو اس طرح دعا نہ کرے بلکہ اٹھ کر چلا جائے اس کو برا بھلا کہنا یا اس پر طعن و تشنیع کرنا یہ نا جائز ہے اگر ایسا تصور کر لیا جائے تو یہ بدعت ہوگی اور نا جائز ہوگی۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری رحمہ اللہ نے ''تحفتہ الاحوذی شرح الترمذی'' میں بھی تقریباً اسی طرح لکھا ہے یعنی اگر اس کو نماز کے لوازمات میں سے تصور نہ کیا جائے اور نہ کرنے والے پر نکیر بھی نہ ہو تو یہ انشاء اللہ جائز ہے۔ ''ھذا ما عندنا والعلم عند اللہ''

(مقالات راشدیہ، محبّ اللہ شاہ راشدی: ج۱، ص۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶)

''اولئك هم الرشدون''

نام کتاب:۔ مقالات راشدیہ جلد (دوم)

از قلم: شیخ العرب والعجم فضیلۃ الشیخ ابو محمد بدیع الدین شاہ الراشدی رحمہ اللہ

تقدیم:۔ محقق اہلحدیث فضیلۃ الشیخ ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ

اعداد:۔ الشیخ افتخار احمد تاج الدین الازھری حفظہ للہ...... ناشر:۔ نعمانی کتب خانہ: حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

سیدی و مرشدی شیخ العرب والعجم: بعض محدثین کرام اور ائمہ عظام کے تراجم میں ان کی دینی خدمات، اخلاص وللّٰہیت کی بنا پر ہم دیکھتے ہیں کہ انہیں ''آیۃ من آیات اللہ'' یا کانہ خلق للحدیث ''یا خلق لھذا'' جیسے اوصاف سے متصف کیا گیا ہے۔ ماضی قریب جو حضرات ان اوصاف سے متصف معلوم ہوئے ان میں ایک سیدی و مرشدی شیخ العرب والعجم سید بدیع الدین الراشدی نور اللہ مرقدہ وجعل الجنۃ مثواہ ہیں۔ (کتبہ ارشاد الحق اثری۔ مقالات راشدیہ ابو محمد بدیع الدین شاہ الراشدی: جلد۲، ص۱۶)

مرشدی فضیلۃ الشیخ: مولانا افتخار احمد صاحب کو حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ سے شرف تلمذ حاصل ہے ان کی تصانیف کے قدردان اور خوشہ چین ہیں وہ چاہتے ہیں کہ حضرت شاہ صاحب کی یہ تصانیف محفوظ ہو جائیں اور قدردانوں کے ہاتھوں ہاتھ پہنچ جائیں۔ وہ اس سے پہلے جامعہ بحر العلوم السّلفیہ کے سہ ماہی ترجمان مجلّہ بحر العلوم کا ایک ضخیم نمبر حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کی خدمات جلیلہ کے حوالے سے شائع کر نیکی سعادت حاصل کر چکے ہیں جو سات سو سے زائد صفحات پر مشتمل ہے اسی طرح حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کے برادر اکبر سیدی و مرشدی فضیلۃ الشیخ محبّ اللہ الراشدی نور اللہ مرقدہ کے علمی مقالات کا ایک مجموعہ ''مقالات راشدیہ'' کے نام سے بھی شائع کر چکے ہیں جو ان کے ۲۷ مقالات پر مشتمل ہے۔ خادم العلم والعلماء ارشاد الحق اثری (۱۳ رجب المرجب ۱۴۳۲ ہجری، ۱۶ جون ۲۰۱۱ء) (مقالات راشدیہ ابو محمد بدیع الدین شاہ الراشدی: جلد۲، ص۱۷، ۱۸)

رب کعبہ کی قسم آپ ولی اللہ تھے:۔ محقق العصر جناب الشیخ زبیر علی زئی صاحب حفظہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی مجھ سے رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان کھڑا کر کے اس شخص کے بارہ میں رائے لے تو، میں قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ اللہ کی قسم! میں نے اس شخص (شاہ صاحب) سے بڑھ کر زیادہ علم والا کوئی نہیں دیکھا۔

رب کعبہ کی قسم! آپ (شیخ بدیع الدین شاہ رحمہ اللہ) روئے زمین پر ایک چلتے پھرتے اللہ کے ولی تھے آپ مستجاب الدعوات تھے۔ دعاؤں کا طالب: حافظ ثناء اللہ تبسم (بیرانی) فاضل جامعہ بحر العلوم السّلفیہ ۵/۷/۲۰۱۱ (مقالات راشدیہ ابو محمد بدیع الدین شاہ الراشدی: جلد۲، ص۲۶)

سلسلہ نقشبندیہ کے خاص برگزیدہ بزرگ:۔ مرزا مظہر جان جاناں رحمہ اللہ جو سلسلہ نقشبندیہ کے پیشوا مانے جاتے ہیں اور فرقے بھی ان کو مانتے ہیں جو ۱۱۹۵ ہجری میں فوت ہوئے ان کے بارے میں نواب صدیق حسن صاحب ابجد العلوم ،ص:۹۰۰ میں لکھتے ہیں کہ:

''وكان يرى الاشارة بالمسبحة ويضع يمينه على شماله تحت صدره ويقوى قراءة الفاتحة خلف الامام عام وفاته''

نماز میں بیٹھتے وقت انگلی اٹھا کر اشارہ کرتے تھے اور سینے سے نیچے یعنی اس کے قریب ہاتھ باندھتے تھے اور اپنی وفات والے سال فاتحہ خلف الامام پڑھنے کو قوی کہتے تھے۔

اور اس طرح علامہ سید شریف عبدالحیٔ الحسینی حنفی نے نزہۃ الخواطر:۵۲/۶ میں بھی ذکر کیا ہے۔

(مقالات راشدیہ ابو محمد بدیع الدین شاہ الراشدی: ج۲،ص۱۰۷)

بیعت اصلاح وتربیت پر مستند روایت:۔ عن عبادة بن الصامت رضى الله عنه وكان شهدا بدرا وهوا احد النقباء ليلة العقبة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال وحوله عصابة من اصحابه با يعوني على ان لاتشركوا بالله شيئا ولا تسرقوا ولا تزنوا ولا تقتلوا اولادكم ولا تاتوا ببهتان تفترونه بين ايدكم وارجلكم ولا تعصوا في معروف فمن وفى منكم فاجره على الله ومن اصاب من ذلك شيئا فعوقب في الدنيا فهو كفارة له ومن ذلك شياء ثم ستره الله فهو الى الله ان شاء عفا عنه وان شاء عاقبه فبا يعناه على ذالك " (اخرجه البخاري بحواله في صحيحه كتاب الايمان باب (بغیر ترجمۃ) رقم:۱۸)
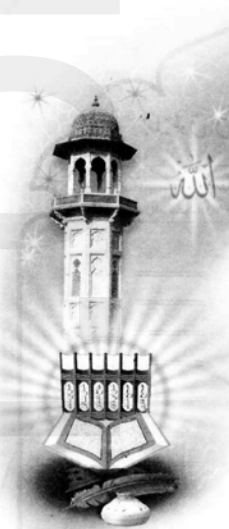
سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت موجود تھی کہ میں تم سے ان باتوں پر بیعت لیتا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اور چوری مت کرو اور زنا بھی نہ کرو اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا اور اپنی طرف سے کسی پر تہمت نہ لگاؤ اور نیکی کے کام میں میری نافرمانی نہ کرنا پھر جو بھی ان شرطوں کو پورا کرے گا اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے اور جو کوئی ان میں خطا کرے گا تو اگر وہ دنیا میں سزا پائے گا وہ اس کا کفارہ ہو جائے گی اور اس کو پاک کردے گی اور اگر اللہ تعالیٰ اس کی سزا چھپالے تو اب آخرت میں اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے چاہے اس کو عذاب کرے چاہے معاف کردے صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان باتوں پر بیعت کرلی۔

عورتوں سے بیعت لینے کا بیان:۔ '' باب مبايعة الامام النساء على ذالك '' عن عبدالله بن عمرو قال جاءت اميمة بنت رقيقة الى رسول الله ﷺ تبايعة على الاسلام فقال ابايعك على ان لا تشركي بالله شيئا ولا تسرقي ولا تزني ولا تقتلي ولدك ولا تاتي ببهتان تفتريه بين يديك ورجلك ولا تنوحي ولا تبرحي تبرج الجاهلية الاولى)(رواہ الطبرانی)

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اسلام پر بیعت کرنے کیلئے حاضر ہوئیں آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ میں تجھ سے اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ تو (۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا (۲) اور چوری نہ کرنا (۳) زنا بھی مت کرنا (۴) اور اپنی اولاد کو بھی قتل نہ کرنا (۵) اور بہتان نہ باندھنا (۶) اور نوحہ بھی نہ کرنا (۷) اور پہلے زمانہ جاہلیت کی طرح زینت مت کرو۔

" وعن سلمى بنت قيس احدى خالات رسول الله صلى الله عليه وسلم قد صلت معه القبلتين و كانت احدى نساء بني عدى بن النجار قالت جئت رسول الله صلى الله عليه وسلم فبايعته في نسوة من الانصار فلما شرط علينا ان لا نشرك بالله شيئا ولا نسرق ولا نزني ولا نقتل اولادنا ولا ناتي ببهتان نفتريه بين ايدينا وارجلناولا نعصيه في معروف قال قال ولا تغششن ازوا جكن قالت فبا يعناه ثم انصرفنا فقلت لامراة منهن ارجعي فاسالي رسول الله صلى الله عليه وسلم ما غش ازواجنا قالت فسالته فقال تاخذ ماله فتحابي به غيره "(اخرجه احمد في المسند:۳۷۹/۶ ۴۲۲۔وابويعلى في

فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ

جلد اول

كِتَابُ الْعَقَائِد

تالیف

شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی

(فاضل مدینہ یونیورسٹی)

جمع، ترتیب و تبویب

الشیخ حافظ عبد الشکور مدنی بن حافظ علم الدین

(فاضل مدینہ یونیورسٹی)

تقدیم

ڈاکٹر حافظ عبد الرشید اظہر حفظہ اللہ

تحقیق و تخریج

الاخ الکریم مولانا عابد الٰہی

DAR-UL-IRSHAD

214۔ بی سبزہ زار سکیم لاہور۔ پاکستان

فون 042-8402365-042-7845274

جملہ حقوق بحق مرتب و ناشر محفوظ ہیں

اس کتاب کے مقدمات اور دیگر مواد میں سے کسی چیز کو کسی بھی شکل میں شائع کرنے کی اجازت نہ ہوگی بصورت دیگر قانونی چارہ جوئی کا حق رکھتے ہیں

نام کتاب	فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ
مؤلف	شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی
مرتب	حافظ عبد الشکور مدنی (فاضل مدینہ یونیورسٹی)
تحقیق و تخریج	مولانا عابد الٰہی
کمپوزنگ	عبد القدوس (0300-8027663)
ناشر	"دارالارشاد" لاہور
ایڈریس	214/B سبزہ زار سکیم لاہور فون = 7845274۔
موبائل	0333-4481597

ملنے کے پتے

1۔ مکتبہ دارالسلام اردو بازار لاہور
2۔ مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور
3۔ نعمانی کتب خانہ اردو بازار لاہور
4۔ فاروقی کتب خانہ، اردو بازار لاہور
5۔ محمدی کیسٹ ہاؤس اردو بازار لاہور
6۔ فاران اکیڈمی اردو بازار لاہور
7۔ اسلامی اکادمی اردو بازار لاہور
8۔ مکتبہ سلفیہ شیش محل روڈ لاہور
9۔ فیض اللہ اکیڈمی اردو بازار لاہور
10۔ مکتبہ اہلحدیث کورٹ روڈ کراچی

تذکرہ

حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ

شاہد فاروق ناگی

خوبصورت اور معیاری مطبوعات

کتاب و سنت
کی
نشر و اشاعت
کے لیے
کوشاں

اس کتاب کے
جملہ حقوق اشاعت محفوظ ہیں

اہتمام طباعت
ابوبکر قدوسی

اشاعت ـــــ ۲۰۱۲ء

مکتبہ قدوسیہ
رحمان مارکیٹ • غزنی سٹریٹ • اردو بازار • لاہور پاکستان

قدوسیہ اسلامک پریس
Tel: +92-42-37351124,37230585
maktaba_quddusia@yahoo.com

مسند ہ:۵/۳۰۰ رقم: ۲۰۶۵۷۔ والطبرانی فی الکبیر:۲۴/۲۹۶، رقم: ۷۵۱)

سلمیٰ بنت قیس رضی اللہ عنہا روایت بیان کرتی ہیں کہ میں کچھ انصاری عورتوں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کرنے کیلئے حاضر ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لیے یہ شروط رکھیں کہ (۱) ہم شرک نہ کریں گی۔ (۲) چوری بھی نہیں کریں گی۔ (۳) اور زنا بھی نہیں کریں گی۔ (۴) اور اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی۔ (۵) اور اپنی طرف سے کسی پر بہتان نہیں باندھیں گی۔ (۶) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بھی نیکی اور اچھائی کے کام میں نافرمانی نہیں کریں گی۔ (۷) اور ہم اپنے شوہروں سے خیانت بھی نہیں کریں گی۔ انہوں (سلمیٰ رضی اللہ عنہا) نے کہا ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان باتوں پر بیعت کر لی پھر جب ہم واپس ہونے لگے اس وقت میں نے ایک انصاری عورت سے کہا آپ جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں کہ شوہروں سے خیانت کا کیا مطلب ہے اس نے جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ نے فرمایا (شوہروں سے خیانت کرنے کا مطلب یہ ہے) کہ کوئی عورت مال اپنے شوہر کا استعمال کرے اور حقیقی محبت کسی دوسرے سے کرے)۔ (مقالات راشدیہ ابومحمد بدیع الدین شاہ الراشدی: ج ۲ ص ۴۳۴، ۴۳۶)

فاسلوا اهل الذكران كنتم لا تعلمون (القرآن)

نام کتاب:۔ فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ جلد (اوّل) کتاب العقائد...... تالیف:۔ شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی حفظہ اللہ
جمع، ترتیب وتبویب:۔ الشیخ حافظ عبدالشکور مدنی بن حافظ علم الدین عفا اللہ عنہما (فاضل مدینہ یونیورسٹی)

ائمہ پر لعن طعن اہل علم کی شان نہیں:۔ صحیح بخاری میں ہے "عن عمرو بن العاص رضی الله عنه انه سمع رسول اللهﷺ يقول اذا حكم الحاكم فا جتهد ثم اصاب فله اجران واذا حكم فاجتهد ثم اخطأ فله أجرٌ" (رواه البخاری برقم ۷۳۵۲)

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرمار ہے تھے جب حاکم فیصلہ کرنے کیلئے اجتہاد کرے اور پھر وہ درست فیصلہ کرے تو اس کیلئے دو اجر ہیں جب حکم دے اجتہاد کرے اور غلطی کرے تو اس کیلئے ایک اجر ہے۔

اس صورت حال میں اجتہادی خطا کی وجہ سے ائمہ فقہ پر لعن طعن کی کسی مفتی و مجتہد کی شایان شان نہیں۔ (فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ ج ۱ ص ۱۶۷)

نواب صاحب کے عظیم کارنامے:۔ گزشتہ دو صدیوں کے دوران برصغیر پاک و ہند میں جن اساطین علم نے حدیث رسول اللہ ﷺ کی نشر و اشاعت اور عمل بالحدیث کی تدریس و ترویج میں بھرپور اور تاریخی کردار ادا کیا اور مسلک محدثین کو کما حقہ متعارف کرایا ان میں میاں صاحب شیخ الکل فی الکل استاذ العرب والعجم سید نذیر حسین محدث دھلوی رحمہ اللہ اور الکتاب والسنہ والہ جاہ نواب سید محمد صدیق الحسن خاں بھوپالی قنوجی رحمہ اللہ کے اسماء گرامی سرفہرست ہیں۔

اول الذکر نے تعلیم و تدریس اور تربیت کے ذریعے، ثانی الذکر نے تصنیف و تالیف اور نشر و توزیع کے ذریعے تاریخ اہل حدیث میں ان مٹ نقوش ثبت کئے ہیں، دنیا بھر کی کوئی لائبریری حضرت النواب رحمہ اللہ کی تالیفات سے خالی نہیں ہوگی۔ (فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ ج ۱ ص ۱۷۳)

شیخ الاسلام کے مشفق اساتذہ کرام:۔ آپ رحمہ اللہ امرتسر میں اٹھارہویں صدی کے اواخر میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۴۷ء میں تقسیم کے دوران ہجرت کر کے پاکستان تشریف لائے، ۱۳۶۷ ہجری بمطابق ۱۹۴۸ء کو سرگودھا میں وفات پائی۔ آپ مولانا محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ کے تربیت یافتہ اور استاذ پنجاب حافظ عبدالمنان محدث وزیرآبادی رحمہ اللہ کے تلمیذ خاص تھے۔ دارالعلوم دیوبند میں مولانا محمود الحسن رحمہ اللہ دیوبندی سے، مدرسہ فیض عام کانپور میں مولانا احمد حسن رحمہ اللہ سے درس حدیث لیا اور سند فراغت حاصل کی، میاں نذیر حسین محدث دہلوی سے بھی انہیں سند و اجازت حدیث حاصل تھی۔ (فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ ج ۱ ص ۱۷۵)

غلاف کعبہ سلف صالحین کا مستحسن عمل:۔ سوال: بخدمت مدیر "الاعتصام"، ومفتی "الاعتصام"، سلام مسنون!

روزنامہ ''جنگ'' لاہور کی ۱۲ مئی کی اشاعت میں ہی خبر نظروں سے گزری کہ ''گورنر مکہ'' نے خانہ کعبہ کو غسل دیا اور ہزاروں عبادت گزاروں نے اس روح پرور منظر کو دیکھا نیز غلام کعبہ ۱۹ مئی کو تبدیل ہوگا۔ ایک غلاف کی تیاری پر ۷ ملین ریال کا خرچہ آیا ہے۔ غلاف کی تیاری مکہ مکرمہ میں قائم خصوصی کارخانے میں ہوئی ہے۔ (جنگ لاہور ۱۲ مئی ۱۹۹۴ء)

سوال یہ ہے کہ یہ غسل وغلاف کعبہ اور اس پر اتنا کثیر خرچ، کیا حدیث وسنت سے ثابت ہے؟ یا کہ یہ ایک تاریخی قسم کی رسم ہے جسے نبھایا جا رہا ہے؟ جب کہ اتنے خرچہ سے کئی غریب مسلمان ممالک اور بے شمار غریب اہل اسلام کی معاونت وکفالت ہوسکتی ہے نیز دیگر معاملات میں جب اسراف سے اجتناب اور سادگی اور کفایت شعاری کا درس دیا جاتا ہے تو غلاف کعبہ کے سلسلہ میں اس پر عمل کیوں نہیں کیا جاتا؟

علاوہ ازیں کعبہ شریف اپنی عظمت کے باوجود جب پتھر سے تعمیر شدہ ہے تو اسے کپڑے پہنانے کی کیا ضرورت ہے؟ اور اس کا کیا فائدہ ہے؟ کیا اسے لباس وغلاف پہنانا غیر ضروری وبے مقصد نہیں؟

جواب: ۔ کعبہ کی تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ اغلب ادوار میں اس پر بہتر سے بہتر غلاف چڑھایا گیا اہل علم نے اس پر نکیر نہیں فرمائی۔ بالخصوص سلف صالحین جن کے افعال واقوال کو منارہ ہدایت سمجھا جاتا ہے بلکہ فعل ہذا کو بنظر استحسان دیکھ گیا، چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ، قاضی زین الدین عبدالباسط کے بارے میں فرماتے ہیں: '' فبالغ في تحسينها بحيث يعجز الواصف عن صفة حسنها جزاه الله على ذلك افضل المجازاة '' (فتح الباری ۳/۴۶۰) یعنی ''اس نے غلاف کی بے انتہاء تحسین وتزئین کی کہ بیان کرنیوالا اس کے بیان اور توصیف سے قاصر ہے۔ اللہ تعالیٰ اس عمل پر ان کو بہترین بدلہ سے نوازے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے انفاق ہذا اسراف تبذیر کے زمرہ میں داخل نہیں۔ کیونکہ اس پر بتواتر عملی اجازت موجود ہے اسی بنا پر اہل علم کہتے ہیں کہ دیگر مساجد کو کعبہ پر قیاس نہیں کیا جاسکتا اس عظیم خدمت کے علاوہ واضح ہو کہ موجودہ دور میں سعودی حکومت کی افضل ترین حسنات سے حرمین کی توسیع شاندار منصوبہ ہے جو تکمیل کی آخری مراحل میں ہے آل سعود کا یہ ایک عظیم کارنامہ ہے جس کی مثال پیش کرنے سے آج کی دنیا قاصر ہے، رب تعالیٰ نے انہیں زمینی خزانوں سے نوازا ہے تو اس کے پسندیدہ مقامات پر زائرین کے آرام کی خاطر اس دولت کو اس کی راہ میں لٹایا اور پانی کی طرح بہایا جا رہا ہے۔ ''رب زدفزد'' ہر زائر کی زبان سے بے ساختہ اس حکومت کیلئے دعائیں نکلتی ہیں ''یا رب اللعلمین'' اس موحد سرکار کو تادیر قائم رکھنا تا کہ تیری دین حق کی خدمت کرتی رہے۔ ''آمین یارب العلمین''

اسی طرح غسل کعبہ بھی عملی تواتر کی قبیل سے ہے بعض روایت میں تصریح موجود ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بتوں کو توڑنے اور تصویروں کو مٹانے کے بعد کعبہ کو غسل دینے کا حکم دیا تھا۔

ان النبي صلى الله عليه وسلم امر بغسل الكعبة بعد ما كسر الاصنام و طمس التصاوير '' (الطحاوی ۲۸۳/۴ شرح معانی الآثار) الحدیث (تاریخ الکعبۃ المعظمہ ص ۳۲۷، بحوالہ حسین عبداللہ باسلامہ۔ بخاری)

یاد رہے کہ کسوۃ کعبہ کے تیسرے باب میں کافی مواد ہے جو فی الجملہ مفید ہے۔ ملاحظہ ہو: (ص ۲۲۷۔۲۷۲) نیز غلاف صرف کعبہ کی احترام کی خاطر پہنایا جاتا ہے جو اسی کا خاصہ ہے۔ ترمذی میں حدیث ہے:

'' وسترتم بيوتكم كما تستر الكعبة '' (۲۷) ضعفه الالباني، الترمذي، ابواب صفة القيامة، رقم الباب (۳۵) ح (۲۴۷۶)) یعنی قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ تم اپنے گھروں کو ایسے ڈھانکو گے جیسے کعبہ ڈھانکا جاتا ہے۔

یہاں مزید عقلی توجیہات کی چنداں ضرورت نہیں کیونکہ مسلمان ہمیشہ احکام الٰہی کا پابند ہوتا ہے چاہے کسی شے کی مشروعیت اس کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔

حجر اسود کے بارے میں ایسی روایات موجود ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ جس نے اس کا برحق استلام کیا روز جزا اس کا گواہ بن کر آئے

گا۔ (صححه الحاكم والذهبي وابن خزيمة وابن حجر، الحاكم (۱/۴۵۷) (۱۶۸۰) وابن خزيمة (۴/۲۲۰، ۲۲۱) عن ابن عباس و عبدالله بن عمرو، فتح البارى (۳/۴۶۲) اگرچہ ان روایات میں سے کئی ایک متکلم فیہ ہیں لیکن مجموعی طور پر وہ قابل حجت ہیں۔ (فتح الباری (۳/۴۶۲)، باب ماذكر في الحجر الاسود) لیکن کعبہ کی بابت کوئی روایت نظر سے نہیں گزری جس میں اس بات کی تصریح ہو۔ ''والله الهادي للصواب''۔ (فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ جلد ۱، ص ۱۹۸، ۲۰۰)

ابراہیم علیہ السلام کے مبارک قدم کی تصدیق:۔سوال: مقام ابراہیم علیہ السلام پر پاؤں کے نشانات کیا واقعی ابراہیم علیہ السلام کے قدم کے ہیں؟

جواب: تاریخی اور تفسیری روایت میں اسی طرح مشہور ہے۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''وكانت آثار قدميه ظاهرة فيه ولم يزل هذا معروفا تعرفه العرب في جاهليتها'' (تفسیر ابن کثیر ۱/۱۱۸)

یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشانات پتھر میں نمایاں ہیں، ہمیشہ سے بات معروف ہے۔ عرب اپنے زمانہ جاہلیت میں بھی اس سے شناسا تھے۔ تفسیر قرطبی (۲/۱۱۳) میں بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اثبات نقل کیا ہے۔ مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: (فتح الباری: ۸/۱۶۹) شہرت اس بات کی متقاضی ہے کہ اس کا اصل ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ ج ا ص ۲۰۰، ۲۰۱)

جنات کی بیوی اور اولاد:۔ سوال: شیطان کی بیوی اور اولاد ہے یا نہیں؟

جواب: نصوص صحیحہ صریحہ اس بات پر دال ہیں کہ شیاطین اور جنات میں سلسلہ مناکحت اور توالد موجود ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے: ''فيهن قصرات الطرف لم يطمثهن انس قبلهم ولا جان'' (الرحمٰن: ۵۶)

ان میں نیچی نگاہ والی عورتیں ہیں جن کو اہل جنت سے پہلے نہ کسی انسان نے ہاتھ لگایا اور نہ کسی جن نے۔

زیرآیت امام بیضاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''وفيه دليل على ان الجن يطمثون'' (انوار التنزيل واسرار التاويل، جز ۴، ص ۱۷۹) یعنی اس میں دلیل ہے کہ جنات جماع کرتے ہیں۔ دوسرے مقام پر فرمایا: ''افتخذونه وذريته اولياء من دوني وهم لكم عدو'' (الكهف: ۵۰) کیا تم اس کو یعنی ابلیس کو اور اس کو اولاد کو میرے سوا دوست بناتے ہو حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں۔ اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابلیس کی ذریت بھی ہے۔ نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور ادعیہ میں سے یہ دعا ہے کہ:

''اللهم انى اعوذبك من الخبث والخبائث'' صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب مایقول عند الخلاء (۱۴۲)، والدعوات (۶۳۲۲) صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب مايقول اذا اراددخول الخلاء (۸۳۱)

شارح حدیث امام خطابی رحمہ اللہ نے اس کی تشریح وتوضیح یوں کی کہ لفظ ''الخبث'' خبيث کی جمع ہے۔ اور ''الخبائث'' خبيثة کی جمع ہے۔ ''يريد ذكران الشياطين واناثهم'' (تحفة لاحوذی: ۱/۴۴)

یعنی مقصود اس سے شیاطین کا نر اور مادہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ شیاطین میں ذکوریت اور انوثیت کی صفات موجود ہیں اور ان صفات کی موجودگی سابقہ دونوں چیزوں پر دال ہے۔ یعنی ان میں ازدواجی تعلق اور ولادت کا سلسلہ بھی موجود ہے مسئلہ ہذا میں اگرچہ بعض لوگوں نے انکار اور دیگر بعض نے تردید کا اظہار کیا ہے لیکن دلائل کے اعتبار سے ترجیح اسی مسلک کو ہے جس کی ہم نے وضاحت کردی ہے۔'' والله اعلم بالصواب، وعلمه اتم'' (فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ جلد ۱: کتاب العقائد: ص ۲۳۳، ۲۳۴)

جنات کا مختلف شکلوں میں تبدیل ہونا:۔سوال: کیا جن اپنی مرضی سے اپنی شکل تبدیل کر سکتے ہیں؟ تاکہ انسانوں کو نظر نہ آسکیں؟

جواب: جنات اجسام لطیفہ سے عبارت ہیں ان میں مختلف شکلیں اختیار کرنے کی قوت موجود ہے کتب احادیث میں متعدد واقعات اس بات کو مؤید ہیں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت صحیح البخاری، کتاب الوكالة باب اذا وكل رجلافترك

التوکیل شیئا)(۲۳۱۱)،(۳۲۷۵)حفظ زکوۃ رمضان کے تحت فرماتے ہیں:

''وانه قد یتصور ببعض الصور فتمکن رویته وان قوله تعالیٰ، انه یراکم هوو قبیله من حیث لاترونهم، مخصوص بما اذا کان علی صورته التی خلق علیها'' (فتح الباری۴/۴۸۹)

یعنی بعض دفعہ شیطان بعض صورتیں اختیار کر لیتا ہے جس سے اس کی رویت ممکن ہو جاتی ہے اور اللہ کا فرمان کہ وہ اور اس کے بھائی تم کو ایسی جگہ سے دیکھتے ہیں جہاں سے تم ان کو نہیں دیکھ سکتے۔ یہ اس صورت کے ساتھ مخصوص ہے جب وہ اپنی اصلی تخلیقی حالت میں ہو۔

اور صاحب تفسیر فتوحات الٰہیہ فرماتے ہیں:''ای اذا کانوا علی صورهم الا صلیة اما اذا تصوروا فی غیر ها فنزاهم کما وقع کثیراً''(۱۳۳/۲)

چند سطور بعد فرماتے ہیں:''فاجسادهم مثل الهواء نعلمه و نتحققه ولا نراه و هذا وجه عدم رویتنا لهم ووجه رویتهم لنا کثافة اجسادنا ووجه روية بعضهم بعضاً ان الله تعالیٰ قوّی شعاع ابصارهم جدا، حتی یری بعضهم بعضا ولو جعل فینا تلك القوة لر ایناهم ولکن لم یجعلها لنا''ایک دفعہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے شیطان کو بصورت ہاتھی دیکھا تھا اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے:''فاذا هو بدابة شبه الغلام المحتلم فقلت له: اجنبی ام انسی، قال: بل جنبی''

(فتح الباری،۴/۴۸۸،۴۸۹)اور صحیح مسلم میں بصورت سانپ بھی ذکر ہے۔(فتاوے ثنائیہ مدنیہ ج ا،ص ۲۳۵،۲۳۶)

فوت شدہ پر طعن علمائے حق کی شان نہیں:۔ ہفت روزہ''الاعتصام''لاہور جلد ۵۴(۱۷/ذیقعدہ ۱۴۲۲ھ)میں''احکام ومسائل''کے ضمن میں میرا ایک فتویٰ شائع ہوا جس میں ایک سائل کے جواب میں لکھا تھا کہ''خطبہ مسنونہ''میں''ونومن به ونتوکل علیه''کے الفاظ ثابت نہیں اور لفظ''اشهد''صرف واحد کے صیغے سے ثابت ہے، جمع (نشهد) نہیں اور لفظ''یضلل''کے ساتھ''ہ''ضمیر کا اضافہ ثابت نہیں۔

اس پر مکہ مکرمہ سے مولانا ابوالاشبال حفظہ اللہ نے تعاقب کیا کہ مذکورہ الفاظ، خطبہ مسنونہ میں ثابت ہیں فلاں فلاں کتابوں کی طرف رجوع کریں، میسر مراجع میں مجھے اطمینان بخش جواب دستیاب نہ ہو سکا۔ میرے اس جواب اور شکریئے پر غالباً انہیں اطمینان نہ ہوا جس کا اظہار انہوں نے اپنے ایک مضمون میں کیا۔ اس خط نما مضمون میں انہوں نے میرے علاوہ علامہ البانی رحمہ اللہ پر برہمی کا خاصا اظہار کیا، انہیں اور ان کے شاگردوں کو نابلد قرار دینے کی سعی کی جو کسی بھی اعتبار سے لائق اعتنا نہیں۔ کیونکہ مسائل کے سمجھنے اور بیان کرنے میں خطا وصواب دونوں کا احتمال ہوتا ہے اور کسی بھی شخص سے اختلاف رائے کی گنجائش بھی اسی لیے ہے۔ البتہ اس اختلاف کے باعث کسی فوت شدہ پر خواہ مخواہ طعن کرنا خلاف سنت اور علمائے حق کی شان کے منافی ہے۔(فتاوے ثنائیہ مدنیہ ج ا،ص ۳۰۸)

استخفاف اولیاء اہل علم کا شیوہ نہیں:۔ یہ بات ہماری سمجھ سے بعید ہے کہ ابوالاشبال صاحب کو البانی رحمہ اللہ سے اس قدر چڑ، عداوت اور نفرت کیوں ہے اہل علم کی یہ شان اور شیوا تو نہیں کہ کسی شخصیت کے اغلاط کی بنا پر اس کا استخفاف اور تنقیص کی جائے۔'' قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:''یحسب امری من الشران یحقر اخاه المسلم''(رواہ مسلم)(فتاوے ثنائیہ مدنیہ ج ا،ص ۳۸۴)

قارئین کرام! شیخ البانی رحمہ اللہ نے علم حدیث کے میدان میں بہت وسیع کام کیا ہے چنانچہ ان سے اوہام اور اغلاط کا سرزد ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں کیوں کہ مثل مشہور ہے''لکل جواد کبوة''جیسے ہماری زبان میں کہا جاتا ہے''گھوڑ سوار ہی گرتا ہے''یا دوسرے لفظوں میں تیرنے والا ہی ڈوبتا ہے۔(فتاوے ثنائیہ مدنیہ جلد ا: کتاب العقائد:ص ۳۸۸)

نام کندہ انگوٹھی کا استعمال:۔سوال: چاندی کی انگوٹھی کتنے وزن کی بنوانی چاہیے کیا اس پر اپنا نام کندہ کروایا جا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: قریباً چھ ماشے چاندی، کسی مصلحت کی بنا پر اگر اس میں نام وغیرہ لکھ دیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔(فتاوے ثنائیہ مدنیہ ج ا،ص ۵۵۹)

سوال: ہمارے گاؤں کا ایک آدمی جو بے اولاد ہے اس کی ماں نے اس کو شک میں ڈال دیا ہے کہ تجھ پر کسی نے جادو کیا ہے میں نے اس

کو بتایا ہے کہ جادو برحق ہے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی کسی نے جادو کر دیا تھا نبی علیہ السلام کو بذریعہ وحی مطلع کر دیا گیا تھا تو وہ کہنے لگا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تو بذریعہ وحی مطلع کر دیا گیا تھا تو کیا آج کل کے بزرگوں کو یا ولیوں کو بھی جادو کا پتہ چل جاتا ہے یا نہیں؟ کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے واقعات میں سے بھی کوئی واقعہ ایسا ملتا ہے یا نہیں جس میں ان کو جادو کا پتہ چل گیا ہو؟ اس کے پوچھنے کا مطلب یہ ہے کہ کیا کسی صحیح العقیدہ بزرگ وغیرہ کے پاس مذکورہ معاملہ کے بارے میں جانا چاہیے یا نہیں؟

جواب: جادو کا اثر برحق ہے اس سلسلہ میں ماہر عملیات پابند شریعت کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ تا کہ روحانی عمل سے اس کا اثر زائل ہو سکے اثر زدہ کو خود بھی چاہیے کہ معوذتین پڑھ کر اپنے کو دم کرے۔ آثار سے بعض دفعہ پتہ چل جاتا ہے کہ یہ مسحور ہے۔ جس طرح کہ ماہر طبیب بیماری کا کھوج لگا لیتا ہے، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے سلف سے بعض آثار ایسے نقل کئے ہیں ملاحظہ ہو: (فتح الباری: ۱۰/۲۳۴، باب ھل یستخرج السحر)۔ (فتاوے ثنائیہ مدنیہ جلدا: کتاب العقائد: ص ۵۷۸، ۵۷۹)

سوال: قرآنی آیات پڑھ کر پانی پر دم کرنا یا قرآنی آیات پلیٹ پر لکھ کر پینا یا قرآنی آیات لکھ کر تعویذ گلے میں ڈالنا مسنون ہے یا بدعت؟

جواب: دم میں پھونک مارنی جائز ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

''ان النبی صلی الله علیه وسلم کان ینفث فی الرقیة'' (مصنف ابن ابی شیبہ ۴۴۱۸) اسنادہ صحیح، ابن ابی شیبه (۴۴۱/۵)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم دم میں پھونک مارا کرتے تھے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں: دم میں پھونکنے سے مقصود اس رطوبت اور ہوا سے برکت کا حصول ہے جو ذکر کی معیت میں نکلتی ہے جس طرح لکھے ہوئے ذکر کے دھوون سے تبرک کیا جاتا ہے۔

نیز اس کا مقصد نیک شگون لینا بھی ہو سکتا ہے جس طرح کہ دم کرنیوالے سے سانس الگ ہو رہی ہے اس طرح مریض سے تکلیف اور مرض دور ہو جائے۔ (فتح الباری: ۱۰/۱۶۸)

اور صاحب ''تیسیر العزیز الحمید'' (ص: ۱۶۶) میں فرماتے ہیں: دم طب ربانی ہے پس جب مخلوق میں سے نیک لوگوں کی زبان سے دم کیا جائے تو اللہ کے حکم سے شفاء ہو جاتی ہے۔

اور علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: دم کرتے وقت پھونک مارنے سے منہ کی رطوبت، ہوا اور سانس سے مدد لی جاتی ہے جو ذکر دعاء اور مسنون دم کے ساتھ نکلتی ہے اس لئے کہ دم پڑھنے والے کے دل اور منہ سے نکلتا ہے پس جب یہ دم باطنی اجزاء میں سے رطوبت، ہوا اور سانس کے ساتھ مل جائے تو تاثیر کے لحاظ سے مکمل اور عمل کے لحاظ سے قوی ہو جاتا ہے اور ان کے مجموعے سے ایسی مجموعی کیفیت پیدا ہوتی ہے جیسا کہ مختلف دوائیوں کے باہم ملانے سے ہوتی ہے۔ (الطب النبوی صلی اللہ علیہ وسلم: ص ۱۴۰)

امام احمد رحمہ اللہ کے بیٹے کا کہنا ہے کہ میں نے اپنے والد کو مریضوں کیلئے تعویذ لکھتے دیکھا اپنے اہل خانہ اور اہل قرابت کو تعویذ لکھ دیتے اور عسر ولادت کی بناء پر عورت کو چاندی کے برتن یا لطیف چیز پر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی تعویذ لکھ دیتے۔ (مسائل امام احمد بن حنبل: ۳/۱۴۵) ابن عباس رضی اللہ عنہما کے تعویذ کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو (مصنف ابن ابی شیبہ: ۸، ۲۷) (فتاوے ثنائیہ مدنیہ جلدا، ص ۵۷۹، ۵۸۰)

سوال: قبروں پر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا کیسا ہے؟

جواب: قبرستان میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا جائز ہے۔ چنانچہ مسند احمد وغیرہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت بقیع میں تشریف لے گئے وہاں جا کر کھڑے ہو گئے اور آپ نے ہاتھ اٹھائے (اور دعا کی) پھر واپس چلے آئے۔ (موطا امام مالک)

نیز صحیح مسلم اور مسند احمد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک دوسرے قصے میں مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اہل بقیع کے پاس تشریف لے گئے اور وہاں تین مرتبہ ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ (صحیح مسلم)

نام کتاب:۔تذکرہ حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ

مصنف:۔شاہد فاروق ناگی......ناشر:۔مکتبہ قدوسیہ رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور (پاکستان)

سوانح صوفی صاحب کی برکت:۔ مولانا محمد اسحٰق بھٹی صاحب کی کتاب ''صوفی محمد عبداللہ'' شائع ہوئی مطالعہ کیا تو پھر دل میں تڑپ پیدا ہوئی کہ اس کام کو مکمل کرنا چاہیے۔غالباً ۷ ادسمبر ۲۰۰۹ کو محترم مولانا عارف جاوید محمدی صاحب (کویت) میرے گھر تشریف لائے تو فرمایا میں نے سنا ہے کہ آپ حضرت حافظ محمد گوندلوی صاحب کی سوانح ترتیب دے رہے ہیں تو میں نے ان سے سارے حالات بیان کیے انہوں نے فرمایا کہ ایسے کاموں کو ان چھوٹی چھوٹی باتوں پر ترک نہیں کرتے اور تاکید فرمائی کہ آپ اسے مکمل کریں پھر مولانا محمد اسحٰق بھٹی نے بھی خصوصی تاکید خصوصی فرمائی کہ آپ اس کام کو پورا کریں۔(شاہد فاروق ناگی۔ تذکرہ حافظ محمد گوندلوی:ص۲۲)

اسلاف بھلا دینا ہمارا جماعتی خسارہ......!: اپنے اسلاف کی تاریخ کو محفوظ رکھنا اور اس کا تذکرہ کرنا شاید ہمارے جماعتی مزاج کے خلاف ہو چکا ہے، یہ ہمارا بہت بڑا جماعتی خسارہ ہے جیسا کہ مولانا اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ لکھتے ہیں: زندہ اور با اصول اور منظّم و باقاعدہ جماعتیں اپنی ابتدائی تاریخ اور اولین ریکارڈ ہر قیمت پر محفوظ رکھتی ہیں اور اس کا چھوٹی سے چھوٹا حصہ بھی ضائع نہیں ہونے دیتیں۔

(ہفت اقلیم:ص۳۵ بحوالہ تذکرہ حافظ محمد گوندلوی:ص۲۳)

باکمال مرشد کی صحبت اور توجہات کا اثر:۔ سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ سے آپ کو خصوصی انس اور لگاؤ تھا اسی لئے آپ نے ان کی ایک ایک ادا کو اپنے اندر جذب کر لیا تھا اور ان کی محبت سے آخر دم تک سرشار رہے۔

حافظ صاحب فرمایا کرتے تھے کہ جو بھی آپ کی مجلس میں بیٹھ جاتا اس پر روحانیت اور توجہ الی اللہ کا خاص رنگ چڑھ جاتا اور اس کے دل و دماغ کی دنیا بدل جاتی اور اس کی عملی زندگی میں انقلاب آجاتا تھا، حافظ صاحب نے خود اپنا ایک واقعہ درس بخاری کے دوران بیان کیا کہ میں جب اکتساب فیض کیلئے حضرت امام عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا تو چند ہی دنوں میں مجھ پر امام صاحب کی روحانیت کے اثرات مرتب ہوئے میں حیران ہوا کہ یہ لوگ جو دیر سے یہاں موجود ہیں شدت تاثر سے تڑپ تڑپ کر ختم کیوں نہیں ہو گئے۔

(تذکرہ حافظ محمد گوندلوی:ص۴۱)

جامعہ سلفیہ کی بنیاد متصوف علماء کے ذریعے:۔ ۴ اپریل ۱۹۵۵ء کو جامعہ سلفیہ کی پہلی بنیادی اینٹ میر حکیم نور الدین رحمہ اللہ نے رکھی اس کے بعد صوفی محمد عبداللہ (ماموں کانجن والے) اور میاں محمد باقر (جھوک دادو) نے ایک ایک اینٹ رکھی۔(تذکرہ حافظ محمد گوندلوی:ص۶۷)

روحانی کیفیات کی بلندی:۔ حضرت امام گوندلوی رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے ذوق عبادت کی دولت سے خوب خوب نوازا تھا آپ کی روحانی کیفیت بہت بلند تھی، نماز کا وقت قریب آتا تو آپ بے چین ہو جاتے۔ ہمیشہ اذان سے کچھ پہلے مصلےٰ پر جا کر بیٹھ جاتے۔تکبیر اولیٰ کے کبھی فوت ہونیکا سوال ہی پیدا نہیں ہوا، جماعت ہمیشہ خود کراتے، جماعت سے فارغ ہو کر کافی دیر تک اوراد و وظائف میں مشغول رہتے آپ جماعت کے بعد نمازیوں کے ساتھ مل کر دعا کرنے سے عموماً پرہیز کرتے۔ البتہ دعوات مسنونہ کے بعد آپ کبھی کبھی ہاتھ اٹھا کر دعا فرماتے جس میں بعض نمازی جو اس وقت تک موجود ہوتے شریک ہو جاتے آپ ان کو روکتے نہیں تھے۔

تہجد کے آپ شروع سے ہی پابند تھے، جس میں باقاعدہ قرآن پاک کے کئی پارے روزانہ تلاوت فرماتے اور آپ کا یہ معمول آخر تک رہا رمضان کے مہینے میں یہ مقدار اور بھی بڑھا دیتے۔ حضرت کی وفات کے کچھ دن بعد موضع کھوکھر کی گوجراں والا کے ایک بزرگ اسماعیل صاحب نے مجھے بتایا کہ تقریباً ۱۹۴۰ء کا واقعہ ہے میں اپنے سسرال گوندلاں والا گیا، رمضان کا مہینہ تھا میں تراویح کیلئے حضرت حافظ صاحب کی مسجد میں چلا گیا آپ نے اس دن آٹھ رکعت میں دس پارے قرآن پاک پڑھا۔ میں نے حیران ہو کر لوگوں سے پوچھا کہ آج کیا بات ہے

حافظ صاحب نے اتنا قرآن پڑھا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ حضرت کا ہمیشہ کا معمول ہے آپ رمضان میں ہمیشہ دس قرآن پاک ختم کرتے ہیں اور لوگ پورے ذوق وشوق سے شریک ہوتے ہیں۔ (تذکرہ حافظ محمد گوندلوی: ص ٨٧)

باکمال ولی کے معمولات زندگی:۔ حضرت حافظ صاحب ایک یگانہ روزگار عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ ایک خلوص کیش، سراپا عجز وانکسار، زاہد ومتورع، عالم باعمل تھے۔ آپ نے زندگی بھر نماز باجماعت ادا فرمائی۔ آپ نے پوری زندگی سفر وحضر میں نماز تہجد ترک نہیں کی۔ تقریباً تہجد میں تین پارے تلاوت کرنا آپ کا معمول تھا۔ تہجد کی قرات آپ قدرے جہر سے ادا فرماتے۔ قرات کرتے وقت اس قدر خشوع اور گریہ ہوتا کہ خیر القرون کے مسلمانوں کی یادگار معلوم ہوتے۔ تہجد کی نماز سے فارغ ہو کر دعا اور استغفار میں مشغول رہتے قرآن کریم نے صحابہ کی شان ''و بالا سحارھم یستغفرون'' اور ''المستغفرین بالا سحار'' بیان فرمائی ہے۔ بعینہ حضرت حافظ صاحب اس کا نمونہ تھے تکبیر تحریمہ سے کبھی نہ رہے، نماز فجر پڑھ کر طلوع شمس کے بعد وقت کراہت کے اختتام تک مصلیٰ پر بیٹھے رہتے اور ضحیٰ کی نماز پڑھ کر مسجد سے نکلتے اور پھر گھر سے واپس آ کر اسباق پڑھاتے ہر مہینے باقاعدہ ایام بیض کے تین روزے رکھتے تھے، ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ طبیعت کی کمزوری کی بنا پر ایام بیض کے روزے چھوڑ دیئے تو بواسیر کی تکلیف ہوگئی۔ پھر خود ہی فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے روزے کی وجہ سے بیماری رکی ہوئی تھی۔ روزے چھوڑنے سے بیماری عود کر آئی آپ بکثرت ذکر اذکار میں رطب اللسان رہتے تھے۔ سفر وحضر میں مسلسل تلاوت جاری رکھتے۔ فجر کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان ۴۱ دفعہ سورہ فاتحہ پڑھتے۔ نماز فجر کے بعد ۱۱ دفعہ سورہ یٰسین، ۵۰۰ مرتبہ آیت الکرسی اور ہر نماز کے بعد دو دو دفعہ سورہ یٰسین اور سورہ مزمل پڑھتے۔ آپ نے بہت سے اذکار کو مختلف مصائب وحاجات میں مجرب وآزمودہ پایا تھا۔ ایام علالت سے قبل آپ بلا ناغہ خود نماز کی امامت فرماتے رہے، گوجرانوالہ میں قبرستان روڈ پر واقع ٹاہلی والی مسجد میں باقاعدگی سے نماز عصر ادا فرماتے۔ خواہ موسم کتنا ہی خراب ہوجاتا طوفان بادوباراں میں سے گزر کر آپ بالکل عین وقت پر مصلیٰ امامت پر تشریف فرما ہوتے۔ (تذکرہ حافظ محمد گوندلوی: ص ٨٩)

نام کتاب:۔ دو روشن ستارے

تالیف:۔ عبدالرشید عراقی:۔ ناشر:۔ نور اسلام اکیڈمی پوسٹ بکس 5166 ماڈل ٹاؤن لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض ناشر

برصغیر میں مجددین کی آمد:۔ دور حاضر کے بعض مفکرین نے اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے ضمن میں اللہ تعالیٰ کی جو عظیم تدبیر اور منصوبہ بندی ہے اس میں برعظیم پاک وہند کی کوئی خصوصی اور امتیازی حیثیت محسوس ہوتی ہے۔ اس لئے کہ واقعہ یہ ہے کہ اسلام کی تاریخ کے پہلے ہزار (الف اول) میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے لے کر شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تک تمام مجددین امت عالم عرب میں پیدا ہوئے لیکن دوسرے ہزار سال (الف ثانی) کا آغاز ہوتے ہی عالم اسلام کا علمی وروحانی مرکز ثقل عالم عرب سے جنوبی ایشیا میں منتقل ہوگیا اور اس کے بعد تقریباً سارے کے سارے مجددین امت برعظیم پاک وہند ہی میں پیدا ہوئے۔

باطل کے خلاف صوفیاء کا استقلال:۔ دسویں صدی ہجری ہی کے دوران ہندوستان میں مغلیہ سلطنت کی بنیاد پڑی جلال الدین اکبر 963ھ میں تخت نشین ہوا اور پورے نصف صدی تک ہندوستان کا بلاشرکت غیرے حکمران رہا۔ اپنے دور اقتدار میں اکبر نے یہ شوشہ چھوڑا کہ محمد عربی ﷺ جو دین لے کر آئے تھے وہ ایک ہزار سال کے لئے تھا لہذا دوسرے ہزار سال (الف ثانی) کے لئے امت مسلمہ کو ایک نئے دین کی ضرورت ہے۔ چنانچہ اپنے درباری علماء کے گٹھ جوڑ سے اس نے ایک نیا دین ''دین اکبری'' تیار کیا اور اسے ہندوستان میں رائج

کرنا چاہا۔اس دور میں ہندوستان میں کئی اور فتنوں نے جنم لیا اور بہت سی خلاف اسلام تحریکوں نے سر اٹھایا۔

دسویں صدی کے دو محقق صوفیائے کرام:۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی حفاظت کیلئے ع توڑ دیتا ہے کوئی موسیٰ طلسم سامری! کے مصداق ایسے مردان اولوالعزم پیدا کیے،جن کی تجدیدی مساعی سے ''دین اکبری'' کا طلسم ٹوٹا اور اس دور کے دیگر فتنوں کا قلع قمع ہوا۔ چنانچہ اس دور میں ہمیں ہندوستان کے علمی و روحانی افق پر دو رنہایت روشن اور تابندہ ستارے جلوہ گر ہوتے نظر آتے ہیں جن کی ضوافشانیوں سے اس دور کے فتنوں اور خلاف اسلام تحریکوں کی پھیلائی ہوئی تاریکیاں چھٹتی چلی گئیں اور اسلام کے روئے منور پر وقتی طور پر پڑ جانے والے بدعات ورسومات کے پردے چاک ہوگئے۔ دسویں صدی ہجری کے یہ دو روشن ستارے شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہا اللہ تھے۔ان دونوں حضرات نے اپنے دائرہ کار میں شرک و بدعت اور باطل نظریات کے خلاف جہاد کیا اور صنم خانہ ہند میں قرآن وسنت کی تعلیمات کے فروغ اور علوم اسلامیہ کی ترقی وترویج کے لئے وہ گرانقدر خدمات انجام دیں جنہیں ملت اسلامیہ خصوصاً مسلمانان پاک وہند کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔

زیرِ نظر کتاب میں ملک عبدالرشید عراقی صاحب نے ان ہی دونوں عظیم شخصیات کی علمی و روحانی خدمات اور ان کے تجدیدی کارناموں کا مختصر مگر جامع انداز میں تذکرہ کیا ہے۔اس کتاب کی اشاعت یقیناً ایک سعادت ہے جو نور اسلام اکیڈمی کے حصے میں آئی ہے۔

(حافظ خالد محمود خضر......مدیر عمومی: نور اسلام اکیڈمی، لاہور)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقش آغاز

حضرت مجدد نقشبندی احیائے اسلام کا ذریعہ:۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ جن کو قدرت نے احیائے اسلام اور خلاف شریعت فتنوں کی سرکوبی اور ابطال کیلئے پیدا کیا،ان کی ذات محتاج تعارف نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس دور میں پیدا فرمایا جب کہ اس وقت کی حکومت خالص ملحدانہ تھی اور ملک میں دن بدن ایسے فتنے جنم لے رہے تھے جو مذہب اسلام کیلئے سم قاتل تھے۔ایسے میں حاملان دین اسلام عجیب کشمکش میں مبتلا تھے۔علمائے سوء کا حکومت میں کافی اثر ورسوخ تھا اور وہ اپنی دنیا کمانے کی خاطر مسلمانوں کو اس اسلام سے برگشتہ کررہے تھے جو پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ لائے تھے۔اور اس نئے دین کو اختیار کرنے کیلئے سادہ لوح مسلمانوں پر دباؤ ڈالا جارہا تھا جو اکبر جیسے ملحد بادشاہ نے دین الٰہی کے نام سے جاری کیا تھا۔

شیطانی فتنے اور باکمال صوفی کی استقامت:۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین اسلام کو بچانے کیلئے ان تیرہ وتاریک حالات میں ایک ایسے شخص کو پیدا فرمایا جس نے دین کی حفاظت وتجدید کی اور دوسری طرف شیطانی فتنوں، دجالی سازشوں اور حکومت کی طرف سے پھیلائی جانے والی شدید گمراہیوں سے مسلمانوں اور انکے دین کو بچایا اور بالآخر حکومت کا رخ درست کر دینے میں ان کو کامیابی وکامرانی نصیب ہوئی۔ یہ تھے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ، جو صحیح معنوں میں ''افضل الجهاد كلمة الحق عند سلطان جائر'' پر ساری زندگی کاربند رہے۔انہوں نے علی الاعلان دربار شاہی کی بدعات ومنکرات کے خلاف بغاوت کی اور اس کی سزا (قید) خوشی خوشی برداشت کی۔

مدرسہ اور خانقاہ کی باہمی آویزش:۔ اہل سنت جو شاہی اثر سے شیعیت میں جذب ہو رہے تھے ان کو دلائل کے زور اور اپنی دلی ہمت و قوت سے باہر نکالا۔عامیانہ تصوف جو سنت کے مسلک سے دور ہو گیا تھا اس کو جادہ شریعت کے قریب لائے اور شریعت وطریقت کی قلمی ولسانی جنگ جو پانچویں صدی ہجری کے شروع سے اب تک قائم تھی اس کو مصالحت سے بدل دیا۔اس طرح صوفیاء اور فقہاء کی چھ سو برس کی باہمی دست وگریبانی کا خاتمہ ہوا اور مدرسہ وخانقاہ کی باہمی آویزش انجام کو پہنچی۔آپ رحمہ اللہ نے علماء کو صحیح تصوف اور صوفیہ کو مسلک سنت سے آشنا کیا۔

خواجہ باقی باللہ کے مرید کا تجدیدی کارنامہ:۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کا سب سے بڑا تجدیدی کارنامہ خلاف شرع رسومات کا ابطال تھا ان رسومات میں سب سے بڑی رسم جو خلاف شرع تھی سجدۂ تعظیمی تھا۔ آپ رحمہ اللہ نے اس رسم کا ابطال کیا اور جہانگیر نے اس کو موقوف کر دیا اس کے علاوہ بدعات و منکرات اور شرکیہ رسومات کے قلع قمع میں آپ رحمہ اللہ نے جو کوششیں کیں تاریخ کا ایک طالب علم اس سے بخوبی واقف ہے۔

میں نے اس رسالہ میں حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے حالات زندگی اور ان کے تجدیدی و اصلاحی کارناموں پر مختصراً روشنی ڈالی ہے اور اس کے علاوہ ان کی تالیفات و رسائل کا بھی مختصراً تعارف کرایا ہے۔

اظہار تشکر:۔ میں جناب مولانا ابو عبدالرحمٰن شبیر بن نور اور حافظ خالد محمود خضر کا ممنون ہوں جن کے اہتمام سے یہ کتاب شائع ہو رہی ہے۔ (عبدالرشید عراقی)

حفاظت دین بذریعہ مجدد دین:۔ اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے دین کی حفاظت کا ذمہ لے کر اس کا ایک ظاہری انتظام اس عالم تکوین میں یہ تجویز کیا کہ ہر زمانہ اور ہر دور کی ضرورت کے مطابق ایسے لوگ آپ ﷺ کی امت میں پیدا ہوتے رہیں جو اس دین کی حفاظت و خدمت ہی کو اپنا وظیفہ حیات بنائیں۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ''انا اللہ عزوجل یبعث لھذہ الامة علی راس کل مائة سنة من یجدد لھا دینھا'' اللہ تعالیٰ اس امت کیلئے ہر صدی کے سر پر اپنے ایسے بندے پیدا کرے گا جو اس کے لئے اس کے دین کو نیا اور تازہ کرتے رہیں گے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ (م ۱۱۷۶) اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

یعنی رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد کہ میری یہ امت کبھی گمراہی پر متفق نہ ہوگی اور آپ ﷺ کا یہ ارشاد کہ اللہ تعالیٰ اس امت کیلئے ہر صدی کے سرے پر اپنے ایسے بندے پیدا کرتا رہے گا جو اس کیلئے اس کے دین کو تازہ کرتے اور نکھارتے رہیں گے۔

آنحضرت ﷺ کے ان ارشادات کی وضاحت اور تشریح آپ ﷺ کی اس حدیث سے ہوتی ہے جو (کتب حدیث میں) مروی ہے کہ میرے لائے ہوئے اس علم یعنی دین کی امانت کو ہر زمانے کے اچھے اور نیک بندے سنبھالیں گے۔ وہ غلو اور افراد کرنے والوں کی تحریفوں سے، کھوٹے سکے چلانے والوں کو ملمع کاریوں سے اور جاہلوں کی فاسد تاویلوں سے اس دین کی حفاظت کریں گے۔

صوفی نقشبندی کا تاریخ ساز کارنامہ:۔ اللہ تعالیٰ نے ہر زمانہ میں ایک اپنے کسی نہ کسی بندے سے کوئی بڑا تجدیدی کام لیا ہے اور اس کے ذریعہ دین کے بہت سے شعبوں کی تجدید کرائی ہے۔ کبھی کسی سے اس سے کم درجہ میں دین کے کسی خاص شعبہ میں تجدیدی کام لیا ہے اور یہ فرق ایسا ہے جو انبیائے کرام کے کاموں اور درجوں میں بھی رہا ہے۔ از روئے الفاظ قرآنی: ''تلك الرسول فضلنا بعضھم علی بعض'' (البقرۃ:۲۵۳)

چنانچہ اس امت کے ابتدائی دور میں اللہ تعالیٰ نے اپنے جن بندوں سے تجدیدی نوعیت کی خدمات لیں ان میں خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ (م ۱۰۱ھ) کا کارنامہ بہت ممتاز ہے اور آٹھویں صدی میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ (م ۷۲۸ھ) کے تجدیدی و اصلاحی کارنامے روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔ اسی طرح اس آخری دور میں جس کی ابتداء الف ثانی رحمہ اللہ کے آغاز سے (یعنی رسول اللہ ﷺ کی وفات پر ایک ہزار برس گزرنے کے بعد سے ہوتا ہے) امام ربانی شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ (۹۷۱ھ۔۱۰۳۴ھ) سے دین کی تجدید و حفاظت اور احیاء شریعت کا جو عظیم کام برصغیر (پاک ہند) میں لیا وہ بھی اسلام کی پوری تاریخ میں ایک خاص امتیازی شان رکھتا ہے۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

> اس پر اتفاق ہے کہ حضرت شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ نے اسلام کی حفاظت و تقویت کا وہ تاریخ ساز اور عہد آفرین کام سرانجام دیا جس کو حدیث کی سادہ اور معروف اصطلاح میں تجدید کہا گیا ہے اور جس نے ان کے سلسلہ میں ایسی شہرت حاصل کی ہے کہ وہ ان کے نام کا قائم مقام بن گیا اور جس کی مثال اس سے پہلے نہیں ملتی۔

باکمال صوفیاء کے علمی کارنامے:۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے تلامذہ میں ایک شیخ علی متقی جون پوری رحمہ اللہ (م ۹۷۵ھ) تھے،

جنہوں نے حدیث کی مشہور کتاب " کنز العمال " مرتب کی اور اس کے علاوہ ایک دوسری کتاب " منهج العمال " بھی مرتب فرمائی۔ان دونوں کتابوں کے بارے میں مولانا سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ (م۱۳۷۳ھ) لکھتے ہیں کہ:

شیخ علی متقی رحمہ اللہ نے ۹۵۷ھ سے ۹۷۱ھ تک حدیث شریف کی وہ دائرۃ المعارف ترتیب دی جو " کنزل العمال فی سنن الاقوال والا فعال " کے نام سے مشہور ہے اور ساتھ ہی ایک مختصر مجموعہ '' منهج العمال '' کے نام سے بھی لکھا۔یہ وہ کتابیں ہیں جنہوں نے امام رزین اور حافظ سیوطی کے مجموعہ پر خط نسخ پھیر دیا۔(مقالات سلیمان ج۲ص۷۱)

شیخ علی متقی رحمہ اللہ کے تلامذہ میں ایک شیخ عبدالوہاب متقی تھے جن کا مولد برہان پور تھا،شیخ علی متقی رحمہ اللہ کی صحبت میں تقریباً بارہ سال رہے۔۹۷۶ھ میں ہندوستان آکر تھوڑا عرصہ قیام کے بعد واپس حجاز تشریف لے گئے۔ان کی ساری زندگی حدیث کی تدریس میں صرف ہوئی۔تلامذہ اور مستفیدین کا انبوہ کثیر پیچھے چھوڑا۔۱۰۰۱ھ میں وفات پائی۔

شیخ علی متقی جون پوری کے تلامذہ میں ایک شیخ محمد بن طاہر پٹنی تھے۔مکہ معظّمہ میں شیخ علی متقی سے استفادہ کیا تھا۔ہندوستان واپس آکر بوہرہ قوم کو اہل سنت بنانے میں بلیغ کوشش کی اور اسی راہ میں ۹۸۲ھ میں شہادت سے سرفراز ہوئے۔(مراۃ احمدی ج۲ص۷۷بحوالہ مقالات سلیمانی ج۲ ص۱۹)۔تصانیف میں مجمع البحار،لغت حدیث اور مغنی اسماء الرجال ہیں۔ان کے علاوہ تذکرۃ الموضوعات اور قانون الموضوعات لکھیں۔

مولانا سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ (م۱۳۷۳ھ) لکھتے ہیں کہ شیخ محمد بن طاہر پٹنی شیخ علی متقی کے ارشد تلامذہ میں تھے مکہ معظّمہ جاکر یہ فیض حاصل کیا کہ استاد ہی کی زندگی میں دو کتابیں تصنیف کیں،مجمع البحار لغت حدیث میں اور مغنی اسماء الرجال میں ان دونوں کتابوں میں اپنے استاد کا جس ولولہ شوق اور غلبہ محبت کے ساتھ ذکر کیا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ شاگرد کے دل میں استاد کی کتنی قدر و منزلت تھی۔مجمع البحار گو بظاہر حدیث کی لغت ہے مگر علمائے حدیث کے اعتراف کے مطابق وہ درحقیقت صحاح ستہ کی شرح ہے۔علاوہ ازیں تذکرۃ الموضوعات و قانون الموضوعات وغیرہ کتابیں ان کی تالیف ہیں۔(مقالات سلیمان ج۲ص۱۸)

امام ربانی مجدد الف ثانی نقشبندی رحمہ اللہ

نام و نسب:۔ آپ کا نام احمد بن عبدالاحد ہے آپ کا نسب ۳۱ واسطوں سے امیر المؤمنین خلیفہ ثانی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔

آپ کے والد شیخ عبدالاحد بن زین العابدین بہت بڑے عالم تھے۔ان کی ساری زندگی درس و تدریس میں گزری خاص طور پر کتب درسیہ اور معقولات و منقولات بڑی تحقیق و تدقیق سے پڑھاتے تھے،زہد و ورع اور تقویٰ و طہارت میں بے مثال تھے۔

ولادت:۔ امام ربانی ۱۴ شوال ۹۷۱ھ (۱۵۶۳ء) بروز جمعۃ المبارک سرہند میں پیدا ہوئے۔(زبدۃ المقامات ص۱۲۲بحوالہ تاریخ دعوت و عزیمت ج۴ص۱۳۷بحوالہ دو روشن ستارے ص۳۳)

تحصیل تعلیم تصوف:۔ تعلیم کا آغاز حفظ قرآن مجید سے کیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں آپ رحمہ اللہ نے اس کی تکمیل کر لی اور اس کے بعد سب سے پہلے اپنے والد ماجد شیخ عبدالاحد رحمہ اللہ سے تعلیم کا سلسلہ شروع کیا اور ان سے تصوف کی کتابیں ''عوارف المعارف'' اور'' فصوص الحکم''،وغیرہ پڑھیں ان کے علاوہ اس وقت کے علمائے سرہند سے بھی استفادہ کیا۔

تحصیل طریقت:۔ حضرت امام ربانی رحمہ اللہ کو حج بیت اللہ اور زیارت مدینہ کے شوق کا غلبہ ہوا اور وہاں کی کشش نے ان کو مضطرب و بے آرام بنا دیا تھا لیکن ان کے والد ماجد کبیر السن تھے عمر ۸۰ سال کی ہو چکی تھی،اس لیے ان کو ایسی حالت میں چھوڑ کر جانا مناسب نہیں تھا۔جب ۱۰۰۷ھ میں ان کا انتقال ہو گیا تو آپ نے ۱۰۰۸ھ میں حرمین شریفین کی حاضری اور ادائے حج بیت اللہ کیلئے رخت سفر باندھا اور سرہند

سے دہلی پہنچ گئے۔ وہاں آپ کی ملاقات مولانا حسن کشمیری رحمہ اللہ سے ہوئی جن سے پہلے پرانا تعارف تھا۔ انہوں نے دوران گفتگو حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ کا ذکر کیا۔

محشی کی وضاحت:۔ حضرت خواجہ باقی باللہ کا وجود دنیا کیلئے باعث برکت وزینت اور آپکی حیات طیبہ مقصد آفرینش وغایت خلق کا مظہر تھی۔ آپ کی زبان حقیقت کی ترجمان اور آپکی ذات خلاصہ عرفان تھی، علم ومعرفت میں اللہ کی کھلی نشانی اور ولایت اور روحانیت کے مینارہ نورانی تھے آپ اعلیٰ درجے کے صاحب وجد وذوق، نہایت متواضع اور منکسر المزاج تھے وعظ اور ارشاد میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے، تین چار سال کی مدت میں اپنے افادات کے ذریعے دنیا میں روشنی پھیلادی آپ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک تھے خاموش طبع متواضع اور خوش اخلاق تھے، حضرت خواجہ باقی باللہ میں ۹۷۱ھ میں کابل میں پیدا ہوئے (یہی سن ولادت حضرت امام ربانی مجددالف ثانی کا ہے بعمر ۴۱ سال بروز شنبہ ۲۵ جمادی الاخریٰ ۱۰۱۲ھ دہلی میں انتقال کیا۔ (نزہتہ الخواطر ج ۵)

مرشد سے بیعت واستفادہ:۔ حضرت امام ربانی رحمہ اللہ حضرت خواجہ باقی باللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو گویا وہ آپ ہی کے انتظار میں تھے۔ بڑی محبت اور شفقت میں پیش آئے۔

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھئے احوال — کہ آگ لینے کو جائیں، پیمبری پائیں

دو دن کے بعد آپ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ سے بیعت ہوئے اور بتایا کہ حج کا ارادہ ہے تو حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ نے فرمایا: حج تو موجبِ سعادتِ دارین ہے لیکن کوئی مانع نہ ہو تو کم سے کم ایک مہینہ یا ایک ہفتہ یہاں ہماری صحبت میں قیام کرو۔ حضرت امام ربانی نے اسے بلا عذر قبول فرمالیا۔ (تذکرہ مجدد الف ثانی ص ۲۲۶)

حضرت امام ربانی رحمہ اللہ نے دہلی میں ڈھائی ماہ کا قیام فرمایا اور حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ سے اکتساب کیا۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ قمطراز ہیں کہ: اس دوڈھائی مہینہ میں حضرت مجدد کو جو باطنی کیفیات وترقیات حاصل ہوئیں اور جو مراحل سلوک طے ہوئے ان کا بیان کرنا اور الفاظ کے ذریعہ ان کا سمجھنا سمجھانا ممکن نہیں۔ (تاریخ دعوت وعزیمت ج ۴ ص ۱۴۹)

اس کے بعد حضرت امام ربانی رحمہ اللہ دومرتبہ سرہند سے دہلی حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ سے ملاقات کیلئے تشریف لائے۔ مولانا عبدالشکور فاروقی مرحوم ومغفور حضرت امام ربانی اور حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہما اللہ کی تین ملاقاتوں کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

نسبت وخلافت نقشبندیہ:۔ پہلی ملاقات میں حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ نے خوش خبری سنائی کو تم کو نسبت نقشبندیہ کامل طور پر حاصل ہوگئی ہے اور تقرب الٰہی کے یومافیوماً ترقی کرنے کی امید ہے۔ دوسری مرتبہ خلعت خلافت عطا فرمائی اور طالبان خدا کو تعلیم طریقت اور ارشاد وہدایت کی اجازت دی اور اپنے مخصوص ترین اصحاب کو تعلیم طریقت کیلئے آپ کے سپرد کیا۔ تیسری مرتبہ حضرت امام ربانی حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو باہر دور نکل کر استقبال کیا اور عظیم الشان بشارتیں عطا فرمائیں۔ (تذکرہ مجدد الف ثانی ص ۲۲۶، ۲۲۷)

حضرت خواجہ باقی باللہ حضرت امام ربانی کے علومرتبہ کے معترف تھے چنانچہ آپ نے اپنے ایک مخلص کو ایک خط میں فرمایا کہ:

مرشد کی طرف سے پیشگوئی:۔ شیخ احمد نے جو سرہند کے باشندہ کثیر العلم، قوی العمل بزرگ ہیں فقیر کے ساتھ چند دن نشست و برخاست کی فقیر کے مشاہدہ میں ان کے عجیب کمالات واوصاف آئے۔ امید ہے کہ وہ ایک ایسا چراغ بنیں گے جس سے ایک عالم روشن ہوگا ان کے احوال کاملہ پر میرا یقین استوار ہے۔

گوشہ نشینی اور مرشد کی رہنمائی:۔ اس اکتساب فیض اور تکمیل کے بعد حضرت مجدد رحمہ اللہ نے مستقل طور پر اپنے وطن سرہند میں سکونت اختیار کی اور گوشہ نشینی اختیار کرلی۔ مگر حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ سے خط وکتابت جاری رہی۔ اسی دوران آپ پر ایسی بشارتیں اور

کیفیات ظاہر ہوئیں کہ اللہ تعالیٰ کو آپ سے کوئی بڑا کام لینا ہے اور آپ سے دین کی کوئی عظیم الشان خدمت وجود میں آئے گی۔

مرشد کا انتقال اور آپکی پریشانی:۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ کے ارشاد پر حضرت امام ربانی رحمہ اللہ نے لاہور کا سفر کیا لاہور سے اس وقت دہلی کے بعد دوسرا بڑا علم وفن کا مرکز تھا اور وہاں بکثرت علمائے ربانی اور مشائخ بھی موجود تھے۔ جب آپ لاہور تشریف لائے تو ایک جم غفیر نے آپ کا عظیم الشان استقبال کیا اور بڑی تعظیم وتکریم سے پیش آئے۔ اسی دوران جبکہ حضرت امام ربانی لاہور ہی میں مقیم تھے آپ کو حضرت خواجہ باقی باللہ کی رحلت کی اطلاع ملی، جس کا آپ پر بڑا اثر ہوا۔ ایک اضطراری حالت میں لاہور سے دہلی تشریف لے گئے اور حضرت خواجہ کی قبر پر حاضر ہو کر دعا فرمائی اور کچھ روز دہلی قیام فرما کر واپس سرہند تشریف لے آئے۔

(زبدۃ المقامات ص ۱۵۸ بحوالہ تاریخ دعوت وعزیمت ج ۴ ص ۱۵۴ بحوالہ دو روشن ستارے ص ۳۷)

نقشبندی خلفاء کے ذریعے تبلیغ کا آغاز:۔ ۱۰۳۶ھ میں امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے ہندوستان کے مختلف شہروں میں اپنے بہت سے خلفاء کو تبلیغ وہدایت کیلئے روانہ فرمایا۔ مولانا محمد قاسم کی قیادت میں ستر حضرات کو ترکستان روانہ فرمایا چالیس حضرات مولانا فرخ حسین کی امارت میں عرب یمن شام اور روم کی طرف بھیجے۔ دس حضرات پر مشتمل وفد مولانا محمد صادق کابلی کی قیادت میں کاشغر روانہ کیا اور تیس حضرات پر مشتمل وفد مولانا شیخ احمد برکی کی امارت میں توران، بدخشاں اور خراسان بھیجا۔

ہندوستان کے شہروں میں حضرت مجدد رحمہ اللہ نے جن حضرات کو دعوت وارشاد پر مامور فرمایا ان میں خواجہ میر محمد نعمان کو دکن بھیجا شیخ بدیع الدین کو سہارن پور اور آگرہ کیلئے مامور فرمایا، شیخ طاہر لاہوری کو لاہور کا علاقہ تفویض فرمایا شیخ نور محمد پٹنی کو پٹنہ کے لئے منتخب کیا شیخ حمید بنگالی کو بنگال کے لئے مامور فرمایا اور شیخ طاہر بدخشی کو جون پور روانہ کیا ان سب حضرات نے اپنے اپنے علاقوں میں ارشاد وہدایت اور افادہ علوم دینیہ کا سلسلہ جاری کیا اور لوگوں کو بڑا فیض پہنچایا۔ (دو روشن ستارے ص ۳۸)

حضرت امام ربانی رحمہ اللہ نے کم وبیش چالیس سال دور اکبری میں گزارے اور آپ رحمہ اللہ کی عمر کا یہ حصہ زیادہ تر علوم ظاہری وباطنی کے حصول میں صرف ہوا۔

باکمال نقشبندی صوفی کا ذوق سنت:۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ ظاہری وباطنی کمالات کا مجموعہ تھے اور یہاں صرف آپ کے ایک کمال (اتباع سنت) کا مختصراً ذکر کیا جاتا ہے۔

حضرت مجدد رحمہ اللہ شریعت کے بے حد پابند تھے بدعات سے نفرت اور احتراز آپ کے خصائص حمیدہ میں سے تھا۔ ہمیشہ عزیمت پر عمل کرانا اور رخصت کے قریب نہ جانا آپ کا نمایاں شعار تھا۔ عادات میں ذرا ذرا سی باتوں میں اتباع سنت کا اس قدر اہتمام فرماتے کہ کھانے پینے اٹھنے بیٹھنے سونے جاگنے چلنے پھرنے غرض کسی چیز میں ان کا کوئی فعل خلاف سنت نہیں تھا۔ اتباع سنت اور آنحضرت ﷺ کی پیروی کی تلقین میں اپنے فرزندار جمند کو لکھتے ہیں:

اے فرزند! جو چیز کل کام آنے والی ہے صرف صاحب شریعت ﷺ کی پیروی ہے باقی احوال وکیفیات اور علوم ومعارف واشارات اگر اس پیروی کے ساتھ ہوں تو خیر اور خوب ورنہ سوائے خرابی اور استدراج کے کچھ نہیں۔ (مکتوب نمبر ۱۸۴ دفتر اول ص ۱۸۵ بحوالہ دو روشن ستارے ص ۵۴)

دوسرا مکتوب:۔ ''ہر فضیلت آنحضرت ﷺ کی سنت کی پیروی سے اور ہر کمال آپ ﷺ کی شریعت کے اتباع سے وابستہ ہے، مثلاً سنت نبوی ﷺ کے اتباع کے طور پر دوپہر کا سونا کروڑوں رات جاگنے سے بہتر اور افضل ہے جب کہ یہ شب بیداری شریعت کی پیروی کے بغیر ہو''۔ (مکتوب نمبر ۱۱۴ دفتر اول ص ۱۳۵)

اتباع سنت سے آپ کو عشق تھا عمامہ بھی بطریق سنت باندھتے تھے اور جمعہ اور عیدین میں عمدہ لباس استعمال فرماتے تھے بیماروں کی عیادت کو تشریف لے جاتے اور جنازوں میں شرکت فرماتے۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں آپ ایک مامور من اللہ کی سی شان رکھتے تھے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا ڈر، کسی ایذا کا خوف کوئی بڑے سے بڑا خطرہ آپ کو اس فریضہ کے ادا کرنے سے روک نہیں سکا۔

رمضان کا بڑا اہتمام فرماتے۔ تین دن سے کم قرآن مجید ختم نہ کرتے، خود حافظ قرآن تھے، اس لیے غیر رمضان میں بھی زبانی تلاوت فرماتے افطار میں حدیث نبوی ﷺ کی روشنی میں جلدی کرتے اور سحری دیر سے تناول فرماتے۔ حج کا کئی بار عزم مصمم فرمایا لیکن نوبت نہ آسکی۔ ہمیشہ اسی شوق میں رہے اور اسی شوق میں دنیا سے سفر کیا۔ (تاریخ دعوت عزیمت ج ۴ ص ۱۸۰ بحوالہ دوروشن ستارے ص ۵۵)

صوفی نقشبندی پر رب کی خصوصی عنایت:۔ آپ سے پہلے صدی کے مجدد ہوا کرتے تھے، اور آپ سے پہلے جس قدر مجدد صدیوں کے گزرے ہیں کوئی تمام شعبوں کا مجدد نہیں ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ ایک ایک وقت میں متعدد مجدد نظر آتے ہیں۔ کوئی علم حدیث کا مجدد نظر آتا ہے اور کوئی فقہ کا پھر اس میں کوئی حنفی کا مجدد ہے اور کوئی فقہ شافعی کا کوئی علم کلام کا مجدد ہے اور کوئی احسان وسلوک کا مجدد ہے۔ لیکن حضرت امام ربانی پر اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت تھی کہ آپ دین کے تمام شعبوں کے مجدد تھے۔ مجدد کی سب سے بڑی پہچان اس کے کارنامے ہیں حمایت دین، اقامت سنت اور ازالہ بدعت حضرت مجدد نے ان تمام امور میں جو کوششیں اور خدمات سرانجام دیں اور لوگوں پر اس کے جو اثرات مرتب ہوئے اس پر عالم اسلام کی تاریخ ماضی وحال شاہد عادل ہے۔ (تذکرہ مجدد الف ثانی ص ۲۸۵ بحوالہ دوروشن ستارے ص ۵۷)

وفات: وسط ذی الحجہ ۱۰۳۳ھ میں آپ کو ضیق النفس کی بیماری لاحق ہوئی اور اس کے ساتھ تپ محرقہ کا عارضہ لاحق ہوا جس میں دن بدن اضافہ ہوتا چلا گیا تا آنکہ آپ نے ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ کو ۶۳ سال کی ''مسنون'' عمر میں انتقال کیا۔ ان للہ وانا الیہ راجعون۔ نماز جنازہ آپ رحمہ اللہ کے فرزند ثانی خواجہ محمد سعید رحمہ اللہ (م ۱۰۷۰ھ) نے پڑھائی اور سرہند میں مدفون ہوئے۔ (تذکرہ مجدد الف ثانی ص ۲۸۶)

محشی کی وضاحت: (۱) مولانا عبدالشکور لکھنوی فاروقی مرحوم ومغفور لفظ ''مجدد'' کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''چونکہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت ملنے والی نہیں، لہٰذا آپ ﷺ کی شریعت کہ قیامت تک محفوظ رہنے کے انتظامات کی قدرت کاملہ کی طرف بیش از بیش کیے گئے۔ اور امت کو ان انتظامات سے بطور پیشنگوئی کے آگاہ کر کے مطمئن کر دیا گیا۔ بعض اہم انتظامات کی خبر قرآن مجید میں ہے اور بعض کی احادیث صحیحہ میں۔ چنانچہ ہر صدی میں مجدد کا ہونا بھی انہی انتظامات کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے جس کا تذکرہ احادیث صحیحہ میں ہے'' سنن ابی داؤد'' میں اس حدیث کے الفاظ حسب ذیل ہیں " ان اللہ یبعث لھذہ الامة علی راس کل مائة سنة من یجدد لھا دینھا" اس حدیث کی شرح میں علمائے کرام کی مستقل تصانیف ہیں۔ (تذکرہ مجدد الف ثانی ص ۲۸۱)

(۲) بعض علمائے کرام کا خیال ہے کہ ایک صدی میں ایک مجدد ہونا چاہیے، لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کی (م ۱۱۷۶ھ) کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک صدی میں ایک سے زیادہ مجدد ہو سکتے ہیں۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (م ۷۲۸ھ) اور شیخ الاسلام ابن دقیق العید رحمہ اللہ (م ۷۰۲ھ) دونوں ہم عصر تھے۔ علمائے اسلام نے ان دونوں کو مجدد تسلیم کیا ہے۔ (دوروشن ستارے ص ۶۸)

(۳) آج لوگ جس چیز کو تصوف کہتے ہیں احادیث نبویہ ﷺ میں اس کو ''احسان'' کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

امام ربانی مجدد الف ثانی نقشبندی مشاہیر اسلام کی نظر میں:۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کی خدمات جلیلہ جو آپ نے احیائے دین اسلام اور اس کے ساتھ خلاف شریع محمدیہ امور ورسومات کے ابطال کیلئے انجام دیں، مشاہیر اسلام نے ان کو بنظر استحسان دیکھا ہے حضرت مجدد رحمہ اللہ کی تعریف وتوصیف بھی کی ہے اور ان کے علم وفضل اور کمالات کا اعتراف بھی کیا ہے۔

حضرت امام شاہ ولی رحمہ اللہ دہلوی رحمہ اللہ (م ۱۱۷۶ھ) اور محی السنہ امیر الملک والا جاہی مولانا سید نواب صدیق حسن خان قنوجی رحمہ اللہ

رئیس بھوپال (م ۱۳۰۷ھ) نے جو تعریفی کلمات حضرت امام ربانی کے بارے میں ارشاد فرمائے ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

(شاہ ولی دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں) ''ایسے زمانہ میں احکام اسلامیہ کی کیا قدر و منزلت تھی اور ان پر کس طرح عمل ہوتا ہوگا اس کا علم خدا ہی کو ہے۔ انفرادی و شخصی طاقتیں بادشاہی اور قہرمانی قوتوں کے سامنے عاجز تھیں۔ ہندوستان کو اس وقت خدائی نصرت و امداد کی سخت ضرورت تھی۔ بجز غیبی امداد کے اور کوئی شے اس وقت نافع نہ تھی۔ دنیا کو ایک ایسے مجدد دین کی ضرورت تھی جو سلطنت و حکومت کے الحاد و زندقہ کو شکست فاش دے کر قانون ربانی اور احکام شرعیہ کی حکومت کو قائم کر دے اور دنیا کی کایا پلٹ دے۔ جس کے دل میں اسلامی درد تھا، اس کی تڑپ تھی وہ ایسے ہی باخدا اور جرات و ہمت والے کا منتظر اور اس کے لیے چشم براہ تھا۔ آخر غیرت خداوندی نے بتاریخ ۱۴ شوال المکرّم ۹۷۱ھ جمعہ کے دن اس شخص کو شہر سرہند میں پیدا کر دیا جس سے آگے چل کر تجدید اسلام کا کام لینا تھا جن کا نام نامی امام ربانی مجدد الف ثانی بدرالدین ابوالبرکات احمد بن عبدالاحد عمری فاروقی سرہندی ہے''۔ (تذکرہ مجدد الف ثانی ص ۳۰۱)

مولانا سید نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ: مولانا سید نواب صدیق حسن خان (م ۱۳۰۷ھ) لکھتے ہیں:

یعنی (مجدد الف ثانی) عارف کامل تھے۔ اپنے زمانہ میں طریقہ نقشبندیہ کے امام تھے صوفیوں کے سلوک کے راستے میں مجدد معرفت خداوندی اور مقامات کی انتہا پر پہنچنے میں جو ان کو علو علم اور کمال تبحر حاصل تھا اس پر یہ مکتوبات شاہدار دلیل روشن ہیں۔ اتباع سنت اور ترک بدعت پر حریص تھے۔ شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ اور مرزا مظہر جان جاناں رحمہ اللہ جیسے حضرات کا ان کے سلسلہ طریقہ میں داخل ہونا ان کی قدر و منزلت معلوم کرنے کیلئے کافی ہے۔ خلاصہ یہ کہ اپنے زمانہ میں اہل سنت والجماعت کے امام تھے۔ ظاہر و باطن میں ان کا طریقہ عالیہ کتاب وسنت پر مبنی ہے اور جو چیز ان دونوں محکم اصول کے مخالف ہو وہ ان کے طریقہ میں مقبول نہیں۔ معرفت قبول کی منزلوں پر پہنچنے کیلئے یہ مکتوبات اصول عظیمہ ہیں۔ طالب صادق اور سالک راغب کی کسی وقت مکتوبات کے مطالعہ سے بے نیازی حاصل نہیں (فارسی سے ترجمہ)۔ (تقصار جنود الاحرار ص ۱۱۱، ۱۱۲)

حضرت مولانا صدیق حسن خان رحمہ اللہ اپنی دوسری کتاب ''ریاض المرتاض ص ۱۲۱، ۱۲۲ میں لکھتے ہیں:

''مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے کشف کے مرتبہ کو اس سے معلوم کرنا چاہیے کہ سب کشف چشمہ ہوش سے سرزد ہوئے اور کبھی کوئی کشف شریعت کے مخالف نہ ہوا بلکہ اکثر کی تو شریعت مؤید ہے اور بعض ایسے کشف ہیں کہ شریعت ان سے ساقط ہے اولیائے کرام میں ان کا مرتبہ ایسا ہے جیسے انبیاء علیہم السلام کی جماعت میں اولوالعزم نبیوں کا مرتبہ''۔ (فارسی سے ترجمہ) (ریاض المرتاض ص ۱۲۱، ۱۲۲)

محشی کی وضاحت: مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ (م ۱۹۹۷ء) حضرت نواب صاحب مرحوم ومغفور کے بارے میں لکھتے ہیں: ''نواب صاحب مرحوم باوجود یہ کہ مسلکاً اہلحدیث تھے اور اپنے مسلک میں بڑے راسخ اور اسکے پر جوش داعی تھے، اور حضرت امام ربانی رحمہ اللہ ایک راسخ حنفی ہیں اور فقہ حنفی پر بڑا گہرا اعتماد اور یقین رکھنے والے ایک صوفی، لیکن نواب صاحب مرحوم نے حضرت امام ربانی رحمہ اللہ کے بارے میں جن جذبات کا اظہار کیا ہے ان کا حق ہے ان کو بھی تذکرہ کا جزء بنا دیا جائے'' (تذکرہ مجدد الف ثانی ص ۳۰۶)

حضرت مجدد الف ثانی علامہ اقبال کی نظر میں:۔ علامہ محمد اقبال (م ۱۹۳۸ء) حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں ہدیہ منظوم پیش کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر	وہ خاک کہ ہے زیر فلک مطلع انوار
اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے	اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے	جس کے نفس گرم سے ہے گرمی احرار
وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان	اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار
کی عرض یہ میں نے کہ عطا فقر ہو مجھ کو	آنکھیں مری بینا ہیں ولیکن نہیں بیدار
آئی یہ صدا سلسلہ فقر ہوا بند	ہیں اہل نظر کشور پنجاب سے بیزار
عارف کا ٹھکانہ نہیں وہ خطہ کہ جس میں	پیدا کلۂ فقر سے ہو طرہ دستار
باقی کلہ فقر سے تھا ولولہ حق	طروں نے چڑھایا نشہ خدمت سرکار

ذوق تصوف پر علمی تالیفات

(۱) **شرح رباعیات** (فارسی): اس رسالہ میں حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ کی دو رباعیوں کی شرح کی ہے۔ یہ کتاب ۱۳۸۵ھ میں ادارہ سعدیہ مجددیہ لاہور نے شائع کی اور ادارہ مجددیہ ناظم آباد کراچی نے ۱۳۸۶ھ میں شائع کی۔

امام ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ نے بھی اس کی شرح کی ہے جو "کشف العینین فی شرح رباعیتین" کے نام سے ۱۳۱۰ھ میں مطبع مجتبائی دہلی سے شائع ہوئی۔

(۲) **معارف لدنیہ** (فارسی): یہ کتاب امام ربانی مجدد الف ثانی کے معارف خاصہ اور سلوک طریقت کے اہم مباحث پر مشتمل ہے۔ اس میں ہر مضمون کا عنوان "معرفت" ہے اور میں معارف کی تعداد ۴۱ ہے۔ اس کتاب کا فارسی متن سب سے پہلے مطبع احمدی رام پور سے دسمبر ۱۸۹۸ء میں حافظ محمد علی شوق نے شائع کرایا اس کے بعد یہ کتاب مجلس علمی ڈابھیل، حکیم عبدالمجید سیفی، ادارہ سعدیہ مجددیہ لاہور اور ادارہ مجددیہ ناظم آباد کراچی نے مختلف سنین میں شائع کی۔

(۳) **مبدأ و معاد** (فارسی): یہ رسالہ مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے مختلف مضامین پر مشتمل ہے اور اس میں مضامین کی تعداد ۶۱ ہے اس کو آپ کے خلیفہ مولانا محمد صدیق کشمی نے ۱۰۱۹ھ میں مرتب فرمایا تھا اس کا سب سے قدیم نسخہ ۱۳۰۷ھ کا مطبوع ہے جو مطبع انصاری دہلی نے شائع کیا تھا اس کے بعد یہ رسالہ کئی بار شائع ہوا آخری بار ۱۳۸۸ھ میں ادارہ مجددیہ کراچی نے فارسی متن کے ساتھ معہ اردو ترجمہ مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب شائع کیا اس رسالہ کا عربی ترجمہ شیخ مراد مکی نے کیا۔

(۴) **مکاشفات عینیہ** (فارسی): یہ مجموعہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے ایسے مسودات پر مشتمل ہے جو بعض خلفاء نے محفوظ کر لیے تھے۔ حضرت مجدد رحمہ اللہ کی وفات کے بعد مولانا محمد ہاشم کشمی رحمہ اللہ نے ۱۰۵۱ھ میں اس کو مرتب فرمایا۔ یہ رسالہ پہلی بار ۱۳۸۴ھ میں ادارہ مجددیہ ناظم آباد کراچی نے فارسی متن اور اردو ترجمہ کے ساتھ شائع کیا۔

(۵) **مکتوبات امام ربانی طریقت و معرفت کا خزینہ**: اس کتاب کے بارے میں مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ قمطراز ہیں:

"یہ حضرت مجدد رحمہ اللہ کی سب سے بڑی علمی اصلاحی وتجدیدی یادگار اور ان کے دینی کمالات مجتہدانہ ومجددانہ مقام تحقیق ومعرفت اور ان کے دلی جذبات واحساسات کا آئینہ ہے جس کی بناء پر ان کو مجدد الف ثانی کا لقب دیا گیا۔ اس کے علمی مقام کو واضح کرنے اور ہندوستان کے فارسی ادب میں اس کا مقام متعین کرنے اور اس کے علوم ومعارف کی نقاب کشائی کیلئے ایک مستقل تصنیف درکار ہے۔ یہ کتاب ہندوستان کی ان منفرد تصنیفات میں شامل ہے جن سے بیرون ہند کے بلند پایہ فضلاء اور راسخین فی العلم نے پورا اعتناء کیا۔ (تاریخ دعوت وعزیمت ج۴ ص ۳۸۷)

مکتوبات کی مجموعی تعداد ۵۳۶ ہے اور یہ تین دفتروں پر مشتمل ہیں۔ دفتر اول = ۳۱۳۔ دفتر دوم = ۹۹۔ دفتر سوم = ۱۲۴۔ کل تعداد = ۵۳۶

دفتر اول موسوم بہ دار المعرفت:۔ اسکے جامع خواجہ یار محمد بدخشی طالقانی ہیں جنہوں نے اس کو ۱۰۲۵ھ میں مرتب فرمایا۔

دفتر دوم موسوم بہ نور الخلائق:۔ اس کے جامع مولانا عبدالحئی حصاری شادمانی ہیں جنہوں نے اسے حضرت مجدد علیہ الرحمتہ کے فرزند خواجہ محمد معصوم رحمہ اللہ کے ارشاد پر ۱۰۲۸ھ میں مرتب کیا۔

دفتر سوم موسوم بہ معرفت الخلائق:۔ اس کے جامع مولانا محمد ہاشم کشمی ہیں، جنہوں نے اس کو ۱۰۳۱ھ میں مرتب کیا۔

مکتوبات کے متعدد ایڈیشن مختلف وقتوں میں شائع ہوئے مطبع نول کشور لکھنؤ سے اس کے کئی ایڈیشن شائع ہوئے اس کے بعد مطبع مرتضوی دہلی سے بھی اس کے کئی ایڈیشن شائع ہوئے۔ ۱۳۲۹ھ میں مولانا نور احمد امرتسری نے اس کا بہت اعلیٰ اور عمدہ ایڈیشن ۱۳۳۳ھ میں مطبع مجددی امرتسر سے شائع کیا اس پر نہایت مفید حواشی بھی ہیں اور تصحیح کا بھی خاص اہتمام کیا گیا ہے کراچی اور لاہور سے بھی اس کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ (دو روشن ستارے ص ۶۲)

دوسرے روشن ستارے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ

خانقاہ سے ہزاروں طالبین کی سیرابی:۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کو برصغیر پاک و ہند کی علمی اور مذہبی تاریخ میں ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ تقریباً نصف صدی تک آپ رحمہ اللہ نے دہلی میں کتاب وسنت کی اشاعت اور شرک و بدعت کی تردید میں نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ ہزاروں تشنگان علم نے آپ رحمہ اللہ کی خانقاہ سے پیاس بجھائی اور سینکڑوں گم گشتگان علم نے وہاں آ کر روشنی حاصل کی۔ علامہ سید سلیمان ندوی (م ۱۳۷۳ھ/۱۹۵۲ء) لکھتے ہیں:

> اکبر کے آخری عہد میں وہ بزرگ ہستی نمایاں ہوئی جس نے عہد جہانگیری میں ہمیشہ اپنی جہانگیر کا سکہ بٹھا دیا اور جس نے دہلی کے شاہی دار السلطنت کو ہمیشہ کے علوم کیلئے علوم دین کا دار السلطنت بنا دیا۔ (مقالات سلیمان ج ۲ ص ۲۳)
>
> پروفیسر خلیق احمد نظامی لکھتے ہیں: علوم دینی جن پر عرصہ سے مردنی چھائی ہوئی تھی اس کی مسیحائی سے جلاء پا گئے کتاب وسنت کی روشنی میں دعوت واصلاح کا ایک نیا دور شروع ہوا خود اس نے اپنی زندگی کا واحد مقصد ''احیاء علوم'' دین اور ترویج شریعت کو قرار دیا۔ (حیات عبدالحق دہلوی ص ۴ بحوالہ دو روشن ستارے ص ۷۳)

خاندان میں ذوق تصوف

شیخ سیف الدین رحمہ اللہ کا ذوق تصوف:۔ شیخ سیف الدین (۹۴۰ھ/۱۵۱۴ء) میں دہلی میں پیدا ہوئے جب آپ کے والد شیخ سعد اللہ نے انتقال کیا تو اس وقت آپ کی عمر آٹھ سال تھی شیخ سیف الدین ایک صاحب دل بزرگ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو علم وعمل کی بہت سی خوبیاں عطا کی تھیں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

> ''درشعر و فضیلت و قبول خاطر و ذوق و شوق محبت و ظرافت و لطائف و بے تعلقی و وراستگی و طیب قلب و حضور ذاکر و ذکر لطائف و نکات و فہم دقائق وارشادات یگانہ روزگار و افسانہ دیار خود''(اخبار الاخیار ص ۲۹۲)
>
> شاعری، علم، مقبولیت، ذوق وشوق، ظرافت، زہد، پاکیزگی دل، حضور قلب اور نکتہ سنجی میں اپنے عہد میں بے مثال تھے۔

سلسلہ سہروردیہ میں بیعت اصلاح:۔ شیخ سیف الدین رحمہ اللہ نے ابتداء میں سلسلہ سہروردیہ کے ایک عالم سے بیعت کی بعد میں شیخ امام اللہ پانی پتی رحمہ اللہ (م ۹۵۷ھ/۱۵۵۰ء) سے بیعت ہوئے۔ شیخ سیف الدین کو دینی علوم سے بڑا شغف تھا۔ (دو روشن ستارے ص ۷۸)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کی ولادت:۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ (محرم ۹۵۸ھ/جنوری ۱۵۵۱ء) کو دہلی میں پیدا ہوئے اس وقت ہندوستان میں اسلام شاہ سواری کی حکومت تھی، مہدوی تحریک اپنے پورے عروج پر تھی اور علمائے کرام کی جانب سے مہدوی تحریک کے خلاف تکفیر و تضلیل کا کام بڑے زور وشور سے کیا جا رہا تھا۔

عبادت وریاضت کی ابتداء:۔ علامہ اقبال (م ۱۳۵۷ھ/۱۹۳۸ء) فرماتے ہیں:

علم کا مقصود ہے پاکی عقل و خرد فقر کا مقصود ہے عفت قلب و نگاہ!

تعلیم کے ساتھ عبادت وریاضت میں بھی مشغول رہتے۔ خود لکھتے ہیں ''کہ تحصیل علم میں اس قدر انہماک اور مشغولیت کے باوجود اس زمانہ طفلی میں نماز اوراد، شب خیزی اور مناجات کا سلسلہ بھی جاری رہتا تھا۔

سفر حجاز میں اذکار سلسلہ قادریہ کی اجازت:۔ ۹۹۶ھ/۱۵۸۷ء میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے حجاز کا سفر کیا اس وقت آپ کی عمر ۳۸ سال کی تھی۔ حجاز جانے کیلئے شیخ عبدالحق دہلی سے روانہ ہوئے پہلے آپ گجرات تشریف لے گئے۔ وہاں سے آپ احمد آباد پہنچے احمد آباد میں آپ شیخ وجیہہ الدین علوی گجراتی (م ۹۹۸ھ/۱۵۸۹ء) کی خدمت میں حاضر ہوئے شیخ وجیہ الدین اپنے زمانہ کے جید عالم تھے اور دینی علوم میں بے پناہ تجربہ رکھتے تھے آپ نے ۶۳ سال تک احمد آباد میں درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ احمد آباد کے قیام میں ان سے مستفیض ہوئے۔ شیخ خود فرماتے ہیں کہ:

میں جس وقت حرمین شریفین کی زیارت کے قصد سے اس دیار (گجرات) میں پہنچا تو یہاں مجھے شیخ وجیہہ الدین سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا اور میں ان سے سلسلہ عالیہ قادریہ کے کچھ اشغال واذکار سیکھے۔ (اخبار الاخیار ص ۱۵۳)

شیخ عبدالوہاب متقی سے سلوک واحسان کی تکمیل:۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ ۹۹۶ھ/۱۵۸۷ء میں حجاز پہنچ گئے حجاز میں آپ کا قیام ۹۹۹ھ/۱۵۹۰ء تک یعنی تین سال تک رہا۔ مکہ معظّمہ میں آپ نے علمائے حجاز سے علوم اسلامیہ میں استفادہ کیا مگر زیادہ وقت آپ نے شیخ عبدالوہاب متقی (م ۱۰۰۱ھ/۱۵۹۲ء) کی خدمت میں گزارا۔ ان سے علم وفن کی تکمیل بھی کی اور سلوک واحسان کی منازل بھی طے کیں۔ آپ نے شیخ عبدالوہاب متقی رحمہ اللہ سے حدیث کی تعلیم بھی حاصل کی تھی حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تمام کتب احادیث اور سارے علوم دینیہ (حجاز کے) علمائے کرام سے حاصل کئے۔ خصوصاً حضرت شیخ عبدالوہاب متقی قادری، شاذلی رحمہ اللہ سے ذکر وغیرہ کی تعلیم حاصل کی اور ان کی خدمت سے بہت سی نعمتیں حاصل کیں اور حصول انوار وبرکات وترقی درجات اور علوم دینی کی نشر واشاعت میں استقامت کے متعلق بہت سی بشارتیں سننے کے بعد بندہ باطن مالوف کو واپس ہوا۔ (حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص ۱۱۰)

محقق صوفی جامع کمالات شخصیت:۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ جامع کمالات تھے، تمام علوم دینی میں تبحر کامل رکھتے تھے تفسیر قرآن وحدیث فقہ اصول فقہ جیسے تمام علوم میں یگانہ روزگار تھے۔ حدیث سے زیادہ شغف تھا اور آپ نے سب سے زیادہ توجہ حدیث کی طرف مبذول فرمائی۔

محقق صوفی کا ذوق تفسیر وعلوم قرآن:۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ قرآن مجید کے علوم ومعارف اور تفاسیر پر وسیع نظر رکھتے تھے اس فن پر کافی عبور تھا اور اس کی باقاعدہ تحصیل کی تھی۔

محقق صوفی کا ذوق فقہ:۔ فقہ اور اصول میں فقہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے اور فقیہہ کی حیثیت سے بھی ممتاز تھے۔ محی السنۃ والا جاہ امیر الملک مولانا سید نواب صدیق حسن خان قنوجی رئیس بھوپال (۱۳۰۷ھ/۱۸۹۰ء) لکھتے ہیں:

حدیث میں مہارت سے زیادہ ان کو فقہ میں دستگاہ حاصل تھی۔ (تقصار جیود الاحرار ص ۱۴)

دوسری جگہ لکھتے ہیں: حنفی فقہ کی کتابوں پر ان کو جس قدر عبور حاصل تھا وہ حیطہ بیان سے باہر ہے۔ (اتحاف النبلاء ص ۳۰۴)

تصوف سلوک کا غلبہ:۔ حضرت شیخ عبدالحق رحمہ اللہ پر تصوف کا رنگ غالب تھا اور سلسلہ عالیہ قادریہ سے زیادہ مناسبت تھی اور ان پر اسی نسبت کا زیادہ غلبہ تھا۔(تذکرۃ المحدثین ج ۳ص ۲۱۹)

محقق صوفی کا ذوق حدیث:۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کو حدیث سے خاص شغف اور انس حاصل تھا۔آپ رحمہ اللہ نے اس فن سے عمر بھر اشتغال رکھا اور اس کی گوناگوں مفید علمی خدمات سرانجام دیں۔آپ کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے ہندوستان میں علم حدیث کو غیر معمولی فروغ دیا اور حجاز سے واپسی کے بعد ساری عمر اس کی آبیاری کی۔شیخ عبدالحق رحمہ اللہ نے اس علم کی طرف زیادہ توجہ اس لئے کی کہ لوگوں کی توجہ بالعموم کتاب وسنت کے بجائے دوسرے علوم وفنون کی طرف تھی۔لوگوں پر معقولات ومنقولات کا زیادہ اثر تھا جس کی وجہ سے ضلالت اور بدعت کا دور دورہ ہو گیا تھا اس لئے حضرت شیخ نے اصل حقیقت کو روشناس کرانے کیلئے احادیث کی جانب زیادہ توجہ کی اور آپ نے اپنی زندگی کا مقصد احادیث کی نشر واشاعت کو قرار دیا۔آپ نے احادیث کے رجال واسناد، اصول ومتون کی تدوین و تحقیق کی، اسرار وغوامض کی عقدہ کشائی کی اور کتب حدیث کے شروح کی نشر واشاعت لکھ کر اس خزانے کو عام کیا۔مولانا آزاد بلگرامی کے بقول آپ نے حدیث کی نشر واشاعت اور اس کی ترقی وترویج میں جو کارنامہ سرانجام دیا متقدمین میں اور متاخرین میں سے کسی نے بھی نہیں انجام نہیں دیا۔(مآثر الکرام ج ا ص ۲۱۰ بحوالہ دو روشن ستارے ص ۸۹)

شیخ محقق قادری کا عظیم کارنامہ:۔ حدیث کی نشر واشاعت کے سلسلہ میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کا ایک زریں کارنامہ یہ بھی ہے کہ آپ نے حدیث کے درس وتدریس اور اس کی ترقی وتوسیع کا ایسا وسیع نظام وسلسلہ قائم کر دیا جو ان کے بعد مدت دراز تک جاری رہا۔حدیث کی نشر واشاعت اور اس کی ترقی وترویج میں حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ (م ۱۱۷۶ھ/۱۷۶۲ء) کا نام بہت ممتاز ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کی ابتداء حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے کی اور یہ کہنا پڑے گا کہ ہندوستان میں حدیث کی اشاعت اور ترقی میں اس کی تخم ریزی کرنے والے پہلے شیخ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ ہی تھے۔

(۱) محی السنۃ مولانا سید نواب صدیق حسن خان (م ۱۳۰۷ھ/۱۸۹۰ء) لکھتے ہیں: ہندوستان میں مسلمانوں کی فتوحات کے بعد ہی سے علم حدیث معدوم تھا یہاں تک کہ اللہ نے اس سرزمین میں اپنا فضل واحسان کیا اور یہاں کے بعض علماء جیسے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ وغیرہ کو اس علم سے نوازا۔شیخ ہندوستان میں علم حدیث کو لانے اور اس کے باشندوں کو اس کا فیض عام کرنے والے پہلے شخص ہیں۔(الحطة فی ذکر الصحاح الستة ص ۷۰)

(۲) مولانا حکیم سید عبدالحئ الحسنی (۱۳۴۱ھ/۱۹۲۳ء) لکھتے ہیں: فن حدیث کی نشر واشاعت کیلئے اللہ تعالیٰ نے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ بن سیف الدین بخاری (م ۱۰۵۲ھ) کو منتخب فرمایا۔ان کے ذریعے علم حدیث کی اشاعت بہت عام ہوئی۔دارالسلطنت دہلی میں مسند درس آراستہ فرمائی اور اپنی ساری کوشش وصلاحیت اس علم کی نشر و اشاعت میں صرف فرمائی اور اس علم کو نشر واشاعت میں بڑی جدوجہد کی۔(الثقافة الاسلامیه فی الهند ص ۱۳۷)

(۳) علامہ سید سلیمان ندوی (م ۱۹۵۳ء/۱۳۷۳ھ) لکھتے ہیں کہ اکبر کے آخری عہد میں وہ بزرگ ہستی نمایاں ہوئی جس نے عہد جہانگیری میں اپنی جہانگیری کا سکہ بٹھا دیا اور جس نے دہلی کے شاہی دارالسلطنت کو ہمیشہ کیلئے علوم دین کا دارالسلطنت بنا دیا اور جس کی نسبت اہل علم کا اعتراف ہے کہ " اول کسے که تخم حدیث در ہند کشت او بود" گو نئی تاریخ کی روشنی میں بزرگوں کو یہ پرانا مقولہ صحیح نہیں تاہم معنوی حیثیت سے اس کی سچائی میں کوئی شک نہیں۔مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کی ذات وہ ذات ہے جس نے ہندوستان میں رہ کر حدیث کے سربمہر خزانہ کو وقف عام کیا اور دل پسند محققانہ تصنیفات کے ذریعہ سے علماء کے ظاہر وباطن دونوں کی محفلوں سے تحسین وآفرین کی داد وصول کی۔(مقالات سلیمان ج ۲ص ۲۳)

(۴) مولانا مسعود عالم ندوی (م۱۳۷۳ھ/۱۹۰۰ء) لکھتے ہیں: مجدد صاحب کے کارناموں کے ساتھ ان کے معاصر شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کی خدمات کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے ان کی ذات سے شمالی ہند میں علم حدیث کو زندگی ملی اور سنت نبوی ﷺ کا خزانہ ہر خاص و عام کے لئے عام ہوگیا۔ ہمارے نزدیک حدیث کی خدمت اور کتب حدیث کی مزاولت خود بخود دین کی سچی روح سے قریب کرتی ہے۔ اگلے علماء اور صوفی بس متاخرین کی فقہ اور معقولیات میں اُلجھ کر رہ گئے اور کم از کم شمالی ہند میں حدیث کا عام چرچا نہ ہوسکا اور بددینی اور بدعقیدگی کا بڑا سبب یہی ہے۔ شیخ عبدالحق رحمہ اللہ نے اس جہل کو دور کرنے کی کوشش کی اور اس کے لئے ہم آج ان کے شکرگزار ہیں اور انکی علمی خدمات کا دل سے اعتراف کرتے ہیں۔ (الفرقان لکھنؤ شاہ ولی اللہ نمبر ص ۳۷)

(۵) مولانا مسعود عالم ندوی مرحوم دوسری جگہ لکھتے ہیں: سندھ اور گجرات کے ساحلی علاقوں کو چھوڑ کر شمالی ہند میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ (م۱۰۵۲ھ) بلکہ امام ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ (م۱۱۷۶ھ) سے پہلے سنت کی گرم بازاری نہیں ہوئی۔

(۶) مولانا عبیداللہ سندھی (۱۳۶۳ھ/۱۹۴۴ء) لکھتے ہیں: ہندوستان میں اشاعت حدیث اس وقت ہوئی جب گیارہویں صدی کی ابتداء میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ حرمین سے تشریف لائے اور دہلی میں قیام پذیر ہوکر تقریباً ۵۰ برس تک حدیث کا درس دیا۔ (الفرقان لکھنؤ شاہ ولی نمبر ص ۳۶۸)

(۷) پروفیسر خلیق احمد نظامی لکھتے ہیں: بہرحال حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے جس وقت مسند درس بچھائی اس وقت شمالی ہندوستان میں حدیث کا علم تقریباً ختم ہو چکا تھا۔ انہوں نے اس تنگ و تاریک ماحول میں علوم دینی کی ایسی شمع روشن کی کہ دور دور سے لوگ پروانوں کی طرح ان کے گرد جمع ہونے لگے۔ علوم دینی خصوصاً حدیث کا مرکز ثقل گجرات سے منتقل ہوکر دہلی آ گیا۔ گیارہویں صدی ہجری کے شروع سے تیرہویں صدی کے آخر تک علم حدیث پر جتنی کتابیں ہندوستان میں لکھی گئی ہیں انکا بیشتر حصہ دہلی یا شمالی ہندوستان میں لکھا گیا۔ یہ سب شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کا اثر تھا۔ (حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص ۴۳)

(۸) حدیث کی نشر و اشاعت اور اس کی ترقی و ترویج کے سلسلہ میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کی ایک نمایاں خدمت یہ ہے کہ انہوں نے صحیحین (بخاری و مسلم) کو نصاب درس میں شامل کیا علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ (م۱۳۷۳ھ/۱۹۵۳ء) لکھتے ہیں کہ: شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کا سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ وہ عرب سے کم سے کم مشکوۃ، مؤطا امام مالک، صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے نسخے لائے اور ان کو درس میں داخل کیا۔ (مقالات سلیمان ج۲ ص ۷۵)

(۹) سید صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں: بہرحال رفتہ رفتہ عرب سے کتابیں ہندوستان آنے لگیں اور اس بارۂ خاص میں سب سے پہلے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اور ان کے بعد مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کی ''فیوض حرمین'' کا ممنون ہونا چاہیے۔ (مقالات سلیمان ج۲ ص ۹۷)

(۱۰) افضل العلماء ڈاکٹر عبدالحق مدارسی ''حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ'' مرتبہ پروفیسر خلیق احمد نظامی کے پیش لفظ میں لکھتے ہیں: شاہ صاحب کی ہمت اور خلوص کا نتیجہ تھا کہ ہندوستان میں علم حدیث کو فروغ حاصل ہوا۔ شاہ صاحب کے خاندانی ماحول اور تربیت اور سفر حرمین شریفین کی وجہ سے ان میں وہ ودیعتیں ابھر آئی تھیں جن کی بدولت ہندوستان میں علم حدیث کے احیاء اور ترقی و ترویج کی اشاعت کا سہرا ان کے سر رہا۔

(تقصار جیود الاحرار ص ۱۱۲ بحوالہ دو روشن ستارے ص ۸۹ تا ۹۲)

باکمال صوفی محقق کا دوسرا کارنامہ:۔ فقہ وحدیث میں تطبیق: حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے ۵۰ برس تک دہلی میں درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ خدمت حدیث میں آپ کا ایک نمایاں مقام ہے تاہم خدمت حدیث کے ساتھ ساتھ آپ بہت بڑے فقیہہ بھی تھے اور فقہ حنفی پر کاربند تھے جیسا کہ محی السنۃ مولانا سید نواب صدیق حسن خان (م ۱۳۰۷ھ/۱۸۹۰ء) لکھتے ہیں:

فقیہہ حنفی و علامه دین حنفی ملت امابه محدث مشهور راست۔

علمائے کرام نے اس سلسلہ میں جو رائے قائم کی ہے اس کا ماحصل اس طرح ہے مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (م ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۶ء) لکھتے ہیں:

اپنے وطن دہلی سے ۲۲ سال کی عمر میں تحصیل علوم کے بعد زیارت حرمین سے مشرف ہوئے اور کئی سال تک فن حدیث کی تکمیل کے بعد وطن کو مراجعت کی اور اس فن کی خدمت کرنے لگے۔ چنانچہ لمعات شرح عربی مشکوۃ اور اشعۃ اللمعات شرح فارسی مشکوۃ اور شرح سفر السعادۃ وغیرہ نہایت عمدہ خدمتیں ہیں۔ (تاریخ اہلحدیث ص ۳۸۹)

عبدالحق محدث دہلوی کی عظمت، جامعیت وکمال:۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ جامع کمالات تھے۔ قدرت نے ان کی ذات میں گوناگوں اوصاف فضائل جمع کر دیئے تھے علمی حیثیت سے ان کا پایہ بہت بلند تھا جملہ علوم اسلامیہ یعنی تفسیر وحدیث فقہ اصول تصوف تاریخ تذکرہ اور شعر وادب میں ان کو مکمل دستگاہ حاصل تھی۔ حافظہ بہت قوی تھا سرعت استحضار، جودت ذہن، وسعت علم اور مذاہب سلف سے واقفیت واطلاع میں بہت ممتاز تھے۔ اہل سیر اور ارباب تذکرہ نے ان کے علمی تبحر جامعیت اور عظمت کمال کا اعتراف کیا ہے۔

(۱) مغل فرماں روا نورالدین سلیم جہانگیر (م ۱۰۳۷ھ/۱۶۲۸ء) نے ان کو اہل فضل وارباب سعادت میں بتایا ہے۔ (توزک جہانگیری ص ۳۸۵)

(۲) عبدالقادر بدایونی نے ان کو مجموعہ کمالات ومنبع فضائل لکھا ہے۔ (منتخب التواریخ ج ۳ ص ۱۱۳)

(۳) علامہ سید مرتضیٰ بلگرامی مشہور زبیدی (م ۱۲۰۵ھ/۱۷۹۰ء) نے انہیں اکابر فضلاء اور محدثین میں شمار کیا ہے۔ (تاج العروس ج ۷ ص ۳۲۸)

(۴) مولانا سید نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ (م ۱۳۰۷ھ/۱۸۹۰ء) نے لکھا ہے کہ شیخ محدث دہلوی رحمہ اللہ ظاہری و باطنی کمالات سے متصف تھے (تقصار جیود الاحرار ص ۱۱۲) اور ان کو بہت شہرت حاصل ہوئی (ابجد العلوم ص ۹۰۰)۔

(۵) نواب علی حسن خان (م ۱۳۵۵ھ/۱۹۳۶ء) نے لکھا ہے کہ ان کے فضائل وکمالات محتاج شرح بیان نہیں۔ (صبح گلشن ص ۱۴)

(۶) مولانا سید عبدالحئی الحسنی (م ۱۳۴۱ھ/۱۹۲۳ء) نے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کے مکی ومدنی اساتذہ کے تاثرات بیان کئے ہیں اور لکھا ہے کہ ان کے اساتذہ کی یہ رائے تھی کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ خطہ ہند میں یکتا اور منفرد شخص ہیں۔ (نزہۃ الخواطر ج ۵ ص ۲۰۲)

قادری بزرگ کے علمی کارنامے:۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے تصنیف وتالیف کا بڑا اچھا ذوق عطا کیا تھا ان کی زندگی کا زیادہ حصہ تصنیف وتالیف میں بسر ہوا۔ آپ نے ۹۴ سال کی عمر پائی۔ آپ کی تصانیف میں ایک خصوصیت بدرجہ اتم موجود ہے یعنی جو اسلوب وطرز بیان آپکی ابتدائی زمانہ کی تصنیف میں ہے وہی اسلوب اور طرز بیان آخری عمر کے زمانہ کا ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کی تصنیفات علمی وتحقیقی حیثیت سے بلند پایہ ہیں ان میں بڑا علمی وتحقیقی مواد جمع ہے جو حضرت شیخ نے بڑی تحقیق اور تدقیق سے اپنی کتابوں میں جمع کیا ہے ان کے مطالعہ سے حضرت شیخ کے ذوق، علمی تبحر اور ذہن رسا کا پتہ چلتا ہے اس کے علاوہ آپ نے اپنی کتابوں میں اپنے زمانے کے میلانات ورجحانات کو بھی پیش نظر رکھا ہے اور جو شکوک وشبہات دین کے بارے میں اس زمانہ میں پائے جاتے تھے ان کی دلائل سے تردید کی ہے آپ نے اپنی تصانیف میں اکبر کے فتنوں اور اس زمانہ کے باطل افکار کا بھی جواب دیا ہے اس لیے آپ کی کتابوں کو بڑی شہرت ومقبولیت حاصل ہوئی آپ کے صاحبزادہ گرامی شیخ نورالحق دہلوی (م ۱۰۷۳ھ/۱۶۶۳ء) لکھتے ہیں:

فنون علمیہ بالخصوص فن حدیث میں معتبر کتابیں تصنیف کیں، علمائے زمانہ نے ان کی جانب اس قدر اور اس حد تک اعتناء کیا کہ اس کو اپنا دستور العمل بنایا اور خاص وعام لوگوں نے اس کو حرز جان بنایا۔ (تذکرہ المحدثین ج ۳ ص ۲۸۳)

حضرت شیخ کی تصانیف کے موضوع مختلف ہیں لیکن مقصد ایک ہے

مصلحت دیدمن آنست کہ یاراں ہمہ کار بگدازند و سرطرہ یارے گیرند

پروفیسر خلیق احمد نظامی لکھتے ہیں: (عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ) اس بات پر مامور تھے کہ سوائے سنت وشریعت کے کسی موضوع پر گفتگو نہ کریں۔ چنانچہ ان کی تمام ادبی کاوشوں کا مرکز ومحور شریعت وسنت ہی ہے۔ (حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص ۱۶۰)

عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کی تصانیف فن وموضوع کے اعتبار سے مندرجہ ذیل عنوانات کے تحت آتی ہیں: (۱) تفسیر (۲) تجوید (۳) حدیث (۴) عقائد (۵) فقہ (۶) تصوف (۷) اخلاق (۸) اعمال (۹) فلسفہ ومنطق (۱۰) تاریخ (۱۱) سیر (۱۲) نحو (۱۳) ذاتی حالات (۱۴) خطبات (۱۵) مکاتیب۔ (دوروشن ستارے ص ۱۰۵)

ذوق تصوف پر مایہ ناز کتب

(۱) اخبار الاخیار:۔ (فارسی۔ سیر۔ مطبوعہ) یہ ہندوستان کے علماء ومشائخ کا ایک مستند تذکرہ ہے جس میں شیخ محدث رحمہ اللہ نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ (م ۶۲۷ھ/ ۱۳۲۵ء) سے لیکر اپنے دور کے صوفیاء واخیار کے حالات لکھے ہیں۔ ابتداء میں عقیدت کی وجہ سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ (م ۵۶۱ھ/ ۱۱۶۶ء) کے حالات لکھتے ہیں۔ (نزہۃ الخواطر ج ۵ ص ۲۰۵)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کی اس کتاب کو بہت مقبولیت اور شہرت حاصل ہوئی۔ مغل فرمانروا جہانگیر (م ۱۰۳۷ھ/ ۱۶۲۸ء) نے بھی اس کتاب کو پسند کیا اور مصنف کی تحقیق وکاوش کی داد دی۔ (توزک جہانگیری ص ۲۸۲)

''اخبار الاخیار'' کا اردو ترجمہ حافظ یٰسین علی مرحوم نے کیا تھا جو چھپ چکا ہے (حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص ۲۰۴) اور فارسی زبان میں تین بار شائع ہوا ہے۔ (حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص ۲۰۴)

(۲) آداب الصالحین:۔ (فارسی۔ اخلاق۔ مطبوعہ) یہ حضرت امام محمد بن محمد بن غزالی (م ۵۰۵ھ/ ۱۱۱۲ء) کی مشہور عالمی تصنیف ''احیاء العلوم'' کے چند ابواب کا فارسی خلاصہ ہے اور اس میں اسلامی طرز حیات اور اصول اخلاق کو پیش کیا گیا ہے۔ ۱۲۶۳ھ/ ۱۸۴۷ء میں قطب الدین خان دہلوی مرحوم نے اس کا اردو ترجمہ ''ہادی الناظرین'' کے نام سے شائع کیا اور ۱۲۹۰ھ/ ۱۸۷۳ء میں یہ ترجمہ دوسری بار شائع ہوا۔ (حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص ۱۸۸)

پروفیسر خلیق احمد نظامی لکھتے ہیں: میں نے آداب الصالحین کا فارسی نسخہ مولانا عبدالعزیز میمن (المتوفی ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء) کے کتب خانہ میں دیکھا تھا جس کی تصحیح شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے خود کی تھی۔ (حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص ۱۸۸)

(۳) الانوار الجلية فى احوال المشائخ الشاذلية:۔ (فارسی۔ سیر وتذکرہ۔ غیر مطبوعہ) اس رسالہ میں سلسلہ شاذلیہ کے مشائخ کا تذکرہ ہے۔

(۴) تحصيل التعرف فى معرفة الفقه و التصوف:۔ (عربی۔ تصوف۔ غیر مطبوعہ) حضرت محدث دہلوی رحمہ اللہ کی یہ کتاب بڑے علمی نکات پر مشتمل ہے اور شیخ کا بہت بڑا علمی کارنامہ ہے اس میں مصنف نے فقہ وتصوف وشریعت وطریقت میں تطبیق کرنیکی کوشش کی ہے۔ (حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص ۲۱۰)

(۵) ترجمہ غنية الطالبين:۔ (فارسی۔ غیر مطبوعہ) غینة الطالبین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ (م ۵۶۱ھ/ ۱۱۶۶ء) کی مشہور تصنیف ہے جو اہم دینی مسائل پر مشتمل ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اس کا فارسی زبان میں ترجمہ کیا۔ (تذکرہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص ۱۶۵)

(۶) ترجمة منهج السالك الى اشرف المسالك:۔ یہ نایاب ہے اصل کتاب ''منهج السالك'' کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن میں ہے۔ (تذکرہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص ۲۰۰)

(۷) تنبیہ العارف بما وقع فی العوارف:۔ (عربی۔تصوف۔غیر مطبوعہ) یہ کتاب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ (م ۵۶۱ھ/۱۱۶۵ء) کے ایک قول کی تائید اور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ (م ۶۳۲ھ/۱۲۳۴ء) کے اعتراض کے جواب میں لکھی گئی ہے۔شیخ جیلانی رحمہ اللہ نے فرمایا تھا۔"قدمی هذه علی رقبة كل ولی الله" میرا یہ قدم ہر ایک ولی اللہ کی گردن پر ہے۔

شیخ سہروردی رحمہ اللہ نے اس پر اعتراض کیا کہ شیخ جیلانی رحمہ اللہ کا یہ فرمانا حالت سکر میں تھا! شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ شیخ جیلانی کا یہ فرمانا حالت سکر میں نہیں تھا بلکہ حالت صحیح میں تھا۔

یہ رسالہ رضا لائبریری رام پور میں "الرسولة فی القول قدمی هذا علی رقبة كل ولی الله" کے نام سے موجود ہے۔

(حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص ۲۹۱)

(۸) توصیل المرید الی المراد بیا ن احکا م الا حزا ب و الا وراد:۔ (عربی و فارسی۔تصوف۔مطبوعہ۔) اس رسالہ کے بارے میں مصنف فرماتے ہیں۔" در بیا ن علوم قواعد باور ادو ادعیه و احزاب وتو فیق میان مذہب محد ثین و مشائخ که در تصحیح و تضعیف بعضے اعمال دریں باب اختلاف دارند "(فہرس التواریخ) (یعنی اس میں اوراد و وظائف اور احزاب کے علوم وقواعد بیان کئے گئے ہیں محدثین اور مشائخ کے مذہب کی توفیق کی گئی ہے، کیونکہ اس سلسلہ کے بعض اعمال کی تصحیح و تضعیف میں دونوں گروہوں کا اختلاف ہے۔ یہ رسالہ ۱۲۹۹ھ/۱۸۸۲ میں مفید عام پریس آگرہ سے طبع ہوا تھا۔

(۹) رسالہ عقد انامل:۔ (فارسی۔اعمال واوراد۔غیر مطبوعہ) انگلیوں پر ذکر واذ کار کا شمار کرنے کے متعلق یہ رسالہ تحریر کیا تھا۔

(نزہۃ الخواطر ج۵ ص ۲۰۹)

"اشعة اللمعات" "مشکوۃ المصابیح کی مکمل شرح ہے اور چار جلدوں میں ہے۔یہ شرح بڑی جامع،علمی اور تحقیقی ہے۔

"اشعة اللمعات" کی تکمیل میں حضرت شاہ ابوالمعالی رحمہ اللہ (م ۱۰۳۴ھ/۱۶۱۵ء) کے تقاضوں اور دعاؤں کو بھی بڑا دخل تھا۔ایک مرتبہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ لاہور تشریف لائے تو ان سے فرمایا:شرح مشکوۃ راتمام کنید۔ ان شاء الله کتابے شود که اہل عالم ہمه ازاں مستفید شوند"۔(کتاب المکاتیب والرسائل ص ۳۰۶)

(شرح مشکوۃ کو مکمل کیجئے ان شاءاللہ اس سے ایک عالم مستفید ہوگا۔)

حضرت مجدد دہلوی رحمہ اللہ نے یہ شرح ۶ سال میں مکمل کی۔اس کی ابتداء ۱۰۱۹ھ/۱۶۱۰ء میں کی اور ۱۰۲۵ھ/۱۶۱۶ء کو مکمل ہوئی۔

(دو روشن ستارے ص ۱۱۵)

نام کتاب: چالیس علمائے اہل حدیث

تصنیف:۔عبدالرشید عراقی......ناشر:۔نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار (لاہور)

مولانا وحید الزمان حیدر آبادی کی خدمات:۔ مولانا وحید الزمان حیدر آبادی کی خدمات حدیث نا قابل فراموش ہیں۔آپ نے صحاح ستہ بشمول مؤطا امام مالک کے اردو میں تراجم کئے اور اس کے ساتھ "وحید اللغات" کے نام سے حدیث کی لغت ۲۸ جلدوں میں مرتب فرمائی اور انکا سب سے بڑا عظیم کارنامہ ہے کہ علامہ علی متقی جون پوری رحمہ اللہ کی "کنز العمال" کی تصحیح کی جس کو دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدر آباد دکن نے شائع کیا۔(چالیس علمائے اہلحدیث ص ۲۱)

کتاب پر تبصرہ:۔ عراقی صاحب کو شخصیات پر لکھنے کا ملکہ حاصل ہے ان کی یہ کتاب "علمائے اہلحدیث" علمی دنیا میں ایک گرانقدر اضافہ ہے عراقی صاحب نے یہ کتاب بڑی محنت سے مرتب کی ہے اللہ تعالیٰ ان کی یہ محنت قبول فرمائے۔

میں اس قابل نہیں تھا کہ اس کتاب پر تقریظ لکھوں جس کا مقدمہ شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز صاحب اور تعارف پروفیسر حافظ عبدالستار حامد صاحب نے لکھا ہو مگر عراقی صاحب کی فرمائش کو میں رد نہیں کر سکتا۔ ان کی فرائش مجھے ہر صورت پوری کرنی پڑتی ہے۔

پروفیسر حکیم راحت نسیم سوہدروی (ہمدرد دواخانہ) سکیم موڑ۔ اقبال ٹاؤن۔ لاہور (۴ رجب ۱۴۲۲ھ ۲۲ ستمبر ۲۰۰۱ء) (چالیس علمائے اہلحدیث ص ۲۹)

حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ کی پرہیزگاری ۱۲۲۱ھ.....۱۳۱۱ھ (۱۸۰۶ء.....۱۸۹۳ء)

حافظ محمد بن بارک اللہ لکھوی رحمہما اللہ کا شمار اولیائے کرام میں ہوتا ہے ۱۲۲۱ھ / ۱۸۰۶ء میں موضع لکھو کے ضلع فیروز پور (مشرقی پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام حافظ بارک اللہ تھا جن کا شمار اہل اللہ میں ہوتا تھا اور تقویٰ و پرہیزگاری میں بہت مشہور تھے بہت کم سخن اور درویش صفت انسان تھے ان کا زیادہ وقت ذکر واذکار میں گزرتا اور اس کے ساتھ ان میں ایک صفت یہ بھی تھی کہ اہل اقتدار اور روٴسا کو خاطر میں نہ لاتے تھے، ان سے اظہار نفرت فرماتے تھے، ان کی ساری زندگی دعوت وتبلیغ اور وعظ وارشاد میں گزری۔ ۱۲۶۶ھ / ۱۸۵۰ء میں رحلت فرمائی۔ (چالیس علمائے اہلحدیث ص 43)

زہد وورع اور مزاج کی سادگی:۔ حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ کی قوت حافظہ بہت زیادہ تھی اللہ تعالی نے ان کو اس نعمت سے خصوصی نوازا تھا جو کتاب ایک دفعہ پڑھ لی سینہ میں محفوظ ہوگئی، علم وفضل تقویٰ وطہارت، زہد وورع، حفظ وضبط، عدالت وثقاہت اور امانت ودیانت میں بہت اعلیٰ وارفع تھے، ساری زندگی سادہ پن میں گزری، علماء کو تصنع وتکلف سے بالکل متنظر تھے، آخر عمر تک نماز باجماعت ادا کرتے رہے اور قیام اللیل کو کبھی ترک نہ کیا۔ (چالیس علمائے اہلحدیث ص 44)

علمائے کرام نے ان کے تبحر علمی اور صاحب کمال ہونے کا اعتراف کیا ہے مولانا شمس الحق عظیم آبادی **غاية المقصود شرح ابی دائود** کے مقدمہ میں لکھتے ہیں: "**والعالم الكامل الصالح بن الصالح محمد بن بارك الله اللكهوى الفنجابى**" حافظ محمد بن بارک اللہ لکھوی پنجاب عالم، کامل اور صالح تھے اور صالح باپ کے بیٹے تھے۔

تصنیف:۔ شیر طریقت (پنجابی نظم) (چالیس علمائے اہلحدیث ص 44-45)

وفات: حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ نے ۹۰ سال کی عمر میں ۱۳ صفر ۱۳۱۱ھ / ۲۷ اگست ۱۸۹۳ء کو رحلت فرمائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بطور برکت قمیض وپگڑی لے جانا:۔ حافظ محمد صاحب رحمہ اللہ نے اپنی ساری زندگی درس وتدریس، وعظ وتبلیغ اور دعوت وارشاد میں بسر کردی۔ ان کی ان خدمات کا اعتراف آپ کے استاد محترم شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ نے بھی کیا ہفت روزہ الاعتصام لاہور کی اشاعت ۱۲ اپریل ۱۹۷۴ء میں یہ واقعہ درج ہے کہ ۱۳۱۹ھ / ۱۹۰۱ء میں استاد پنجاب حافظ عبدالمنان وزیر آبادی رحمہ اللہ دہلی تشریف لے گئے۔ اس وقت میاں صاحب سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کی بینائی کمزور ہوگئی تھی حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ نے استاد محترم کی خدمت میں عرض کیا شیخ مجھے پہچانا ہے اس پر محدث دہلوی رحمہ اللہ نے فرمایا میں نے تمہیں پہچان لیا ہے تم عبدالمنان وزیر آبادی ہو تم نے عبدالجبار غزنوی اور حافظ محمد بن بارک اللہ لکھوی نے پنجاب میں تبلیغ توحید وسنت کر کے میرے دل کو ٹھنڈک پہنچائی ہے۔

عبدالجبار آیا تھا اور میری قمیض لے گیا ہے اور تم میری یہ پگڑی لے جاؤ۔ حافظ عبدالمنان مرحوم نے میاں صاحب کی پگڑی اپنے پاس سنبھال کر رکھی اور اس پگڑی کے بارے میں وصیت فرمائی تھی کہ اس کو میری کفن میں استعمال کیا جائے۔ چنانچہ یہ پگڑی حافظ عبدالمنان کے کفن میں استعمال کی گئی۔ (چالیس علمائے اہلحدیث ص 48)

حافظ محمد ابراہیم آروی رحمہ اللہ (۱۲۶۴ھ.....۱۳۱۹ھ (۱۸۴۸ء.....۱۹۰۲ء)

آپ ۱۲۶۴ھ مطابق ۱۸۴۸ء آرہ ضلع مدراس میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم جن اساتذہ سے حاصل کی ان کے نام یہ ہیں:

مولانا حکیم ناصر علی مرحوم، قاضی مولوی محمد کریم مرحوم، مولوی نور الحسن آروی مرحوم، مولانا الٰہی بخش بہاری مرحوم

ان اساتذہ کرام سے استفادہ کے بعد علی گڑھ اور دیوبند کا سفر کیا اور ان دو مقامات پر جن اساتذہ کرام سے اکتساب کیا ان کے نام یہ ہیں:

مولانا لطف اللہ علی گڑھی رحمہ اللہ، مولانا سعادت حسین بہاری رحمہ اللہ، مولانا شیخ یعقوب بن مملوک علی رحمہ اللہ

(چالیس علمائے اہلحدیث ص50)

اکتساب فیض روحانی:۔ ان جلیل القدر اساتذہ حدیث سے استفادہ کے بعد حافظ صاحب عارف باللہ مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی خدمت میں امرتسر حاضر ہوئے اور ان سے اکتساب فیض کیا۔ مولانا حکیم سید عبدالحئی الحسنی لکھتے ہیں:

''وسا فرالی امر تسر و صحب الشیخ الکبیر عبداللہ محمد اعظم الغزنوی و استقاض منه'' آپ نے امرتسر کا سفر کیا اور شیخ کبیر مولانا عبداللہ محمد اعظم غزنوی رحمہ اللہ کی صحبت اختیار کی اور اکتساب فیض کیا۔

فراغت تعلیم کے بعد آرہ میں ایک دینی مدرسہ بنام ''مدرسہ احمدیہ'' قائم کیا یہ مدرسہ کئی لحاظ سے اپنے دور میں منفرد تھا۔

(چالیس علمائے اہلحدیث ص51)

صوفی، واعظ و مدرس:۔ حافظ صاحب، صوفی، واعظ، مدرس، مجاہد، ماہر تعلیم اور جید عالم تھے۔ تفسیر، حدیث اور فقہ پر کامل عبور حاصل تھا اور اس کے ساتھ علم اعراب، علم صرف و نحو اور فارسی و عربی ادب میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ (چالیس علمائے اہلحدیث ص52)

مولانا محمد سعید بنارسی کا حصول علم:۔ مولانا حکیم سید عبدالحئی حسینی لکھتے ہیں: ''فسافر الی دیو بند وقرأ النحو العربیته والفقه و شیئا من المنطق و الحکمة علی اساتذة المدرسه العربیة ثم سافر الی دهلی واخذ الحدیث عن السید المحدث نذیر حسین الحسینی الدهلوی ثم لازم الشیخ عبدالله الغازیفوری وقراء علیه ما بقی له من الکتب الدرسیته''

آپ دیوبند تشریف لے گئے وہاں آپ نے نحو، فقہ اور منطق و حکمت کی کتابیں علمائے دیوبند سے پڑھیں، اس کے بعد آپ نے دہلی کا سفر کیا اور مولانا سید محمد نذیر حسین محمد دہلوی رحمہ اللہ سے حدیث کی تعلیم حاصل کی بعد ازاں مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے بقیہ کتب درسیہ پڑھیں۔ (چالیس علمائے اہلحدیث ص58)

وحید الزماں حیدر آبادی رحمہ اللہ

میں اپنی تمام مرویات حدیثہ کی یعنی صحاح ستہ وغیرہ کی روایت کی اجازت مولوی وحید الزماں کو دیتا ہوں جو بڑے زیرک، نہایت روشن دماغ اور صائب الرائے آدمی ہیں۔ (سید محمد نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ) (چالیس علمائے اہلحدیث ص102)

وحید الزماں حیدر آبادی رحمہ اللہ (۱۲۶۷ھ......۱۳۳۸ھ۔۱۸۵۰ء......۱۹۲۰ء)

خدمات حدیث:۔ برصغیر (پاک و ہند) میں مولانا وحید الزماں حیدر آبادی کا شمار ان علمائے کرام میں ہوتا ہے جنہوں نے ایک نئے رنگ میں حدیث کی خدمت کی۔ آپ نے صحاح ستہ بشمول مؤطا امام مالک کے اردو زبان میں ترجمے کے اور اس کے ساتھ حدیث کی ایک لغت (۲۸) جلدوں میں مرتب کی۔

والد محترم کی بیعت نقشبندیہ:۔ مولانا وحید الزماں ۱۲۶۷ھ مطابق ۱۸۵۰ء کانپور میں پیدا ہوئے، ان کے والد کا نام مولانا مسیح الزماں تھا جو ایک بلند پایہ عالم دین اور اعلیٰ پایہ کے ادیب تھے۔ ان کا سن ولادت ۱۲۲۱ھ/۱۸۰۵ء ہے اپنے والد مولوی نور محمد مرحوم سے عربی و فارسی کی تعلیم حاصل کی تھی۔ فراغت تعلیم کے بعد حیدر آباد دکن میں مطبع عالی کی نگران اور مہتمم مقرر ہوئے اور ۱۲۹۴ھ/۱۸۷۷ء تک اس عہدے پر فائز رہے اور اسی سال آپ مولانا شاہ عبدالغنی مجددی رحمہ اللہ سے بیعت ہوئے اور اس کے بعد ہجرت کر کے مکہ معظمہ چلے گئے وہاں آپ

نے ۹ ذیقعدہ ۱۲۹۵ھ /۱۸۷۸ء کو (۳۷) سال کی عمر میں وفات پائی اور جنت المعلّی میں سپرد خاک کئے گئے۔ مولانا وحیدالزماں ایک بلند پایہ عالم دین، مفسرقرآن، محدث، فقیہہ، مورخ، متکلم، معلم، مترجم، نقاد، دانشور، مبصر، مصنف اورعربی، فارسی اوراردو کے بلند مرتبہ ادیب تھے۔ (چالیس علمائے اہلحدیث ص103)

بیعت نقشبندیہ:۔ ۱۲۸۹ھ /۱۸۷۳ء میں آپ کی شادی مولوی مرادعلی لکھنوی کی صاحبزادی سے ہوئی۔ ۱۲۹۴ھ /۱۸۷۷ء مولانا وحیدالزماں دوسری بار حج بیت اللہ کیلئے تشریف لے گئے۔ اس بار آپ کوعلمائے حجاز سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا اوران سے حدیث میں استفادہ کیا جن علمائے حجاز سے آپ نے اکتساب فیض کیا ان کے نام یہ ہیں۔ مفتی حنابلہ شیخ سیداحمد بن حمید، شیخ محمد بن سلیمان حسب اللہ الشافعی، شیخ سیداحمد بن زینی بن احمد دحلان الشافعی اوران اساتذہ سے استفادہ کے بعد مولانا وحیدالزماں مدینہ منورہ میں شیخ عبدالغنی مجددی رحمہ اللہ سے بیعت ہوئے۔ (چالیس علمائے اہلحدیث ص105)

قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ، ۱۲۸۲ھ......۱۳۴۹ھ (۱۸۶۶ء......۱۹۳۰ء)

قاضی صاحب رحمہ اللہ اخلاق وعادات کے اعتبار سے متواضع مخلص، بااخلاق، باکردار، عابد وزاہد، حلیم الطبع، ملنسار، شرافت کا مجسمہ اورشب زندہ دار تھے۔ سردار دیوان سنگھ مفتون لکھتے ہیں کہ انسانوں میں اگر فرشتہ ہوسکتا ہے تو اس کا نام علامہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری (رحمہ اللہ) ہوگا۔ (چالیس علمائے اہلحدیث ص126)

صاحب دل وصاحب کرامات:۔ قاضی صاحب علوم اسلامیہ کے متبحر عالم ہونے کے ساتھ ساتھ بڑے صاحب دل وصاحب کرامات بھی تھے اوراکثر یہ دعا کیا کرتے تھے کہ ''اے اللہ میری قبر نہ ہو'' اور یہ شعر اکثران کی زبان پر ہوتا تھا ۔

میرا مرقد میرے احباب کے سینے ہوں گے   تودہ خاک کو مت جانیو تربت میری

قاضی صاحب ۱۳۴۹ھ /۱۹۳۰ء میں دوبارہ حج بیت اللہ کیلئے تشریف لے گئے حج سے واپس آرہے تھے کہ بحری جہاز میں انتقال کیا اوران کی نعش سمندری لہروں کے حوالے کردی گئی۔ مولانا سیداسماعیل غزنوی رحمہ اللہ بھی اسی جہاز سے واپس آرہے تھے انہوں نے نماز جنازہ پڑھائی۔

ولی کا سمندری مچھلیوں میں احترام:۔ جب نماز جنازہ پڑھنے کے بعد قاضی صاحب کی نعش سمندری لہروں کے حوالہ کردی گئی تو مچھلیاں قریب آکر واپس ہوجاتی تھیں اور جہاں تک ہماری نگاہوں نے کام کیا، قاضی صاحب کی نعش سمندر میں جاتی دکھائی دے رہی تھی حالانکہ قاضی صاحب کے انتقال سے پہلے تین چار حاجیوں نے جہاز میں انتقال کیا اور جب ان کی نعشیں سمندری لہروں کے حوالہ کی گئیں تو مچھلیوں نے ان کوفوراً نگل لیا۔ (چالیس علمائے اہلحدیث ص128-129)

ابوالوفاء ثناءاللہ امرتسری رحمہ اللہ ۱۲۸۵ھ......۱۳۶۷ھ (۱۸۶۸ء......۱۹۴۸ء)

درالعلوم دیوبند کا عظیم تصور (رواداری):۔ جب ہماری نظر کسی مشہور ومعروف شخصیت پر پڑتی ہے تو فوراً ایک ہمہ گیر تاریخ ہمارے سامنے آجاتی ہے یا ایسا ہوتا ہے کہ ہم تاریخ کے گوشہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس گوشہ کے متعلق اہم شخصیت کا خاکہ ذہنوں میں ابھرتا ہے اسی طرح ملتوں اور جماعتوں کا حال ہے۔

جب تاریخ دیوبند پرنظر ڈالتے ہیں تو فوراً سامنے مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ، مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ، مولانا محمود الحسن دیوبندی رحمہ اللہ اور مولانا شبیراحمد عثمانی رحمہ اللہ کی تصویریں آجاتی ہیں یا ہم ان علمائے دیوبند کا نام سنتے ہیں تو پوری تاریخ دیوبند سامنے آجاتی ہے اوردارالعلوم کا عظیم تصور ذہن میں آجاتا ہے۔ (چالیس علمائے اہلحدیث ص178)

سابقہ علماء میں رواداری کی فضائیں:۔ ۱۸۹۲ء /۱۳۰۹ھ میں مولانا ثناءاللہ رحمہ اللہ مدرسہ فیض عام کان پور سے فارغ ہوئے تو اس

کی دستار بندی کے موقع پر مولانا شبلی نعمانی رحمہ اللہ کی تحریک پر کان پور میں ایک جلسہ مولانا سید محمد علی مونگیری رحمہ اللہ کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں ندوۃ العلماء کا قیام عمل میں لایا گیا۔اس اجلاس میں مولانا ثناءاللہ بھی شریک تھے اور تمام حاضر علماء میں سب سے کم عمر تھے۔

مولانا سید سلیمان لکھتے ہیں: اجلاس میں مولانا شبلی،مولانا محمد علی مونگیری،مولانا لطف اللہ علی گڑھ،مولانا خلیل احمد سہارنپوری،مولانا محمد اشرف علی تھانوی اور مولانا ثناءاللہ امرتسری شامل تھے اور مولانا ثناءاللہ علماء میں سب سے کم عمر تھے۔(چالیس علمائے اہلحدیث ص190)

۱۹۲۵ء میں جمعیۃ العلماء کا اجلاس کلکتہ میں مولانا سید سلیمان ندوی کی صدارت میں منعقد ہوا۔اجلاس میں مولانا ثناءاللہ شریک تھے۔مولانا سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں کہ مولانا ثناءاللہ اس اجلاس میں شرکت کیلئے خاص طور پر تشریف لائے تھے کہ جمعیۃ کے اجلاس میں دارالحرب میں سود کے مسئلہ پر بحث کرنے والے تھے۔حضرت مولانا سید انور شاہ اور دوسرے علماء دیو بند بھی تشریف فرما تھے۔(چالیس علمائے اہلحدیث ص192)

ائمہ سلف سے عقیدت:۔(مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی کا تذکرہ) مصلحین امت میں امام احمد بن حنبل،امام ابن تیمیہ،امام رازی، حضرت سید احمد شہید،مولانا شاہ اسماعیل شہید اور امام محمد بن عبدالوہاب رحمہم اللہ اجمعین سے والہانہ محبت رکھتے تھے اور ان کی ائمہ کرام سے انکو بہت زیادہ عقیدت تھی اور اپنے ملنے والوں کو ان کی ائمہ کرام کے حالات اور ان کی تصانیف کے مطالعہ کی ترغیب دیتے رہتے تھے۔ان کے تلمیذ رشید مولانا عبدالمجید سوہدروی مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ مولانا سیالکوٹی رحمہ اللہ کی زبان سے اکثر میں نے سنا کہ ائمہ سلف نے اسلام کی جو تبلیغ کی ہے اور تبلیغ کا جو طریقہ بتلایا ہے اگر اس کو اپنا لیا جائے تو اسلام کی بہت بڑی کامیابی ہے۔(چالیس علمائے اہلحدیث ص233,232)

تاریخ اہلحدیث پر تبصرہ:۔ یہ کتاب مذہب اہلحدیث کی مکمل تاریخ ہے اور دلائل سے ثابت کیا ہے کہ دور نبوی ﷺ سے لے کر آج تک مذہب اہل حدیث کو ماننے والے موجود رہے ہیں اور اس کے ساتھ مذہب اہل حدیث کے اصول بتاتے ہوئے تقلیدی مذہب سے مقابلہ کیا ہے اور آخری باب طبع اول لاہور ۱۹۷۴ء/۱۳۹۴ھ۔(چالیس علمائے اہلحدیث ص242)

مولانا عبدالمنان کا فیض روحانی:۔ مولانا شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی صحبت میں دو سال تک رہ کر ان سے علمی و روحانی فیض حاصل کیا اس وقت آپ کی عمر ۲۱ سال تھی۔تکمیل تعلیم کے بعد بمبانوالہ ضلع سیالکوٹ تشریف لائے اور وہاں درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا۔
(چالیس علمائے اہلحدیث ص280)

عبدالسلام بستوی رحمہ اللہ ۱۳۲۷ھ.....۱۳۹۴ھ (۱۹۰۷ء.....۱۹۷۴ء)

مولانا عبدالسلام بستوی رحمہ اللہ ایک بلند پایہ عالم دین تھے تمام علوم اسلامیہ پر انکی نظر وسیع تھی تفسیر،حدیث اور فقہ پر عبور کامل تھا،فتویٰ نویسی میں بھی ان کو مہارت حاصل تھی۔ان کی ساری زندگی درس وتدریس میں گزری اور درس وتدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف وتالیف کا بھی عمدہ ذوق رکھتے تھے۔اخلاق وعادات کے اعتبار سے بڑے ملنسار،متواضع اور زہد و ورع کا نمونہ اور مجسمہ طہارت تھے،مولانا محمد عطاء اللہ حنیف مرحوم فرمایا کرتے تھے۔مولانا عبدالسلام بستوی مرحوم سادہ مزاج ومتواضع ملنسار،حلیم الطبع،بااخلاق اور شریف النفس انسان تھے۔
(چالیس علمائے اہلحدیث ص339)

مولانا عبدالسلام بستوی نے مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور اور دارالعلوم دیو بند میں تعلیم حاصل کی اور یہ دونوں مدرسے تقلیدی مدرسے ہیں۔دارالحدیث رحمانیہ دہلی میں بھی تعلیم حاصل کی لیکن ساری زندگی اہلحدیث رہے۔اہلحدیث مدارس میں تدریس فرمائی۔
(چالیس علمائے اہلحدیث ص341)

محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ

تعارف شخصیت:۔ صاحب تحقیق عالم تھے،علوم اسلامیہ پر انکی نظر وسیع تھی۔(محمد عطاءاللہ حنیف رحمہ اللہ)

برصغیر میں

اہلِ حدیث کی آمد

محمد اسحاق بھٹی

خوبصورت اور معیاری مطبوعات

کتاب و سنت
کی
نشر و اشاعت
کے لیے
کوشاں

اشاعت —— 2004ء

مکتبہ قدوسیہ
ابوبکر قدوسی نے موٹر وے پریس سے چھپوا کر شائع کی۔
رحمان مارکیٹ ● غزنی سٹریٹ ● اردو بازار ● لاہور پاکستان
Ph:042-7230585-7351124
Email: qadusia@brain.net.pk

(1161A)

۱۴۳۰ ہجری ۲۰۰۹ء

نام کتاب : برصغیر میں علم فقہ
تالیف : محمد اسحاق بھٹی
اہتمام : بیت الحکمت، لاہور
مطبع : میٹرو پرنٹرز، لاہور

ڈسٹری بیوٹرز

پبلشرز، ڈسٹری بیوٹرز، تشہیران کتب خانہ جات
فرسٹ فلور، الحمد مارکیٹ، غزنی سٹریٹ
اُردو بازار، لاہور فون: 7320318 فیکس: 7239884
ای میل: hikmat100@hotmail.com

اُردو بازار، نزد ریڈیو پاکستان، کراچی۔
فون: 2212991-2629724

تفسیر مولانا کا خاص موضوع تھا عربی کی قدیم وجدید تفاسیر کھنگال ڈالی تھیں اور قرآن کے مطالب ومعانی اور رموز ونکات انکے خزانہ ذہن میں محفوظ تھے۔(محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ)

مرحوم کو علوم دینیہ کے تمام میدانوں میں یکسانیت حاصل تھی۔(پروفیسر سراج منیر)

بڑے عالم وفاضل،محقق،مورخ،فلسفی اور علوم جدید کے ماہر تھے،عالمی اور ملکی سیاست سے پوری طرح باخبر تھے۔(عنایت اللہ نسیم)
(چالیس علمائے اہلحدیث ص364)

ندوۃ العلماء کے باصلاحیت علمائے کرام:۔ ندوۃ العلماء نے برصغیر(پاک وہند) میں ایسے جید عالم دین،مفکر اور دینی علوم میں دسترس رکھنے کے ساتھ ساتھ علوم جدیدہ سے مکمل آگاہی رکھنے والے علمائے کرام پیدا کئے جنہوں نے برصغیر کے علاوہ عالم اسلام اور مغربی دنیا میں بھی اپنے علوم وفضل اور تحقیق وتدقیق کا لوہا منوایا۔مولانا سید سلیمان ندوی،مولانا عبدالسلام ندوی،مولانا مجیب اللہ ندوی،مولانا عبدالسلام قدوائی ندوی،مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہم اللہ ایسے لوگ تھے جو اپنے علم وفضل اور تحقیق وتدقیق میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے۔مولانا محمد حنیف رحمہ اللہ بھی اپنی جگہ ایک یگانہ روزگار اور نابغہ کی حیثیت رکھتے تھے۔(چالیس علمائے اہلحدیث ص365)

جماعت اہلحدیث کیلئے خدمات: قیام پاکستان سے قبل ''آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس'' تھی اور صوبائی جماعت ''انجمن اہلحدیث پنجاب'' تھی۔مولانا محمد حنیف ندوی آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس کی مجلس عاملہ کے رکن تھے اور انجمن اہلحدیث پنجاب کی مجلس عاملہ کے بھی رکن تھے۔

قیام پاکستان کے بعد مرکزی جمعیت اہلحدیث مغربی پاکستان کا قیام عمل میں آیا مولانا سید محمد داؤد غزنوی مرحوم کو صدر اور پروفیسر عبدالقیوم مرحوم کو جنرل سیکرٹری بنایا گیا مولانا محمد حنیف ندوی کو مجلس عاملہ کا رکن نامزد کیا گیا۔

اپریل ۱۹۵۵ء میں لائل پور(فیصل آباد) میں سالانہ اہل حدیث کانفرنس ہوئی جس کی صدارت مولانا سید اسماعیل غزنوی رحمہ اللہ نے کی تھی۔اس کانفرنس میں یہ طے پایا کہ جماعت اہلحدیث کا ایک مرکزی دارالعلوم قائم کیا جائے چنانچہ تمام علمائے کرام نے اس سے اتفاق کیا اور اس دارالعلوم کا نام مولانا محمد حنیف ندوی کی تجویز پر جامعہ سلفیہ منظور ہوا۔(چالیس علمائے اہلحدیث ص370)

تصانیف:۔ مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ بلند پایہ صاحب قلم تھے،آپ نے مختلف موضوعات پر جو کتابیں تصنیف کیں۔
سرگزشت غزالی،تعلیمات غزالی،مکتوب مدنی،افکار غزالی۔(چالیس علمائے اہلحدیث ص372)

نام کتاب: برصغیر میں اہل حدیث کی آمد

مصنف:۔محمد اسحاق بھٹی......ناشر:۔مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور

ساحل ہند پر اہل حدیث کا پہلا قافلہ:۔ (مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ۔۔۔وفات ۲۰ فروری ۱۹۶۸ء لکھتے ہیں) سب سے پہلا قافلہ جو فاتحانہ حیثیت میں ساحل ہند پر وارد ہوا،وہ اہل حدیث کا تھا اس وقت گو سندھ میں اہل توحید کو وہ قوت حاصل نہیں تھی،لیکن تاریخ کے اوراق ان کی خدمات کو نہیں بھول سکتے،اسی طرح مغل فاتحین بھی اسلامی سادگی اور دین فطرت کی روشنی سے زیادہ فارسی تہذیب سے آشنا تھے اس لیے ہندوستان میں اسلامی سادگی اور کتاب وسنت کی تعلیمات کا زور زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکا اور نہ خدام حدیث کی اس قدر کثرت ہو سکی جس قدر دوسرے ممالک میں تھی،شیخ علی متقی صاحب کنز العمال اور شیخ۔محمد طاہر مؤلف مجمع البحار،شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہم اللہ اپنے اپنے وقت میں مغتنمات سے تھے،اکبری دور میں بعض علماء نے اپنا فرض ادا کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔

اس وقت اہل حق کس قدر کم زور تھے،شیطانی طاقتیں کس قدر جمع ہو رہی تھیں،فتنوں کا سیلاب کتنا تباہی خیز تھا،حکومت کا لادینی جذبہ اہل حق کے لئے کتنی مصیبت کا باعث تھا،اعراس اور موالید کو بعض لوگوں نے اسلام کا بنیادی مسئلہ سمجھ رکھا تھا،تاہم بزرگان دین نے ان

بدعات پر کڑی نکتہ چینی کی، غیر اسلامی رسوم اور غیر اسلامی نظریوں کے خلاف ان مجددین وقت کی پرشکوہ آواز فضائے دہر میں گونجتی رہی، رضی اللہ عنہم وارضاہ۔ (برصغیر میں اہل حدیث کی آمد ص ۲۵)

اہل اللہ کی زندگیاں مشعل راہ ہیں:۔ (مولانا سید محبّ اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ لکھتے ہیں) ماضی بعید میں صحابہ کرام کے دور کے بعد حضرات امام احمد، امام بخاری اور امام ابن تیمیہ وغیرھم کی زندگیاں ہمارے لیے درخشندہ ستاروں کی ہیں اور ماضی قریب میں بھی بہت سی ایسی ہستیاں گزر چکی ہیں جن کی زندگیاں ہمارے لیے یقیناً مشعل راہ ہیں۔ (برصغیر میں اہل حدیث کی آمد ص ۲۷)

مولانا اسحاق بھٹی حفظہ اللہ کو خراج تحسین:۔ محترم المقام جناب محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ کی یہ کتاب شائع کرتے ہوئے ہمارے دل مسرت سے لبریز ہیں، تاریخ اہل حدیث سے محبت ہمیں ورثے میں ملی ہے والد گرامی قدر جناب مولانا عبدالخالق قدوسی شہید کا یہ خاص موضوع تھا، وہ ذہنی طور پر تاریخ اہل حدیث کی ترقیم کا خاکہ تیار کر چکے تھے۔ لیکن 23 مارچ 1987ء کے حادثہ لاہور میں انہیں جام شہادت نوش کرنا پڑا۔ اس طرح یہ کام آگے نہ بڑھ سکا اور ہمارے اہل قلم پر ہمارے مسلک کا یہ قرض جوں کا توں رہا۔ اب محترم بھٹی صاحب نے اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونیکی کامیاب کوشش کی ہے۔ ہم اس پر انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور ان کے دعا گو ہیں۔

باہمی نفرتوں سے دوری کی دعا:۔ دعا ہے اللہ رب العزت امت مسلمہ میں گروہی نفرتوں اور فرقہ وارانہ آویزشوں کو ختم فرمائیں اور ہمارے دل ایک دوسرے کے لئے نرم فرما دیں۔ اللہ رب العزت اس کتاب کی اشاعت کے بدلے میں ہماری حسنات میں اضافہ فرمائیں اور سیئات سے درگزر فرمائیں۔ (برصغیر میں اہل حدیث کی آمد ص ۳۲) آمین یارب العالمین......ابوبکر قدوسی......14 نومبر 2003ء

اسحاق بھٹی حفظہ اللہ......نظر انتخاب کا محور:۔ چنانچہ احباب گرامی قدر کے سامنے یہ تجویز پیش کی گئی کہ اس کیلئے محترم مولانا اسحاق بھٹی صاحب کو تکلیف دی جائے وہ ایک منجھے ہوئے مصنف اور منصف مزاج صاحب قلم ہیں، تاریخ نویسی میں ان کے اشہب قلم کی روانی مشہور ہے اور وہ تمام علمی حلقوں میں معروف اور یکساں مقبول ہیں ان کے بارے میں ان کی کتاب ''نقوش عظمت رفتہ'' کے ناشر نے بجا فرمایا ہے۔

بھٹی صاحب ایک خاص فقہی مسلک کے حامی ہیں جسے مسلک اہل حدیث سے تعبیر کیا جاتا ہے لیکن ان کی وسعت قلب ملاحظہ ہو کہ وہ ہر مسلک کے اہل علم کو نہایت احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور واضح الفاظ میں ان کی خوبیوں کی تفصیل بیان کرتے ہیں، جہاں تک ہم جانتے ہیں یہ وسعت قلب موجودہ دور کے کسی اور مسلک کے اہل علم کے حصے میں نہیں آئی۔ (برصغیر میں اہل حدیث کی آمد ص ۴۰)

(عبدالخالق محمد صادق......فاضل مدینہ یونیورسٹی......داعیہ جمعیۃ احیاء التراث الاسلامی......دولۃ الکویت)

نواب صاحب کے عظیم کارنامے:۔ برصغیر پاک وہند میں تحریک عمل بالحدیث کا آغاز کب اور کس طرح ہوا؟ یہ تو خاصا لمبا موضوع ہے جس کی کچھ تفصیل زیر نظر کتاب میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے، تاہم اسے زیادہ فروغ تیرھویں صدی ہجری کے اوائل میں ملا جس، میں امیر الملک نواب صدیق حسن خاں، شیخ الکل میاں سید نذیر حسین محدث دہلوی، مولانا محمد حسین بٹالوی، شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری وغیرہم کی مساعی حسنہ کا حصہ بہت زیادہ ہے۔ نواب صاحب نے عربی، اردو اور فارسی تینوں زبانوں میں تقریباً ہر موضوع پر کتابیں تحریر فرمائیں اور متعدد اہم کتابیں (فتح الباری وغیرہ) اپنے خرچ پر طبع کر کے تقسیم بھی کیں، یوں وہ مجدد العلوم کے مصداق ٹھہرے۔ (برصغیر میں اہل حدیث کی آمد ص ۴۲)

اہل حدیث صوفیا کی امتیازی شان:۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اہل الحدیث کی امتیازی خصوصیات کا ذکر کس خوبی کے ساتھ فرمایا ہے۔ وہ لکھتے ہیں: '' فهم اعلم الامة بحديث الرسول وسير ته و مقاصده واحواله و نحن لا نعني باهل الحديث المنتصرين على سماعته اوكتابته اور روايته بل نعني بهم كل من كان احق بحفظه و معرفته وفهمه ظاهراً و باطناً واتباعه باطنا وظاهراً و كذلك اهل القرآن۔ وادنى خصلة فى هولاء محبة القرآن و الحديث والبحث عنهما وعن معانيهما، والعمل بم علموه من موجبهما ففقهاء الحديث اخبر بالرسول من فقهاء غير هم، وصوفيتهم اتبع الرسول من صوفية غير هم وامراء هم احق بالسياسة النبوية من

غیر هم وعامتهم احق بموالاة الرسول من غیر هم ''۔(مفصل الاعتقاد، مجموع فتاوی شیخ الاسلام ابن تیمیه، ج۴ص۹۵)

پس اہل حدیث رسول اللہ ﷺ کی حدیث، آپ کی سیرت اور آپ کے مقاصد واحوال کو سب فرقوں سے زیادہ جانتے ہیں اور ہمارے نزدیک اہل حدیث سے مراد صرف وہی لوگ نہیں ہیں جو حدیث کی سماعت یا اس کی تحریر و کتابت یا اس کی روایت کے لئے وقف رہے بلکہ لقب اہل حدیث کا مستحق ہر وہ شخص ہے جو حدیث کی حفاظت و معرفت اور اس کے ظاہر و باطن کے فہم اور اس کے اتباع میں نمایاں اور ممتاز ہو، اسی طرح اہل قرآن کا انطباق بھی ان پر صحیح ہے۔

ان لوگوں کی خصلت یہ ہے کہ یہ قرآن وحدیث سے محبت رکھتے ہیں اور ان کے معانی ومفاہیم پر بحث وگفتگو کرتے ہیں اور ان سے جن واجبات کا انہیں علم ہوتا ہے ان پر عمل کرتے ہیں اسی لیے فقہائے حدیث (محدثین کرام) رسول اللہ ﷺ سے دوسرے فقہاء کی بہ نسبت زیادہ خبر ہیں، اور ان کے صوفیاء بہ نسبت دوسرے صوفیاء کے رسول اللہ ﷺ کے زیادہ پیروکار ہیں اور ان کے احرائے حکومت نبوی سیاست کو بہ نسبت، دوسروں کے زیادہ سمجھتے اور اس کے مطابق رویہ اختیار کرنیوالے ہیں۔(برصغیر میں اہل حدیث کی آمد ص۴۸)

کمال فن کے حامل اسحاق بھٹی حفظہ اللہ:۔ کتاب کے فاضل مؤلف مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب ہیں (بارک اللہ فی عمرہ وعملہ) جو جماعت ہی میں نہیں، بلکہ پورے علمی حلقے میں معروف ہیں، علاوہ ازیں تاریخ اور شخصیت نگاری ان کا پسندیدہ موضوع ہے اور اس میں وہ کمال فن کے منصب پر فائز ہیں۔اس لیے انہوں نے اس حصے میں بھی اپنے موضوع کا حق ادا کیا ہے اور امید ہے کہ اگلے حصوں میں بھی کما حقہ موضوع کا حق ادا کریں گے۔(برصغیر میں اہل حدیث کی آمد ص۵۵)

صلاح الدین یوسف......مدیر شعبہ تحقیق وتصنیف وترجمہ دارالسلام۔لاہور......۲۴رمضان المبارک۱۴۲۳ھ۔۳۰نومبر۲۰۰۲ء

پیر سید عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کا فرمان:۔ اب اس سلسلے میں حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کا فرمان سنیے جو۴۹۱ھ میں پیدا اور۵۶۱ھ میں بغداد میں فوت ہوئے۔وہ اپنی مشہور کتاب ''غنیۃ الطالبین'' کے بعض مقامات میں ''اہل اثر'' اور بعض میں ''اہل حدیث'' کا ذکر کرتے ہیں اور اہل بدعت کی علامات کا تذکرہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: '' فعلا مة اهل البدعة الوقيعة فی اهل الاثر '' (ص۱۹۸۔مطبوعہ مرتضوی، دہلی)

یعنی اہل بدعت کی علامت یہ ہے کہ وہ اہل حدیث کی بدگوئی کرتے ہیں۔یہاں ''اہل الاثر'' سے مراد اہل حدیث ہیں۔

مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی نے جو۱۰۶۷ھ میں سیالکوٹ میں پیدا ہوئے حضرت پیر جیلانی رحمہ اللہ کے ان عربی الفاظ کا فارسی میں ترجمہ کیا ہے۔

پس نشان نشان اہل بدعت عیب کردن است در اہل حدیث۔

غنیۃ الطالبین (مطبوعہ مرتضوی دہلی کے ص۱۹۸) ہی میں پیر صاحب رقم فرماتے ہیں کہ اگرچہ لوگ انہیں کئی ناموں سے پکارتے ہیں لیکن درحقیقت اس جماعت کا ایک ہی نام ہے اور وہ ہے اہل حدیث ان کے الفاظ یہ ہیں ''ولا اسم لهم الااسم واحد وهو اصحاب الحديث'' (برصغیر میں اہل حدیث کی آمد ص۱۴۴)

ائمہ فقہ اور اہل حدیث......منصفانہ جائزہ:۔ یہاں ہم یہ حقیقت بھی واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ اہل حدیث کے قلب وذہن کا کوئی گوشہ فقہ اور ائمہ فقہ کے متعلق قطعاً غبار آلود نہیں ہے۔ان کے نزدیک فقہ وتقنین کی وہ وسعت پذیر مساعی اور گراں مایہ خدمات بہ درجہ غایت قدرومنزلت کی مستحق ہیں جو ائمہ فقہ نے مختلف حالات وظروف کی روشنی میں اپنے اپنے انداز میں انجام دیں۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی عظمت ورفعت:۔ وہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی فراست فقہی، فطانت علمی اور اجتہادی صلاحیتوں کا دل کی گہرائیوں سے اعتراف کرتے ہیں اور جس نہج سے انہوں نے قصر فقاہت کو ہم کنار رفعت کیا وہ ان کی ذہانت اور علم ودانش کی گہرائی وگیرائی کا بین ثبوت ہے یہی وجہ ہے کہ برصغیر پاک وہند میں اہل حدیث کے مدارس میں ہمیشہ باقاعدہ فقہ حنفی داخل نصاب رہی ہے اور اس کی تعلیم و تدریس کو اہل حدیث کے ہاں ہر دور میں سمجھنے کی سعی کی گئی ہے۔یہ ایک تسلسل ہے جو ابتداء سے اب تک جاری ہے۔

ان کے نزدیک امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کسی ایک ہی فرقے کی میراث نہیں ہیں بلکہ ان کا خزانہ علم ہر مکتب فکر کے لئے ہر آن وا ہے اور اس سے کسب ضو کرنا چاہیے فروعات میں اظہار اختلاف کے باوجودا کابر اہل حدیث فقہ حنفیہ کے متون پر بہت سے علمائے احناف سے زیادہ وسعت رکھتے ہیں، جو حضرات امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی وراثت کے مدعی بنے بیٹھے ہیں وہ انکے علم وفضل کو ایک ہی گوشے اور ایک ہی فرقے میں محدود کررہے ہیں یہ حضرات امام صاحب کی توقیر نہیں بلکہ ان کی فیض رسانیوں کے دائرے کی حد بندی کر دینا ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کی عظمت ورفعت:۔ امام شافعی رحمہ اللہ کی ان فقید المثال علمی وفقہی خدمات کو بھی ہم کھلے دل سے خراج تحسین پیش کرتے ہیں جن کی بدولت پہلی دفعہ استناد حدیث کے متعدد گوشے نکھر کر سامنے آئے اور فکر ونظر کی طراوت کا باعث بنے، یہی وہ گوشے ہیں جنہوں نے فقہ واصول کے ایک باقاعدہ نظام کی شکل اختیار کی اور جن سے فقہیات میں کتاب وسنت سے استدلال واستنباط کی راہیں کھلیں۔

دیگر ائمہ کی شان منزلت: اسی طرح اہلحدیث کے نزدیک امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ کی خدمات جلیلہ اور مساعی جمیلہ بھی از حد لائق تعریف ہیں کہ انہوں نے حفاظت حدیث اور صیانت سنت رسول ﷺ کی ذمہ داریوں کو بھی بہ طریق احسن پورا کیا اور تعلیم و تدریس کی مساند علیا کو بھی زینت بخشی، اس کے ساتھ ان کی عظمت کردار کا یہ پہلو بھی لائق صد افتخار ہے کہ انہوں نے جبر وملوکیت کی چیرہ دستیوں کے خلاف ایسی عزیمت واستقلال کا مظاہرہ کیا اور ایسی قربانی اور جرات وجاں بازی کا ثبوت دیا کہ تاریخ اسے ہمیشہ اپنے سینے میں محفوظ رکھے گی اور لوگ اسے بہ طور مثال پیش کرتے رہیں گے۔ (برصغیر میں اہل حدیث کی آمد ص۱۶۶۔۱۶۷)

ولی اللّٰہی خاندان کا کوئی حریف نہیں:۔ برصغیر کی سرزمین علم وادراک اور فضل وتحقیق کے اعتبار سے ہمیشہ سرسبز وشاداب رہی ہے۔ اس کی زرخیز مٹی سے بے شمار اہل قلم اور اصحاب تصنیف پیدا ہوئے جنہوں ے ہر حال اور ہر دور میں علم کی شمع روشن رکھی اور درس وتدریس میں زندگی بسر کی۔ ان کی علمی کاوشوں اور تصنیفی سرگرمیوں کی تفصیلات تذکرہ ورجال کی کتابوں میں مرقوم ہیں۔ کئی ایسے خاندان عالم وجود میں آئے جن کے اسلاف واخلاف کی بے پناہ مساعی اور شب وروز کی تگ ودو سے نہ صرف برصغیر کے لوگوں نے استفادہ کیا بلکہ پوری علمی دنیا میں ان کی شہرت پھیلی اور تمام عالم اسلام ان سے فیض یاب ہوا۔ ان جلیل القدر خاندانوں میں ایک خاندان حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کا ہے۔ اس خاندان کے لائق احترام ارکان نے بارہویں اور تیرھویں صدی ہجری (اٹھارویں اور انیسویں صدی عیسوی) میں جو علمی اور عملی کارنامے سرانجام دیے اس میں کوئی ان کی حریف نہیں۔ (برصغیر میں اہل حدیث کی آمد ص۱۷۱)

ہم اہلحدیث سے غلط فہمیوں کا ازالہ:۔ جس کسی شخص کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ حنفی مسلک سے تعلق رکھتا ہے تو کسی طرف سے اس پر کسی قسم کے تعجب کا اظہار نہیں کیا جاتا اسی طرح جب کسی کو مالکی، شافعی یا حنبلی کہہ کر پکارا جاتا ہے تو اسے بھی کوئی حیرت واستعجاب کی بات نہیں سمجھا جاتا، صرف یہ کہہ کر خاموشی اختیار کرلی جاتی ہے کہ یہ حضرات فقہی اعتبار سے ایک خاص نقطہ نظر کے حامل اور ایک خاص مکتب فکر کے پیرو ہیں اور مسائل کے استنباط واستدلال میں دینی لحاظ سے ایک متعین فرقے سے انکا تعلق ہے۔ لیکن اس کے برعکس دیکھا گیا ہے کہ کسی شخص کے متعلق جب یہ پتا چلا کہ یہ اہل حدیث ہے تو اکثر لوگوں کے قلب وذہن کی کیفیت بالکل بدل گئی دماغ میں عصبیت وعناد کی ایک غیر معمولی لہر اٹھنے لگی اور نظر وبصر کے دائروں میں آتش غضب بھڑک اٹھی۔

الزامات کی بوچھاڑ:۔ یہ حالت صرف عوام ہی کو نہیں ہے بڑے بڑے اصحاب دعوت وارشاد وارباب علم مسند کو دیکھا گیا ہے کہ ادھر اہل حدیث کا لفظ ان کے کان میں پڑا، ادھر قلم، حرکت میں آ گیا، زبان کی رفتار تیز ہوگئی اور الزامات وتنقیدات کی بوچھاڑ ہونے لگی، جو منہ میں آیا کہہ ڈالا اور جو دل میں آیا اگل دیا، کیا بات غلط ہے اور کیا صحیح ہے یہ سوچنے کی کوئی ضرورت نہیں، بس قلم ہے کہ سطح قرطاس پر بے محابا دوڑ رہا ہے اور زبان ہے کہ حق وباطل کے درمیاں خط امتیاز کھینچے بغیر تیزی کے ساتھ چل رہی ہے۔

ائمہ اور اولیاء کرام کی گستاخی کا الزام:۔ کبھی اہل حدیث کہلانے والوں کو ظاہریت کی طرف منسوب کیا گیا کبھی یہ فرمایا گیا کہ یہ

لوگ صرف الفاظ وحروف کی سرحدوں میں بند ہیں ذوق ومعنی کی وسعتوں سے انہیں کوئی تعلق نہیں۔کبھی ائمہ اربعہ کے نافرمان کہہ کر دل کو تسلی دی گئی کبھی اولیاء کرام اور بزرگان دین کے منکر کا طعنہ دے کر جی کی بھڑاس نکالی گئی۔کبھی نعوذ باللہ گستاخ رسول ﷺ کا الزام عائد کیا گیا۔

حالاں کہ یہ حقیقت ہے کہ اہلحدیث ائمہ اربعہ کی جلالت قدر کا دل کی گہرائیوں سے اعتراف کرتے ہیں مختلف مسائل میں انکی علمی وفقہی کاوش کو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اپنی تحریروں میں جابجا ان کے حوالے دیتے اور ان سے استفادہ کرتے ہیں لیکن ان میں سے کسی کے مقلد نہیں ہیں پیش آئند مسائل میں آخری فیصلہ اللہ اور رسول ﷺ کا ہی مانتے ہیں۔

اولیائے کرام ہمارے محسنین:۔ بزرگان دین اور اولیائے کرام کی پاکیزہ زندگی ان کے بلند ترین کردار ان کے طریق تفہیم اور نہج تبلیغ کو بھی اہل حدیث انتہائی لائق تکریم گردانتے ہیں اور ان کی دینی خدمات کو بہ درجہ غایت اہمیت دیتے ہیں اپنی تصنیفات میں ان کا تذکرہ کرتے اور اپنے مواعظ میں لوگوں کو یہ تلقین کرتے ہیں کہ ان کی تقویٰ شعاری، خشیت الٰہی اور جذبہ اطاعت رسول ﷺ کو اپنی زندگیوں میں جذب کیا جائے۔(برصغیر میں اہل حدیث کی آمد ص۱۹۰)

ائمہ اور اولیاء کا گستاخ بدنصیب:۔ بدنصیب ہیں وہ لوگ جو ائمہ اربعہ اور ائمہ حدیث وفقہ کو نشانہ طعن بناتے اور ان کی مساعی جمیلہ کو ہدف اعتراض ٹھہراتے ہیں، محروم القسمت ہے وہ گروہ جو اولیاء اللہ کا احترام نہیں کرتا اور ان کی بےلوث خدمات کو قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھا، اہل حدیث نے اس قسم کی حرکت کبھی نہیں کی ہے اور نہ کر سکتے ہیں، یاد رہے کہ حدیث پر عمل کرنے والا کوئی شخص ہرگز کسی بزرگ یا امام کی تنقیص نہیں کر سکتا۔(برصغیر میں اہل حدیث کی آمد ص۱۹۰)

گستاخی رسول ﷺ کا بے جان گھٹیا الزام:۔ اہل حدیث پر ایک نہایت بے جان اور گھٹیا الزام نبی ﷺ کے ساتھ گستاخی کا عائد کیا جاتا ہے۔آنحضرت ﷺ کی ذات مکرم ہی تو ہے جسے اہل حدیث کے نزدیک مرکز محبت اور منبع الفت کی حیثیت حاصل ہے اور جس کی ہر ادا، ہر قول اور ہر عمل کی اطاعت ان کا اولیں فریضہ ہے جس مقدس ہستی کے کردار اور وگفتار کے ہر گوشے اور شوشے کی فرماں برداری ان کا لازمہ حیات ہے۔(برصغیر میں اہل حدیث کی آمد ص۱۹۰۔۱۹۱)

(۱) تدوین فقہ میں امام اعظم کی خدمات:۔ تدوین فقہ کے سلسلے میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا نام نامی سرفہرست نظر آتا ہے وہ پہلے جلیل القدر بزرگ ہیں جو اقتدار بنوامیہ کے خاتمے کے بعد اپنے تلامذہ کی ایک جماعت کے ساتھ اس میدان میں اترے، حضرت امام کی ولادت ۸۰ ہجری میں ہوئی اور ۱۵۰ ہجری میں وہ اس دنیائے فانی سے عالم جاودانی کو تشریف لے گئے۔

طریق استنباط:۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مسائل دینی میں طریق استنباط یہ تھا کہ پہلے جواب مسئلہ کتاب اللہ سے تلاش کرتے ہیں، وہ جواب کتاب اللہ کی عبارۃ النص سے ہو، دلالتہ النص سے ہو، اشارہ النص ہو یا اقتضاء النص سے، اگر اس میں کامیاب ہوجاتے تو اسی کا تعین کرتے، اگر اس کا کتاب اللہ سے سراغ نہ ملتا یا کتاب اللہ کی روشنی میں بات کا فیصلہ نہ ہوسکتا تو سنت مشہورہ کی کتاب کی طرف رجوع فرماتے۔اگر سنت مشہورہ کے ذریعے سے کسی نتیجے پر نہ پہنچ پاتے تو اہل فتویٰ صحابہ اور تابعین کے اقوال اور قضایا میں اس کی تلاش شروع کرتے۔پھر اجماع کی طرف آتے اور اہل عراق صحابہ اور اہل عراق تابعین کے مسلک و مذہب کو محل فکر ٹھہراتے، اگر یہاں سے بھی جواب نہ ملتا تو قیاس اور استحسان سے مسئلے کا حل ڈھونڈتے۔(برصغیر میں اہل حدیث کی آمد ص۲۲۳)

امام ابوحنیفہ کے شاگردوں میں چار شاگردوں نے بڑی شہرت پائی اور وہ عمود فقہ حنفی کہلائے، وہ ہیں امام زفر، امام ابویوسف، امام محمد اور امام حسن بن زیاد رحمہم اللہ، ان کیوجہ سے فقہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور انکے مسلک کو بڑا فروغ حاصل ہوا۔

(۲) فقہ اسلامی کے دوسرے مضبوط ستون:۔ فقہ اسلامی کے دوسرے مضبوط ترین ستون امام مالک بن انس بن مالک بن ابو عامر ہیں امام مالک مدینہ منورہ میں تشریف رکھتے تھے ان کے پردادا حضرت ابو عامر رضی اللہ نبی ﷺ کے صحابی تھے، جنہوں نے غزوہ بدر کے

سوا تمام غزوات نبوی میں شریک ہونے کی سعادت حاصل کی تھی۔

امام مالک نہایت مؤثر شخصیت کے مالک تھے، حدیث وفقہ میں بلند مرتبہ رکھتے تھے، ان کی کتاب ''موطا'' نے اہل علم میں بے حد شہرت پائی اور ہر حلقے میں متداول ومقبول ہوئی اس کا اندازہ اس سے کیجئے کہ اس دور کے بارہ سو اہل علم نے ان سے ''مؤطا'' پڑھا۔

استنباط:۔ امام مالک رحمہ اللہ کم وبیش پچاس برس مسجد نبوی ﷺ میں مسند درس وافتاء پر رونق افروز رہے اور بے شمار حضرات نے ان سے استفادہ کیا امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک تعامل اہل مدینہ مستقل حجت کی حیثیت رکھتا ہے، استنباط مسائل میں فقہ مالکی کے ذرائع مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) قرآن مجید۔ (۲) احادیث رسول اکرم ﷺ۔ (۳) تعامل اہل مدینہ۔ (۴) قیاس۔ (۵) استصلاح۔

امام مالک کی ولادت ۹۳ ہجری میں مدینہ منورہ میں ہوئی اور وہیں ۱۷۹ ہجری میں وفات پائی، ان کے تلامذہ کا حلقہ بہت وسیع تھا، جنہوں نے امام کے فقہی اور شرعی نقطہ نظر کی بے حد اشاعت کی رحمہم اللہ تعالیٰ۔

علم حدیث میں رسوخ:۔ امام مالک رحمہ اللہ بہت بڑے محدث اور فقیہ تھے، ان کا دل عظمت حدیث سے معمور تھا، اس کا اندازہ علامہ زرقانی کی اس عبارت سے ہوتا ہے جو انہوں نے مقدمہ شرح مؤطا میں حضرت امام کے حالات میں بیان کرتے ہوئے تحریر فرمائی ہے۔

اخذ عن تسعمائة شيخ فاكثر واما افتٰى حتى شهدله سبعون اماما انه اهل لذالك و كتب بيده مائة الف حديث وجلس للدرس وهوابن سبعة عشر عاما وصارت حلقته اكبر من حلقة مشائخه في حياتهم ، وكان الناس يزدحمون على بابه لاخذالحديث والفقه كازدحامهم على باب السلطان، وله حاجب ياذن اولاللخاصة ، فاذا فرغوا اذن للعامة واذا جلس للفقه جلس كيف كان ، واذا اراد الجلوس للحديث اغتسل وتطيب ولبس ثيابا جددا و تعمم وقعد على منصته بخشوع و خضوع ووقار ويبخر المجلس بالعود من اوله الى فراغه تعظيما للحديث حتى بلغ من تعظيمه له انه لدغته عقرب وهو يحدث ستة عشر مرة فصاريصفر يتلوى حتى تم المجلس ولم يقطع كلامه۔ (مقدمہ زرقانی شرح موطا ص:۳)

امام مالک رحمہ اللہ نے نو سو اساتذہ سے علم حاصل کیا اور اس وقت تک فتویٰ نہیں دیا جب تک ستر ائمہ کرام نے فتوے کیلئے ان کی صلاحیت کی شہادت نہیں دی۔ اپنے ہاتھ سے انہوں نے ایک لاکھ حدیثیں لکھیں، وہ سترہ برس کی عمر میں مسند درس پر بیٹھ گئے تھے اور ان کا حلقہ درس ان کے اساتذہ کی زندگی ہی میں ان کے حلقہ ہائے درس سے بڑھ گیا تھا حدیث وفقہ کا علم حاصل کرنے کیلئے ان کے دروازے پر لوگوں کا اس قدر ہجوم ہو جاتا تھا، جیسا کہ بادشاہ کے دروازے پر ہوجاتا ہے، انہوں نے ایک دربان مقرر کر رکھا تھا جو پہلے ان خاص لوگوں کو انکے حلقہ درس میں جانے کی اجازت دیتا تھا جو باقاعدگی کے ساتھ ان سے سماع علم کرتے تھے، جب وہ فارغ ہوجاتے تو ان عام لوگوں کو آنے کی اجازت دی جاتی تھی جو مسائل وغیرہ دریافت کرنے کیلئے آتے تھے۔ (برصغیر میں اہل حدیث کی آمد ص ۲۲۴۔۲۲۶)

احادیث مبارکہ کا ادب واحترام:۔ حضرت امام رحمہ اللہ جب فقہ پڑھانے بیٹھتے تو زیادہ اہتمام نہیں کرتے تھے، بس آتے اور مسند پر بیٹھ جاتے لیکن جب حدیث پڑھانے کا ارادہ فرماتے تو بے حد اہتمام کرتے، غسل فرماتے، خوشبو لگاتے، نیا لباس زیب تن فرماتے، عمامہ باندھتے اور خشوع وخضوع کے ساتھ یکسو ہوکر بیٹھتے، درس حدیث کے دوران شروع سے آخر تک مجلس میں خوشبودار چیزیں جلتی رہتیں، اس تمام اہتمام کی تہہ میں حدیث کی تعظیم وتکریم کا مقصد پنہاں تھا، تعظیم حدیث کا جذبہ ان کے دل میں یہاں تک بڑھا ہوا تھا کہ ایک دن حدیث پڑھا رہے تھے کہ ان کی قمیض میں بچھو داخل ہوگیا اور اس نے ان کے جسم پر سولہ دفعہ ڈنگ مارا، تکلیف سے ان کی حالت متغیر ہوہو جاتی اور چہرے کا رنگ بدل بدل جاتا، لیکن وہ مجلس کے اختتام تک بہ دستور حدیث کا درس دیتے رہے، یہ تھا حضرت امام مالک رحمہ اللہ کے درس حدیث کا طریقہ اور یہ تھی ان کے دل میں ارشادات پیغمبر ﷺ کی تعظیم وتکریم۔ (برصغیر میں اہل حدیث کی آمد ص ۲۲۶)

احادیث کی علمی خدمات:۔ ان کی کتاب ''مؤطا'' کو اللہ تعالیٰ نے اہل علم میں بے حد پذیرائی بخشی اور اس کی متعدد شرحیں لکھی گئیں

اورعلمائے کرام نے ہر شرح کا نہایت ذوق وشوق اور اخلاص وتوجہ سے مطالعہ کیا۔خود امام مالک رحمہ اللہ سے ''موطا'' بارہ سو اصحاب علم نے پڑھا،اس کے بعد آج تک اس کی تعلیم وتدریس کا سلسلہ جاری ہے اور اب تک لاکھوں اصحاب علم اسے پڑھا چکے اور پڑھ چکے ہیں۔

نواب صدیق حسن کا فرمان:۔ حضرت سید نواب صدیق حسن رحمہ اللہ نے اپنی فارسی کتاب ''اتحاف النبلا'' میں موطا کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے اس کا یہاں اردو ترجمہ پیش کیا جاتا ہے وہ فرماتے ہیں: ''موطا امام مالک قدیم بابرکت وباسعادت کتاب ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ائمہ اربعہ کی تصانیف میں سے حدیث کے موضوع پر اس وقت صرف یہی کتاب دستیاب ہے اس کے علاوہ کسی امام کی کوئی کتاب موجود نہیں ہے دوسرے ائمہ کی جو مسانید دنیائے علم میں مشہور ہیں وہ خود ان کی تصنیف کردہ نہیں ہیں بلکہ ان کے بعد دوسرے لوگوں نے ان کی مرویات جمع کی ہیں اور ان کی مسند کے نام سے موسوم کردی گئی ہیں۔

اس سے آگے نواب صاحب رقم فرماتے ہیں:''حلیہ میں ابونعیم ،امام مالک سے روایت بیان کرتے ہیں کہ عباسی خلیفہ ہارون الرشید نے مجھ سے مشورہ کیا کہ میں موطا کو کعبتہ اللہ میں آویزاں کردیتا ہوں اور لوگوں کو حکم دیتا ہوں کہ اس کے مطابق عمل کریں،لیکن میں نے ایسا کرنے سے روک دیا،اس لیے کہ یہ کتاب تعامل اہل مدینہ کے مطابق تصنیف کی گئی ہے اور نبی ﷺ کے صحابہ بعض مسائل کی تعبیر میں مختلف آراء رکھتے ہیں اور متعدد شہروں اور علاقوں میں پھیل گئے ہیں اور سب کا نقطہ نظر صحیح ہے،ہارون الرشید نے میری یہ بات سن کر کہا:اے ابوعبداللہ!اللہ آپ کا حامی وناصر ہو۔

اس سے آگے نواب صاحب طبقات ابن سعد کے حوالے سے امام مالک کی یہ روایت بیان کرتے ہیں:

''عباسی خلیفہ منصور نے حج کے موقع پر ان سے کہا کہ میں چاہتا ہوں آپ کی کتاب موطا کا ایک ایک نسخہ اپنی قلمرو کے ہر شہر کے مسلمانوں کو بھجوادوں اور انہیں حکم دوں کہ اسکے مندرجات کے مطابق عمل کریں اور اس سے سرموتجاوز نہ کریں،جو کچھ اس میں مرقوم ہے،اس کے پابندرہیں،لیکن میں نے کہا:امیرالمؤمنین!لوگوں کو یہ حکم دیجئے اس لیے کہ لوگوں کو پہلے سے احادیث پہنچ گئی ہیں اور ہر جگہ کے لوگ ان کے مطابق عمل کررہے ہیں اور وہ صحیح سمت اختیار کئے ہوئے ہیں ان کو ان کے حال پر چھوڑ دینا چاہیے۔(اتحاف النبلاص ۱۶۴،۱۶۵)

یہ ہے نہایت مختصر الفاظ میں موطا امام مالک کی اہمیت وفوقیت،اور یہ ہے خود امام مالک کا مقام ومرتبہ،رحمہ اللہ۔

(۳)عظیم المرتبت شخصیت:۔ فقہ اسلامی کے تیسرے عظیم المرتبت امام ابوعبداللہ محمد بن ادریس بن عثمان بن شافع الشافعی المطلبی ہیں،امام شافعی رحمہ اللہ کی ولادت ۱۵۰ ہجری میں صوبہ عسقلان کے ایک مقام غزہ میں ہوئی،انہوں نے امام مالک اور امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ کے شاگرد امام محمد بن حسن شیبانی سے حصول علم کیا۔

امام شافعی رحمہ اللہ کی بہت بڑی خصوصیت یہ تھی کہ وہ تین مسالک فقہی کے جامع تھے۔مسلک محدثین اور مسلک اہل حجاز کے امام مالک رحمہ اللہ کے واسطے سے اور مسلک اہل عراق کے امام محمد رحمہ اللہ کی وساطت سے،اس طرح وہ تینوں مسالک پر عبور رکھتے تھے،یہی وجہ ہے کہ انہوں نے ایک ایسی فقہ مدون فرمائی جس میں محدثین،اہل حجاز اور اہل عراق تینوں کا اسلوب فکر کارفرما تھا۔

جو فقہ انہوں نے عراق میں مرتب کی،اس میں عراقی رنگ،غالب ہے اسے ان کا مذہب قدیم کہا جاتا ہے،پھر مصر تشریف لے جانے کے بعد جو فقہ مصر میں ترتیب دی،اس میں حجازی رنگ نمایاں ہے اسے ان کے مذہب جدید سے تعبیر کیا جاتا ہے،امام شافعی رحمہ اللہ کی مدونہ فقہ کو ''فقہ شافعی'' کے نام سے موسوم کیا گیا۔

وسعت علم:۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے'' توالي التاسيس بمعالي الامام محمد بن ادريس " کے نام سے امام شافعی رحمہ اللہ کے حالات میں ایک کتاب تصنیف کی ہے اس میں وہ حضرت امام رحمہ اللہ کی وسعت علم اور فہم وفراست کا تذکرہ کرتے ہوئے رقم فرماتے ہیں۔

''فكان الشافعي رجلا قرشي العقل والفهم والذهن، صافي العقل والفهم والدماغ سريع الا صابة''

امام شافعی رحمہ اللہ قرشی بے حد عاقل وفہیم تھے،ان کا ذہن ودماغ نہایت صاف تھا،بات کی تہہ کو بہت جلد پہنچ جاتے تھے۔

اسی کتاب میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ان کے شیوخ کا ذکر کیا ہے اور الگ الگ ان کے نام تحریر کیے ہیں۔ پھر لکھا ہے۔

فهو لاء شيوخه الذين نقل عنهم العلم والحديث والفقه والا خبار سمع منهم بمكة والمدينة واليمن والعراق و مصر كان مكثرا من الحديث "ان تمام حضرات کا شمار امام شافعی رحمہ اللہ کے اساتذہ میں ہوتا ہے ان سے انہوں نے حدیث وفقہ اور رجال کا علم، مکہ، مدینہ، یمن، عراق اور مصر میں حاصل کیا اور حدیث انہوں نے کثرت سے روایت کی۔

(۴) جلیل القدر شخصیت: ۔امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فقہ اسلامی کے چوتھے جلیل القدر امام، ابوعبداللہ احمد بن حنبل بن ہلال ذہلی مروزی ہیں جو ۱۶۴ ہجری میں بغداد میں پیدا ہوئے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی فقہ بہت صاف اور سادہ ہے درحقیقت وہ طریق اہل حدیث کو پسند فرماتے ہیں جس میں درایت ورائے کا حصہ بہت کم ہے۔

فقہ حنفی کی تحصیل انہوں نے امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے کی، فقہ شافعی کے لئے براہ راست امام شافعی رحمہ اللہ کے حضور زانوئے شاگردی تہہ کیا، تکمیل حدیث کیلئے مختلف محدثین کی خدمت میں گئے، اور اس میں مہارت پیدا کی، چنانچہ علم حدیث میں ان کے عمق وانہماک کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں: وكان اعظمهم شانا واوسعهم رواية واعرفهم للحديث مرتبة و اعمقهم فقها احمد بن حنبل ثم اسحاق بن راهويه۔ (حجۃ اللہ البالغہ ج ا ص ۱۵۰) محدثین میں سب سے بڑے مرتبے والے، سب سے زیادہ روایت والے، سب سے زیادہ مراتب حدیث کو پہچاننے والے اور نصوص کے معانی کو سب سے زیادہ سمجھنے والے احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ رحمہما اللہ ہیں۔

اصول استدلال: ۔مسائل شرعی کے سلسلے میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ علیہ کا اصول یہ تھا کہ قرآن حکیم اور صحیح السند حدیث پر عمل کی دیواریں استوار کی جائیں، درایت، تنقیح مناط اور قیاس سے الاحتی الا مکان دامن کشاں رہتے ہیں، مالکیہ کا تعامل اہل مدینہ بھی ان کے نزدیک قابل حجت نہیں، وہ مرفوع اور موقوف صحیح حدیث کو لائق عمل قرار دیتے ہیں، قیاس سے بہ درجہ مجبوری کام لیتے ہیں۔

امام احمد بن حنبل نے ۷۷ سال عمر پا کر ۱۲ ربیع الاول ۲۴۱ ہجری کو سفر آخرت اختیار کیا، رحمہ اللہ۔ (برصغیر میں اہل حدیث کی آمد ص ۲۳۰-۲۳۲)

قدیم متصوف علمائے برصغیر: ۔قدیم علمائے برصغیر میں سے شیخ مسعود فریدالدین پاک پتن، شیخ نظام الدین اولیا، شیخ حسین بن احمد بخاری جہانیاں گشت اوچ شریف، حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، شیخ علی متقی، شیخ عبدالوہاب متقی، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور ان کے فرزندان گرامی، مرزا مظہر جان جاناں، حضرت شاہ محمد اسحاق دہلوی، میاں سید نذیر حسین دہلوی، امرتسر کے خاندان غزنویہ کے علمائے کرام، لکھوی خاندان کے علمائے عالی قدر، روپڑی اصحاب علم، حضرت حافظ عبدالمنان وزیرآبادی، مولانا غلام رسول قلعہ میہاں سنگھ والے رحمہم اللہ وغیرہ بے شمار علمائے اہلحدیث نے علوم کی ترویج واشاعت کیلئے بڑھ چڑھ کر خدمات سرانجام دیں، رحمہم اللہ تعالیٰ۔ (برصغیر میں اہل حدیث کی آمد ص ۳۳۶)

نام کتاب:۔ برصغیر میں علم فقہ..... مصنف: محمد اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ
ناشر:۔ کتاب سرائے بیت الحکمت لاہور..... اشاعتی ادارہ الحمد مارکیٹ، اردو بازار، لاہور

شیخ محی الدین بہاری کا ذوق تصوف: ۔شیخ علامہ محی الدین بن عبداللہ بہاری بھی عالم گیر کے اساتذہ کی فہرست میں شامل ہیں۔ یہ عظیم المرتبت عالم اپنے زمانے کے مشہور فقہاء میں سے تھے۔ بہار کے نواح میں پیدا ہوئے اور نو سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا پھر اپنے والد گرامی مولانا عبداللہ کے حلقہ تلامذہ میں شریک ہونے کی سعادت حاصل کی اور سترہ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہوگئے۔ اس کے بعد تدریس کی طرف عنان توجہ مبذول کی اور اپنے شہر ہی میں سلسلہ درس کا آغاز کیا اور ایک مدت تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ پھر دہلی تشریف لے گئے

وہاں شاہ جہاں نے اپنے لڑکے اورنگ زیب عالم گیر کا معلم مقرر کر دیا۔ عالم گیر کو متواتر بارہ سال تعلیم دی۔ پھر علامہ وجیہہ الدین علوی گجراتی کے پوتے شیخ حیدر سے منسلک ہو گئے اور ان سے تصوف وطریقت کی تعلیم حاصل کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام اطراف سے منقطع ہو کر اپنے شہر میں گوشہ نشینی کی زندگی اختیار کر لی اور زہد وعبادت میں مشغول ہو گئے انہیں ملا موہن کے نام سے پکارا جاتا تھا۔(برصغر میں علم فقہ ص ۲۶۷)

بادشاہ عالم گیر کے نقشبندی مرشد:۔ شیخ سیف الدین سرہندی رحمہ اللہ عالم گیر کے مرشد تھے، ۱۰۴۹ھ میں بمقام سرہند پیدا ہوئے اور علم وطریقت کی آغوش میں پلے بڑھے اپنے والد ماجد شیخ محمد معصوم سرہندی رحمہ اللہ کے حکم سے دہلی میں اقامت گزین ہو گئے وہاں مرجع طالبین اور مجمع سالکین بن گئے۔ دہلی ہی میں اورنگ زیب عالم گیر نے ان سے طریقت کی تعلیم حاصل کی۔شریعت کے انتہائی پابند اور بدعت و خلاف شرع امور کے بدرجہ غایت مخالف تھے امت محمدیہ میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیلئے ہر آن کوشاں رہتے،اسی بنا پر ان کے والد مکرم نے انہیں ''محتسب الامۃ'' کا لقب دے رکھا تھا۔ پابندی شریعت اور اجتناب بدعت میں اس درجہ سخت تھے کہ ایک مرتبہ عالم گیر نے محل میں تشریف لانے کی دعوت دی اتباع سنت کے نقطہ نظر سے دعوت قبول فرمائی۔محل میں داخل ہوتے وقت دیکھا کہ قلعے کی دیوار کے پتھروں پر کچھ تصویریں نقش ہیں وہیں رک گئے اور قلعے میں داخل ہونے میں توقف فرمایا۔ بادشاہ معاملے کو بھانپ گیا اور ان تصویروں کو توڑنے کا حکم دیا، چنانچہ تصویریں توڑی گئیں تو محل میں داخل ہوئے۔

سلاطین وامراء پر ان کا انتہائی رعب تھا وہ مؤدب ہو کر سامنے کھڑے رہتے اور کسی کو ان کی موجودگی میں بیٹھنے کی جرأت نہ ہوتی بہت ہی عمدہ لباس زیب تن کرتے ایک مرتبہ مریض لوگوں کے ذہن میں یہ بات ابھری جو زبان پر بھی آگئی کہ یہ لباس فاخرہ ہے اور اس میں کبر پایا جاتا ہے اس قسم کا لباس پہننا اولیاء اللہ کے مناسب نہیں فرمایا: میرا کبر، کبریائے حق عزوجل کے ظل کے مترادف ہے۔ان کا لنگر خانہ آنے جانے والوں کیلئے کھلا رہتا، روزانہ تقریباً ایک ہزار آدمی کھانا کھاتے اور ہر شخص کی طبعی رغبت ومنشاء کے مطابق کھانا دیا جاتا۔

۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۰۹۶ھ کو ۲۷ سال عمر پا کر عہد عالم گیری میں فوت ہوئے اور سرہند میں دفن کیے گئے بعض حضرات نے تاریخ وفات ''ہے ہے ستون دین افتاد'' سے نکالی ہے۔''تذکرہ علمائے ہند'' میں سن وفات ۱۰۹۸ھ مرقوم ہے۔''درسال ہزار ونو دوہشت ہجری وفات یافتہ'' (صفحہ ۸۴)(برصغیر میں علم فقہ ص ۲۶۹۔۲۷۰)

شیخ محمد معصوم رحمہ اللہ کا ذوق تصوف:۔ شیخ سیف الدین سرہندی رحمہ اللہ کا ذکر آیا ہے تو ان کے والد مکرم شیخ محمد معصوم سرہندی کا تذکرہ بھی ضروری ہے۔

شیخ محمد معصوم عمری سرہندی ۱۱ شوال ۱۰۰۷ھ یا ۱۰۰۹ھ کو سرہند میں پیدا ہوئے عادات واطوار، صورت وسیرت، تقویٰ وطہارت اور تصوف وسلوک میں بالکل اپنے والد گرامی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد بن عبدالاحد سرہندی رحمہ اللہ کے مشابہ تھے۔بعض کتب درسیہ اپنے برادر کبیر شیخ محمد صادق سے اور زیادہ تر اپنے والد محترم اور شیخ محمد طاہر لاہوری سے پڑھیں (جو ان کے دادا شیخ عبدالاحد بن زین العابدین سرہندی اور ان کے بعد مجدد الف ثانی کی رفاقت وصحبت سے فیض یاب ہوئے تھے اور لاہور کے مشہور فاضل تھے۔تاریخ وفات ۲۰ محرم ۱۰۴۰ھ ہے) علم طریقت وسلوک اپنے باپ سے حاصل کیا۔قرآن مجید صرف تین مہینے میں حفظ کر لیا تھا۔مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے اپنے بیٹے کو ورع وتقویٰ کے مقامات عالیہ پر پہنچنے کی بشارت دی تھی جو پوری ہوئی والد کی وفات کے بعد مسند سلوک وارشاد پر فائز ہوئے۔حرمین شریفین کا بھی سفر کیا اور حج وزیارت سے بہرہ ور ہوئے۔عرصے تک مدینہ منورہ میں قیام فرما رہے وطن واپس آئے تو تمام عمر درس وتدریس اور افادہ عام میں صرف کر دی۔زیادہ تر تفسیر بیضاوی، مشکوۃ ہدایہ، عضدی اور تلویح کی تدریس فرماتے تھے۔

نو لاکھ مریدین اور سات ہزار خلفاء:۔ دنیائے اسلام کے مختلف حصوں میں جن لوگوں نے ان سے شرف بیعت حاصل کیا ان کی مجموعی تعداد نو لاکھ کے قریب ہے اور ان کے خلفاء کی تعداد سات ہزار بتائی جاتی ہے اپنے والد (مجدد الف ثانی) کی طرح شیخ معصوم کے مکتوبات کا بھی ذخیرہ

موجود ہے۔ یہ مکتوبات تین جلدوں میں پھیلے ہوئے ہیں جن میں تصوف وطریقت کے اسرار ولطائف بیان کیے گئے ہیں ان کی وفات ۹ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ کو سرہند میں ہوئی اور وہیں مدفون ہوئے۔(نزہۃ الخواطر، جلد: ۵، صفحہ: ۴۰۷، ۴۰۸، بحوالہ برصغیر میں علم فقہ ص ۲۷۰۔۲۷۱)

مولانا محمد جمیل رحمہ اللہ کا ذوق تصوف:۔ مولانا محمد جمیل بہت بڑے عالم تھے اور درس وتدریس ان کا محبوب ترین مشغلہ تھا۔ جون پور کے محلّہ مفتی میں ایک وسیع اور پختہ خانقاہ اور ایک مدرسہ تعمیر کرایا تھا، اس میں خود درس دیتے اور لوگوں کی اصلاح باطن فرماتے۔

مولانا محمد جمیل رحمہ اللہ جہاں ایک رفیع القدر عالم دین تھے وہاں بہت بڑے صوفی بھی تھے اور لوگوں کے قلب وباطن کی اصلاح کرتے تھے، دیوان عبدالرشید سے باقاعدہ بیعت تھے۔ علاوہ فضائل صوری، صاحب کمالات باطنی ہم بود و بیعت وارادت از دیوان عبدالرشید آورد (برصغیر میں علم فقہ ص ۳۰۰)

مفتی وجیہہ الدین رحمہ اللہ کی تصوف سے وابستگی:۔ مفتی وجیہہ الدین، تصنیفی میدان میں بھی خاص شہرت کے حامل ہیں، ان کی تصانیف میں سے حصن حصین کی شرح، خیالی اور مطول اور تعلیقات اور تصوف سے متعلق رسائل، حلقہ علما میں مشہور ہیں، (نزہۃ الخواطر، ج ۵ ص ۴۳۰، ۴۳۱) کہتے ہیں کہ ان کو علم معانی و بیان سے خصوصیت سے دلچسپی اور ذہنی لگاؤ تھا۔ خصوصاً در علم معانی و بیان عدیم المثال عصر بود۔ (معارف اعظم گڑھ دسمبر ۱۹۴۶ء بحوالہ فرحۃ الناظرین، ص ۸۵)

سید محمد قنوجی رحمہ اللہ کی بیعت اصلاح:۔ سید محمد قنوجی رحمہ اللہ کے تلامذہ کا بھی ایک حلقہ تھا، جن میں مشہور عالم شیخ علی اصغر قنوجی شامل ہیں، ان کا سلسلہ نسب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تک منتہی ہوتا ہے، نہایت نیک، متقی اور پرہیز گار تھے طریقت وتصوف میں شیخ پیر محمد بن اولیاء چشتی لکھنوی رحمہ اللہ سے منسلک تھے، تعلیم سے فراغت کے بعد واپس قنوج تشریف لے آئے تھے اور امور دنیا سے الگ ہوکر سلسلہ تدریس شروع کر دیا تھا، تفسیر حدیث، فقہ اور تصوف وسلوک وغیرہ علوم سے متعلق کئی کتابوں کے مصنف ہیں، ۱۰۵۱ھ میں قنوج میں پیدا ہوئے اور ۸۹ سال عمر پاکر ۱۵ شعبان ۱۱۴۰ھ کو وفات پائی، پورے ساٹھ سال مسند تدریس بچھائے رکھی اور بے شمار لوگوں نے ان سے علمی استفادہ کیا۔ (تذکرہ علمائے ہند، ص ۱۴۱، نزہۃ الخواطر، ج ۶ ص ۱۸۷، بحوالہ برصغیر میں علم فقہ ص ۳۱۲)

قاضی عبدالصمد جون پوری کا ذوق تصوف:۔ فتاویٰ عالم گیری کے مصنفین کی فہرست میں قاضی عبدالصمد جون پوری رحمہ اللہ بھی شامل تھے۔ قاضی موصوف نہایت فاضل آدمی تھے اور فقہ واصول کے چوٹی کے علماء میں سے تھے، ہندوستان کے معروف عالم علامہ محمد رشید بن مصطفیٰ عثمانی جون پوری رحمہ اللہ کے بھتیجے اور شاگرد تھے، ایک عرصے تک ان سے وابستہ رہے یہاں تک کہ تمام علوم وفنون میں سب سے فوقیت لے گئے۔ (برصغیر میں علم فقہ ص ۳۱۶)

دیگر علوم کے علاوہ تصوف وطریقت سے بھی وابستگی رکھتے تھے، خرقہ طریقت دور طفولیت ہی میں اپنے والد محترم سے زیب تن کیا، لیکن یہ عجیب بات ہے کہ تصوف وسلوک اوراذکار واشغال سے شدید اشتغال کے باوصف علوم سے سلسلہ تعلق منقطع نہیں کیا۔ طویل مدت تک درس و افادہ میں منہمک رہے بعدازاں مطالعہ کتب حقائق میں مشغول ہوگئے، اور شیخ محی الدین ابن العربی کی تصنیفات کو خصوصیت سے مرکز توجہ ٹھہرایا۔ (برصغیر میں علم فقہ ص ۳۱۷)

مولانا ابوالواعظ ہرگامی رحمہ اللہ:۔ علامہ ابوالواعظ بن صدر الدین بن محمد اسماعیل بن قاضی عماد الدین احمد عمری بدایونی ہرگامی نہایت فاضل آدمی تھے اور اپنے دور کے مشہور علماء میں سے تھے، موضع ہرگام میں پیدا ہوئے اور وہیں پلے بڑھے، تمام عمر تعلیم وتدریس اور تشنگان علوم کو فائدہ پہنچانے میں صرف کر دی۔ مآثر الکرام کے بیان کے مطابق ان کے شاگردوں میں شیخ مربی بن عبدالنبی بلگرامی کا اسم گرامی شامل ہے۔

تذکرۃ الانساب میں مرقوم ہے کہ عالم گیر بادشاہ نے بھی ان سے تعلیم حاصل کی۔ (برصغیر میں علم فقہ ص ۳۱۸)

شیخ محبّ اللہ رحمہ اللہ کی بیعت چشتیہ:۔ مشہور عالم شیخ محبّ اللہ الٰہ آبادی، مولانا ابوالواعظ کے چچازاد تھے، آمدنامہ کی روایت کے

إمامُ المُحققينَ والمُحدِّثُ الشَّهيرُ العلَّامة

ابو طیب محمد شمس الحق عظیم آبادی رحمۃ اللہ علیہ

حیات و خدمات

تالیف

پیش لفظ

علامہ محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ علیہ
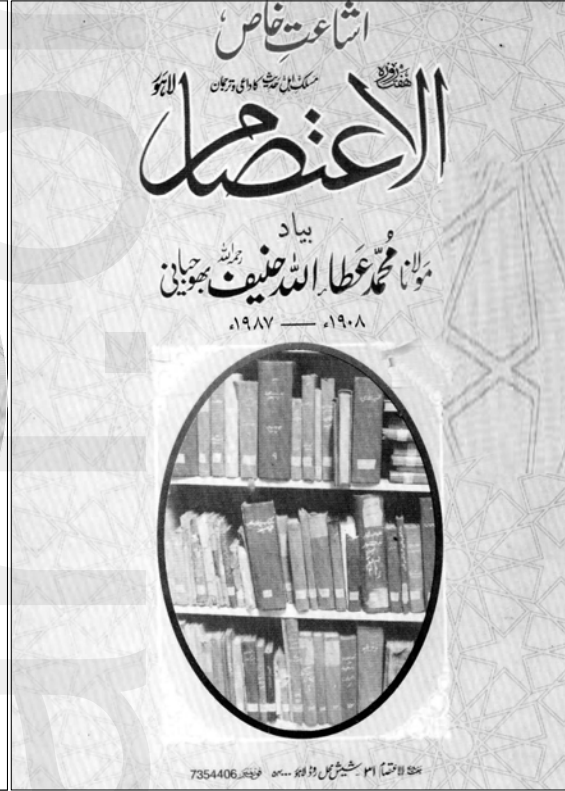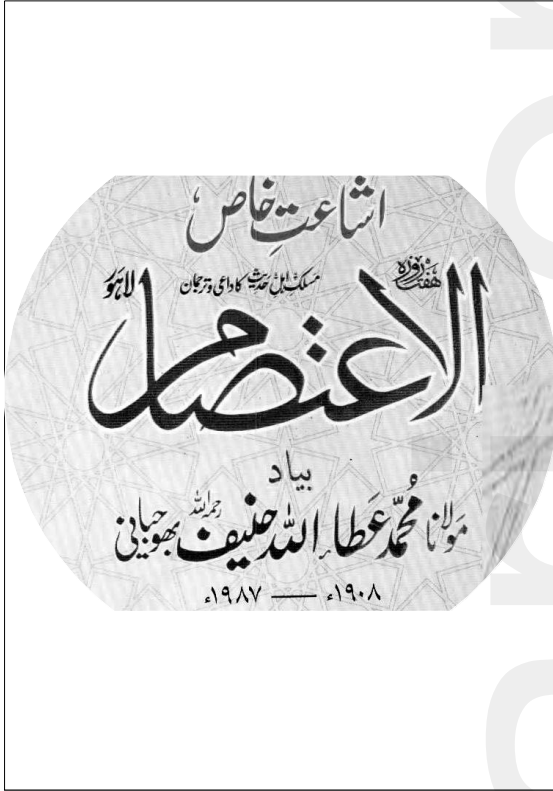
المركز الإسلامي للبحوث العلمية

المرکز الاسلامی للبحوث العلمیہ ۲۰۰۸، ۱۴۲۹ھ

بی۔۱۳۲، بلاک۔۱، یونیورسٹی روڈ، گلستان جوہر، کراچی، پاکستان

نام کتاب	امام المحققین والمحدث الشہیر علامہ ابوطیب محمد شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ حیات اور خدمات
صفحات	۱۶۰
طبع اول	۱۹۸۴ء
طبع دوم	۲۰۰۸ء
مسودہ کمپیوٹر ٹائپنگ	سہیل الدین انصاری
کمپیوٹر ایڈیٹنگ	عبدالرقیب حقانی
پروف ریڈنگ	احفاد علامہ شمس الحق عظیم آبادی
تعداد	ایک ہزار
مطبع	نجم پرنٹنگ پریس، کراچی
قیمت	(۱۷۰) ایک سو ستر روپے

Islamic Center for Academic Research (ICAR)

B-132, Block-1, Gulistan-e-Jauhar, University Road, Karachi, Pakistan

Telephone (92-21) 801-0304,

E-mail: icar.edu@gmail.com

مطابق ،مولانا ابوالواعظ ،فتاویٰ عالم گیر کے مصنفین میں شامل تھے۔ان کے چچازاد بھائی مولانا محبّ اللہ الہ آبادی بہت بڑے عالم اور کبار مشائخ چشتیہ میں سے تھے۔سوموار کے روز۲صفر۹۹۶ھ کوعلاقہ خیر آباد کے ایک گاؤں صدر پور میں پیدا ہوئے اور حصول علم میں مصروف ہو گئے ،پھر لاہور آ گئے،وہاں مفتی عبدالسلام لاہوری سے پڑھنا شروع کیا۔

بحر زخار کی روایت ہے کہ شیخ محبّ اللہ طلب رزق کے سلسلے میں الہ آباد سے دہلی آئے اور سابق تعلقات کی بنا پر نواب سعداللہ خاں سے ملے اور اس کی وساطت سے منصب نظامت پر متعین ہوئے لیکن بعدازاں ان کی کیفیات قلبی اس طرح بدلیں اور طبیعت نے ایسا رخ اختیار کیا کہ تمام علائق دنیا سے منقطع ہو کر اللہ سے تعلق جوڑ لیا اور عبادت وزہد کو زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنا لیا،عازم گنگوہ ہوئے اور طریقہ چشتیہ کے مطابق شیخ ابوسعید بن نور حنفی گنگوہی رحمہ اللہ سے منسلک ہو گئے اور طویل عرصے تک وہاں رہے،مرتبہ مشیخیت کو پہنچے اور اپنے گاؤں صدر پور واپس آ گئے کچھ مدت وہاں اقامت پذیر رہنے کے بعد الہ آباد چلے گئے اور وہاں دریائے جمنا کے کنارے کٹیا بنا کر بیٹھ گئے اور فقر وفاقہ کی زندگی اختیار کر لی۔(برصغیر میں علم فقہ ص ۳۱۹)

قاضی نجم الدین علی خاں کاکوروی کا ذوق تصوف:۔ قاضی نجم الدین کے ایک اور استاذ علامہ غلام یحییٰ بن نجم الدین باڑھوی بہاری تھے،جو منطق وحکمت کے ماہر علماء میں سے تھے،بستی باڑہ میں پیدا ہوئے جو صوبہ بہار میں شامل تھی،پھر حصول علم کیلئے عازم سندیلہ ہوئے اور وہاں کے مدرسہ منصورہ میں مولانا باب اللہ جون پوری سے کتب درسیہ پڑھیں،شیخ بدر عالم سادا موی سے علم طریقت حاصل کیا۔(برصغیر میں علم فقہ ص ۳۵۵)

علامہ غلام یحییٰ کی بیعت نقشبندیہ:۔ علامہ غلام یحییٰ نے خاصی مدت تک لکھنؤ میں مسند درس بچھائے رکھی اور لوگوں کی بڑی علمی خدمت کی،پھر دہلی میں تشریف لے گئے اور شیخ مظہر جان جاناں رحمہ اللہ سے طریقہ نقشبندیہ اخذ کیا اور پانچ سال ان سے وابستہ رہے پھر لکھنو چلے گئے اور شیخ محمود قلندر کی مسجد کے قرب میں خانقاہ شیخ پیر محمد لکھنوی رحمہ اللہ میں قیام پذیر ہوئے۔(برصغر میں علم فقہ ص ۳۵۶)

نام کتاب:۔اشاعت خاص ہفت روزہ الاعتصام لاہور مسلک اہل حدیث کا داعی وترجمان

بیاد:۔مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ(۱۹۰۸ء۔۱۹۸۷)

ناشر:۔ہفت روزہ الاعتصام ۳۱۔شیش محل روڈ لاہور

(حافظ احمد شاکر صاحب لاہور سے عنوان ''میرے والد،استاذ،مربی اور مرشد'' کے تحت لکھتے ہیں از مرتب اثری)

ولی اللّٰہی خاندان کا فیض:۔ مسلمانان ہند کو قرآن کے معانی سے آشنا اور حدیث رسول اللہ ﷺ سے متعارف کرانے کا سہرا بلاشبہ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے سر ہے۔اور ولی اللّٰہی خاندان کے ہی فیض سے عالم حدیث کا نور ہم تک پہنچا اور اس نور سے ہم بہرہ ور ہوئے۔(اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور:ص ۲۱)

مولانا فیض اللہ کی بیعت توبہ:۔ مولانا فیض اللہ اور میاں صدر الدین نے امرتسر جا کر حضرت امام عبدالجبار غزنوی بن حضرت عبداللہ رحمہم اللہ کے دست حق پرست پر توبہ وہدایت کی بیعت کر لی اور یہی میاں صدر الدین احقر کے جدامجد تھے۔علمائے غزنویہ رحمہم اللہ اپنے عقیدت مندوں سے بدعات اور کبائر سے اجتناب اور حقوق اللہ وحقوق العباد کی ادائیگی پر بیعت لیا کرتے تھے نیز اپنے نیاز مندوں کو ذکر اذکار کی باقاعدگی اور عبادت میں توجہ وانہماک کی ہدایت کیا کرتے تھے۔

(اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور:ص ۲۲)

مخدومنا ومرشدنا حضرت غزنوی رحمہ اللہ:۔ حافظ محمد شریف صاحب رحمہ اللہ معانی کے زیر وبم لئے ہوئے سادہ وپرسوز نماز تراویح،پھر

رات بھر لاہور کے چند قراء کے دور کعتیں پڑھنا اور آخر میں مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا محمد غزنوی رحمہ اللہ کی نماز وتر اور آنسوؤں کی جھڑی میں قنوت وتر اب تک حافظہ میں تازہ ہے۔(اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور:ص۵۲)

عقیدت مندوں کو شرفِ زیارت:۔ موضع بھوجیاں میں علمائے کرام اور بزرگان دین کی آمد ورفت کا سلسلہ جاری رہتا چونکہ مولانا فیض محمد رحمہ اللہ غزنوی خاندان کے بزرگوں اور مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ حضرت الامام عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ اور مولانا عبدالرحیم غزنوی رحمہ اللہ کے فیض یافتہ ان سے شرف تلمذ رکھتے تھے جو نہایت خدا رسیدہ بزرگ تھے۔اس لئے یہ حضرات اکثر موضع بھوجیاں تشریف لاتے اور عقیدت مندوں کو شرف زیارت سے مستفیض فرماتے۔مولانا فیض محمد رحمہ اللہ کی ایک صاحبزادی بھی مولانا عبدالرحیم غزنوی کے صاحبزادہ مولانا محمد زکریا غزنوی مرحوم سے بیاہی گئیں۔اس طرح یہ تعلق مزید استوار ہوا علمائے لکھوکی مولانا خدا بخش، محمد مندراں والے (جو حافظ عبداللہ شیخوپوری کے دادا اور بہت بڑے واعظ تھے) کے علاوہ صوفی ولی محمد رحمہ اللہ فتوحی والے جیسی پاکباز ہستیاں تشریف لاتی رہیں اس موقع پر سارا گاؤں اور قریبی دیہات سے بھی لوگ ان کی زیارت کیلئے کھنچے چلے آتے اور وہ منظر دیدنی ہوتا۔

دعا کرتے ہی بارش برس جانا (کرامت):۔ میرے والد گرامی جن کی عمر اس وقت سو سال سے متجاوز ہے اس کے عینی شاہد ہیں وہ بیان کرتے ہیں اسی طرح کے ایک موقع پر ایک شخص نے امساک باراں اور قحط سالی کا ذکر کیا، اور بارش کے لئے دعاء کرنے کے لئے عرض کی تمام بزرگ، غزنوی علماء، اور مولانا فیض محمد رحمہ اللہ نے اسی وقت اس مجلس میں ہاتھ اٹھائے اور خدا سے بارش کی دعاء کی والد صاحب فرماتے ہیں کہ دیکھتے دیکھتے بادل امنڈ آئے اور موسلا دھار بارش ہوگئی اور چاروں طرف ایک ہوگیا۔

(اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور:ص۶۴)

دائرۃ الاصلاح اور ذکر الٰہی کا منبع:۔ ''مسجد فیض محمدی'' جو مولانا فیض محمد رحمہ اللہ نے اپنی نگرانی میں تعمیر کرائی اس میں پرانی مغلیہ تعمیرات کی جھلک نظر آتی تھی، یہ مسجد کیا تھی رشد و ہدایت کا منبع، دائرۃ الاصلاح اور ذکر الٰہی کا ''زاویہ'' تھی آپ کے عقیدت مند بیشتر وقت یہیں گزارتے۔قرآن مجید کی تلاوت اور ذکر وفکر میں مشغول رہتے، آج بھی میری آنکھوں کے سامنے وہ منظر ہے جب وہ فرشتہ، خصلت بزرگ یعنی میاں رکن الدین میاں ولی محمد رحمہ اللہ (برادر خورد مولانا فیض محمد رحمہ اللہ) حاجی کریم بخش، حاجی شمس الدین رحمہ اللہ، خلیفہ امام الدین رحمہ اللہ، میاں نورالدین رحمہ اللہ، (مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ کے خسر) اور میاں عبداللہ رحمہ اللہ کوٹیا مسجد میں بیٹھے ذکر و افکار اور تلاوت قرآن پاک میں مصروف ہوتے ان کے چاروں طرف سکون وطمانیت اور رحمت خداوندی کا ہالہ قائم ہوتا یہ لوگ موضع بھوجیاں کی آبادی میں لعل و گہر اور انمول متاع کا درجہ رکھتے تھے۔

یارب وہ ہستیاں کس دیس بستیاں ہیں　　اب جن کے دیکھنے کو آنکھیں ترستیاں ہیں

(اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور:ص۶۴۔۶۵)

روحانی مقام اور حصول فیض:۔ ''بھوجیاں'' صرف ایک گاؤں نہیں علوم و دین کے ٹھوس خدمت گزاروں کا ایک پرشکوہ مرکز تھا مولانا فیض محمد مرحوم جنہیں علمی اور روحانی لحاظ سے بلند مرتبہ اور مقام حاصل تھا اور حضرت مولانا سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے فیض یافتہ اور ان کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔(اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور:ص۶۸)

وضاحت:۔ حضرت مولانا محمد اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ تعالیٰ استاد گرامی کے نام سے لکھے گئے مضمون میں اپنے تاثرا ت کا اظہار کچھ یوں کرتے ہیں۔(از مرتب اثری)

حضرت لکھوی رحمہ اللہ کے مرید:۔ صوفی محمد رحمہ اللہ: یہ ایک متقی اور پرہیزگار بزرگ تھے، ان کے والد حاجی نورالدین تھے جو مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی رحمہ اللہ کے مرید تھے، صوفی صاحب نے آزادی وطن کے بعد اپنے اعزہ و اقارب کے ساتھ چک ۳۶ گ ب میں

(تحصیل جڑانوالہ فیصل آباد) میں سکونت اختیار کر لی تھی، وہیں فوت ہوئے۔

(اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور:ص۱۰۳)

معرفت وعرفان کا مرکز:۔ان کا مولد ضلع امرتسر کی تحصیل ترنتارن کا ایک گاؤں ''بھوجیاں'' تھا یہ گاؤں درودیوار کی گنتی اور افراد کی تعداد کے اعتبار سے بے شک محدود اور سمٹا ہوا تھا لیکن علم وعرفان اور معرفت وادراک کے لحاظ سے بڑی وسعت اور پھیلاؤ کا مالک تھا اس نواح میں اسے علماء کے مسکن اور اصحاب فضائل وکمالات کے مرکز کی حیثیت حاصل تھی، وہاں کے ایک بزرگ مولانا فیض محمد خاں رحمہ اللہ تھے، جو پٹھان برادری سے تعلق رکھتے تھے، اور مولانا عبداللہ بن عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ، مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ، مولانا عبدالرحیم غزنوی رحمہ اللہ، اور بعض ان دیگر علمائے غزنویہ کے شاگرد اور عقیدت مند تھے جن کا سلسلہ درس وتدریس امرتسر میں جاری تھا۔

(اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور:ص۱۱۰)

مولانا عبدالجبار رحمہ اللہ کے مریدین:۔میاں صدرالدین حسین کی اہلیہ محترمہ شادی سے تھوڑا عرصہ بعد وفات پا گئی تھیں ان سے جو لڑکا پیدا ہوا، اس کا نام حافظ عبداللہ تھا، (حافظ صاحب کا انتقال تقریباً ۳۲۔۳۴ برس پہلے لاہور میں مولانا عطاء اللہ صاحب کے مکان پر ہوا تھا) حضرت الامام مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے مریدین ومقصدین کا دائرہ بہت وسیع تھا، جن میں خواتین بھی شامل تھیں، ان میں سے ایک بیوہ خاتون تھیں جن کے بطن سے پہلے شوہر کی ایک بیٹی بھی تھی امام صاحب نے اس خاتون کا نکاح میاں صدرالدین سے کر دیا تھا، اور لڑکی جن کا نام فاطمہ بی بی تھا، مولانا محمد سلیمان انصاری (رکن ادارہ الاعتصام) کے والد محترم میاں علی محمد کے عقد میں دے دی تھی، میاں علی محمد موضع بگیاڑی (ضلع شیخوپورہ) کے رہنے والے تھے اور امام صاحب کے مرید تھے، نہایت نیک اور صالح بزرگ تھے حسن سیرت کیساتھ ساتھ حسن صورت کی نعمت سے بھی اللہ نے ان کو خوب نوازا تھا۔ (اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور:ص۱۱۱)

مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے مرید:۔میاں صدرالدین حسین رحمہ اللہ کی اس اہلیہ محترمہ کے بطن سے (جن کا نکاح ان سے حضرت امام صاحب نے کیا تھا) مولانا عطاء اللہ صاحب پیدا ہوئے یہ بڑی خوش نصیب اور بلند بخت خاتون تھیں جس نے اتنے بڑے عالم کو جنم دیا۔ رحمہم اللہ تعالی۔ نہایت بابرکت ماحول میں مولانا عطاء اللہ صاحب نے شعور کی دہلیز پر قدم رکھا۔ ناظرہ قرآن مجید انہوں نے مولوی عبدالکریم (یا فضل کریم) بھوجیانی سے پڑھا جو مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے شاگرد اور مرید تھے ترجمہ قرآن تین بزرگوں سے پڑھا۔ اپنے والد محترم میاں صدرالدین حسین سے، مولانا فیض محمد خاں سے اور ان کے بڑے صاحبزادے مولانا عبدالرحمان صاحب سے، اس دور کے مروجہ نصاب کی بعض ابتدائی کتابیں بلوغ المرام، مشکوۃ شریف اور صرف ونحو کی چند کتابیں مولانا عبدالرحمان سے پڑھیں۔

(اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور:ص۱۱۱)

دنیوی امور سے بے نیاز صوفی:۔کوٹ کپورے میں مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ نے جو خدمات سرانجام دیں انکا ذکر گزشتہ سطور میں قدرے تفصیل سے ہو چکا ہے وہاں کے لوگ ان کا بڑا احترام کرتے تھے اور اس چھوٹے شہر میں ان کو بے حد تکریم کی نظر سے دیکھا جاتا تھا، قرب وجوار کے دیہات کے بھی اکثر لوگ ان سے متعارف ہو گئے تھے، ان کی سادگی کی بنا پر بعض لوگ انہیں ایک درویش اور دنیوی امور سے بے نیاز صوفی قرار دیتے تھے۔ (اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور:ص۱۱۷)

ایک لاکھ پچیس ہزار مرتبہ آیت کریمہ کا عمل:۔ ہمارے علاقے کو ''روپڑ نہر'' سیراب کرتی تھی اور اس کا دفتر کوٹ کپورے سے بجانب مشرق تقریباً تین میل کے فاصلے پر تھا وہیں ریسٹ ہاؤس تھا، اس علاقے کے محکمہ نہر کا افسر اعلیٰ اس ریسٹ ہاؤس میں رہتا تھا، وہ مسلمان تھا اور اس کا ماتحت عملہ بھی مسلمان تھا، ایک دفعہ اس کی بیوی بیمار ہو گئی تو اس نے دو تین آدمی بھیج کر مولانا عطاء اللہ رحمہ اللہ صاحب کو اپنے ہاں بلایا اور بھی متعدد لوگوں کی دعوت دی صبح نو دس بجے سے تقریباً پانچ بجے تک ثابت باداموں پر ایک لاکھ پچیس ہزار دفعہ آیت کریمہ''

لا الہ الا انت سبحانك انی کنت من الظالمین" پڑھی گئی اس کے بعد مولانا نے دعا مانگی اور اللہ تعالیٰ نے مریضہ کو صحت عطاء فرمائی۔

مدعوین کے کھانے کا وہیں انتظام کیا گیا تھا میں بھی اس مجلس میں شریک تھا اور مجھے پہلی دفعہ آیت کریمہ کے اس عمل کا پتہ چلا تھا اس کے بعد کئی مرتبہ اس قسم کی بابرکت مجالس میں شرکت کا اتفاق ہوا۔ چھوٹی عمر میں گناہوں کی مقدار کم ہوتی ہے اس لیے اس نوع کے وظائف سے قلب و روح تسکین محسوس کرتے ہیں جیسے جیسے عمر بڑھتی جاتی ہے معصیت میں اضافہ ہو جاتا ہے اور طبیعت ذکر الٰہی اور وظائف و اوراد سے دور ہوتی جاتی ہے۔ (کتبہ مولانا اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور :ص ۱۱۸)

پیغام شفاء......چینی کی پلیٹیں:۔ مولانا عطاء اللہ صاحب بعض مریضوں کو چینی کی پلیٹوں پر بھی کچھ لکھ کر دیا کرتے تھے اس کے پینے سے اللہ تعالیٰ مریض کو شفا عطا فرماتا تھا۔ (اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور :ص ۱۱۸)

مولانا عبدالواحد رحمہ اللہ کے مرید:۔ جو رسوم طویل مدت سے جاری ہوں اور کسی نے ان کی مخالفت نہ کی ہو ان کے بارے میں یکا یک یہ سن لینا کہ یہ غیر شرعی کام ہے اکثر طبائع کو ناگوار گزرتا ہے وہاں بھی ایسا ہی ہوا پھر آہستہ آہستہ لوگوں پر اصل حقیقت واضح ہوگئی۔ وہاں ہمارے بزرگوں میں ایک صاحب محی الدین تھے جو مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ سے بیعت اور لکھویوں کے عقیدت مند تھے، مختلف دینی مسائل سے متعلق ان کی معلومات خاصی وسیع تھی، عام طور پر کوئی نہ کوئی کتاب ان کے زیر مطالعہ رہتی تھی بڑے نیک اور پرہیزگار بزرگ تھے، تہجد گزار، شب زندہ دار اور نہایت پارسا نماز انتہائی آرام سے ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے، بے شمار لوگوں کو انہوں نے قرآن مجید کی تعلیم دی اور دین اسلام کی مختلف کتابیں پڑھائیں۔ (اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور :ص ۱۲۳)

مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے مرید:۔ مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ کی شادی قیام کوٹ کپورہ کے زمانے میں مجھے یاد پڑتا ہے ۱۹۳۴ء میں ہوئی تھی ان کے سسر میاں نور الدین تھے جو ان کے نہایت قریبی رشتہ داروں میں سے تھے میرے خیال میں ان کے پھوپھی زاد تھے، حضرت مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے مرید تھے، بڑے نیک اور متقی بزرگ تھے اور ان کے گاؤں بھوجیاں میں سکونت پذیر تھے۔ (اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور :ص ۱۲۸)

میاں الحمدللہ مستجاب الدعا بزرگ:۔ ایک بزرگ میاں الحمدللہ وہاں (مولانا عطاء اللہ حنیف سے ملاقات کیلئے) جایا کرتے تھے جو ضلع گورداس پور کے کسی گاؤں کے رہنے والے تھے ان کا نام تو امام دین تھا لیکن میاں الحمدللہ کے عرف سے معروف تھے، تکلیف میں ہو یا آرام میں الحمدللہ کے الفاظ انکی زبان پر جاری رہتے تھے، افسوس کی یا خوشی کی کوئی خبری انہیں سنائی جاتی جواب میں قدرے اونچی آواز سے کہتے "الحمدللہ" بکثرت الحمدللہ کہنے کی وجہ سے ان کا نام ہی میاں الحمدللہ پڑ گیا تھا چھوٹے بڑے سب لوگ اس نام سے پکارتے تھے میاں الحمدللہ اپنا چھوٹا موٹا کاروبار کرتے تھے، وہ مستجاب الدعوات بزرگ تھے، نہایت نیک اور پاکیزہ روش، اکثر لوگ اپنی ضروریات بیان کر کے ان سے دعا کراتے تھے، اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو شرف قبولیت بخشتا تھا۔ (اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور :ص ۱۳۴)

دعا کرتے ہی بارش کا برس جانا (کرامت):۔ کوٹ کپورے سے دس گیارہ میل کے فاصلے پر بجانب مشرق ریاست نابھہ میں ایک قصبہ تھا "جیتو" وہاں دیسی مہینوں کے حساب سے ہاڑھ کے آخری دنوں میں جب کہ سخت گرمی کا موسم ہوتا ہے، مویشیوں کی منڈی لگتی تھی، جس میں بھینس، بیل، گھوڑے، اور اونٹ وغیرہ خریدنے کے لئے دور ونزدیک سے بے شمار لوگ آتے تھے، میاں الحمدللہ بھی بعض دفعہ اس منڈی میں آتے اور بھینسیں وغیرہ خریدتے تھے۔ ایک دفعہ وہ جیتو منڈی گئے دو بھینسے خریدے اور وہاں سے چل پڑے وہ کوٹ کپورے آنا چاہتے تھے ایک اور شخص ان کے ساتھ تھا سخت گرمی پڑ رہی تھی جس کی وجہ سے انکا بھی برا حال تھا اور بھینسوں کا بھی۔ ساتھی نے کہا میاں الحمدللہ دعا کرو اللہ بارش برسائے تا کہ ہمیں بھی کچھ آرام پہنچے اور بھینسے بھی سکھ کا سانس لیں۔

مسکراتے ہوئے جواب دیا: بھائی میں سوچ رہا ہوں کہ دعا کروں لیکن ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ دعا کرتا ہوں تو بارش برسے گی اور

کیچڑ پر بھینسوں کا چلنا مشکل ہو جائے گا اور ہمارا بھی۔ اگر دعا نہیں کرتا تو بھنے جا رہے ہیں پھر قدرے اونچی آواز سے کہا: الحمدللہ۔

بالآخر دعا کی اسی وقت آسمان پر بادل چھا گئے اور تھوڑی دیر میں جل تھل ہو گیا وہ بارش کی حالت میں بھیگتے ہوئے کوٹ کپورے سے پہنچے۔ یہ واقعہ میاں الحمدللہ کے ساتھی نے سنایا۔

مولانا عطاءاللہ صاحب کے سسر میاں نورالدین بھی بہت متدین بزرگ تھے اور وہ میاں الحمدللہ کے دوست تھے جب حسن اتفاق سے یہ دونوں بزرگ ہمارے ہاں موجود ہوتے تو اکثر لوگ انکی خدمت میں آتے دونوں کو گھروں میں لے جاتے اور دعائیں کراتے۔

اللہ اکبر! کیسا عجیب زمانہ تھا اور لوگوں میں نیکی اور دینداری کا کس درجے غلبہ تھا، اب اس قسم کا دور کبھی نہیں آئے گا وہ لوگ بھی ختم ہو گئے اور وہ زمانہ بھی بیت گیا۔

حافظہ کیلئے خاص وظیفہ:۔ ایک دن میں نے میاں الحمدللہ سے عرض کیا کوئی ایسا وظیفہ بتایئے کہ میں تھوڑا بہت پڑھنے لکھنے کے قابل ہو جاؤں دعا کی درخواست بھی کی۔

کہا: ہر نماز کے بعد دس مرتبہ ''رب زدني علماء'' دس مرتبہ ''لاحول ولا قوة الا بالله العلي العظيم'' اور دس مرتبہ رب اشرح لي صدري ويسرلي امري واحلل عقدة من لساني يفقهوا قولي ''پڑھا کرو۔

(اشاعت خاص مولانا محمد عطاءاللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۱۳۴۔۱۳۵)

علمائے غزنویہ کے عقیدت مند:۔ مولانا عطاءاللہ صاحب رحمہ اللہ کے زمانے میں کوٹ کپورے میں ایک عالم دین مولوی فضل دین تھے جو کسی دور میں امرتسر کے مدرسہ غزنویہ میں پڑھتے رہے تھے اور علمائے غزنویہ کے شاگرد اور عقیدت مند تھے، بہت نیک اور متدین و متقی بزرگ تھے۔ (اشاعت خاص مولانا محمد عطاءاللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی الاعتصام لاہور: ص ۱۳۵)

بطور کشف گنہگاروں کی بدبو سونگنا:۔ اپنے اساتذہ کا مولانا انتہائی احترام کرتے تھے، ایک مرتبہ وہاں حضرت مولانا شرف الدین دہلوی رحمہ اللہ تشریف لے گئے اور چھ سات دن قیام فرما رہے یہ غالباً ۱۹۳۵ء کی بات ہے اسی زمانے میں ایک دفعہ حضرت مولانا حافظ محمد صاحب گوندلوی رحمہ اللہ وہاں گئے تھے، مولانا عطاءاللہ صاحب ان کے تشریف لانے پر بھی بے حد خوش ہوئے اساتذہ کے بستر خود بچھاتے اور صاف کرتے، کھانا خود ہی کھلاتے اور خود ہی ہاتھ دھلاتے۔

حضرت حافظ صاحب کے تقویٰ وصالحیت اور ان کے قلبی وروحانی کمالات کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک دفعہ انہوں نے کچھ اس قسم کے الفاظ ارشاد فرمائے تھے کہ انہیں گناہ گار لوگوں سے بدبو آنے لگتی ہے، اب حافظ صاحب ہمارے ہاں تشریف لے گئے تو میں نے ان کے ساتھ جھجکتے اور شرماتے ہوئے مصافحہ تو کیا لیکن اس کے بعد ان کی مجلس میں حاضر ہونے سے گریزاں ہی رہا اس لیے کہ میرے پاس چھوٹی عمر میں بھی سوائے گناہوں کے کچھ نہیں تھا اور اندیشہ تھا کہ انہیں مجھ سے بدبو آئے گی، اس طرح وہ بھی روحانی تکلیف محسوس فرمائیں گے اور میرا بھی بھید کھل جائے گا کہ یہ جو اس عمر میں اس درجے معصیت زدہ ہے بڑا ہو کر معلوم نہیں کہاں تک پہنچے گا اور کیا گل کھلائے گا۔

مولانا عطاءاللہ صاحب رحمہ اللہ اپنے اساتذہ کی ہر بات نہایت توجہ سے سنتے اور انتہائی ادب کے ساتھ ان کے فرمان کا جواب دیتے تھے، اساتذہ بھی ان پر بہت مہربان تھے۔ (اشاعت خاص مولانا محمد عطاءاللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۱۳۹۔۱۴۰)

مولانا محمد علی لکھوی رحمہ اللہ پر مزاح مرشد:۔ مولانا محمد علی رحمہ اللہ نہایت دلچسپ بزرگ تھے بہت بڑے عالم اور انتہائی خوش مزاج، ذہن رسا پایا تھا اور لطیفے لطیفے میں بعض اوقات بڑے پتے کی بات کہہ دیتے تھے، ایک دن مولانا عطاءاللہ صاحب رحمہ اللہ نے کسی سلسلے میں ان سے گفتگو کرتے ہوئے کہا آپ کے بہت مُریدہیں! فوراً جواب دیا: اب وہ مَرید ہو گئے ہیں۔

(اشاعت خاص مولانا محمد عطاءاللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۱۴۹)

مولانا عبدالکریم رحمہ اللہ گرنتھی کی بیعت اصلاح:۔ فیروز پور میں جماعت اہلحدیث کی ایک ہی مسجد تھی اور وہ تھی مسجد گنبداں والی اس مسجد میں طویل مدت سے مولانا عبدالکریم صاحب رحمہ اللہ فرائض خطابت وامامت سرانجام دینے پر مامور تھے، انہیں ''گرنتھی'' اور ''امین خاندان غزنویہ'' کہا جاتا تھا، گرنتھی اس لیے کہ انہیں سکھوں کی مذہبی کتاب گرنتھ صاحب کے اکثر مقامات زبانی یاد تھے وہ اس موضوع پر بہت اچھی تقریر کرتے تھے اور اس کی تعلیمات بیان کرنے پر انہیں قدرت حاصل تھی یہی وجہ ہے کہ سکھ حضرات ان کا بے حد احترام کرتے تھے۔

''امین خاندان غزنویہ'' وہ اس لیے کہ کہلاتے تھے، کہ حضرت الامام مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے شاگرد و مرید تھے اور عرصے تک امرتسر کے مدرسہ غزنویہ کے سفیر رہے تھے، پنجابی زبان کے بہت اچھے شاعر تھے مختلف موضوعات پر انہوں نے پنجابی نظم میں کئی بہترین کتابیں تصنیف کیں، انہوں نے امام صاحب کی وفات پر پنجابی نظم میں ایک چھوٹی سی کتاب لکھی تھی جو اس زمانے میں نہایت مقبول ہوئی تھی، اس کا نام۔ ''جھوک ہادی میرے عبدالجبار دی'' اس کتاب کا ایک بند ملاحظہ ہو۔

دور داؤ دی کجھ قابل تسلی اے ۔۔۔ سارے گھرانے دی ایہ پونی تھے چھلی اے

ایہہ دی بدولت نہر علم دی چلی اے ۔۔۔ عمر دراز قومی خدمت گزار دی

جھوک ہادی میرے عبدالجبار دی

اب مولانا عبدالکریم گرنتھی بوڑھے ہوگئے تھے اور خدمت خطابت وامامات سے سبکدوش ہونا چاہتے تھے، انہوں نے ۲۴ اپریل ۱۹۶۱ء کو بہاول نگر میں وفات پائی۔ (ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۱۵۰)

باکمال بزرگ کی زیارت کا شرف:۔ مولانا محمد شفیع قیام پاکستان کے بعد صوبہ سندھ کے ایک علاقے میں مقیم ہوگئے تھے، اب بھی وہیں ہیں دو یا تین دفعہ وہ لاہور تشریف لائے تو مولانا عطاء اللہ صاحب رحمہ اللہ کے دولت کدے پر اس فقیر کو ان کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔

(اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۱۵۰۔۱۵۱)

صوفیائے کرام رحمہم اللہ کی میزبانی:۔ اہل حدیث علمائے وصوفیاء میں سے مولوی کمال الدین صاحب ڈوگر (سکنہ چھینبیانوالہ) جناب سید محمد شریف صاحب گھڑیالوی، مولانا عبداللہ (موضع کھیپانوالی) اور دیگر بہت سے بزرگان کرام مولانا عطاء اللہ صاحب کے ہاں بطور مہمان آتے اور قیام فرماتے تھے۔ (اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۱۵۹)

مولانا سندھی اور صوفی صاحب کا تعلق (پیغام رواداری):۔ دریائے ستلج کے کنارے ایک گاؤں ''فتوحی والا'' ہے وہاں ایک نہایت نیک عالم دین مولانا صوفی محمد فروکش تھے، جن کا تعلق چمرکنڈ کے مجاہدین سے تھا وہ مولانا عبیداللہ سندھی کے دوستوں میں سے تھے، اور ان کے ورود ہند سے کچھ عرصہ پہلے وفات پا چکے تھے، مولانا سندھی کے وہ سمدھی بھی تھے ان کی ایک بیٹی کی شادی مولانا سندھی کے ایک بھتیجے سے ہوئی تھی، مولانا سندھی ان کی تعزیت کے لئے ۱۹۳۹ء میں ان کے گاؤں فتوحی والا تشریف لائے۔

فیروز پور کے بعض حضرات کو پتہ چلا تو وہ مولانا سندھی کی زیارت وملاقات کیلئے فتوحی والا پہنچے ان میں مولانا عطاء اللہ صاحب، مولانا عبیداللہ احرار، عبدالعظیم خاں صاحب اور دو چار اور لوگ تھے، ان سطور کا راقم بھی ان کے ساتھ تھا جو سب سے کم سن تھا، یہ پہلا موقع تھا کہ ہم لوگوں کو مولانا سندھی کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ (اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۱۶۴)

ہمارے طلبہ تربیت سے نہایت دور......!:۔ یہاں مجھے چند لفظوں میں علمائے احناف اور علمائے اہل حدیث کے شاگردوں میں فرق بیان کرنے کی اجازت دیجئے۔ کم وبیش بیس سال پہلے کی بات ہے کہ ایک دن میں فیصل آباد میں مولانا محمد اسحاق چیمہ کی دکان پر بیٹھا تھا ان کی دکان اس زمانے میں منٹگمری بازار کے باہر سرکلر روڈ پر تھی، وہاں ایک صاحب کی موجودگی میں جن کے متعلق بتایا جاتا ہے کہ اوڈانوالہ میں وہ مولانا عطاء اللہ صاحب رحمہ اللہ سے پڑھتے رہے ہیں، مولانا عطاء اللہ صاحب رحمہ اللہ کے قیام اوڈانوالہ کا تذکرہ ہوا، گفتگو میں وہ صاحب

ہمارے مخاطب نہیں تھے، لیکن انہوں نے جس انداز میں دخل انداز ہو کر مولانا کے متعلق اظہار رائے فرمانا شروع کیا اس سے مجھے تو جو تکلیف ہوئی سو ہوئی خود چیمہ صاحب نے اس سے ذہنی کوفت محسوس کی، میں نے ان صاحب سے کہا ہم آپ سے مخاطب نہیں ہیں کیا یہ ممکن ہے کہ آپ تھوڑی دیر خاموشی اختیار فرمائے رکھیں؟۔

ایک اور صاحب کے بارے میں سنیے! جنہیں میں ۱۹۴۱ء سے جانتا ہوں اس وقت میں گوجرانوالہ میں حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب رحمہ اللہ کے حلقہ درس میں شامل تھا، وہ صاحب بھی وہیں تھے اور مولانا محمد اسماعیل صاحب رحمہ اللہ کے شاگرد تھے، اب وہ جماعت اہل حدیث ایک خاص گروپ سے تعلق رکھتے ہیں، مولانا ممدوح کے شاگرد رشید کبھی استاد محترم سے ہم کلام نہیں ہوئے تھے یہاں تک کہ انہوں نے کبھی استاد کو سلام بھی نہیں کیا تھا اور استاد بھی ہمیشہ ان سے شاکی رہتے تھے، اسی طرح قیام پاکستان کے بعد لاہور میں ایک صاحب نے مولانا عطاء اللہ صاحب رحمہ اللہ سے استفادہ کیا لیکن بعد میں انہوں نے مولانا سے متعلق جو طرز عمل اختیار کیا وہ انتہائی تکلیف دہ تھا میں ہر گز اس بات کا حامی نہیں کہ اس قسم کے لوگوں کی نسبت تلمذ ان عالی مقام حضرات کی طرف جائے۔

ان کے مقابلے میں علمائے احناف کے تلامذہ کو لیجئے وہ بے شک کسی عمر کو پہنچ جائیں اور کتنے بھی بڑے دینی یا دنیوی مناصب پر ان کی رسائی ہو جائے وہ اپنے اساتذہ سے بہ درجہ غایت احترام کے ساتھ پیش آتے ہیں، اور حضرت حضرت پکارتے ہوئے ان کی زبانیں خشک ہو جاتی ہیں لیکن اکثر اہل حدیث علماء اپنے اساتذہ کے ادب واحترام کے تقاضوں کو ملحوظ نہیں رکھتے۔ بے شک بعض معاملات ومسائل میں بعض اوقات شاگرد کو استاد کے نقطہ نظر سے اختلاف ہوتا ہے اور کسی وقت اس کے اظہار و بیان کی نوبت بھی آ جاتی ہے لیکن اس کا ایک خاص ڈھنگ ہوتا ہے اور ایسے مواقع پر ایسا نہج کلام اختیار کیا جاتا ہے کہ بات بھی کہہ دی جائے اور استاد کا احترام بھی برقرار رہے۔

(اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۱۷۵۔۱۷۶)

باہمی بے راہ روی، اک فکر......! اک المیہ......!:۔ قیام پاکستان کے بعد اس ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کا خوب ڈھنڈورا پیٹا گیا اور مسلسل پیٹا جا رہا ہے گزشتہ چودہ پندرہ سال سے تو یہ سلسلہ انتہاء کو پہنچا ہوا ہے لیکن نہ کہیں صحیح اسلام نظر آ رہا ہے، اور نہ اس کا نظام اور نفاذ کہیں دکھائی دیتا ہے، اسلام کے نظام اور نفاذ کے بارے میں چند سال پیشتر ملک کے ارباب اختیار نے کمال حکمت عملی سے علمائے کرام کو جو فریضہ سرانجام دینے کی طرف متوجہ فرمایا۔ وہ یہ تھا کہ اپنے آپ کو اس کام کیلئے وقف کر دو چنانچہ مسلک اہل حدیث سے تعلق رکھنے والے حضرت پورے زور شور سے اس قسم کے مضامین لکھنے اور تقریریں کرنے لگے کہ اس ملک میں کتاب وسنت کا نظام لایا جائے، احناف بالخصوص بریلوی حضرات کی طرف سے فقہ کے نفاذ پر زور دیا گیا اور فتاوی عالمگیری کے مطابق آئین تیار کرنے کا مطالبہ کیا گیا، پھر یہ ہوا کہ بہت سے اہل حدیث مضمون نویسوں اور مقرروں نے یہ مشغلہ اختیار فرمایا کہ فقہ پر سخت الفاظ میں تنقید کرنے لگے اور خاص طور سے فتاویٰ عالم گیری کے بعض مقامات کی وہ عبارتیں نقل کرنا شروع کر دیں جو ان کے نزدیک قابل اعتراض تھیں۔

مجھے یقین ہے کہ فتاویٰ عالمگیری کے ان موافقین اور مخالفین میں سے اکثر کو معلوم نہیں کہ یہ کس زبان میں ہے اور کتنی جلدوں میں ہے اور ایک شخص کی تصنیف ہے یا ایک سے زائد علمائے کرام کی بلکہ یہ بھی معلوم نہیں کہ اس کا اصل نام کیا ہے ایک اہل حدیث عالم سے جو خیر سے ایک مدرسے کے مہتمم بھی ہیں، میں نے پوچھا فتاویٰ عالمگیر کس زبان میں ہے؟ میں نے ایسے لہجے میں ان سے یہ سوال کیا تھا جس سے وہ سمجھیں کہ میں واقعی یہ نہیں جانتا کہ یہ کتاب کس زبان میں ہے اور ان سے اس سلسلے میں استفادہ کرنا چاہتا ہوں۔

ارشاد فرمایا فارسی زبان میں۔ اس کے بعد میں خاموش ہو گیا اور ان سے کوئی بات نہیں کی اس جواب باصواب کے بعد بات کرنے کی ضرورت بھی نہیں تھی، مولانا عطاء اللہ صاحب رحمہ اللہ کو ایک دن یہ واقعہ سنایا تو ہنسے اور فرمایا اہل حدیث کے مدارس میں پہلے فقہ حنفی کی بعض کتابیں باقاعدہ پڑھائی جاتی تھیں اب وہ بات نہیں رہی فقہ کی جس انداز سے ہمارے ہاں مخالفت ہو رہی ہے اس سے مجھے خطرہ ہے کہ

ہمارے طلبا آئندہ اس علم سے بالکل محروم ہو جائیں گے، نہ فقہ حنفی سے واقف ہوں گے، نہ فقہ شافعی، مالکی اور حنبلی کا انہیں کوئی علم ہوگا۔

اہل حدیث علما وطلبا کو کون بتائے کہ فتاویٰ عالمگیری کا اردو ترجمہ مشہور اہل حدیث عالم ومصنف مولانا سید امیر علی ملیح آبادی رحمہ اللہ نے کیا تھا جو حضرت میاں سید نذیر حسین رحمہ اللہ کے شاگرد تھے اور دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں شیخ الحدیث کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیتے رہے تھے، یہ ترجمہ ان سے منشی نول کشور نے کرایا تھا اور انہی نے پہلی مرتبہ شائع کیا تھا اس پر فاضل مترجم نے طویل مقدمہ سپرد قلم فرمایا ہے جو تقریباً تین سو صفحات پر مشتمل ہے۔

ناقدین علم فقہ سے ہم نہایت ادب سے عرض کریں گے کہ فقہ کی مشہور کتاب ''ھدایہ'' کا جو ہمارے زمانہ طالب علمی میں اہل حدیث مدارس میں پڑھائی جاتی تھی اور ہم نے بھی پڑھی ہے اردو ترجمہ بھی پہلی مرتبہ مولانا امیر علی ملیح آبادی نے کیا تھا، اگرچہ چند سال پہلے ھدایہ کا ایک اور ترجمہ بھی ہوگیا ہے، مگر فتاویٰ عالمگیری کے ترجمے کی طرح متداول ترجمہ وہی ہے جو مولانا ملیح آبادی نے کیا ہے مولانا امیر علی ملیح آبادی آج کے برخوردار ناقدین فقہ سے بھی کتاب وسنت اور علوم حدیث کا کم علم رکھتے تھے۔ (ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۱۹۹۔۲۰۰)

مولانا عبدالجبار رحمہ اللہ سے بیعت وتعلق:۔ مولانا عطاء اللہ صاحب رحمہ اللہ کی شادی جیسا کہ پہلے بتایا جاچکا، میاں نورالدین رحمہ اللہ کی صاحبزادی سے ہوئی تھی، میاں نورالدین نہایت نیک اور پارسا تھے، حضرت مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے مرید وعقیدت مند تھے تقسیم کے بعد گوندلانوالہ (ضلع گوجرانوالہ) میں سکونت اختیار کرلی تھی، لاہور تشریف لائے تو مولانا داؤد غزنوی نماز کی امامت کیلئے انہی سے کہتے۔ ۱۹۶۸ء میں گوندلانوالہ میں فوت ہوئے۔ (اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۲۱۴)

وضاحت:۔ حافظ نعیم الحق نعیم رحمہ اللہ ایڈیٹر ہفت روزہ الاعتصام بعنوان ''مولانا عطا اللہ حنیف رحمہ اللہ کے اساتذہ کرام'' کے تحت ذوق تصوف کی ان الفاظ میں نشاندہی کرتے ہیں۔ (از مرتب اثری)

مولانا فیض اللہ رحمہ اللہ احسان وتصوف کا حسین مرقع:۔ مولانا فیض اللہ رحمہ اللہ بڑی جامع شخصیت کے مالک تھے۔ قدرت کی طرف سے بڑی صلاحیتوں اور خوبیوں سے نوازے گئے تھے۔ علم وعمل، حسن اخلاق وکردار، احسان وتصوف، قیادت وسیادت، تدبیری سیاست اور صبر واستقامت کا حسین مرقع تھے۔

مولانا فیض اللہ رحمہ اللہ نے عبداللہ بن عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ اور پھر ان کے بعد ان کے جانشین حضرت الامام مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ سے تعلیم کی تکمیل کی، مولانا عبدالرحیم رحمہ اللہ بن عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ سے بھی تلمذ کا تعلق رہا۔ (ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۲۱۸)

غزنوی خاندان میں تصوف کا رسوخ:۔ مولانا فیض اللہ رحمہ اللہ چونکہ غزنوی خاندان کے شاگرد اور فیض یافتہ تھے اور علمائے غزنویہ کا احسان وتصوف اور تزکیہ باطن کی طرف بہت زیادہ رجحان تھا، اس لئے آپ بھی اسی رنگ میں رنگے ہوئے تھے، اپنے شاگردوں اور ارادتمندوں کو ذکر الٰہی فکر آخرت اور زہد وتقویٰ کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔

خود بھی زاہد وعابد، شب زندہ دار، متواضع، مہمان نواز، سراپا اخلاص، جری، حق گو اور فراست مومنانہ سے متصف عالم باعمل تھے۔

(اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۲۱۹)

۲۔ مولانا عبدالرحمٰن بھوجیانی رحمہ اللہ کا ذوق تصوف:۔ مولانا عبدالرحمٰن بھوجیانی رحمہ اللہ مولانا فیض اللہ خان رحمہ اللہ کے بڑے بیٹے تھے، ۹۹۔۱۸۹۸ء میں موضع بھوجیاں ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے گھر ہی میں حاصل کی پھر منڈی صادق گنج ضلع بہاولپور چلے گئے، وہاں مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے بیٹے مولانا عبدالرحیم غزنوی رحمہ اللہ سے تحصیل علوم دینیہ کی تکمیل کی۔

دل بیدار اور ذہن رسا رکھتے تھے، اس پر غزنوی علماء کی تعلیم وتربیت اور خصوصی توجہ نے سونے پر سہاگے کا کام کیا، اور وہ ظاہری علوم میں مہارت کے ساتھ ساتھ صفائی اور تزکیہ نفس سے بھی آراستہ ہوگئے۔

عادات واخلاق:۔ مولانا عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کا طلبہ کے ساتھ نہایت مشفقانہ برتاؤ ہوتا تھا ان کی ضروریات کا پورا خیال رکھتے، اکثر اپنا

کھانا گھر سے منگوا لیتے اور شاگردوں کے ساتھ بیٹھ کر کھاتے، موسم کے مطابق جوئی چیز گھر میں پکتی اس میں طلبہ کا بھی حق سمجھتے اور لا کر بڑی محبت سے انہیں کھلاتے۔

عید کے موقع پر نماز عید کے بعد اکثر لوگ آپ کی خدمت میں کچھ رقم پیش کرتے بار ہا ایسا ہوا کہ وہ تمام رقم اسی جگہ مدرسے کے طلبہ میں تقسیم کر دیتے اور خود خالی ہاتھ گھر جاتے۔

قرآن مجید کی تلاوت سے بڑا اشغف تھا، ہر وقت قرآن پاک، درود شریف یا دیگر مسنون دعائیں ورد زبان رہتیں ظہر کی نماز کے بعد عصر تک اکثر تلاوت قرآن میں مشغول رہتے تھے۔

نماز انتہائی خشوع وخضوع سے ادا کرتے تھے، شب بیداری اور نماز تہجد ان کا معمول تھا اکثر نفلی روزے رکھتے کسی سائل کو خالی ہاتھ واپس نہ کرتے ہر ایک کے ساتھ خندہ پیشانی اور شیریں کلامی سے پیش آتے تھے، بہت مہمان نواز تھے، مہمان کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے اور اپنی استطاعت کے مطابق اس کی خدمت کرتے تھے۔

شرم وحیاء اور تواضع وانکساری کا پیکر تھے، چلتے ہوئے نظریں ہمیشہ نیچی رکھتے تھے، کھانے، پینے، چلنے پھرنے، اور لباس وغیرہ میں بہت سادگی پسند تھے۔ (اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص۲۲۰۔۲۲۱)

۳۔ مولانا عبدالکریم بھوجیانی کی تربیت اصلاح:۔ مولانا عبدالکریم رحمہ اللہ مولانا سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے شاگرد تھے، تمام علوم وفنون کی تعلیم مدرسہ غزنویہ امرتسر سے حاصل کی تعلیم کے ساتھ ساتھ غزنوی تربیت سے بھی حظ وافر حاصل کیا۔

اخلاق وعادات:۔ مولانا عبدالکریم نہایت منکسر المزاج اور درویش صفت انسان تھے، لباس نہایت سادہ پہنتے کھدر کا تہہ بند اور کھدر کا کرتہ زیب تن ہوتا سر پر سادہ سی پگڑی بغیر کلاہ کے ہوتی، نام ونمود اور آرائش ونمائش سے گریزاں، لانبے قد کے دبلے پتلے بزرگ تھے۔

یوں لگتا ہے جیسے لباس اور بود وباش کی سادگی وبے تکلفی مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ نے اپنے انہی استاذ کے طرز عمل سے متاثر ہو کر اختیار کی تھی۔

مولانا عبدالکریم رحمہ اللہ مدرسہ غزنویہ امرتسر میں زیر تعلیم وتربیت رہنے کی وجہ سے علوم وفنون میں مہارت کے ساتھ ساتھ زہد وتقویٰ اور عبادت وریاضت میں بھی بہت اونچا مقام رکھتے تھے، اکل حلال، صدق مقال، نماز باجماعت کی پابندی قرآن مجید کی تلاوت، شب بیداری، ذکر وفکر، کم گوئی، حق گوئی، حق کی حمایت، مقامی جماعت کے نظم کی پابندی ان کے خاص اوصاف تھے۔

نماز فجر کے بعد بچوں کو ناظرہ اور باترجمہ قرآن مجید پڑھاتے تھے، اس کے علاوہ کسی اور کتاب کی تدریس بھی ان کے سپرد کی جاتی تو اس سے بھی باحسن طریق عہدہ برآ ہوتے تھے۔

اپنے بیٹوں کے ساتھ مل کر کھیتوں میں ہل چلاتے، فصلوں کو پانی دینے اور چارہ وغیرہ کاٹ کر لانے میں کوئی عار یا شرم محسوس نہیں کرتے تھے۔ (اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص۲۲۲۔۲۲۳)

۴۔ میاں حسین رحمہ اللہ کی بیعت تصوف:۔ میاں حسین رحمہ اللہ محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی کے والد محترم بھی ہیں اور استاذ مکرم بھی۔ حضرت الامام سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے مرید اور عقیدت مند تھے۔ پہلی مرتبہ حضرت الامام کی خدمت میں مولانا فیض اللہ خان بھوجیانی رحمہ اللہ کی معیت میں حاضر ہوئے اور پھر وہاں حاضر ہونا آپ کا معمول بن گیا۔

آپ کا خدا رسیدہ لوگوں میں شمار ہوتا ہے۔ (اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص۲۲۳)

استاذ الکل فی الکل حضرت حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ کا ذوق تصوف:

شیخ کامل سے روحانی فیض:۔ مولانا عطاء محمد حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ اپنے اساتذہ میں سے حضرت گوندلوی رحمہ اللہ کی شخصیت سے

بہت متاثر تھے، فرمایا کرتے تھے کہ سیاست کے بکھیڑوں سے نکل کر میرا خالص اور علمی اور کتابی دنیا میں آ جانا سراسر حضرت گوندلوی رحمہ اللہ کی توجہات اور راہنمائی کا مرہون منت ہے اور اسی وجہ سے مولانا بھوجیانی رحمہ اللہ آپ کو اپنا شیخ قرار دیا کرتے تھے۔

حضرت گوندلوی رحمہ اللہ سے مولانا بھوجیانی رحمہ اللہ نے روحانی فیض کے علاوہ درس نظامی کی اعلیٰ درجے کی کتب کی تعلیم حاصل کی۔

(ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۲۳۵)

حضرت گوندلوی رحمہ اللہ پر مرشد کامل کا اثر:۔ حضرت الامام سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کی روحانی شخصیت نے آپ کو بہت متاثر کیا فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص بھی حضرت الامام کی مجلس میں بیٹھ گیا اس پر روحانیت اور توجہ الی اللہ کا خاص رنگ چڑھ گیا، دنیا کی محبت سرد ہوگئی دل کی دنیا بدل گئی اور عملی زندگی میں ایک انقلاب آ گیا۔

بعض اوقات دوران درس حضرت الامام کی مجلس کے متعلق اپنا ابتدائی ذاتی تاثر بیان فرمایا کرتے تھے کہ جب میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو چند ہی دنوں میں ان کی روحانیت مجھ پر اس شدت سے اثر انداز ہوئی کہ میں حیران ہو کر سوچنے لگا کہ جو لوگ مدت دراز سے یہاں موجود ہیں وہ اب تک زندہ کس طرح ہیں؟ وہ شدت تاثر سے تڑپ تڑپ کر ختم کیوں نہیں ہوگئے۔؟

الغرض دوران درس جب بھی حضرت الامام کا ذکر کرتے تو بڑے والہانہ انداز کرتے یوں لگتا کہ کوئی شاگرد اپنے استاذ کا ذکر نہیں کر رہا بلکہ کوئی محبّ صادق اپنے محبوب کا ذکر کر رہا ہے۔

مرشد کی ذات میں فنائیت:۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے حضرت الامام کی ہر ہر ادا کو اپنا لیا تھا، اخلاق حسنہ، خموشی وسنجیدگی، ذوق عبادت، ذکر اللہ کی کثرت، نماز سے خصوصی تعلق، خشوع وخضوع اول وقت اور باجماعت اس کی ادائیگی کا اہتمام، یہ سب چیزیں آپ نے حضرت الامام سے سیکھیں۔ (اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۲۳۶)

اخلاق واوصاف:۔ آپ انتہائی نرم مزاج، خاموش طبع، خوش لباس، خوش گفتار، فضولیات سے محترز، عابد وزاہد اور ہمہ وقت ذاکر و شاغل انسان تھے، نماز تہجد، تحیۃ المسجد اور نماز باجماعت اور تکبیر اولیٰ کے پانے کا آپ کے ہاں بے مثل اہتمام ہوتا تھا، انتہائی چھوٹے اور معمولی کاموں میں بھی اتباع سنت کا خیال پیش نظر رہتا تھا، غیبت، حسد، بغض، کینہ اور دیگر اخلاقی رذائل سے کوسوں دور تھے، چہرہ ہمیشہ علم و عبادت کے نور سے منور اور متبسّم نظر آتا تھا، اونچی آواز میں کھل کھلا کر ہنسنے کی عادت نہیں تھی، ایام بیض (۱۳،۱۴،۱۵ قمری تاریخ) کے روزوں کی ہمیشہ سے عادت تھی، ایک دفعہ فرمانے لگے کہ طبیعت کی کمزوری کی وجہ سے میں نے یہ روزے چھوڑ دیئے تو بواسیر کی شکایت ہوگئی پھر فرمایا، معلوم ہوتا ہے کہ روزے کی وجہ سے بیماری رکی ہوئی تھی اس کے چھوڑنے سے وہ عود کر آئی۔ (ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۲۳۹-۲۴۰)

احسان وتصوف کے مہر درخشاں:۔ ۲ فروری ۱۹۸۵ء کو حسب معمول نماز تہجد کیلئے اٹھے وضو کیلئے غسل خانہ میں گئے ضعف وپیری کا عالم تھا پاؤں پھسل گیا، گر کر ٹانگ ٹوٹ گئی، ۵ فروری کو ٹانگ کا آپریشن کر دیا گیا مگر ضعف ونقاہت بڑھتی گئی تقریباً چار ماہ تک شدید بیمار رہے۔

پھر ۱۴ رمضان ۱۴۰۵ھ مطابق ۴ جون ۱۹۸۵ء کو تقریباً پون صدی تک منبر ومحراب اور مساجد ومدارس کو رونق بخشنے والا علوم وفنون، علم وعمل، ایمان ویقین اور احسان وتصوف کا یہ مہر درخشاں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے غروب ہوگیا اور اپنے اہل خانہ کے علاوہ بے شمار علماء وطلباء کو سوگوار چھوڑ گیا۔ "انا للہ وانا الیہ راجعون" " اللهم اغفرله وارفع درجته في المهديين"

(اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۲۴۱)

شاہ محمد اسحٰق محدث دہلوی رحمہ اللہ مجددی:۔ المسند المحدث الشاہ محمد اسحٰق بن محمد افضل العمری الدہلوی رحمہ اللہ، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کے نواسہ ولی اللّٰہی خاندان کے چشم وچراغ اور ان کی علمی مسند کے جانشین تھے۔ ۱۱۹۷ھ کو دہلی میں پیدا ہوئے، اپنے جدّ امجد شاہ عبدالعزیز کے علاوہ شاہ عبدالحیؒ بڈھانوی اور شاہ عبدالقادر محدث دہلوی رحمہ اللہ مؤلف ''موضح القرآن'' سے کسب فیض کیا۔ تحصیل علم

سے فراغت کے بعد شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ محدث کی مسند حدیث وفقہ پر جلوہ افروز ہوئے۔ اور برس ہا برس عروس البلاد دہلی میں درس حدیث دیا۔ سید نذیر حسین محدث دہلوی اور سید عبدالغنی مجددی حنفی دہلوی ثم المدنی رحمہما اللہ ان کے تلامذہ میں سے ہیں۔

(۵) سراج الہند شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ محدث دہلوی نقشبندی:۔ (۱۱۵۹ھ۔۱۲۳۹ھ)۔ سراج الہند، حجتہ اللہ، المفسر، المحدث الشاہ عبدالعزیز بن شاہ احمد ولی اللہ الدہلوی۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے سب سے بڑے بیٹے تھے، ۱۱۵۹ھ کو رمضان المبارک میں پیدا ہوئے، تاریخی نام غلام حلیم تھا۔ بچپن میں قرآن کریم حفظ کیا اور اپنے والد گرامی سے ابتدائی علوم کا درس لیا۔ والد کی وفات ۱۱۷۶ھ کے بعد انکے ہم عصر کبار علماء سے استفادہ کیا، اور کم عمری میں ہی مجلس درس کو زینت بخشی اور تدریس میں مشغول ہو گئے۔

علم وفضل، آداب واخلاق اور تعلیم وتربیت کے اعتبار سے ہندوستان کے مشاہیر اعلام میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ زندگی بھر ولی اللٰہی طریقہ کے مطابق تدریس قرآن وحدیث میں مصروف رہے، ان کے تینوں بھائی ان کے شاگرد ہیں۔ شاہ محمد اسحٰق ان کے تلمیذ خاص، تربیت یافتہ اور جانشین تھے۔ (اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص۲۶۶)

(۶) شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ محقق متصوف عالم دین:۔ (۱۱۱۴ھ۔۱۱۷۶ھ) احمد بن عبدالرحیم العمری الفاروقی نام ہے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے لقب سے شہرت پائی سلسلہ نسب حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے اسی نسبت سے عمری اور فاروقی کہلاتے ہیں، ۴ شوال ۱۱۱۴ھ کو پیدا ہوئے۔ ۱۱۷۶ھ میں وفات پائی۔

سات برس کی عمر میں قرآن حکیم حافظ کر لیا تھا اور پھر نہایت شوق سے حصول علم میں منہمک ہوئے، پندرہ برس کے تھے کہ جملہ معروف علوم وفنون پڑھ کر فارغ ہوئے اور درس وتدریس میں مصروف ہوئے، پھر علوم حدیث اور اسانید عالیہ کی طلب وجستجو نیز حج بیت اللہ کیلئے حجاز مقدس کا سفر اختیار کیا، یہ ۱۱۴۳ھ کی بات ہے، دو سال وہاں رہ کر خصوصاً مدینہ منورہ کے علمائے حدیث سے شرف تلمذ حاصل کیا یہیں آپ نے جناب ابو الطاہر المدنی سے سند حدیث حاصل کی۔ ۱۱۴۵ھ میں واپس وطن ہندوستان لوٹے اور تدریس حدیث وتفسیر کی مسند پر جلوہ افروز ہوئے۔

دعوت وارشاد: تصنیف وتالیف اور درس وتدریس کے ذریعے احیاء دین کیلئے عدیم النظیر خدمات سرانجام دیں۔ اللہ تعالیٰ نے شاہ صاحب کے کام میں من کل الوجوہ برکت دی۔

انکا خاندان پورے کا پورا احیائے دین کے لئے مصروف ہو گیا علوم حدیث میں یہ خاندان پورے ہندوستان کا استاذ باور کیا جاتا ہے تمام بڑے علمائے حدیث کا سلسلہ اسانید شاہ صاحب پر منتہی ہے۔ (ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص۲۶۷)

عبدالرحمٰن بن محمد الداؤدی کا ذوق ذکر:۔ فتویٰ وتالیف میں انہیں یدطولیٰ حاصل تھا، نظم ونثر دونوں پر قادر تھے، زہد وتقویٰ کی صفات سے متصف تھے، ہر وقت ذکر وفکر میں رہتے رزق حلال کا بہت اہتمام کرتے تھے، ذرہ بھر بھی شک گزرتا تو محتاط ہو جاتے۔ ۹۴ برس کی طویل عمر پائی۔ (کتاب العبر ج۳ ص۲۶۵۔ البدایہ والنہایہ بذیل وفیات۔ ص۴۶۷۔ شذرات الذہب: ج۳ ص۳۶۷ طبقات الشافعیہ الکبریٰ، ج۳۔ ص۲۲۸۔ کتاب المنتظم: ج۸۔ ص۲۹۶ بحوالہ ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص۲۷۳)

امام بخاری رحمہ اللہ کی والدہ کو بشارت:۔ امام بخاری شوال ۱۹۴ھ کو بخاریٰ میں پیدا ہوئے والد گرامی بچپن میں ہی فوت ہو گئے تھے آپ کی والدہ ماجدہ نے تربیت کی جو نہایت صالحہ خاتون تھیں کم سنی میں ہی آپکی نظر جاتی رہی اور نابینا ہو گئے والدہ محترمہ نے آپ کی بینائی کیلئے بہت رو رو کر دعائیں کیں خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف سے انہیں قبولیت دعا کی بشارت ملی، صبح اٹھے تو امام صاحب کی آنکھیں روشن تھیں۔ (اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص۲۷۴)

مولانا عطاء اللہ حنیف کے علمی کارنامے:۔ مکتبہ سلفیہ کا قیام:۔ آپ نے المکتبہ السّلفیہ کے نام سے ایک اشاعتی ادارہ قائم کیا

جس کی طرف سے مختلف علوم وفنون متعدد معیاری اور وقیع کتب اشاعت پذیر ہوچکی ہیں۔ جن میں ''التعلیقات السّلفیۃ'' حاشیہ برسنن نسائی، مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح، تفسیر احسن التفاسیر (جس میں تفسیری روایات کی تخریج فرمائی ہے) شیخ ابوزہرہ مصری پروفیسر فواد یونیورسٹی مصر کی تصنیفات حیات امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور حیات امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ترجمہ جناب رئیس احمد جعفری اور حیات امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ترجمہ پروفیسر غلام احمد حریری اپنے بیش قیمت حواشی اور گراں قدر تعلیقات کے ساتھ شائع کیں جن کی اہل علم کے نزدیک بے حد قدر و قیمت ہے، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کی کتاب '' الانتباہ فی سلاسل اولیاء الله واسانید وارثی رسول الله ﷺ کا تیسرا حصہ بعنوان ''اتحاف النبیۃ فیما یحتاج الیہ المحدث والفقیہ'' جواب تک غیر مطبوعہ تھی، بڑی محنت اور تحقیق وتدقیق سے ایڈٹ کیا اور اسے اپنے بیش قیمت حواشی اور تعلیقات کے ساتھ شائع کیا۔ اس میں آپ نے مناسب مقام پر اکابر اہل حدیث کا مختصر تعارف بھی عربی زبان میں قلم بند کیا ہے، اور حضرت شیخ الکل سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کا مختصر ترجمہ بھی اس میں شامل ہے۔ (کتبہ مولانا عبدالعظیم انصاری رحمہ اللہ۔ ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۲۷۸)

تصوف میں اعتدال پر پسندیدگی:۔ عام اہل علم کو صرف مطالعہ کرنے کا ذوق ہوتا ہے لیکن مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ اس کے ساتھ ساتھ مطالعہ کروانے کا ذوق بھی رکھتے تھے چنانچہ ان سے تعلق خاطر اور میل ملاقات رکھنے والے طلباء، علماء اور فضلاء بخوبی جانتے ہیں کہ وہ کس طرح ہر ایک کے ذوق کا خیال رکھا کرتے تھے۔

راقم ایک مرتبہ بغرض زیارت المکتبہ السّلفیہ میں حاضر ہوا کراچی سے رویت ہلال کمیٹی کے اجلاس میں شرکت فرما کر ابھی ابھی تشریف لائے تھے، کچھ دیر خیریت اور حال احوال دریافت کرنے کے بعد راقم واپسی کی اجازت چاہنے لگا تو فرمایا: ٹھہر جاؤ! تمہارے ذوق کی ایک کتاب لے کر آیا ہوں وہ لے جاؤ، اور پڑھ کے واپس لے آنا! چنانچہ کتابوں کا ایک بنڈل جو ابھی ابھی کراچی سے لے کر آئے تھے کھلوایا اس میں سے علامہ جمال الدین القاسمی رحمہ اللہ کی کتاب ''جوامع الآداب'' نکالی اور مجھے عنایت فرمادی۔

اسی طرح راقم ایک دفعہ کسی اور موقع پر حاضر خدمت ہوا تو فرمایا۔ تمہارے لیے ایک چیز رکھی ہوئی ہے پڑھ کر اس کے متعلق اپنی رائے بتانا!

یہ فرما کر کویت کی ''جمعیت احیاء التراث الاسلامی '' کی طرف سے شائع شدہ کتاب '' تراثنا الاسلامی و کیف نحییہ'' مجھے عنایت فرمادی۔

اس کتاب میں عقیدہ، قرآن، اسلامی تربیت اور حدیث کے موضوعات پر چار بہترین محاضرات لیکچرز شائع کئے گئے تھے۔ مولانا کا خیال یا حکم یہ تھا کہ اسلامی تربیت کے موضوع پر جو لیکچر ہے اس کا مطالعہ کروں اور اپنی رائے اور تاثر کا اظہار کروں یہ لیکچر کویت کے ایک معروف مصنف اور سلفی عالم دین شیخ عبدالرحمٰن عبدالخالق حفظہ اللہ تعالیٰ کا مرتب کردہ تھا اس میں انہوں نے اسلامی تربیت اور صوفیانہ تربیت کے طریقہ کار کو تقابلی انداز میں پیش فرمایا تھا۔

اسلام اور تصوف کو علی الاطلاق ایک دوسرے کے مدمقابل ٹھہرانے اور پھر اس بنیاد پر تصوف کو کلیۃً مسترد کر دینے کا رجحان بعض سلفی اور غیر سلفی حضرات میں آج کل بہت تقویت پکڑتا جا رہا ہے، راقم کے خیال میں یہ رجحان درست نہیں بلکہ خطرے سے خالی نہیں، اس سلسلہ میں افراط وتفریط سے اجتناب بہر حال ضروری ہے، یعنی نہ تو تصوف کو کلیۃً مسترد کیا جائے اور نہ اسے کتاب وسنت کی طرح منزل من اللہ سمجھ کر اس کے ہر ہر مسئلہ کو تسلیم کرلیا جائے، بلکہ اس کے متعلق بالکل وہی سلفیانہ رویہ اختیار کرنا چاہیے جو شروع سے فقہ حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی اور ظاہری وغیرہ کے متعلق علمائے محققین اختیار کرتے چلے آئے ہیں یہی سلامتی اور اعتدال کی راہ ہے۔ راقم نے شیخ عبدالرحمٰن عبدالخالق کا مضمون پڑھنے کے بعد مولانا رحمہ اللہ کے سامنے اپنی اسی رائے کا اظہار کیا تو مولانا رحمہ اللہ نے اسے پسند فرمایا اور تائید فرمائی۔

(کتبہ حافظ نعیم الحق نعیم رحمہ اللہ، گوجرانوالہ۔ ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۲۸۳۔۲۸۴)

اجسام انبیاء علیہم السلام کا محفوظ رہنا:۔ مسند ابو یعلی اور مستدرک حاکم وغیرہ کی طویل حدیث کے ضمن میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ صلوۃ والسلام نے بنی اسرائیل کو وصیت فرمائی تھی کہ اگر وہ ملک مصر کو چھوڑ کر کہیں اور جانے لگیں تو ان کی ہڈیاں بھی ساتھ لیتے

جائیں، اس حدیث سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے جسم بھی قبروں میں محفوظ نہیں رہتے جب کہ ایک دوسری صحیح حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر یہ حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے (مبارک) جسموں کو کھائے۔

اب یہ ایک اشکال ہے جسے حل کرنے کی غرض سے مولانا رحمہ اللہ نے شیخ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ افادہ علمیہ نوٹ کیا ہے کہ یوسف علیہ الصلوۃ والسلام کی ہڈیوں سے مراد ان کا پورا جسم ہے کیونکہ بعض اوقات جزو بول کر کل مراد لیا جاتا ہے، جیسا کہ قرآن حکیم میں قرآن الفجر سے مراد صلوۃ الفجر ہے، چنانچہ درج ذیل حدیث میں صراحتہ ہڈیوں (عظام) کا لفظ بول کر پورا جسم مراد لیا گیا ہے۔

(اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص۳۰۴)

ٹوپی یا عمامہ استعمال فرمانا:۔ مولانا محمد حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ جیسا کہ اکثر احباب جماعت کو معلوم ہے، سر پر عمامہ یا ٹوپی وغیرہ رکھا کرتے تھے۔

امام صاحب رحمہ اللہ کا علمی دفاع:۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق امام مالک رحمہ اللہ کی رائے کہ سلسلہ میں مؤطا امام مالک رحمہ اللہ کی شرح المنتقی للباجی رحمہ اللہ ج۷ ص۳۰۰ سے مولانا رحمہ اللہ نے درج ذیل معلومات نوٹ کی ہیں:

بلاغات امام مالک رحمہ اللہ میں سے ایک روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عراق کی طرف جانے کا ارادہ کیا تو کعب الاحبار نے کہا: امیر المؤمنین آپ وہاں نہ جائیں! کیونکہ ایک تو جادو کے دس حصے کئے جائیں تو نو حصے وہاں ہیں یعنی وہاں جادو سب سے زیادہ ہے دوسرے وہاں فاسق جنات ہیں، تیسرے وہاں مشکل العلاج (یا لاعلاج) بیماری ہے۔

مشکل العلاج بیماری کی وضاحت کرتے ہوئے امام الباجی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ اس سے مراد بدعات یا وہ امور ہیں جو انسان کے دین کیلئے مہلک ہوتے ہیں پھر اس کے بعد ابن حبیب کے حوالے سے یہ روایت بیان کی ہے کہ لوگوں نے امام مالک رحمہ اللہ سے اس مشکل العلاج بیماری کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: اس سے مراد ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب ہیں کیونکہ اس نے دو طرح سے لوگوں کو گمراہ کیا ہے ایک ارجاء (عمل کو ایمان کی حقیقت سے خارج قرار دینے) کے ساتھ اور دوسرے احادیث وسنن کو رائے کے ذریعے ٹھکرانے کیساتھ۔

پھر ابوجعفر داؤدی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر یہ روایت غلطی سے محفوظ ہے اور صحیح ثابت ہے تو پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ کی زبان سے غصے یا پریشانی میں اس قسم کے الفاظ نکل گئے ہوں گے۔ کیونکہ علماء بھی انسان ہی ہوتے ہیں بعض اوقات بشری کمزوری کیوجہ سے ان کی زبان سے ایسی بات نکل جاتی ہے جس سے بعد میں غصہ اتر جاتا ہے تو انہیں استغفار کرنا پڑتا ہے۔

لیکن خود امام الباجی رحمہ اللہ کا خیال ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ کی نسبت یہ روایت صحیح نہیں ہے کیوں کہ معروف علم و دانش دین وفضل اور گفتگو میں احتیاط پسندی کی وجہ سے یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ کسی بھی مسلمان کے متعلق علی الاطلاق اس قسم کی بات بغیر تحقیق وثبوت کے کہہ دیں جب کہ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے متعلق ان کا اکرام واحترام مشہور ہے حالانکہ وہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگردوں میں سے ہیں، اور یہ بھی معلوم ہی ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی یہ رائے ہے کہ وہ مسائل کا علم رکھتے ہیں، اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے امام مالک رحمہ اللہ سے کچھ احادیث بھی روایت کی ہیں اور ان کے شاگرد امام محمد بن الحسن نے امام مالک رحمہ اللہ سے موطا کا سماع بھی کیا ہے نیز ان کا انتہائی درجہ کا زہد عبادت بھی مشہور ہے اور پھر یہ بھی کہ ان کی آزمائش ہوئی اور انہیں محض اس لیے کوڑے مارے گئے کہ وہ منصب قضاء قبول کر لیں مگر انہوں نے انکار کر دیا تو اس قسم کی شخصیت کے بارے میں امام مالک رحمہ اللہ ایسی بات نہیں کہہ سکتے تھے جو ان کے علم وفضل کے شایان شان نہ ہو۔

(اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص۳۰۷۔۳۰۸)

ابن عربی رحمہ اللہ کی معتدلانہ رائے:۔ ابن عربی رحمہ اللہ تاریخ اسلام کی ایک ممتاز اور متنازعہ شخصیت ہیں ان کے فلسفہ وحدت الوجود کی بناء پر شروع ہی سے کچھ لوگ ان کے شدید مخالف اور کچھ لوگ ان کے سخت حامی چلے آرہے ہیں۔ اس کے مخالف اسے ملحد اور زندیق

تک قرار دیتے ہیں جب کہ ان کے حامی انھیں اولیاء اللہ اور تنقید سے بالا تر لوگوں میں شمار کرتے ہیں مخالفین میں بڑے بڑے محدثین اور اہل علم شامل ہیں اور موافقین میں بھی۔

مخالفین میں نمایاں ترین شخصیت امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی ہے جنہوں نے فلسفہ ابن عربی رحمہ اللہ پر تندوتیز تنقید کی ہے مگر اس کے باوجود شخصیت ابن عربی رحمہ اللہ کے بارے میں ان کی روش اور انکی گفتگو انتہائی محتاط ہوتی تھی، چنانچہ مذہب الاتحادیین ،ص۶۰ میں فرماتے ہیں۔

وھی مع کونھا کفرا فھوا قربھم الی الاسلام لمایوجد فی کلامہ من الکلام الجید کثیراً ولانہ لایثبت علی الاتحاد ثبات غیرہ بل ھو کثیر الا ضطراب فیہ......واللہ اعلم بما مات علیہ۔

''ابن عربی رحمہ اللہ کا نظریہ اگر چہ کفر ہے تاہم وہ خود دوسرے متصوفین کی نسبت اسلام سے سب سے زیادہ قریب ہیں کیونکہ ان کے کلام میں اچھی باتیں بہت زیادہ پائی جاتی ہیں نیز وہ اپنے نظریہ وحدت الوجود پر مضبوطی سے قائم بھی نہیں رہے......اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان کی موت کس حالت پر واقع ہوئی۔

اسی طرح مجموعۃ الرسول والمسائل ج ا ظ ۱۷۶ میں رقمطراز ہیں:**لکن ابن العربی اقربھم الی الاسلام واحسن کلاما فی مواضع کثیرۃ فانہ یفرق بین الظاھر و المظاھر فیقر الامر والنھی والشرائع علی ماھی علیہ۔**

لیکن ابن عربی اتحادی وجودیوں میں سے اسلام کے سب سے زیادہ قریب ہے اور اس کا کلام بہت سے مقامات پر سب سے زیادہ اچھا ہے چنانچہ وہ ظاہر اور مظاہر (خالق اور مخلوق) میں فرق کرتا ہے، اس لیے امر ونہی اور شریعت کو جوں کو توں تسلیم کرتا، (اور واجب العمل گردانتا) ہے۔

امام شوکانی رحمہ اللہ شروع شروع میں ابن عربی (رحمہ اللہ) وغیرہ پر سخت تنقید بلکہ اس کی تکفیر بھی کرتے رہے ہیں لیکن بعد میں انہوں نے اس سے رجوع کر لیا تھا، دیکھئے البدر الطالع (ج۲ص۳۲ تا۳۹)

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ اور شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کا موقف تقریباً ایک ہی ہے کہ ابن عربی رحمہ اللہ کا نظریہ وحدت الوجود ان کے کشف میں غلطی کا نتیجہ ہے، اس لیے اسے تسلیم نہیں کیا جا سکتا البتہ ان کی ولایت میں کوئی شک وشبہ نہیں ہونا چاہیے۔

(ہفت روزہ الاعتصام لاہور:ص۳۱۴۔۳۱۵)

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے محبت رکھنے والا ہمشکل جن:۔ جنات اللہ تعالیٰ کی ایک غیر مرئی مخلوق ہیں اور انسانوں کی طرح شریعت کے مکلّف اور انہی کی طرح مختلف مذاہب کے ماننے والے ہوتے ہیں چنانچہ ان میں نیک، بد، مشرک، موحد، غیر مسلم، ہندو سکھ، یہودی عیسائی، ملحد بے دین ہر قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں اور ان میں سے بہت لوگ اپنے ہم خیال اور اپنے ہم مذہب ومشرب انسانوں کے ساتھ تعلق خاطر اور دوستی بھی رکھتے ہیں۔

اس سلسلہ میں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے خود اپنا ایک واقعہ بیان کیا ہے جو مولانا بھوجیانی رحمہ اللہ نے ان کی کتاب ''الفرقان بین الحق والباطل'' کے صفحہ ۱۷ سے نوٹ کیا ہے امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تاتاریوں میں سے کچھ لوگ اگر مصر آتے تو میں ان کے سامنے دعوت اسلام پیش کرتا پھر جب ان میں سے کوئی شخص اسلام قبول کر لیتا اور شہادتین کا اقرار کر لیتا تو میں حسب توفیق اسے کھانا کھلاتا۔

جن دنوں میں قلعہ مصر میں قید تھا تو ماردین (ترکی کا ایک شہر) کے بادشاہ نے مصر کے بادشاہ کو کسی قاصد کے ذریعے یہ بتایا کہ'' آج کل ابن تیمیہ رحمہ اللہ ہمارے علاقہ میں ہے اور وہ لوگوں کو دعوت اسلام دیتا ہے اور جو شخص اسلام قبول کر لیتا ہے اسے کھانا کھلاتا ہے فلاں شہر کے امیر نے مجھے یہ اطلاع دی ہے اور وہ خود اس سے ملاقات بھی کر چکا ہے''۔

میں چونکہ ابھی تک قیدی ہی تھا، اس لیے لوگوں نے اسے بہت بڑا واقعہ سمجھا حالانکہ اس کی حقیقت صرف اتنی ہی تھی کہ ترکی کے علاقہ میں میرے روپ میں دعوت وتبلیغ کا کام کرنے والا وہ شخص دراصل ایک جن تھا جسے مجھ سے عقیدت ومحبت تھی، اسی وجہ سے اس نے شکل و

صورت بھی وہ اختیار کر رکھی تھی جو میری تھی اور کام بھی وہی کر رہا تھا جو میں کیا کرتا تھا، اس کا مقصود اس سے میرا اکرام واحترام تھا۔

(اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۳۳۰)

مولانا حنیف ندوی ایک مسلمہ شخصیت:۔ مولانا محمد حنیف ندوی صاحب رحمہ اللہ جماعت اہل حدیث کے جید عالم دین بین الاقوامی شہرت کے حامل مصنف تھے، آپ نے کئی کتابیں لکھیں جو اکناف عالم میں قدر کی نگاہ سے پڑھی گئیں۔(ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۳۸۸)

ہفت روزہ "الاعتصام" تعارف:۔ یہ مسلک اہل حدیث کا وہ پرچہ ہے جو ۱۹۴۹ء سے آج تک یعنی پورے ۵۲ سال سے مسلک اہل حدیث کی خدمت کر رہا ہے اور اس پرچہ نے مسلک کی وہ خدمت کی ہے جو پوری جماعت مل کر سو سال میں بھی نہیں کر سکتی۔

(اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۴۰۲)

نوجوانوں سے فریاد:۔ کیا ہمارے نوجوان علماء میں ان ضرورتوں کا ادراک نہیں؟ کیا انہیں اپنی ذمہ داریوں کا کوئی احساس نہیں؟ کیا مدارس کے چارہ گروں کو بھی اس کا حل اور اس کا علاج سوچنے کی ضرورت نہیں؟ "الیس منکم رجل رشید"

افسوس! علماء بھی ایثار وقربانی کا راستہ چھوڑ کر مادی منفعتوں اور لذتوں کو ترجیح دے رہے ہیں دعوت وتبلیغ کی پر خار وادیوں کے مقابلے میں دنیوی مناصب اور بھاری بھرکم تنخواہوں کی طرف دوڑ رہے ہیں اور سادگی اور زہد کی بجائے دنیا کی آسائشوں اور راحتوں کے طالب بن گئے ہیں جس کی وجہ سے غزالی ورازی، ابن تیمیہ رحمہ اللہ وابن قیم رحمہ اللہ وغیرہ تو کجا کوئی داؤد غزنوی رحمہ اللہ واسماعیل سلفی رحمہم اللہ کا جانشین بھی پیدا نہیں ہو رہا، ابراہیم میر سیالکوٹی رحمہ اللہ اور ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ تک کی جگہ لینے والا تیار نہیں ہو رہا اور حنیف ندوی ومحمد عطاء اللہ حنیف رحمہما اللہ جیسی یگانہ روزگار شخصیتیں بھی خواب وخیال معلوم ہونے لگی ہیں۔(ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۴۲۱)

نقشبندی شیخ طریقت کا نادر ملفوظ:۔ اصحاب حل وعقدہ سے فی الوقت ہماری مراد علماء کرام اور حساس ومتدین دولت مند طبقہ ہے۔ خدمات عالیہ میں ایک ایسے اہم سبب کا ذکر کرنا چاہتے ہیں جس کی طرف موجودہ تحریک احیاء وتجدید توحید وسنت کے بانی حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شہید (۱۲۴۶) قدس اللہ روحہ نے اشارہ فرمایا تھا۔ مولانا ممدوح اپنے شیخ طریقت حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ کے ملفوظات یعنی کتاب "صراط مستقیم" میں لکھتے ہیں

واضح رہے کہ شرفاء (غالباً پرانے علمی ومنصبی خاندان مراد ہوں گے جو قدیم ایام سے دینی ودنیوی اعلیٰ مناصب پر فائز چلے آ رہے تھے) میں اللہ تعالیٰ نے فطانت وذہانت اور شرافت کا ایک جوہر ودیعت کر رکھا ہے جو آباء واجداد سے ان میں وراثتاً منتقل ہو کر آتا ہے مگر صرف یہ فطری استعداد ہرگز کارآمد نہیں جب تک کہ علوم دینیہ کی تعلیم وتعلم اور تشرع وتدین کے ذریعے سے ان قابل جوہروں کی تربیت نہ کی جائے بلاشبہ اس ذہین وفطین طبقے کے علمی ودینی تربیت سے بڑے مفید نتائج ظاہر ہو سکتے ہیں۔(خلاصہ وترجمہ از فارسی "صراط مستقیم" ص ۶۶ طبع مجتبائی دہلی)

(اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۴۲۴)

فقہی رواداری اور وسعت ظرفی:۔ تقلید کا رد اور عمل بالحدیث کی اہمیت، ان کا اگرچہ نہایت پسندیدہ موضوع تھا اور اس پر چھوٹی بڑی متعدد کتابیں بھی انہوں نے شائع کیں لیکن اس کے باوجود وہ فقہی رواداری اور وسعت ظرفی کے قائل تھے، علمائے دیوبند سے ان کے تعلقات خاصے وسیع تھے، مولانا عبدالقادر رائے پوری مرحوم سے یک گونہ عقیدت اور مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ سے احترام کا تعلق تھا، مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کی وفات پر انہوں نے ماہنامہ "رحیق" لاہور میں نہایت پر درد اداریہ سپرد قلم فرمایا، جس میں ان کی علمی، دینی اور ملی وسیاسی خدمات پر بھرپور خراج تحسین فرمایا، مولانا سعید احمد اکبرآبادی رحمہ اللہ لاہور تشریف لائے تو بطور خاص ان کو دعوت دے کر اپنے ادارہ میں بلایا، اور مولانا اکبرآبادی، مولانا معراج الحق صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند کی معیت میں تشریف لائے، اور مولانا کی ضیافت سے مسرور وشادکام ہوئے۔

مولانا عبدالرشید نعمانی (جے پوری) کراچی سے ان کے حنفیت میں تصلب کے باوجود خصوصی تعلق تھا، "اتحاف النبیہ" کا وہ قلمی نسخہ، جسے

حضرت مولانا رحمہ اللہ نے ایڈٹ کیا انہی مولانا نعمانی صاحب سے ہی حاصل کیا تھا، چنانچہ مولانا نعمانی صاحب بھی جب کبھی لاہور تشریف لاتے تو حضرت مولانا مرحوم سے ضرور ملتے، مولانا محمد ذکریا کاندھلوی صاحب ''اوجز المسالک'' اور مصنف ''تبلیغی نصاب'' ایک مرتبہ لاہور آئے تو راقم کے ساتھ ان کی زیارت کے لئے لاہور کے تبلیغی مرکز بلال پارک باغبانپورہ تشریف لے گئے لاہور میں موجود علمائے دیوبند سے ان کی ذاتی مراسم تھے اور ان کے ہاں آنا جانا ایک معمول تھا وہ بھی حضرت مولانا سے خصوصی ربط و تعلق رکھتے تھے، غرض اس لحاظ سے ان کے اندر وہ وسعت موجود تھی جو ہماری اکابر اسلاف کا بھی ایک امتیازی وصف تھا۔ (کتبہ حافظ صلاح الدین یوسف، لاہور۔ اشاعت خاص ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۴۸۶ ۔ ۴۸۷)

دیوبند و اہل حدیث کی مایہ ناز شخصیات:۔ بہت سے مفکر کا خیال ہے کہ موجودہ قابلیتی بحران کا سب سے بڑا سبب مدارس عربیہ کا مروجہ نصاب تعلیم ہے حالانکہ ماضی قریب کے جید اہل علم جن پر برصغیر پاک وہند کو بجا طور پر فخر ہے، ولی اللّٰہی خاندان اور ان کے متوسلین مولانا سید محمد نذیر حسین رحمہ اللہ، مولانا نواب سید محمد صدیق حسن رحمہ اللہ، مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ، مولانا محمود الحسن رحمہ اللہ، مولانا محمد شمس الحق رحمہ اللہ، مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ، مولانا محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ، مولانا سید محمد انور شاہ رحمہ اللہ، مولانا مفتی کفایت اللہ رحمہ اللہ، مولانا حافظ محمد صاحب لکھوی رحمہ اللہ، مولانا سید سلیمان صاحب ندوی رحمہ اللہ، مولانا ثناء اللہ رحمہ اللہ وغیرہم، سب بزرگ اسی نصاب کے فیض یافتہ تھے ان حضرات کی خدمات علمی اور اسلامی سے کون انکار کرسکتا ہے اور کیا یہ واقعہ نہیں کہ اپنے اپنے درجے میں ان ہی کی مساعی، محنت، ایثار اور قربانیوں کا فیض ہے، جو علوم دینیہ کی تھوڑی بہت رونق نظر آرہی ہے۔ (اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۴۹۰)

صوفیائے کرام دلوں کو جلا بخشنے کا ذریعہ:۔ معلوماتی مطالعے کا ایک خاص حصہ اسلاف کرام کی کتابیں اور ان کے تذکروں کا ہونا چاہیے، کیوں کہ قرآن وحدیث کے بعد ائمہ سنت کی تصانیف اور محدثین وصوفیائے کرام کے تذکروں سے دل درست ہوتے اور دماغ جلا پاتے ہیں بخلاف عصر حاضر کی اکثر کتابوں کے کہ ان سے یہ مقصد نہ صرف یہ کہ حاصل نہیں ہوتا بلکہ بسا اوقات اوجھل ہوجاتا ہے یہ باتیں سرسری طور پر زبان قلم پر آگئی ہیں ورنہ راقم جانتا ہے کہ اپنے بزرگوں کے سامنے ایسی باتیں کرنا لقمان کو حکمت سکھانے کی جسارت ہے۔

(اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۴۹۴ ۔ ۴۹۵)

وضاحت:۔ پروفیسر ڈاکٹر سعید اقبال قریشی لاہور، ''دیہاتی بابا'' کے عنوان سے سلوک سے واقفیت کی کہانی کچھ یوں سناتے ہیں۔ (از مرتب اثری)

نرم گوشہ دل:۔ مولانا کے ساتھ ریل کا سفر بہت خوش کن رہا راستے میں مولانا بالائی سیٹ پر لیٹ کر مطالعہ فرماتے رہے، اور وقتاً فوقتاً دلچسپ علمی باتوں سے نوازتے رہے ان دنوں مولانا مودودی کی کتاب ''خلافت وملوکیت'' پر تنقید عام جاری تھی، خوب لے دے ہورہی تھی، اس تنقید وجرح میں ہمارے ہم مسلک بھی پیش پیش تھے، ادھر والد صاحب مرحوم کے مولانا مودودی مرحوم سے بھی اچھے مراسم تھے، اس لئے مودودی صاحب کے لئے بھی میں نرم گوشہ تھا، چنانچہ اسی سفری گفتگو کے دوران میں نے مولانا سے استفسار کیا کہ آیا مودودی صاحب مرحوم نے جو جو کچھ کتاب میں لکھا ہے وہ تاریخی طور پر غلط ہے، اس پر مولانا نے فرمایا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان باتوں کو اب لکھنے کی ضرورت نہیں تھی جو خواہ مخواہ نزاع کا سبب بنیں......۔ (اشاعت خاص ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۴۹۹)

پیر محبّ اللہ صاحب کے باادب مریدین:۔ سفر ختم ہوا تو ہم پہلے پیر محبّ اللہ شاہ صاحب کے گھر پہنچے، اہل حدیث پیر مجھے عجیب عجیب سا لگا، پیر صاحب کے چند مرید خالص مریدانہ انداز میں انتہائی نیاز مندی کے ساتھ سامنے بیٹھے تھے، بہر حال مولانا سے وہ بہت محبت اور احترام سے ملے کچھ دیر باہمی دلچسپی کی باتیں ہوتی رہیں کھانا بھی ہمیں وہیں کھلایا گیا، اس کے بعد جب مدعا بیان کیا تو معلوم ہوا کہ ''معرفۃ السنن والآثار'' پیر بدیع الدین شاہ صاحب کے قبضے میں ہے۔ (اشاعت خاص ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۴۹۹)

تبلیغی جماعت کے بارے میں اعتدال:۔ کسی نے ایک دفعہ تبلیغی جماعت کے متعلق پوچھا تو جواب میں فرمایا، ان کی کمزوریوں اور

غلطوں سے قطع نظر اس دنیا داری اور نفسا نفسی کے دور میں ان کو غنیمت سمجھتا ہوں جو اصلاح نفس اور دنیا سے بے رغبتی کی دعوت کو اپنا شعار بنائے ہوئے ہیں۔(کتبہ پروفیسر ڈاکٹر حمید اللہ عبدالقادر بلتستانی، شعبہ علوم اسلامیہ جامعہ پنجاب لاہور۔ ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۵۱۵)

مفتی محمود صاحب کو مبارکباد(رواداری):۔ ۱۹۷۲ء میں صوبہ سرحد میں جمعیت علمائے اسلام اور خان ولی کی پارٹی (نیشنل عوامی پارٹی) متحدہ حکومت بنائی گئی، جس کے وزیر اعلیٰ مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ نامزد ہوئے، مولانا بھوجیانی رحمہ اللہ کو مفتی سے تعلق خاطر تھا لہذا ان کو مبارکباد دینے اور ان کے تعین پر اظہار خوشنودی کرنے کے لئے اپنے اداریے کے علاوہ مجھے نظم لکھنے کا حکم دیا اور بعض نقاط بھی تلقین فرمائے میں نے حسب فرمائش ایک طویل نظم لکھی اور سرحد میں نفاذ اسلام کے لئے شہدائے بالاکوٹ کی قربانیوں کا بھی اظہار کیا اور آخر میں انہیں اسی نہج پر خدمت انجام دینے کی استدعا بھی کی۔ مولانا نے نہ صرف اس نظم کو الاعتصام کے دوصفحات پر اہتمام سے شائع کیا بلکہ مفتی صاحب کو ذاتی طور پر اسے ارسال فرمایا اور بعض اشعار پر مجھے داد بھی دی اور مسرت کا اظہار فرمایا۔(محترم علیم انصاری لاہور۔ ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۴۲۵۔۴۲۶)

فیض روحانی طمانیت روح کا ذریعہ:۔ محدث بھوجیانی رحمہ اللہ کی زندگی مسلسل علمی اشغال اور اعمال سے عبارت تھی وہ بظاہر ایک ایک پتلے دبلے انسان تھے مگر وہ اپنے مقاصد اور اہداف کی تکمیل کیلئے اپنے سینے میں سمندر کی موجوں اور ہوا کی لہروں سے زیادہ تموج و اضطراب رکھتے تھے، ان کی زندگی کا ربع صدی میری آنکھوں کے سامنے بسر ہوا میں نے کبھی ان کو غیر متحرک اور ساکن نہ پایا، وہ اپنے علمی اور روحانی فیوض و برکات کے تحائف اہل شوق کے حلقوں میں آخری سانس تک بانٹنے میں مصروف رہے۔ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے بڑی پتے اور تجربہ کی باتیں کہہ جاتے تھے تحقیق اور جستجو ان کی روح کی غذا تھی، ان کے پاس بیٹھنے سے روح کو طمانیت اور چین نصیب ہوتا تھا۔

(کتبہ پروفیسر غلام نبی عارف لاہور۔ ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۶۱۰)

فیوض الحرمین کا حوالہ:۔ مولانا سند عالی اور سند سافل دونوں کے ذریعہ محدثین کی صف میں جا شامل ہوتے ہیں، سند عالی کا حصول تو اسلاف کی سنت رہا ہے کیونکہ جس قدر زنجیر کی کڑیاں زیادہ ہوں گی، ضعف و انحلال کا خطرہ موجود رہے گا اور جس قدر کم ہوں گی تو ایسے خطرے کا احتمال کم ہوگا آپ کی علوم اسناد کی بھی کئی اقسام ہیں ایک تو یہ ہے کہ آپ ائمہ حدیث میں سے کسی امام تک قلیل التعداد روات کے ذریعہ پہنچ جاتے ہیں آگے اس امام کے رسول اللہ ﷺ تک وسائط کثیر ہی کیوں نہ ہوں یہ معین امام کے حلقہ میں جا شامل ہونے کے لحاظ سے سند عالی ہے ، ایک وہ قسم ہے کہ آپ قلیل التعداد اساتذہ حدیث کی وساطت سے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت تک جا پہنچتے ہیں علی ہذا القیاس اس کی درجہ درجہ بدرجہ اقسام ہیں جن کی تفصیل مقدمہ ابن صلاح، فتح المغیث اور سلسلة العسجد میں دیکھی جاتی سکتی ہے شاہ ولی اللہ فیوض الحرمین میں لکھتے ہیں ''رایت التشفع الیه صلی الله علیه وسلم والتوسل لدیه بعلماء الحدیث والدخول فی عداد هم بعلم الحدیث و حفظه علی الناس عروةً و ثقیٰ بعداً ممدورا فعلیك ان تكون محدثاً الخ ''(فیوض الحرمین ص ۵۳ بحوالہ ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۶۱۵۔۶۱۶)

میرے شیخ و مربی ہمہ اوصاف شخصیت:۔ ''الحمد لله الصلوة والسلام علی رسول الله اما بعد''

آج سے تقریباً ۵۸۔۵۹ سال قبل مؤرخ اسلام حضرت مولانا سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ نے مولانا حمید الدین فراہی مرحوم کے انتقال پر آنسو بہاتے ہوئے لکھا تھا:

ایک شخصیت مفرد ایک جہان دانش! ایک دنیائے معرفت، ایک کائنات علم، ایک گوشہ نشین مجمع کمال، ایک بے نوا سلطان ہند، علوم ادبیہ یگانہ، علوم عربیہ کا خزانہ، علوم عقلیہ کا ناقد، علوم دینیہ کا ماہر، علوم القران کا واقف اسرار، قرآن پاک کا دانائے رموز، دنیا کی دولت سے بے نیاز اہل دنیا سے مستغنی، انسانوں کے ردو قبول اور عالم کی داد و تحسین سے بے پروا، گوشہ علم کا معتکف اور اپنی دنیا کا بادشاہ۔(یادرفتگاں ص ۱۱۰)

مولانا فراہی مرحوم کو دیکھنے کی سعادت تو حاصل نہیں ہوئی مگر اپنے شیخ و مربی حضرت محدث بھوجیانی رحمہ اللہ کو دیکھا اور من و عن انہی الفاظ کی چلتی پھرتی تصویر دیکھی۔(کتبہ مولانا ارشاد الحق اثری، فیصل آباد۔ ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۶۵۸)

الانتباہ فی سلاسل اولیاء واسانید وارثی رسول اللہ ﷺ:۔ رہی بات اس فن میں آپ کے حسن ذوق کی تو اس سلسلے میں

اگر ''اتحاف النبیه فیما یحتاج الیه المحدث والفقیه'' کے علاوہ اور کوئی خدمت نہ ہوتی تو اس ایک کتاب سے ان کے حسن ذوق اور اس موضوع پر ان کی وسعت معلومات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے یہ کتاب حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کی اہم ترین کتابوں میں شمار ہوتی ہے، کتاب کا اصل نام ''الانتباہ فی سلاسل اولیاء واسانید وارثی رسول اللہ'' ہے اور یہ تین حصوں پر مشتمل ہے، حصہ اول میں سلاسل تصوف اور اس کے متعلقات کا تذکرہ ہے، یہ حصہ ۱۳۱۱ھ میں مطبع احمدی دہلی سے طبع ہوا تھا، دوسرے حصہ کا نام، ''اتحاف النبیه فیما یحتاج الیه المحدث والفقیه'' ہے جس کے دو حصے ہیں حصہ اول میں حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اپنی اسناد کتب حدیث کے علاوہ طبقات کتب حدیث اور اسی موضوع سے متعلقہ فوائد علمیہ کو بیان کیا ہے اور حصہ ثانی جو حقیقتاً تیسرا حصہ ہے تقلید اور اجتہاد اور اس کے متعلقات پر مناسب تبصرہ ہے نیز فقہ مذاہب اربعہ کے بنیادی ماخذوں کے تعارف اور ان کے اسانید کے تذکرہ پر مشتمل ہے۔

(کتبہ مولانا ارشاد الحق اثری، فیصل آباد ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۶۶۸)

مبشرات اور جنات سے مروی روایات کا ذکر:۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اس موضوع پر دو کتابیں لکھی ہیں اور دونوں مطبوع ہیں ایک کا نام ''الدرالثمین فی مبشرات النبی الامین'' ہے جس میں ایسی چالیس روایات و مبشرات کا تذکرہ ہے جو انہوں نے خواب میں آنحضرت ﷺ سے سنی ہیں اور دوسری کا نام ''النوادر فی احادیث الاوائل والا واخر'' ہے جس میں جنات وغیرہ سے مروی روایت کا ذکر ہے۔ (کتبہ مولانا ارشاد الحق اثری، فیصل آباد۔ ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۶۷۰)

وضاحت:۔ حافظ عبدالحمید ازہر، اسلام آباد سے بعنوان ''مولانا عطاء اللہ حنیف کا ناقابل فراموش کارنامہ، معارف ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی نشر و اشاعت'' لکھتے ہیں۔ از مرتب اثری۔

علامہ شبلی رحمہ اللہ کا اقتباس (پیغام رواداری):۔ ہمارے زمانے میں تاریخ اسلام پر علامہ شبلی رحمہ اللہ سے بڑھ کر وسیع و عمیق نظر کس کی ہوگی ان کا قلم تحقیق رقم شیخ الاسلام کے مجددانہ کارناموں کی تقسیم اس طرح کرتا ہے۔

اسلام میں سینکڑوں ہزاروں بلکہ لاکھوں علماء، فضلاء، مجتہدین، ائمہ فن اور مدبرین گزرے لیکن مجدد بہت کم پیدا ہوئے، مجدد کیلئے تین شرطیں ضروری ہیں۔ ۱۔ مذہب، علم یا سیاست میں کوئی مفید انقلاب برپا کردے۔

۲۔ جو خیال اس کے دل میں آیا ہو کسی کی تقلید سے نہ آیا ہو بلکہ اجتہادی ہو۔

۳۔ جسمانی مصیبتیں اٹھائی ہوں جان پر کھیلا ہو، سرفروشی کی ہو۔

تیسری شرط اگر ضروری قرار نہ دی جائے تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ، امام غزالی رحمہ اللہ، امام رازی رحمہ اللہ، شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ اس دائرہ میں آسکتے ہیں لیکن جو شخص ریفارمر (مجدد) کا اصلی مصداق ہوسکتا ہے وہ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ ہیں، مجددیت کی اصلی خصوصیتیں جس قدر علامہ کی ذات میں پائی جاتی ہیں اس کی نظیر بہت کم مل سکتی ہے۔ (مقالات شبلی رحمہ اللہ ج ۵)

امام العارفین قدوۃ الاولیاء امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ:۔ علم و عمل کا یہ خورشید تاباں، آسمان تجدید کا ماہ درخشاں اور تاریخ دعوت و عزیمت کا کوکب ضوفشاں، روشن تعلیمات کا ورثہ چھوڑتے ہوئے قلعہ دمشق میں غروب ہوگیا۔

موت التقی حیاۃ الانقطاع لھا قد مات قوم وھم فی الناس احیاء

اس آیۃً من آیات اللہ، حجۃ قائمۃ من حجج اللہ، محی السنۃ، ماحی البدعۃ، شیخ المصلحین، ملاذ المجددین، سند الکاملین، امام العارفین، وارث الانبیاء، قدوۃ الاولیاء، شیخ الاسلام جیسی جامع الکمالات شخصیت کے علوم و معارف پر مطلع ہو کر مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ جیسے صاحب دل اور فنافی الکتب والسنۃ کا نقد دل ہار جانا کوئی اچنبے کی بات نہیں۔

من نہ آنم بہ ہر شیوہ دل ازدست دہم لیک باآں نگہ حوصلہ فرساچہ کنم
(اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص۶۸۶)

فیوض الحرمین کا ایک فیض:۔ حکیم الامت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ حجاز مقدس کی زیارت سے مشرف ہوئے تو وہاں کے علماء سے استفادہ کا موقع ملا، حرمین کے فیوض میں سے یہ بھی تھا کہ شیخ الاسلام کی بعض کتابوں تک رسائی میسر آئی چنانچہ واپسی پر انہوں نے برصغیر میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے متعلق پائی جانے والی غلط فہمیوں کا ازالہ فرمایا، اپنے ایک تلمیذ کے نام مکتوب میں لکھتے ہیں:

وكذلك ابن تيمية فانا قد تحققنا من حاله انه عالم كتاب الله و معانيه اللغوية والشرعية و حافظ لسنة رسول الله ﷺ و آثار السلف عارف بمعانيه اللغوية والشرعية، استاذ في النحو واللغة، محرر لمذهب الحنابلة فروعه، واصوله فائق في الذكاء ذولسان و بلاغة في الذب عن عقيدة اهل السنة لم يوثر عنه فسق ولا بدعة اللهم الاهذه الامور التي ضيق عليه لاجلها وليس شئي منها الا ومعه دليله من الكتاب والسنة وآثار السلف ومن يطيق ان يلحق شأوه في تحريره و تقريره؟ والذين ضيقوا عليه ما بلغوا معاشر ماآتاه الله تعالىٰ (مکتوب شاہ ولی اللہ)

بہت سے علماء پر بے سروپا الزام لگائے گئے یہی ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے ساتھ ہوا ہم نے ان کے احوال کے متعلق تحقیق کی ہے ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ وہ کتاب اللہ کے عالم اور حدیث کے حافظ تھے، کتاب وسنت اور آثار سلف کے لغوی وشرعی معانی کے علم ومعرفت سے مالا مال اور نحو ولغت کے امام تھے۔ حنبلی مذہب کے اصول وفروغ کے تنقیح کنندہ محقق ذہانت میں فائق، اور عقیدہ اہل سنت کے دفاع میں زبان آور بلیغ عمل میں فسق اور عقیدہ میں بدعت نام کی چیز سے بالکل مبرا، چند ایک مسائل میں انہیں خواہ مخواہ تنگ کیا گیا، حالانکہ ان میں کوئی مسئلہ ایسا نہیں جس میں ان کے پاس قرآن، حدیث اور آثار سلف سے دلائل نہ ہوں۔ تقریر وتحریر میں ان کے مقام ومنزلت کو چھونا کسی کے بس میں نہیں، انہیں تنگ کرنیوالے فقہاء علم میں شیخ کے عشر عشیر بھی نہ تھے۔

حکیم الامت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی تجدیدی مساعی اور انقلابی نگارشات پر نگاہ رکھنے والے جانتے ہیں کہ الانصاف اور حجۃ اللہ کے جن مباحث نے شاہ صاحب کو مجددین امت کی صف میں لاکھڑا کیا شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے افادات پر مشتمل ہیں اور البلاغ المبین تو اقتضاء الصراط المستقیم کے طویل اقتباسات سے مرصع ہے۔ (ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص۶۸۸۔۶۸۹)

انتہائی وجیہہ اور دل آویز شخصیت (رواداری):۔ شہری اور تعلیم یافتہ حلقوں میں حضرت مولانا امرتسری، مولانا محمد ابراہیم میر، مولانا محمد یوسف کلکتوی اور مولانا محمد اسماعیل گوجرانوالہ اور سب سے بڑھ کر شہسوار خطابت اور بقول مولانا محمد علی جوہر، سبحان الہند سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہم اللہ اجمعین کا طوطی بولتا تھا کسی ہندو یا سکھ کی مجال نہ تھی کہ سید صاحب رحمہ اللہ قرآن کی تلاوت کر رہے ہوں اور وہ جلسہ گاہ سے اٹھ کر چلا جائے، اس پر سید بخاری کی پرکشش اور مرعوب کن شخصیت انتہائی وجیہ، دل آویز اور لحن داؤدی کے ساتھ تلاوت قرآن کا سماں ایک دیدنی منظر تھا جسے الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ (کتبہ مولانا پروفیسر غلام احمد حریری، فیصل آباد۔ ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص۷۰۴)

صحیح تصوف کا انکار منکرین حدیث کا شیوہ:۔ ہمارے دور کے منکرین حدیث کا سب سے بڑا کارنامہ، ان کی یہ کوشش ہے کہ مسلمانوں کا تعلق ان کے ماضی سے منقطع کر دیا جائے، اس لئے حدیث کے انکار کا شاخسانہ کھڑا کیا گیا ہے، اسی لئے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تفسیر سے اعراض ہے، اسی لئے مفسرین کا استخفاف ہے، اسی لئے صحیح تصوف......جس کا مسنون نام ''احسان'' ہے......کے خلاف ہرزہ سرائی ہے اسی لئے، فقہ اسلامی کو قدامت کا طعنہ دے کر کلیۃً دریابرد کرنے کے مشؤم ارادے ہیں اسی لیے دور حاضر سے ہر طرح کی مطابقت کرنے کا شور ہے اسی لئے انبیاء علیہم السلام سے لے کر آج تک کے اسلامی طریق معاشرت پر ملّا ازم قسم کے الفاظ سے پھبتیاں کسی جاری ہیں اور اسی لیے قرآن وسنت کے منصوصہ اور مسلمانوں کے چودہ سو سال کے متفقہ اور اجماعی مسائل کو منتخب کیا گیا ہے تاکہ ان کو ریسرچ اور اجتہاد جدید کی

درانتی سے کاٹ پھینکا جائے۔(کتبہ حافظ صلاح الدین یوسف۔ہفت روزہ الاعتصام لاہور:ص۷۵۸)

حجۃ الاسلام شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ:۔ حجۃ الاسلام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ دہلوی رحمہ اللہ(ت ۱۱۷۶ھ) کی ذات بابرکات وہ ذات ہے جن کی مساعی جمیلہ کے نتیجہ میں برصغیر پاک و ہند میں کتب حدیث کو بطریق اہلحدیث پڑھنے پڑھانے کا رواج پیدا ہوا، موصوف نے محدثین کرام کے اغراض و مقاصد کو بروئے کار لانے کیلئے فقہی انداز میں وترتیب سے محدثین کرام کے تابناک عہد رفتہ کو زندہ کرنے کی تحریک شروع کی۔(کتبہ مولانا مطیع اللہ سلفی، مبارک پور، انڈیا۔ہفت روزہ الاعتصام لاہور:ص۷۹۹)

وضاحت:۔ عبدالرشید عراقی حفظہ اللہ سوہدرہ، وزیر آباد بعنوان ''مولانا رحمہ اللہ اور انکی علمی خدمات'' کے تحت ''علمائے اہلحدیث کے ذوق تصوف'' پر یوں خامہ فرسائی کررہے ہیں۔ازمرتب اثری۔

حالات صوفیاء پر مایہ ناز کتاب:۔ مولانا مرحوم نے اس پر حسب ذیل حاشیہ تحریر فرمایا: امام احمد رحمہ اللہ اور حنبلی مذہب کے متعلق اسی قسم کی رائے، حضرت مولانا نواب سید محمد صدیق حسن خان رحمہ اللہ والی ریاست بھوپال ہند المتوفی ۱۳۰۷ھ نے بھی ظاہر فرمائی ہے، آپ اپنی کتاب **تقصار جیود الاحرار** (جو صوفیائے کرام کے حالات میں آپ نے لکھی ہے) میں لکھتے ہیں:

چنداں مجتہدین که در طریقه اور برخاستنددر ہیچ مذہب معلوم نیست و اگر ہیچ کسے نباشد مگر ابن تیمیه وابن القیم از برائے موزانه باتمام علمائے زماں جہاں کفایت است ۔(ص۹۴)

یعنی امام احمد رحمہ اللہ کے مذہب میں جتنے مجتہد پیدا ہوئے ہیں، دوسرے کسی مذہب میں نہیں، اگر ابن تیمیہ رحمہ اللہ وابن القیم رحمہا اللہ کے سوا کوئی اور نہ بھی ہوتا تو موازنے پر یہی دونوں سب علماء پر بھاری ہیں۔(حاشیہ ص۷۴۳)(ہفت روزہ الاعتصام لاہور:ص۸۳۹)

اخلاق زہد وتصوف پر 78 کتابیں:۔ مولانا(عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ) نے (امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ) کی تصانیف کی جو فہرست مرتب کی ہے اس کی تفصیل اس طرح ہے۔

۱۔تفسیر(۱۰۲)،۲۔حدیث(۴۱)، فقہ وفتاویٰ(۱۳۸)،۴۔اصول الفقه ومتعلقاته(۲۸)، ۵۔عقائد وکلام(۱۲۶)، ۶ اخلاق و زھد تصوف(۷۸)۷۔فلسفہ ومنطق پر نقد وجرح(۱۷)،۸۔مکاتیب(۷)،۹۔متفرقات(۵۴)، میزان(۵۹۱)۔

حیات امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ:۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ جلیل القدر امام اور فقیہہ تھے ۸۱ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے زہد، تقویٰ، ذکاوت و فطانت میں بلند مرتبہ پر فائز تھے، ۱۵۰ھ میں آپ نے بغداد میں انتقال کیا۔

پرفیسر ابوزہرہ مرحوم نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے حالات، عمیق اجتہادات اور تفقہ پر ایک علمی کتاب لکھی ہے، مولانا عطاء اللہ مرحوم نے اس کا اردو ترجمہ پروفیسر غلام احمد حریری صاحب سے کرا کر اپنے اشاعتی ''ادارہ المکتبۃ السلفیۃ'' لاہور سے شائع کیا اور اس پر اپنے حواشی و تعلیقات لکھے۔مترجم کتاب پروفیسر غلام احمد حریری اس کتاب کے بارے میں رقمطراز ہیں:

پروفیسر ابوزہرہ کی یہ تصنیف اردو لٹریچر میں بیش بہا اضافہ کی موجب ہے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی سیر وسوانح پر اردو زبان میں معیاری کتب کی بے حد کمی ہے دعویٰ سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ کتاب اردو زبان میں اپنے موضوع پر منفرد اور یکتا ہے۔(ص۲۲)

(اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور:ص۸۴۴)

مولانا حنیف رحمہ اللہ کا عمامہ:۔ مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ سر پر کھدر کا صافہ زیب تن فرمائے اسٹیج پر تشریف لائے۔

(ہفت روزہ الاعتصام لاہور:ص۸۹۹)

وسیع المشرب:۔ اہل حدیث ہونے کے باوجود وسیع المشرب تھے جیسا کہ اوپر گزرا مسلم مسجد میں حنفی امام کے پیچھے نماز باجماعت پڑھتے تھے ایک دفعہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا غالباً مغرب کا وقت تھا، امامت کیلئے مجھے مصلے پر کھڑا کردیا، دوسری دفعہ حاضر ہوا تو پھر فرمایا کہ نماز پڑھاؤ میں نے عرض کیا کہ حضرت پہلی دفعہ تو تعمیل ارشاد کی خاطر امام بن گیا تھا لیکن اب کبھی ایسا نہیں کروں گا کہ یہ آپ ہی کا

حق ہے آپ ایسے بڑے عالم کے ہوتے ہوئے کسی اور کو نماز پڑھانے کا کیا حق ہے اور دل میں یہ تھا کہ پہلے دن تو اس لئے کھڑا ہو گیا کہ قیامت کے دن عرض کر سکوں کہ یا اللہ! اس حقیر پر تقصیر پر آپ بھی نظر کرم فرمائیں کہ جس طرح اچھے علماء نے حسن ظن کا بناء پر اچھا سمجھا آپ تو باخبر ہیں لیکن پردہ پوشی اور مغفرت فرمائیں۔ (کتبہ مولانا عبدالرشید ارشد، مکتبہ رشید، لاہور۔ ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص۹۱۳)

قادری راشدی بزرگ کا تعارف:۔ سندھ کے راشدی خاندان کے موجودہ سربراہ اور لعل ہائے شب چراغ، سید محبّ اللہ شاہ اور انکے چھوٹے بھائی سید بدیع الدین شاہ پیر آف جھنڈا کی شخصیتیں محتاج تعارف نہیں دونوں بھائی آسمان وعلم وفضل کے آفتاب ومہتاب، اسلاف کے علم وعمل اور زہد وورع کے وارث اور مسند نشینان رشد وہدایت ہیں۔

حضرت الاستاذ المحترم رحمہ اللہ تعالیٰ دونوں بھائیوں سے ان کے مذکورہ اوصاف کی وجہ سے خصوصی تعلق خاطر بلکہ عقیدت رکھتے تھے، یہ دونوں بھائی بھی حضرت مرحوم سے ارادتمندی کا تعلق رکھتے تھے، جیسا کہ ذیل کے مضمون سے بھی واضح ہے بہر حال پیر صاحب حفظہ اللہ نے اسی دوگونہ محبت وارادت کا اپنے اس مضمون میں ذکر کیا ہے۔

(کتبہ پیر سید محبّ اللہ شاہ راشدی، سعید آباد، سندھ۔ ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص۹۶۱)

زہد عن الدنیا کی عملی تصویر:۔ حضرت مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ علمائے سلف کی یاد دلاتے تھے، علم، تقویٰ، زہد، اخلاق غرضکہ ہر چیز میں سنت کی پیروی کو لازم سمجھتے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آذربائیجان والوں کو خط لکھا، اس میں فرمایا:

فاتزروا وارتدوا وانتعلوا وارموا بالخفاف والقوالسراويلات وعليكم بلباس ابيكم اسماعيل واياكم والتنعم وزی العجم وعليكم بالشمس فانها حمام العرب و تمعددوا واخشوشنوا واخلولقوا (شعب الایمان ۲۱۸۶)

مذکورہ بالا اثر کی روشنی میں مولانا محترم نے ہمیشہ لنگی ہی استعمال کی اس سنت کو کبھی ترک نہیں کیا بعض لوگوں نے شلوار خاص موقعوں پر پہننے پر زور بھی دیا مگر آپ نے دکھاوے کے لئے لباس پہننا اور سنت کو ترک کرنا کبھی پسند نہ کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہدایت کے مطابق کے ہمیشہ موٹے جھوٹے کپڑے پہنے، سخت جفاکش زندگی گزاری، روکھا سوکھا کھایا اور آرام طلبی وعیشی پرستی سے ہمیشہ پرہیز کیا، مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ مرض الموت میں راقم الحروف نے مشورہ دیا تھا کہ ڈیزرٹ کولر لگوالیں کیونکہ گرمی سخت تھی مگر آپ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ اگر میں نے بیماری میں بھی اس کا استعمال کر لیا تو میری اولاد اس کو ہر سال استعمال کرنا شروع کر دے گی، اس دور میں جب کہ پاکستان وعرب کے بڑے بڑے علماء بھی ہر طرح کی آسائش ڈھونڈنے لگے ہیں، مولانا محترم کا یہ زہد اور سنن وآثار پر عمل ایک بہت ہی قابل تقلید مثال ہے اس دور میں چوٹی کے علماء بھی زہد کے لفظ سے نابلد ہوتے جارہے ہیں حالانکہ زہد خوف خدا کا ایک ثبوت ہوتا ہے۔

چند احادیث ملاحظہ ہوں: (۱) افضل الناس مومن مزهد (کنز ۶۰۹۴)۔ (۲) طوبى لمن هدى للاسلام وكان عيشه كفافا وقنع۔ (۳) ليس الفقه الهدروكثرة الرواية وانما الفقه خشية الله (عمربن خطاب)

(۴) ويل للذى لايعلم مرة وويل للذى يعلم ولا يعمل سبع مرات (ابودردا رضى الله عنه)

(۵) خير الناس احسنهم اخلاقاً وخير الناس مومن فقير يعطى جهده وخيرالناس انفعهم للناس"

مذکورہ بالا احادیث میں بیان کردہ خوبیاں مولانا میں وافر مقدار میں موجود تھیں۔

(کتبہ ڈاکٹر ریاض الحسن نوری لاہور۔ ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص۹۸۶۔۹۸۷)

صوفیا کی سادگی سے رغبت اور آپکا پٹکا:۔ آپ کی زندگی نہایت سادہ تھی، کھانے میں سادگی پوشاک میں سادگی اور رہائش میں سادگی آپ کا لباس، عموماً کھدر کا ہوتا تھا، کھدر کا تہبند کھدر کی قمیض اور کھدر کا پٹکا، ساری زندگی یہی آپ کا لباس رہا، آپکو جماعت اہلحدیث میں ایک منفرد مقام حاصل تھا، سرکار دربار میں بھی آپ ایک معروف شخصیت تھے، مجلس شوریٰ (وفاقی) کے علاوہ آپ مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی کے

بھی ممبر تھے۔(کتبہ مولانا عبدالرحمٰن کیلانی رحمہ اللہ، لاہور۔ ہفت روزہ الاعتصام لاہور:ص ۹۹۸)

اہل اللہ کے نقش قدم پر چلنے کی دعا:۔ اللہ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور ہم گنہگاروں وخطا کاروں کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے اور ہمارے اندر ایسی ہی جماعت ومسلکی لگن وتڑپ پیدا کرے۔(آمین)۔اللھم اعفرله

(کتبہ حکیم اجمل خان، انڈیا۔ ہفت روزہ الاعتصام لاہور:ص ۱۰۱۰)

مولانا احمد علی لاہوری سے عقیدت مندی(رواداری):۔ مولانا عزیز الرحمان کوہاٹی (حال مقیم ایبٹ آباد) نے یہ بات سنائی کہ میں نے مولانا (حنیف رحمہ اللہ) سے پوچھا کہ مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ نے جو فلاں بات کی ہے اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے مولانا نے فرمایا کے ہم ایک لحاظ سے ان کے عقیدت مند ہیں، لاہور میں درس قرآن کا اجراء کیا تھا اور پھر خاموشی اختیار کر لی۔

(ہفت روزہ الاعتصام لاہور:ص ۱۰۳۳)

ناقابل یقین صوفیاء کی سادگی کا پیکر:۔ حضرت مولانا مرحوم معروف معنوں میں مسکین نہیں تھے مگر ان کی سادگی ان کی مسکنت کی غماز تھی، اس درویش صفت انسان کو دیکھ کر کوئی شخص بھی ان کی ذات میں اس شخصیت کو نہیں پا سکتا تھا، جو ان کی اصل تھی اور جس کی وجہ سے ان کی علمی شہرت ہندوپاک سے نکل کر مشرق وسطی کے تمام ہی مسلمان ملکوں میں میں پہنچ چکی تھی۔

اسلامی افواج کے سالار اعلیٰ کا سفیر جب قیصر روم کے دربار میں پہنچا تو قیصر اسے دیکھ کر بہت مایوس ہوا کہ کیونکہ سفیر کا لباس قیصر کی سوچ سے ہموار نہیں تھا، اس کی نگاہ سفیر کے پھٹے پرانے لباس تک پہنچ کر ہی رہ گئی اور اسے سفیر کے لبادے میں وہ شخص نظر نہیں آ سکا تھا جس کی وجہ سے سالار افواج اسلام نے اسے سفارت کے منصب پر فائز کیا تھا مگر جب سفیر نے قیصر سے باتیں کی تو باتوں کی شوکت اور دلیل کی محکمی نظارہ سے قیصر کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی اور اس کے درباری انگشت بدنداں رہ گئے۔

مولانا ابوالکلام آزاد کو ان کے رب نے ان کی بچپن میں ہی ابوالکلام ہونے کے شرف سے نواز دیا تھا اور جو لوگ ان کے الہلال کو پڑھتے تھے وہ جب صاحب الہلال کو دیکھتے تھے تو انہیں یقین نہیں آتا تھا کہ الہلال کا فاضل مدیر جس کے معجز رقم قلم نے بڑے بڑے علم اہل قلم کو حیرت میں ڈال رکھا ہے وہ یہی ہے۔

خود مولانا شبلی نعمانی رحمہ اللہ اور مولانا الطاف حسین حالی نے جن کی عظمت اور علمی رفعت کا یہاں سکہ چلتا تھا جب پہلی بار انہیں دیکھا تو وہ اپنی حیرت کو نہ چھپا سکے۔

اسٹیج سیکرٹری نے جب تقریر کیلئے مولانا ابوالکلام آزاد کو دعوت دی تو دعوات کے جواب میں ایک بے ریش و بروا نوجوان اسٹیج پر نمودار ہوا تو وہ کتنے ہی لمحے یقین نہ کر سکے کہ یہ بچہ وہی ہے جس کا قلم الہلال کے صفحات پر پھول بکھیرتا ہے۔

انسانی فطرت کی یہ حیرت پذیری بعض اوقات تو سرتاسر نابصیری کے سانچے میں ڈھل جاتی اور یہ ایک ایسا مرحلہ ہوتا ہے جس کا تعلق بخت کوتاہی سے ہوتا ہے اور یہ انسانی حیات کا وہ حادثہ ہوتا ہے جس کی تلافی ممکن نہیں ہوتی۔

قرآن کریم نے رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے ارشاد کیا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ!''وترھم ینظرون الیك وھولا یبصرون'' (الاعراف) ان لوگوں کی بدنصیبی کا نظارہ کرو جو تجھے دیکھتے بھی ہیں مگر دیکھ نہیں رہے یعنی تجھے دیکھتے وقت ان کی نگاہ بس محمد بن عبداللہ تک پہنچ کر ہی رہ جاتی ہے مگر وہ محمد بن عبداللہ کے اندر محمد رسول اللہ ﷺ کو نہیں دیکھ پاتے۔(ﷺ)

مولانا حنیف رحمہ اللہ کی سادگی کا یہ عالم تھا کہ معمولی قسم کے کرتہ اور دھوتی میں ہی ساری عمر نکال دی میں نے آج سے تقریباً چالیس برس قبل جب انہیں حضرت مولانا محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ کی رفاقت میں کام کرتے دیکھا تو اس وقت بھی ان کا یہی لباس تھا اور اب جب ان کی عمر کے آخری دور میں انہیں متعدد بار ملنے کا اتفاق ہوا تو ان کا لباس بدستور وہی تھا۔

اور جو شخص مولانا کو پہلی بار دیکھتا وہ صرف انہی کو دیکھتا تھا، ان کے اندر چھپی ہوئی شخصیت کا عرفان اسے حاصل نہیں ہوسکتا تھا جسے ہم اس دور کا ابن قیم رحمہ اللہ کہہ سکتے ہیں۔

ان کی حقیقت کو پانے کیلئے پہلے ان سے جان پہچان شرط تھی، ورنہ انہیں دیکھا ہی جا سکتا تھا، اور انہیں پایا نہیں جاسکتا تھا اور کوئی شخص صرف انہیں دیکھ کر نہیں جان سکتا تھا کہ علم وخبر کا یہ وہی فلک الافلاک ہے جس نے نسائی کی شرح لکھ ہے اور جو اپنے سینہ میں علم کا بحر بیکراں سموئے ہے، بقول اقبال رحمہ اللہ۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہوتو دیکھ ان کو یدبیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں !

(اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۱۰۳۸۔۱۰۳۹)

فقیر کے لباس میں بادشاہ:۔ درویش آنکھیں بند کئے دھوپ میں لیٹا تھا، سکندر اعظم کا وہاں سے گزر ہوا جنگل میں کٹیا دیکھی، تو اس کی وجہ پوچھی، کسی نے درویش کا ذکر کیا تو گھوڑے سے اتر کر نیم خفتہ درویش کے پاس جا کھڑا ہوا، درویش پر سکندر کا سایہ پڑا، تو آنکھیں کھول دیں سکندر مزید آگے بڑھا اور اپنا تعارف کراتے ہوئے بولا میں سکندر اعظم ہوں درویش نے کہا تو مجھے کیا!

کہنے لگا کوئی حاجت ہوتو مجھ سے طلب کر سکتے ہو درویش نے ایک غلط انداز نگاہ سکندر کے چہرہ پر ڈالی اور انتہائی بے نیازی سے کہا بس دھوپ چھوڑ دو اور پھر آنکھیں بند کرلیں، سبحان اللہ۔

وہ شہنشاہ کہ جس کے پئے تعمیر سدا چشم جبریل ہوئی قالب خشت دیوار

مولانا اگر چاہتے تو دنیا کے دروازے ان پر بند نہ تھے وہ بہت کچھ حاصل کر سکتے تھے وہ لوگ جو مولانا کی گرد راہ تک بھی نہیں پہنچ سکتے، یہاں بہت کچھ حاصل کر چکے ہیں۔

حکومت نے اپنی ضرورت سے ایک دو سرکاری کمیٹیوں کی رکنیت ان پر تھوپ دی تھی اور وہ بھی یہ سمجھ کر چپ ہورہے کہ شاید اس راستے سے بھی وہ اللہ کے دین کا کوئی کام کرسکیں گے، مگر انہیں جلدی ہی پتہ چل گیا کہ یہ کوئی خانہ پری قسم کی رکنیتیں ہیں اور ارباب اختیار نے انہیں اپنی چمڑی بچانے کا ذریعہ اور مخالفانہ تنقید سے اپنے بچاؤ کی آڑ بنایا ہے اور پھر انہوں نے ان کمیٹیوں میں اپنی دلچسپی ترک کردی۔

مولانا ظفر علی خان مرحوم نے رسول ﷺ کی زندگی کے اس تابناک آفاقی پہلو کی عکاسی کرتے ہوئے جس کی زمین سے مسکینی کے سوتے پھوٹتے اور پودے اگتے ہیں۔لکھا تھا!

قدموں میں ڈھیر اشرفیوں کا لگا ہوا اور تین دن سے پیٹ پر پتھر بندھا ہوا
کسریٰ کا تاج روندنے کو پاؤں کے تلے کسریٰ کا تاج روندنے کو پاؤں کے تلے

اور اس عاشق رسول ﷺ اور متبع سنت کی کیفیت بھی کچھ ایسی ہی تھی۔

قرآن پاک نے اتباع رسول ﷺ کی تلقین فرماتے ارشاد کیا ہے۔لقد كان لكم في رسول اللهﷺ اسوة حسنه (الاحزاب) کہ تمہارے لئے اللہ کے رسول علیہ السلام کی سیرت پاک میں زندگی بسر کرنے کا بہترین نمونہ موجود ہے۔

حضرت بھوجیانی رحمہ اللہ نے بھی بلا شبہ اپنی درویشی کو اپنے آقا کی درویشی کے تابع رکھنے کی کامیاب کوشش کر رکھی تھی آپ نے فقیری میں امیری کا ضرب المثل محاورہ سنا ہوگا اور مولانا اس کی ٹھیک ٹھیک اور اجلی تصویر تھے۔

(کتبہ مولانا حکیم عبدالرحمٰن خلیق رحمہ اللہ بدوملہی۔ ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۱۰۳۹۔۱۰۴۰)

فی سبیل اللہ تعویذ عطا فرمانا:۔ ایک دن دفتر ''الاعتصام'' میں حضرت سے تعویذ کی شرعی حیثیت پر سوال کیا تو فرمانے لگے روایات دونوں طرح کرنے اور نہ کرنے کے متعلق ملتی ہیں۔ میں نے حضرت کی رائے معلوم کرنا چاہی تو کہنے لگے حافظ عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ فی سبیل اللہ تعویذ کیا

سلسلہ منشورات مکتبۃ السنۃ 45

نام کتاب : اہل حدیث کے چار مراکز

مولف : عبدالرشید عراقی

تقدیم : محمد افضل اثری

مضمون : تاریخ/خدمات

تعداد صفحات : 98

سائز : 23x36=16

کمپوزنگ : السنۃ کمپوزنگ سینٹر۔فون:4315324

تعداد کتاب : 1000

طبع : پہلی بار

تاریخ طباعت: 12 ربیع الثانی 1423ھ 2002ء

قیمت : 60

ناشر : مکتبة السنة' الدار السلفیة لنشر التراث الاسلامی

18-سفید مسجد بالمقابل پولیس تھانہ سولجر بازار نمبر 1-کراچی 74400

فون نمبر: 5381717 - 7226509

فیکس نمبر: 92-21-241958/4315324

نام کتاب: مولانا سلطان محمود محدث جلالپوری۔حیات۔خدمات۔آثار

تالیف: محمد رفیق اثری

تاریخ اشاعت: مارچ 2006ء

تعداد: 1000

مطبع: انٹرنیشنل دارالسلام پرنٹنگ پریس، لاہور۔فون:042-7232400

ملنے کے پتے

- دارالسلام 36-لوئر مال، لاہور۔فون: 7240024
- اثری ادارہ نشر و تالیف، چوک اہل حدیث، جلال پور پیر والا ضلع ملتان۔
- فاروقی کتب خانہ۔بوہڑ گیٹ ملتان۔
- مکتبہ سلفیہ شیش محل روڈ، لاہور۔
- مکتبہ الامام البخاری، گجر چوک، منظور کالونی، شارع چوہدری رحمت علی، کراچی۔
- مسلم پبلی کیشنز سوہدرہ (گوجرانوالہ)

کرتے تھے بس میں اتنی ہی رائے رکھتا ہوں۔(ہفت روزہ الاعتصام لاہور:ص۱۰۵۲)

نام کتاب:۔امام المحققین والمحدث الشہیر العلامۃ ابوطیب محمد شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ حیات وخدمات......تالیف:۔فضیلۃ الشیخ محمد عزیر شمس حفظہ اللہ پیش لفظ:۔علامہ محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ......ناشر:المرکز الاسلامی للبحوث العلمیہ

علم حدیث کی نشاۃ ثانیہ:۔ برصغیر پاک وہند میں علم حدیث کی نشاۃ ثانیہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ (۱۱۱۴۔۱۱۷۶ھ) کے ہاتھوں شروع ہوئی۔انہوں نے سفرحجاز سے واپسی (۱۱۴۵ھ) کے بعد اپنی پوری زندگی ترویج حدیث اوراشاعت سنت میں صرف کردی،درس وتدریس اور وعظ وارشاد کے علاوہ انہوں نے خصوصیت کے ساتھ تصنیف وتالیف پر توجہ دی،متعدد کتابیں حدیث ومتعلقات حدیث پر لکھیں، جن میں مؤطا امام مالک کی دوشرحیں ''مسوی'' (عربی) اور ''مصفی'' (فارسی)،''شرح تراجم ابواب صحیح البخاری'' اور حجۃ اللہ البالغۃ'' مشہور ہیں۔(حیات وخدمات مولانا شمس الحق ص۲۵)

صحیح تصوف کے علمبردار علمائے کرام:۔ تیسری طرف مولانا عبداللہ غزنوی (م۱۲۹۸ھ)،مولانا عین الحق پھلواروی (م۱۳۳۳ھ) مولانا غلام رسول قلعہ میہاں سنگھ والے (م۱۲۹۱ھ)،مولانا محمد بن بارک اللہ لکھوی (م۱۳۱۲ھ) اور مولانا عبدالجبار غزنوی (م۱۳۳۱ھ) وغیرھم رحمہم اللہ نے تصوف وسلوک کی راہوں سے آئی ہوئی بدعات کی تردید کرتے ہوئے صحیح اسلامی زہد وعبادت وروحانیت کا درس دیا،اور مدتوں عوام وخواص کی تربیت کا کام کرتے رہے۔(حیات وخدمات مولانا شمس الحق ص۳۰)

نام کتاب:اہل حدیث کے چار مراکز تالیف:عبدالرشید عراقی......مقدمہ:۔محمد افضل الاثری......ناشر:۔مکتبۃ السنۃ،الدارالسلفیۃ لنشر التراث الاسلامی(سفید مسجد بالمقابل پولیس تھانہ سولجر بازار نمبر 1 کراچی)

روح کی تشنگی،اضمحلال اور اضطراب کا سبب:۔ دور حاضر کے مکتب ومدرسہ سے اکتساب فیض کرنیوالا نوجوان آج اپنی تاریخ سے اپنے اسلاف کے کردار سے اور انکے علمی ورثہ سے بالکل غافل ہے،یہی وجہ ہے کہ اس کی روح تشنہ ہے وہ اضمحلال واضطراب وبے یقینی کی کیفیات سے دوچار ہے،بے کاری اور وقت کا ضیاع اس کا جزو زندگی ہے چنانچہ ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلاف کے احوال پر پڑی ہوئی گرد کی دبیز تہہ کو صاف کیا جائے۔ان عظیم کرداروں کو زندہ کیا جائے جنہوں نے تاریخ کو اپنے لہو سے رقم کیا اور ان کے قلم کی روشنائی،گمراہی کی ظلمتوں میں نور ہدایت بن کر چمکی۔(اہل حدیث کے چار مراکز ص۷)

شاہ صاحب اشاعت حدیث کا بڑا سبب:۔ برصغیر میں حدیث کی نشاۃ ثانیہ کی ابتداء حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے سفر حج ۱۱۴۵ھ سے ہوئی۔آپ نے سفرحج سے واپسی کے بعد اپنے انتقال ۱۱۷۶ھ یعنی ۳۱ سال تک حدیث کی نشرواشاعت میں گزاردیئے۔اوراس کے لئے اس ایک طرف درس وتدریس فرمائی،دوسری طرف تصنیف وتالیف کے ذریعہ خدمت حدیث کے سلسلے میں اہم کارنامے انجام دیئے۔(اہل حدیث کے چار مراکز ص۱۹)

سیاسی تحریک کے داعی اول کی بیعت اصلاح:۔ اہل حدیث کی سیاسی تحریک (ہندوپاک) کے داعی اول حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ (۱۲۴۶ھ) ہیں۔آپ کا تعلق رائے بریلی (اودھ) سے تھا۔آپ ۱۲۰۱ھ میں پیدا ہوئے ۱۷ سال کی عمر میں سایہ پدری سے محروم ہوگئے

اور روزگار کی تلاش میں گھر سے نکل پڑے پہلے لکھنؤ پہنچے اور لکھنؤ میں کچھ عرصہ قیام کے بعد دہلی تشریف لے گئے اور مولانا شاہ عبدالقادر محدث دہلوی رحمہ اللہ (م ۱۲۳۹ھ) کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا اور حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ (م ۱۲۳۹ھ) کے دست مبارک پر بیعت ہوئے اس وقت آپ کی عمر ۲۲ سال تھی یعنی ۱۲۲۲ھ میں آپ بیعت ہوئے۔(اہل حدیث کے چار مراکز ص ۳۴)

بیعت جہاد اور بیعت اصلاح کے حاملین حضرات:۔ حضرت سید صاحب کے دست مبارک پر بے شمار علمائے کرام نے جہاد و اصلاح کی بیعت کی تھی اور ایک اچھی خاصی تعداد پنجاب کے معرکوں میں کام آئی تھی اور جو زندہ رہے انہوں برصغیر میں شرک و بدعت کے مٹانے اور احیائے سنت کے لئے بڑی نمایاں خدمات سرانجام دیں۔(اہل حدیث کے چار مراکز ص ۳۷)

اوصاف اہل اللہ کے حامل بزرگ: مولانا ولایت علی عظیم آبادی رحمہ اللہ کے بارے میں مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں، آپ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اوصاف اور اہل اللہ کے کمالات تھے رہائش نہایت سادہ تھی، نفس پر نہایت قابو تھا آپ کے پاس بیٹھنے سے دل دنیا سے سرد ہو جاتا تھا اور دین کا جوش اٹھتا، چہرہ سے غربت، مسکینی، خشوع و خضوع حزن و ملال و فکر ظاہر ہوتا۔

(کاروان ایمان و عزیمت ص ۴۷ بحوالہ اہل حدیث کے چار مراکز ص ۴۱)

نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ کی خدمات:۔ محی السنۃ امیر الملک والا جاہی حضرت مولانا سید نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ (م ۱۳۰۷ھ) نے جو علمی و دینی خدمات سرانجام دیں وہ تاریخ اہل حدیث کا ایک سنہری باب ہے نواب صاحب مرحوم و مغفور نے عربی، فارسی، اور اردو میں تفسیر، حدیث، عقائد، فقہ، تردید تقلید، سیاست، تاریخ و سیر، مناقب، علم و ادب، اخلاق و تصوف اور تردید شیعیت میں ۲۲۲ کتابیں لکھیں۔
(اہل حدیث کے چار مراکز ص ۵۸)

اہل حدیث کے مرشدین اور انکے روحانی مراکز

غزنوی خاندان نے برصغیر پاک و ہند میں توحید و سنت کی اشاعت میں جو گرانقدر علمی خدمات سرانجام دیں۔اس کی تاریخ اہل حدیث میں مثال ملنی مشکل ہے۔

پہلے روحانی مرشد مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ

غزنوی خاندان کے بانی عارف باللہ حضرت مولانا سید عبداللہ الغزنوی (م ۱۲۹۸ھ) جو تقویٰ و طہارت، للّٰہیت اور علم و فن میں یکتائے روزگار تھے، ۱۲۳۰ھ میں غزنی کے قصبہ بہادر خیل میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم اپنی والدہ محترمہ سے حاصل کی بعد از اں دوسرے اساتذہ سے استفادہ کیا جیسا کہ اپنے ایک مکتوب میں شیخ عبداللہ غزنوی لکھتے ہیں۔''از عبداللہ بخدمت فیض درجت و افادیت منقبت استاذ یم''

۱۔جناب فتح محمد، ۲۔وعبدالمنان، ۳۔ونعمت اللہ ووالدہ اش، سلمهم الله تعالیٰ و فقنا و ایاهم لما یحب و یرضی۔

۴۔علامہ حبیب اللہ قندہاری رحمہ اللہ (۱۲۱۳ھ۔۱۲۶۵ھ) علامہ حبیب اللہ قندہاری حضرت شاہ اسماعیل شہید سے مستفیض تھے۔

۵۔شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ (۱۲۲۰ھ۔۱۳۲۰ھ)

حضرت مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کا مرتبہ و مقام کیا تھا، ان کے بارے میں ان کے اساتذہ، معاصرین اور تلامذہ اور دوسرے علمائے کرام اور ارباب سیر نے جو اظہار خیال فرمایا ہے وہ آپ ملاحظہ فرمائیں: شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ (م ۱۳۲۰) سے شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ نے حدیث پڑھی حضرت شیخ الکل مرحوم و مغفور اکثر فرمایا کرتے تھے۔

میرے درس میں دو عبداللہ آئے ہیں ایک عبداللہ غزنوی، دوسرا عبداللہ غازی پوری، اور حضرت شیخ الکل یہ بھی فرمایا کرتے تھے۔
عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ نے مجھ سے حدیث پڑھی اور میں نے ان سے نماز پڑھنی سیکھی۔

جب مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ نے رحلت فرمائی تو مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ نے اپنے مکتوب بنام مولانا سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ لکھا۔ اللہ انہیں بخش دے، ان پر رحم کرے اور انہیں جنت الفردوس میں داخل فرما۔

واہ عبداللـه فنا فی اللہ شد — از جناب باریش تسلیم باد

چشمـہ فیض کرامت شان او — رونق افزاء چشمہ تکریم باد

(الحیاۃ بعد المماۃ ص ۱۷۶ بحوالہ اہل حدیث کے چار مراکز ص 76)

محی السنۃ امیر الملک والا جاہی حضرت مولانا سید نواب صدیق حسن خاں رحمہ اللہ (م ۱۳۰۷ھ) حضرت شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے بارے میں فرماتے ہیں "چرخ اگر ہزار چرخ زند، مشکل کہ چنین ذات جامع کمالات بروئے ظہور آرد ہم محدث بودو ہم محدث۔ آسمان اگر ہزار بار بھی گردش کرے تو مشکل ہے کہ اب ایسی جامع کمالات ہستی معروض وجود میں آئے وہ محدث بھی تھے اور اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف بھی انہیں حاصل تھا۔ (تقصار جیود الاحرار ص ۱۹۲)

اور اس کے بعد نواب صاحب مرحوم ومغفور لکھتے ہیں: شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کیا خوب ہی بزرگ تھے، وہ حدیث نبوی ﷺ اور مسنون راہ باطن کے علم کے جامع تھے لوگوں کو راہ حق دکھانے میں وطن کے اندر بدعتیوں سے بڑی بڑی مشقتیں برداشت کیں عبادت و ریاضت میں بڑی مشغولیت رکھتے تھے علم حدیث کی اشاعت اور اتباع سنت کے سلسلے میں انہوں نے بڑا کام کیا۔ معاصرین کے اندر اس باب میں کوئی ان جیسا دکھائی نہیں دیتا انکی صحبت سے جو بھی فیض یاب ہوا وہ مخلوقات سے کٹ گیا اور خدا رسیدہ ہو گیا۔

(تقصار جیود الاحرار ص ۱۹۳ بحوالہ اہل حدیث کے چار مراکز ص ۷۷)

مولانا شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادی رحمہ اللہ (م ۱۳۲۹ھ) لکھتے ہیں کہ شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کو پہچاننے والے اس کی خوشنودی کے لئے سب کچھ کرنیوالے اللہ کو بہت زیادہ یاد کرنیوالے عابد، اللہ کی طرف بہت زیادہ رجوع کرنے والے، متذلل، خاشع وخاضع، پرہیزگار، متواضع، حنیف، کامل، بارع، ملہم مخلص، صدیق، کریم کہہ کر خطاب کئے گئے، سخاوت کرنیوالے، رجوع کرنیوالے بردبار، متوکل، اللہ کی طرف لوٹنے والے، صبر کرنیوالے، عبادت کرنے والے، انہیں راہ حق میں کسی ملامت کی کچھ بھی پرواہ کبھی نہ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو اپنے گھربار، مال ودولت، اہل وعیال، اور خود اپنے نفس پر ترجیح دینے والے، مشہور احوال ومقامات والے، بڑے بڑے معرکوں والے، آپ اللہ کے دین کی مدد، اور اس کا کلمہ بلند کرنے کیلئے صابر محتسب بن کر اٹھے، توحید وسنت کا باغ لگانے والے، خلوص وللّٰہیت کے میدان میں شہسوار، زاہدوں کے پیشوا، بندوں میں یکتائے روزگار، زمانے کے امام اللہ کی ولی، قرآن کے خادم، اللہ کا تقرب حاصل کرنے والے۔

آپ تمام حالات میں اللہ کے ذکر کے اندر مستغرق رہتے تھے، یہاں تک کہ آپ کا گوشت آپ کی ہڈیاں، آپ کے اعصاب، آپ کے بال، اور آپ کا پورا بدن اللہ کی طرف متوجہ اور اسی کے ذکر کے اندر فنا ہونیوالا تھا۔

(غایۃ المقصود لحل سنن ابی دائود ص ۱۲۔۱۳ بحوالہ اہل حدیث کے چار مراکز ص ۷۸)

علامہ حبیب اللہ قندہاری رحمہ اللہ (م ۱۲۶۵ھ) فرماتے ہیں دینی مسائل جیسا یہ شخص جانتا ہے، میں خود نہیں سمجھتا ہوں۔

اور آپ سے مخاطب ہوتے ہوئے شیخ قندہاری رحمہ اللہ نے فرمایا: مجھ کو معلوم ہے کہ تمہارا تربیت کرنیوالا اللہ عزوجل ہے، تم کو میری حاجت نہیں ہے اللہ عزوجل کبھی تم کو ضائع نہیں کرے گا اور اگر کبھی کوئی مشکل اور عقدہ پیش آئے گا تو مجھ کو یقین ہے کہ اللہ عزوجل کسی دیوار یا درخت کو آپ کیلئے گویا کردے گا جس سے آپ کا عقدہ حل ہو جائے گا۔ (اہل حدیث امرتسر ۶/ دسمبر 1918ء بحوالہ اہل حدیث کے چار مراکز ص ۷۸)

حضرت الامام مولانا سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ (م ۱۳۳۱ھ) فرماتے ہیں: "شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ بہت عبادت گزار، بہت ذکر کرنے والے اللہ کی طرف بہت رجوع کرنیوالے، اس کے سامنے بہت جھکنے والے اور خشوع وخضوع کرنیوالے تھے، گناہوں سے بچنے

والے، اللہ کے حضور گریہ زاری کرنے والے، بہت صدقہ کرنیوالے، عاجزی کرنے والے، سب سے کٹ کر اللہ ہی کی طرف متوجہ ہونے والے، اور اسی سے دعاء التجاء کرنیوالے تھے۔ مرد کامل اور یکتائے روزگار تھے۔ اللہ کی طرف سے الہام اور خطاب سے نوازے جاتے تھے۔ اور اس سے ہمکلامی کا شرف انہیں حاصل ہوتا تھا وہ اللہ کیلئے خالص کر لئے گئے تھے بہت سچے بزرگ اور سخی تھے بڑے دردمند اور بردبار اور اللہ پر بھروسہ کرنیوالے، اور اللہ کے اطاعت گزار تھے، کسی ملامت کرنیوالے کی ملامت انہیں اللہ کی راہ سے قطعاً نہ روک سکتی تھی۔
(داؤد غزنوی ص۲۱۹ بحوالہ اہل حدیث کے چار مراکز ص۷۹)

مولانا حکیم سید عبدالحئ الحسنی (م۱۳۴۲ھ) لکھتے ہیں: الشیخ الامام العالم المحدث عبداللہ بن محمد بن محمد شریف الغزنوی الشیخ محمد اعظم الزاھد المجاھد الساعی، المرضاۃ باللہ المؤثر لرضوانہ علی نفسہ و اھلہ و مالہ و او طانہ صاحب المقامات الشھیرۃ والمعارف العظیمۃ الکبیرۃ "(نزھتہ الخواطر ج ۷ص۳۰۲ بحوالہ اہل حدیث کے چار مراکز ص۷۹)

حضرت عبداللہ بن محمد بن محمد شریف غزنوی شیخ تھے امام تھے، عالم تھے، زاہد تھے، مجاہد تھے، رضائے الٰہی کے حصول میں کوشاں تھے۔ اللہ کی رضا کیلئے اپنی جان، اپنا گھر، اپنا مال، اپنا وطن سب کچھ لٹانے دینے والے تھے۔ علمائے سو کے خلاف انکے معرکے مشہور ہیں۔

شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی خدمات:۔ دین اسلام کی نشر و اشاعت، توحید و سنت کی ترقی و ترویج، شرک و بدعت کی تردید و توبیخ اور جاہلانہ رسومات اور شرکیہ عقائد کا قلع قمع کرنے کے لئے حضرت شیخ عبداللہ غزنوی نے جو طریقہ ہائے کار اپنائے وہ درج ذیل ہیں۔

ا۔ درس و تدریس، ۲۔ تبلیغ دین

(ا) لسانی تبلیغ (ب) اشاعت کتب (ج) اصلاحات

درس و تدریس:۔ درس و تدریس خدمت دین کا اہم اور مؤثر ترین ذریعہ ہے۔

شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ ایک اصولی مدرس تھے، انہوں نے بے شمار ایسے شاگرد پیدا کئے جنہوں نے برصغیر (پاک و ہند) میں مسلک اہل حدیث کی فروغ کیلئے نمایاں کارنام سرانجام دیئے۔ شیخ عبداللہ کے درس کا رنگ علمی ہوتا تھا اس کا اندازہ آپ اس واقعہ سے لگا سکتے ہیں کہ علامہ اقبال اپنے خط مورخہ ۱۹/ دسمبر ۱۹۲۲ء بنام منشی محمد دین فوق لکھتے ہیں مولوی عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ حدیث کا درس دے رہے تھے، ان کو اپنے بیٹے کے قتل کئے جانے کی خبر ملی، ایک منٹ تامل کیا پھر طلباء کو مخاطب کر کہا: مـا بـرضـائـے اور راضـی ھستیم ، بیا یید کـار خود بکنیم "

یہ کہہ کر درس میں مشغول ہو گئے۔ (نقوش مکاتیب نمبر ص۳۰۳ بحوالہ اہل حدیث کے چار مراکز ص۸۰)

شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ نے سفر و حضر میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ جلاوطنی سے پہلے مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی رحمہ اللہ (م۱۳۱۲ھ) نے آپ سے استفادہ کے لئے غزنی کا سفر کیا، اور ولی کامل بن کر واپس تشریف لائے اور جب آپ نے امرتسر (پنجاب) میں مستقل سکونت اختیار کی تو مولانا حافظ ابراہیم آروی رحمہ اللہ (م۱۳۱۹ھ) مولانا رفیع الدین شکرانوی بہاری رحمہ اللہ (م۱۳۳۸ھ) مولانا قاضی طلاء محمد خان پشاوری رحمہ اللہ (م۱۳۱۰ھ) مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی رحمہ اللہ (م۱۳۳۴ھ) اور مولانا غلام نبی الربانی سوہدری رحمہ اللہ (م۱۳۴۸ھ) جیسے اہل علم فیض یاب ہونے کیلئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کی صحبت اختیار کی، اور بعد میں ان کا شمار اہل اللہ میں ہونے لگا۔ (اہل حدیث کے چار مراکز ص۸۱)

لسانی تبلیغ:۔ لسانی تبلیغ کے ذریعہ شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ نے قرآن و حدیث کی علانیہ تبلیغ کی، بدعات و خرافات اور غیر شرعی رسومات کی تردید کی، اس سلسلہ میں آپ مصائب و آلام کا شکار ہوئے۔ کوڑے کھائے، اسیر زنداں ہوئے، جلاوطن ہوئے، لیکن آپ نے اس کی بالکل پرواہ نہیں کی۔ جب آپ کو شریعت حقہ کی تبلیغ کے سلسلہ میں گرفتار کیا گیا تو صوبے دار عمر خان نے آپ سے کہا:

آپ اپنے راستے کو چھوڑ کیوں نہیں دیتے جو کچھ وقت کے مولوی کرتے ہیں آپ بھی انکے ساتھ شریک ہوجائیں۔

اس کے جواب میں مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ نے فرمایا: مجھ کو اللہ کا حکم ہے کہ کتاب وسنت کو جاری کروں میں محکم مقصد اور مکمل ارادہ رکھتا ہوں کہ جب تک جان بدن میں ہے اور سرتن پر، کتاب وسنت کی خدمت میں سرگرمی سے کوشش کروں گا۔

(سوانح عمری ص ۱۷بحوالہ اہل حدیث کے چار مراکز ص ۸۱)

اشاعت کتب: تبلیغ دین کا ایک ذریعہ اشاعت کتب بھی ہے، چنانچہ شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ نے بے شمار کتابیں اور رسائل شائع کرائے اور مفت تقسیم کیے چنانچہ آپ اپنے مکتوب میں لکھتے ہیں۔

توحید اور اتباع سنت اور عقائد کی بہت سے کتابیں اور رسالے عام لوگوں کے نفع کیواسطے فارسی اور اردو زبان میں ترجمہ کروا کر چھپوادیئے۔ اور للہ تقسیم کردیئے الحمدللہ جس قدر خوش عقیدہ لوگ آج کل اس شہر امرتسر میں موجود ہیں گمان نہیں کہ ہندوستان اور خراسان کے شہروں میں سے کسی شہر میں اس قدر خوش عقیدہ لوگ موجود ہوں باوجود یکہ یہ شہر ہندوؤں اور کافروں کی قرار گاہ ہے۔

(سوانح عمری ص۲۲بحوالہ اہل حدیث کے چار مراکز ص 82)

اصلاحات: قربت الٰہی کے حصول کے سلسلہ میں شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ نے قرآن مجید سے الفت ومحبت اور اس میں تدبر غور وفکر اور نماز میں خشوع وخضوع اختیار کرنے پر زور دیا ہے اور اس کے ساتھ اہل اللہ سے محبت اور ان کی صحبت اختیار کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔

حضرت الامام مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: آپ کا طریق بہت سیدھا تھا، نہ افراط تھا نہ تفریط تھی، اہل اللہ کی دوستی کو قربت الٰہی کا سبب قرار دیتے تھے، اور اس کو لذت ایمانی، برکات کا موجب اور حلاوت ایمانی کا باعث سمجھتے تھے۔ (سوانح عمری ص ۲۶ بحوالہ اہل حدیث کے چار مراکز ص ۸۲)

مقام فنا فی اللہ کی نشاندہی: مولانا غلام رسول قلعوی رحمہ اللہ (م۱۲۹۱ھ) راوی ہیں کہ حضرت شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ جو بات کرو قرآن مجید سے کرو۔ اور شیخ اکثر یہ فرمایا کرتے تھے: میں نے عہد کرلیا ہے کہ اپنے مالک کے کلام کے سوا کسی کے کلام سے اپنے دل کو آرام نہ دوں گا۔ (سوانح عمری ص ۲۶ بحوالہ اہل حدیث کے چار مراکز ص ۸۳)

احباب وتلامذہ: حضرت شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے احباب میں مولانا غلام رسول رحمہ اللہ آف قلعہ میہاں سنگھ (۱۲۹۱ھ) اور تلامذہ میں مولانا حافظ ابراہیم آروی رحمہ اللہ (م ۱۳۱۹ھ)۔ مولانا رفیع الدین شکرانوی بہاری رحمہ اللہ (م ۱۳۳۸ھ)

مولانا قاضی طلاء محمد خان پشاوری رحمہ اللہ (م ۱۳۱۰ھ)۔ مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی رحمہ اللہ (م ۱۳۳۴ھ)

مولانا غلام نبی الربانی سوہدروی رحمہ اللہ (م ۱۳۴۸ھ)۔ یہ حضرات شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ سے فیض یاب ہوئے اور انکی صحبت کا ان پر رنگ غالب آیا اس لئے یہاں ان کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے۔ (اہل حدیث کے چار مراکز ص ۸۳)

دوسرے نقشبندی بزرگ مولانا غلام رسول قلعوی رحمہ اللہ (۱۲۲۸ھ۔۱۲۹۱ھ)

حضرت شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے ساتھی اور دہلی میں شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ (م ۱۳۲۰ھ) سے حدیث کی تعلیم شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ (۱۲۹۸ھ) اور مولانا حافظ محمد بن بارک اللہ لکھوی رحمہ اللہ (م ۱۳۱۱ھ) کے ساتھ حاصل کی۔ سخت متبع تھے، بلکہ کہنا چاہئے کہ سنت کے عاشق تھے۔

مرشد بے مثال کا پنجاب میں فیض: پنجاب میں اول اول آپ ہی نے وعظ شروع کیا اور توحید کا بیج بویا گور پرستی اور شرک کی بیخ کنی کی بنیاد رکھی، اگر پنجاب میں آپ کو بانی اشاعت توحید وحدیث کہا جائے تو بجا ہے آپ صاحب کرامات بزرگ تھے، اور صاحب کشف بھی تھے، آپ کے وعظ میں بڑی تاثیر تھی، صدہا آدمی آپ کا وعظ سن کر حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔

مولانا محی الدین احمد قصوری مرحوم اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ ایک دن مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ نے کسی بات پر خفا ہوکر مولانا

غلام الرسول قلعوی سے فرمایا مولوی غلام رسول تو مولوی شدی، محدث شدی، عالم شدی، و اعظ شدی، واللہ هنوز مسلمان نشدی۔ یہ کہنا تھا کہ مولوی غلام رسول رحمہ اللہ فرش پر گر گئے اور تڑپنے لگے، پھر فرمایا اور بولے ''لا الہ الا اللہ'' اس کے بعد مسجد کی در و دیوار سے ''لا الہ الا اللہ'' کی آواز آرہی تھی۔

مولانا عبدالحیٔ الحسنی فرماتے ہیں کہ انگریز حکومت کو مولانا غلام رسول قلعوی رحمہ اللہ سے اتنا خوف لاحق تھا کہ آپ کے وعظ پر پابندی لگادی تھی، اور بغیر اجازت سفر کرنے کے بھی اجازت نہ تھی۔ (نزھتہ الخواطر ج ۸ ص ۳۵۰)

سنت رسول کے سچے عاشق اور شیدائی تھے کہ ان کی عمر ایک دن کم ۶۳ سال ہوئی۔

مولانا حافظ ابراہیم آروی رحمہ اللہ (۱۲۶۴ھ۔۱۳۱۹ھ)

منتظم، مجاہد آپ کا شمار برصغیر کے مشہور واعظین میں ہوتا تھا، قوت تحریر وفصاحت تحریر میں یگانہ روزگار تھے، آپ کے وعظ وتبلیغ سے ہزاروں افراد راہ مستقیم پر آگئے۔ وعظ کرتے تو خود بھی روتے اور سامعین کو بھی رلاتے، اتباع سنت اور زہد وعبادت میں ان کی مثال نہیں پیش کی جاسکتی۔ حضرت شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی صحبت میں کافی عرصہ گزارا، اور آپ سے اکتساب فیض کیا انکا سب سے بڑا کارنامہ، مدرسہ احمدیہ آرہ کا قیام ہے اور یہ مدرسہ اپنے عہد میں اہل حدیث بہار کی یونیورسٹی تھی۔

مولانا حافظ ابراہیم رحمہ اللہ حق گوئی وبیباکی میں عدیم المثال تھے اور اس کے ساتھ نہایت بااخلاق نیک نیت، سچے اور جوشیلے تھے، ان کے ایک معاصر کی رائے ہے کہ حافظ ابراہیم آروی صوفی، واعظ مدرس ماہر تعلیم اور اعلیٰ پایہ کے مصنف تھے۔

مولانا حافظ ابراہیم آروی رحمہ اللہ نے ۷/ذی الحجہ ۱۳۱۹ھ بحالت احرام مکہ معظمہ میں انتقال کیا اور جنت معلیٰ میں دفن ہوئے۔ (الحیاۃ بعد المماۃ ص ۶۶۴ بحوالہ اہل حدیث کے چار مراکز ص ۸۵)

مولانا رفیع الدین شکرانوی بہاری رحمہ اللہ (۱۲۶۱ھ۔۱۳۳۸ھ)

مولانا رفیع الدین شکرانوی رحمہ اللہ بڑے عالم، محدث، واعظ محقق اور صوفی تھے، حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ (م ۱۳۲۰) سے تفسیر وحدیث کی تعلیم حاصل کی، مولانا سید شریف حسین بن مولانا محمد نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ آپ کے ہم درس تھے، دہلی میں تحصیل حدیث کے بعد حضرت شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور ان کی خدمت میں ۸ ماہ رہ کر اکتساب فیض کیا۔ اس کے بعد حج بیت اللہ کیلئے حجاز تشریف لے گئے، بڑے عبادت گزار، مجاہد، اور صوفی تھے، مطالعہ کے بڑے شوقین تھے، علوم اسلامیہ پر ان کی وسیع نظر تھی، اور ان کے وعظ میں بھی بڑی تاثیر تھی، تفسیر وحدیث میں ید طولیٰ حاصل تھا، سینکڑوں افراد روزانہ ان کے وعظ میں شریک ہوتے تھے۔ تصنیف میں سنن ابی داؤد کا حاشیہ بنام ''رحمۃ الودود'' لکھا۔ ۱۳۳۸ھ میں انتقال کیا۔

(نزہتہ الخواطر ج ۸ ص ۱۵۳ بحوالہ اہل حدیث کے چار مراکز ص ۸۶)

مولانا قاضی طلاء محمد خان پشاوری رحمہ اللہ (م ۱۳۱۰ھ)

مولانا قاضی طلاء محمد خان پشاوری رحمہ اللہ بڑے مشہور عالم، فاضل، محدث فقیہ، عربی ادب کے بلند مرتبہ ادیب، عربی اور فارسی کے شاعر اور صاحب علم وفضل تھے۔ ان کا شجرہ نسب احمد شاہ ابدالی سے ملتا ہے، حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ (م ۱۳۲۰ھ) سے تفسیر وحدیث کی تعلیم حاصل کی کرنیکے بعد حضرت شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی مصاحبت اختیار کی اور استفادہ کیا۔

آپ عربی زبانی کے بڑے فصیح وبلیغ شاعر تھے، آپ کا یہ شعر عوام وخواص کی زبان پر ہے جسے شیخ الاسلام مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ (م ۱۳۶۷ھ) اپنے اخبار ''اہل حدیث'' کے سرورق پر لکھا کرتے تھے۔

اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن پس حدیث مصطفیٰ برجان مسلم داشتن

نیز آپ کا یہ شعر بھی خاصی شہرت رکھتا ہے۔

ما اہل حدیثیم دغا را نہ شناسیم باب الحیل ایں فقہاء را نہ شناسیم

(نزہتہ الخواطر، ج ۸ص ۱۹۹، الحیاۃ بعد المماۃ ص ۲۵۳ بحوالہ اہل حدیث کے چار مراکز ص ۸۷)

مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی رحمہ اللہ (۱۲۵۳ھ-۱۳۱۲ھ)

آپ کا نام مولانا محی الدین بن حافظ محمد بن بارک اللہ بن حافظ احمد بن حافظ محمد امین رحمہم اللہ تھا۔حضرت شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ نے بوقت بیعت ''عبدالرحمٰن'' تحریر فرمایا۔۱۲۵۳ھ میں لکھو کے موضع فیروز پور (مشرقی پنجاب) میں پیدا ہوئے۔حفظ قرآن مجید سے تعلیم کا آغاز کیا۔بعدازاں دہلی جا کر مولانا بشیر الدین قنوجی اور مفتی صدرالدین دہلوی رحمہما اللہ سے استفادہ کیا اور مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی خدمت میں غزنی کا سفر ہمراہ ایک خادم کیا، جب آپ نے مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ سے ملاقات کی تو آپ کے خادم نے حضرت شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی خدمت میں عرض کیا کہ: ''پدرایں در پنجاب چراغ است''

حضرت شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: ''ایں انا شاء اللہ آفتاب خواہد شد''

حضرت شیخ غزنوی رحمہ اللہ کی صحبت میں رہ کر آپ صاحب کرامات ہوگئے اتباع سنت میں اپنی زندگی بسر کردی، بہت خاموش تھے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے وقت گفتگو کرتے تھے، تمام عمر کسی کی غیبت نہیں کی آپ ایک عالم باعمل، بزرگ، متبع، سنت، ملہم صوفی اور بڑے عابد، زاہد اور مرتاض تھے۔۱۲/ذی قعدہ ۱۳۱۲ھ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی ﷺ اور روضہ اطہر ﷺ کے پاس وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔(اہل حدیث کے چار مراکز ص ۸۸)

مولانا حافظ عبدالمنان وزیرآبادی رحمہ اللہ (۱۲۶۷ھ-۱۳۳۴ھ)

شیخ الحدیث مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیرآبادی رحمہ اللہ (م ۱۳۳۴ھ) حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ (م ۱۳۲۰) کے ان لائق تلامذہ میں سے ہیں جنہوں نے حدیث کی تدریس اور نشر واشاعت میں قابل قدر خدمات انجام دیں۔مولانا شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادی رحمہ اللہ (م ۱۳۲۹ھ) لکھتے ہیں کہ: میں نے میاں سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کے شاگردوں میں کسی کے شاگر دان سے زیادہ نہیں دیکھے آپ نے پنجاب کو شاگردوں سے بھر دیا۔(نزہتہ الخواطر ج ۸ص ۳۱۱ بحوالہ اہل حدیث کے چار مراکز ص ۸۹)

آپ نے حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کے تلامذہ میں منفرد مقام حاصل کیا، کثرت دروس میں حضرت میاں صاحب مرحوم ومغفور کے تلامذہ میں مغربی ہند (پنجاب) میں مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیرآبادی رحمہ اللہ (م ۱۳۳۴ھ) اور مشرقی ہندان دونوں علمائے کرام کو استاذ الاساتذہ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

مولانا حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ ۱۲۶۷ھ میں ضلع جہلم کے ایک قصبہ میں پیدا ہوئے سات سال کی عمر میں تعلیم کا آغاز کیا، ۹ سال کی عمر میں مکفوف البصر ہوگئے۔مختلف اساتذہ سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ اور مولانا شیخ عبدالحق محدث بنارسی رحمہ اللہ سے حدیث میں استفادہ کیا اس کے بعد حضرت شیخ مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی خدمت میں پورے دو سال رہ کر اکتساب فیض کیا ہے ۱۲۹۲ھ میں وزیرآباد آگئے اور یہاں ''دارالحدیث'' کے نام سے ایک دینی درس گاہ قائم کی۔آپ نے اپنی زندگی میں ۴۰ مرتبہ سے زیادہ صحاح ستہ کا درس دیا، آپ کے تلامذہ میں برصغیر پاک وہند کے ممتاز علمائے کرام شامل ہیں۔

مثلاً شیخ الاسلام مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری (م ۱۳۶۷ھ)۔مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (م ۱۳۷۵ھ) مولانا ابوالقاسم

سیف بنارسی (م ۱۳۶۸ھ)۔مولانا عبدالحمید سوہدروی (م ۱۳۳۰ھ)۔شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل السّلفی (م ۱۳۸۷ھ)

مولانا حافظ محمد محدث گوندلوی (م ۱۴۰۵)

مولانا حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ تفسیر، حدیث، جرح وتعدیل، اسماء الرجال، لغت، ادب اور صرف ونحو میں مکمل دسترس رکھتے تھے، حضرت شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی صحبت کا خاص اثر تھا عبادت وریاضت میں بھی عدیم المثال تھے، اور صاحب کرامات تھے۔

۱۶/رمضان ۱۳۳۴ھ/۱۶ جولائی ۱۹۱۶ء کو وزیر آباد میں انتقال کیا۔

(تاریخ اہل حدیث ص: ۴۲۷ تا ۴۳۰: نزہۃ الخواطر ج ۸ ص ۳۱۱ تا ۳۱۲ بحوالہ اہل حدیث کے چار مراکز ص)

مولانا غلام نبی الربانی سوہدری رحمہ اللہ (۱۲۶۳ھ-۱۳۴۸ھ)

حضرت شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ (م ۱۲۹۸ھ) سے مستفیض ہونے والے علمائے کرام میں حضرت مولانا غلام نبی الربانی سوہدروی رحمہ اللہ (۱۲۶۳ھ-۱۳۴۸ھ) بھی شامل ہیں۔مولانا سید عبدالحئی الحسنی (م ۱۳۴۱ھ) آپ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

آپ شیخ محدث، عالم باعمل، متفرع متوکل، اور باہمت تھے، اور اللہ تعالیٰ سے بہت زیادہ مدد طلب کرتے تھے۔

(نزہۃ الخواطر ج ۸ ص ۳۹۹ بحوالہ اہل حدیث کے چار مراکز ص 91)

۱۲۶۳ھ آپ کا سن ولادت ہے مختلف اساتذہ سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد مولانا حافظ محمد بن بارک اللہ لکھوی رحمہ اللہ (م ۱۳۱۱ھ) سے حدیث شریف میں استفادہ کیا اس کے بعد حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ (م ۱۳۲۰ھ) سے بھی تفسیر وحدیث میں تحصیل کی دہلی سے فراغت تعلیم کے بعد حضرت شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کی خدمت میں تین ماہ رہ کر کافی فیض اٹھایا۔(اہل حدیث کے چار مراکز ص ۹۱)

مولانا سید عبداللہ غزنوی سے مماثلت:۔ مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کا حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کی خدمت میں حدیث کی تعلیم حاصل کرنے کا ایک واقعہ مولانا فضل حسین بہاری مؤلف ''الحیاۃ بعد المماۃ'' نے نقل کیا ہے کہ اور یہ واقعہ ایک خواب کی صورت میں پیش آیا۔مولانا سید عبداللہ غزنوی بیان فرماتے ہیں کہ

ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ اپنے مکان کی چھت سے سیڑھی کے ذریعہ نیچے صحن میں اتر رہا ہوں جب صحن مکان میں اتر آیا تو ایک چراغ روشن پایا اور اپنی بغل میں صحیح بخاری دیکھی، پس صحیح بخاری کو کھول کر چراغ کی روشنی میں پڑھنے کا ارادہ کیا جب کھول کر دیکھا تو صحیح بخاری گرد وغبار کی وجہ سے اس درجہ سیاہ ہو چکی تھی کہ اس کے حروف پڑھے نہیں جاسکتے تھے۔آخر کار رومال پکڑ کر میں نے اسے صاف کرنا شروع کر دیا۔ورق ورق صاف کرتے ہوئے اخیر تک پہنچ گیا، صرف تھوڑے ورق باقی رہ گئے تھے تو میں تھک کر ماند ہو گیا اور آہ سرد بھری کہ اللہ اکبر! کس درجہ تکلیف اٹھانی پڑی ہے اس خواب میں مجھے اپنا چہرہ بھی نظر آرہا تھا جھاڑنے اور صاف کرنے سے میرے چہرے اور دانتوں پر گرد پڑی دکھائی دے رہی تھی۔

اس خواب کی تعبیر میں مجھے حیرانی ہوئی، صبح ہوتے ہی ایک شخص صحیح بخاری لے آیا اور اس کی شرح بھی مل گئی اور ساری کتاب کا مطالعہ کر لیا اور سنت کی تابعداری کا داعیہ محکم ہو گیا اور حدیث پر عمل کرنا شروع ہو گیا۔اتفاقاً دہلی کا سفر در پیش ہوا جو کہ ہمارے ملک سے بہت نچلی طرف واقع ہے دہلی پہنچ کر بخدمت شریف خاتم المحدثین شیخنا وسید نذیر حسین صاحب رحمہ اللہ حاضر ہوا۔اور صحیح بخاری شریف کا پڑھنا شروع کیا اسی زمانے میں غدر دہلی واقع ہوا۔عین بلوہ کے زور شور میں جب کہ موت سر پر منڈلا رہی تھی اور ہر ایک کو اپنی جان کی فکر ہو رہی تھی میں پورے اطمینان سے حضرت میاں صاحب سے صحیح بخاری پڑھنے میں مشغول تھا، یہاں تک کہ انگریز دوبارہ قابض اور بحال ہو گئے اور انہوں نے لوگوں کو دہلی سے باہر نکال دیا ان دنوں میری صحیح بخاری ختم ہونے والی تھی، مگر بوجہ دہلی والوں کے منتشر ہونے کے میرے اور سید صاحب

(میاں نذیر حسین رحمہ اللہ) کے درمیان جدائی ہوگئی اور چند اوراق باقی رہ گئے۔جس پر میرے خواب کی تعبیر یوں ظاہر ہوئی کہ:
میرے مکان کی چھت کے نیچے کی صحن دہلی ہوئی جو کہ ہمارے ملک سے نشیب یا ڈھلان میں ہے۔
اور سید صاحب انوار نبوت محمدیہ کے روشن چراغ۔اور صحیح بخاری کے جھاڑنے کی تعبیر پڑھنا اور مشقت و تکلیف کی تعبیر عین غدر کے وقت پڑھنا۔اور جو اوراق صاف کرنے سے رہ گئے......وہی پڑھنے سے باقی رہ گئے۔(الحیاۃ بعد المماۃ ص۲۷۲/۳۵۱)

مولانا غلام نبی الربانی سوہدری مرحوم رحمہ اللہ مرحوم و مغفور کا واقعہ بھی اسی طرح کا ہے،مولوی ابو یحیٰ امام خان نوشہری (م۱۹۶۷ء) جو حضرت مولانا غلام نبی الربانی رحمہ اللہ کے شاگرد تھے اور صاحب تصانیف کثیرہ تھے ان کی روایت ہے کہ سوہدرہ کے حنفی عالم سید نور شاہ مرحوم جو "السعید من سعد فی بطن امه" میں سے تھے انہوں نے بیان فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ سوہدرہ کی مغربی جانب سے ایک نور چمکا جو ستون کی شکل میں آسمان کو چھوتا ہوا نکل گیا۔
اس خواب کی تعبیر خود سید نور شاہ مرحوم نے یہ فرمائی کہ:اس نور کا مبدا مولانا غلام نبی الربانی رحمہ اللہ ہیں۔
(مولانا غلام نبی الربانی کی رہائش سوہدرہ کے مغربی جانب تھی)

حضرت سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ نے خواب میں صحیح بخاری کو خاک آلودہ دیکھا اور صاف کیا اور مولانا غلام ربانی مرحوم نے خواب میں دیکھا کہ مسجد سے کوڑا کرکٹ اٹھا کر باہر پھینک رہا ہوں۔مولانا غلام نبی الربانی مرحوم نے اس خواب کا تذکرہ حضرت شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ سے کیا تو آپ نے فرمایا:الحمد للہ است این رویاء صادق است ، برائے شما همه مبارك است ان شاء الله ، ان شاء الله ا زتودردین اسلام کارے خواهد شد که این را از شرك و بدعت پاك خواهد نمود، مراد از مسجد این اسلام است، خس و خاشاك بیرون كردن كفر......یا دین از شرك و بدعت پاك نمودن است ۔(اہل حدیث امرتسر ۱۱/اپریل ۱۹۱۹ء)

حضرت شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کو دین اسلام کی نشر و اشاعت،توحید و سنت کی ترقی و ترویج اور شرکت بدعت کی تردید و توبیخ کے سلسلہ میں مصائب و آلام کا شکار ہونا پڑا اسیر زنداں بھی ہوئے اور جلاوطنی بھی قبول کی،لیکن حضرت شیخ غزنوی رحمہ اللہ کے پائے استقامات میں لغزش نہیں آئی۔اسی طرح غلام نبی الربانی رحمہ اللہ کو بھی اہل بدع کی طرف سے مصائب و آلام کا شکار ہونا پڑا۔

مولانا حکیم عبدالحیٔ الحسنی (م۱۳۴۱ھ) لکھتے ہیں:توحید و سنت کی اشاعت کے سلسلہ میں آپ کو بڑی بڑی اذیتیں احناف کی طرف سے اٹھانی پڑیں،ان لوگوں نے انکے خلاف ایسا محاذ قائم کیا تھا جس سے بڑا کوئی کیا محاذ بنائے گا ان کو بدعتی قرار دیا گیا،مناظرہ کیا اور ہٹ دھرمیاں بھی کیں،لیکن وہ ثابت قدم رہے انہوں نے نہ تو مداہنت برتی نہ کسی چیز کی پرواہ کی۔(نزہتہ الخواطر ج۸ص۳۹۹)

مولانا غلام نبی الربانی رحمہ اللہ نے ۴/ذی الحجہ ۱۳۴۸ھ/۳مئی ۱۹۳۰ء کو سوہدرہ میں انتقال کیا۔(اہل حدیث کے چار مراکز ص۹۴)

عارف باللہ مرشد باکمال صوفی عبداللہ رحمہ اللہ

حضرت صوفی عبداللہ کا تعلق وزیر آباد سے تھا ان کا اصل نام سلطان احمد تھا،اور کشمیری خاندان سے تعلق رکھتے تھے جب تحریک مجاہدین میں شامل ہوئے تو ان کا نام "عبداللہ" رکھا گیا،اور اسی نام سے مشہور ہوئے،استاد پنجاب مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی رحمہ اللہ کے فیض یافتہ تھے،بعد میں مولانا فضل الٰہی وزیر آبادی رحمہ اللہ امیر المجاہدین کے حلقہ ارادت میں شامل ہوگئے،اور وزیر آباد سے ہجرت کر کے چمرکنڈ تشریف لے گئے۔تحریک مجاہدین میں صوفی عبداللہ رحمہ اللہ کی خدمات قابل قدر ہیں۔اور ان کی مجاہدانہ خدمات کا اعتراف مولانا غلام رسول مہر نے اپنی کتاب "سرگذشت مجاہدین" میں کیا ہے۔

صوفی عبداللہ صاحب نے ۱۹۲۱ء میں اوڈانوالہ میں "تقویۃ الاسلام" کے نام سے ایک دینی مدرسہ کا اجراء کیا بعد میں صوفی صاحب نے ۱۹۶۵ء میں تعلیم الاسلام کے نام سے ماموں کانجن میں بھی مدرسہ قائم کیا یہ مدرسہ ۸۰ سال سے دین اسلام اور توحید و سنت کی اشاعت میں

مصروف ہے۔اس مدرسہ میں جلیل القدر علمائے اہلحدیث تدریسی خدمات انجام دے چکے ہیں مثلاً:

مولانا حافظ محمد محدث گوندلوی، مولانا حافظ محمد اسحاق حسینوی، مولانا عطاء اللہ حنیف، مولانا محمد اسحاق چیمہ، مولانا محمد عبدہ، مولانا عبدالرحمان لکھوی، مولانا پیر محمد یعقوب، مولانا محمد داؤد راغب رحمانی، مولانا عبداللہ مظفر گڑھی، مولانا محمد صادق خلیل، مولانا حافظ عبداللہ بڈھیمالوی، مولانا عبدالرشید راشد ہزاروی اور مولانا عبدالعزیز علوی وغیرھم۔(اہل حدیث کے چار مراکز ص ۹۵)

صوفی عبداللہ صاحب جب اس مدرسہ کے مہتمم تھے ان کے انتقال کے بعد مولانا محمد سلیمان وزیرآبادی بن مولانا فضل الٰہی وزیرآبادی اس کے مہتمم مقرر ہوئے اوران کے انتقال کے بعد مولانا خالد گھرجاکھی بھی کچھ عرصہ مہتمم رہے۔آج کل مولانا عبدالقادر ندوی اس کے صدر اور مہتمم ہیں۔

دعا کرتے ہیں بارش کا رک جانا (کرامت):۔ صوفی عبداللہ کا شمار اہل اللہ میں ہوتا تھا آپ مستجاب الدعوات تھے۔۲۳ مارچ ۱۹۷۵ء کو راقم صوفی صاحب کی خدمت میں ماموں کانجن حاضر ہوا، میرے ساتھ مولانا عبدالرحمٰن عتیق وزیرآبادی اور حافظ ملک محمد یعقوب سوہدروی بھی تھے مغرب سے کچھ پہلے ہم صوفی صاحب کے کمرہ میں بیٹھے تھے کہ ایک دم تیز بارش ہوگئی بارش اتنی تیز تھی کہ ہم لوگ مسجد میں نہیں جاسکتے تھے جو چند گز کے فاصلہ پر تھی، مولانا قاضی محمد اسلم سیف مرحوم نے صوفی صاحب کی خدمت میں عرض کیا۔ باباجی دعا فرمائیں بارش بہت تیز ہو رہی ہے اور بہت سے درخت بھی گر گئے ہیں ہوا بھی بہت تیز ہے۔

صوفی صاحب نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: اے اللہ! بارش بند کردے اس کو پہاڑوں پر لے جا۔

میرا چشم دید واقعہ ہے کہ صوفی صاحب کی زبان سے یہ کلمات ادا ہوئے اور بارش ایک دم تھم گئی اور ہم سب لوگ مسجد میں نماز مغرب ادا کرنے کیلئے چلے گئے۔

صوفی عبداللہ صاحب نے ۲۹ اپریل ۱۹۷۵ء میں تاندلیانوالہ ضلع فیصل آباد میں انتقال کیا اور جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن کے احاطہ میں دفن ہوئے۔(اہل حدیث کے چار مراکز ص ۹۵)

نضر اللہ امراء سمع مقالتی فوعاھا وحفظہا وبلغہا
نام کتاب: مولانا سلطان محمود محدث جلالپوری رحمہ اللہ......حیات، خدمات، آثار
مصنف: محمد رفیق اثری......ناشر: اثری ادارہ نشر و تالیف جلالپور پیروالا ضلع ملتان

مولانا حبیب اللہ گمانوی رحمہ اللہ: مولانا حبیب اللہ گمانوی رحمہ اللہ بستی گمانی موضع صادق آباد نزد اوچ شریف ریاست بہاولپور میں 1317ھ میں پیدا ہوئے۔

دورہ حدیث کیلئے عظیم درسگاہ میں حاضری:۔ علم میراث کی تعلیم مولانا عبدالعلیم ملتانی جن کا شمار اس دور کے علم فرائض کے معروف ماہرین میں ہوتا تھا سے حاصل کی اور بعد ازاں دورہ حدیث کیلئے دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا۔اس عظیم ادارہ میں مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری، شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا محمد امیر، مولانا رسول خان ہزاروی، شیخ الادب مولانا اعزاز علی، مولانا سید اصغر حسین، مولانا محمد احمد، مولانا مفتی محمد شفیع اور مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہم اللہ جیسے اکابر سے شرف تلمذ حاصل کیا۔دارالعلوم کی سند میں مولانا کے بارے میں خصوصی توصیفی کلمات موجود ہیں: وهو عندنا سليم الطبع، جيد الا ستعداد له عناية تامة بالعلوم ...... الخ

دارالعلوم دیوبند سے 1340ھ میں سند فراغ حاصل کیا اور 1341ھ میں اپنی بستی میں مدرسہ عربیہ گمانی کا اجراء کیا گورنمنٹ بہاولپور کی طرف سے انہیں وظیفہ ملتا تھا، مولانا منظور احمد صاحب نعمانی اس مدرسہ کو تاحال قائم کیے ہوئے ہیں، سندھ کے اطراف اور افغانستان سے بھی طلبہ ان کے پاس تعلیم و تربیت کیلئے آتے رہتے تھے۔(سوانح مولانا سلطان محمود محدث جلالپوری ص ۴۴)

مولانا محمد عیسیٰ رحمہ اللہ ریاست بہاولپور میں بستی گمانی کے مغرب میں ایک بستی نوروالا کے رہنے والے تھے۔ آپ کی ابتدائی تربیت حنفی اداروں میں ہوئی، متوقد اور رسا ذہن پایا تھا کتب احادیث کے مطالعہ نے وسعت ظرفی پیدا کی اور اپنے انداز سے عاملین حدیث کی ایک جماعت تیار کر لی۔ مولانا حاجی احمد تلمیذ مولانا حبیب اللہ گمانوی رحمہ اللہ اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

مولانا محمد عیسیٰ صاحب رحمہ اللہ شیخ الاسلام حضرت شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ کے ہم عمر اور ہم عصر تھے، دورہ حدیث میں شیخ الہند رحمہ اللہ کے پاس دارالعلوم دیوبند میں ان کے ساتھ پڑھتے تھے۔ فضیلۃ الاستاذ جلالپوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں: بستی نوروالا میں ایک بزرگ فاضل کی ذات ہی ادارہ تھی جن کا اسم گرامی مولانا محمد عیسیٰ تھا وہ مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کے شاگرد رشید تھے، ان کا اصل وطن جتوئی علاقہ مظفر گڑھ تھا۔ (مولانا سلطان محمود محدث جلالپوری ص ۴۸)

لفظ خواجہ کے معنیٰ: ۔صوفیا کی اصطلاح میں خواجہ شیخ اور مذہبی راہ نما کے معنیٰ میں بھی مستعمل ہے جیسا کہ خواجہ غلام فرید رحمہ اللہ ذات کے کوریجہ تھے، خواجہ خواجگان بھی اسی سے مرکب ہے۔ (مولانا سلطان محمود محدث جلالپوری ص 61)

مولانا قاضی محمد عاقل رحمہ اللہ کا ذوق تصوف:

سلسلہ چشتیہ میں خلافت: ۔مولانا قاضی محمد عاقل رحمہ اللہ ملتان کے مشہور قریشی بزرگ بہاؤالدین رحمہ اللہ ذکریا کی نسل سے تھے مشہور ہے کہ ان کے آباءواجداد میں بعض علماء نوابان ملتان کی طرف سے اس علاقے میں عہدہ قضاء پر فائز رہے ہیں جو مفتی بھی تھے مولوی نور احمد فریدی اپنی کتاب صدرالدین کے ص نمبر ۱۸۷ پر لکھتے ہیں:

آپ نے 1300ھ میں مکہ معظّمہ میں سند فضیلت حاصل کی اور اس پر شیخ ایوب دحلان مفتی مکہ معظّمہ کے دستخط ثبت ہیں، وہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کے مرید اور خلیفہ مجاز تھے زندگی شاہی جامع مسجد (جلالپور پیروالہ) میں خطابت اور فتویٰ نویسی میں بسر کر دی۔ مورخہ 19 جون 1933ء مطابق 24 صفر 1352ھ کو وفات پائی۔ (سوانح مولانا سلطان محمود محدث جلالپوری ص ۸۰)

لفظ صوفی کا بکثرت استعمال

صوفی کریم بخش بانی ارکان انجمن اہلحدیث: ۔صوفی کریم بخش انجمن اہل حدیث کے بانی ارکان میں سے تھے، یہ دو بھائی کریم بخش اور عبدالغفار تھے، صوفی صاحب ابتدا میں مڈل سکول گوگڑاں تحصیل لودھراں کے مدرس تھے مطالعے کے شائق اور اعلیٰ علمی اور ادبی صفات کے مالک تھے، ان کا انداز تحریر بہت خوبصورت تھا نیک زاہد اور صالح طبیعت کے مالک تھے، صوم وصلوۃ کے پابند، مزاج میں نرمی و لطافت، ظاہر شکل وصورت میں بھی قدرت نے ان کو فیاضی سے حسن و وجاہت سے نوازا تھا۔ (سوانح مولانا سلطان محمود محدث جلالپوری ص ۱۵۹)

صوفی عبدالمالک: ۔میاں جندوڈہ بھی انجمن اہل حدیث کے بانی رکن تھے، خشت سازی کا کام کرتے تھے، انہوں نے قصبہ سے باہر اینٹیں پختہ بنانے کیلئے ایک بھٹی بھی قائم کی تھی گرمی ہو یا سردی اپنے کام میں لگے رہتے تھے، ان کے فرزند صوفی عبدالمالک بھی اپنے والد کے کام میں ہاتھ بٹاتے تھے اور سخت ترین محنت کے نتیجے میں حلال روزی حاصل کرتے تھے، اسی میں سے طلبہ دارالحدیث کی خوراک بھی مہیا کرتے تھے۔

صوفی عبدالمالک نے محنت مزدوری کے ساتھ ساتھ کتب صرف ونحو اور پھر قرآن پاک باترجمہ و کتب احادیث پڑھیں۔ شیخ مکرم رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر صحیح بخاری پڑھتے رہے، تہجد گزار اور سخی تھے۔ (سوانح مولانا سلطان محمود محدث جلالپوری ص ۱۷۱)

صوفی خدابخش: ۔صوفی خدابخش میاں عبداللہ جو جماعت کے اہم ترین افراد میں شمار ہوتے تھے اور مبلغانہ طبیعت پائی تھی کے بیٹے ہیں اس وقت انجمن اہل حدیث کے معمر ترین افراد میں ان کا شمار ہوتا ہے، خاموش طبع، مسلک عمل بالحدیث کے شیدائی، شیخ مکرم رحمہ اللہ کے انتہائی قریب رہنے والے بزرگ ہیں انہوں نے بچپن میں مولانا ثناءاللہ امرتسری رحمہ اللہ سے ملاقات کی جبکہ وہ ایک علمی مباحثے کے سلسلے میں جلالپور تشریف لائے۔

اشاعت اول .... نومبر 2000ء

طابع .... موٹروے پرنٹرز

تعداد .... گیارہ سو

طباعت وڈیزائنگ .... مکتبہ قدوسیہ لاہور

ارمغانِ حنیف

مرتبہ

محمد اسحاق بھٹی

ادارہ ثقافتِ اسلامیہ
۲۔ کلب روڈ، لاہور

طبع اوّل ۱۹۸۹ء

ناشر : سراج منیر
ناظم ادارہ ثقافتِ اسلامیہ
۲۔ کلب روڈ، لاہور

مطبع :

قیمت : روپے

سادہ لباس، سادہ خوراک استعمال کرنے کے قائل ہیں بلکہ زندگی کے ہر میدان میں سادگی کو اپنائے رہتے ہیں لگتا ہے کہ یہ کسی پچھلی صدی کے فرد ہیں۔ (سوانح مولانا سلطان محمود محدث جلا پوری ص ۱۷۲)

مولانا عبدالقادر کی پگڑی:۔ مولانا عبدالقادر سر پر مختصر سی پگڑی اور جسم پر سرائیکی وضع کا چولا زیب تن ہوتا۔
(سوانح مولانا سلطان محمود محدث جلا پوری ص 264)

اکابرین دیوبند کا فیض:۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ اور انکے خانوادے نے پورے برصغیر میں احیاء دین اسلام اور تحفظ کتابت و سنت کے لئے بڑا وقیع کام کیا ہے جس کے نتیجے میں بڑے بڑے فحول اسلام پیدا ہوئے، سید نذیر حسین رحمہ اللہ نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ اور اکابرین دارالعلوم دیوبند کا شمار انہی کے فیض یافتہ حضرات میں ہوتا ہے۔ دارالعلوم دیوبند کے فاضل مولانا حبیب اللہ گمانوی رحمہ نے دور دراز ایک گمنام دیہات میں بیٹھ کر علم ونظر کا چراغ جلایا جس کی روشنی دور دور تک پھیلی۔ ہمارے شیخ مولانا سلطان محمود رحمہ اللہ نے بھی ان سے کسب فیض کیا مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے سفر وحضر میں متعدد بار استفادہ کا موقع ملتا رہا۔ (سوانح مولانا سلطان محمود محدث جلا پوری ص ۳۵۴)

نام کتاب:۔ سیرت البخاری امام المحدثین امام بخاری کی سوانح عمری
مصنف:۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ السلام مبارکپوری...... ناشر:۔ موٹروے پرنٹرز مکتبہ قدوسیہ لاہور

تصوف میں تبدیلی......اور ضروری احتیاط:۔ اس میں کیا شک ہے کہ تصوف جس نے آج اپنے اتباع کو حد سے زیادہ بدنام کر رکھا ہے کسی زمانہ میں بڑی خیر و برکت اور بہت ہی محمود چیز تھی احکام شرعی کی سختی سے پابندی ایثار نفس، ہدایت مخلوق میں سعی کرنی، رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کی پیروی کا شوق، مصائب پر صبر واستقامت، جہاد کیلئے ہمہ تن مستعد رہنا، اپنے نفس کا انتقام نہ لینا، مکارم اخلاق کا پھیلانا، دنیا سے بے رغبتی، پابندی تقوی، بدعات سے اجتناب، غرض شریعت نے جن باتوں کو عزم امور (تاکیدی باتیں اور اصلی مقاصد فرمائی ہیں)، انہیں کا اصلی مرقع تھا ان کو کون محمود نہ کہے گا اصحاب رسول اللہ ﷺ انہیں باتوں سے خاک سے اکسیر اور مس سے کندن بن گئے ان کا تصوف نام رکھنا اصطلاح جدید تو بیشک ہے، لیکن مقصود واضح ہو جانے پر چنداں مضائقہ نہیں، ولا مشاحة في الاصطلاح۔

اس عالم کا عام قانون ہے ''تغیر'' اس عام قانون سے تصوف کیونکر مستثنیٰ رہ سکتا تھا اختلاط اقوام و مذاہب وامتداد زمانہ سے اس نے بھی کئی رنگ اختیار کیے اگر ہمارے وہ برادران جو صاف اور بے لوث مسلمان رہنا پسند فرماتے ہیں ہمیں اجازت دیں تو ہم کہہ سکتے ہیں (گو اصطلاح جدید ہے) کہ ابتدائی حالت تصوف کی وہی تھی جس کو رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب نے عملی برتاؤ سے دکھایا جو آج تک کتب احادیث ودفاتر حدیثیہ میں بے کم وکاست محفوظ ہے۔ (سیرۃ البخاری ص ۱۲۳)

نام کتاب: ارمغان حنیف
مصنف:۔ مولانا اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ...... ناشر:۔ ادارہ ثقافت اسلامیہ ۲ کلب روڈ (لاہور)

تعارف:۔ یہ نہایت مختصر مضمون تین سال پہلے مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ نے گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ کے مجلّہ ''مہک'' کے خصوصی نمبر بسلسلہ کالج کے جشن سے میں (سلور جوبلی) کے لئے لکھا تھا، اس میں انہوں نے اپنے ابتدائی دور زندگی اور اپنے شہر گوجرانوالہ کی چند اہم شخصیتوں کے بارے میں کچھ اشارے کیے ہیں جو بلیغ بھی ہیں اور دلچسپ بھی۔ (مرتب) (ارمغان حنیف ص:۱۹)

مولانا حنیف ندوی کے مربی ومرشد:۔ حکیم ظہور الدین رحمہ اللہ گوجرانوالہ کے معروف عالم اور طبیب حکیم شہاب الدین کے فرزند

اورمشہور عالم دین مفتی جعفر حسین مرحوم کے تایا زاد بھائی تھے۔عربی میں درس نظامیہ کی تکمیل حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی کے سایہ عاطفت میں ہوئی،مولانا مرحوم نہ صرف میرے گرامی قدر استاد تھے بلکہ میرے مربی ومرشد بھی تھے،علم وادراک کی پہلی قندیل انہی کی کوشش سے دل میں فروزاں ہوئی،ان کے مطالعہ واستعداد کے دائرے بہت وسیع اور بہت پھیلے ہوئے تھے اگر اپنی اصلاحی کوششوں کو گوجرانوالہ کے ماحول تک محدود نہ رکھتے تو ان کا شمار علمی اعتبار سے برصغیر کے عظیم لوگوں میں ہوتا۔(ارمغان حنیف ص:۲۰)

مولانا حنیف اور رموز تصوف سے آشنائی:۔ قاضی عبدالرحیم رحمہ اللہ سے بھی جو اپنے وقت کے مشہور طبیب، عالم اور نہایت شریف النفس انسان تھے، میں نے مولانا اسماعیل مرحوم کی غیر حاضری میں چند اسباق پڑھے، میں نے پہلی دفعہ ابن عربی رحمہ اللہ کی فصوص الحکم اور فتوحات کی تمام جلدیں نہ صرف ان کے ہاں دیکھیں بلکہ بعض مشکل مقامات کی تشریح بھی ان کی زبان فیض ترجمان سے سنی۔

رموز اسرار سے آشنائی کا یہ نقطہ آغاز تھا جس نے آگے چل کر تصوف کے اسرار رموز کو سمجھنے میں مدد دی میں واضح الفاظ میں کہنا چاہتا ہوں کہ ان کی صحبت سے اگر مجھے مستفید ہونے کا موقع نہ ملتا تو آج کل کے مشہور محقق ،صوفی اور عظیم فلسفی ومفکر شوآن کی کتابیں قطعی سمجھ نہ پاتا جو مغرب میں وحدت الوجود اور وحدت ادیان کے زبردست حامی اور ترجمان ہیں یوں کہیے کہ وہ اس دور کے ابن عربی ہیں۔(ارمغان حنیف ص:۲۱)

سرگزشت غزالی کا تعارف:۔ امام غزالی رحمہ اللہ طوس کے ایک گاؤں میں ۴۵۰ھ کو پیدا ہوئے اور ۵۰۵ھ کو وفات پائی ان کی تصنیفات میں " المنقذ من الضلال "کو اہل علم میں بڑی اہمیت حاصل ہے، یہ غزالی رحمہ اللہ کی دلچسپ اور دلآویز سرگزشت ہے جو انہوں نے خود اپنے قلم سے رقم کی اس میں انہوں نے تفصیل سے بتایا ہے کہ ان کے فکر و ذہن میں کیوں تبدیلی پیدا ہوئی اور ان کے افکار کس طرح انقلاب وتغیر کی خوش خرام موجوں سے روشناس ہوئے۔ وہ جبہ وعبا اور مسند و دستار کی نہایت شان دار زندگی بسر کر رہے تھے اور تعلیم وتعلم کے ہنگاموں میں مشغول تھے کہ ان کے فہم وفراست نے اس اسلوب سے پلٹا کھایا کہ جبہ وعبا اتار پھینکے اور دنیا سے بے زار ہو کر بادیہ پیمائی شروع کر دی۔فقر و درویشی کی روش اختیار کر لی اور فلسفہ وحکمت کے میدانوں سے نکل کر کتاب وسنت کی روح پرور وادی میں سکونت پذیر ہو گئے کہ اطمینان قلب اور سامان سکینت اسی میں ہے ایسا کیوں ہوا؟ اور یہ ذہنی وفکری انقلاب کیوں بپا ہوا؟ کتاب میں اس سوال کا مفصل جواب دیا گیا ہے جو دل کی گہرائیوں میں اترتا اور روح وضمیر میں پیوست ہوتا چلا جاتا ہے۔

کتاب کی دیگر خصوصیات:۔ غزالی رحمہ اللہ نے "المنقذ من الضلال" میں اپنے وقت کی تمام مروجہ مذہبی وفکری تحریکات کا کھل کر جائزہ لیا ہے اور اذعان ویقین کی ان بنیادوں کی نشان دہی کی ہے جو کتاب وسنت سے ہم آہنگ اور مسلک سلف سے ہم دوش ہیں۔

کتاب میں نفسیات، فلسفہ، منطق، تنقید، تمام چیزیں انتہائی اعتدال وتوازن کے ساتھ موجود ہیں اور قاری کو متاثر کرتی ہیں علاوہ ازیں تصور نبوت کو نہایت معقول، بے حد سلجھے ہوئے اور بہ درجہ غایت حقیقت پسندانہ انداز میں پیش کیا گیا ہے۔غزالی رحمہ اللہ کے دور میں تعلمیہ اور قرامطہ (جنہیں باطینہ بھی کہا جاتا ہے) کا فتنہ زوروں پر تھا اور انہی کے عقائد وتصورات کی خطرناکیوں سے اثر پذیر ہو کر انہوں نے یہ کتاب سپرد قلم کی کتاب میں بتایا گیا ہے کہ یہ لوگ کون تھے، ان کے عقائد وافکار کیا تھے؟ ان میں کیا کیا تبدیلیاں رونما ہوئیں اور فکر وفلسفہ میں انہوں نے کیا اضافہ کیا؟

مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ نے " المقذ من الضلال "کا " سر گزشت غزالی " کے نام سے ترجمہ کیا ہے اور اس پر ۸۹ صفحات کا طویل مقدمہ لکھا ہے جس میں اس دور کی فکری تفصیلات اور غزالی رحمہ اللہ کے قدیم رجحانات کو اجاگر کیا ہے نیز ان میں تبدیلی کے وجوہ واسباب اور ان کے فلسفہ وحکمت کی تفصیل سے وضاحت کی ہے مع فہرست مضامین اور مقدمے کے کتاب ۱۹۶ صفحات پر مشتمل ہے اردو ترجمہ اتنا جاندار اور دلکش ہے کہ اگر غزالی رحمہ اللہ زندہ ہوتے اور اس ترجمے کا مطالعہ کرتے تو زیادہ نہیں تو اسے اپنی عربی کتاب کے برابر ضروری جگہ دیتے۔ یہ کتاب پہلی مرتبہ ۱۹۵۹ء میں چھپی تھی۔(ارمغان حنیف ص:۴۰)

افکار غزالی کتاب تصوف کی تلخیص:۔ امام غزالی رحمہ اللہ سے مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ کو خاص تعلق خاطر ہے، یہی وجہ ہے کہ

ان کے بارے میں انہوں نے تین کتابیں لکھیں، ایک افکارغزالی، دوسری تعلیمات غزالی اور تیسری سرگزشت غزالی، تعلیمات غزالی، احیاء علوم الدین، کے بعض ابواب کی تلخیص ہے سرگزشت غزالی، المنقذمن الضلال، کا ترجمہ ہے اور افکارغزالی میں احیاءعلوم الدین، کے مضامین ومشمولات کا خلاصہ اور اختصار بیان کر دیا گیا ہے ان تینوں کتابوں پر علیحدہ علیحدہ مبسوط مقدمات تحریر کیے گئے ہیں جو اپنی جگہ مستقل کتاب کی حیثیت رکھتے ہیں، اس کا اندازہ اس سے کیجئے کہ افکارغزالی کا مقدمہ ۱۱۳صفحات پر مشتمل ہے سرگزشت غزالی کا مقدمہ ۸۹صفحات پر محتوی ہے اور تعلیمات غزالی رحمہ اللہ کا مقدمہ ۱۰۳صفحات میں پھیلا ہوا ہے اس طرح ہر مقدمہ ایک مستقل کتاب کی حیثیت رکھتا ہے ان کتب ثلاثہ میں باعتبار ترتیب تصنیف کے پہلا نمبر افکارغزالی کا دوسرا سرگزشت غزالی کا اور تیسرا تعلیمات غزالی کا ہے۔(ارمغان حنیف ص:۴۰)

تلخص ''احیاءعلوم الدین:۔ جیسا کہ پہلے بتایا گیا ''افکارغزالی'' احیاءعلوم الدین کے بعض اہم مضامین کا خلاصہ ہے اس کے بڑے بڑے عنوان یہ ہیں: فضائل علم، قلب کی موت، حصول علم کے فضائل، تعلیم، علم کے محامد شواہد عقلیہ کی روشنی میں، وہ علوم جن کا سیکھنا فرض کفایہ ہے، علم المکاشفہ اور علم المعاملہ، مشاغبات علم الکلام، ائمہ فقہ کا زہد وورع، مضر علوم، وہ الفاظ ومصطلحات جن کے معنوں میں تغیر وتبدل ہوا ہے بحث وجدل سے لوگوں کی دلچسپی کے اسباب ووجوہ اور اس کی شرائط، بحث ومناظرہ سے کیا کیا نفسی برائیاں پیدا ہوتی ہیں استاد اور شاگرد کے آداب، ارشاد وتعلیم کی ذمہ داریاں، عقل اور اس کی قسمیں، مدارک عقل میں تفاوت، عقائد کی تفصیل، عقائد کی تلقین میں تدریج کا لحاظ، ظاہر و باطن کی تقسیم، ظاہر وباطن میں فرق کی نوعیت، ایمانیات میں پہلا رکن توحید، دوسرا رکن اللہ کی صفات، تیسرا رکن اللہ کے افعال کا علم، چوتھا رکن سمعیّات، ایمان اور اسلام کے اطلاقات، کیا ایمان میں کمی بیشی ممکن ہے، ایمانیات میں استثناء کا استعمال......ان موٹے موٹے عنوانات میں بہت سے ضمنی عنوانات ہیں۔

احیاءالعلوم کے چند ابواب:۔ احیاءعلوم الدین کے ان ابواب میں امام غزالی رحمہ اللہ نے عقائد اسلامی کا پورا تجزیہ کیا ہے تہذیب واخلاق کے تمام گوشوں کو تفصیل سے بیان کیا ہے، ایمان کی گتھیوں کو سلجھایا ہے عبادات کی روح متعین کی ہے اور ان کی تہہ میں جو فلسفہ کارفرما ہے، اس کی نشان دہی کی ہے معاملات کی وضاحت فرمائی ہے، غرض بحیثیت مجموعی دین اسلام کی ایسی دلآویز تشریح کی ہے کہ جس سے الحاد وزندقہ کی تاریکیاں چھٹ جاتی ہیں اور احکام دین میں جو روشنی پنہاں ہے وہ پوری آب وتاب کے ساتھ قلب ونظر میں سما جاتی ہے۔

مولانا ندوی کی اپنی زبان اور اپنا انداز ہے جو انہی کے ساتھ مخصوص ہے انہوں نے نہایت حسن وخوبی سے غزالی رحمہ اللہ کے ان مضامین کو صفحہ قرطاس کی زینت بنایا ہے۔ مقدمہ کتاب جو ۱۱۳صفحات پر مشتمل ہے مولانا نے امام غزالی رحمہ اللہ کے حالات وسوانح پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے، ان کے خیالات وافکار کی اہمیت بیان کی ہے اور علمی دنیا میں ان کے مقام ومرتبے کی وضاحت کی ہے۔ فہرست مضامین کے سولہ صفحات سمیت کتاب ۵۱۴صفحات پر محیط ہے پہلی مرتبہ ۱۹۵۶ء میں زیورطبع سے آراستہ ہوئی۔(ارمغان حنیف ص:۴۱،۴۲)

''تعلیمات غزالی'' مشہور کتاب تصوف کا خلاصہ:۔ امام غزالی رحمہ اللہ کی مشہور تصنیف ''احیاءعلوم الدین'' حلقہ اہل علم اور اصحاب تصوف میں ہمیشہ متداول رہی ہے غزالی رحمہ اللہ نے اس کتاب میں ارکان دین احکام اسلام، رموز تصوف اور فرامین الٰہی کو تفصیل سے بیان کیا ہے اور بتایا ہے کہ ان میں کیا اسرار پنہاں ہیں اور کس رکن دین کی بجا آوری میں کیا فلسفہ وحکمت کارفرما ہے۔ مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ نے غزالی رحمہ اللہ کی اس معرکہ آرء کتاب کے گیارہ ابواب کی تلخیص کی ہے اور وہ ابواب یہ ہیں:

۱۔ابواب صلوۃ،۲۔ابواب زکوۃ،۳۔حدیث صوم،۴اسرار حج،۵۔ذکر و دعا،۶۔تہذیب وآداب،۷۔نکاح و معاشرت، ۸۔محبت و اخوت،۹۔معاملات،۱۰۔فہم قرآن،۱۱۔تفسیر بالرائے۔

احیائے علوم الدین کے یہ انتہائی اہم اور بنیادی ابواب ہیں، مولانا نے نہایت شگفتہ زبان میں ان کو اردو کے قالب میں ڈھالا ہے اور اس کو ''تعلیمات غزالی'' کے دل کش نام سے مرتب کیا ہے۔(ارمغان حنیف ص:۴۲،۴۳)

رموز تصوف پر ضخیم مقدمہ:۔ کتاب پر ۱۰۳ صفحات کا مبسوط مقدمہ تحریر فرمایا ہے، جس میں تصوف کے رموز ونکات پر سیر حاصل بحث کی ہے، مقدمے میں بتایا گیا ہے کہ تصوف جو ذوق و وجدان کا قیمتی سرمایہ ہے تزکیہ باطن اور تعمیر سیرت کے اعتبار سے کن اہمیتوں کا حامل ہے اور ارتقا کے کن کن مراحل سے دو چار رہا ہے، اس کے مشائخ کون کون ہیں اور اس کی اصطلاحات کیا ہیں نیز اس سے واردات قلب کی کن کیفیتوں پر روشنی پڑتی ہے۔ اپنے مندرجات ومشمولات کے اعتبار سے ''تعلیمات غزالی'' نہایت عمدہ کتاب ہے اس کے گیارہ ابواب ہیں جو اوپر درج کیے گئے ہیں بہت سے ضمنی عنوانات بھی ہیں۔

تعلیمات غزالی کا پہلا ایڈیشن جو ۱۹۶۲ء میں شائع ہوا تھا، ۵۶۰ صفحات کا احاطہ کیے ہوئے ہے فہرست مضامین کے سات صفحے اس کے علاوہ ہیں۔ (ارمغان حنیف ص:۴۳)

تصوف ارکان اسلام کی باطنی روح:۔ تصوف وکلام کے معارفِ تفسیری کا مولانا نے خوب استیعاب کیا ہے اس کی وجہ ظاہر ہے کہ تصوف کے لطائف اور اس کے حکم واسرار کے بغیر فقہی پابندیاں ایک بوجھ بن جاتی ہیں جس طرح کہ تصوف فقہ وتشریع کے بغیر الحاد بن جاتا ہے تو گویا تصوف فرائض وارکان اسلام کی باطنی روح ہے۔ ہمارے مولانا اسلام کی اس لازوال خوبی سے خوب واقف ہیں اور انہوں نے اپنی معرکۃ الآرا کتاب ''تعلیمات غزالی'' اسی انداز سے لکھی ہے کہ اپنے ممدوح امام غزالی رحمہ اللہ کی وہ خصوصیت سامنے آسکے کہ انہوں نے فقہ کی تفصیلات کو تصوف کے رنگ میں کس طرح بیان کیا ہے۔ یہ کتاب ادارہ ثقافت اسلامیہ نے شائع کی ہے اس کا دوسرا ایڈیشن میرے سامنے ہے جو ۶۷۴ صفحات پر مشتمل ہے یہ کتاب اسلامی احکام کے اسرار وحکم کی عجیب داستان ہے جس کے مقدمے میں مولانا نے تصوف اور اس کی تفصیلات پر مفصل گفتگو کی ہے۔

آج کے بوڑھے مولانا ندوی عنفوان شباب میں بھی قلبی واردات سے شناسا تھے اور انہوں نے کلام الٰہی (جو تمام علوم کا سرچشمہ ہے) کی آیات میں یہ کھوج لگایا ہے، گویا حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ جیسے صوفی منش بزرگ کی تفسیر بیان القرآن میں مسائل سلوک کی بحث کی طرح مولانا ندوی کی تفسیر میں بھی یہ حصہ وافر مقدار میں موجود ہے۔ حدیث جبریل علیہ السلام کی احسانی کیفیات بھی مولانا نے خوب واضح کی ہیں، یہ الگ بات ہے کہ یارلوگ انہیں ''صوفی'' نہ مانیں۔ رہا کلام کا مسئلہ تو یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ اسلامی نظام کا یہ اہم شعبہ ہے، اس شعبے میں مولانا کی کمال درجہ دسترس کا اندازہ ''مقالات الاسلامین'' کی ترجمانی وتفہیم سے ہوتا ہے جو متکلم اسلام علامہ ابو الحسن اشعری رحمہ اللہ کی کتاب ہے اور جسے مولانا نے اس طرح اردو کے قالب میں ڈھالا ہے کہ وہ ان کی مستقل تصنیف معلوم ہوتی ہے ادارہ ثقافت اسلامیہ کے نوٹ کے مطابق ''ابوالحسن اشعری وہ بزرگ تھے جو چالیس برس مسلسل اعتزال وجہمیت کی سازشوں اور فتنہ سامانیوں کا شکار رہے لیکن بعد میں اپنے لیے فکر وتعمق اور اجتہاد وکلام کا ایک علیحدہ دبستان سجایا اس دبستان علمی کی داستان یہ کتاب ہے، مولانا نے اسے'' مسلمانوں کے عقائد وافکار'' کے عنوان سے نیا رنگ دیا، لیکن اس معاملے میں بھی ان کی نگاہ بنیادی طور پر وہی ہے جس کا قرآن حکم دیتا ہے اور اس کی جھلک ان ک تفسیر میں نظر آتی ہے۔ (ارمغان حنیف ص:۶۴،۶۵)

لو اقسم علی اللہ لابرہ:۔ قرآن کی بات اپنی ہے وہ جہاں فدایان رسالت کی فداکاری وجاں سپاری کو آیت کے بین السطور میں پیش کرتا ہے وہاں بقول مولانا ندوی رحمہ اللہ اس ''پیغمبر مساکین'' کا کردار بھی سامنے آتا ہے کہ اس کی صبحیں اور شامیں گزرتی ہیں تو انہی کے ساتھ جو دنیوی اعتبار سے مفلوک الحال سہی لیکن ہیں تو '' لو اقسم علی اللہ لابرہ '' کے مصداق ''پیغمبر مساکین'' مولانا کا قائم کردہ عنوان ہے، ملاحظہ فرمایے۔ (ص۷۰۹)

قرآن حکیم میں بعض باتیں بصیغہ امر ادا کی گئی ہیں مگر اس سے مراد خبر ہے اور ایک واقعہ کا اظہار ہے اور اس کی بہت سی مثالیں ہیں یہاں بھی بالکل یہی انداز بیان ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ شاید ان عام لوگوں میں اٹھنا بیٹھنا پسند نہ فرماتے تھے جو غریب اور مفلس تھے، اور قرآن حکیم

میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے آپ ان لوگوں کے ساتھ رہنے میں کوئی عار محسوس نہ کریں حالانکہ واقعہ بالکل اس کے خلاف ہے، بات یہ ہے کہ حضور ﷺ ہمیشہ ابوذر، سلمان فارسی رضی اللہ عنہما اور اس قسم کے غریب اور مخلص عقیدت مندوں میں بے تکلفی سے بیٹھتے اور ان میں صبح وشام گزارتے۔ امراء کو ناگوار تھا وہ اس حالت میں آپ سے ملیں چنانچہ وہ کہتے کہ جناب ہم اس حلقے میں بیٹھ کر آپ سے گفتگو نہیں کر سکتے ان کے کپڑوں سے بو آ رہی ہے اور ہماری طبیعت میں تکدر پیدا ہوتا ہے آپ بھی ان سے الگ ہو جایئے، مگر وہ پیغمبر ﷺ جو افلاس وفقر کو اعزاز بخشنے کے لئے آیا تھا کیونکر ان کی باتوں کو مان لیتا، قرآن کی زبانی میں ان کو بتایا گیا کہ گویہ مفلس ہیں مگر دولت ایمان سے ان کے دل مالا مال ہیں، ان کے کپڑوں سے گو تمہیں بو آتی ہے مگر دل ذکر خدا سے مہک رہے ہیں، یہ مخلص ہیں، خدا پرست ہیں، تم انہیں حقیر سمجھو، تمہیں اختیار ہے، مگر قدرت کی جانب سے یہ طے شدہ امر ہے کہ یہی لوگ دنیا میں انقلاب پیدا کریں گے تم حرص وہوا کے بندے ہو، تمہارے دلوں پر غفلت کے حجاب پڑے ہوئے ہیں تم اسلام کی برکات سے استفادہ نہیں کر سکتے، تم جب تک دنیا کی ان کثافتوں میں پڑے ہوئے ہو صحبت نبوی سے فیض یاب نہیں ہو سکتے، اور تم ہرگز اس قابل نہیں ہو کہ پیغمبر ﷺ مخلص مساکین کو چھوڑ کر تم مغرور اور متکبر انسانوں کے ساتھ اٹھے بیٹھے۔ (ارمغان حنیف ص:۷۱،۷۲)

مولانا حنیف ندوی رحمہ اللہ کا ٹوپی استعمال فرمانا:۔ مولانا حنیف ندوی رحمہ اللہ سر پر قراقلی ٹوپی زیب تن فرماتے تھے۔ (ارمغان حنیف ص:۸۹)

صوفیانہ اطوار کے حامل:۔ ہر حلقے میں مقبول، علما کے قدر دان، اصحاب فکر کے مداح، ذاتی تعریف وتنقیص، سے بے نیاز، متوکل علی اللہ، صوفیانہ اطوار کے حامل، درویش منش، خوردار مگر انانیت سے نفور، بقول خود لکھنے میں سست، بقول میرے باتوں میں چست ...... یہ ہیں مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ۔ (ارمغان حنیف ص:۸۹)

مولانا علاؤالدین کے مرشد:۔ گوجرانوالہ کے ''نیا ئیں محلّہ'' میں جماعت اہل حدیث کی ایک جامع مسجد ہے جو اس دور میں زیادہ تر وسیع نہ تھی، اس مسجد میں مولوی علاؤالدین، مرحوم امامت وخطابت کے فرائض انجام دیتے تھے، جو مشہور عالم وصوفی مولانا غلام رسول (ساکن قلعہ میہاں سنگھ والا ضلع گوجرانوالہ۔ وفات ۱۲۹۱ھ) کے شاگرد اور مرید تھے اس مسجد کو ''مولوی علاؤالدین کی مسجد'' کہا جاتا تھا۔ (ارمغان حنیف ص:۹۰)

تصوف زندگی کا جامع تصور:۔ جس طرح اسلام ایک طرح کی حکمت ہے اسی طرح تصوف بھی زندگی کے جامع تصور کا نام ہے۔

کیونکہ اسلام جس طرح ایک جامع اور ہمہ گیر حکمت ہے اور اس سے مراد زندگی کی تنہا کوئی ایک شاخ نہیں ہو سکتی، اسی طرح تصوف و تقویٰ کا مفہوم یہ نہیں ہو سکتا کہ اس سے مقصود زندگی کے بعض جانے بوجھے گوشے ہی ہیں بلکہ یہ تو پوری زندگی کے مقابلے میں محض ایک طرح کے طرز فکر اور انداز خیال کا نام ہے۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ کوئی شخص تصوف کی طرف مائل ہو گیا ہے تو اس سے ہمارا یہ مطلب ہوتا ہے کہ اس نے عمل کیلئے زیادہ حکیمانہ زیادہ استوار اور مخلصانہ بنیادیں تلاش کر لی ہیں، یعنی اب یہ شخص اس لیے نہیں جی رہا ہے کہ دولت وثروت اس کے قدم چومے، شہرت ونام وری اس کا کلمہ پڑھے اور عزت ووجاہت اس کی چاکری کرے، بلکہ ان سب دواعی واسباب کے علی الرغم اس کے عمل محرکات اب کچھ اس طرح کے ہو گئے ہیں کہ یہ آخرت کو دنیا سے کہیں زیادہ لائق غور سمجھنے لگا ہے اور اس کے مدنظر ہے یہ نہیں کہ دنیا کی عارضی مسرتیں اس کا نصب العین ہیں۔ (ارمغان حنیف ص:۱۶۷،۱۶۸)

مولانا لکھوی صوفی عالم دین:۔ مولانا محی الدین لکھوی ایک پرہیزگار اور صوفی عالم ہیں، مہمان نوازی اور مستحقین کی امداد واعانت کا خاصہ ہے، پیسہ ان کی جیب میں ٹھہر نہیں سکتا، ادھر آیا اور ادھر گیا۔ (ارمغان حنیف ص:۱۸۶)

تصوف صحیح کی وضاحت:۔ افکار غزالی میں تصوف کی وضاحت وصراحت ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

ہمارے نزدیک وہی تصوف صحیح ہے جو ذوق عبات کو نکھارتا اور کردار وسیرت کو چمکاتا ہے یا جس سے نظر و بصر میں حکیمانہ اور عارفانہ مذاق ابھرتا ہے اگر تصوف کو ان حدود میں رکھا جائے اور اخلاص وطرز فکر تک اس کے فیوض سے فائدہ اٹھایا جائے تو نہ صرف یہ کہ اسلام کے بنیادی جز کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے بلکہ اس کے دائرے اجتماعیت کے دوائر سے ملتے ہیں، اور ان میں نہایت مفید

کاروانِ حدیث

یعنی

بیالیس (۴۲) نامور محدثین عظام

کے حالات اور اُن کی علمی خدمات کا تذکرہ

مرتبہ

عبدالرشید عراقی

ناشر

نورِ اسلام اکیڈمی

پوسٹ بکس 5166 ماڈل ٹاؤن لاہور فون 588 4789

ناشر ——— حافظ خالد محمود خضر

مدیر عمومی نورِ اسلام اکیڈمی لاہور، فون: 588 4789

مطبع ——— شرکت پرنٹنگ پریس، 43 نسبت روڈ لاہور

اشاعت : اوّل ——— جنوری 2001ء

ملنے کے پتے

- **قُرآن اکیڈمی**، K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور، فون : 3-2-5869501
- **مکتبہ سلفیہ**، شیش محل روڈ لاہور، فون : 7237184
- **نعمانی کتب خانہ**، حق سٹریٹ، اردو بازار لاہور، فون : 7321865
- **ادارہ منشوراتِ اسلامی**، بالمقابل منصورہ، ملتان روڈ لاہور
- **حافظ وسیم اختر**، 4901 سیرت گنج، دریا آباد، گوالمنڈی، راولپنڈی
- **مکتبہ نُورِ حرم**، 60 نعمان سنٹر، راشد منہاس روڈ، گلشن اقبال 5 کراچی
- **دارُالفُرقان** للنشر والتوزیع، ص ب 21441،

ناشر : مسلم پبلیکیشنز — مدیر : حکیم محمد ادریس فاروقی

ہیڈ آفس : پوسٹ بکس: 22743 الریاض: 11416 سعودی عرب

فون : 4033962 - 4043432 (00966 1) فیکس: 4021659

ای میل : darussalam@naseej.com.sa بک شاپ فون و فیکس: 4614483

جدہ فون و فیکس : 6807752 الخبر فون: 8692900 فیکس: 8691551

شارجہ فون : 5632623 فیکس: 5632624 (009716)

پاکستان : ① 50 لوئر مال نزد ایم۔ اے۔ او کالج لاہور فون: 7232400 - 7240024 (0092 42)

فیکس: 7354072 ای میل: darussalampk@hotmail.com

② رحمان مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور فون: 7120054 فیکس: 7320703

لندن فون: 5202666 فیکس: 5217645 (0044 208)

ہیوسٹن فون: 7220419 فیکس: 7220431 (001 713) نیویارک فون: 6255925 (001 718)

Website: http://www.dar-us-salam.com

ایڈیشن : (01) — طبع : 2002 — تعداد : 1100

مطبع : احمد پرنٹنگ پریس، 50 لوئر مال، لاہور فون 7240024

تبدیلیوں کے موجب ثابت ہوتے ہیں۔ (ص ۳۰۷) (ارمغان حنیف ص:۱۹۴)

دیگر مسالک کی دلجوئی کا خیال:۔ مولانا مسلک کے اعتبار سے غیر مقلد ہیں اور یہ عام خیال اور تجربہ ہے کہ غیر مقلد حضرات بہت سختی سے اپنے مسلک کی پابندی اور اس کا اظہار کرتے ہیں، مگر مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ اور مرحوم مولانا سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ یہ دو ایسے غیر مقلد میں نے دیکھے ہیں جو اپنے مسلک سے ہٹے بغیر دوسروں کی دل جوئی کا خیال رکھتے۔

ریڈیو پر ہر قسم کے دینی موضوعات پر مولانا حنیف ندوی رحمہ اللہ نے تقریریں کی ہیں مگر کبھی ایک فقرہ بھی ایسا نشر نہیں ہوا جو قابل گرفت ہو یا کسی دوسرے مسلک پر تنقید کا پہلو لیے ہوئے ہو۔ (ارمغان حنیف ص:۲۱۳)

نام کتاب:۔ کاروان حدیث...... مصنف: عبدالرشید عراقی..... ناشر:۔ نور اسلام اکیڈمی لاہور (پاکستان)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا زہد و تقویٰ:۔ امام صاحب رحمہ اللہ کی زندگی زہد و توکل میں یکتائے روزگار تھی۔ انہوں نے کبھی بھی سلاطین و امراء کے تحائف قبول نہیں کیے مامون، معتصم اور واثق کا دوران کیلئے اس حیثیت سے آزمائش تھا کہ یہ تینوں ان کے درپئے آزار رہے ان کے بعد متوکل کا دور اس لیے آزمائش تھا کہ وہ ان کا نہایت عقیدت مند اور قدر دان تھا۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے متوکل کے حکم سے اس کے لشکر میں قیام فرمایا اس عرصہ میں شاہی مہمان تھے، روزانہ پر تکلف کھانا آتا مگر امام صاحب رحمہ اللہ نے اس کھانے کو کسی روز بھی نہیں چکھا۔ وہ مسلسل روزہ رکھتے تھے یہاں تک کہ اتنے ضعیف اور کمزور ہو گئے کہ اگر انکو رخصت نہ ملتی تو شاید وہ زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتے۔ (طبقات الحنابلہ ص٦)

ایک مرتبہ مصر کے ایک کرم فرما نے ہزاروں دینار یہ کہہ کر بھیجے کہ یہ بالکل حلال ترکہ میراث ہے اس کو قبول فرمائیے اور اپنے بچوں پر خرچ کیجئے آپ نے فرمایا مجھے اس کی قطعاً ضرورت نہیں۔

گرچہ گرد آلود فقرم شرم باز از ہم ستم   گر بآب چشمہ خورشید دامن ترک کنم

(کاروان حدیث ص۴۲۔۴۳)

امام بخاری رحمہ اللہ کا زہد و تقویٰ:۔ امام صاحب رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی دولت بھی عطا فرمائی تھی۔ آپ کے والد نے کافی دولت چھوڑی تھی، جو آپ نے ساری غرباء و مساکین میں تقسیم کر دی اور خود نان خشک اور آب خنک سے گزارا کیا ایک دفعہ آپ سخت بیمار ہو گئے آپ کا قارورہ اطباء کو دکھایا گیا تو انہوں نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سالن استعمال نہیں کرتے۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ چالیس سال سے سالن استعمال کرنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ (عبدالسلام مبارک پوری، سیرۃ البخاری ص۷۷)

امام صاحب رحمہ اللہ کی نماز میں بہت خشوع و خضوع ہوتا اور بھڑ کے کاٹنے کے باوجود نماز میں یکسوئی رہتی۔ مزاج میں بہت احتیاط تھی غیبت سے ہمیشہ کنارہ کش رہے۔ فرمایا کرتے تھے کہ جب سے مجھے معلوم ہوا کہ غیبت کرنا حرام ہے اس وقت سے کسی کی غیبت نہیں کی۔ آپ رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے: مجھے توقع ہے کہ میرے اعمال نامہ میں ایک گناہ بالکل نہیں ہوگا اور وہ غیبت ہے اور اللہ تعالیٰ میرا اس بارے میں محاسبہ نہیں فرمائے گا۔ (ابن حجر رحمہ اللہ، مقدمۃ فتح الباری ص۴۷۵ بحوالہ کاروان حدیث ص ٦۵)

امام مسلم رحمہ اللہ کے اخلاق و عادات:۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے پوری زندگی نہ کسی کی غیبت کی اور نہ سب و شتم کیا۔ (ذهبي تذكرة الحفاظ، ج۲ ص۱٦٦) اپنے اساتذہ کا بے حد احترام کرتے تھے۔ (کاروان حدیث ص۷۴)

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے اخلاق و عادات:۔ امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے حالات زندگی پردہ اخفاء میں ہیں اس لیے ان کے اعمال و اخلاق کے بارے میں تفصیل نہیں ملتی۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (م۷۷۴ھ) نے صرف اس قدر لکھا ہے: امام ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ علم و فضل کی طرح دین اور تقویٰ اور زہد و صلاح کے بھی جامع تھے۔، احکام شریعت کی شدت سے پابندی کرتے تھے اور اصول و فروع میں پورے طور پر متبع سنت تھے۔ اس پر خود ان کی سنن شاہد ہے۔ (ابن كثير البداية و النهاية، ج۱۱ ص۵۲ بحوالہ کاروان حدیث ص۸۵)

نقشبندی بزرگ کی خدمت حدیث:۔ انجاح الحاجة شرح سنن ابن ماجة (تعلیق): شیخ عبدالغنی بن ابی سعید مجددی رحمہما اللہ (م۱۲۹۵ھ)(کاروان حدیث ص۹۰)

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کا زہد وتقویٰ:۔ امام ابوداؤد رحمہ اللہ فقہ وعلم، حفظ حدیث، زہد وعبادت اور یقین توکل میں یکتائے روزگار تھے ملاعلی قاری حنفی رحمہ اللہ (م۱۰۱۴ھ) نے لکھا ہے کہ امام ابوداؤد عفت وعبادت میں اونچے مقام پر فائز تھے۔(ملاعلی قاری، مرقاۃ ج۱ص۲۲) مولانا سید نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ (م۱۳۰۷ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابوداؤد زہد وعبادت، یقین وتوکل اور فقہ وحدیث میں یکتائے روزگار تھے، (اتحاف النبلاء ص۲۵۷) امام شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (م۷۴۸ھ) نے آپ کو سید الحافظ کے لقب سے یاد کیا ہے۔(تذکرۃ الحفاظ ج۲ص۱۵۳ بحوالہ کاروان حدیث ص۹۵)

امام مروزی رحمہ اللہ کا زہد اور کرامات:۔ زہد وعبادت، تقوی وطہارت اور تدین وورع میں امام مروزی رحمہ اللہ کا رتبہ بہت بلند تھا۔ علمی اشغال سے جو وقت بچتا وہ عبادت وریاضت میں بسر کرتے اور نماز بڑی خشوع وخضوع سے ادا کرتے۔ ابن جوزی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ امام مروزی صاحب کرامات بھی تھے۔(ابن جوزی، صفة الصفوة ج۴ص۱۲۳ بحوالہ کاروان حدیث ص۱۰۵)

امام ترمذی رحمہ اللہ کا زہد وتقویٰ:۔ امام ترمذی اپنے تبحر علمی کے ساتھ ساتھ زہد وتقویٰ امانت ودیانت، عدالت وثقاہت اور علم وعمل میں بھی یکتا تھے ان پر خشیت الٰہی کا اتنا غلبہ تھا کہ ہر وقت روتے رہتے تھے یہاں تک کہ ان کی بینائی جاتی رہی حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمہ اللہ (م۱۲۳۹ھ) فرماتے ہیں: تورع و زہد بحدے داشت که فوق آه متصور نیست بخوف الٰہی بسیار گریه و زاری کردو نابینا شد"۔ یعنی زہد وتقویٰ اس درجہ حاصل تھا کہ اس سے زیادہ کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا اور خوف الٰہی سے بکثرت گریہ وزاری کیا کرتے تھے یہاں تک کہ آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔(کاروان حدیث ص۱۲۸)

امام نسائی کا زہد وتقویٰ:۔ امام نسائی زہد وتقویٰ میں یکتائے روزگار تھے اور انکی عملی زندگی نہایت پاکیزہ تھی۔ ان کا دل خشیت الٰہی سے لبریز اور ذکر الٰہی سے معمور رہتا تھا، وہ بڑے عبادت گزار، متبع سنت اور صاحب ورع وتقویٰ تھے۔

بدعات کی تردید وتوبیخ اور سنت کا احیاء ان کا خاص مشن اور نصب العین تھا دن اور رات کا اکثر حصہ عبادت میں گزرتا تھا، آپ تہجد کے پابند تھے اور صوم داؤدی کے مطابق ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے اکثر حج کیا کرتے تھے آپ جہاد کا جذبہ بھی رکھتے تھے ایک دفعہ امیر مصر کے ساتھ جہاد کیلئے گئے اور شجاعت کے وہ جوہر دکھائے کہ لوگوں کو قرون اولیٰ کی یاد تازہ ہوگئی۔

(ذہبی تذکرۃ الحفاظ ج۱ص۲۶۸ ابن کثیر البدایة النہایة بحوالہ کاروان حدیث ص۱۳۷)

امام ابوعوانہ اسفرائنی:۔ امام ابوعوانہ رحمہ اللہ کے فضل وکمال، ثقاہت وعدالت، حفظ وضبط اور تبحر علمی کا اعتراف ارباب سیر وتذکرہ نویسوں سے کیا ہے اور ان کو ممتاز علمائے اسلام میں شمار کیا ہے۔(ذہبی تذکرۃ الحفاظ ج۳ص۹) فقہی مسلک میں امام شافعی رحمہ اللہ (م۲۰۴ھ) کے مذہب سے وابستہ تھے اور ان کی بدولت اسفرائن میں مذہب شافعی کی ترویج واشاعت ہوئی۔

(سبکی طبقات الشافعیه ج۲ص۳۲۲)

مسند ابوعوانہ:۔ امام ابوعوانہ رحمہ اللہ کی مشہور تصنیف ہے یہ دراصل صحیح مسلم پر مستخرج ہے۔(کاروان حدیث ص۱۴۹)

امام خطابی رحمہ اللہ:۔ (م۳۱۹ھ۔۳۸۸ھ): امام ابوسلیمان حمد بن محمد بن ابراہیم بن خطاب رحمہ اللہ ۳۱۹ میں کابل میں پیدا ہوئے۔

(ابن خلکان، وفیات الاعیان ج۱ص۳۹۷)

امام خطابی رحمہ اللہ اگرچہ خود اجتہادی، بصیرت اور فقہی ژرف نگاہی میں ممتاز تھے، تاہم وہ امام شافعی رحمہ اللہ (م۲۰۴ھ) کے مسلک پر کاربند تھے۔(سبکی طبقات الشافعیه ج۲ص۱۱۸ بحوالہ کاروان حدیث ص۱۷۱)

امام ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ صاحب کمال صوفی:۔(۳۳۶ھ۔۴۳۰ھ)امام ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ بلند پایہ محدث، مؤرخ اور صاحب کمال صوفی تھے۔ان کے علمی تبحر کا اعتراف اہل سیر نے کیا ہے اپنے علمی کمالات کی وجہ سے ان کی ذات مرجع خلائق تھی انکی ساری زندگی درس وتدریس میں بسر ہوئی۔لوگ دور دراز سے سفر کرکے ان کی مجلس درس میں شریک ہوتے اوران سے استفادہ کرتے۔ ہروقت طلبہ کا ایک جم غفیر ان کے درس میں موجود رہتا۔اہل سیر نے ان کی مجلس درس کا ذکر اپنی کتابوں میں کیا ہے۔حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: جب انکی مجلس درس آراستہ ہوتی تو ارباب فن اور محدثین عجز و نیاز کے ساتھ انکے دولت کدہ پر حاضر ہوکر بڑی رغبت اور مکمل انہماک کے ساتھ اکتساب فیض کرتے تھے، کیونکہ انکے علو اسناد، جودت حفظ وضبط اور وفور علم کا چرچا تھا۔(شاہ عبدالعزیز دھلوی، بستان المحد ثین ص۴۴)

درس کا سلسلہ صبح سے ظہر تک جاری رہتا ظہر کے بعد جب امام ابونعیم رحمہ اللہ گھر تشریف لے جاتے تو راستہ میں بھی شائقین ان سے استفادہ کرتے تھے حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:''لم یکن له غداء سوی التسمیع والتصنیف''(بتاریخ ابن خلکان ج۱ص۴۵)

حدیثیں سننا اور سنانا اوران کی جمع وتالیف ہی ان کی غذا تھی۔

نام ونسب، ولادت اور خاندان:۔امام ابونعیم رحمہ اللہ کا نام احمد بن عبداللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن وائل بن مہران ہے۔ ۳۳۶ھ ان کا سن ولادت ہے ان کے جداعلیٰ مہران کو سب سے پہلے مسلمان ہونے کا شرف حاصل ہے اور وہ عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کے مولیٰ تھے۔ابونعیم کے والد عبداللہ بن احمد علم وفن کے دل دادہ تھے اورانکے نانا محمد بن یوسف مشہور صوفی اور زاہد تھے۔

اساتذہ:۔امام ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ کے اساتذہ کی فہرست طویل ہے، ارباب سیر نے اس کی تصریح کی ہے کہ آپ نے بے شمار علمائے فن سے استفادہ کیا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: انہوں نے خراسان وعراق کے بےشمار لوگوں سے کسب فیض کیا حقیقت یہ ہے کہ انکو جس قدر اکابر شیوخ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا اس سے دیگر محدثین محروم ہیں۔(ذھبی تذکرۃ الحفاظ ج۳ص۲۹۱)

تلامذہ:۔اساتذہ کی طرح انکے تلامذہ کی فہرست بھی طویل ہے ان سے بےشمار لوگوں نے اکتساب فیض کیا حافظ ابن سبکی اور حافظ ذہبی نے اپنی اپنی کتابوں میں ان کے تلامذہ کی فہرست درج کی ہے۔امام ابوبکر خطیب بغدادی رحمہ اللہ صاحب تاریخ بغداد ان کے خاص تلامذہ میں سے تھے۔(طبقات الشافعیه ج۳ص۸۔ذھبی تذکرۃ الحفاظ ج۳ص۲۹۲)

علم وفضل:۔امام ابونعیم رحمہ اللہ کے علم وفضل، علمی تبحر اور صاحب کمال ہونے کا ائمہ فن اور ارباب سیر نے اعتراف کیا ہے اور انکو الحافظ الکبیر الحافظ المشہور اور من اکابر الحفاظ الثقات کے القابات سے یاد کیا ہے ان کے حفظ وضبط عدالت وثقاہت اور صدق واتقان پر تذکرہ نگاروں کا اتفاق ہے حافظ ابن سبکی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ابونعیم رحمہ اللہ مرتبہ کمال پر فائز تھے اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے بھی ان کے حفظ وضبط کا اعتراف کیا ہے۔(ابن سبکی طبقات الشافعیه ج۳ص۸۔ذھبی تذکرۃ الحفاظ ج۳ص۳۹۱)

حدیث میں انکا مرتبہ بہت بلند تھا اہل سیر نے ان کو محدث العصر اور من اعلام المحدثین والرواۃ کے لقب سے موسوم کیا ہے۔ علامہ ابن سبکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ابونعیم رحمہ اللہ ان ممتاز لوگوں میں تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے روایت میں علو کے ساتھ درایت میں بھی حد کمال پر فائز کیا تھا۔(ابن سبکی طبقات الشافعیه ج۳ص۸)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حافظ ابونعیم علو اسناد حفظ وضبط اور جملہ علوم وفنون حدیث میں تبحر کے لحاظ سے پوری دنیا میں ممتاز تھے۔

(ذھبی تذکرۃ الحفاظ ج۳ص۲۹۱)

حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آپ جمع ومعرفت حدیث میں یکتا اور فضائل کمالات کا مجموعہ تھے،(ابن عساکر تبیین کذب المفتری ص۲۴۶)

فقہ وتصوف میں جامع کمال:۔فقہ وتصوف میں بھی جامع کمال تھے تصوف وسلوک سے ان کی دلچسپی خاندانی تھی ان کے نانا محمد بن یوسف کا شمار مشہور اہل اللہ اور صوفیاء میں ہوتا تھا اور تصوف میں ان کے صاحب کمال ہونے کا ثبوت ان کا شہرہ آفاق کتاب ''حلیة الاولیاء''

سے ملتا ہے۔(ابن سبکی طبقات الشافعیہ ج۳ص۸)

فقہی مذہب:۔ فقہ میں امام شافعی رحمہ اللہ کے مذہب سے وابستہ تھے۔

(ابن سبکی طبقات الشافعیہ ج۳ص۸ بحوالہ کاروان حدیث ص۱۸۰۔۱۸۲)

تصنیفات کثیرہ:۔ حافظ ابونعیم رحمہ اللہ نے ۹۴ سال کی عمر میں محرم الحرام ۴۳۵ھ میں انتقال کیا۔(ابن جوزی المنتظم ج۸ص۱۰۰) حافظ ابونعیم صاحب تصانیف کثیرہ تھے اور ان کی تصانیف بلند مرتبہ تھیں اہل سیر نے ان کی تصانیف کی تعریف وتوصیف کی ہے مولانا ضیاء الدین اصلاحی نے ان کی ۲۹ کتابوں کے نام لکھے ہیں جن میں ۲۷ غیر مطبوعہ اور ۲ مطبوعہ ہیں۔(ضیاالدین اصلاحی تذکرۃ المحدثین ج۲ص۲۲۱۔۲۲۴)

غیر مطبوعہ تصانیف میں درج ذیل کتابیں اپنے موضوع کے اعتبار سے بلند مرتبہ کی حامل ہیں:

(۱) کتاب الاربعین (۲) الطب النبوی ﷺ (۳) کتاب الفوائد (۴) کتاب المستخرج علی البخاری (۵) کتاب معجم الصحابہ رضی اللہ عنہم حافظ ابن کثیر کے پاس اس کا ایک نسخہ مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا موجود تھا۔(البدایہ النہایہ ج۱۲ص۴۵) (۶) کتاب علوم الحدیث (امام حاکم کی مشہور کتاب معرفتہ علوم الحدیث پر مستخرج ہے (۷) کتاب المستخرج علی التوحید (امام ابن خزیمہ کی کتاب التوحید والصفات پر مستخرج ہے (۸) تاریخ اصفہان۔

مطبوعہ تصانیف دلائل النبوۃ اور حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء ہیں۔ان دونوں کتابوں کا مختصر تعارف درج ذیل ہے:

دلائل النبوۃ:۔ یہ کتاب آنحضرت ﷺ کے خصائص وکمالات، وفضائل ومکارم اور دلائل نبوت اور معجزات سے متعلق ہے پہلے قرآن مجید کی روشنی میں آنحضرت ﷺ کے اوصاف کمالات بیان کیے گئے ہیں اور تائید میں روایات پیش کی گئی ہیں اس کے بعد قدیم کتابوں اور صحف انبیاء میں آپ ﷺ کے بارے میں جو پیشین گوئیاں آئی ہیں ان کو ذکر کیا گیا ہے ابونعیم رحمہ اللہ نے اس کتاب میں ضعیف روایات کا بھی سہارا لیا ہے تاہم اس کا شمار معتبر کتابوں میں ہوتا ہے دلائل النبوۃ کا پہلا ایڈیشن ۱۳۲۰ھ میں اور دوسرا ۱۳۶۹ھ میں دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد دکن سے شائع ہوا اس کا اردو ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔

حلیتہ الاولیاء و طبقات الاصفیاء:۔ یہ حافظ ابونعیم رحمہ اللہ کی بہترین اور عمدہ کتاب ہے مصنف نے اس میں ان صحابہ کرام، تابعین عظام، تبع تابعین اور مابعد ائمہ علام ومتقین رحمہم اللہ کا ذکر کیا ہے جو زہد وورع اور معرفت وتصوف میں ممتاز اور صاحب کمال تھے اہل سیر نے اس کتاب کی تعریف وتوصیف کی ہے علامہ ابن خلکان اور صاحب کشف الظنون نے اسے عمدہ اور معتبر کتاب بتایا ہے (ابن خلکان تاریخ ابن خلکان ج۱ص۴۵) حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں: اس کتاب کے مطالعہ سے مصنف کی وسعت نظر ان کے شیوخ کی کثرت اور مخارج وطرق حدیث سے پوری واقفیت کا اندازہ ہوتا ہے۔(البدایہ النہایہ ج۱۲ص۴۵)

حافظ ذہبی لکھتے ہیں: حافظ ابونعیم رحمہ اللہ کی بہترین اور عمدہ کتاب ہے اور مصنف کی زندگی ہی میں اس کو پوری شہرت اور غیر معمولی حسن قبول واعتبار حاصل ہو گیا تھا۔(ذھبی تذکرۃ الحفاظ ج۳ص۲۹۱)

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اسلامیات میں ایسی نادر اور بے مثال کتاب نہیں لکھی گئی۔(بستان المحدثین ص۴۴)

ابوبکر احمد بن حسین بیہقی رحمہ اللہ (۳۸۴ھ۔۴۵۸ھ)

فقہی مذہب:۔ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی رحمہ اللہ کا شمار شافعی مذہب کے اکابر ائمہ میں ہوتا ہے۔ان کو اس مذہب سے غیر معمولی شغف تھا اور اس مذہب کی نشرواشاعت اور اس کی تہذیب وتنقیح میں انہوں نے اہم اور نمایاں کارنامے انجام دیئے شافعی مذہب کو امام بیہقی کی ذات سے بڑا فائدہ پہنچا۔علمائے فن ارباب سیر اور تذکرہ نگاروں نے مذہب شافعی کی ترقی وترویج میں امام بیہقی رحمہ اللہ کی کوششوں کا اعتراف کیا ہے۔

عادات واخلاق:۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی رحمہ اللہ زہد وورع ،تقویٰ وطہارت، شمائل اور عادات وخصائل میں نہایت پاکیزہ تھے۔عفت وقناعت عبادت وریاضت امانت ودیانت اور عدالت وثقاہت ان کی سیرت کے نمایاں پہلو تھے وہ صحیح معنوں میں سلف صالحین اور علمائے ربانین کے اوصاف کے حامل تھے۔

حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ کرنے تبیین کذب المفتری میں علامہ ابن عبدالغفار کا یہ بیان نقل کیا ہے ''امام بیہقی رحمہ اللہ علمائے سلف کی طرح معمولی اور تھوڑی چیز پر قانع اور زہد وورع میں ممتاز تھے۔وفات تک ان کا یہی حال تھا''۔(تبیین کذب المفتری ص ۲۶۷)

امام ابوبکر خطیب بغدادی رحمہ اللہ (۳۹۲ھ۔۴۶۳ھ)

امام ابوبکر خطیب بغدادی رحمہ اللہ بلند پایہ محدث، مؤرخ اور فقیہہ ہونے کے ساتھ ساتھ تمام علوم اسلامیہ میں صاحب کمال تھے۔

فضل وکمال:۔خطیب تمام علوم اسلامیہ میں ممتاز تھے مگر حدیث تاریخ اور فقہ میں فائق تھے انکا شمار ممتاز محدثین میں ہوتا ہے علمائے فن نے ان کے حفظ وضبط عدالت وثقاہت اتقان امانت ودیانت اور روایت ودریات میں اہمیت کا اعتراف کیا ہے اسماء الرجال اور جرح وتعدیل میں بھی یکتا تھے۔

زہد وتقویٰ:۔خطیب زہد وتقویٰ میں بھی بے مثال تھے عبادت وریاضت سے ان کو بڑا شغف تھا انفاق فی سبیل اللہ کا بہت ذوق تھا تصنیف وتالیف درس وتدریس اور مطالعہ حدیث سے جو وقت بچتا وہ عبادت اور تلاوت قرآن مجید میں بسر ہوتا۔

ولی کے پڑوس میں تدفین کی دعا:۔ بڑے مستجاب الدعوات تھے ایک دفعہ زم زم کا پانی پی کر اللہ تعالیٰ سے تین باتوں کی دعا کی :اول یہ کہ میری کتاب تاریخ بغداد کو شرف قبولیت اور حسن اعتبار حاصل ہو دوم یہ کہ بغداد کی جامع مسجد منصورہ میں سب سے عمدہ اور مقدس جگہ میں حدیث کی تعلیم واملاء میں مشغول رہنے کی مجھ کو توفیق میسر آئے اور تیسری اور آخری دعا یہ تھی کہ بشر حافی رحمہ اللہ کی قبر کے متصل ان کے پہلو میں دفن کیا جاؤں اللہ تعالیٰ نے ان کی تینوں دعاؤں کو شرف قبولیت بخشا۔(ابن عساکر، تبیین کذب المفتری ،ص ۲۶۸)

خطیب شافعی المذہب تھے اور انکا شمار اکابر شافعیہ میں ہوتا تھا۔(ذھبی ، تذکرۃ الحافظ ،ج ۳،ص ۳۳۴)

(کاروان حدیث ص ۲۰۹۔۲۱۰)

امام ابو محمد بغوی رحمہ اللہ (۴۳۶ھ۔۵۱۹ھ)

فقہی مذہب:۔امام بغوی رحمہ اللہ مجتہدانہ اوصاف کے باوجود امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ کے مذہب سے وابستہ تھے اور ان کا شمار اکابر شوافع میں ہوتا ہے۔(طبقات الشافعیہ ج ۴،ص ۲۱۵)

اخلاق وعادات:۔امام بغوی رحمہ اللہ عملی ودینی حیثیت سے ممتاز وبلند مرتبہ تھے عبادت وریاضت میں بے مثال تھے قائم اللیل وصائم النہار تھے زہد وورع تقویٰ وطہارت اور امانت ودیانت میں امتیازی حیثیت کے حامل تھے، اصلاح وتقوی میں بھی صاحب کمال تھے حافظ ابن سبکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بغوی رحمہ اللہ علم وعمل کے جامع متبع سلف اور دینی لحاظ سے عالی مقام تھے،(طبقات الشافعیہ ج ۴ ص)ان کی زندگی تکلف وآرائش سے خالی اور نہایت سادہ تھی سادگی اور قناعت انکی زندگی کا ماٹو تھا بہت نفاست پسند تھے اور پوری زندگی وضو کے بغیر درس وتدریس قرآن وحدیث نہیں دیا۔(تاریخ ابن خلکان ج ۱ص ۲۵۹ بحوالہ کاروان حدیث ص ۲۲۲)

امام ابوبکر محمد بن عبداللہ بن العربی رحمہ اللہ (۴۶۸ھ۔۵۴۳ھ)

علم وفضل:۔امام ابن العربی رحمہ اللہ کا شمار اندلس کے نامور محدثین میں ہوتا ہے اہل سیر نے لکھا ہے کہ ان کی بدولت حدیث واسناد کا علم اندلس پہنچا اور ان کے ذریعے حدیث کے علم کو بڑا فروغ ہوا وہ بڑے کثیر الروایت اور حافظ حدیث تھے اور علم حدیث میں ان کے تبحر علمی کا ائمہ فن نے اعتراف کیا ہے۔(تذکرۃ الحفاظ ج ۴،ص ۹۰)

فقہی مذہب:۔ امام ابن العربی امام مالک رحمہ اللہ کے فقہی مسلک سے وابستہ تھے۔(تاریخ ابن خلکان ج۲ص۲۹۳)

اخلاق وعادات: سیرت وشمائل اور اخلاق وعادات میں ممتاز تھے اپنے حسن اخلاق اور عمدہ خصائل وعادات کی وجہ سے وہ لوگوں میں نہایت مقبول اور ہر دل عزیز تھے۔

زہد وعبادت:۔ زہد وعبادت،تقویٰ وطہارت امانت ودیانت اور عدالت ثقاہت کے جامع تھے حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ان کو زاہد و عابد لکھا ہے(تذکرۃ الحفاظ ج۴ص۹۱)، بایں ہمہ بڑے فیاض اور سخی بھی تھے،اللہ تعالیٰ نے ان کو علم وفضل کی طرح دنیوی وجاہت اور دولت و ثروت سے بھی نوازا تھا،صدقہ وخیرات میں پیش پیش رہتے تھے،رفاہی کاموں میں بڑی دلچسپی رکھتے تھے اور اس پر زر کثیر صرف کرتے تھے اشبیلیہ کی فصیل انہوں نے اپنے خرچ سے تعمیر کرائی،جود وسخا کی وجہ سے لوگ ان کے گرویدہ تھے۔(کاروان حدیث ص۲۲۸)

قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ(۴۴۶ھ۔۵۴۴ھ)

علمائے مغرب میں قاضی عیاض رحمہ اللہ کا شمار محدثین عظام میں ہوتا ہے آپ گوناگوں اوصاف وکمالات کا مجموعہ تھا تمام علوم اسلامیہ میں جامع،امام وقت اور عالم مغرب تھے۔

حافظ ذہبی لکھتے ہیں: قاضی عیاض رحمہ اللہ کی علمی خدمات متنوع اور گوناگوں ہیں فن حدیث میں انکا انہاک غیر معمولی اور بے مثال تھا وہ مختلف علوم اور معانی واصطلاحات کی فہم ومعرفت میں یکتا،نظم ونثر دونوں پر قادر اور فقہ لغت،عربیت وادب کے ماہر تھے۔

فقہی مذہب:۔ قاضی عیاض امام دار الہجرۃ مالک بن انس رحمہ اللہ کے مذہب سے وابستہ تھے اور ان کا شمار مالکی مذہب کے اکابرین میں ہوتا تھا اس کے اصول وفروع پر ان کی نظر وسیع تھی اور وہ اس مذہب کے جزئیات تک حافظ تھے۔

اخلاق وعادات: اخلاق وعادات میں قاضی عیاض کا مرتبہ بہت بلند تھا تواضع وانکساری نرم خوئی،خوش معاملگی،صبر وضبط،عفو وتحمل، سخاوت وفیاضی،خوف وخشیت الٰہی،عبادت وریاضت حق گوئی وبیباکی عجز وانکساری میں ان کی مثال نہیں ملتی تھی جب تک عہدہ قضاء پر متمکن رہے کسی بھی معاملہ میں ناانصافی نہیں کی اور اس معاملہ میں نہ کسی اپنے عزیز کی رعایت کی اور نہ پرائے کی قاضی عیاض زہد وورع میں بھی ممتاز تھے،صحیح العقیدہ تھے اور انکو بدعات سے سخت نفرت تھی۔(ابن فرحون مالکی ، الدیباج المذھب ص۱۶۹

امام مجد الدین ابن اثیر جزری رحمہ اللہ(۵۴۳ھ۔۶۰۶ھ)

از ہد وتقویٰ:۔ شعر وسخن کا بھی اچھا ذوق رکھتے تھے۔ریاضی میں بھی ان کو مکمل دسترس حاصل تھی اور اس فن میں انہوں نے کئی رسائل اور کتابیں لکھی ہیں۔علمی کمالات کیساتھ ساتھ زہد وورع،عبادت وتقویٰ،امانت ودیانت اور ریاضت وعبادت میں یگانہ روزگار تھے،ان کے بھائی ابن اثیر کا بیان ہے کہ وہ متدین اور جادہ مستقیم پر گامزن تھے۔حسن خلق اور اخلاق فاضلہ کے پیکر تھے لوگوں سے خوش خلقی اور حسن سلوک سے پیش آتے تھے علامہ ابن عماد حنبلی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''وکان ذابر واحسان''(وہ لوگوں کے ساتھ نیک اور عمدہ برتاؤ کرتے تھے۔)

فقہی مذہب:۔ علامہ مجد الدین بن اثیر رحمہ اللہ شافعی رحمہ اللہ کے مذہب سے وابستہ تھے۔(ابن سبکی طبقات الشافعیہ ج ۵ ص۱۳۵

امام عبد العظیم منذری رحمہ اللہ(۵۸۱ھ۔۶۵۶ھ)

علوم ظاہری باطن کی روشنی کے ساتھ:۔ عبد العظیم منذری کو فقہ اور عربیت میں کمال حاصل تھا۔

حافظ منذری رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے ظاہری علوم کے ساتھ ساتھ باطن کی روشنی سے بھی بھرپور حصہ عطا فرمایا تھا،حافظ ذہبی لکھتے ہیں'' کان ذانسك وتزهد ''یعنی عبادت گزار اور زاہد آدمی تھے۔علامہ ابن سبکی فرماتے ہیں:''كان الحافظ الكبير الوارع الزاهد''یعنی

بڑے حافظ بہت پرہیزگار اور زاہد تھے اور حافظ ابن سبکی نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ ان کی پرہیزگاری کسی تعارف کی محتاج نہیں، فقہی اعتبار سے امام شافعی کے مذہب سے وابستہ تھے (ابن السبکی ج ۵ ص ۱۰۸) (کاروان حدیث ص ۲۴۶۔۲۴۸)

دعا کرتے وقت ہاتھ اٹھانا:۔ حافظ منذری رحمہ اللہ نے ایک رسالہ میں وہ تمام روایت جمع کردی ہیں جن میں دعا کرتے وقت ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے، اس رسالہ کا تذکرہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اپنی کتاب فتح الباری شرح صحیح بخاری کی کتاب الدعوات، باب رفع الایدی الدعاء کے تحت کیا ہے، حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: ''فان فیه احادیث کثیرة افردها المنذری فی جزء''

اس سلسلہ میں بہت سی حدیثیں ہیں حافظ منذری نے ان سب کو ایک مستقل رسالہ میں جمع کردیا ہے۔ (کاروان حدیث ص ۲۵۰)

امام یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ (۶۳۱ھ۔۶۷۶ھ)

حافظ ذہبی لکھتے ہیں:۔ امام نووی حدیث وفنون حدیث کے حافظ و متبحر عالم، رجال واسناد اور صحیح و سقیم حدیثوں کی پرکھ کے ماہر تھے۔

امام یافعی رحمہ اللہ نے ان کو حدیث میں وسیع النظر اور کثیر المعرفت لکھا ہے۔ علمائے طبقات وتراجم نے انکے حفظ وضبط عدالت وثقاہت کا اعتراف کیا ہے اور ان کو متقن حجت، ثقہ اور ثابت لکھا ہے۔

فقہی مسلک:۔ امام نووی رحمہ اللہ امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ کے مسلک سے وابستہ تھے اور ان کا شمار اکابر فقہاء اور شوافع کے شیوخ میں ہوتا تھا انہوں نے شافعی مذہب کے گوناگوں خدمات سرانجام دیں۔ حافظ ذہبی لکھتے ہیں:

شافعی مذہب کی تحقیق وتصحیح، ضبط وتنقیح تحریر وتدوین اور ترتیب وتہذیب میں انکا بڑا حصہ ہے اور وہ اس مذہب کے چوٹی کے علماء میں سے تھے۔ (کاروان حدیث ص ۲۵۳)

تزکیہ نفس اور مراقبے کی رغبت:۔ امام نووی رحمہ اللہ بڑے متدین اور عابد وزاہد تھے بڑے عبادت گزار تھے ذکر الٰہی میں ہمہ وقت مشغول رہتے تھے ورع اور تقویٰ وطہارت میں بے مثال تھے، بڑے متقی اور پرہیزگار تھے زہد وقناعت اتباع سنت اقتدائے سلف اور نیکی واصلاح میں ممتاز تھے، ارباب سیر اور تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے: امام نووی رحمہ اللہ نے مجاہدہ، تزکیہ نفس، مراقبہ، تصفیہ، تقویٰ وطہارت اور معمولی اور جزئی باتوں میں احتیاط کو اپنے اوپر لازم کرلیا تھا اور اپنی خواہشات نفس کو یکسر پامال کردیا تھا، بہت بڑے عابد وزاہد، متورع، باعمل شب بیدار، حامی دین و ناصر سنت تھے، ان کا تمام وقت عبادت وریاضت، تلاوت قرآن مجید اور تصنیف وتالیف میں بسر ہوتا تھا، ہر وقت نیکی کے کاموں میں مشغول رہتے تھے، اتباع سنت اور اقتدائے سلف ان کی زندگی کا دستور تھا، انہوں نے اپنی زندگی اسلامی علم خصوصاً حدیث وسنت کی خدمت واشاعت میں گزاردی اور ان کی اصل دلچسپی کا مرکز فقہ وحدیث تھا۔ (تذکرۃ الحفاظ ج ۴ ص ۱۶۱، یافعی مراۃ الجنان ج ۴ ص ۱۸۱)

امام نووی زہد واتقاء کی بناء پر صبر وقناعت کی زندگی گزارنے کے عادی ہوگئے تھے سادگی اور قناعت میں ممتاز تھے کھانے پینے اور لباس و پوشاک میں سادگی پسند کرتے تھے، دنیاوی تعیّشات سے ان کو سخت نفرت تھی، علامہ ابن عماد حنبلی نے لکھا ہے کہ:

امام نووی رحمہ اللہ نہایت قانع اور تھوڑے پر گزراوقات کرنے والے تھے، اللہ کا دیا جو کچھ میسر آجاتا پر راضی رہتے، معمولی لباس اور مختصر ساز وسامان پر اکتفا کرلیتے تھے، تقلیل، قناعت اور عسرت زندگی میں ان کی کوئی مثال نہ تھی۔

(ابن عماد شذرات الذھب ج ۵ ص ۳۵۶ بحوالہ کاروان حدیث ص ۲۵۴۔۲۵۵)

سرتاج اولیاء کا لقب:۔ امام نووی رحمہ اللہ کے فضل وکمال اور ان کی عظمت وجامعیت کا علمائے فن، ارباب سیر اور تذکرہ نگاروں نے اعتراف کیا ہے اور ان کی عظمت وجامعیت پر تمام علمائے فن کا اتفاق ہے امام ذہبی نے انکو امام حافظ یکتائے، روزگار، شیخ الاسلام اور سرتاج اولیاء لکھا ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ ج ۴ ص ۲۴۴ بحوالہ کاروان حدیث ص ۲۵۶)

امام ولی الدین خطیب تبریزی رحمہ اللہ (م ۷۳۷ھ)

علم وفضل:۔ علم وفضل میں ممتاز مقام کے حامل تھے اور اس پر انکی تصانیف شاہد ہیں، ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ علم وفضل اور حقائق ودقائق کا بحر بیکراں تھے۔

بقیة الا ولیاء اور قطب الصلحاء:۔ زہد وورع میں بھی اپنا جواب نہیں رکھتے تھے اور اس کا اعتراف انکے شیخ علامہ طیبی رحمہ اللہ نے بھی کیا ہے وہ ان کو بقیۃ الا ولیاء اور قطب الصلحاء کہا کرتے تھے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے ان کو تقی نقی لکھا ہے

فقہی مسلک: فقہی لحاظ سے وہ شافعی المذہب تھے۔(کاروان حدیث ص ۲۸۴۔۲۸۵)

حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ (۶۹۱ھ۔۷۵۱ھ)

کثرت عبادت سے رغبت:۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ جوان کے مخلص دوست اور رفیق درس تھے بیان کرتے ہیں کہ: حافظ ابن قیم بڑی خوبیوں کے آدمی تھے محبت سب سے حسد کسی سے بھی نہیں نہ کبھی کسی کے درپے آزار ہوئے نہ کسی کی عیب چینی کی میں اکثر ان کے ساتھ رہا وہ مجھ سے محبت کا برتاؤ کرتے تھے مجھے نہیں معلوم کہ ہمارے زمانہ میں کوئی شخص ان سے زیادہ عبادت گزار رہا ہو۔ان کی نماز بڑی طویل ہوتی تھی رکوع اور سجود خاصے لمبے ہوتے تھے، بہت سے دوست اور ساتھی اس پر کبھی کبھی انہیں ملامت بھی کرتے تھے لیکن انہوں نے کبھی جواب نہ دیا نہ اس معمول کو ترک کیا۔(البدایہ النھایہ ج ۱۴ ص ۲۳۵)

زہد وعبادت:۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ زہد وعبادت میں اپنی مثال آپ تھے، دن رات درس وتدریس ذکر واذکار اور تلاوت قرآن مجید میں بسر کرتے ،تواضع انکسار اور حسن خلق میں ممتاز مقام کے حامل تھے، حافظ ابن رجب (م ۷۹۵ھ) لکھتے ہیں:

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کثیر العبادات اور بڑے شب بیدار تھے، ان کی نماز بڑی طویل ہوتی تھی، وہ ہر وقت ذکر ومشاغل میں لگے رہتے اور ان میں محبت الٰہی اور انابت کی ایک خاصت کیفیت تھی ان کے چہرے پر بارگاہ خداوندی کی طرف فقر واحتیاج اور عجز وانکساری کا نور نظر آتا تھا، اس کیفیت میں میں نے ان کو منفرد پایا۔(طبقات الحنابلہ ج ۳ ص ۳۹۳ بحوالہ کاروان حدیث ص ۳۰۴۔۳۰۶)

تصانیف:۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کی تصانیف کی ایک طویل فہرست علامہ عبدالحیٔ بن العماد الحنبلی (م ۱۰۸۹ھ) نے اپنی کتاب ''شذرات الذہب'' میں درج کی ہے۔

زادالمعاد فی ھدی خیر العباد، تصوف کی کتاب:۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کی یہ مایہ ناز اور بلند پایہ تصنیف ہے اور بیک وقت سیرت، حدیث، فقہ، علم کلام اور تصوف واحسان کی کتاب ہے، عمل واصلاح کے لئے احیاء العلوم (امام غزالی رحمہ اللہ) کے بعد شاید کوئی ایسی جامع کتاب نہیں لکھی گئی۔ تحقیق واسناد اور کتاب وسنت سے مطابقت کے لحاظ سے اس کو احیاء العلوم پر ترجیح حاصل ہے۔(کاروان حدیث ص ۳۱۲)

مدارج السالکین فی شرح منازل السائرین:۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کی یہ کتاب تین جلدوں میں ہے اس کتاب میں علم حقیقت اور علم شریعت کے اسرار وحکم بیان کیے گئے ہیں یہ ایک ایسی کتاب ہے جس میں مفکر حکیم خلق، قویم اور تدین ومسلک سلف کا فلسفہ سب کچھ موجود ہے، مولانا محمد عطاء اللہ حنیف لکھتے ہیں مدارج السالکین میں علامہ ابن قیم نے اپنے استاد شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے ملفوظات معمولات اور تصوفی نکات عمدہ پیرایہ میں بیان فرمائے ہیں۔

مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں: شیخ الاسلام عبداللہ انصاری کی منازل السائرین کی شرح ہے اور تصوف وسلوک کی بہترین کتابوں میں سے ہے۔(تاریخ دعوت وعزیمت ج ۲ ص ۳۸۰ بحوالہ کاروان حدیث ص ۳۱۵)

امام جمال الدین زیلعی رحمہ اللہ(م۷۶۲ھ)

امام جمال الدین رحمہ اللہ ائمہ فحول میں تھے، علمائے اسلام نے ان کے حفظ وضبط، عدالت وثقاہت اور اتقان کا اعتراف کیا ہے حافظ جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطی رحمہ اللہ نے ان کو مصر کے حفاظ حدیث اور نقادان فن میں شمار کیا ہے اور ان کو احد الحفاظ الحدیث کا لقب عطا کیا ہے۔

امام جمال الدین زیلعی رحمہ اللہ فقہی مذہب میں حنفی تھے اور ان کا شمار ائمہ احناف کے جلیل القدر علماء میں ہوتا ہے ان کو اپنے فقہی مسلک میں غلو نہ تھا، بلکہ انکی طبیعت میں انصاف پسندی تھی۔(کاروان حدیث ص ۳۲۸۔۳۲۹)

نصب الراية في تخريج الهداية:۔ یہ امام جمال الدین زیلعی رحمہ اللہ کی مشہور ومعروف کتاب ہے اس میں انہوں نے فقہ حنفی کی مشہور کتاب ''الھدایۃ'' کی حدیثوں کی تخریج کی ہے ہدایۃ کی اس سے عمدہ اور بہتر کوئی تخریج نہیں لکھی گئی۔(کاروان حدیث ص ۳۳۰)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ(۷۷۳ھ۔۸۵۲ھ)

آٹھویں اور نویں صدی ہجری میں جن باکمال مشاہیر نے دنیائے علم وفضل میں نام روشن کیا ان میں علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی شخصیت بہت نمایاں اور ممتاز حیثیت رکھتی ہے علوم وفنون کی جامعیت اور مہارت میں ان کی نظیر نہ صرف ان کے معاصرین علماء میں مفقود ہے بلکہ بعد کی صدیوں میں بھی خال خال ایسی شخصیتیں نظر آتی ہیں جو مہارت فنی، باریک بینی نکتہ سنجی، دقیقہ رسی اور ذکاوت وفطانت میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی ہم پلہ ہوں۔(کاروان حدیث ص ۳۳۲)

صلاح وتقویٰ:۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے یہ سب اساتذہ اپنے وقت کے شیخ امام اور حجت تھے علم وعمل کا بحر زخار تھے، تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، ادب، لغت، تاریخ صرف ونحو، معقول ومنقول میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے، تبحر علمی کے ساتھ جہاد بے نفسی اور اصلاح وتقویٰ میں خاص مقام کے حامل تھے، عابد وشب زندہ دار تھے، اتقان معرفت اور حفظ میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے۔(کاروان حدیث ص ۳۳۵)

ابن حجر کا مسلک:۔ مشاہیر علماء وائمہ میں خاصی تعداد شوافع کی ملتی ہے۔اس کا تاریخی سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ (م۲۰۴ھ) نے قیام مصر کے دوران اپنے مذہب کی اشاعت کیلئے بڑی جدوجہد کی تھی جس کیلئے انہیں قربانی بھی کرنا پڑی۔امام شافعی رحمہ اللہ کے حلقہ درس سے جو فضلاء نکلے انہوں نے درس وافادہ کا سلسلہ شروع کر دیا۔اس کے بعد چونکہ مصر کے بیشتر شیوخ واساتذہ شافعی المسلک ہوئے اس لیے ان کے تلامذہ اپنے شیوخ کے تبحر علمی اور دوسرے کمالات سے متاثر ہو کر اسی مسلک کو قبول کرتے تھے، اس طرح مصر میں شافعی رحمہ اللہ مذہب کے اشاعت کے قدرتی اسباب پیدا ہوگئے جو دوسرے ملکوں کو میسر نہ آسکے۔اسی لیے مصر کے بڑے بڑے شیوخ شافعی المسلک ہی ملتے ہیں۔

چنانچہ حافظ حجر رحمہ اللہ کے اکابر شیوخ اور تلامذہ کی غالب تعداد شوافع کی نظر آتی ہے طبعی طور پر حافظ صاحب بھی متشدد شافعی تھے، بلکہ ان کا تشدد تعصب کی حدوں میں داخل تھا۔(کاروان حدیث ص ۳۳۹)

نام کتاب:۔استاد پنجاب
حافظ عبدالمنان صاحب محدث وزیرآبادی رحمہ اللہ کے سوانح حیات پر مشتمل جامع اور مستند کتاب
مرتبہ: مولانا عبدالمجید سوہدروی......تزئین وترتیب: محمد ادریس فاروقی

قمیص عمامہ بطور برکت عطا فرمانا:۔ شیخ الکل سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:'' حافظ عبدالمنان وزیرآبادی، مولوی

عبدالجبار غزنوی اور حافظ محمد لکھوی رحمہما اللہ نے پنجاب میں دین اسلام کی نشر و اشاعت، کتاب و سنت کی ترقی ترویج اور شرک و بدعت کی تردید وتوبیخ میں جو کارہائے نمایاں سرانجام دیے ہیں ان سے میں بہت خوش ہوں اور مجھے اللہ سے پوری امید ہے کہ تم تینوں میرے شاگردوں نے جو خدمات انجام دی ہیں اللہ تعالیٰ ضرور میری نجات کر دے گا، مولوی عبدالجبار غزنوی آیا تھا وہ میری قمیص لے گیا اور یہ میرا عمامہ تم لے جاؤ۔(استاد پنجاب حافظ عبدالمنان صاحب محدث وزیرآبادی کے سوانح حیات پر مشتمل جامع اور مستند کتاب :ص۴)

بکثرت خواب میں زیارت النبی ﷺ:۔(مولانا سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ مزید تحریر فرماتے ہیں) آپ کو خواب میں رسول اللہ ﷺ سے متعدد بار شرف لقا نصیب ہوا حدیث کی کتاب ''مشارق الانوار'' کے حفظ کے دوران آپ کو تین مرتبہ زیارت کی سعادت حاصل ہوئی ایک مرتبہ آن سرور ﷺ نے حافظ صاحب کے منہ میں لعاب مبارک ڈالی۔دوسری مرتبہ آپ سے معانقہ کیا۔اور تیسری مرتبہ آپ کو رفق وحلم کی نصیحت فرمائی جس کا آپ پر تازیست خوشگوار اثر رہا۔(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ :ص۱۰)

مصنف کتاب کی استاد پنجاب سے نسبت:۔(کتاب)''استاد پنجاب'' میں شیخ پنجاب استاذ الاساتذہ اور اپنے عہد کے عظیم عالم اور بہت بڑے محدث حضرت العلام مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیرآبادی رحمہ اللہ کے حالات زندگی بیان کیے گئے ہیں، اس کتاب کے مصنف حضرت پردادا جان رحمہ اللہ حضرت شیخ پنجاب رحمہ اللہ کے نواسہ تھے، آپ نے اس کتاب میں جو واقعات درج فرمائے وہ آپ نے کچھ آنکھوں سے دیکھے اور کچھ کانوں سے سنے، کچھ گھر سے معلوم کئے، غرض بڑی تحقیق اور محنت سے یہ کتاب مرتب کی، کیونکہ حضرت شیخ پنجاب رحمہ اللہ کے وقت مرحوم کی عمر تقریباً ۱۶ برس تھی اور اس عمر میں آپ پختہ ہو چکے تھے تعلیم کے مراحل طے کرنے کے علاوہ آپ کو بولنے اور لکھنے پر قدرت حاصل ہو چکی تھی اور ۱۶ برس کی عمر میں آپ کی شادی ہوئی حالات و واقعات بتاتے ہیں کہ اس عمر میں آپ بڑے ذہین وفطین، عالی دماغ اور مضبوط حافظے کے مالک تھے یہ کتاب آپ نے حضرت محدث وزیرآبادی رحمہ اللہ کی وفات کے کوئی چھ برس بعد جبکہ آپ کی عمر ۲۲ برس تھی، تصنیف فرمائی۔(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ :ص۱۱)

شاہ ولی اللّٰہی خاندان رشد وہدایت کا ذریعہ:۔(جناب پروفیسر عبدالجبار شاکر صاحب، بیت الحکمت، لاہور)

علماء علوم نبوت کے وارثوں میں شمار ہوتے ہیں ہماری اسلامی درسگاہیں انہی علوم نبوت کی درس وتدریس، تعلیم وتعلم اور اس حوالے سے تزکیہ نفوس کے ادارے ہیں برصغیر میں اسلامی درسگاہوں کی ایک مستقل اور مسلسل روایت رہی ہے۔اٹھارویں صدی میں شاہ ولی اللہ کے خاندان نے اس روایت کا سب سے روشن مرکز تشکیل دیا، اس خاندان کے ایک چشم وچراغ شاہ ولی محمد اسحٰق دہلوی رحمہ اللہ سے سید نذیر محدث دہلوی رحمہ اللہ (۱۸۰۵ء۔۱۹۰۲ء) نے تیرہ سال تک تعلیم حاصل کی۔(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ :ص۱۴)

بطور یادو برکت عمامہ عطا فرمانا:۔شیخ الکل سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ نے کامل ۶۳ سال تک درس وتدریس کی ذمہ داریاں ادا کیں برصغیر میں علم حدیث کی تدریس کا سب سے مضبوط مرکز اور قلعہ انہی کی قائم کردہ درسگاہ تھی، جس میں ہر حصے سے طلبہ استفادے کیلئے حاضر ہوتے تھے، ایسے ہی تلامذہ میں ایک تلمیذ الرشید حافظ عبدالمنان وزیرآبادی بھی ہیں جنہیں ان کے استاد شیخ الکل نے اپنا عمامہ عطا فرمایا۔(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ :ص 14)

کرامتوں کیلئے دفتر درکار ہے:۔حافظ عبدالمنان کی آنکھیں آشوب چشم کے ایک عارضے میں اس وقت ضائع ہوگئیں جبکہ آپ کی عمر صرف نو سال تھی، مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے دل آنکھ ایسی روشن کر دیں کہ جس کی کرامتوں کو لکھنے کیلئے ایک دفتر درکار ہے مگر اس کا ایک اجمالی تذکرہ آپ ''استاد پنجاب'' کے مختلف ابواب کے ضمنی پیرایوں میں دیکھ سکیں گے۔

دل بینا بھی کر خدا سے طلب   آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ :ص۱۶)

استاد کے عمامہ کی لاج رکھنا:۔ آپ کا شمار ممتاز محدثین میں ہوتا ہے شیخ الکل فی الکل سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اپنے اس شاگرد کو جو عمامہ عطا فرمایا تھا اس عظیم شاگرد نے اس عمامے کا حق ادا فرما دیا۔ پوری زندگی درس حدیث دیا، مسند تحدیث پر فائز ہونے کے بعد آپ نے زندگی میں ۱۰۰ مرتبہ درس بخاری دیا۔ (سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص ۱۹)

زاہد عن الدنیا اور کرامات کے حامل بزرگ:۔ آپ نہ صرف قرآن اور تفسیر کے حافظ تھے بلکہ کتب صحاح ستہ کے (بمعہ اسناد و اسماء الرجال) حافظ تھے۔ اس پائے کے اعاظم رجال برصغیر میں چند گنتی کے ہی ہوں گے۔

آپ تقویٰ اور پرہیز گاری میں بھی بلند پایہ رکھتے تھے، اکل حلال، صدق مقال، زہد عن الدنیا، اتباع سنت اور عبادت شب میں وحید العصر تھے۔ بہت مستجاب الدعوات اور صاحب کرامات بزرگ تھے زندگی بھر ہر آلودگی سے مکمل طور پر دامن بچا کر رکھا، آپ اعلیٰ کردار اور بے داغ سیرت کے مالک تھے۔ (سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص ۲۳)

شخصیت پرستی یا اظہار حقیقت:۔ موجودہ دور میں بعض متعصب اور کوتاہ نظر انسان کسی شخصیت پر کتاب لکھنے کو ''شخصیت پرستی'' کا نام دیتے ہیں جو صحیح نہیں دراصل ایسے عظیم لوگوں کے حالات و افکار اس لیے دیے جاتے ہیں تا کہ عوام خصوصاً طلبہ ان عظیم اور نابغہ روزگار ہستیوں کو اپنا آئیڈیل بنا کر ارتقائے دارین کے زینے طے کریں۔ ''هم رجال ونحن رجال'' کیونکہ وہ بھی آدمی تھے اور ہم بھی آدمی ہیں بھلا وہ کون سا کام ہے جو ہم نہیں کر سکتے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ ماضی سے سبق سیکھ کر حال و استقبال کی تعمیر چمن کریں اور تن آسانیوں کو چھوڑ کر جفاکش بنیں۔ تیسرے یہ کہ ہمارے لیے ضروری ہے کہ اپنے محسنین کی خدمات کا اعتراف کریں اور ان پر کتاب شائع کر کے ان کی خدمت عالیہ میں گلہائے عقیدت پیش کریں یہ بھی دراصل شکریہ بجالانے کا ایک خوبصورت طریقہ ہے جو فی زمانہ اپنایا جاتا ہے، کیونکہ حدیث میں ہے ''من لم یشکر الناس لم یشکر الله''، یعنی جس نے لوگوں کا شکریہ ادا نہ کیا اس نے اللہ کا (بھی) شکریہ ادا نہ کیا۔

کتاب کرامات اہلحدیث نہایت اہم کتاب:۔ کتاب ''استاد پنجاب'' ہمارے علم کے مطابق حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ کی دوسری تصنیف ہے سب سے پہلے آپ نے ''کرامات اہلحدیث''، لکھی۔ آپ کی یہ دونوں کتب دراصل اہل حدیث علماء، اور اولیاء کے تعارف میں ہیں حضرت حافظ عبدالمنان وزیرآبادی رحمہ اللہ کے حالات زندگی پر پہلی اور معلومات افزاء کتاب ہونے کی وجہ سے اسے بڑی اہمیت حاصل ہے آپ نے یہ دونوں کتابیں عین عنفوان میں لکھیں، اور خوب لکھیں۔

> **کرامات اہلحدیث پر محشی کی وضاحت:۔** جو عنقریب مسلمان کمپنی سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ کے زیر اہتمام چھپ رہی ہے اس کتاب میں مزید بہت سی کرامات کا اضافہ کیا گیا ہے۔ ''کرامات اہلحدیث'' اولیائے اہلحدیث کے تعارف پر واحد کتاب ہے۔ ازاں قبل آپ نے اس موضوع پر کوئی کتاب نہ دیکھی ہوگی۔ (فاروقی)

(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص ۲۴-۲۳)

مولانا غلام نبی الربانی سے کرامات کا ظہور:۔ حضرت مولانا غلام نبی الربانی رحمہ اللہ تھے جو علاقہ بھر میں ''جی صاحب'' کے لقب سے یاد کیے جاتے تھے، علم و فضل اور تقویٰ و ورع میں آپ نہایت اونچا مقام رکھتے تھے۔ آپ نے ۸۳ برس عمر پائی۔ ساٹھ برس تک اپنے علاقے کو کتاب و سنت کے نور سے منور فرمایا آپ کی دعوت و تبلیغ سے صدہا آدمی شرک و بدعت سے تائب ہوئے، اور اپنے نہاں خانہ دل و دماغ کو توحید و سنت کی قندیلوں سے آراستہ کیا۔ جس کا اثر آج پانچ پشتے گزرنے کے بعد بھی پایا جاتا ہے آپ صاحب دل بزرگ تھے آپ سے کئی کراموں کا ظہور ہوا۔ آپ نے ۱۴/ مئی ۱۹۳۰ء میں انتقال فرمایا آپ کی اولاد میں حضرت مولانا حافظ عبدالحکیم رحمہ اللہ اور حضرت مولانا عبدالحمید مشہور عالم ہوئے ہیں۔ دونوں روشن ضمیر اور صاحب علم بزرگ تھے، یہ دونوں، استاد پنجاب زبدۃ العارفین حضرت مولانا الحافظ عبدالمنان صاحب محدث وزیرآبادی رحمہ اللہ کے شاگرد تھے۔ (سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص ۲۶)

محشی کی وضاحت:۔ آپ کی کرامات کیلئے ''کتاب کرامات اہلحدیث'' کا مطالعہ کیجئے، اس کتاب میں متعدد اولیائے اہل حدیث کی بیسیوں بڑی حیران کن اور معلومات افزاء کرامات کا بیان ہے: فاروقی

(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص ۲۷)

مولانا عبدالمجید سوہدروی کا علمی رسوخ:۔ آپ کا ذہن رسا اور حافظہ بلا کا تھا سالوں کا سفر مہینوں میں اور مہینوں کا سفر دنوں میں طے کیا اور علمی وادبی دنیا میں خاص مقام حاصل کرلیا۔ آپ میدان صحافت وخطابت کے بلامبالغہ شہسوار تھے۔ آپ اکیلے بزم بھی تھے اور انجمن بھی آپ نے تقریباً اسی ۸۰ کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ (سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص ۲۸)

روحانیت کے پیشوا:۔ روحانیت میں آپ وقت کے پیشوا تھے اور ایسے ایسے اعمال ونقوش کو جانتے تھے کہ باید وشاید...... کتاب و سنت کی نشر و اشاعت آپ کا دلچسپ مشغلہ تھا۔ ۱۵ سال کی عمر میں آپ نے تبلیغ شروع کی اور مسلسل ۴۵ سال تک ہزار ہا تقریریں ارشاد فرمائیں۔ مسلک اہل حدیث سے آپ کو والہانہ شغف تھا...... پاک و ہند کے بیشتر علاقوں کو تبلیغ سے نوازا۔ آپ بہت بڑے مناظر بھی تھے، بیسیوں مناظروں میں آپ نے شرکت فرمائی اور ہر مکتبہ فکر سے مناظرہ کیا اور فتح حاصل کی۔ (بعون اللہ) قدرتی طور پر آپ کی زبان میں مقناطیسی اثر تھا اس لیے ہر تقریر و مناظرہ میں آپ غالب رہتے۔ (سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص ۲۸)

حافظ محمد یوسف رحمہ اللہ کی کرامات:۔ حافظ محمد یوسف صاحب فاضل دارالحدیث وزیر آباد، مولوی فاضل، منشی فاضل، حکیم حاذق، قرآن کے حافظ ومفسر اور حدیث کے شناور تھے۔ آپ نے طب کو بطور پیشہ اختیار کیا اور پوری زندگی لوجہ اللہ قرآن وحدیث کی انتھک خدمت کی۔ ۸۰ برس عمر پائی آپ نہایت سادہ، بلند اخلاق، منکسر مزاج، مخلص، عابد اور متوکل علی اللہ تھے آپ کا شمار اولیائے کرام میں ہوتا ہے۔ آپ اور آپکے والد گرامی کے حالات زندگی اور کمالات وکرامات کا ذکر ''تذکرہ بزرگان علوی سوہدرہ'' اور ''کرامات اہلحدیث'' میں موجود ہے۔ (سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص ۲۹)

حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی بیٹی سے نکاح:۔ آپ کا دوسرا نکاح شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کی صاحبزادی سے ہوا اس وقت حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی کی عمر کوئی ۳۶ برس تھی۔ ان اہلیہ محترمہ سے ۲ بیٹے احمد سعید اور عبدالوحید اور ۲ بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ احمد سعید ۱۰ برس کی عمر میں بیمار ہوکر فوت ہوگئے۔ عبدالوحید صاحب، حافظ قاری اور عالم بنے آپ جامعہ محمدیہ اوکاڑہ سے فارغ ہوئے، علاوہ ازیں آپ نے ایل ایل بی کیا آپ بہت دین پسند اور ایثار پیشہ ہیں اور اپنے بزرگوں کی روش پر گامزن ہیں ایک عرصہ سے امریکہ میں اقامت پذیر ہیں بڑی بیٹی کا عقد مولانا قاضی عبیداللہ بن شیخ القرآن والحدیث حضرت مولانا قاضی شمس الدین رحمہ اللہ سے ہوا۔ قاضی صاحب موصوف شیخ الحدیث مولانا قاضی نور محمد مرحوم آف قلعہ دیدار سنگھ (گوجرانوالہ) کے چھوٹے بھائی تھے۔ چھوٹی صاحبزادی کا نکاح غلام محمد انور صاحب بن مولانا ڈاکٹر ظہیر الحق دین پوری رحمہ اللہ سے ہوا یہ دونوں نکاح شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کے ایماء پر ہوئے۔ حافظ عبدالوحید صاحب حفظہ اللہ کی والدہ ماجدہ ۲۸ برس کی عمر میں انتقال کرگئیں۔ ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' بڑی نیک اور اللہ کی ولیہ تھیں۔

اہل اللہ کی سوانح کی ضرورت واہمیت:۔ ''الحمد اللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد و الہ واصحابہ اجمعین''

حمد بے حد مرا خداوند دودو ذوالمنین — آنکہ ذاتش نے عرض نے جوہر و نے جان و تن
صد درود پاک بر رومحمد مصطفی — بعدازاں بر آل و بر اصحاب بدرالدجی (ﷺ)

امام بعد کسی رجل عظیم کی سوانح عمری یا سرگزشت لکھنے سے چند دیگر فوائد کے علاوہ ایک بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اس کے پڑھنے والوں میں اپنی

زندگی کے نشیب وفراز کا احساس پیدا ہو، اور آنے والی نسلیں اس کے مطالعہ سے عبرت پذیر ہو کر ان غلطیوں سے بچیں جن سے ان کا بچنا لازم ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ کوئی مستند قابل اعتبار اور نتیجہ خیز سوانح عمری لکھنے کی تعلیم اول خود اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم کے ذریعے سے ہمیں سکھائی اور اسی قرآنی تعلیم کا یہ اثر ہوا جو آج اپنے بڑے بڑے بزرگوں کی سوانح عمریاں دکھائی دے رہی ہیں اللہ تعالیٰ کے اس حکم ''لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ'' (یعنی رسول اللہ ﷺ کی سیرت میں تمہارے لیے اچھی اقتداء ہے) نے مسلمانوں پر حضور ﷺ کے حالات زندگی اور سیرت مبارکہ کا جمع کرنا اس کا جاننا اور اس کی پیروی کرنا لازم کر دیا اور اسی عام حکم کی بنا پر محدثین رحمہم اللہ اجمعین نے کمال جانفشانی اور جانکاہی سے حضور ﷺ کی سوانح عمری اور حالات زندگی کو معتبر سندوں سے جمع کر کے امت کو دکھایا اور صرف یہیں پر بس نہیں کی بلکہ اپنی جان توڑ سعی اور انتہا درجہ کی کوشش کے بعد آپ کے جانشینوں کی صحیح صحیح سوانح عمریاں بحکم ''علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین'' جمع کر دیں۔ اور پھر ترقی کر کے کل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سوانح عمریاں بھی مختصر طریقے پر لکھ ڈالیں اور انہیں کوششوں کا نتیجہ ہے کہ آج ہم ''اصابہ'' ''اسد الغابتہ'' اور ''الاستیعاب'' جیسی متعدد بیش بہا کتابیں دیکھ رہے ہیں۔ شکر اللہ سعیھم۔

(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص ۳۷)

اہل اللہ کی زندگی مشعل راہ:۔ ہمارے اماماں دین اور علمائے امت کی کوششیں وہیں پر ختم نہیں ہو گئیں بلکہ انہوں نے پھر تابعین، تبع تابعین اور دیگران تمام مقتدر پیشواؤں کی سوانح عمریاں بھی لکھیں کہ جن کے پڑھنے سے خلق اللہ کے دلوں میں ان کی پیروی کا خیال اور ان کی راہ پر چلنے کا شوق پیدا ہو۔ آنے والی نسلیں ان کے حالات پڑھ کر اپنا چال چلن رفتار، کردار، عادات اور خصائل واعمال ان بلند مرتبہ لوگوں کے سے بنائیں جن کو خداوند عالم نے دنیا میں نیکی کا نمونہ بنا کر بھیجا۔

اسلاف سے محبت کرنیوالے بزرگ:۔ ہاں اس بات کے ماننے سے مجھے انکار نہیں ہے کہ فی زمانہ بھی بہت سے ایسے اصحاب بصیرت اور اپنے اسلاف سے محبت وعقیدت رکھنے والے بزرگ اور احباب موجود ہیں جو قرون سابقہ کی معزز وممتاز ہستیوں سے تاریخی حالات اور کتابی واقعات نہایت عزت اور وقعت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان کے مذہبی اور ملکی حالات اور ان کا عملی وعلمی کارگزاریوں پر واقفیت اور تعارف پیدا کر کے مستفید ومستفیض ہوتے ہیں۔ (سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص ۳۸)

سوانح عمری کی خصوصیت:۔ سوانح عمری ایسی ہونی چاہیے جو آنے والی نسلوں کے لئے قطب کا کام دے سکے اور ہیرو کی سچی تصویر ثابت ہو۔ میں نے یہ مضمون لکھتے وقت کسی قسم کی لاگ لگاؤ یا رنگ آمیزی اور بیجا مدح سرائی سے کام نہیں لیا بلکہ مرحوم کے حالات کا حقیقی نقشہ (جہاں تک مجھے معلوم ہو سکا ہے) کھینچ دیا ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو عوام وخواص کے لئے زیادہ سے زیادہ نافع بنائے۔ (آمین)

''وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب''

خاکسار محمد عبدالمجید خادم سوہدروی (جنوری ۱۹۲۲ء) ((سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص ۴۰، ۳۹)

حضرت استاد پنجاب رحمہ اللہ کے ابتدائی حالات

پیدائش:۔ آپ کی پیدائش ۱۲۶۷ھ بمطابق ۱۸۵۱ء بمقام موضع کرولی سیداں (Karoili Sayydan) تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم واقع ہوئی۔ کرولی سیداں بھیرہ سے جانب شمال تقریباً ۱۶ میل (۲۴ کلومیٹر) پر واقع ہے۔ (سوانح حیات استاد پنجاب :ص 41)

ڈوبتے وقت غیبی دستگری:۔ آپ نے کالا باغ ورود فرمایا، وہاں ایک آبادی دریائے اٹک کے کنارے تھی، جنہوں نے لب دریا ایک مسجد بنا رکھی تھی، جس کی سیڑھیاں دریا میں اترتی تھیں وہ اس طرح وضو، اور غسل کیلئے بنائی گئی تھیں ایک شب آپ قیام اللیل کیلئے اٹھے اور وضو کیلئے زینہ سے اترے دریا میں طغیانی تھی پانی سناٹے لے رہا تھا، آپ کو صحیح اندازہ نہ تھا حسب معمول نیچے اترے پانی کا بہاؤ زیادہ تھا آپ اس میں پھسل گئے اور پانی میں بہنا شروع کر دیا۔ دریا میں غوطے کھاتے ہوئے نہ جانے آپ کہاں تک پانی میں بہتے چلے گئے، اور زبان

سے ''حسبی اللہ'' پکارتے رہے۔ایک غیبی ہاتھ نے آپ کوتھام کر صحیح سلامت کنارے تک پہنچا دیا، ہاتھوں سے ٹٹولا تو معلوم ہوا کہ ایک طرف زمین نشیب ہے اور دوسری طرف کی فراز یعنی اونچی نشیب کی طرف پانی بہت نزدیک تھا، فراز کی جانب متوجہ ہوئے اور ایک راستہ تک پہنچ گئے اب حیران تھے اور سوچتے تھے کہ اللہ جانے کس سرزمین میں ڈالا گیا ہوں اور وہ مسجد مجھ سے کتنی دور رہ گئی ہے کہ یکا یک ایک مرغ کی آواز سنائی دی، آپ نے دعا پڑھی ''اللھم انی اسئلك من فضلك'' اس سے اتنا معلوم ہوا کہ کوئی بستی نزدیک ہے مگر معلوم نہ تھا کہ کہاں ہے؟ اچانک ایک دیوار پہ ہاتھ پڑا اور دیکھنے بھالنے سے معلوم ہوا ہے کہ وہی مسجد ہے جس کی سیڑھیوں سے گرے تھے، خداوند کریم کا لاکھ لاکھ شکر بجالائے، جس نے اس بلائے ناگہانی سے نجات دلائی مگر اتنا عرصہ پانی میں بہنے اور پھر اسی مقام پر نکلنے کی کچھ سمجھ نہ آئی۔

(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص۴۶،۴۵)

نقشبندی بزرگ کے گھر اقامت گزینی:۔جب آپ سندھ پہنچے تو پیر محفوظ اللہ صاحب سرہندی (جو ایک متدین سلسلہ نقشبندیہ کے بزرگ اور مشہور فاضل شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ کی اولاد سے تھے) کے ہاں اقامت پذیر ہوئے ایک دن پیر صاحب موصوف کے فرزند ارجمند کے استاد صاحب سے جو کہ اس وقت ان کو ''کافیہ'' پڑھایا کرتے تھے، اثنائے تقریر میں غلطی سرزد ہوئی آپ نے فی الفوران کو غلطی سے متنبہ کیا اور ساتھ ہی ایک سوال بھی کر دیا گو استاد صاحب لائق تھے وقت کی بات ہے اس وقت ایسے اڑے کہ جواب بن نہ آیا اس پر پیر صاحب کی حیرت واستعجاب کی کوئی حد نہ رہی کہ ایک پندرہ سالہ نابینا لڑکا کتنا عالم اور کتنا پڑھا ہوا ہے۔

(یاد رہے کہ حافظ صاحب علوم آلیہ سے پندرہ برس کی عمر تک فراغت پا چکے تھے) اب تو پیر صاحب کی نظر میں آپ کی فضیلت وعظمت اور بھی جچنے لگی اور آپکی پہلے سے زیادہ عزت ہونے لگی یہاں تک کہ آپ کو ان کے فرزند کا معلم بنا دیا گیا اور آپ کا تعلیم دینا اور سمجھانا پیر صاحب کو بہت ہی پسند آنے لگا۔(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص۴۹)

بچھو کے زہر میں آب دہن سے شفاء (کرامت):۔اس ملک کے بچھو بڑے موٹے اور سخت زہریلے تھے، وہ بچھو اس قدر زہریلا کہ جس کو کاٹتا اس کا زندہ رہنا مشکل ہو جاتا ایک آدمی کو بچھو نے کاٹا آپ نے اس پر لعاب لگا دی خدا کی حکمت وہ آدمی آناً فاناً چنگا بھلا ہو گیا اسی طرح کئی مریضوں نے آپ کے دم مبارک سے شفا پائی۔شہر بھر میں اس کا چرچا ہوا مقلدوں نے بھی آپ کا لوہا مانا اور ہجوم خلائق آپ کے در دولت پر رہنے لگا۔

مخالفت میں آپ کی کرامت کا اثر:۔حاکم شہر کے ماموں مسمّٰی کیسر سنگھ نے جب آپ کی شہرت سنی تو آپ کو اپنے ہاں طلب کیا واللہ اعلم آپ نے کیا سوچ کر جانے سے انکار کر دیا، رئیس نے ایسے صاف انکار برہم ہو کر شہر سے نکل جانے کا حکم دیا۔آپ کے دل میں پہلے ہی شوق دیدار بیت اللہ غالب تھا اور شب وروز کا وظیفہ تھا۔

خدایا تیری رحمت سے نصیب ایسا زمانہ ہو	فقیر خستہ جان و خستہ خاطر بھی روانہ ہو
فقیر خستہ جان و خستہ خاطر بھی روانہ ہو	پھروں لبیک کہتا اور میری صورت دیوانہ ہو
تمنا ہے اب ان آنکھوں سے بیت اللہ کو دیکھوں	پھر اس کو دیکھ کر بیت رسول اللہ ﷺ کو دیکھوں

آپ نے فوراً ایک ہمراہی کو ساتھ لیا اور چل پڑے بہاؤ نگر سے ابھی تھوڑی دور گئے ہوں گے کہ پیچھے سے دو سوار آپ کے تعاقب میں دوڑتے ہوئے دکھائی دیئے آپ ڈر گئے لیکن اصل بات ڈر کی نہ تھی بلکہ ان دو سواروں نے جب آپ کو ٹھہرایا تو ان کے پیچھے پیچھے چند آدمی ایک شخص کو ڈولی میں بٹھائے ہوئے لیے آرہے تھے۔ڈولی اتاری گئی تو ان سواروں نے بڑی منت اور الحاح سے عرض کیا کہ جناب اس شخص کو بچھو نے کاٹا اور یہ اضطراری وبیقراری سے کراہ رہا ہے للہ اس پر رحم فرمایئے اور دم کیجئے آپ نے حسب معمول آب دہن اس کے نیش (ڈنک) پر لگایا تو وہ دیکھتے ہی دیکھتے اچھا ہو گیا۔

''فللہ الحمد علی ذلك'' چونکہ وہ ایک رئیس کا لڑکا تھا اس لیے وہ لوگ آپ کو پھر کمال عزت اور اصرار سے واپس لے گئے ایک دن آپ اس مکان میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگہاں چھت گر پڑی تین آدمی چھت کے نیچے دب کر مر گئے، آپکو اللہ کی قدرت سے بالکل کوئی گزند نہ پہنچا اور صحیح وسلامت باہر نکل آئے۔ ''سبحانہ و تعالیٰ عما یصفون علوا کبیرا''

قادرا قدرت تو جاری برکمال انت ربی انت حسبی ذوالجلال

لوگوں کے اعتقاد اس حیرت انگیز معجز نما واقعہ سے اور بھی راسخ ہو گئے اور وہ آپ پر پروانہ وار جانثار ہونے لگے۔

(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص۴۹)

جنی سے ملاقات اور اس کی نشانی:۔ بمبئی کے محلّہ کھلہ میں جہاں کہ اہل حدیث رہتے تھے آپ کو قیام ہوا اور بدستور سابق وعظ ہونے لگے اس وقت چونکہ آپ کو وعظ میں اچھا خاصا بلکہ پیدا ہو چکا تھا اس لیے جدھر جاتے لوگ عزت سے پیش آتے۔ عنفوان جوانی اور اس پر آپ کی خوش الحانی لوگوں کو تسخیر کیے لیتی تھی، وعظ نہایت پر جوش اور غضب کا کہتے تھے جسے لوگ دور دور سے سننے کے لیے آتے تھے، صبح نماز فجر کے بعد اپنے مکان پر آپ قرآن کا درس بھی دیا کرتے، جسے سننے کیلئے اور لوگوں کے علاوہ چند بنگالی طالب علم ہر روز آیا کرتے تھے، ایک دن ایک بنگالی آیا اور کہنے لگا کہ حافظ جی! آج رات آپ کے پاس کوئی عورت آئی تھی جو یہ انگیا چھوڑ گئی آپ خفا ہوئے تو اس نے آپ کو چارپائی سے وہ ریشمی انگیا اٹھا کر دکھائی۔ آپ کو انگیا دیکھتے ہی معاًرات کا واقعہ یاد آ گیا جو اس طرح بیان فرمایا کہ میں جس مکان میں رہتا تھا وہ سہ منزلہ تھا اور میری اقامت تیسری منزل پر تھی تینوں منزلوں میں جائے ضرورت صرف ایک ہی تھی جو دوسری منزل پر بنائی گئی تھی جب میں ضرورت کیلئے زینہ کی طرف چلا تو میری کندھے سے ایک کندھا ٹکرایا، لیکن جب کان لگائے تو کوئی آواز یا آہٹ سنائی نہ دی جائے ضرورت میں داخل ہوا تو کسی نے باہر سے دروازہ بند کر دیا بعد فراغت میں نے دو تین دفعہ آواز دی کہ زنجیر اتار دو ورنہ دروازہ توڑ دوں گا اسی اثناء میں دروازہ کھل گیا اور کسی عورت کے ہنسنے کی آواز آئی جب میں اپنے مکان میں پر آیا تو پھر اندر سے دروازہ بند پایا حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے آوازیں دیں، زنجیر ہلائی، دروازہ کھٹکھٹایا اور دھمکایا کہ دروازہ کھول دو ورنہ توڑ دوں گا وہ عورت بدستور سابق کھلکھلا کر ہنسی اور دروازہ کھول دیا میں بستر پر لیٹ گیا تو اس نے مجھے دبانا شروع کر دیا میں نے ٹٹولا تو سوائے دبانے کی حرکت کے اس کے وجود کو کہیں نہ پایا معلوم ہوا کہ وہ کوئی جنات میں سے تھی، جو انگیا بطور نشانی چھوڑ گئی۔

وہ انگیا بازار میں فروخت کرنے پر دس روپیہ کو بکی جس سے آپ نے تفسیر معالم التنزیل (قاضی ابراہیم تاجر بمبئی سے) خرید کی اور بہت سا علمی فائدہ اٹھایا۔

محشی کی وضاحت:۔ جنات میں بھی انسانوں کی طرح اقسام ہیں برے اور نیک دیندار اور بے دین شریف اور شریر اور یہ ہر جگہ ہوتے یا ہو سکتے ہیں۔ (سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص۵۷)

ایک دن آپ بمبئی کے بازار میں پھر رہے تھے کہ ایک شخص نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ عبدالمنان آپ ہی کا نام ہے؟ جواب دیا کہ ہاں میرا ہی نام ہے کہنے لگا کئی دنوں سے آپ کی تلاش میں ہوں میرا مقصود یہ ہے کہ آپ کو تحصیل علم حدیث کی ترغیب دوں اب سب اطراف سے توجہ ہٹا کر بس حدیث مبارکہ سیکھیں۔ باقی علوم میں آپکو رسوخ ہو چکا ہے اب علم حدیث میں رسوخ حاصل کریں کیونکہ میرا وجدان گواہی دیتا ہے کہ اگر آپ حدیث پڑھ جائیں گے تو ہزار ہا لوگوں کو فیض یاب کریں گے آپ نے اس کا نام اور وطن پوچھا جواب ملا کہ آپ کو اس سے کیا غرض ناصح اسلام والمسلمین ہوں خاکسار نام ہے، آپ سے چند باتیں کہنی تھیں مگر

مرا دیست اندر دل اگر گویم زباں سوزد وبروم ورکشم ترسم که مغز استخواں سوزد

ترجمہ: مراد دل میں ہے اگر بیان کروں تو زبان جلتی ہے اگر چھپاؤں اور بیان نہ کروں تو مغز استخوان جلتا یعنی ہڈیوں کا گودا جلتا ہے۔

عزیز من! اب وعظ کرنا چھوڑ دو، حدیث پڑھو حدیث کے خادم بن جاؤ، واعظ دنیا میں بہت ہیں اور ہوتے رہیں گے، قوم میں زیادہ ضرورت ہے اس وقت درس و تدریس کی تعلیم و تعلم کی خدام حدیث کی ''قال اللہ او رقال الرسول'' کہنے والوں کی گم گشتہ راہ لوگوں کو صراط مستقیم پر لانے والوں کی سوا یسے لوگ فی زمانہ کم ہیں اور اللہ کرے کہ تم بھی ان میں سے ایک ہو جاؤ۔ ع مان لیں کہنا اگر آپ، تو پھر کیا کہنا

بس جونہی اس بزرگ نے تقریر ختم کی ہاتھ سے ہاتھ ملایا اور غائب ہو گیا۔ اور ایسا غائب ہوا کہ باوجود تلاش کے نہ ملا، ہاں یہ درد بھرے ناصحانہ اور قیمتی الفاظ اپنی یادر چھوڑ گیا اس کا انداز بیان اور گفتگو کا لہجہ کچھ ایسا مخلصانہ و دردمندانہ تھا کہ حافظ صاحب پر اثر کیے بغیر نہ رہا، معاً دل میں درد پیدا ہوا طبیعت نے پلٹا کھایا اور حدیث کی ایسی لگن ہوئی، کہ از سر نو تحصیل علم کا شوق پھر عود کر آیا

افزوں ہوئیں کچھ اور محبت کی شورشیں تجدید آرزو جو ہوئی التوا کے بعد

(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص ۷۵)

قوت حافظہ کسی کرامت سے کم نہیں: آپ بمبئی کی ایک مسجد میں مولانا محمد محدث سہارنپوری رحمہ اللہ کے ہاں تھے کہ ایک شخص سے آپ کی ملاقات ہوئی جو اضلاع یمن کا باشندہ تھا اور مولوی شریف سلیمان اس کا نام تھا، صحیح بخاری اس کو از بر تھی، اس کی زبانی اس کے چند عجیب و غریب حالات اور دلچسپ واقعات سن کر آپ کو بھی حفظ حدیث کا شوق ہوا اور اس شوق نے یہاں تک ترقی کی کہ آپ نے ''مشارق الانوار'' جیسی ضخیم کتاب اکتالیس (۴۱) یوم کے قلیل عرصہ میں حفظ کر لی، جس میں لاتعداد احادیث غالباً دو ہزار سے بھی زیادہ ہے۔

(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص ۷۶)

خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت: آپ کو اثنائے حفظ ''مشارق الانوار'' خواب میں تین مرتبہ آنحضرت ﷺ کی زیارت ہوئی، ایک دفعہ آنحضور ﷺ نے اپنا لعاب مبارک آپ کے منہ میں ڈالی اور دوسری دفعہ آپ کو اپنے سینے سے لگا لیا آپ فرماتے تھے کہ اس مرتبہ مجھے اتنی فرحت نصیب ہوئی کہ اس کا کیف بیان سے باہر ہے۔ ایک دن آپ کسی نومسلم سے کسی بات پر ناراض ہوئے تو رات کو پھر تیسری مرتبہ حضور ﷺ کی زیارت ہوئی، آپ کو تنبیہ فرمائی کہ نومسلم سے باخلاق حسنہ پیش آنا چاہیے اور عفو سے کام لے کر غصہ تھوک دینا چاہیے قریباً قریباً آپکے الفاظ یوں تھے ''لا تغضب علیه وارق به'' یعنی اس نومسلم پر غضبناک نہ ہو اور اس سے نرمی کا برتاؤ کرو۔

دشمن سے غیبی حفاظت (کرامت): آپ کے ساتھ ایک رفیق اور ایک بیل گاڑی والا تھا جب رات کو چاروں طرف اندھیرا چھا گیا تو آپ نے میدان میں ہی ایک جگہ ڈیرا کر لیا، نماز ادا کی اور سو گئے ابھی سوئے ہی تھے کہ کسی شخص نے ہاتھ ڈالا اور آپ کے سرہانے سے آپ کا بیگ کھینچنا چاہا مگر اس کے بال اتنے لمبے تھے کہ آپ کے منہ پر گرے اور آپ نے اس کو پکڑ لیا، اس کے بدن پر صرف ایک ہی کپڑا تھا، دیکھنے میں وہ بڑا قوی ہیکل، دراز قامت اور بارعب تھا، جوان تھا مگر ان کے مارنے پر نہ تو بولتا نہ بھاگتا اور نہ ہی مقابلہ کرتا تھا، اس کی اس عجیب و غریب کیفیت نے ان پر اور اثر ڈالا اور یہ اس کو چھوڑ کر اسی وقت وہاں سے چل دیے۔

شیر سے حفاظت (کرامت): کھوڑی پہاڑ کے وسط میں جب پہنچے تو بگھی سے اتر کر آپ ایک نشیب کی طرف پیشاب کرنے کو بیٹھے ابھی بیٹھے ہی تھی کہ ایک بپھرا ہوا شیر آیا اور قریب تھا کہ ایک ہی جھپٹے میں آپ کا خاتمہ کر دیتا، مگر چونکہ اس قادر مطلق کی مشیئت میں ابھی آپ نے طویل زندگی پا کر کارہائے نمایاں کو ظہور میں لانا تھا، بہر حال وہ شیر اس عمیق غار میں جو آپ سے ایک گز کے فاصلہ پر واقع تھا کہ گر پڑا اور اپنے آپ کو سنبھال نہ سکا۔ (سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص ۷۸)

پیران پیر رحمہ اللہ کی زیارت: جب آپ بھوپال پہنچے تو معلوم ہوا کہ کوئی مسافر بلا اجازت شہر میں داخل نہیں ہو سکتا اور منشی عبدالکریم مہتمم قلعہ سے ٹکٹ داخلہ مل سکتا ہے، آپ بہت حیران و پریشان ہوئے کہ یہاں نہ کوئی یار و مددگار رہے کہ کس جس کی وساطت سے اندر جا سکوں اور نہ ہی کسی سے تعارف و ملاقات ہے کہ کہیں ٹھہر سکوں آپ اسی گھبراہٹ اور شش و پنج میں تھے کہ شہر سے باہر ایک سرائے کا پتہ چلا اور وہاں پہنچے اسی خیال میں

رات کو جو سوئے تو خواب میں حضرت شیخنا ومولانا محبوب سبحانی پیر پیراں عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ قدس سرہ پر نظر آئے پیر صاحب نے آپ کو اس سراسیمگی میں دیکھ کر اپنے پاس بلایا اور نہایت شفقت سے آپ کے سر پر ہاتھ پھیر کر فرمایا کہ چلے جاؤ تم سے کوئی ٹکٹ نہیں مانگے گا، چنانچہ آپ صبح ہوتے ہی وہاں سے اٹھے اور سیدھے شہر کی طرف روانہ ہولیے (سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص۷۹)

نواب صاحب کی جامع شخصیت

متحلي بجميع فضائل و متخلي عن الرذائل: ۔ نواب صاحب فطرۃ نہایت حلیم وسلیم اور رحیم وکریم واقع ہوئے تھے، اگر آپ کو کوئی دشمن بھی سامنے آجاتا تو اس سے بھی باخلاق حسنہ ولینت کلام پیش آتے اور ہر حال میں امانت ودیانت اور عفاف وصدق کو اپنا شعار بنائے رکھتے آپ رذائل وخصائل ذمیمہ کو سخت مکروہ اور صفات حمیدہ کو بہت محبوب جانتے تھے، غرض یہ کہ آپ ہر طرح سے ''متحلي بجميع فضائل و متخلي عن الرذائل'' (یعنی جملہ فضائل وکمالات سے آراستہ اور ہر قسم کی کمینہ اور گھٹیا عادات سے مبرا۔ فاروقی) واقع ہوئے تھے آپ نے عربی، فارسی اور اردو میں بے شمار کتابیں تصنیف وتالیف فرمائیں اور علوم دینیہ کی ترقی واشاعت کیلئے زر کثیر صرف کر کے مفت تقسیم فرمائیں، آپ کی غالب تالیفات نقول آثار سلف اور تراجم مؤلفات علماء راسخین ہیں، جو ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ یا نقل ہو کر آئے ہیں اور آپ نے ان سب میں موافقت کتاب وسنت کا ملحوظ رکھ کر قول راجح اور مذہب قوی کو بیان فرمایا ہے۔

(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص۸۱)

صوفیہ صالحین کے حق میں خوش اعتقادی: ۔ آپ سارے صحابہ واہل بیت اور تابعین وائمہ مجتہدین اور جماعت محدثین وزمرہ متبعین اور فقہاء متقین وصوفیہ صالحین رحمہم اللہ کے حق میں نہایت خوش اعتقاد تھے اور اور ان سب کو واجب الاحترام بزرگ اور قابل عزت ریفارمر سمجھتے تھے۔ (سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص۸۲)

شیخ الکل کی دنیا سے بے رغبتی: ۔ حضرت میاں نہایت ہی منکسر المزاج، سادہ طبیعت اور متواضع تھے، طلباء کیلئے شطرنجی کا فرش ہوتا مگر خود ہمیشہ چٹائی یا ٹاٹ پر بیٹھا کرتے۔ ایک بار آپ کے ایک جانثار معتقد نے عرض کیا کہ یا حضرت اب آپ بہت ضعیف ہو گئے ہیں ٹاٹ پر بیٹھنے سے تکلیف ہوتی ہے میں ایک روئی دار گدہ بنا دیتا ہوں اس پر بیٹھ کر پڑھایا کیجئے۔ فرمانے لگے۔ ع پرانی قبر پر کیا گچ کرو گے؟

غرض یہ کہ گدیلہ نہ بنوایا اور آخر دم تک اسی ٹاٹ پر بیٹھنا منظور کیا آہ! کیا صحیح عمل ہے اس حدیث پر ''كن في الدنيا كانك غريب اوعبار سبيل''، یعنی دنیا دل لگانے کی جگہ نہیں اس میں اجنبی یا مسافر کی طرح زندگی بسر کرو، تقریباً اسی ۸۰ برس تک آپ دہلی میں رہے لیکن باوجود وسعت اور طاقت کے اپنی اور اہل عیال کی سکونت کیلئے مکان بھی تعمیر نہ کرایا۔

ایک مرتبہ نواب سکندر بیگم مرحومہ والیہ ریاست بھوپال اور مدار المہام منشی جمال الدین مرحوم کی ہمراہی میں دہلی میں آئیں اور حضرت شیخ الکل سے عہدہ قضائے ریاست کے قبول کرنے کی استدعا کی مگر آپ نے اس سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ میں تو وہاں کا قاضی القضاۃ اور حاکم بنا بیٹھا رہوں گا، یہ چٹائی پر بیٹھنے والے غریب طلباء مجھے کہاں ڈھونڈتے پھریں گے، یہ معنی ہیں ''اللهم احيني مسكينا و امتني مسكينا و احشرني في زمرة المساكين'' ہے۔ غرض یہ کہ آپ کو ہر دم وہر ساعت طلباء کی خاطر وتواضع اور پاسداری کا دھیان رہتا اگر کوئی بیمار ہو جاتا تو جا کر تیمارداری کرتے کئی مرتبہ خود بازار سے دوا لاتے اور کھلاتے، اگر کوئی طالب علم کسی سے ناراض ہو جاتا تو اسے مناتے اور خود معافی طلب کرتے اور اگر دوران سبق کتابوں کے اٹھالانے کی حاجت ہوتی وخود جا کر اٹھالاتے چاہے کئی بار کیوں نہ آنا جانا پڑے۔ کسی طالب علم کو نہ کہتے کہ فلاں کتاب اٹھالاؤ۔ (سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص۸۴،۸۵)

شیخ الکل صوفی منش اور سچے درویش: ۔ آہ! کوئی کیا جانے کہ حضرت محدث دہلوی رحمہ اللہ کیا تھے؟ آج دنیا میں ہمیں ان کی سی خوش

اخلاقی، خوش طبعی، بے غرضی، مہمان نوازی، امانتداری، دنیا سے بے تعلقی، تہجد گزاری، راست بازی، حق گوئی، آزادمنشی، بے تعصبی، جفاکشی، مستقل مزاجی وزندہ دلی کہیں نظر نہیں آتی، وہ ظاہر و باطن کا یکساں انسان ایک مجتہد وقت اور خدا رسیدہ بزرگ تھا جو اپنی نظیر آپ تھا وہ ایک صوفی منش اور سچا درویش انسان تھا جو ہمہ صفت موصوف تھا، وہ ایک چشمہ فیض تھا، جو ہندوستان کو سیراب کر گیا وہ ایک جام جانان کا ساقی تھا جو تشنگان حدیث کی پیاس بجھا گیا، وہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک دلدادہ تھا جو اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں جیا اور اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں عالم بقا کو سدھار گیا'' رحمه الله تعالىٰ وارضاه وجعل جنة الفردوس منزله و ماو اه'' آمین۔

شیخ الکل اور مقام فنافی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی ثبوت: ایک روز صحیح بخاری کے سبق میں وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث جو آئی تو آپ کو ایسا جوش گریہ ہوا کہ سبق موقوف ہو گیا اور یہ کیفیت دیکھ کر حاضرین تلامذہ بھی کچھ ایسے متاثر ہوئے کہ ایسی نوبت ان تلامذہ کو نہ اس سے پہلے کبھی پیش آئی تھی اور نہ پھر دہلی چھوڑنے کے بعد وہ سماں آنکھوں نے کبھی دیکھا ہوگا۔ (سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص ۸۵)

ادائے ولی پر مثالی حافظہ (کرامت): ۔آپ فرماتے تھے کہ ایک بار میں کسی وجہ سے حضرت سے کچھ کبیدہ ہو گیا اور مدرسہ کے ایک کونہ میں جا کر لیٹ رہا جب استاد صاحب کو پتہ چلا کہ حافظ جی ناراض ہو گئے ہیں تو خود بنفس نفیس میرے پاس آئے اور مجھے منایا اور میرا سبق صحیح بخاری کا خود پڑھ کر سنایا اور کتاب میرے سینہ پر پیار سے ماری اور فرمایا کہ اسے پڑھو اللہ برکت دے گا، حافظ صاحب فرماتے تھے کہ اس دن سے اللہ تعالیٰ کا مجھ پر ایسا احسان ہوا کہ سبق کا کبھی ایک حرف بھی نہ بھولا اور جو کچھ پڑھتا نوک زباں ہو جاتا'' ذالك فضل الله يوتيه من يشاء'' غرض یہ کہ ایسے کئی واقعات ہیں جو حافظ صاحب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں اور وہ بالتفصیل حضرت شیخ الکل مرحوم کی سوانح عمری'' الحيوة بعد الممات'' میں مرقوم ہیں۔ (سوانح حیات استاد پنجاب :ص 86)

علم تصوف کی بے نظیر شخصیت: ۔امرتسر پہنچ کر حضرت مولانا سید عبداللہ بن محمد بن محمد شریف عمرزئی الغزنوی کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اس وقت آپ علم تصوف میں سارے پنجاب بلکہ ہندوستان میں اپنی نظر نہ رکھتے تھے، اور جو علوم شرعیہ میں ماہر کامل اور اپنی زیرکی، فہم کی تیزی، فکر کی سلامتی میں یکتائے زماں تھے، جو توحید اور سنت کے سچے عاشق، کلمہ حق کو بند کرنے والے اور اللہ کی راہ میں اپنے مال و جان قربان کر دینے والے تھے جو ماسوی اللہ کو چھوڑ کر مالک حقیقی سے لو لگائے بیٹھے تھے اور ہر دم اللہ کی یاد میں مستغرق اور اسی کے ذکر میں منہمک رہتے تھے، جو اخلاص اور تجرید کے شاہسوار تھے، جو زاہدوں کے نشان، عابدوں میں یگانہ، و منفرد اور امام مقتدائے زمانہ تھے، اللہ اللہ! وہ کیا زمانہ تھا کہ چاروں طرف سے لوگ کھچے چلے آتے تھے اور علوم باطنی و فیض روحانی سے مالا مال اور آپ کی صحبت سے فیض یاب ہو کر واپس جاتے تھے، حضرت مولانا ممدوح اخلاق حمیدہ یعنی تواضع، توکل، قصر امل، قناعت، صبر، رضا، زہد اور تقویٰ میں تو یکتائے زمانہ تھے اور علم سلوک کے گویا آفتاب تھے، یہ آفتاب خراسان کی چوٹیوں پر چمکا کہ سارے ہندوستان کو ضیاء پاش کر گیا۔

حضرت مولانا حافظ عبدالمنان صاحب قریباً دو برس تک حضرت مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی خدمت میں رہے اور علم حدیث کے نکات اور تصوف کے اسرار سے فیض پاتے رہے اسی اثناء میں آپ نے کئی ایک خواب دیکھے۔

شیخ تصوف کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت: ۔ایک بار حضور رسول مقبول علیہ الصلوۃ والتسلیم کو دیکھا آپ کی ایک طرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دوسری جانب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تشریف رکھتے تھے، سامنے شیخ الکل حضرت سید نذیر حسین محدث دہلوی اور شیخ تصوف و سلوک حضرت مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ اور ان دونوں کے درمیان آپ بیٹھے ہوئے ہیں اور فخر العالم والموجودات درمیان میں'' كالبدر في النجوم ''(جس طرح ستاروں کے جھرمٹ چودھویں کا چاند پوری تابانیوں کے ساتھ ضوریز ہو۔ صلی اللہ علیہ وسلم فاروقی) جلوہ فرما ہیں اور اہل مجلس کو برکات حدیث سے آگاہ اور انوار و نکات حدیث سے مالا مال کر رہے ہیں۔

غرض یہ کہ حضرت مولانا غزنوی رحمہ اللہ کی مقدس صحبت کے اثر سے آپ کے باطنی پردے کھل گئے اور آپ نے ان سے بہت کچھ علمی

فیض پایا۔(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ:ص ۸۸)

باکمال مرشد کے بے مثال مرید سے ملاقات:۔ اثنائے قیام امرتسر ہی میں مولانا عبداللہ صاحب المعروف بہ مولانا غلام رسول صاحب سکنہ قلعہ میہاں سنگھ سے بھی آپ کی ملاقات ہوگئی، جو حضرت مولانا عبداللہ الغزنوی رحمہ اللہ کے مرید خاص اور بڑے صاحب مرتبہ تھے ،اوران کے جاں نثار اور پروانہ وار عاشق تھے اور جنہوں نے ایک بار آپ کی جدائی ومفارقت پر ایک دردبھری نظم لکھی تھی جس کے یہ چند اشعار ان کی محبت درونی واخلاص قلبی کا پتہ دیتے ہیں۔

صبا از من سحر گاہے گزر کن — ازیں موسم بجانانم خبر کن
کہ باز اے باغبان بیں سوئے گلزار — کہ بے تو لالہ داغ گل شدہ خار
بیاد بیداں را باش ہو لدار — زہجرت بلبلاں را نالہ زار
اگر دانستے ایام دوری — کہ گرد و سنگ ترا بہ صبوری
جدائی را نے کردن گوارا — ترحم کن بحال من خدا را

حضرت مولانا غلام رسول رحمہ اللہ بھی اپنے وقت میں ایک بہترین واعظ تھے ان دنوں اگر کسی کا وعظ مشہور تھا تو وہ آپ ہی تھے آپ کی آواز بلند، تقریر نہایت مؤثر اور درد انگیز ورقت آمیز ہوتی تھی، مشہور ہے کہ کئی ایک ہندو بھی آپ کی تاثیر زبان سے متاثر ہو کر کلمہ پکار اٹھے۔ آپ کا وعظ قرآن وحدیث کے عین مطابق ہوا کرتا تھا۔اور اکثر طور پر آپ آیۃ کریمہ ''اقیم الصلوۃ لدلوك الشمس الی غسق اللیل و قرآن الفجر، ان قران الفجر کان مشھودا'' کا بیان فرمایا کرتے تھے جس میں نماز پنجگانہ کی پابندی، اور اوقات صلوۃ کو نہایت وضاحت و تصریح سے بیان کیا کرتے تھے لوگ نماز ظہر کو دیر سے پڑھنے کے عادی ہو گئے تھے آپ اول وقت پر بہت زور دیا کرتے تھے اور تمام احادیث پیش نظر رکھ کر افضل وقت پر نماز ادا کرنے کی تاکید فرماتے تھے، دنیا سے بے رغبتی آپ کو بھی بدرجہ کمال ہو چکی تھی، آپ کا وعظ عبادت وزہد کے علاوہ حمایت توحید وسنت اور تردید شرک وبدعت کے بیان پر مشتمل ہوتا تھا، چنانچہ آپ کی ایک نظم ہے:

دلا غافل نہ ہو یکدم یہ دنیا چھوڑ جانا ہے — باغیچے چھوڑ کر خالی زمیں اندر سمانا ہے
فرشتہ روز کرتا ہے منادی چار کونوں پر — محلاں اچیاں والے تراگوریں ٹھکانہ ہے

بارہ شعر کی یہ نظم اب تک پنجاب میں زبان زد خاص وعام ہے جس میں زہد اور فکر آخرت کا بطور خاص ذکر ہے۔

(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ:ص 90,89)

خواب میں غیبی اشارہ:۔ شیخ الحدیث مولانا حافظ عبدالمنان صاحب حضرت مولانا غلام رسول صاحب سے کئی بار ملے اور ان سے بھی خاص انس ہو گیا تھا، حضرت مولانا غلام رسول مرحوم کے انتقال کے بعد آپ نے ایک خواب دیکھا کہ مولانا صاحب کو سخت پیاس لگی ہوئی ہے اور وہ دونوں ہاتھ پھیلائے مجھ سے پانی طلب کرتے ہیں، میرے آگے ایک چشمہ نہر بہہ رہا ہے میں نے اس سے لے کر ایک پیالہ پیش کیا جسے آپ نے نوش جوان فرمایا لیکن پیاس نہیں بجھی، میں اور دینا چاہتا تھا کہ جاگ اٹھا، اور اس خواب کی تعبیر میں بہت متردد وفکر مند ہوا، لیکن بعد میں خود بخود تعبیر ظاہر ہو گئی کہ آپ کے دونوں صاحبزادوں مولوی عبدالقادر وعبدالعزیز صاحبان نے مجھ سے علم حدیث کی تحصیل کی۔

(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ:ص۹۰)

مرشد باکمال کی زیارت کی سعادت:۔ اثنائے قیام امرتسر میں چوہدری محکم دین صاحب سکنہ بمبانوالہ ضلع سیالکوٹ سے جو حضرت مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی زیارت کو آئے ہوئے تھے ملاقات ہوگئی اور وہ اپنے علاقے میں اشاعت دین کے لئے حضرت مولانا حافظ عبدالمنان کو اپنے ساتھ بمبانوالہ میں لے گئے۔(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ:ص۹۰)

تنگ دستی میں غیبی رہنمائی (کرامت):۔ آپ حد درجہ متوکل علی اللہ تھے باوجود تنگی اور تنگ دستی کے بھی کسی سے اپنے حال کا انکشاف اور دست سوال دراز نہیں کیا اور نہ ہی طلباء کے خرچ کیلئے کسی کو توجہ دلاتے بلکہ اگر کسی نے کہا، تو بھی فرمایا کہ وہ مالک خود دیکھ رہا ہے، بھیج دے گا، کہنے کی کیا حاجت؟ غالباً یہی اخلاص اور تقویٰ کا اعلیٰ مقام تھا جس کی بناء پر اللہ تعالیٰ ہر حال ہر آن، ہر ساعت میں آپ کا معاون و مددگار رہا۔ چنانچہ ایک دن کا واقعہ ہے کہ گھر سے پیغام آیا رات کیلئے آٹا نہیں ہے آپ ابھی خاموش بیٹھے تھے کہ چٹھی رساں ایک خط لایا جس پر فرستادہ کا نام نہیں تھا اور اس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ اگر آج دوپہر کی ٹرین پر وزیر آباد ریلوے اسٹیشن پر آپ مجھ سے نہ ملے تو میں قیامت کے دن آپ کا دامن گیر ہوں گا۔ آپ اسٹیشن پر تشریف لے گئے اور انٹر میڈیٹ کے درجہ کے نزدیک کھڑے ہوئے تھے کہ ایک شخص اس گاڑی سے نکلا اور یوں ہمکلام ہوا کیا آپ کا گھر یہاں ہے؟ جواب دیا ہاں۔ پوچھا مولانا حافظ عبدالمنان صاحب کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ کہنے لگا، کیا وہ یہاں مل سکیں گے، فرمایا وہ میں ہی ہوں۔ پوچھا کیا آپ کے پاس آج کوئی خط پہنچا ہے؟ آپ نے وہ خط نکال کر اس کے سامنے رکھ دیا، وہ دیکھ کر معافی کا خواہاں ہوا اور خطیر رقم آپ کے ہاتھ پر رکھ کر سوار ہو گیا ہر چند اس کا نام و نشان پوچھا مگر وہ خاموش رہا اور گاڑی چلی گئی۔ (سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص ۱۰۵)

غیبی اسباب کا بن جانا (کرامت):۔ ایسے ہی ایک دن رمضان شریف میں ترجمہ قرآن ختم ہو چکا تھا کہ طلباء نے کہا استاد جی آج آٹا ختم ہے آپ ابھی انہیں تسکین و تسلی ہی دے رہے تھے کہ گھر سے بھی پیغام آ گیا کہ خرچ بالکل ختم ہے اور اس کی ضرورت ہے، فرمایا اللہ مالک ہے وہ پہنچا دے گا رات آلینے دو، چنانچہ دو گھنٹہ بعد دس بجے کی ڈاک میں ڈاک کا ہرکارہ آیا اور پچیس روپیہ (اس وقت کے لحاظ سے یہ رقم بہت بڑی تھی۔ فاروقی) کا منی آرڈر لے آیا جو جزیرہ انڈیمان سے کسی اللہ کے بندے نے بھیجا تھا۔ (سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص ۱۰۵)

20 کا نوٹ پتا نہیں کس نے دیا......؟:۔ مکرمی مولوی مولا بخش صاحب کا بیان ہے کہ اسی طرح حافظ صاحب ایک دن خرچ ختم ہو جانے کے سبب کچھ پریشان سے تھے اور اس وقت میں بیٹھک میں آپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اچانک آپ اٹھے اور اپنے دولت کدہ تشریف لے گئے اور تھوڑے عرصہ کے بعد واپس آ کر مجھے ایک پرچہ دیا اور فرمایا کہ پڑھو جونہی میں نے دیکھا تو بیس روپے کا نوٹ تھا فرمایا کہ راستہ میں کوئی دے کر چلا گیا ہے معلوم نہیں کون تھا۔

غرض یہ کہ کئی ایک ایسے واقعات ہیں جو آپ کی قناعت اور توکل کی پوری پوری شہادت دیتے ہیں سچ ہے جو اللہ کا بن کر رہتا ہے تو اللہ اسے وہاں سے دیتا ہے جہاں سے اس کا گمان بھی نہ ہو۔ (سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص ۱۰۶)

جنات کی شاگردی:۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کے پاس جنات بھی تحصیل علم کیلئے آیا کرتے تھے، اس جگہ مجھے جنات کے وجود اور ان کی ذات سے بحث کرنا مقصود نہیں ہے کیونکہ جو ایجوکیٹڈ اور ماڈرن طبقہ سرے سے اس کے قائل ہی نہیں ان کیلئے قرآن کریم اور احادیث سے دلائل و براہین پیش کرنا یا اسلاف کے حالات و کارناموں سے بطور تمثیل کچھ ذکر کرنا اندھے کے آگے رونے اور اپنی آنکھیں کھونے کے مترادف ہے اور جو علم دوست اور دین پسند طبقہ سورہ جن کی تفسیر سے واقف ہے اپنے گزشتہ علمائے حقانی اور اولیائے رحمانی کے واقعات کو جانتا پہچانتا اور ان پر نظر بصیرت رکھتا ہے اسے یقین دلانے کیلئے زیادہ تحریر کی ضرورت نہیں کتاب ہذا میں جنات کے صرف دو ایک واقعات جو مشہور ہو چکے ہیں انہیں ذکر کر دینا کافی ہے۔

جن لوگوں نے حافظ صاحب کی مسجد دیکھی ہوئی ہے، انہیں معلوم ہوگا کہ مسجد کے مشرقی حصہ میں سیڑھیوں کے نیچے ایک حجرہ ہے اور اس کے ساتھ ساتھ چند ایک اور بھی حجرے ہیں جہاں طالب علم رہا کرتے تھے، حجرہ میں ایک طالب علم جمان نامی رہا کرتا تھا جو اکثر تنہائی پسند و گوشہ نشینی کا عادی تھا، بس وہ ہی جن تھا، کئی بار دوسرے طالب علموں نے اس سے خلاف فطرت اور عجیب و غریب انوکھی حرکتیں دیکھیں اور حیران رہے گئے کتاب ایک الماری میں رکھتے تو صبح دوسرے میں پاتے۔ رات کو اگر برتن سے پانی خالی کر کے چھوڑتے تو صبح کو بھرا ہوا دیکھتے۔ کنوئیں سے پانی نکلتا چرخی زور سے گھومتی دکھائی دیتی مگر کوئی شخص نظر نہ آتا، جب جمان کا کمرہ دیکھتے تو وہ اندر سے بند پاتے، ایک دفعہ

مسجد کا دروازہ بند کر دیا لوگوں نے بہت زور لگایا مگر نہ کھلا آخر حافظ صاحب کو خبر دی گئی وہ آئے تو ان کے کہنے پر دروازہ خود بخود کھل گیا۔

ایک دن اس کا حجرہ اندر سے بند تھا، صبح جب طالب علموں نے دیکھا کہ آج وہ نماز میں شامل ہوا ہے اور نہ سبقوں میں تو اس کے پاس جا کر آواز دی دروازہ نہ کھلا تو اکھاڑا گیا تو اندر کچھ نہ پایا پس پھر اس دن سے وہ غائب ہو گیا یہ تو انسانی جامہ پہن کر آیا تھا کئی ایک جنات ویسے ہی سماع کرتے رہے یعنی انسانوں کی طرح جنات بھی آپکے حلقہ درس میں شریک ہوتے رہے۔ (سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص ۱۰۶،۱۰۵)

ایذائے ولی اور جنات کا انتقام:۔ حافظ صاحب کے گھر کے قریب ایک شخص محمد دین تیلی کا گھر تھا جو حافظ صاحب کے گھر اور مسجد کے درمیان تھا ایک دفعہ تیلیوں سے حافظ صاحب مرحوم کی بے ادبی سی ہو گئی اور ایسے ویسے الفاظ منہ سے نکل گئے، بس پھر کیا تھا حافظ صاحب کے شاگرد جنات ان کے گرد ہو گئے، گھر میں کوئی چیز رہنے نہ پاتی تھی کبھی تیل کا مٹکا الٹ دیتے، کبھی کولہوا کھاڑ دیتے، گھر میں اینٹیں اور پتھر پھینکتے کھانے کی چیزوں میں گوبر اور گندگی ڈال دیتے کبھی کپڑوں کو آگ لگ جاتی کبھی مکان کی چھت سلگنے لگتی غرض یہ کہ طرح طرح کی ایذاؤں سے بے چاروں کا ناک میں دم کر دیا۔ شہر میں ایک کہرام سا مچ گیا، کئی جنتر منتر کرنے والے آتے اور خود مار کھا کر واپس جاتے۔ بے چارے محمد دین نے ارد گرد کے علاقے چھان مارے اور جہاں سے کسی پیر صوفی کا پتہ چلتا، ان کے دفعیہ کی تدبیر پوچھتا، تعویذ لاتا، مگر یہاں کچھ بھی اثر نہ ہوتا، آخر لوگوں کے سمجھانے پر، اللہ کے بندے! حضرت حافظ صاحب سے معافی مانگ لے اور ان کے پاؤں پکڑ لے۔ چنانچہ مجبوراً اسے حضرت حافظ صاحب ہی کی طرف رجوع کرنا پڑا، منت سماجت سے حضرت حافظ صاحب کو خوش کیا اور آئندہ کے لئے توبہ کی، تب کہیں جا کر اس بلائے ناگہانی سے اسے نجات ملی۔ (سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص ۱۰۷،۱۰۸)

مراقبے میں حیرت انگیز باتوں کا انکشاف:۔ حافظ صاحب مرحوم ایک کامل ولی تھے، جمعہ کی صبح کو اکثر تنہائی میں روبقبلہ ہو کر ذکر الٰہی کیا کرتے، گڑگڑاتے، عجز وانکساری اور گریہ وزاری کرتے، ہاتھ پھیلا پھیلا کر دعائیں مانگتے مراقبہ میں جاتے تو کئی عجیب وغریب باتوں کا انکشاف ہوتا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپکی کتاب ''معالم التنزیل'' گم ہو گئی، جس کا آپ کو بہت صدمہ ہوا، ایک روز صبح نماز سے فارغ ہوتے ہی فرمایا کہ مسجد کے دروازے بند کر دو کوئی شخص یہاں سے باہر نہ جائے، میرے مالک نے مجھ کو میری کتاب کا پتہ دے دیا ہے، یہاں سے قریب ہی جو برنے والی مسجد ہے اس میں جو اینٹوں کا ڈھیر لگا ہوا ہے، اس میں میری کتاب دفن کی گئی ہے، چنانچہ حاضرین میں سے ایک آدمی دوڑتا ہوا گیا اور اینٹوں کے ڈھیر سے کتاب نکال لایا۔ (سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص ۱۰۸)

حامل طریقت اور راز داں اسرار الٰہی کی وفات:۔ آہ! اے بدنصیب قوم، اور اے ساکنان وزیرآباد! آج تمہارا فخر قوم تم سے جدا ہو رہا ہے، آج وہ عظیم الشان ہستی جس پر تم کو ناز تھا تم سے اوجھل ہو رہی ہے وہ جو حضرت میاں صاحب دہلوی اور حضرت مولانا عبداللہ صاحب غزنوی کی بابرکت مجلسوں کا فیض یافتہ اور فن حدیث کا عالم لاثانی تھا، وہ جس کے وجود باوجود سے پنجاب میں علم حدیث کی رواج ہوا۔ وہ جس سے سارا علاقہ سیراب وفیضیاب ہو گیا اور جو فی الواقع آفتاب علم اور ''استاد پنجاب'' کے خطاب کا حقیقی مستحق تھا وہ جو شریعت وطریقت کا سلطان، حقیقت اور محبت کی برھان، اسرار الٰہی کا راز داں، سنت کا امام، ملت کا پیشوا، اور علم نبوی ﷺ کا وارث تھا آج تمہیں داغ مفارقت دے رہا ہے، اس عالم فانی اور ناپائیدار دنیا سے عالم جاودانی اور منزل کامرانی کو سدھار رہا ہے۔ (سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص ۱۱۲)

فرشتہ صفت اور نورانی شخصیت:۔ ''موت العالم موت العالم'' کا مقولہ بالکل صحیح ہے یعنی عالم کی موت پورے جہان کی موت ہوتی ہے آپ کے ماتم پر صرف علمی دنیا ہی نہیں بلکہ تمام لوگ اظہار افسوس کرتے تھے، جنازہ میں دوست ودشمن سب شریک تھے، اور کل یگانے وبیگانے مرحوم کی تعریف میں رطب اللسان تھے خلقت بے شمار تھی، نماز جنازہ دو تین مرتبہ پڑھی گئی اور چہارشنبہ کی دوپہر کو وہ گھڑی آگئی جبکہ (اس پاک وجود قدسی صفات نورانی شکل اور فرشتہ سیرت انسان کو شہر کے آدھ میل باہر مشرق کی جانب زیر زمین دفن کر دیا گیا یہ قبرستان اسلام

آبادموڑ حواہسپتال کے قریب واقع ہے۔فاروقی)''برد الله مضجعه واعلی الله مقامه''

اخلاق کریمانہ اور بکثرت ذکر الہٰی:۔ آپ کو عبادت کا بچپن سے شوق تھا،صلوۃ پنجگانہ باجماعت مسجد میں ادا فرماتے اور ہمیشہ تکبیر اولیٰ میں شریک ہوتے ،نوافل تہجد اور جمعہ کی سختی سے پابندی کرتے جیسے اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم وفضل میں جامع بنایا تھا اور اسی طرح زہد وتقویٰ سے بھی مزین فرمایا تھا،غیبت سے بہت پرہیز کرتے ہمیشہ لوگوں کا ذکر خیر اور بھلائی کے ساتھ کرتے ہر شخص سے حسن ظن رکھتے نہایت کم سخن تھے،صابر وشاکر اور حلیم تھے،نیک مزاج اور صلح پسند تھے،غصہ اگر جلد آجاتا تھا تو جلد ہی اتر بھی جاتا تھا،مزاج میں انکساری اور سادگی تھی، ہر شخص سے بخندہ پیشانی ملتے،اتباع سنت کا بہت جذبہ تھا،احیائے سنت میں کسی کی پرواہ نہیں کرتے تھے،نہایت متقی،عابد،زاہد،اسلام کی تبلیغ اور نشر واشاعت میں پیش پیش تھے،اللہ کی خاطر سب سے محبت سے پیش آتے تھے۔آپ کے دل میں چونکہ اخلاص ہی اخلاص تھا،اس لئے آپ ہر قسم کے طمع ولالچ اور خوف سے بے نیاز تھے۔

آپکے بڑے اچھے معمولات تھے،باقاعدگی سے تہجد ادا کرتے تھے پھر ذکر وفکر میں بیٹھ جاتے،کثرت سے یادالٰہی کرتے اور درود پڑھتے پھر فجر کی سنت گھر میں ادا کر کے مسجد جاتے اور نماز خود پڑھاتے تھے،نماز کے بعد مسنون اذکار کرتے اور درس قرآن ارشاد فرماتے،پھر سورج نکلنے کے بعد نماز اشراق ادا کرتے بعد ازاں ناشتہ فرماتے اور ذرا وقفے کے بعد سلسلہ تدریس شروع کرتے ،ظہر تک یہ سلسلہ جاری رہتا،نماز اور کھانے سے فارغ ہو کر پھر عصر تک پڑھاتے۔

عصر تا مغرب تھوڑی مجلس کرتے،پھر بازار یا کھلی زمین کی طرف نکل جاتے،پھر نماز مغرب پر واپس مسجد آجاتے،مغرب تا عشاء کھانا کھاتے ،طلبہ سے ملتے یا لوگ آپ کے پاس حاضر ہوجاتے اوران کے ساتھ بات چیت ہوتی،نماز عشاء کے بعد جلد سوجاتے تاکہ آخر رات کے اذکار اور معمولات متاثر نہ ہوں۔(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ:ص ۱۱۵،۱۱۴)

کتاب کرامات اہلحدیث پرناشر کا اشتہار:۔ حال ہی میں یہ کتاب طبع ہوئی ہے اس میں بیسیوں اہل علم بزرگان جماعت کے سننے اور پڑھنے کے قابل متعدد دلچسپ، حیرت انگیز کرامت وعزت کے واقعات درج ہیں،ان میں استاد پنجاب حضرت محدث وزیر آبادی کی کرامت کا بھی ذکر ہے۔(سوانح حیات استاد پنجاب :ص ۱۱۵)

مولانا محمد سہارنپوری کے پاس جنات کا پڑھنا:۔ ان کا شمار کبیر محدثین میں ہوتا تھا بڑے لوگوں نے ان سے علمی فیض حاصل کیا حضرت حافظ صاحب نے بھی ان سے استفادہ کیا ان کے پاس جنات بھی پڑھنے آتے تھے،ایک جن جبل عرفات کا رہنے والا تھا،اس نے آپ کے بقول آپ سے تین بار بخاری شریف پڑھی،یہ اپنی قوم کے مقدمات بھی آپ کے پاس لاتا تھا،حافظ صاحب نے آپ سے حدیث اور اصول حدیث میں بہت کچھ سیکھا۔(سوانح حیات استاد پنجاب :ص 119)

شیخ الکل اور آئمہ کا ادب:۔ آپ کی نگاہ میں ائمہ محدثین وفقہاء کا مقام بہت بلند تھا،آپ سب کا نہایت احترام کرتے تھے اور بڑی عزت سے ان کا نام لیتے تھے،آپ ہر امام کو''امامنا''(ہمارا امام) کہتے تھے۔(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ:ص ۱۲۱)

جامع شریعت وطریقت:۔ حضرت مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ(۱۲۳۰ھ سے ۱۲۹۸ھ) آپ ۱۸۱۱ء میں قلعہ بہادر خیل غزنوی میں پیدا ہوئے اور ۱۸۷۹ء میں امرتسر میں وفات پائی۔علم وتقویٰ میں آپ کا بہت بلند مقام تھا بڑے بڑے علماء،آپ کی خدمت میں حاضری دینے اور آپ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کرنے کو باعث شرف وبرکت جانتے تھے۔

محی السنۃ نواب صدیق حسن رحمہ اللہ انکے بارے میں فرماتے ہیں: آسمان اگر ہزار بار بھی گردش کرے تو مشکل ہے کہ اب ایسی جامع کمالات ہستی معرض وجود میں آئے وہ محدث بھی تھے اور اللہ سے ہمکلامی کا شرف بھی انہیں حاصل تھا۔

حضرت استاد پنجاب تقریباً دو برس اپنے شیخ کی خدمت میں رہے اور علم وعرفان کے موتیوں سے اپنے دامن کو خوب

بھرا۔ (سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص ۱۲۱)

بکثرت کرامات کا ظہور:۔ حضرت مولانا غلام رسول قلعوی رحمہ اللہ ۱۲۲۸ھ۔ ۱۲۹۱ھ۔ آپ کا علمی و روحانی پایہ بہت بلند تھا بہترین واعظ اور صاحب طرز شاعر تھے ۲۰ سال کی عمر میں تحصیل علوم کی تکمیل فرمائی آپ پنجاب میں توحید وسنت کے دلپذیر وعظ کے بانی اور بڑے صاحب کرامت بزرگ تھے، آپ کی سوانح الگ بھی چھپ چکی ہے آپ کی کچھ کرامات کا ذکر ''کرامات اہلحدیث'' میں بھی ہے، نہایت متقی نہایت صالح اور بہت عبادت گزار تھے۔ (سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص ۱۲۳)

نواب صدیق حسن خان بھوپالوی کے والد کی بیعت:۔ ۱۲۴۸ھ سے ۱۳۰۷ھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑا عزوشرف عطا فرمایا، آپ کے والد سید اولاد حسن حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ سے مستفیض تھے اور حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ سے بیعت تھے، آپ کا سلسلہ نسب ۳۳ واسطوں سے رسول اکرم ﷺ تک پہنچتا ہے آپ نے سید احمد حسن عرشی، سید احمد علی فرخ آبادی، مولانا محمد مراد بخاری، مولانا محبّ اللہ پانی پتی، مفتی صدرالدین دہلوی وغیرھم سے علوم پڑھے، آپ کے اساتذہ حدیث شیخ عبدالحق بنارسی، شیخ حسین بن محسن انصاری الیمانی، شاہ محمد یعقوب دہلوی تھے، اللہ کا کرنا ہوا آپ کا قیام بھوپال کے دوران نواب شاہجہان بیگم صاحبہ سے سے نکاح ہو گیا اس بناء پر آپ کو دین کی زیادہ خدمت کا موقع مل گیا۔ (سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص ۱۲۵)

کتب تصوف کی مفت تقسیم:۔ آپ (نواب صاحب رحمہ اللہ) نے بہت خطیر رقم خرچ کر کے حدیث کی کتابیں چھپوائیں، اور بڑی بڑی کتابیں مفت تقسیم فرمائیں، آپ نے تفسیر، حدیث عقائد، فقہ، تردید، تقلید، تاریخ، سیرت، مناقب، ادب، اخلاق، تصوف، سیاست اور تردید شیعیت پر کوئی ۲۲۲ کتابیں تصنیف کیں جو بہت پسند کی گئیں آپ کی کتب عربی/فارسی میں زیادہ ہیں۔ (سوانح حیات استاد پنجاب :ص 125)

مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی کا ذوق تصوف:۔ ۱۲۵۲ھ ۱۳۱۲ھ آپ حافظ محمد بن بارک اللہ رحمہ اللہ کے صاحبزادہ ہیں آپ جید عالم دین اور نہایت عابد وزاہد تھے، آپ کا شمار اصحاب کرامت اولیائے کرام میں ہوتا ہے۔ (سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص ۱۲۵)

مرشد باکمال کی پیشگوئی:۔ حضرت مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی خدمت اقدس میں غزنی حاضر ہوئے کسی نے حضرت غزنوی کی خدمت میں عرض کیا: ''پدارىں در پنجاب مىں چراغ است''(یعنی ان کے والد پنجاب میں ایک چراغ ہیں)

حضرت سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ نے ارتجالاً فرمایا: ''ایں انشاء اللہ آفتاب خواہد شد''

(یہ انشاء اللہ پنجاب کے آفتاب ہوں گے) (سوانح حیات استاد پنجاب :ص ۱۲۶)

مولانا غلام نبی الربانی سوہدروی عظیم روحانی بزرگ:۔ ۱۲۶۵۔ ۱۳۴۸ھ مولانا غلام نبی الربانی بن حافظ محمد عالم بن حافظ غلام حسین رحمہ اللہ بلند پایہ عالم اور عظیم روحانی بزرگ تھے، آپ کے اساتذہ کرام میں مولوی قادر بخش، شیخ عبدالباقی جلالپوری، مولانا غلام مرتضیٰ سیالکوٹی، مولانا حافظ محمد لکھوی، شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین اور حضرت مولانا عبداللہ غزنوی رحمہم اللہ سے اکتساب علم و فضل کیا۔ (سوانح حیات استاد پنجاب :ص ۱۳۰)

لکھوی خاندان کی بزرگ ہستی:۔ مولانا محمد علی لکھوی رحمہ اللہ تبحر عالم، پرتاثیر مقرر اور بہترین مدرس تھے، علم وتقویٰ میں ممتاز تھے، آپکا شمار بلند پایہ اور صاحب کرامت بزرگوں میں ہوتا ہے۔

آپ کی اولاد میں مولانا محی الدین لکھوی اور مولانا معین الدین لکھوی رحمہما اللہ مشہور بزرگ ہیں مولانا محی الدین کا روحانی پایہ اور مولانا معین الدین کا سیاسی پایہ کافی بلند سمجھا جاتا ہے اول الذکر وفات پا چکے ہیں، مولانا معین الدین لکھوی ذاکر وشاکر اور مستجاب الدعوات بزرگ ہیں۔ (سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص ۱۳۵)

مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی:۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۷۵ھ آپ سیالکوٹ میں پیدا ہوئے آپ کے والد گرامی کا نام سیٹھ غلام قادر تھا۔ (سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص ۱۳۶)

حفظ قرآن اور آپکی کرامت:۔ آپ نے تکمیل علوم کے بعد والدہ محترمہ کے ایماء پر ماہ رمضان المبارک میں صرف ایک ماہ میں قرآن مجید حفظ کیا حافظہ کا یہ عالم تھا کہ جو پارہ دن کو حفظ کرتے وہ رات کو تراویح میں سنا دیتے۔ پھر آپ حضرت شیخ الکل دہلوی رحمہ اللہ کی خدمت میں دہلی پہنچے۔اوران سے حدیث کی اجازت وسند لی،آپ حضرت شیخ الکل رحمہ اللہ کے آخری دور کے تلمیذ ہیں۔(سوانح حیات استاد پنجاب :ص ۱۳۷)

مولانا میاں محمد باقر صاحب کرامت بزرگ کا علمی فیضان:۔ ۱۳۰۷۔۱۳۹۷ھ حضرت مولانا محمد باقر صاحب کا شمار اہل اللہ میں ہوتا ہے آپ کا علمی اور روحانی پایہ بہت بلند ہے،آپ صاحب کرامت بزرگ ہوئے ہیں،آپ کی بہت سے کرامات زبان زد میں خاص و عام ہیں کیا آپ کی یہ کرامات کم ہیں کہ آپ نے اپنے پسماندہ علاقہ جھوک دادو کواسلامی تعلیمات سے روشناس کرایا؟ اور وہاں طالبات کا مدرسہ قائم فرمایا؟ آپ کے مدرسہ سے فارغ ہونیوالی ہزاروں طالبات ملک اور بیرون ملک میں علمی و دینی فیض بانٹ رہی ہیں،آپ کا قائم کردہ مدرسہ ابھی تک قائم ہے اور برابر تشنگان علوم کو سیراب کررہا ہے۔اس جامعہ کا شمار ملک کے بہترین مدارس میں ہوتا ہے۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا صوفی محمد باقر صاحب رحمہ اللہ کے اس چشمہ فیض کو تا نو رنیرین جاری رکھے۔آمین۔(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ:ص ۱۴۰)

استاد پنجاب کی لفظ ''صوفی'' سے رغبت:۔ حضرت العلام مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیرآبادی رحمہ اللہ کی دوسری شادی وزیر آباد میں ہوئی،حضرت حافظ صاحب کی اس زوجہ محترمہ کے بطن سے اللہ تعالی نے آپ کو پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں عنایت فرمائیں ان صاحبزادوں کے نام بالترتیب یہ ہیں:(۱)صوفی حکیم عبدالجبار صاحب،(۲)صوفی ملک عبدالستار صاحب،(۳)صوفی محمد حسین صاحب،(۴)صوفی عبدالرشید صاحب،(۵)صوفی عبدالباسط صاحب۔

آپ کے بیٹے اور پوتے عموماً صوفی کے لقب سے مشہور ہوئے،معلوم نہیں انہیں یہ لقب کب ملا اور کیسے ملا؟
(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ:ص ۱۴۳)

حضرت محدث وزیرآبادی کے صوفی صاحبزادے

(۱)صوفی حکیم عبدالجبار صاحب:۔ یہ حضرت محدث وزیرآبادی رحمہ اللہ کے بڑے صاحبزادے ہیں آپ کو بھی اللہ تعالیٰ نے ناگوں گوں صلاحیتوں سے نوازا تھا،آپ کے بھی ایک ہی لخت جگر تھے جن کا نام صوفی عبداللطیف تھا۔

صوفی عبداللطیف صاحب مجلّی طبیعت رکھتے تھے،مشہور ہے کہ آپ کی وفات سے ایک سال قبل آپ کو خواب آیا کہ جس میں اللہ کی طرف سے اشارہ ہوا کہ تمہاری زندگی کا صرف ایک سال باقی رہ گیا ہے اپنے امور درست کرلو اور معاملات نمٹالو چنانچہ ٹھیک ایک سال بعد آپ انتقال کرگئے۔انا اللہ۔(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ:ص ۱۴۳)

(۲)صوفی عبدالستار:۔ یہ حضرت حافظ صاحب کے دوسرے صاحبزادے ہیں انہوں نے زیادہ عمر نہیں پائی جوانی میں ہی وفات پا گئے۔(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ:ص ۱۴۶)

(۳)صوفی محمد حسین صاحب:۔ یہ حضرت صاحب رحمہ اللہ کے تیسرے صاحبزادے ہیں یہ بہت نڈر اور جوشیلے تھے،انہوں نے ایک انگریز کو قتل کردیا تھا۔(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ:ص ۱۴۷)

(۴)صوفی عبدالرشید:۔ حضرت محدث وزیرآبادی رحمہ اللہ کے اس بیٹے کا نام صوفی عبدالرشید ہے آپ نے انٹرنس کا امتحان پاس کرکے مدرسہ دارالحدیث سیالکوٹ میں اکتساب علم شروع کیا تھا۔آپ نے ۱۹۵۶ء میں وفات پائی۔(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ:ص ۱۴۷)

محترم صوفی عبدالرشید صاحب کو اللہ تعالیٰ نے کثیر اولاد عطاء کی۔آپ کے بارہ بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں صوفی عبدالرشید صاحب نے دو شادیاں کی تھیں آپ کی ساری اولاد دوسری بیوی سے تھی،آپ کے بیٹوں اور بیٹیوں کی تفصیل یہ ہے:

(۱) امان اللہ **صوفی** مرحوم: ان کے دو بیٹے اور ایک بیٹی ہے،بیٹوں کا نام محمد سلیمان اور محمد رضوان ہے۔**(۲)** حامد محمود **صوفی**: ان کے تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں بیٹوں کے نام یہ ہیں طارق **صوفی**،بلال **صوفی**،جبران **صوفی**۔**(۳)** عبدالحفیظ **صوفی** مرحوم: ان کی اولاد نہیں تھی۔

(۴) **خالد محمود صوفی:** انہوں نے اپنے بڑے بھائی امان اللہ مرحوم کی بیوہ کو سہارا دینے کیلئے اس سے نکاح کر لیا تھا ان کی اپنی کوئی اولاد نہیں ہے بس وہی پچھلی اولاد ہی ہے۔(۵) **طارق محمود صوفی:** اولاد نہیں ہے۔(۶) **ناصر محمود صوفی:** ان کے دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں، بیٹوں کے نام یہ ہیں، عبدالمنان، محمد عثمان۔(۷) **طاہر محمود صوفی:** ان کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے، بیٹے کا نام زبیر **صوفی** ہے۔

(۸) **ولی محمود صوفی:** ان کے ۳ بیٹے اور ایک بیٹی ہے بیٹوں کے نام یہ ہیں، جواد محمود، جنید محمود، عمار محمود (یہ خاندان دوسروں کی بہ نسبت زیادہ دینی رجحان رکھتا ہے)۔آپ بیرون ملک بھی رہے آج کل ماڈل ٹاؤن لنک روڈ لاہور میں رہائش پذیر ہیں ابراہیم سنز لمٹیڈ فیروز پور روڈ پر منیجر ہیں۔آپ کے حقیقی ماموں قاضی حمید اللہ آف سیالکوٹ تھے۔(۹) **ارشد محمود صوفی:** ان کے چار بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں، بیٹوں کے نام یہ ہیں مامون، ہارون، عاطف، عاصم۔(۱۰) **عبدالقادر صوفی:** ان کی اولاد نہیں۔(۱۱) **فضل الرحمان صوفی:** ان کی اولاد نہیں۔

(۱۲) **قاسم صوفی:** انکا ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے۔بیٹے کے نام عماد **صوفی** ہے۔(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص ۱۴۹)

(۵) صوفی عبدالباسط: آپ حضرت حافظ صاحب رحمہ اللہ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے ہیں یہ ابھی زیر تعلیم تھے کہ حضرت حافظ صاحب کا انتقال ہو گیا۔(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص ۱۴۹)

نام رسالہ: پندرہ روزہ صحیفہ اہل حدیث کراچی......یکم صفر ۱۴۱۶ھ / جولائی اول ۱۹۹۵ء شمارہ: ۳
مدیر:۔عبدالجبار سلفی......ناشر:۔مرکزی دارالامارت جامعہ ستاریہ اسلامیہ (کراچی)

مستند کتابوں جواز تعویذ کی صورت:۔ ناسمجھ اور ان پڑھ بچوں اور لوگوں کو قرآن وحدیث کی دعاؤں پر مشتمل تعویذ دینا جائز درست ہے جیسا کہ حدیث شریف میں مذکور ہے۔

''ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اذافرع احل كم فى النوم، فليقل: اعوذ بكلمات الله التامات من غضبه و عقابه و شرعباده من همزات الشياطين وا يحصرون فانها لن تضره، وكان عبدالله بن عمر ويعلمها من بلغ من ولده ومن لم يبلغ منهم كتبها فى صك ثم علقها فى عنقه''(راوہ ابوداؤد، والترمذی وللفظ لہ)

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جب تمہارا کوئی شخص سونے کی حالت میں ڈرے تو اسے یہ دعائیہ کلمات پڑھ لینے چاہیے کہ میں اللہ تعالیٰ کے مکمل کلموں کے ساتھ اس کے غضب وغصہ اس کے عقاب وعذاب اور اس کے شریر بندوں اور شیطان وجن اور ان کی مضرت رسائی سے اور انکے حاضر ہونے سے پناہ مانگتا ہوں تو اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان دعائیہ کلمات کو اپنے بالغ وسمجھ دار بچوں کو سکھایا کرتے تھے اور جو بچے نابالغ و ناسمجھ ہوتے تو یہ دعائیہ کلمات لکھ کر ان کے گلے میں ڈال دیا کرتے تھے۔(سنن ابی داؤد اور سنن ترمذی) اس حدیث سے اکثر علماء اہل حدیث وغیرہ نے بچوں کیلئے تعویذ لکھنے لکھوانے اور استعمال کرنے کے جواز کی دلیل لی ہے جیسا کہ عون المعبود شرح سنن ابی داؤد، تحفۃ الاحوذی، شرح سنن، ترمذی، فتاویٰ نذیریہ اور فتاویٰ ثنائیہ وغیرہ میں مذکور ہے۔وہاں تفصیل فتوے اور بیانات ملاحظہ فرمائیں۔(صحیفہ اہل حدیث یکم صفر ۱۴۱۶ھ / جولائی اول ۱۹۹۵ء شمارہ: ۳، ص ۹)

نام رسالہ: پندرہ روزہ صحیفہ اہل حدیث کراچی
یکم رجب المرجب ۱۴۲۴ھ / یکم ستمبر ۲۰۰۳ء: شمارہ ۱۳
مدیر:۔عبدالجبار سلفی......ناشر:۔مرکزی دارالامارت جامعہ ستاریہ اسلامیہ (کراچی)

ٹوپی اور عمامہ کا مستند ثبوت:۔ سوال:۔کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ (۱) عمامہ کون سے رنگ کا استعمال

کرنا سنت ہے۔ کیا عمامہ بغیر ٹوپی کے باندھا جاسکتا ہے۔ یا ٹوپی پر عمامہ یا رومال باندھا جائے؟ اگر رومال یا عمامہ میں سے ٹوپی نظر آجائے تو نماز میں کوئی فرق تو نہیں آئے گا۔

الجواب بعون الوھاب: صورت مسئولہ میں واضع ہو کہ شرعاً عمامہ کسی بھی رنگ کا ہو، باندھنا جائز درست ہے لیکن افضل و بہتر اور مسنون و مستحب سفید اور سیاہ ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ تمہارے بہترین کپڑے سفید رنگ کے ہیں، تمہارے زندوں اور مردوں کیلئے سفید کپڑے بہترین ہیں (مشکوۃ، کتاب اللباس) آپ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے موقع پر مکہ میں داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ موجود تھا (صحیح مسلم وغیرہ) علامہ امام ابن القیم رحمہ اللہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عمامہ کے بارے میں تین حالتیں تحریر کی ہیں۔(۱) صرف عمامہ (۲) ٹوپی پر عمامہ (۳) صرف ٹوپی (زادالمعاد۔ وتحفۃ الاحوذی)

معلوم ہوا ہے کہ تینوں صورتیں جائز بلکہ سنت و مسنون ہیں۔ ٹوپی کا نظر آنا کوئی حرج کی بات نہیں بلکہ خوبصورت انداز سے باندھنا اچھا اور مسنون ہے۔ (صحیفہ اہل حدیث، یکم رجب المرجب ۱۴۲۴ھ / یکم ستمبر ۲۰۰۳: شمارہ ۱۳، ص ۵)

نام کتاب: محمدیات (حصہ سوم)......تالیف: حضرت مولانا محمد جونا گڑھی رحمہ اللہ
ناشر:۔ مکتبہ محمدیہ چک ۱۰۹ چیچہ وطنی (ضلع ساہیوال)

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ ایک مسلم بزرگ:۔ ایک مسلم بزرگ پیر صاحب حضرت شاہ جیلاں رحمہ اللہ کا اس مسئلہ میں فیصلہ سناؤں، آپ اپنی معتبر کتاب ''غنیة الطالبین'' مطبوعہ اسلامیہ لاہور ص ۸۲ ۷ کی سطر ۵ میں لکھتے ہیں ''ویرفع القبر من الارض قدر شبر'' یعنی قبر کو زمین سے ایک بالشت کی مقدار بلند کیا جائے (زیادہ بلند جائز نہیں)۔ (محمدیات حصہ سوم: ص ۲۹)

نام رسالہ: پندرہ روزہ صحیفہ اہل حدیث کراچی......یکم جمادی الاولیٰ ۱۴۲۰ھ / ۱۴ اگست ۱۹۹۹ء شمارہ: ۹
بانی:۔ امام الموحدین حضرت مولانا ابو محمد عبدالوہاب صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ
ناشر:۔ حافظ عبدالرحمٰن سلفی......طابع:۔ خرم پریس آفسٹ پرنٹرز (کراچی)

مشہور اہلحدیث صوفیاء کی خدمات: برصغیر میں جتنے بھی مسلمان آباد تھے وہ عقائد کے اعتبار سے اہلحدیث تھے پھر جب انگریز نے برصغیر میں اپنے قدم جمانے کی کوشش کیں تو سب سے پہلے جن لوگوں نے انگریزوں کے خلاف جدوجہد شروع کی وہ بھی بفضل اللہ اہلحدیث ہی تھے بنگال کا حکمراں نواب سراج الدولہ جو کہ پلاسی کے میدان میں جہاد کا علم اٹھا کر انگریز کے خلاف نکلا تھا اہلحدیث تھا۔ تیتو میر جس نے بنگال کے علاقے میں انگریزوں کو اپنی گوریلا کارروائیوں سے نیچا کر رکھ دیا تھا، اہلحدیث تھا، میسور کا سلطان حیدر اور اسکا شیر دل بیٹا فتح علی ٹیپو سلطان اہلحدیث تھا جنہوں نے شجاعت کے میدانوں میں بہادری کی نئی داستانیں رقم کیں اس سے قبل وہ لوگ جو برصغیر میں تبلیغ دین کا علم اٹھائے ہوئے تھے۔ بالخصوص خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمہ اللہ، خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی رحمہ اللہ، خواجہ بختیار کاکی رحمہ اللہ وغیرہم یہ سب علماء و محدثین کے گروہ کے افراد تھے اور عملی اعتبار سے اہلحدیث تھے ان کی تعلیمات عین وہی تعلیمات ہیں جو کہ محدثین کی تعلیمات ہوتی ہیں۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے پوتے شاہ اسماعیل شہید دہلوی خاندان ولی اللّٰہی کے پہلے فرد تھے جنہوں نے کھلم کھلا اپنے آپکو اہلحدیث کہلوایا اور اس کا پرچار کیا۔

(صحیفہ اہل حدیث یکم جمادی الاولیٰ ۱۴۲۰ھ / ۱۴ اگست ۱۹۹۹ء شمارہ: ۹، ص ۹، ۱۰: کتبہ سعید احمد یوسف زئی)

نام رسالہ: ماہنامہ الاحیاء......نومبر 2011ء ذوالحجہ ۱۴۳۲ھ لاہور
مدیر:۔ سید محمد علی......ناشر:۔ الاحیاء ریسرچ فاؤنڈیشن کلیۃ القرآن الکریم والتربیۃ الاسلامیۃ ادارۃ الاصلاح ٹرسٹ پھول نگر، قصور (پاکستان)

مولانا اثری کا حصول تعلیم (رواداری):۔ مولانا ارشاد الحق اثری رحمہ اللہ کے عصری تعلیم مڈل تک ہے، اس کے بعد دینی تعلیم کے حصول کا شوق دامن گیر ہوا تو لیاقت پور مدرسہ قاسم العلوم میں داخلہ لے لیا۔ یہ مدرسہ دیوبندی فکر کا تھا، اس مدرسہ میں آپ نے دو سال تک تعلیم حاصل کی 1964 میں جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں داخل ہوئے۔ تین سال تک جامعہ سلفیہ میں تعلیم حاصل کی، اس کے بعد مدرسہ تدریس القرآن جھوک کٹو (جو منڈی تاندلیانوالہ کے قریب ایک گاؤں ہے) چلے گئے اس مدرسہ میں بھی ایک سال تک تعلیم حاصل کی۔

(ماہنامہ الاحیاء نومبر 2011ء ذوالحجہ ۱۴۳۲ھ لاہور: ص ۴۹)

نام رسالہ:۔ پندرہ روزہ الارشاد جدید کراچی......جلد: ۴۲......شمارہ: ۲۴-۲۳ (یکم تا ۳۱ دسمبر ۱۹۹۵ء)
مدیر مسئول:۔ شیخ محمد سعید پریس والا......نگران مدیر:۔ حافظ ثناء اللہ ضیاء
ناشر: الارشاد جدید آسن مل اوجھا روڈ کراچی (پاکستان)

شاہ صاحب کے صوفی مشرب والد محترم:۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ نے بجائے سپہ گری کے تصنیف و تالیف کا مشغلہ اپنایا اور تلوار کی بجائے قلم سنبھالا اور قلم کے ذریعہ خلق خدا کی بھلائی اور خدمت انجام دی۔ آپ کا رجحان مذہب کی طرف بہت زیادہ تھا اور اپنا بیشتر وقت مذہبی کتابوں کے مطالعے میں ہی صرف کیا کرتے تھے شاہ عبدالرحیم ایک متقی عالم اور صوفی منش انسان تھے آپ نے فتاویٰ عالمگیری کی تدوین میں بھی حصہ لیا مگر کچھ عرصہ کے بعد اس کام سے دست کش ہو کر مطالعہ اور یاد الٰہی میں مشغول و مصروف ہو گئے شاہ عبدالرحیم نے ہندوستان میں دینی علم کی روشنی پھیلانے کیلئے مدرسہ رحیمیہ کے نام سے ایک عظیم الشان درس گاہ قائم کی جس میں آپ خود طلباء کو درس دیتے تھے۔ (الارشاد جدید: جلد: ۴۲......شمارہ: ۲۴-۲۳، یکم تا ۳۱ دسمبر ۱۹۹۵ء: ص ۲۶)

نام رسالہ: پندرہ روزہ صحیفہ اہل حدیث کراچی......یکم و ۱۶ ربیع الثانی یکم و ۱۶ جمادی الاول ۱۴۱۱ھ مطابق ۲۱ اکتوبر۔ ۵ نومبر ۱۹۹۰ء ۲۵ نومبر۔ ۵ دسمبر: شمارہ:۔ ۷ تا ۱۰
مدیر: عبدالجبار سلفی......ناشر:۔ حافظ عبدالرحمٰن سلفی......طابع:۔ خرم پریس آفسٹ پرنٹرز کراچی (پاکستان)

تعویذ کا احادیث سے ثبوت:۔ سوال (۳):۔ بدعت کیا ہے اگر اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے علاوہ کوئی اور طریقہ بدعت ہے تو تعویذ گنڈے کرنے والوں کے بارے میں کیا خیال ہے۔

جواب (۳): شرعی تعویذ قرآنی آیات یا احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مسنونہ سے جائز ہے جب کہ عبداللہ بن عمرو صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور اس کے علاوہ شرکیہ کفریہ تعویذات حرام ناجائز اور شرک ہیں۔

☆☆☆☆☆

نام رسالہ:۔ محدث (جلد ۶) ذوالقعدہ ۱۳۹۶ھ عدد ۱۱
مجلس التحقیق الاسلامی گارڈن ٹاؤن (لاہور) مدیر اعلیٰ:۔ حافظ عبدالرحمٰن سلفی......ناشر:۔ حافظ عبدالرحمٰن مدنی
: طابع چودھری رشید احمد: مطبع مکتبہ جدید پریس، ۴ شارع فاطمہ جناح لاہور

ادارہ المعارف کی تصوف پر اہم کتابیں:۔ ''کشف المحجوب'' شیخ علی بن عثمان ہجویری رحمہ اللہ، اردو ترجمہ نسخہ سمرقند از ابو الحسنات۔/۲۰ روپے، انگریزی ترجمہ از نکلسن: ۶۰ روپے۔ ''تعرف'' امام ابوبکر کلاباذی رحمہ اللہ ۱۵ روپے۔ ''فتوح الغیب'' شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ ۱۵ روپے۔ ''آداب المریدین'' شیخ ضیاء الدین سہروردی ۱۰ روپے۔ ''انفاس العارفین'' شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ ۲۰ روپے۔ ''الطاف القدس'' ساڑھے ۷ روپے۔ ''خزینۃ الاصفیاء'' مفتی غلام سرور لاہوری ۱۵ روپے (حصہ اول، دوم، سوم، چہارم زیر طبع)۔ ''شمائل رسول صلی اللہ علیہ وسلم'' شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمہ اللہ ساڑھے ۷ روپے۔ ''حدیقۃ الاولیاء'' مفتی غلام سرور لاہوری ۲۴ روپے۔ ''گلزار ابرار'' محمد غوث مانڈوی رحمہ اللہ ۳۶ روپے۔ ''مکتوبات'' خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمہ اللہ ۱۸ روپے۔ ''تصوف اسلام'' عبدالماجد دریا آبادی ۱۰ روپے۔ ''قوس زندگی ابن حلاج'' لوئی، سینیون ساڑھے ۷ روپے۔ ''تذکرہ علی ہجویری رحمہ اللہ'' نسیم چوہدری ۱۵ روپے۔ ''دعوت ارواح'' محمد ارشد قادری ۱۵ روپے۔ معیاری تراجم: آفسٹ۔ عمدہ کاغذ: نفیس جلد۔ (محدث: جلد ۶، ذوالقعدہ ۱۳۹۶ھ عدد ۱۱: ص ۳۴۴)

حدیقۃ الاولیاء کا تعارف: مؤلف: مفتی غلام سرور لاہوری، تعلیقات محمد اقبال مجددی، تقسیم کار ''المعارف'' گنج بخش روڈ لاہور، صفحات: ۳۲۸، طباعت: عمدہ، قیمت ۲۴ روپے۔

مفتی غلام سرور لاہوری (م ۱۸۹۰ء) خطہ لاہور کے بلند پایہ تذکرہ نگار اور مصنف تھے وہ خود سلسلہ سہروردیہ سے منسلک تھے اور صوفیائے کرام کے حالات سے دلچسپی رکھتے تھے ان کی بیس تصانیف میں تین صوفیاء کے تذکرے ہیں۔ ''خزینۃ الاصفیاء'' برصغیر کے صوفیائے کرام کے احوال وسوانح کیلئے بنیادی ماخذ ہے۔ اسی طرح مدینۃ الاولیاء بھی صوفیائے کرام کا عمومی تذکرہ ہے اور زیر نظر حدیقۃ الاولیاء میں بھی ۲۴۴ صوفیائے کرام کے احوال قلم بند کئے گئے ہیں۔ چند ایک صوفیاء کے علاوہ باقی پنجاب سے تعلق رکھتے ہیں۔

حدیقۃ الاولیاء کو صوفیائے کرام کے دوسرے تذکروں کی نسبت اس لیے فوقیت حاصل ہے کہ اس میں پنجاب کے ان مشائخ وصوفیاء کے حالات ملتے ہیں جن کے بارے میں مفتی صاحب سے پہلے کسی تذکرہ نگار نے کچھ نہیں لکھا۔

تذکرہ میں سلطان محمود غزنوی سے لیکر ۱۸۷۵ء تک پنجابی صوفیائے کرام کے حالات آ گئے ہیں۔ مصنف نے ذوق زمانہ کے مطابق سوانحی معلومات کے ساتھ کرامات اور خوارق عادات کا ذکر بھی کیا ہے تاہم بعض مشائخ کے احوال میں ملک کے سیاسی اور سماجی حالات پر بھی روشنی ڈالی ہے۔

حدیقۃ الاولیاء سات حصوں (چمنوں) پر منقسم ہے۔ پہلے چمن میں سلسلہ قادریہ کے صوفیاء کا ذکر ہے دوسرا چمن چشتی صوفیاء کے لئے مختص ہے۔ تیسرے چمن میں نقشبندی مشائخ کا تذکرہ ہے۔ چوتھے چمن میں سہروردی صوفیاء کے احوال ہیں۔ پانچواں چمن مختلف سلاسل کے مشائخ کے ذکر کے لئے مختص ہے۔ چھٹے چمن میں مجاذیب اور مجانین کا ذکر کیا گیا ہے آخری چمن میں صالحات کے بیان میں ہے۔

حدیقۃ الاولیاء کا زیر نظر ایڈیشن جناب محمد اقبال مجددی کی تعلیقات وحواشی سے مزین ہے حاشیہ نگار نے مصنف کے تسامحات درست کیے ہیں، رجال کے حالات کے تمام مستند ماخذوں کی نشاندہی کی ہے اور اگر مصنف سے کسی شخصیت کے حالات میں کوئی بہت اہم پہلو رہ گیا ہے تو حاشیہ میں اس کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے۔

جناب مجددی نے تعلیقات وحواشی لکھنے میں اعلیٰ معیار قائم کیا ہے اور بلاشبہ انکا کام مثالی قرار دیا جاسکتا ہے۔ انہوں نے تذکرہ میں

شامل آٹھ شخصیات کی تحریر کا عکس بھی شامل کیا ہے۔ ان آٹھ شخصیات میں حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ، شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ، شاہ عبدالاحد مجددی رحمہ اللہ اور شاہ محمد غوث رحمہ اللہ لاہوری وغیرہ شامل ہیں۔

کتاب کے آخر میں رجال اور اماکن کا تفصیلی اشاریہ ہے نیز مفید ضمیمے شامل کتاب ہیں۔ جناب محمد اقبال مجددی اور ادارہ ''المعارف'' حدیقۃ الاولیاء کی صوری اور معنوی ہر دو اعتبار سے نفیس اشاعت پر مبارکباد کے مستحق ہیں۔ (ابوشاہد) (محدث: جلد ۶، ذوالقعدہ ۱۳۹۶ھ عدد ۱۱: ص ۳۸۳، ۳۸۴)

ہفت روزہ الاعتصام لاہور (پاکستان) جلد نمبر ۴۴...... جمعۃ المبارک: ۲ ذوالحجہ ۱۴۱۲ھ۔ ۵ جون ۱۹۹۲ء شمارہ: ۲۳

مدیر انتظامی:۔ محمد سلیمان انصاری

حافظ نعیم الحق نعیم:

ذکر اللہ کے فوائد و فضائل

تجھ کو اللہ سے کرے آگاہ — خلوتوں جلوتوں میں ذکر اللہ
ذکر والوں کا تجربہ ہے گواہ — کم زشاہی نہیں ہے ذکر شاہ
ذکر کرتا ہے کام صیقل کا — دور کرتا ہے دل کا زنگ سیاہ
ذکر کرتا ہے تزکیہ دل کا — اور دھوتا ہے جسم و جاں کے گناہ
جھوم اٹھتا ہے قلب سینے میں — ذکر والے جو ڈالتے ہیں نگاہ
ذکر سے ہے کمال انسانی — ذکر سے ہے حیات روحانی
ذکر سے فتح باب سلطانی — انکشاف جہان پنہانی
دل بنے ذکر کے وسیلے سے — مرکز جلوہ ہائے ربانی
ذکر کی روشنی و برکت سے — دل لگے جیسے عرش رحمانی
ذکر ہے وہ سپر کہ جس کے سبب — بے اثر حملہ ہائے شیطانی
ذکر نور و سرور دیتا ہے — لاشعوری دیتا ہے
ذکر مولیٰ کا دل کے موسیٰ کو — جلوہ کوہ طور دیتا ہے
دور کرتا ہے دوریاں دل کی — ذوق و شوق حضور دیتا ہے
ختم کرکے تمام خوفوں کو — خوف یوم النشور دیتا ہے
بند کرکے تمام نغموں کو — نغمہ ہائے زبور دیتا ہے
ذکر دیتا ہے روشنی دل کو — بخش دیتا ہے زندگی دل کو
اس سے اتنی ہوئی شناسائی — سب ہی لگتے ہیں اجنبی دل کو
مٹ گئی ہیں جہالتیں ساری — مل گئی ہے وہ آگہی دل کو
نشہ مے کی اب نہیں حاجت — ذکر دیتا ہے بے خودی دل کو
ذکر مولیٰ میں اک حرارت ہے — گرم رکھتی ہے آگ سی دل کو

(ہفت روزہ الاعتصام: جلد ۴۴، جمعۃ المبارک: ۲ ذوالحجہ ۱۴۱۲ھ۔ ۵ جون ۱۹۹۲ء شمارہ: ۲۳: ص ۲۴، ۲۵)

ہفت روزہ الاعتصام لاہور (پاکستان) جلد نمبر۴۱...... جمعۃ المبارک: ۱۷۔۲۴ ذوالحجہ ۱۴۰۹......۲۱۔۲۸ جون ۱۹۸۹ء شمارہ: ۲۹، ۳۰............ بانی:۔مولانا محمد عطاء اللہ حنیف

حیات حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کا تعارف: مصنف: مولانا عبدالرحمٰن عاجز مالیرکوٹلوی رحمہ اللہ، صفحات: ۵۲۸ صفحات، سنہری پرنٹ کی جلد، کتابت وطباعت عمدہ، ناشر: رحمانیہ دارالکتب امین پور بازار فیصل آباد۔

محترم مولانا عبدالرحمٰن عاجز مالیرکوٹلوی رحمہ اللہ ایک گوشاعر بھی ہیں اور صاحب طرز نثر نگار بھی آپ کے قلم کی نوک پر ہمیشہ خشیت الٰہی، فکر آخرت، دنیا سے بے رغبتی اور زہد و ورع کے مضامین رہتے ہیں۔ شاعری ہو یا نثر ان کا ایک ہی موضوع ہوتا ہے اور وہ ہے فوز وفلاح آخرت کی تدبیر، عملی طور پر بھی نیکی شرافت، زاہدو اتقاء اور خوف الٰہی کا مجسمہ ہیں۔ اپنے دارالکتب سے کتب فروشی کے ذریعے رزق حلال کا اہتمام کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی عمل صالح کی تلقین فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے اعمال حسنہ کو قبول فرمائے۔

زیر نظر کتاب سے پہلے ان کے قلم سے نظم میں جام طہور، صبح صادق اور شعلہ فروزاں جیسے وقیع مجموعہ ہائے کلام شائع ہو چکے ہیں جب کہ نثر میں موت کے سائے، عالم برزخ، شہر خموشاں، دلہن قبر کی آغوش میں، جیسی پند وموعظت سے بھرپور کتب منظر عام پر آ چکی ہیں اور اس پر طرہ یہ کہ اتنا کچھ لکھنے کے باوجود کوئی فخر وخودستائی کا داعیہ نہیں ایسے بے نفس لوگ ہمارے لئے نمونہ عبرت ہیں اور چلتے پھرتے مدرسہ اخلاق اللہ تعالیٰ انہیں عاقبت کی کامرانیاں عطا کرے اور ہمیں بھی ان سے درس زیست لینے کی توفیق عطا فرمائے۔

ان کی تازہ تصنیف، حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کی سیرت وسوانح کا نہایت عبرت افروز مرقع ہے جس میں ان کی اوائل عمر کی لغزشوں سے توبہ کا واقعہ اور عمر بھر کا مکرمہ میں سکونت زہد وتقویٰ کا مجسمہ بن کر اللہ تعالیٰ کے دین کی تبلیغ کرنا اور اپنے آپ کو شریعت کے سانچے میں ڈھال کر پوری زندگی گزار دینا ان کی سیرت کا حیرت انگیز کارنامہ ہے۔ مولانا عاجز صاحب نے اپنے ذوق وعمل کیلئے ایک ایسی ہستی کی سیرت نگاری کا انتخاب کیا ہے جن کا ذکر عام لوگوں کی زبان پر نہیں۔

(ہفت روزہ الاعتصام جلد نمبر۴۱...... جمعۃ المبارک: ۱۷۔۲۴ ذوالحجہ ۱۴۰۹......۲۱۔۲۸ جون ۱۹۸۹ء شمارہ: ۲۹، ۳۰۔ ص: ۴۱)

نام رسالہ: ماہنامہ الاحیاء...... اکتوبر 2011ء لاہور
مدیر:۔سید محمد علی......ناشر:۔الاحیاء ریسرچ فاؤنڈیشن کلیۃ القرآن الکریم والتربیۃ الاسلامیۃ ادارۃ الاصلاح ٹرسٹ پھول نگر، قصور (پاکستان)

راہ سلوک کا ادب شریعت کی روشنی میں

آداب کے لفظی معنی:۔لفظ ادب لغوی اعتبار سے حسن اخلاق اور اوصاف حمیدہ پر بولا جاتا ہے۔ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''انسان میں خیر کی خصلتوں کے جمع ہونے کو ادب کہتے ہیں اور اسی سے کلمہ مأ دبہ وہ کھانا جس پر لوگ جمع ہوتے ہیں۔ (مدارج السالکین: (355/2) امام جرجانی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''التعریفات'' میں ادب کی تعریف کچھ یوں کرتے ہیں۔'' الادب عن معرفة ما عبارة يحترز به عن جميع انواع الخطاء (ص: 29) ادب اس چیز کی معرفت کا نام ہے جس کے ذریعے ہر قسم کی غلطی سے محفوظ رہا جا سکتا ہے۔ لہذا ادب ایک ایسا جامع نام ہے جس کا اطلاق زبان کی درستی، خطابت کے فن، تحسین لفظ، اغلاط سے حفاظت، خیر کی دعوت، بڑوں کی تعظیم، چھوٹوں پہ شفقت اور ہر قسم کے اوصاف حمیدہ پہ ہوتا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ صحیح بخاری کتاب الادب کی شرح میں فرماتے ہیں: ''الادب استعمال ما يحمد قولا و فعلا '' ہر ایسا قول وفعل

جس پہ تعریف کی جائے ادب کہلاتا ہے۔(فتح الباری) (ماہنامہ الاحیاء اکتوبر 2011 لاہور:ص ۱۱)

ادب کی اہمیت:۔ آداب عقل کی زیادتی کا پیش خیمہ ہیں، جس طرح زمین میں دفن ہونے والا دانہ اس کی وقت تک گل گزار نہیں ہوتا جب تک اس کے لئے زمین ہموار نہ ہو، مناسب پانی اور خوراک کا اہتمام نہ ہو۔ بعینہ اسی طرح بغیر ادب کے کوئی عقل عقل سلیم نہیں بن سکتی۔ مسلمان کی زندگی کا کوئی بھی پہلو ادب سے خالی نہیں۔ انسان کے ہر قول و فعل، حرکات و سکنات لیل و نہار گویا ہر گھڑی، ہر لحظہ میں آداب مطلوب مقصود ہیں۔ بہ قول شاعر: یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

آداب نہایت ضروری ہیں:۔ آداب اسلامیہ کا باب اتنا وسیع ہے کہ جس کا حصر ناممکن ہے اور یقیناً یہی وہ خاصہ ہے جس کے ذریعے امت مسلمہ دنیا کی امتوں سے ممتاز ہے۔ محدثین کرام اور فقہائے عظام نے اس میں توسع اختیار کرتے ہوئے لفظ ادب کو " کل ماھو مطلوب سواء کان واجبا او مندوبا " سے تعبیر کیا ہے۔ اسی لیے انہوں نے اپنی کتابوں میں مستقل ابواب قائم کئے ہیں جن میں " آداب الطھارۃ آداب الطعام والشراب آداب النکاح آداب القضاء آداب الفتیاء آداب المشی، آداب النوم، آداب المجالستۃ والمجادلۃ آداب القاضی، آداب المناظرۃ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

دین حنیف زندگی کے ہر پہلو میں آداب کے التزام و اہتمام کو یوں اجاگر کرتا ہے۔" یاایھاالذین امنوا قواانفسکم واھلیکم نارا " "اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور گھر والوں کو جہنم کی آگ سے ڈراؤ۔ (التحریم:۶) (ماہنامہ الاحیاء اکتوبر 2011 لاہور:ص ۱۲)

جناب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں " علموھم وادبوھم " ان کو تعلیم دو اور ادب سکھاؤ۔ مفسر قرآن، حبر الامۃ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے تلمیذ رشید امام مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اوقفوا انفسکم و اھلیکم بتقوی اللہ وادبوھم " (الدر المنثور) اپنے آپ کو اور گھر والوں کو تقویٰ اور ادب سے روشنا کرو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اہمیت و فضیلت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: " ثلاثۃ یوتون اجورھم مرتین ......ورجل کانت لہ امۃ فغذاھا فاحسن غذاء ھاثم ادبھا فاحسن تادیبھا و علّمھا فاحسن تعلیمھا ثم اعتقھا وتزو جھا فلہ اجران "

تین قسم کے لوگ ایسے ہیں جن کو دوگنا اجر ملتا ہے ان میں سے ایک وہ جس نے اپنی لونڈی کی بہترین نشوونما کی۔ اس کو خوب ادب سکھایا اچھی تعلیم دی پھر آزاد کر کے اس کے ساتھ شادی کر لی تو اس کے لئے دوگنا اجر ہے۔ (صحیح بخاری:۹۷) (ماہنامہ الاحیاء اکتوبر 2011 لاہور:ص ۱۲)

قرآن وسنت میں آداب کی چند مثالیں

یوں تو یہ بات علما کی زبان پہ عام ہے " والدین ادب کلہ " دین ہے ہی تمام آداب کا نام، تاہم قرآن وسنت کی روشنی میں اس کی چند مثالیں ملاحظہ فرمایئے:

ابراہیم علیہ السلام کا ادب:۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اللہ تعالی کے ساتھ کمال ادب کا نمونہ ان آیات میں ظاہر ہے:

" الذی خلقنی فھو یھدین، والذی ھو یطعمنی ویسقین، واذا مرضت فھو یشفین " (الشعراء:۸۰۔۷۸)

اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے مجھے پیدا کیا پس وہی مجھے ہدایت عطا فرماتا ہے وہ ذات ہے جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہو جاتا ہوں تو وہی مجھے شفا عطا کرتا ہے۔

ہدایت، طعام وشراب اور شفا جیسی عظیم نعمتوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا لیکن بیماری کی نسبت اپنی طرف کی۔

(ماہنامہ الاحیاء اکتوبر 2011 لاہور:ص ۱۲،۱۳)

حضرت خضر علیہ السلام کا ادب:۔ خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہونیوالے واقعات کی خبر دیتے ہوئے فرمایا کہ گرتی

دیوار کو سیدھا کرنے کا مقصد یہ تھا:''فاراد ربك ان يبلغا اشدهما ويستخرجا كنزهما'' (الکھف:۸۲)

تیرے رب نے ارادہ کیا کہ یتیم بچے جوانی کو پہنچ کر اپنا مدفون خزانہ نکال لیں۔لیکن جب کشتی کے توڑنے کی بات آئی تو یہ فرمایا کہ تیرے رب کا ارادہ تھا، بلکہ فرمایا:''فاردت ان اعيبها''میں نے چاہا اس میں عیب پیدا کر دوں۔لفظ عیب کو اپنی طرف منسوب کیا اور اچھی چیزوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا۔(ماہنامہ الاحیاء اکتوبر 2011 لاہور:ص ۱۳)

حضرت یوسف علیہ السلام کا ادب:۔ یوسف علیہ السلام کے اپنے والدین اور بھائیوں کے ساتھ کمال ادب کی جھلک اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ہے:''وقد احسن بی اذاخرجنی من السجن''اللہ عزوجل نے مجھ پہ بہت احسان کیا جب اس نے مجھے جیل سے نکالا۔(یوسف ۱۰۰)

حالانکہ یوسف علیہ السلام جیل سے قبل اندھیرے کنویں سے نکلے تھے لیکن یہ نہیں کہا کہ جس نے مجھے کنویں سے نکالا کیونکہ اسوقت ان کو کنویں میں پھینکنے والے بھائی ان کے سامنے کھڑے تھے کہ یہ کلمہ ان کی دل آزاری کا سبب بنے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انداز ادب:۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعہ معراج کے تذکرہ میں ارشاد خداوندی ہے:''ما زاغ البصر وما طغی''آنکھ ٹیڑھی ہوئی نہ سرکش۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم رب عزوجل کے حضور اتنے ادب واحترام سے تشریف فرما ہوئے کہ نظر امام المنظور ہے۔آپ نے دائیں بائیں جھانکنے کی جسارت تک نہیں کی۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نماز میں آسمان کی طرف نظر اٹھانیکی ممانعت اور رکوع وسجود میں قرآن مجید کی تلاوت کی ممانعت والی احادیث کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں:''نماز کے کمال ادب میں سے ہے کہ نمازی اللہ تعالیٰ کے سامنے نظر جھکا کر کھڑا ہو اور اپنی نظر کو بلند نہ کرے، کیونکہ وہ مالک الملوک سبحانہ وتعالیٰ کے سامنے کھڑا ہے، جب دنیاوی سلطان و بادشاہ کے سامنے لوگ اپنی نظریں نہیں اٹھاتے تو وہ ذات تو بادشاہوں کا بادشاہ ہے جو اس کے زیادہ لائق ہے۔

نیز فرماتے ہیں:''رکوع وسجود میں قرآن مجید کی قرات کی ممانعت اس لیے ہے کہ یہ کلام الٰہی کا ادب ہے۔حالت رکوع وسجود چونکہ ذل وانخفاض (پستی) کی صورتیں ہیں اور کلام رحمان عزوجل ارفع واعلیٰ ہے،لہذا ادب کا مقام ہے کہ ان دو حالتوں میں قرآن مجید نہ پڑھا جائے۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ شعبہ حفظ کے بعض اساتذہ بچوں کو بطور سزا کان پکڑوا کر سبق یاد کرواتے ہیں جو آداب قرآن کے بالکل منافی ہے۔

حالت نماز میں رب العالمین کے سامنے ہاتھ باندھنے اور سکون واطمینان سے کھڑا ہونے کا نام بھی ادب ہے۔''الذين هم على صلاتهم دائمون''

کی شرح میں بعض مفسرین لکھتے ہیں:المحافظة على سكون الاطراف وطمانينة الجوارح''جسم کے تمام اعضاء کی سکونت کو اختیار کیے رکھنے کا نام دوام ہے۔

سورہ لقمان میں لقمان علیہ السلام کا اپنے بیٹے کو ادب سکھانا رہتی دنیا تک کے لئے قرآن مجید کے الفاظ بن کر رہ گیا ہے جس کی تلاوت عبادت وثواب کے ساتھ ریاضت بھی شمار ہوتی ہے۔

آداب کی اہمیت اہل اللہ کی روشنی میں

امام العلماء جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:ان لهدى الصالح والسمت والاقتصاد وجزء من خمسة و عشرين جزأ من النبوة (ابوداؤد:۴۷۷۸) نیک چال چلن،حسن سیرت اور درمیانہ روی نبوت کا پچیسواں حصہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور ادب کی اہمیت:۔ جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ادب کو علم سے

پہلے حاصل کرو یہ عقل کو زیادہ کرتا ہے، وحشت کا بہترین ساتھی اور انسان کے اچھا ہونے کی دلیل ہے۔

حضرت ابراہیم النخعی اور ادب کی اہمیت:۔ حضرت ابراہیم النخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

کسی سے علم سیکھنے سے قبل ہم اس کی عادات حرکات وسکنات اور احوال کو دیکھتے پھر علم حاصل کرتے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک اور ادب کا مقام:۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''الادب قبل العلم'' ادب علم سے پہلے ہے۔ نیز فرماتے ہیں:

آدمی اس وقت تک علم حاصل نہیں کرسکتا جب تک آداب اسلامیہ سے خود کو مزین نہ کرے۔

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ جس نے خالق کائنات کا ادب سیکھ لیا وہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا حقدار بن گیا۔

''ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں''

ابوعبداللہ البلخی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''ادب العلم اکثر من العلم''، علم کا ادب علم سے زیادہ ہے۔

بعض مؤرخین لکھتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی مجلس میں پانچ ہزار کے قریب تلامذہ اور لوگ ہوتے، جن میں سے پانچ سو، احادیث لکھا کرتے اور باقی سب حسن ادب سیکھنے کے لئے حاضر ہوتے تھے۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں! اپنے استاد محترم کے ادب واحترام کی وجہ سے مجھے ان کے سامنے ایک گھونٹ پانی پینے کی ہمت بھی نہیں ہوتی۔

محترم قارئین! کسی نے کیا خوب ان باتوں کی ترجمانی دو پیراؤں میں کی ہے:

باادب بانصیب بےادب بےنصیب (ماہنامہ الاحیاء اکتوبر 2011 لاہور: ص ۱۳ تا ۱۵)

آداب اسلامی کے اہم ترین موضوع:۔ اگرچہ موضوع اتنا مفصل ہے کہ سمندر کو کوزے میں بند کرنے کا متقاضی ہے تاہم چند اہم آداب کی طرف اشارہ " لایوجد کله لایترك كله " کے قاعدہ کے تحت پیش نظر ہے۔

انفرادیت واجتماعیت میں اللہ الحکم الحاکمین کا ادب، کلام الٰہی کا ادب، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آداب، انبیاء وصالحین کے آداب، اہل علم اور آئمہ دین کا ادب، مساجد کے آداب، والدین کے آداب، ہمسایہ اور ساتھیوں کے آداب، عبادات و معاملات میں، اقامت سفر، معاشرت، نیند و بیداری، اکل وشرب کلام وخاموشی، غمی وخوشی، سلام واستیذان، مجالس وتحدیث، مذاق ومزاح، چھینک اور اس کا جواب، قیام و قعود، صغیر وکبیر، غنائت وفقر، عالم وجاہل وغیرہ کے آداب۔

محترم قارئین! اس حقیقت سے انکار نہیں کہ اس کا شمار ناممکن ہے تاہم عملی زندگی میں دین اسلام کا اثر اگر کسی پہ ظاہر ہوسکتا ہے تو انہی اخلاق وآداب کو اپنی زندگی میں اتارنے کے ساتھ ہی ممکن ہے۔

شیخ عبدالرحمٰن معلّمی رحمہ اللہ امت محمدیہ کے زوال کے اسباب میں ترک آداب اسلامیہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں رقمطراز ہیں:

آداب اسلامیہ ان تمام امراض کا علاج واحد ہے ان میں سے اکثر آداب انسانی نفس پہ انتہائی آسان ہیں اور جب انسان ان پہ عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے تو یہ اور آسان ہوجاتے ہیں ممکن ہے بلکہ عین ممکن ہے کہ کچھ ہی عرصہ میں ایسا شخص اہل دنیا کے لئے قدوۃ اور نمونہ بن جائے۔ ان آداب سے خود کو مزین کرنے سے دل منور اور انشراح صدر ہوتا ہے نفس میں طمانیت اور یقین میں پختگی آتی ہے انسان کے اعمال درست ہوجاتے ہیں اور انسانی بیماریوں کا علاج ممکن ہوتا ہے۔ اللہ تعالی ہمیں ان اخلاق وآداب جمیلہ کو اپنانے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

آداب کے متعلق چند تالیفات وتصنیفات:۔ آداب اسلامیہ کے موضوع پر لکھی گئی کتابیں دو طرح کی ہیں:

(۱) جن کتابوں کو خاص آداب کے موضوع پہ جمع کیا گیا ہے ان میں امام ماوردی رحمہ اللہ کی کتاب ''ادب الدنیا والدین'' ابن

عبدالقوی کا منظومۃ ”الادب والاداب“ ابن مفلح رحمہ اللہ کی تصنیف ”الادب الشرعیۃ“ اوراس موضوع کا بہترین منظومہ مع شرح محمد بن احمد السفار کا ”غذاء الالباب شرح منظمۃ الادب“ بہت مشہور ہیں۔

(۲) جن کتابوں میں مخصوص آداب کے متعلق بحث ہوتی ہے ان میں امام بخاری رحمہ اللہ کی ”الادب المفرد ابن جماعۃ کی تذکرۃ السامع والمتکم فی آداب العالم والمتعلم“ خطیب بغدادی رحمہ اللہ کی کتاب ”الجامع الاخلاق الراوی و آداب السامع، امام سمعانی رحمہ اللہ کی ادب الاملاء والاستملا“ سرفہرست ہیں۔

اس ضمن وہ انفرادی کتابیں بھی ہیں جن میں صرف ایک ناحیہ سے بحث ہوتی ہے جیسے امام سیوطی رحمہ اللہ کے آداب الفتیا، امام الھیثمی رحمہ اللہ کی آداب الاطفال اور آداب البحث والمناظرۃ، امام السلمی رحمہ اللہ کی آداب الحصبۃ اور فقہاء کی کتابوں میں ادب کے مختلف ابواب وغیرہ۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو ان آداب واخلاق کو اپنا کر اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔آمین۔

مولانا محمد اسحاق بھٹی جماعت اہلحدیث کا عظیم سرمایہ:۔ مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ کی ذات محتاج تعارف نہیں، آپ بلند پایہ عالم دین، مؤرخ صحافی، ادیب، نقاد، مبصر اور دانشور ہیں، سوانح اور تذکرہ نگاری میں انہیں کمال حاصل ہے اپنے مسلک اہلحدیث میں بہت زیادہ متشدد ہیں۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملے میں معمولی سی مداہنت برداشت نہیں کرتے۔تاریخ پر ان کا مطالعہ وسیع ہے ٹھوس اور قیمتی مطالعہ ان کا سرمایہ علم ہے تاریخ اہل حدیث پر بھی ان کا مطالعہ بہت زیادہ ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو حافظہ کی غیر معمولی نعمت سے نوازا ہے علمائے اہلحدیث کے بے شمار واقعات انہیں یاد ہیں۔برصغیر (پاک ہند) کی دینی، علمی، قومی، ملی اور ادبی وسیاسی تحریکات کے قیام اور ان کے پس منظر سے پوری طرح واقف ہیں۔دینی تعلیم جن اساتذہ کرام سے حاصل کی، ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ، حضرت العلام حافظ محمد محدث گوندلوی رحمہ اللہ، شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ۔

بھٹی صاحب جن اخبارات ورسائل کے مدیر رہے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

ہفت روزہ الاعتصام لاہور ہفت روزہ توحید لاہور، روزنامہ امروز لاہور اور روزنامہ پاکستان لاہور کے کالم نویس بھی رہے۔بھٹی صاحب ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور میں ریسرچ فیلو بھی رہے اور اس ادارہ سے آپ کا تعلق سال رہا۔

تصانیف: بھٹی صاحب کثیر التصانیف مصنف ہیں، ان کی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ تصانیف کی فہرست درج ذیل ہے:

الفہرست محمد بن اسحاق بن ندیم بغدادی (وفات 391ھ) کی عربی تصنیف کا اردو ترجمہ برصغیر پاک و ہند میں علم فقہ، فقہائے ہند (10 جلد) پہلی صدی ہجری سے 13ویں صدی ہجری تک کے علماء وفقہا کے حالات زندگی اور ان کی علمی و دینی خدمات کا تذکرہ، برصغیر میں اسلام کے اولین نقوش، ارمغان حنیف (مولانا محمد حنیف ندوی کے حالات) بھٹی صاحب نے دائرۃ معارف اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی قرآن مجید سے متعلق جو علمی وتحقیقی مقالات تحریر فرمائے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

جمع وتدوین قرآن، فضائل قرآن، واقعات وقصص القرآن، مضامین قرآن، اعجاز قرآن، یہ پانچوں مقالات 1976ء میں شائع ہوئے، لسان القرآن (جلد سوم)، چہرہ نبوت قرآن کے آئینہ میں، میاں فضل حق اور ان کی خدمات، نقوش عظمت رفتہ، بزم ارجمنداں، کاروان سلف، قافلہ حدیث، اسلام کی بیٹیاں، برصغیر میں اہلحدیث کی آمد، لشکر امامہ کی روانگی، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، ترجمہ ریاض الصالحین، امام نووی، ارمغان حدیث، تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری، سوانح صوفی محمد عبداللہ (ماموں کانجن)، میاں عبدالعزیز مالوڈا، برصغیر کے اہل حدیث ہفت اقلیم، آثار ماضی، محفل دانشمنداں، گلستان حدیث، سوانح شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ، سوانح مولانا غلام رسول آف

قلعہ میہاں سنگھ، گزرگئی گزراں (بھٹی صاحب کی خونوشت سوانح حیات) درج ذیل کتابیں ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور نے شائع کیں، بھٹی صاحب نے ان کتابوں پر مقدمات اورتقریظات وغیرہ لکھیں:

اردو نثر کے ارتقا میں علما کا حصہ تصنیف ڈاکٹر محمد ایوب قادری رحمہ اللہ، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اوران کی خدمات تصنیف ڈاکٹر ثریا ڈار صاحبہ رحمہما اللہ، شروع صحیح بخاری تصنیف غزالہ حامد بنت پروفیسر عبدالقیوم رحمہ اللہ، پیغمبر انسانی صلی اللہ علیہ وسلم، تصنیف مولانا شاہ محمد جعفر پھلواروی رحمہ اللہ، فقہ عمر رضی اللہ عنہ ترجمہ مولوی ابو یحییٰ امام خان نوشہروی رحمہ اللہ۔

بھٹی صاحب کا عزم: مولانا بھٹی صاحب اپنی تصنیف دبستان حدیث میں رقمطراز ہیں: عمل وحرکت کے مختلف میدانوں میں برصغیر کے اہل حدیث علماء نے جو خدمات سرانجام دی ہیں اور دے رہے ہیں وہ نہایت قابل قدر ہیں۔ اگر اللہ نے توفیق دی اور صحت وعافیت کی نعمت سے نوازے رکھا نیز قلم وقرطاس سے رابطہ رہا تو اپنے اہل علم کی مساعی کو نمایاں کرنے کے لئے ان شاء اللہ ہمیشہ کوشاں رہوں گا اوران کے زریں کارناموں کو تاریخ کی لڑیوں میں پرونے کی جدوجہد کو اپنا معمول حیات قرار دیئے رکھوں گا۔ (ص:24) (ماہنامہ الاحیاء اکتوبر 2011 لاہور: ص ۴۳، ۴۶)

نام کتاب: آفات نظر اورانکا علاج ......تالیف:۔ ارشادالحق اثری:۔ ناشر:۔ ادارۃ العلوم الاثریہ، منٹگمری بازار فیصل آباد...... مطبع:۔ انٹرنیشنل دارالسلام پرنٹنگ پریس، 36 لوئر مال لاہور

گستاخ وبے ادب اور ہاتف غیبی کا کلام: ''قل اریتم ان اصبح ماؤکم غورا فمن یاتیکم بمآء معین''

آپ کہہ دیجئے کہ بھلا یہ بتلاؤ اگر تمہارا پانی غائب ہو جائے تو کون ہے جو تمہارا (چشمے کا) پانی لے آئے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ایک نادان حکیم نے یہ آیت سنی تو کہنے لگا اگر ایسا اتفاق ہو جائے تو ہم پھاؤڑے اور کدال کی مدد سے پانی زمین سے نکال لیں گے۔ یہ بات کہنی تھی کہ سیاہ موتیا اس کے آنکھ میں اتر آیا اور بینائی جاتی رہی اور پردہ غیب سے اس سے نے یہ آواز سنی کہ پہلے یہ سیاہ (موتیا) اپنی آنکھ سے دور کرو اور بینائی کا سفید پانی اس کی جگہ لے آؤ پھر زمین سے کنواں یا چشمہ، کھود کر پانی نکالنا (عزیزی) (آفات نظر اوران کا علاج: ص ۱۸)

شاعر نے اسی معنی میں کہا ہے ؎

لاکھ چاہا کہ کروں ضبط، نہ رووں لیکن چشمہ سے آہی گئے آنسو باہر

ولی اللہ بنانے کا اہم راز نظروں کی حفاظت

حفاظت نظر کی حکمت:۔ بے حیائی اور منکرات کے ارتکاب اوراس کے محرکات کا ایک بڑا سبب چونکہ یہی آنکھ ہے اس لئے آنکھ کی حفاظت اور اسے نیچا رکھنے کا جو حکم نماز میں عبادت تھا نماز کے علاوہ دیگر اوقات میں بھی اس کی حفاظت کا حکم فرمایا چنانچہ اللہ سبحانہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:" قل للمومنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم " (النور:۳۰) مومنوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کریں۔ شرمگاہ کی حفاظت کے حکم سے پہلے آنکھوں کو بچار کر رکھنے کا حکم اس بات کی طرف واضح اشارہ ہے کہ بدکاری اور بے حیائی کا بنیادی سبب یہی آنکھ بنتی ہے۔ یہ اگر محفوظ رہے گی تو حتی الامکان انسان شرمگاہ کے گناہ سے بھی بچا رہے گا۔ یہی حکم اللہ تعالیٰ نے مومنہ عورتوں کو بھی دیا فرمایا:" قل للمومنات یغضن من ابصارھن یحفظن فروجھنّ "

ایماندار عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔

اللہ سبحانہ کا حکیمانہ انداز: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا یہ حکیمانہ انداز ہے کہ برائی کے خاتمہ کیلئے اس کے اسباب وعوامل کو بھی ختم کرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ شراب سے منع فرمایا تو اوائل میں ان برتنوں کے استعمال سے بھی روک دیا گیا جن میں یہ تیار کی جاتی تھی۔ قتل ناحق ہی سے نہیں روکا بلکہ قتل پر

اعانت، اشارہ قتل، سر عام ننگی تلواروں اور اسلحہ کی نمائش کی بھی سختی سے ممانعت فرمائی۔ اختلاف وانتشار، لڑائی جھگڑا اور قطع تعلق ہی سے منع نہیں فرمایا بلکہ گالی گلوچ دینے، طعن وملامت کرنے، تنابز بالالقاب، بغض وحسد وعناد اور غیظ وغضب سے بھی روک دیا جو عموماً لڑائی جھگڑے اور اختلاف کا سبب بنتے ہیں اسی طرح زنا اور بدکاری سے ہی منع نہیں فرمایا بلکہ غیر محرم کو دیکھنے تنہائی میں اس کے ساتھ بیٹھنے کا سفر کرنے، نرم لہجے میں بات چیت کرنے، بناؤ سنگار اور زیب وزینت اختیار کر کے باہر نکلنے مٹک مٹک کر چلنے سے بھی منع فرمایا تا کہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔

آنکھ دل کا آئینہ ہے:۔ اسی طرح بدکاری سے بچنے کا ایک طریقہ یہی آنکھوں کو نیچا رکھنے کا ہے جس کا اس آیت میں حکم ہے۔ آنکھ دل کا آئینہ ہے جب آئینہ الٹا کر دیا جائے گا تو دل غیر محرم کے عکس اور تصور سے محفوظ رہے گا۔ (عزیزی)۔ (آفات نظر اوران کا علاج: ص ۳۱،۳۲)

غیر محرم کو دیکھنے کی ممانعت: حضرت فضل بن عباس رضی اللہ فرماتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے دوران میں منیٰ آتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر تھا کہ راستے میں ایک دیہاتی کو دیکھا جو اپنے ساتھ اپنی خوبصورت بیٹی کو لیکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے نکاح کر لیں۔ میں نے اس لڑکی کی طرف دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا چہرہ ٹھوڑی سے پکڑ کر دوسری طرف پھیر دیا۔ (ابویعلی وغیرہ) نتیجہ بالکل واضح ہے اگر غیر محرم کی طرف دیکھنا جائز ہوتا تو آپ فضل ابن عباس رضی اللہ عنہ کو اس لڑکی کی طرف دیکھنے سے عملاً منع نہ فرماتے۔ اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" كتب على ابن آدم نصيبه الزنا فهو مدرك ذلك لا محالة العينان زنا هما النظر والا ذنان زنا هما الا ستماع واللسان زناه الكلام واليد زنا ها البطش والرجل زناها الخطى والقلب يهوى ويتمنى ويصدّق ذلك الفرج اويكذبه "

آدم کے بیٹے پر اس کے زنا کا حصہ لکھا گیا ہے جسے وہ لامحالہ پہنچے گا۔ آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے، کانوں کا زنا سننا ہے، زبان کا زنا کلام کرنا ہے، ہاتھ کا زنا پکڑنا اور پاؤں کا زنا چلنا ہے اور دل آرزو اور تمنا کرتا ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔ (بخاری، ابوداؤد، نسائی) (عزیزی)۔ (آفات نظر اوران کا علاج: ص ۳۲)

اچانک نگاہ سے بھی احتراز: حضرت جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ' سالت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن نظر الفجاءة فقال: اصرف بصرك "(مسلم، ابوداؤد، ترمذی) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اچانک نظر پڑ جانے کے بارے میں سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی نگاہ پھیرلو۔

اس لئے چاہیے کہ جب کبھی نظر اچانک کسی غیر محرم پر پڑ جائے تو اس کی طرف سے فی الفور نگاہ پھیر لے۔ پہلی نظر تو معاف ہے اس کے بعد لذت نظر کیلئے یہ حرکت گناہ اور قابل گرفت ہے۔ (عزیزی)۔ (آفات نظر اوران کا علاج: ص ۳۳)

قریب البلوغ سے بھی اجتناب: غیر محرم بالغہ عورت کو دیکھنا تو کجا امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو ابھی کم سن ہیں اور انہیں حیض نہیں آیا اگر ان کی طرف دیکھنے کو دل چاہے تو انہیں بھی دیکھنے سے اجتناب کیا جائے۔ اسی طرح امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ لونڈیاں جو مکہ مکرمہ میں فروخت ہونے کیلئے لائی جاتی ہیں ان کو خریدنے کا ارادہ نہ ہو تو انہیں دیکھنا بھی حرام ہے۔ (بخاری مع الفتح: ص ۷ ج ۱۱)

جس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں ہمارے اسلاف رحمہم اللہ اس مسئلے میں کس قدر محتاط تھے، مگر آج ہم کتنے بے حجاب ثابت ہوئے ہیں۔

(عزیزی بحوالہ آفات نظر اوران کا علاج: ص ۳۳)

نامحرم کے لباس سے بھی اجتناب: امام العلاء بن زید بصری رحمہ اللہ کا شمار تابعین میں ہوتا ہے نہایت عابد اور زاہد تھے حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے انہیں "كان ربانيا تقيا قانتا لله بكاءً من خشية الله " کے القاب سے یاد کیا ہے۔ (السیر: ص ۲۰۲ ج ۴) امام عبداللہ بن احمد نے انہی کا قول ذکر کیا ہے۔" لا تبع بصرك ردآ المراةفان النظر يجعل شهوة فى القلب " (كتاب الزهد: ص ۲۵۵، الحلية: ص ۲۴۴ ج ۲ وغیرہ)

اپنی نگاہ عورت کی چادر پر مت ڈالو کیونکہ یہ نظر دل میں شہوت پیدا کرتی ہے۔

زمانہ خیرالقرون میں بے حجابی کا دور دورہ تھا نہ ہی زیب وزینت کی نمائش کا رجحان تھا مگر اس کے باوجود امام العلاء رحمہ اللہ کا فرمان باعث عبرت ہے مگر آج کے پرفتن دور میں جبکہ عریانی وفحاشی پورے عروج پر ہے ان حالات میں عورتوں کا زرق برق لباس پہن کر گھر سے باہر آنا مردوں کا ان کی طرف دیکھنا جس قدر برے انجام کا سبب بنا ہوا ہے وہ سب پر عیاں ہے۔ جس سے شیخ علاء رحمہ اللہ کے قول کی صداقت ثابت ہوتی ہے۔ (آفات نظر اوران کا علاج :ص ۳۳،۳۴)

شیطان کا دھوکہ اور شیخ الطائفہ کا فرمان: بعض حضرات بڑی بے تکلفی سے کہتے ہیں کہ اصل معاملہ دل کا ہے آنکھ کا نہیں، دل صاف ہونا چاہئے یوں وہ بڑی ہوشیاری سے اپنی پارسائی کا اظہار کرتے ہیں مگر یہ محض شیطانی جھانسہ ہے۔ شیخ الطائفہ حضرت عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے ایسے ہی کٹ حجت کے بارے میں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمانداروں کو نگاہ نیچی رکھنے کا حکم فرمایا ہے اور اسی کو ان کے لئے زیادہ پاکیزگی اور صفائی کا باعث قرار دیا ہے مگر اس کے برعکس جو یہ کہتا ہے کہ نظر پاک صاف ہے تو وہ قرآن پاک کی تکذیب کرتا ہے (غنیۃ الطالبین :ص ۳۶ ج ۱)

اس لئے یہ محض شیطانی وسوسہ ہے جو انسان کو لذت نظر میں مبتلا کرنا چاہتا ہے۔ (آفات نظر اوران کا علاج :ص ۳۴)

غض بصر کا اجر: نظر بازی کا دل پر اثر تیر سے کم تر نہیں، اس سے بڑے بڑے فتنے جنم لیتے ہیں امن وسکون برباد ہو جاتا ہے، عزت و عصمت خاک میں مل جاتی ہے۔ اخلاق حسنہ کا جنازہ نکل جاتا ہے معاشرے کو برباد کرنے میں اس کا وہی کردار ہے جو خشک گھاس کو دیا سلائی دکھانے سے رونما ہوتا ہے۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غض بصر کی تاکید فرمائی اور نظر کی حفاظت کرنے والے کو بشارت دی چنانچہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: '' اكفلوا لي ستا اكفل لكم الجنة اذا حدث احدكم فلا يكذب واذا ؤتمن فلا يخن واذاوعدا فلايخلف وغضوا بصاركم وكفوا ايديكم واحفظوفروجكم ''

تم مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دے دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ جب کوئی بات کرے تو جھوٹ نہ بولے، جب امین بنایا جائے تو خیانت نہ کرے، جب وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی نہ کرے، اپنی آنکھوں کو نیچا رکھو اور اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرو، یہی روایت مسند امام احمد اور صحیح ابن حبان میں حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

اہل اللہ کی نظر میں حفاظت نظر کے کمالات : ۔غض بصر کے حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے متعدد فوائد ذکر کیے ہیں ہم یہاں اس کا خلاصہ جزوی ترمیم کے ساتھ ذکر کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

۱۔غض بصر سے انسان کا دل ''حسرت ویاس'' کی تکلیف سے محفوظ رہتا ہے۔

۲۔غض بصر سے دل میں نور اور عبادت میں سرور پیدا ہوتا ہے۔

۳۔محرمات سے غض بصر میں نور بصیرت پیدا ہوتا ہے جس کی بدولت صحیح فراست کا ملکہ حاصل ہوتا ہے، شیخ شجاع الکرمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ''من عمر ظاهره باتباع السنة و باطنه بدوام المراقبة و غض بصره عن المحارم و كف نفسه عن الشهوات واكل من الحلال لم تخطى فراسته '' کہ جو اپنے ظاہر سے سنت کی تابعداری کرتا ہے اور باطن میں مراقبہ کا اہتمام کرتا ہے محرمات سے نگاہ بچا کر رکھتا ہے۔ نفس کو شہوات سے روکتا اور حلال کھاتا ہے اس کی فراست کبھی غلط نہیں ہوتی۔

گویا غض بصر کے عوض اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے بندے کو نور بصیرت عطا فرماتے ہیں۔ شیخ ابوالحسن الوراق رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

'' من غض بصره عن محرم اورثه الله بذلك حكمة على لسانه يهدي بها سامعوه ومن غض بصره عن شبهة نور الله قلبه بنور يهتدي به الى طريق مرضاته'' (ذم الهوى: ص ۱۱۷)

یعنی جو کوئی اپنی نگاہ کو محرمات سے بچاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی زبان پر حکمت و دانائی کی باتیں جاری کر دیتے ہیں جس سے سننے والے ہدایت پاتے ہیں اور جو کوئی مشتبہات سے آنکھیں بند کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو نور سے منور کر دیتے ہیں جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی

مرضیات کے راستے معلوم کر لیتا ہے۔(آفات نظر اوران کا علاج:ص۳۹)

۴۔دل کے اسی نور سے علم کے دروازے کھل جاتے ہیں علم کا حصول آسان ہو جاتا ہے کیونکہ علم نور ہے دل بھی نور سے منور ہو تو اس کا حصول آسان تر ہو جاتا ہے اوراشیاء کی حقیقتیں منکشف ہونے لگتی ہیں۔(آفات نظر اوران کا علاج:ص۳۹)

۵۔غض بصر سے دل شہوات کا اسیر نہیں ہوتا آنکھوں کو کھلا چھوڑ دیا جائے تو دل شہوات وخواہشات کا شکار ہو کر رہ جاتا ہے جس کے نتیجہ میں اکثر و بیشتر انسان دنیا وآخرت میں ذلیل ورسوا ہو کر رہتا ہے۔(آفات نظر اوران کا علاج:ص۴۰)

۶۔غض بصر سے انسان جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازے سے محفوظ ہو جاتا ہے کیونکہ جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ احکام شریعت کی پابندی ہے مگر جو شخص محرمات کی پرواہ نہیں کرتا اور شریعت کے حجاب کو توڑ دیتا ہے وہ جہنم کے راستے پر چل نکلتا ہے نظر بازی کا مریض چونکہ نت نئے دن حسن و جمال کے پیکر کا متلاشی ہوتا ہے جس کے نتیجہ میں وہ گناہ سے محفوظ نہیں رہتا یوں وہ دن بدن جہنم کے قریب اور جنت سے دور ہوتا چلا جاتا ہے جبکہ نظر کی حفاظت کرنے والا عموماً اس سے محفوظ رہتا ہے۔

۷۔غض بصر عقلمندی کی، جبکہ نظر بازی حماقت اور بیوقوفی کی علامت ہے کیونکہ عقلمند ہمیشہ عواقب پر نظر رکھتا ہے اگر نظر بازی کا مرتکب اپنے انجام سے خبر دار ہوتا تو وہ اس حماقت کا ارتکاب ہی نہ کرتا۔

۸۔غض بصر سے انسان عشق کے نشہ نیز غفلت اور بے پرواہی سے محفوظ رہتا ہے۔کیونکہ نظر بازی انسان کو اللہ تعالیٰ اور آخرت سے غافل کرتی ہے اور عشق کے نشہ میں مست کر دیتی ہے۔اس حقیقت کو یوں سمجھئے کہ کسی غیر محرم کی طرف دیکھنا ایسا ہے جیسے شراب کا پیالہ، عشق اس شراب کا نشہ ہے۔عشق کا نشہ شراب کے نشہ سے زیادہ خطرناک اور مہلک ہے کیونکہ شراب کے نشہ سے تو جان چھوٹ جاتی ہے مگر عشق کا نشہ جان لیوا ثابت ہوتا ہے۔

۹۔غض بصر اللہ تعالیٰ کی محبت کا ذریعہ ہے، حسن بن مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔" غض البصر عن محارم الله یورث حب الله "

محرمات سے آنکھیں نیچی کر لینا اللہ تعالیٰ کی محبت کا باعث ہے۔

۱۰۔غض بصر سے دل مضبوط ہوتا ہے اور اپنے آپ میں اعتماد کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔جبکہ نظر بازی کا مرتکب بزدل اور گناہ کی بناء پر ذلت ورسوائی اس کا مقدر بنتی ہے کیونکہ عزت اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں ہے۔نافرمانی میں نہیں۔

۱۱۔غض بصر سے دل میں سرور، فرحت اور ایسا انبساط پیدا ہوتا ہے جو نظر بازی سے قطعاً حاصل نہیں ہوتا، ہمیشہ اپنے دشمن کو زیر کرنے میں خوشی حاصل ہوتی ہے۔غض بصر سے بھی نفس امارہ کو جب جھٹک دیا تو اس سے خوشی ہوگی اور اللہ تعالیٰ اپنی اس فرمانبرداری پر یقیناً ایسی کامل لذت عطا فرمائیں گے جو خواہشات کی تکمیل میں حاصل نہیں ہوسکتی۔اور یہ بات تو مسلمہ حقیقت ہے" لذة العفة اعظم من للذة الذنب " عفت و پاکدامی کی لذت گناہ کی لذت سے بہت بڑی ہے۔

"غض بصر" کے یہ چند فوائد وثمرات ہیں جن کا صاحب بصیرت انکار نہیں کر سکتا۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اس کی پابندی کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی مرضیات سے نوازے(آمین) مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔(روضة المجبین ص۱۰۶ تا ۱۱۵،اغاثه اللهفان ص۱۵۹،۱۶۰ج۱،مجموع فتاوی شیخ الاسلام ص۲۵۲ تا ۲۵۸ ج۲۱)(آفات نظر اوران کا علاج:ص۴۰،۴۱)

نظر بازی کا فتنہ اوراس کے نتائج: یہ دنیا بظاہر بڑی خوبصورت نظر آتی ہیں اور انسان دنیا کی اسی ظاہری سج دھج کو دیکھ کر اس کے دام ہمرنگ زمین پھنس کر رہ جاتا ہے اور یوں وہ یاد الٰہی سے غافل اور آخرت سے بےخوف ہو جاتا ہے۔(آفات نظر اوران کا علاج:ص۴۱)

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے فرزند ارجمند سے کہا تھا"امش وراء الاسد والا سود ولا تمش وراء امراة"(ذم الھوی:ص۸۱)

کہ شیر اور سانپ کے پیچھے چلو مگر عورت کے پیچھے مت چلو"

کیونکہ شیر کے حملے اور سانپ کے ڈسنے سے صرف جان جاتی ہے لیکن عورت کا پیچھے کرنے سے ایمان بھی جاتا ہے جس طرح لکڑیوں کو آگ کا معمولی شعلہ جلا کر راکھ کر دیتا ہے اسی طرح نظر کا فتنہ دولت ایمان کو بھسم کر دیتا ہے۔(آفات نظر اوران کا علاج:ص۴۵،۴۶)

بیت اللہ میں نظر بازی کا وبال: حافظ ابن جوزی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ایک آدمی بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا اسی دوران میں اس کی نگاہ ایک خوبصورت عورت پر پڑی تو نقد دل ہار بیٹھا اور عین بیت اللہ میں چلا اٹھا۔

ما کنت احسب ان الحب یعرض لی عند الطواف بیت اللہ ذی الستر

حتی ابتلیت فصار القلب مختبلا من حب جاریة حوراء کالقمر

یالیتنی لم اکن عاینت صورتها لله ماذا توخانی به بصری

''میرے وہم وگمان میں نہ تھا کہ غلاف والے بیت اللہ کے طواف کے دوران میں مجھے محبت سے سابقہ پیش آجائے گا یہاں تک کہ میں محبت میں مبتلا ہو گیا اور دل ایک چاند جیسی خوبصورت لڑکی کی محبت میں دیوانہ ہو گیا کاش میں نے اس کی صورت نہ دیکھی ہوتی، خدارا (دیکھو!) میری نگاہ نے کیا چیز میرا مطلوب ومقصود بنادی ہے۔(آفات نظر اوران کا علاج:ص۴۶)

نظر بازی ایمان سے محرومی کا سبب: حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ مصر میں ایک نوجوان رہتا تھا مسجد میں اذان دیتا نماز پڑھتا تھا، اس کے چہرے پر عبادت کا نور عیاں تھا، ایک روز وہ حسب عادت مسجد کے منارہ پر اذان دینے کے لئے چڑھا تو مسجد کے پڑوس میں ایک عیسائی کی خوبصورت لڑکی پر اس کی نگاہ پڑ گئی۔منارے سے اتر کر اس کے گھر چلا گیا اس لڑکی نے کہا تم کیسے اور کیوں آئے ہو؟ اس نے کہا تیری محبت مجھے یہاں کھینچ لائی ہے۔اس نے کہا میں تیری آرزو کبھی پوری نہیں کرسکتی۔ کہنے لگا میں تجھ سے نکاح کرنا چاہتا ہوں۔کہنے لگی یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ تم مسلمان ہو اور میں عیسائی، میرا والد اس صورت میں نکاح پر رضامند نہیں ہوگا۔کہنے لگا: میں عیسائیت اختیار کر لیتا ہوں۔کہنے لگی: اگر یوں ہو جائے تو نکاح ہوسکے گا چنانچہ وہ عیسائی ہو گیا اور اوران کے ساتھ رہنے لگا اسی اثنا میں وہ ایک رات سونے کے لئے مکان کی چھت پر گیا پاؤں پھسلا تو نیچے آگرا اور مر گیا۔ یوں وہ اس نکاح پر قادر نہ ہوسکا بلکہ دولت ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا (اعاذنا اللہ منہ) (الداء والدواء:ص۲۴۴)

اسی قسم کا ایک واقعہ بغداد کے ایک مؤذن کا حافظ ابن جوزی رحمہ اللہ نے (ذم الھوی:ص۳۴۸) میں نقل کیا ہے۔

(آفات نظر اوران کا علاج:ص۴۶،۴۷)

300 سالہ عابد کی ایمان سے محرومی: مسند امام احمد میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جسے علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ نے ایک اور سند سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے زمانہ میں ایک آدمی دریا کے کنارے رہتا تھا جہاں وہ تین سو سال اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا رہا، دن کو روزہ رکھتا رات کو قیام کرتا۔ایک روز اس کے پاس سے ایک عورت گزری تو وہ اس کے حسن و جمال پر فریفتہ ہو گیا۔عبادت چھوڑ دی بلکہ ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھا اور اس سے عشق ومحبت کے نتیجے میں کافر ہو گیا مگر ایک عرصہ بعد سبحانہ وتعالیٰ نے اسے توبہ کی توفیق عطا فرمادی تو اس نے توبہ کر لی۔(آفات نظر اوران کا علاج:ص۴۷)

بدنظری عظیم سانحہ کی بنیاد: عشق ومحبت کی بنا پر قتل گری کی داستانیں طویل ہیں بلکہ نت نئے دن بے شمار لوگ عشق کی بھینٹ چڑھتے ہیں بلکہ بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا شاخسانہ بھی یہی تھا کہ عبدالرحمان بن ملجم ایک خارجی عورت پر فریفتہ ہو گیا اور اس نے اس شرط پر عبدالرحمٰن سے نکاح کرنا منظور کیا کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قتل کرے گا۔چنانچہ شادی کے بعد اس ظالم نے شرط کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا اور بالآخر خود بھی جہنم رسید ہوا۔(الصواعق المحرقہ:ص۱۳۵)

یہ اور اس نوعیت کے بے شمار واقعات اسی نظر بازی اور عشق کا نتیجہ ہیں اس لئے اسلام نے نظر بازی سے منع فرمایا اور نگاہ نیچی رکھنے کا حکم دیا تاکہ انسان ان برائیوں سے محفوظ رہ سکے۔(آفات نظر اوران کا علاج:ص۴۷)

شر بصر اور فتنۂ نساء سے پناہ: آنکھ کی اسی فتنہ گری کی بناء پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے شر وفساد سے پناہ طلب کی چنانچہ اپنے رب رحیم وکریم سے جہاں دنیا وآخرت کی بہتری اور فوز وفلاح کیلئے دعائیں مانگیں وہاں یہ التجا بھی کی۔

" اللهم انی اعوذبك من شر سمعي ومن شر بصري ومن شر لساني ومن شر قلبي "(ابوداؤد،نسائی،احمد)

اے اللہ! میں اپنے کان کے شر سے، اپنی آنکھ کے شر سے، اپنی زبان کے شر سے اور اپنے دل کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

کبھی آپ نے اپنے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حضور یوں دعا کی:" اللهم طهر قلبي من النفاق و عملي من الريآء ولساني من الكذب و عيني من الخيانة فانك تعلم خآئنة الاعين وما تخفي الصدور" (مشکوٰۃ:۲۵۰۱)

اے اللہ! میرے دل کو نفاق سے عمل کو ریا دکھلاوے سے، زبان کو جھوٹ سے، آنکھ کو خیانت سے پاک صاف کردے بے شک آپ آنکھوں کی خیانت اور سینہ کے چھپے رازوں کو جانتے ہیں۔

اور کبھی یوں عرض کرتے۔'' اللهم اصلح لي سمعي وبصري '' اے اللہ! میرا کان اور میری نظر صحیح کردے۔(الادب المفرد)

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا کے الفاظ یوں ہیں:'' اللهم انی اعوذبك من فتنة النسـاء واعوذبك من عذاب القبر''(الخرائطي في اعتدال القلوب، كنز العمال) اے اللہ! میں عورتوں کے فتنے اور عذاب قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

(آفات نظر اوران کا علاج:ص ۴۸)

غض بصر اہل اللہ کی نظر میں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر کی آوارگی اور اس کے فتنے سے جب انداز سے خبردار کیا ہے اسی کا نتیجہ ہے کہ ہمارے اسلاف نے عملاً اس میں بڑے حزم و احتیاط کا مظاہرہ فرمایا اور تاریخ میں اپنے عمل وکردار کے ایسے نقوش چھوڑے جو ہمیشہ ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔(آفات نظر اوران کا علاج:ص ۴۸)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا فرمان:۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ ایک آدمی کسی اجنبی عورت کو دیکھتا ہے اور جب محسوس کرتا ہے کہ اس کی توجہ میری طرف ہے تو وہ اپنی نگاہیں نیچی کرلیتا ہے مگر جب وہ محسوس کرتا ہے کہ وہ بے خبر ہے تو اس کی طرف دیکھنے لگتا ہے لیکن اچانک دوبارہ عورت اس کی طرف التفات کرتی ہے تو وہ پھر آنکھیں نیچی کرلیتا ہے ایسے شخص کو یادرکھنا چاہئے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ تو اس کی ہر حرکت کو دیکھتے ہیں وہ انسان کی آنکھ کی خیانت کو بھی جانتے ہیں اور دل کے مخفی رازوں سے بھی واقف ہیں۔اسے خوب معلوم ہے کہ اس کے دل میں کیا خیالات چٹکیاں لے رہے ہیں۔

حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کا فرمان:۔ حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو نظر دل میں گھر کر جائے، اس میں کوئی خیر نہیں۔

امام ربیع بن خثیم رحمہ اللہ کا فرمان:۔ امام ربیع بن خثیم رحمہ اللہ جن کا شمار تابعین میں ہوتا ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے وہ تلمیذ ہیں جن کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

'' لو راك رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم لا حبك ''،الخ۔اگر تمہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ لیتے تو تم سے محبت کرتے میں جب بھی تمہیں دیکھتا ہوں تو مجھے اللہ والے یاد آجاتے ہیں۔انہی کے بارے میں امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ امام ربیع رحمہ اللہ عموماً اپنی نگاہیں نیچی رکھتے، راہ چلتے انہیں عورتیں دیکھ کر کہتیں، ربیع رحمہ اللہ نابینا ہے۔" و تعوذن بالله من العمى " (ذم الهوى) اور انہیں دیکھ کر بینائی کے ضائع ہونے پر اللہ کی پناہ طلب کرتیں۔(آفات نظر اوران کا علاج:ص ۴۹)

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کا فرمان:۔ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ سے جب کوئی امرد کسی حدیث کے بارے میں استفسار کرتا یا کوئی مسئلہ دریافت کرتا تو فرماتے'' یا غلام درمن خلفي '' کہ بچے میرے پیچھے ہوجاؤ(تهذيب ابن عساكر ص ۳۹ ج ۶)۔

عمرو بن مرۃ رحمہ اللہ کا فرمان:۔ عمرو بن مرۃ رحمہ اللہ کا شمار بھی طبقہ تابعین کے حفاظ حدیث میں ہوتا ہے صحاح ستہ کے مشہور راوی ہیں آخر میں نابینا ہوگئے تھے امام شعبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں انہیں نماز پڑھتے دیکھتا تو خیال کرتا کہ سلام پھیرنے سے پہلے ان کی نماز قبول ہوجائے گی۔(تہذیب)انہی کے بارے میں ان کے شاگرد کا بیان ہے کہ انہوں نے ایک بار کہا:''ما احب انی بصیر أنی أذکر انی نظرت نظرۃ وانا شاب''جوانی کے عالم میں مجھے اپنی ایک نگاہ یاد ہے اس لئے میرے دل میں کبھی یہ خواہش پیدا نہیں ہوئی کہ میری نظر ہوتی۔

حضرت حسان بن ابی سنان رحمہ اللہ کا فرمان:۔ حضرت حسان بن ابی سنان رحمہ اللہ کا شمار امام حسن بصری رحمہ اللہ کے تلامذہ میں ہوتا ہے راہ چلتے ہوئے نگاہ نیچی رکھنے میں ان کا حال یہ تھا کہ ایک مرتبہ جب وہ نماز عید پڑھ کر واپس لوٹے تو کسی نے کہا آج نماز عید میں بہت عورتیں شریک ہوئی تھیں۔انہوں نے فرمایا''ماتلقتنی امراۃ حتی رجعت''واپسی تک مجھے تو کوئی عورت نہیں ملی۔عید ہی کے روز باتوں باتوں میں ان کی بیوی نے ان سے کہا تو آپ نے خوبصورت عورتوں کو دیکھا ہوگا فرمانے لگے گھر سے نکلنے سے واپسی تک اپنے انگوٹھوں کو دیکھتا رہا مجھے تو کوئی عورت نظر نہیں آئی۔(آفات نظر اوران کا علاج:ص۴۹،۵۰)

حافظ ابن جوزی رحمہ اللہ کا فرمان: حافظ ابن جوزی رحمہ اللہ ہی نے ذکر کیا ہے کہ داوٴد بن عبداللہ رحمہ اللہ بصرۃ تشریف لے گئے ایک آدمی نے انہیں اپنا مہمان ٹھہرایا، اتفاقاً اسے گھر سے باہر جانے کی ضرورت ہوئی تو اس نے نیک سیرت بیوی''جس کا نام زرقاء تھا'' سے کہا میرے مہمان کی خدمت میں کوئی کمی نہ آنے پائے، صاحب خانہ واپس لوٹے تو اس نے داوٴد بن عبداللہ سے پوچھا زرقاء نے آپ کی خدمت مدارت میں کوئی کمی تو نہیں کی اسے آپ نے کیسا پایا؟ فرمانے لگے، زرقا کون؟ اس نے کہا اس گھر کی ملکہ میری بیوی کا نام ہے کہنے لگے میں نے کسی زرقاء یا کحلاء یعنی نیلی یا سیاہ آنکھوں والی کو نہیں دیکھا خاوند حیران رہ گیا۔گھر جاکر بیوی کو سخت سست کہا کہ میں نے تمہیں اپنے مہمان کے بارے میں نصیحت کی تھی تو نے اس کی کوئی خدمت نہیں کی۔اس نے جواباً کہا''اوصیتنی برجل اعمی واللہ مارفع طرفہ الی''آپ نے مجھے اندھے آدمی کی خدمت کے بارے میں کہا اللہ کی قسم اس نے میری طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔

(ذم الھوی)(آفات نظر اوران کا علاج:ص۵۰)

شیخ عبدالعزیز بن رواد رحمہ اللہ کا فرمان: شیخ عبدالعزیز بن رواد رحمہ اللہ کا شمار محدثین میں ہوتا ہے نہایت عابد وزاہد تھے، یوسف بن اسباط رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ان کے حیاء کا یہ عالم تھا کہ''مکث اربعین سنۃ لم یرفع طرفہ الی السماء''کہ چالیس سال تک انہوں نے اپنی نظر آسمان کی طرف نہیں اٹھائی۔بات بظاہر بڑی عجیب سی ہے کہ جسے تسلیم مشکل سے ہی کیا جاسکتا ہے۔مگر کیا کیا جائے کہ انکے بارے میں حافظ ذھبی رحمہ اللہ کا بیان ہے''ذھب بصر عبدالعزیز عشرین سنۃ ولم یعلم بہ اھلہ وولدہ''کہ ان کی نظر چلی گئی مگر بیس سال تک ان کے اہل وعیال کو اس کا علم نہ ہوسکا۔(سیر اعلام النبلاء:ص۱۸۴،۱۸۵ج ۷)بلاشبہ یہ بات عقل وفکر کے بظاہر منافی ہے۔حافظ ذھبی رحمہ اللہ نے بلا اسناد اسے ذکر کردیا ہے اگر یہ صحیح ہے تو شیخ عبدالعزیز رحمہ اللہ کی خوداعتمادی اوردنیا سے بے رغبتی کی بہت بڑی دلیل ہے۔(آفات نظر اوران کا علاج:ص۵۰،۵۱)

عبداللہ بن ابی الہذیل رحمہ اللہ کا فرمان: عبداللہ بن ابی الہذیل رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے رفقاء کے ہمراہ ایک مریض کی عیادت کیلئے تشریف لے گئے وہاں کے مصاحبوں میں سے ایک صاحب خاتون خانہ کی طرف دیکھنے لگے تو انہوں نے فرمایا''لو تفقات عیناک کان خیرالک''کہ اس عورت کو دیکھنے کی بجائے تیری آنکھیں پھوٹ جاتیں تو یہ تمہارے لئے بہتر ہوتا۔(الادب المفرد:ص۳۳۳ ذم الھوی بحوالہ آفات نظر اوران کا علاج:ص۵۱)

شیخ الاسلام امام یحیٰی بن شرف نووی رحمہ اللہ کا فرمان: صحیح مسلم کے شارح اور شرح المذھب کے مصنف سے کون واقف نہیں؟ ان کے بارے میں انہی کے تلمیذ یحیٰی بن علی الصالحی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ میں ابھی امرد تھا کہ میرے والد مجھے امام نووی رحمہ اللہ کی مجلس میں لے گئے تاکہ ان سے علم حاصل کروں۔انہوں نے فرمایا''انا اری ان النظر الی الا مرد حرام مطلقاً''

میں امرد کو دیکھنا مطلقا حرام سمجھتا ہوں، اس لئے آپ کے بیٹے کو پڑھا نہیں سکتا۔ آپ اسے شیخ تاج الدین کے پاس لے جائیں،
(الدرر الکامنۃ:ص۴۲۲ ج۴)

دور عیسیٰ علیہ السلام کے مستجاب الدعوات ولی:۔ علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایک بار بارش نہ ہوئی تو آپ لوگوں کے ساتھ بارش کے لئے دعا کرنے نکلے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ آپ کے ساتھ تو بڑے خطا کار لوگ ہیں انہیں بتلا دو یوں بارش نہیں ہوگی۔ انہوں نے قوم کو اس سے خبردار کیا اور فرمایا ایسے لوگ علیحدہ ہو جائیں وہ ایک طرف ہو گئے مگر ایک آدمی ان کے ساتھ رہا جس کی دائیں آنکھ نہ تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اسے فرمایا: تم علیحدہ کیوں نہیں ہوئے؟ تو اس نے عرض کی اے اللہ کے نبی! میں نے کبھی آنکھ جھپکنے کے برابر بھی گناہ نہیں کیا۔ البتہ ایک بار میری یہ آنکھ غیر محرم کی طرف اٹھ گئی تھی میں نے اسے نکال دیا دوسری آنکھ بھی یہی غلطی کرتی تو میں اس کا بھی یہی حشر کرتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ سن کر رونے لگے اور فرمایا تم دعا کرو، اس کے تم حقدار ہو، چنانچہ اس نے یوں دعا کی ''اللھم انت خلقتنا وقد علمت ما نعمل من قبل ان تخلقنا فلم یمنع کذلک ان تخلقنا وتکلفت بارزاقنا فارسل علینا مدرارا ''۔ (ذم الھوی)

اے اللہ! آپ نے ہمیں پیدا کیا اور ہمارے پیدا کرنے سے پہلے آپ جانتے تھے کہ ہم کیا عمل کریں گے پھر بھی آپ نے ہمیں پیدا کیا لہٰذا جب آپ نے ہمیں پیدا کیا اور خود ہی ہماری روزی کا ذمہ بھی لیا ہے تو ہم پر موسلا دھار بارش برسا دے۔

ابھی یہ وہ کلمات کہہ رہا تھا کہ آسمان پر بادل نمودار ہوا اور بارش برسنے لگی۔ (آفات نظر اور ان کا علاج: ص۵۲)

یونس بن یوسف رحمہ اللہ کی بدنظری سے احتیاط: امام مالک رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ یونس بن یوسف اور ایک روایت میں یوسف بن یونس بن حماس کا شمار نہایت عابد وزاہد اور پسندیدہ حضرات میں ہوتا ہے۔ ایک دفعہ وہ مسجد سے واپس آ رہے تھے کہ انہیں ایک عورت راستے میں نظر آئی اور اس کے بارے میں دل میں کھٹکا پیدا ہوا تو انہوں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ! یہ آنکھ تو آپ نے مجھے ایک بڑی نعمت دی تھی مگر اب خوف آنے لگا ہے کہ یہ کہیں میرے لئے فتنہ وفساد کا موجب نہ بن جائے اس لئے عرض ہے کہ میری بینائی جاتی رہے۔ تاکہ میں کہیں کسی آزمائش میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔ چنانچہ ان کی نظر جاتی رہی، مسجد میں ایک ان کا عزیز بچہ لے جاتا تھا وہ مسجد میں عبادت کرنے لگتے اور بچہ کھیل کود میں مصروف ہو جاتا جب جانا ہوتا یا کوئی ضرورت پیش ہوتی وہ بچے کو بلا لیتے، اسی اثناء میں ایک روز وہ مسجد میں تھے کہ پیٹ میں گڑبڑ ہوئی انہوں نے بچے کو بلایا تو وہ نہ آیا انہوں نے کہا آج کہیں اسی مسجد میں بول وبراز کی بناء پر شرمسار نہ ہونا پڑے، انہوں نے اسی حالت میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی اے اللہ آپ نے آنکھوں کو نعمت بنایا میں نے اس میں فتنہ وفساد کو پا کر آپ سے ان کے ختم ہونے کی دعا کر دی مگر آج یہاں مسجد میں خطرہ ہے کہیں رسوا نہ ہو جاؤں آپ میری بینائی بحال کر دیں۔ چنانچہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کی نظر درست کر دی اور یوں وہ با آسانی اپنے گھر چلے گئے امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے انہیں نابینا اور بینا دونوں حالتوں میں دیکھا ہے۔ (آفات نظر اور ان کا علاج: ص۵۳)

امام یحییٰ بن ابی کثیر کا بدنظری پر واقعہ: امام یحییٰ بن رحمہ اللہ ابی کثیر فرماتے ہیں کہ ایک عورت قندیل کے پاس کھڑی تھی کہ ایک آدمی نے اس کی طرف دیکھا میں نے اسے سمجھایا اور اس عورت نے اسے کہا تو اس چیز کی طرف دیکھتا ہے جو کسی اور کی ملک ہے۔ اس نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا کہ اس کی بینائی ضائع ہو جائے، چنانچہ وہ نابینا ہو گیا۔ بیس سال اسی طرح گزر گئے، جب وہ بوڑھا ہو گیا تو اس نے اللہ تعالیٰ سے پھر دعا کی کہ میری نظر بحال ہو جائے چنانچہ اس کی نظر درست ہو گئی۔ امام یحییٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک شخص نے بتلایا کہ میں نے اسے نابینا ہونے سے پہلے بھی دیکھا اور نابینا ہونے کے بعد بڑھاپے میں صحیح نظر کی حالت میں بھی دیکھا۔ (آفات نظر اور ان کا علاج: ص۵۳،۵۴)

فقیہہ ابوالعباس محمد بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کی احتیاط: فقیہہ ابوالعباس محمد بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ حمام میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ

کچھ لوگ ننگے نہار رہے ہیں، انہوں نے یہ ماجرا دیکھ کر اپنی آنکھیں بند کر لیں تو ان میں سے ایک نے کہا کہ آپ کب سے نابینا ہو گئے ہیں، انہوں نے برجستہ جواب دیا جب سے تم بے شرم ہو گئے ہو۔ (شعب الایمان: ص۱۶۳ ج۶ بحوالہ آفات نظر اور ان کا علاج: ص۵۴)

شیخ محمد بن عمر بن الفتوح التلمسانی: شیخ محمد عمر بن الفتوح ال تلمسانی بڑے خوبصورت نوجوان تھے ایک روز ایک خوبصورت عورت سامنے سے گزری، تو یہ اس کی طرف دیکھنے لگے اس عورت نے یہ حرکت دیکھی تو کہا: ''اتق اللہ یا بن الفتوح یعلم خائنۃ الاعین وما تخفی الصدور'' (نیل الابتھاج علی ھامش الدیباج: ص۲۹۲) اے فتوح کے بیٹے! اللہ سے ڈر وہ آنکھ کی خیانت اور سینے کے بھید کو جانتا ہے۔

کہتے ہیں کہ یہی بات ان کے زہد کا باعث بنی۔ گھر کو خیر باد کہا اور علم وعمل کی زندگی اختیار کر لی ویران مسجد کو تلاوت قرآن سے آباد کرتے ۸۱۸ھ میں بخاری شریف پڑھ رہے تھے کہ طاعون کا حملہ ہوا اور اللہ تعالیٰ سے جا ملے۔ (آفات نظر اور ان کا علاج: ص۵۴)

سیدین کے مریدین کا تقویٰ: قصہ پارینہ کو جانے دیجئے برصغیر میں سیدین شہیدین یعنی سید احمد اور سید محمد اسماعیل رحمہما اللہ سے کون واقف نہیں؟ احیاء سنت اور استیصال بدعت کے ساتھ ساتھ عملاً جہاد اور نفاذ اسلام کے سلسلے میں ان کی مساعی جمیلہ سے کون بے خبر ہے؟ عملی زندگی کا جو صور انہوں نے پھونکا اس سے قرون اولیٰ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ مولانا غلام رسول مہر مرحوم نے لکھا ہے:

غازیوں کے زہد وتقویٰ سے ہر شخص متأثر تھا ایک مرتبہ ملا کلیم اخوندزادہ نے خود گاؤں کی عورتوں کو آپس میں باتیں کرتے سنا کہ سید بادشاہ کے ساتھی یا تو خلقاً خواہشات نفسی سے محروم ہیں یا اولیاء ہیں، پن چکیوں پر آٹا پسوانے آتے ہیں لیکن کیا مجال آج تک کسی غازی کی نگاہ عورت کی طرف اٹھی ہو۔ (سید احمد شہید: ص۴۴۳ بحوالہ آفات نظر اور ان کا علاج: ص۵۵)

ابھی کل کی بات ہے حضرت مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمہ اللہ کے علم وفضل سے سبھی واقف ہیں مولانا محمد عبداللہ صاحب آف بورے والا مدظلہ نے ایک بار ذکر کیا کہ جھنگ شہر کی جامع مسجد اہل حدیث میں سالانہ تبلیغی کانفرنس تھی۔ مولانا سیالکوٹی بھی مدعو تھے۔ تقریر کے لئے اسٹیج پر تشریف لائے تو خطبہ کے دوران سامنے برآمدے کے چھت پر عورتوں کو دیکھ کر پگڑی کے ایک بند کو آنکھوں پر ڈال لیا اور یوں ہی پوری تقریر کی۔ تقریر سے فارغ ہو کر انتظامیہ کے ساتھ جب مجلس میں بیٹھے تو فرمایا: میں جلسہ کو خراب کرنا نہیں چاہتا تھا، اسی وقت عورتوں کو وہاں سے اٹھانے کا کہتا تو آپ کے لئے مشکلات کا باعث ہوتا اس کا انتظام میں نے خود ہی کر لیا۔ آئندہ عورتوں کو کہیں اور مناسب جگہ پر بٹھانے کا انتظام ہونا چاہیے۔

ان واقعات سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ آنکھ کے بے حجابی سے ہمارے اسلاف کس قدر خائف تھے اور اس بارے میں وہ کتنے محتاط تھے۔ ''اللھم اجعلنا منھم''

ولیہ کی دعا اور بینائی لوٹ آنا (کرامت): ان واقعات سے ظاہر بین نگاہیں تعجب کا اظہار کریں گی مگر وہ اس پر ایمان کیوں نہیں لاتے کہ جس قادر مطلق نے بینائی چھین لی وہ اسے درست کرنے پر بھی قادر ہے کوئی چیز اس کی قدرت کاملہ سے خارج نہیں، تاریخ کے اوراق میں ایسی اور بھی مثالیں موجود ہیں جن کا انکار مشکل سے کیا جا سکتا ہے۔ حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا سابقین اور اولین میں سے تھیں جنہیں اسلام لانے کی پاداش میں ابوجہل تختہ مشق بناتا اور طرح طرح کے عذاب میں مبتلا کرتا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو برداشت نہ کر سکے، انہوں نے خرید کر انہیں آزاد کر دیا، اسلام لانے کے بعد اتفاق سے ان کی بینائی جاتی رہی تو مشرکین مکہ کہنے لگے کہ لات وعزیٰ کی مار اس پر پڑی ہے انہوں نے اس کی بینائی ضائع کر دی ہے مگر وہ فرماتیں یہ جھوٹ بولتے ہیں، میں لات وعزیٰ کو نہیں مانتی یہ کسی کو کوئی نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ جس مالک نے میری نظر ختم کر دی ہے وہ اسے بحال کرنے پر بھی قادر ہے، چنانچہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ان کی بینائی درست کر دی۔ (الاصابہ ص۹۱ ج۴ بحوالہ آفات نظر اور ان کا علاج: ص۵۶)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بینائی لوٹ آنا: حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ فرماتے ہیں کہ ایک نابینا آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ دعا کریں مجھے اللہ تعالیٰ صحت عطا فرمائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہتے ہو تو میں دعا کر دیتا ہوں اگر

چاہتے ہوتو اسے مؤخر کردیتا ہوں یہ تمہارے لئے بہتر ہے (یعنی دعانہیں کرتا بینائی چلے جانے پر اگر صبر کرے گا تو اس کا بدلہ اللہ تعالیٰ سے جنت کی صورت میں پائے گا) مگر اس نے کہا کہ آپ دعا کردیں چنانچہ آپ ﷺ نے وضو کر کے دورکعت پڑھ کر ایک دعا کرنے کا کہا، اس نے اسی طرح کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی بینائی درست فرمادی۔ (مسند امام احمد، ترمذی، ابن ماجہ، حاکم وغیرہ بحوالہ آفات نظراوران کاعلاج: ص ۵۶)

امام بخاری رحمہ اللہ کی بینائی لوٹ آنا (کرامت):۔ حضرت امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ کی صغرسنی میں آنکھیں خراب ہوگئیں۔ جس کے نتیجے میں ان کی بصارت جاتی رہی امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ للہ کی والدہ محترمہ جو بڑی عابدہ اور صاحب کرامات خاتون تھیں، دعا کیا کرتیں کہ اے اللہ! میرے بیٹے کی بینائی درست کردو، ایک رات خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زیارت ہوتی ہے آپ فرمارہے تھے کہ تمہاری کثرت دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے تمہارے بیٹے کی بینائی واپس لوٹادی ہے چنانچہ اسی شب کو جب وہ بیدار ہوئیں تو دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے فرزند کی بینائی درست کردی۔ (تاریخ بغداد: ص ۱۰ ج ۲، ھدی الساری: ص ۴۷۸ بحوالہ آفات نظراوران کاعلاج: ص ۵۶)

یعقوب رحمہ اللہ کی بینائی لوٹ آنا (کرامت):۔ اسی طرح امام یعقوب بن سفیان فسوی المتوفی ۲۷۷ھ کا واقعہ بھی تاریخ کی کتابوں میں محفوظ ہے خود ان کا اپنا بیان ہے کہ دوران تعلیم سفر میں زادسفر ختم ہونے لگا تو میں ایک لمحہ ضائع کئے بغیر دن رات لکھنے پڑھنے میں مصروف رہنے لگا دن بھر تعلیم حاصل کرتا اور رات کو چراغ کی روشنی میں احادیث لکھتا تھا، گرمیوں کے دن تھے اسی طرح ایک رات میں احادیث لکھنے میں مصروف تھا کہ نزول ماء کا اچانک حملہ ہوا میری نظر بند ہوگئی نہ مجھے چراغ نظر آتا اور نہ ہی مکان کے درودیوار نظر آتے، پریشانی کے عالم میرے آنسو بہہ نکلے ایک تو گھر سے دور سفر میں ہوں دوسرا اب شاید علم حاصل نہ کرسکوں۔ اسی حالت میں مجھے نیند آگئی کیا دیکھتا ہوں کہ سید الانبیاء حضرت محمد ﷺ تشریف لائے ہیں مجھے آواز دی اور فرمایا: کیوں رورہے ہو! میں نے عرض کیا بینائی چلے جانے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث لکھنے سے محروم ہوگیا ہوا اور گھر سے بھی دور ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے قریب آؤ میں قریب ہوا تو آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک میری آنکھوں پر پھیرتے ہوئے کچھ دم کیا۔ میں خواب سے بیدار ہوا تو بینائی بحال ہوچکی تھی، میں نے اسی وقت قلم وقرطاس سنبھالا اور احادیث لکھنے لگا۔ (السیر ص: ۱۸۲ ج ۱۳، التہذیب: ص ۳۸۶ ج ۱۱، البدایۃ: ص ۶۰ ج ۱۱) (آفات نظراوران کاعلاج: ص ۵۷)

حضرت سماک کو بینائی لوٹنے کی بشارت (کرامت):۔ سماک بن حرب فرماتے ہیں کہ میری بینائی ضائع ہوگئی میں نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے میری بینائی درست فرمادی۔ (السیر: ص ۲۴۶ ج ۵)

اور ادھر حضرت یعقوب علیہ السلام کی کھوئی ہوئی بینائی کا تذکرہ تو قرآن مجید میں موجود ہے۔ اس لئے تاریخ کے اوراق میں بھی جو بعض حضرات کی بینائی درست ہونے کا ذکر ہے وہ بھی کوئی مستبعد بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے۔

امرد کو دیکھنے کے روحانی نقصانات:۔ نظر کے فتنے سے بچنے کے لئے غیر محرم کو دیکھنا ہی ناجائز نہیں بلکہ امرد کو دیکھنا بھی خطرہ سے خالی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے اسلاف نے اس کی طرف دیکھنے سے بھی منع کیا ہے۔ امرد اس خوبصورت لڑکے کو کہتے ہیں جس کو ابھی داڑھی نہ نکلی ہو۔ عورت کی طرح امرد بھی فتنے کی جڑ ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام کو قوم اس فتنے میں مبتلا ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں صفحہ ہستی سے مٹاڈالا۔ آنحضرت ﷺ نے بھی متلذذ بالشل کے بارے میں فرمایا: فاعل ومفعول دونوں کو قتل کردو۔ (ترمذی، ابوداؤد، ابن حبان، مسند امام احمد)

نیز آپ ﷺ نے فرمایا یہ عمل کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو (مسند امام احمد) حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ لوطی کے قتل پر متفق ہیں، اکثر تابعین کرام کے علاوہ امام احمد، امام شافعی، امام اسحاق، امام اوزاعی وغیرھم رحمہم اللہ کا بھی یہی فتوی ہے۔ (الداء والدواء: ص ۲۴۶)

امرد کے اسی فتنے سے بچنے کے لئے سلف نے اس کی طرف دیکھنے کی بھی ممانعت فرمائی ہے بلکہ حافظ محمد بن ناصر نے امام شعبی رحمہ اللہ سے مرسلاً یہ روایت بیان کی ہے کہ قبیلہ عبدقیس کا وفد جب اسلام لانے کے لئے آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو ان میں ایک

امرد بھی تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے پیچھے بیٹھنے کا حکم دیا اور فرمایا ''كان خطيئة من مضى من النظر '' پہلے جو گزر گئے ہیں ان کا گناہ یہی نظر تھا۔(روضة المحبين ص۱۱۵) مگر یہ روایت مرسل ضعیف ہے حافظ ابن جوزی رحمہ اللہ نے (ذم الھوی:ص۹۰) میں اسے مجالد بن سعید، عن الشعبی کی سند سے ذکر کیا ہے اور مجالد ضعیف اور سلسلہ سند مجھول ہے نیز دیکھئے الفوائد المجموعہ (ص۲۰۶)

امرد کو مجلس میں بیٹھنے کی ممانعت پر حضرت انس رضی اللہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ سے مرفوع روایات بھی مروی ہیں مگر ان کی اسناد ضعیف ہیں جیسا کہ '' اللعل المتناهية '' (ص۲۸۴ ج۲) میں اس کی تفصیل موجود ہے اس لئے ہم نے انہیں قلمزد کر دیا ہے۔البتہ بعض صحابہ وتابعین کرام اور دیگر اہل علم سے اس کی ممانعت منقول ہے چنانچہ حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا جب تم کسی کو دیکھو کہ وہ کسی امرد کی طرف نظر جما کر دیکھ رہا ہے تو اسے برے عمل سے مہتم سمجھو۔امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''كانوا يكرهون مجالسة ابناء الملوك وقال مجالستهم فتنة وانما هم بمنزلة نساء''(ذم الھوی:ص۹۲ روضة المحبين ص۱۱۵) کہ وہ بادشاہوں کے بیٹوں کی مجلس میں بیٹھنے کو مکروہ سمجھتے تھے انہوں نے فرمایا: ان کے پاس بیٹھنا فتنہ کا باعث ہے کیونکہ وہ عورتوں کے قائم مقام ہیں۔(آفات نظر اوران کا علاج:ص۵۸)

امرد کے ساتھ دو شیطان:۔ یعقوب بن سواک رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ہم ابونصر بن حارث کے پاس تھے کہ ایک خوبصورت عورت آئی اور اس نے آکر پوچھا ''این مکان باب حرب'' کہ باب حرب کس جگہ پر ہے تو ابونصر رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ سامنے جو دروازہ ہے باب حرب ہے۔تھوڑی دیر بعد ایک حسین وجمیل لڑکا آیا اور اس نے آکر یہی سوال کیا باب حرب کہاں ہے؟ تو انہوں نے سر جھکا لیا اور آنکھیں بند کر لیں، ہم نے اس لڑکے سے کہا ادھر آؤ کیا چاہتے ہو؟ تو اس نے کہا باب حرب کے بارے میں پوچھا ہے کہ وہ کدھر ہے؟ ہم نے کہا وہ تمہارے سامنے ہے وہ تو چلا گیا پھر ہم نے ابونصر رحمہ اللہ سے پوچھا کہ عورت آئی تو آپ نے اس سے کلام کیا مگر یہ لڑکا آیا تو اسے آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔انہوں نے فرمایا: میں نے اسی طرح کیا کیونکہ مجھے امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کی یہ بات پہنچی ہے کہ عورت کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے جبکہ لڑکے کے ساتھ دو شیطان ہوتے ہیں میں اپنے آپ پر اس کے دو شیطانوں سے ڈر گیا تھا۔

امام احمد بن صالح رحمہ اللہ ابوجعفر مصری کا شمار بڑے محدثین میں ہوتا ہے امام بخاری رحمہ اللہ اور ابوداؤد رحمہ اللہ وغیرہ کے مشہور استاد تھے انکے بارے میں منقول ہے کہ وہ کسی امرد کو نہ حدیث پڑھاتے اور نہ ہی اسے اپنی مجلس میں بیٹھنے کی اجازت دیتے۔امام ابوداؤد رحمہ اللہ اپنے فرزند کو ان کی خدمت میں لے گئے تاکہ اسے بھی ان سے شرف تلمذ حاصل ہو جائے۔تو امام احمد بن صالح نے اسے پڑھانے سے انکار کر دیا۔امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے عرض کی کہ بچہ گو ابھی چھوٹا ہے مگر امتحان لے کر دیکھ لیں داڑھی والوں سے زیادہ ذہین وفطین ہے چنانچہ انہوں نے اس کا امتحان لیا پھر کہیں جا کر اسے پڑھنے کی اجازت دی۔مؤرخین نے لکھا ہے کہ ابن ابی داؤد رحمہ اللہ کے علاوہ امام احمد مصری نے کسی امرد کو حدیث کا درس نہیں دیا۔(ذم الھوی:ص۹۳)

امرد کے سلسلے میں بڑوں کو مثالی تقوی:۔ امام نووی رحمہ اللہ کا قول وعمل آپ پہلے پڑھ آتے ہیں کہ وہ بھی امرد کو پڑھانے کے قائل نہ تھے۔(آفات نظر اوران کا علاج:ص۶۰)

امام مالک رحمہ اللہ، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ، امام یحییٰ بن معین کے بارے میں منقول ہے ہو بھی امرد کی صحبت کو درست نہیں سمجھتے تھے امام ابوبکر مروزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حسن بن بزاز، امام احمد رحمہما اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے انکے ساتھ ایک خوبصورت لڑکا تھا انہوں نے امام احمد صاحب سے کچھ باتیں کیں جب اٹھ کر جانے لگے تو ان کو امام صاحب نے فرمایا اس امرد کے ساتھ مت چلا پھرا کرو، انہوں نے کہا یہ تو میرا بھانجا ہے، امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا خواہ تیرا بھانجا ہی سہی، لوگ خواہ مخواہ تمہارے بارے میں برا گمان کر کے گناہ کے مرتکب نہ ہوں۔اسی طرح ابوعلی بیان کرتے ہیں کہ میں نے جنید رحمہ اللہ سے سنا فرماتے تھے کہ ایک شخص امام احمد رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اس کے ساتھ ایک خوبصورت لڑکا تھا

،انہوں نے پوچھا یہ کون ہے؟ اس نے کہا یہ میرا لڑکا ہے۔ امام صاحب نے فرمایا: آئندہ اسے اپنے ساتھ نہ لانا۔
ہم نے اپنے شیوخ کو اسی طرح پایا اور وہ اپنے اسلاف کے بارے میں بتلاتے تھے کہ امرد کی مجلس ومصاحبت اچھی نہیں۔
(آفات نظراوران کا علاج:ص۶۰)

تیس اللہ والوں کی نصیحت:۔ امام یحییٰ بن معین کے شاگرد محمد بن حسین تھے جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ چالیس سال تک انہوں نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر نہیں دیکھا۔ انہی کے بارے میں محمد بن ابی القاسم کا بیان ہے کہ ہم محمد بن حسین کی خدمت میں حاضر ہوئے ہمارے ساتھ ایک امرد تھا جو مجلس میں انکے سامنے بیٹھ گیا تو انہوں نے فرمایا تم میرے سامنے سے اٹھ جاؤ اور میرے پیچھے آ کر بیٹھو۔ فتح موصلی فرماتے ہیں کہ میں تیس مشائخ سے ملا ہوں ان میں سے ہر ایک نے مجھے رخصت کرتے وقت یہ وصیت کی کہ نوجوانوں کی ہم نشینی سے بچتے رہنا امام بشر بن حارث حافی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ خوبصورت لڑکوں سے پرہیز کیا کرو۔ (ذم الھوی، تلبیس ابلیس بحوالہ آفات نظر اوران کا علاج:ص۶۰،۶۱)

اللہ والوں میں ایک نام امیہ بن صامت رحمہ اللہ کا بھی ہے۔ حافظ ابن جوزی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اتفاقاً انہوں نے ایک لڑکے کو دیکھا تو یہ آیت تلاوت کی" هو معكم اينما كنتم والله بما تعملون بصير " جہاں کہیں بھی تم ہوگے اللہ تمہارے ساتھ ہوگا اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ سب دیکھتا ہے۔ پھر کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ کے قید خانے سے کون بھاگ سکتا ہے اس نے قید خانے کے نگران بڑے سخت اور کرخت فرشتوں کو مقرر کر رکھا ہے۔ اللہ اکبر! میرا اس لڑکے کی طرف دیکھنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے کتنی بڑی آزمائش ہے اس کی طرف دیکھنے کی مثال ایسی ہے جیسے کسی روز تیز ہوا چل رہی ہو اور جنگل میں اچانک آگ بھڑک اٹھے اسی حالت میں آگ ہر سو بہت جلد پھیل جائے گی اور ہر چیز کو جلا کر راکھ بنا دے گی۔ پھر کہنے لگے میری آنکھ نے میرے دل میں کچھ منقش کیا ہے میں اس سے اللہ تعالیٰ کی بخشش ومغفرت کا خواستگار ہوں، مجھے اس کا خوف ہے کہ میں اس گناہ کی بنا پر کہیں مستوجب سزا نہ قرار پاؤں، گرچہ روز قیامت ستر صدیقوں کے عمل بھی میرے ساتھ ہوں، یہ کہہ کر آبدیدہ ہو گئے یہاں تک کہ دیکھنے والے خیال کرتے تھے کہ کہیں فوت نہ ہو جائیں وہ روتے تھے اور یہ کہتے تھے۔" يا طرف لا شغلنك بالبكاء عن النظر الى البلاء "اے آنکھ! میں تجھے اس بلا انگیز نگاہ سے ہٹا کر یہ زاری میں مشغول رکھوں گا۔
(تلبیس ابلیس) (آفات نظر اوران کا علاج:ص۶۱)

شیخ الاسلام کی وضاحت: شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنے ایک فتوی میں اس مسئلے پر سیر حاصل بحث کی ہے اور صاف طور پر لکھا ہے کہ جس طرح اجنبی عورت کو دیکھنا حرام ہے اسی طرح امرد کو دیکھنا بھی بالاتفاق حرام ہے۔ یعنی امرد کو شہوت کی نظر سے دیکھنا اسی طرح حرام ہے جیسے محرمات، ماں، بہن، بیٹی وغیرہ اور اجنبی عورت کو شہوت کی نظر سے دیکھنا حرام ہے خواہ وہ شہوت وطی ہو یا محض لذت نظر، بلکہ وہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی امرد کو شہوت کی بنا پر چھوتا ہے تو اس کا وضو اسی طرح ٹوٹ جائے گا جیسے شہوت سے کسی عورت کے چھونے سے امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے یہی ایک قول امام احمد رحمہ اللہ کا بھی ہے بلکہ امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کا قول یہ بھی ہے جسے انہوں نے ترجیح دی ہے کہ بغیر شہوت کے بھی امرد کو دیکھنا ناجائز ہے فرماتے ہیں یہ فتنوں سے بچنے کا ذریعہ ہے اور سد ذرائع کا یہی تقاضا ہے جس کی تفصیل مجموع فتاویٰ (ج۲۱ص۲۴۳تا۲۵۸) میں دیکھی جا سکتی ہے۔ (آفات نظر اوران کا علاج:ص۶۲،۶۳)

نام کتاب:۔ دستور المتقی فی احکام النبی ﷺ

بعد نظر ثانی:۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس صاحب قریشی دہلوی... ناشر:۔ جمعیت اہلحدیث کراچی (رجسٹرڈ)

کرامات کا ثبوت:۔ عقیدہ نمبر۲۴، کرامات اولیا حق ہے اللہ تعالیٰ جس نیک بندے کو چاہتا ہے اس کی عزت وتکریم کرامات سے کرتا ہے اور اپنی رحمت کے ساتھ مختص فرماتا ہے۔

نام کتاب :۔فتاوی ستاریہ از شیخ القرآن والحدیث
حضرت مولانا الحاج ابو محمد عبد الستار صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ....... ناشر :۔مکتبہ ایوبیہ

بیعت کے بارے میں غلط فہمی

مسئلہ بیعت :۔ بعض لوگوں نے اس مسئلہ بیعت میں دو غلطیاں دکھائی ہیں ۔اول یہ کہ بیعت مخصوص بالجہاد سمجھی ہے حالانکہ بیعت کے کئی ایک انواع ہیں چنانچہ امام نسائی رحمہ اللہ اپنی سنن نسائی میں تفصیل وار اس کے کئی ایک باب منعقد کر کے حدیثیں لائے ہیں ''باب البیعة علی اسلم والطاعة (۲)باب البیعة علی ان لا ننازع الامر ھله (۳)باب البیعة علی القول بالحق (۴)باب البیعة علی القول بالعدل (۵)باب البیعة علی الاثرة (۶)باب البیعة علے ان لا نفر (۷)باب البیعة علے نصبح لکل مسلم (۸)باب البیعة علے الموت (۹)باب البیعة علے الجهاد (۱۰)باب البیعة علے المجرة وال باب البیعة فیما احب وکره (۱۲)باب البیعة علی فراق المشرك و غیر ذالك۔

علاوہ اس کے دیگر کتب حدیث میں یہ مسئلہ بیعت بالتصریح بیان ہے چنانچہ اصح الکتب بعد کتاب الله صحیح البخاری میں ہے'' عن عبادة ابن الصامت قال یا یعنارسو اللهﷺ علے السمع دالطاعة فی المنشط و المکره وان لانسازع الا مراهله وان تقومه او نقوله بالحق حیث ماکنا لا نخاف فی الله لومة لائمه وفی راویة اخری تبایغونی علی ان لا تشرکروا بالله شیاء ولا تسرقوا ولا تزنوا ولا تقتلو اولادکم ولا تاتو ببهتان تفترون بین ایدیکم واراجلکم ولا تعصوفی فی معروف الخ ایضاً قال جریر بن عبدالله باالنبی صلی الله علیه وسلم علے اقامه الصلوة وایتاء الزکوة والنصح لکل مسلم ''یعنی عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم صحابہ نے رسول اللہ ﷺ سے ان کاموں کی بجا آوری پر بیعت کی کہ خوشی ناخوشی میں آپ کا بات سنیں گے اور اطاعت کریں گے اور جو شخص جس منصب اور عہدہ کے لائق ہوگا وہ اس سے نہیں چھینیں گے اور ہر جگہ حق بات کہیں گے اور اللہ کے دین میں کسی کی ملامت سے نہیں ڈریں گے ایک اور روایت میں انہیں عبادہ رضی اللہ عنہ سے یوں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے کہا تم ان باتوں کی پابندی کرنے پر مجھ سے بیعت کرو شرک نہ کرنا ہوگا اور نہ چوری کرنی ہوگی اور نہ کسی پر بہتان باندھنا ہوگا اور نہ اولاد کو قتل کرنا ہوگا اور قرآن وحدیث میں میری اطاعت کرنی ہوگی وغیرہ نیز جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اقامت صلوۃ ،ایتاء زکوۃ اور ہر ایک مسلم کی خیر خواہی کرنے پر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی ۔

ثانی :۔ جہاد کا معنی غلط لیا ہے کہ جہاد مقید بالسیف ہی سمجھے ہیں حالانکہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ''افضل الجهاد کلمة حق عند سلطن جائر ''یعنی بادشاہ ظالم کے نزدیک حق بات کہنا یہ افضل جہاد ہے۔ ''ایضاً افضل الجهاد ان تجاهد نفسك وهوا لك فی ذات الله ''یعنی افضل جہاد یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور اطاعت کرنے پر اپنے نفس اور خواہش ہوائی سے مجاہدہ کرے پس جہاد کا معنی مخصوص بالسیف سمجھنا نافہمی اور صریح مغالطہ دہی ہے۔

اگر علی سبیل التنزل مان لیا کہ جہاد تلوار سے ہوتا ہے تو معاً یہ سوال ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ نے تیرہ برس کون سا جہاد بالسیف کیا ہے کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں ''والجهاد ماض مذبعثنی الله الی ان یقاتل اخرهذه الامة الدجال لایبطله جور جائر ولاعدل عادل'' الحدیث (راوہ ابوداؤد وکذا فی المشکوۃ) یعنی جہاد جاری ہے جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے معبوث فرمایا ہے اور ہمیشہ جاری رہے گا کوئی ظالم اپنے اپنے ظلم سے اور کوئی عادل اپنے عدل سے اس کو موقوف نہیں کر سکتا یہاں تک کہ عیسیٰ علیہ السلام آکر دجال کو قتل کریں گے ۔

پس اس حدیث سے بالتحقیق معلوم ہوا کہ جہاد بالسیف تو مقید بالوقت ہے مگر جہاد جو ہمیشہ جاری ہے وہ وہی اللہ جس کا اللہ تعالیٰ نے

آپ کو ان پر زور الفاظ میں حکم کیا ہے ''وجاھد ھم جھادا کبیرا'' لوگوں سے جہاد کر قرآن کے ساتھ یعنی لوگوں سے قرآن حدیث کے ساتھ چھیڑ چھاڑ رکھ اور جو اس میں زواجر نواہی اور اوامر ہیں وہ لوگوں پر بے دھڑک پڑھ اور حج و آیات و دلائل ان پر قائم کر یہی جہاد کبیرا ہے تو کیا اب اس جہاد سے کون سی چیز مانع ہے کہ ہم اس جہاد سے محروم رہیں'' والله یھدی من یشاء الی صراط مستقیم ''

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ راوی صحیح مسلم کی حدیث صادق المصدوق رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے، ہم کون کہنے والے کہ حدیث رسول اللہ ﷺ قابل عمل نہیں ہے اور کیا اس اس کہنے میں ہماری نجات کی صورت بھی نہیں ہے کیا ''امر لھم شرکو شراعوا لھم من الدین مالم یاذن بہ اللہ الایۃ'' کے ہم مصداق نہیں ہوں گے اور کیا خدا اور رسول کے کلام میں اختلاف ہے کہ کبھی تو فرمائیں کہ جاہلیت کی موت مرنا ہے اور کبھی بیعت کرنے ہی سے منع کریں ''افلا یتدبرون القرآن ولو کان من عند غیر اللہ لوجد وافیہ اختلافا کثیرا''۔

کیا حدیث من مات ...... الخ کے ہوتے ہوئے بھی ضرورت امام میں کوئی شک رہا یا جاہلیت کی موت مرنا اچھا ہے یا ابھی تک کسی کو موت نہیں آئی یا کوئی مرنے والا نہیں ہے یا یہ صادق المصدوق ﷺ کا فرمان نہیں ہے من استطاع منکم ان لاینام نو ماولایصبح صبحا الاو علیہ امام ولیفعل (ابن عساکر عن ابی سعد و ابن عمر رضی اللہ عنہ) یعنی شام سے پہلے اور صبح سے قبل امام کا تدارک کرو جو لوگ گزر گئے ان کے متعلق تو سکوت'' تلك امۃ قد خلت لھا ما کسبت ولکم ما کسبتم (فتاوی ستاریہ ج ا: ص ۳۶، ۳۷)

نام کتاب:۔ کنز الحقائق من فقہ خیر الخلائق .... مصنف:۔ للعبد العاجز المدعو وحید الزمان غفر لہ الرحمٰن
ناشر:۔ طبع فی مطبع شوکت الاسلام الواقع فی بنگلور

بیعت تصوف کا ثبوت:۔ (مولانا وحید الزماں لکھتے ہیں) فصل۔'' البیعۃ اشایعۃ بین الفقراء لھا اصد من الشرع وھی بیعۃ التوبۃ'' درویشوں میں رائج بیعت کی اصل شریعت میں موجود ہے اور اس کو بیعت توبہ کہتے ہیں۔

نام کتاب:۔ البلاغ المبین فی احکام رب العلمین و اتباع خاتم النبیین
مصنف:۔ حکیم الامت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ
ترجمہ مولانا محمد علی مظفری رحمہ اللہ...... ناشر:۔ قرآن آسان تحریک رجسٹرڈ ایجوکیشن روڈ (لاہور)

تصوف کیا نہیں ہے .....! قبروں کیلئے نذریں ماننا، ان کی زیارت کیلئے دور اور نزدیک سے سفر کر کے آنا، ان کے پاس نمازیں پڑھنا، ان کے گرد طواف کرنا، ان کو چومنا یا چھونا اور ان پر ہاتھ یا منہ رگڑنا ان کی مٹی یا کنکر اٹھا کر گلے میں لٹکانا اہل قبور سے دعا مانگنا رزق اور اولاد کے لئے یا بیماری سے شفاء یا قرض سے خلاصی کے لئے دعائیں کرنا یا دیگر مہمات دنیوی میں ان سے مدد چاہنا بھی اس قبر پرستی میں شامل ہیں علاوہ ازیں تمام وہ حاجتیں جو بت پرستوں سے چاہتے ہیں یہ ان قبروں سے مانگتے ہیں۔ اس کے بعد لکھتے ہیں:۔

''ولیس شئی منھا مشروعا یاتفاق ائمۃ المسلمین اذلم یفعل شئیا منھا رسول رب العالمین ولا احد من اصحابہ والتابعین وسائر ائمۃ الدین صلوۃ اللہ تعالی علیہ وعلیھم السلام''۔ مسلمانوں کے تمام مسالک فکر کے علماء کا اتفاق ہے کہ ان میں سے ایک کام بھی جائز نہیں کیونکہ ان میں سے کوئی بات نہ رسول اللہ ﷺ نے کی نہ صحابہ کرام میں سے کسی نے کی اور نہ مسلمانوں کے اماموں نے کی۔ نبی اکرم ﷺ صحابہ کرام اور تابعین عظام کا دور خود رسول اکرم ﷺ کے ارشاد کے مطابق خیر القرون (بہترین زمانہ) جب ان لوگوں نے ایسے کام نہیں کیے تو ان کاموں کا جائز اور اچھا ہونا محال ہے۔ (البلاغ المبین ص ۵۲، ۵۳)

صوفیاء سچے متبع سنت:۔ صوفیائے کرام جوکہ نبی اکرم ﷺ کے سچے پیرو تھےان کے نزدیک دوقیدیوں سے مرادوقسم کےلوگ ہیں اول جو سیم وزر کے غلام ہیں خدااان پرلعنت کرےاوراور یہ امراءاورسلاطین کا طبقہ ہےدوسرے وہ جونفس نابکار کے غلام ہیں جن کی بےعزتی ذات باری تعالیٰ نےخودکی ہے۔''ارایت من التخذ الهه هواه''۔(۴۳،۲۵) کیاتم نےایسے شخص کوبھی دیکھاجس نےاپنی نفسانی خواہشات کواپنامعبود بنالیا۔

یہ گروہ شدیدترین دشمن یعنی نفس کاغلام ہےحضور ﷺ نےفرمایا:''اعدی عدوك نفسك التی بین جنبیك''

سب سے بڑادشمن تیرانفس ہے جودو پہلوؤں کے درمیان ہےاور جان لیناچاہیے کہ حکومت اللہ تعالیٰ کےسواکسی کی نہیں''ان الحکم الا اللہ اوربقول مخبرصادق ﷺ''الدنیا سجن المومن وجنة الکافر''۔

دنیامومن کے لئے قیدخانہ اورکافر کے لئے جنت ہے۔جس کامفہوم دوسرےلفظوں میں یہ ہےکہ آخرت کافروں کے لئے قیدخانہ اور مومنوں کے لئے جنت ہوگی۔

شیخ نصیرالدین محمودقدس سرہ:۔ شیخ الاسلام نصیرالدین محمودقدس سرہ جو چراغ دہلی کے نام سے مشہور ہیں سلطان المشائخ نظام الدین اولیا کے خلیفہ تھے آپ نے فرمایاہے کہ مشائخ کا کوئی فعل حجت نہیں بعض لوگوں نے آپ کےاس قول پراعتراض کیاتو حضرت سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاءرحمہ اللہ نےاعتراض کرنے والوں سےکہاکہ محمودصحیح کہتاہے۔

شہاب الدین عمرسہروردی رحمہ اللہ:۔ سیرالمشائخ میں لکھاہے کہ ایک دن شیخ الشیوخ شہاب الدین عمرسہروردی رحمہ اللہ نماز کے لئے اپنی نشست گاہ سے باہرتشریف لائے آپ کے مریدوضوکررہے تھے جب آپ کو دیکھا تو وضوچھوڑ دیالیکن ایک مریدوضوکرتا رہااور فراغت پاکرآپ کی خدمت میں حاضرہوااورسلام عرض کیاحضرت شیخ نےاس کی یہ اداپسندکی اوراس سے کہا''بھائی تو نے اچھا کیا کہ خدا کی تعظیم کومخلوق کی تعظیم پرمقدم رکھا''۔

واضح ہوکرحضرت سیدمحی الدین جیلانی رحمہ اللہ مذہب حنبلی رکھتے تھےاورفتویٰ شافعی مذہب کادیتے تھےحضرت معین الدین چشتی رحمہ اللہ شافعی تھےحضرت شیخ الدین سہروردی رحمہ اللہ بھی شافعی تھےاورخواجہ عبدالخالق غجدانی رحمہ اللہ خواجہ احمد بسوری رحمہ اللہ اورخواجہ بہاؤالدین نقشبندرحمہ اللہ جو سلسلہ نقشبنداوربسویہ سےتعلق رکھتے تھےحنفی المذاہب تھے۔

طریقت ومعرفت کے حاملین اب بھی موجود ہیں:۔ حضور ﷺ نےفرمایابیہقی بروایت علی رضی اللہ عنہ بحوالہ مشکوٰۃ کتاب العلم۔

''عن رضی اللہ تعالیٰ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم یوشك ان یاتی علی الناس زمان لایبقی من الاسلام الا اسمه ولایبقی من القران الارسمه مساجدهم عامرة وهی خراب من الهدی علماهم شرمن تحت ادیم السما من عن دهم تخرج الفتنة ونیهم تعود''۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سےروایت ہےکہ رسول اکرم ﷺ نےفرمایا:لوگوں پرایک وقت آئےگاجب اسلام کاصرف نام اورقرآن کے صرف نقوش ہی باقی رہ جائیں گےمسلمانوں کی مسجدیں نمازیوں سےبھری ہوں گی مگرہدایت کانام ونشان تک ان میں نہ ہوگااس وقت کے علماءدنیامیں خلائق ہوں گےانہی سےایک فتنہ پیداہوگااورانہی کی طرف لوٹےگا۔

اس حدیث کےابوبکراحمد بن حسین بیہقی رحمہ اللہ نےشعب الایمان میں بیان کیاہے ہاں بعض اللہ کے بندے سےآج بھی موجود ہیں جوسنت رسول اللہ ﷺ اورطریق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کےساتھ ساتھ طریقت ومعرفت کی راہ پرچل رہے ہیں۔

اجتناب بدعات صوفیاءکرام کاشیوہ:۔ بعض معتبرلوگوں کی زبانی سناکہ ایک عابدخواجہ قطب الدین رحمہ اللہ کےعرس پرآیاتھا اورایام عرس میں ایک عالم کےپاس فروکش ہواکرتاتھااس نےدیکھاکہ جس عالم کےپاس ٹھہرتاہےوہ عرس میں شریک نہیں ہوتااس نے وجہ پوچھی تو عالم نےکہاایام عرس میں زیارت کرناکچھ ضروری نہیں۔بلکہ اہل بدعت کے مجمع کورونق نہ دیناہی بہتر ہےکیوں کہ حضور ﷺ نے

قبروں کو عید گاہ بنانے سے منع فرمایا ہے اس کے بعد عابد مذکور نے خواب میں دیکھا کہ حضرت خواجہ اپنے سر کو دونوں ہاتھوں سے پکڑے ہوئے کمر تک قبر سے باہر نکلے اور لوگوں کے اژدہام وہجوم سے بیزاری کا اظہار کر رہے ہیں یہ دیکھ کر عابد مذکور نے بھی عرس میں شامل ہونا چھوڑ دیا اور نبی ﷺ کی اس ممانعت سے کہ ''میری قبر کو عید گاہ نہ بنانا'' ہدایت حاصل کی۔

اتباع سنت پر حیرت انگیز واقعہ:۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی آزمائش کے لئے شیطان کو تصرف کی قوت بخشی ہے اس کیساتھ وہ ہمیشہ انسان کو گمراہ کرتا رہتا ہے سلف سے حضرت شیخ جیلانی رحمہ اللہ کا ایک واقعہ منقول ہے حضرت شیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ مجھے ایک بے آب وگیاہ جنگل میں چند روز ٹھہرنا پڑا اتفاقاً ایک دن مجھے پیاس شدت سے لگی ہوئی تھی میں پانی کی تلاش کرنے لگا نہ ملا اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان پر ایک بادل کا ٹکڑا نمودار ہوا جس سے پانی برسنے لگا بارش تھم جانے کے بعد بادل میں سے ایک روشنی نکلی جو تمام آسمان پر پھیل گئی اس روشنی میں ایک عجیب صورت نمودار ہوئی جو مجھ سے مخاطب ہو کر کہنے لگی۔

اے عبدالقادر! میں تمہارا پروردگار ہوں تم پر تمام چیزیں حلال کرتا ہوں جو جی چاہے کھاؤ اور جو پسند ہو کرو میں نے کہا اے ابلیس ملعون دور باش اور استغفار پڑھنے لگا اس کے بعد وہ صورت ناپید ہوگئی اور اندھیرا چھا گیا اور آواز آئی اے شیخ تو نے اپنے علم ومرتبہ کے سبب مجھ سے نجات پائی ورنہ میں اس مقام پر ستر بزرگوں کو گمراہ کر چکا ہوں میں نے الحمدللہ پڑھا اور کہا اے ملعون! علم ومرتبہ کے سبب سے نہیں محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے۔

اس واقعہ پر غور کرو اور حضرت شیخ رحمہ اللہ کے آخری کلمات کو پھر پڑھو کہ آزمائش میں ثابت قدم رہنے کو اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھا آپ فرماتے ہیں: مجھے اپنی ذات پر کبھی بھروسہ نہیں ہوا ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رحمت پر اعتماد رہا ہے جس طرح اس نے اس امتحان سے بچایا آرزو کہ اسی طرح آخری منزل تک اس کا فضل شامل حال رہے۔

شیخ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ نے اس واقعہ کو اخبار الاخیار میں لکھا ہے اور حضرت شیخ نے اپنی تصنیف فتوح الغیب میں بھی ذکر کیا ہے۔

صوفیائے کرام کا عقیدہ توحید:۔ بزرگوں کے صحیح حالات دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ تمام بزرگ اپنے مریدوں کو مخلوق کی طرف نگاہ امید رکھنے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا کرتے تھے چنانچہ ''عوارف المعارف'' میں حضرت شیخ الشیوخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''لا یتحق صدق المرید واخلاصه الا باتباع السنن وبمتابعة امر الشرع وقطع النظر عن الخلق وكل الافات حلت علے اهل البداية لموضع نظرهم الى الخلق وبلغنا عن رسول الله صلے الله عليه وسلم انه قال لا يكمل ايمان المر حتى يكون الناس عنده كالا باعر ثم يرجع الى نفسه فبراها اصغرها غرا''۔

کسی مرید کا صدق واخلاص صحیح اور درست نہیں ہوسکتا جب تک کہ شریعت کا پورا پیروکار ہوجائے اور مخلوق سے پورے طور پر بے نیاز ہوکر امید منقطع نہ کرلے۔ اس راہ کے مبتدیوں پر اسی لئے آفتیں نازل ہوتی ہیں کہ ان کی نگاہ امید مخلوق پر لگی ہوتی ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اس وقت تک کوئی شخص مومن کامل نہیں ہوسکتا جب تک کہ تمام انسان اس کے نزدیک اونٹ جیسے نہ ہوں اور جب تک کہ اپنے کو سب کم درجہ نہ سمجھے یعنی جب تک تمام انسانوں کو اپنے سے زیادہ درجہ والا نہ سمجھے گا اور دوسروں کے مقابلہ میں اپنے کو معمولی نہ سمجھے گا اس وقت تک مومن کامل نہ ہوگا۔

خواجہ علاؤالدین عطار رحمہ اللہ کے احوال میں مولانا جامی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''نفحات الانس'' میں فرماتے ہیں کہ آپ نے ایک دفعہ خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمہ اللہ کا ذکر کیا کہ وہ فرمایا کرتے تھے۔ ''خدا کا مجاور بننا اس کی مخلوق کے مجاور بننے سے بہتر ہے'' خواجہ صاحب اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

تو تاکے گور مرداں را پرستی ؎ بگردو کار مرداں کن درستی

ترجمہ: تو کب تک قبر پرستی کرے گا جا لوگوں کے کام آ۔

حضرت سید المشائخ ابومحمد محی الدین جیلانی رحمہ اللہ جو اولیاء محققین کے سرخیل وسپہ سالار ہیں اپنی کتاب فتوح الغیب میں فرماتے ہیں:

"من ارادہ السلامۃ فی الدنیا والاخرۃ بالصبر والرضی وترک الشکوی الی الخلق وانزال حوائجہ بربہ عزوجل وانتظار الفرج منہ تعالیٰ اذھو خیر من غیر"۔

جو شخص دنیا اور آخرت میں سلامتی کا طالب ہے اسے چاہیے کہ صبر کو اپنا شعار بنائے ہر حال میں راضی برضا رہے مخلوق سے شکایات نہ کرے اور اپنی حاجات کا سوائے پروردگار کے بذریعہ دعا وسوال یا زبان قال وحال کے اور کسی سے ذکر نہ کرے ہر ایک مشکل کشائی کی توقع اسی کی ذات سے رکھے کیوں کہ اسی کی ذات تمام موجودات سے برتر واعلیٰ ہے۔

امام حضرت شیخ جیلانی رحمہ اللہ اپنی کتاب "فتوح الغیب" میں فرماتے ہیں۔

"کل حقیقۃ لایشھد لھا الشرع فھی زندقۃ"۔ جو حقیقت شریعت کے مخالف ہو وہ کفر والحاد ہے۔

حقیقت، شریعت کے مخالف نہیں:۔ اس قول کی تشریح میں شیخ دہلوی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ حقیقت، شریعت کے مخالف نہیں ہو سکتی کیوں کہ کسی چیز پر ایمان لانے کے یہ معنی ہیں کہ اس پر کاربند ہو کر اس کی حقیقت کو پہنچ سکیں اور یہ ایک ہی راستہ ہوگا جس کی انتہا اس کی ابتداء کے مخالف نہیں۔

ابوسلیمان دارانی رحمہ اللہ کا قول:۔ ابوسلیمان دارانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بسا اوقات مجھ پر ایک نکتہ ظاہر ہوا مگر میں نے اسے اس وقت تک قبول نہ کیا جب تک کہ کتاب وسنت سے اس کی تصدیق نہ کر لی۔

آگے فرماتے ہیں:

جان لو کہ (حدود شریعت کی حفاظت کے ساتھ) مقام شہود وتوحید صدیقوں اور عارفوں کا مقام ہے)۔

پھر فرماتے ہیں:

یاد رہے کہ دین ایک ہے شریعت، طریقت اور حقیقت جدا جدا تینوں دین نہیں ہیں بلکہ یہ اسی ایک کی شاخیں ہیں "واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل.....انتھی کلامہ"۔

حضرت ابوسعید خزار رحمہ اللہ کا قول:۔ ابوسعید خزار رحمہ اللہ کا بر مشائخ میں سے گزرے ہیں آپ کا قول ہے:

"کل باطن یخالفہ الظاھر فھو باطل وملوم"۔ جس باطن کا ظاہر مخالف ہو وہ باطن باطل ہے اور ملامت کے قابل ہے۔

حضرت بہاؤالدین ذکریہ رحمہ اللہ کا واقعہ:۔ کتاب سیر المشائخ میں باطن کا ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضرت بہاؤالدین ذکریہ رحمہ اللہ ملتانی حسب معمول صبح کی جماعت میں شریک ہوئے ایک رکعت ہو چکی تھی اس لیے تشہد میں امام کے سلام پھیرنے سے پہلے اٹھ کھڑے ہوئے نماز کے بعد امام نے کہا! اے شیخ! امام کے سلام پھیرنے سے پہلے مقتدی کو اٹھنا جائز نہیں کیوں کہ ممکن ہے ابھی کچھ باقی ہو اور امام کی متابعت فوت ہو جائے۔ شیخ نے جواب دیا اگر نور باطن سے پتہ لگ جائے کہ نماز ہو چکی اور کچھ باقی نہیں تو ایسی صورت میں سر امام سے پہلے اٹھنے میں کیا مضائقہ ہے امام نے کہا ہرگز جائز نہیں جو نور شریعت کے مخالف ہو وہ نور نہیں تاریکی ہے اس پر حضرت شیخ نے کہا: آمنا۔

شیخ ابوعبداللہ حارث بن اسدی رحمہ اللہ کا قول:۔ شیخ ابوعبداللہ حارث بن اسدی محابی رحمہ اللہ متقدمین اہل طریقت کے علماء میں سے ہیں آپ فرماتے ہیں۔ "من صح باطنہ بالمراتبۃ والا خلاص زین اللہ ظاھرہ بالماجاھدۃ و اتباع السنۃ"۔

جس کا باطن مراقبہ واخلاص سے درست ہو گیا اس کا ظاہر اللہ تعالیٰ سنت کی پیروی اور ریاضت سے آراستہ فرما دیتا ہے۔

ابوحفص کبیر حداد رحمہ اللہ کا قول:۔ ابوحفص کبیر حداد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "من لم یزن احوالہ واقوالہ وافعالہ بمیزنانی

الکتاب والسنة ولم یثهم خراطره فلا تعدوه فی دیوان الرجال"۔
جوشخص اپنے اقوال، احوال اور افعال کو کتاب وسنت کے مطابق نہیں رکھتا اور خواہشات کی پیروی کو برا نہیں سمجھتا اسے مردوں کی فہرست میں شمار مت کرو۔

ابو یزید بسطامی رحمہ اللہ کا قول:۔ سلطان العارفین ابو یزید بسطامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ولونطرتم الی رجل اعطی انواعامن الکرامات حتی بطیر فی الهواء اومثی علی الماء لاتعتروابه حتی تنتظروا کیف تجدونه بادالامر والنهی و حفظ الحدود اداء احکام الشریعة"۔
اگر تمہیں ایسا شخص نظر آئے جو تمہاری دانست میں بے شمار کرامتوں سے مشرف کیا گیا ہو یہاں تک کہ ہوا میں اڑ سکتا ہو اور پانی کی سطح پر چل سکتا ہو تو جب تک یہ نہ دیکھ لو کہ وہ امر و نہی حفظ حدود شرعی اور پابندی احکام اسلامی میں کیسا ہے کبھی اعتبار نہ کرو اور اس کی کرامات کے قائل نہ ہو۔

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ کا قول:۔ امام طریقت سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"طری الی الله بعدانفاس الخلائق وکلها مسدودة علی الخلق الا علی من اقتفی اشر اثرالرسول"۔
اللہ تک پہنچنے کے راستے خلق خدا کی سانسوں کی مقدار کے مطابق ہیں مگر یہ سب اس وقت تک ہر شخص پر بند ہیں جب تک کوئی اللہ کے رسول ﷺ کے قدم بقدم نہ چلے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ان تمام بزرگوں نے سنت نبوی ﷺ کی پیروی اور امر و نہی پر استقامت کو واجب سمجھا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وذرواظاهر الاثم و باطنه" (۶،۱۲۰)
ظاہر اور باطن دونوں طرح کے گناہ چھوڑ دو۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا خواب:۔ حضرت امام رحمہ اللہ نے کئی مرتبہ اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا اور سوال کیا کہ بار خدایا تیرا قرب کس چیز سے حاصل ہو سکتا ہے؟ جواب یہی ملتا رہا کہ قرآن مجید کی تلاوت سے حضرت امام رحمہ اللہ نے عرض کیا کہ تلاوت بے فہم یا بافہم؟ جواب ملا کہ دونوں طرح کی تلاوت سے۔

حب پیغمبر علیہ اسلام بھی وسیلہ ہے:۔ بعض علماء متاخرین نے کہا ہے کہ پیغمبر خدا ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم واہل بیت عظام اور اولیاء اللہ رحمہ اللہ کے ساتھ محبت رکھنا بھی وسیلہ نجات ہے کیوں کہ محبت اعمال قلبی میں سے ہے اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے: "المرمع من احب" اس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ ہر شخص قیامت کے دن جس کی ہمراہی چاہتا ہے دنیا میں اس کے ساتھ محبت رکھتا ہے۔

نام رسالہ:۔ ماہنامہ ضیائے حدیث (گوجرانوالہ)
شمارہ:10-9 جلد:16 ستمبر، اکتوبر 2007ء........ چیف ایڈیٹر: مولانا حکیم محمد ادریس فاروقی

قصبہ سوہدرہ کا مختصر تعارف:۔ قصبہ سوہدرہ وزیر آباد کے قریب سیالکوٹ روڈ پر واقع ہے یہ سلطان محمود غزنوی کے غلام ایاز نے آباد کیا تھا اس کے ارد گرد فصیل اور اس کے باہر باغات تھے فصیل میں سو دروازے تھے یہ اسی بنا پر سودرہ پھر سوہدرہ (یا سودھرا) مشہور ہو گیا۔ مرور زمانہ سے اس کی فصیل اور باغات ختم ہو چکے ہیں۔ معمولی سے آثار باقی ہیں۔

سوہدرہ کی شہرت کی وجوہات:۔ سوہدرہ کی شہرت کی چند وجوہات ہیں مثلاً اس کی قدامت ارباب علم و فضل کا مسکن ہونا، مختلف مذاہب واقوام کی سرزمین، پرانی قبریں، جنات کا قیام اور آمد ورفت، آس پاس ندی نالوں اور دریا کا پایا جانا، مگر ان سب میں اہم ترین وجہ علوی خاندان سوہدرہ کے وہ بزرگ اور ان کی ناقابل فراموش خدمات ہیں کہ جنہوں نے اپنے علاقے ہی میں نہیں بلکہ برصغیر پاک و ہند میں انمٹ نقوش چھوڑے۔ خصوصاً حضرت مولانا عبداللہ (غلام نبی الربانی رحمہ اللہ) انکے فرزند ارجمند حضرت مولانا عبدالحمید محدث تلمیذ خاص

ونواسہ شیخ پنجاب حضرت مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیرآبادی اوران کے فرزند دلبند حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ جن کی تبلیغی و تصنیفی مساعی سے پاک و ہند میں ان کا طوطی بولتا تھا۔اگر ہم یہ کہہ دیں کہ برصغیر میں تقریر وخطابت کے میدان میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کے بعد جس عبقری کی جولانیاں دیکھنے سننے میں آئیں تو وہ یہی مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ تھے۔آپ نے علماء دیوبند (احناف) وعلماء اہلحدیث دونوں کے اسٹیج پر بے شمار تقریریں کیں اور پاک و ہند کا شاید ہی کوئی شہر ہو جس میں آپ نے اپنے ایمان افروز خطابات کا جادو نہ جگایا ہو اور شدوہدایت کے موتی نہ بکھیرے۔

تاریخی مسجد اور اس کا تاریخی منبر:۔ سوہدرہ کے محلّہ غربی کی جامع مسجد کی بناء اپنے عہد کے عظیم بزرگ حضرت مولانا نبی الربانی رحمہ اللہ نے رکھی آپ اس میں کم وبیش ستر برس تک توحید وسنت کے زمزمے بلند فرماتے رہے۔ہر مکتبہ فکر کے لوگ بلا امتیاز آپ سے استفادہ کرتے رہے آپ کی پرخلوص تبلیغی مساعی کی بدولت سوہدرہ اور آس پاس توحید وسنت کی شعاعیں پہنچیں جس کے نتیجہ میں پوری ککے زئی قوم، سوہدرہ کا ذیلی گاؤں تلواڑہ اور بہت سے دیگر افراد توحید وسنت کے حامل و عامل بنتے گئے اسی مسجد کے منبر کو تاریخی حیثیت حاصل ہے۔یہ آپ ہی کی زندگی میں شیعہ فرقے کے ایک بڑھئی نے جو آپ کا عقیدت مند اور اپنے فن میں کمال رکھتا تھا کئی روز کی محنت شاقہ سے اسے تیار کیا چنانچہ آپ نے برس ہابرس اس پر خطابات جمعہ ارشاد فرمائے آپ اپنی آخری عمر تک سنت طریق کے مطابق کھڑے ہوکر وعظ کہتے رہے اس وقت کے دوچار سامعین تادیں دم حیات ہیں ان کا کہنا ہے کہ ان خطبات کا سماں ہی کچھ اور ہوتا تھا۔

اس منبر پر آپ کے بعد یکے دیگرے آپ کی اولاد میں سے حضرت مولانا عبدالحمید رحمہ اللہ پھر حضرت مولانا عبدالمجید رحمہ اللہ، اس کے بعد حضرت مولانا حافظ محمد یوسف رحمہ اللہ، پھر حافظ صاحب کے بیٹے مولانا حکیم محمد ادریس فاروقی اور ان کے صاحبزادے حافظ محمد نعمان فاروقی خطبات جمعہ دیتے رہے اور اب بھی دے رہے ہیں اس تاریخی منبر پر یکے بعد دیگرے چھ پشتوں نے خطبات ارشاد فرمائے۔کمال یہ ہے کہ یہ منبر آج تک اپنی اصلی حالت میں موجود ہے۔اس میں ٹوٹ پھوٹ یا خرابی نہیں آئی۔

جنات کی شرارت:۔ اسی غربی محلّہ میں حضرت مولانا غلام نبی الربانی رحمہ اللہ کی بیٹی بیاہی ہوئی تھیں ان کے شوہر کا نام عبدالعزیز تھا جو حضرت موصوف کے داماد بھی تھے اور تلمیذ بھی۔ان دونوں خاوند بیوی کا شمار اہل اللہ میں ہوتا تھا۔ان کے گھر میں تعلیم قرآن کی گہما گہمی رہتی تھی۔انسانوں کی طرح جنات بھی مستقل ایک مخلوق ہیں۔ان کا وجود متحقق ہے انسانوں کی طرح ان میں بھی نیک و بد ہوتے ہیں خدا کی قدرت ان کے گھر کچھ خبیث جنات رہتے تھے جو گاہے انہیں پریشان کرتے تھے ایک روز کسی وجہ سے وہ زیادہ غصہ میں آ گئے اور انہوں نے ملحق کھنڈر سے چھوٹی چھوٹی اینٹیں اٹھا کر پھینکنا شروع کر دیں دیکھنے والوں نے وہ اینٹیں بارش کی طرح گرتے ہوئے دیکھیں چند منٹوں کے بعد یہ سلسلہ رک گیا اللہ تعالیٰ نے اہل خانہ کی حفاظت فرمائی اور انہیں خراش تک نہ آئی۔

ایک عجیب وغریب چشمہ:۔ نیشا پور کے پہاڑ کے قریب قریہ دبیر میں پانی کا ایک چشمہ ہے جس کی صفت عجیب وغریب ہے کہ زبردست گرمی میں اس کا پانی مثل برف کے ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور سخت سردی میں اس کے برعکس گرم ہو جاتا ہے سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ کی نشانیاں بھی بے شمار ہیں اور ایسی ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔(روضۃ الجنات، جلد ا، ص ۲۷۶)

مگری (Mugree) کا حیرت انگیز چشمہ:۔ یہ ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جو حویلیاں (ہزارہ) کے قریب بلند وبالا پہاڑ پر واقع ہے۔مقام صحت افزاء ہے مگر پانی کی دقت رہی ہے۔لوگ بڑی محنت اور بڑے مصارف سے پائپ کی بورنگ کرتے مگر اکثر راہ کے پتھروں کی رکاوٹ سے بورنگ میں کامیابی نہ ہوتی۔دوسال پہلے کی بات ہے کہ ایک صالح نوجوان اللہ کی بارگاہ میں لجاجت وزاری سے دعائے استخارہ کی اور سو گیا رات خواب میں اس نے اپنے گھر کے صحن میں ایک جگہ پانی بصورت چشمہ ابلتا ہوا دیکھا اس نے صبح بیدار ہوکر اس جگہ نشان لگایا۔ اور بورنگ شروع کر دی بورنگ نیچے کوئی 80 فٹ تک گئی۔درمیان میں کسی پتھر یا روڑے کی مطلق رکاوٹ نہ آئی اور ٹھیک اسی جگہ سے صاف

ستھرا پانی کا چشمہ ابلنے لگا اس نے وہاں پانی کی برقی موٹر لگا کر موٹر لگا کر گھر میں جستی پائپ لگا لیا اور اسے باہر گلی کے چوراہے تک پہنچا کر گیٹ وال لگا دیا، تا کہ گاؤں کے لوگ اس کے نوزل سے ربڑ پائپ لگا کر پانی لے سکیں چنانچہ مگری کے لوگ جنہیں پانی میسر نہیں تھا وہاں سے پانی لے کر اپنی ضروریات پوری کر رہے ہیں۔ یہ پورا گاؤں ماشاء اللہ عامل قرآن وسنت ہے اگر اللہ کسی پر احسان کرے تو اسے بھی آگے احسان کرنا چاہیے اس سے اللہ تعالیٰ بھی خوش ہوتا ہے اور لوگ بھی راضی ہوتے ہیں۔

پانچ ہزار جنات:۔ ایک مرتبہ حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ بڑی معلوماتی بصیرت افروز تقریر فرما رہے تھے درمیان میں جنات کا ذکر آ گیا دوران تقریر ایک شخص جو جنات کو نہیں مانتا تھا یوں گویا ہوا چھوڑیں مولوی صاحب! یہ بھی کوئی مخلوق ہے یہ پرانے زمانے میں وحشی لوگ تھے قرآن نے انہیں جن کہا ورنہ یہ الگ سے کوئی مخلوق نہیں ہے۔ حضرت موصوف نے فرمایا: شنیدہ کے بود مانند دیدہ میں آپ کو ان کے نام رقعہ لکھ کر دیتا ہوں اور ان کا پتہ بتائے دیتا ہوں آپ اس ٹبے میں چلے جائیں وہ آپ کی ممکنہ خاطر مدارت بھی کریں گے اور اپنا باقاعدہ تعارف بھی کرائیں گے امید ہے پھر آپ کو کوئی تشنگی باقی نہیں رہے گی وہ آدمی یہ سن کر کہنے لگا: حضرت! ان باتوں کو رہنے دیجئے میں اسی طرح مانتا ہوں۔

نماز ربط ملت کا اہم مقام:۔ قاضی محمد بن سماعہ المتوفی ۲۳۳ھ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے شاگرد تھے۔ فقہائے احناف میں بلند درجہ رکھتے تھے خلیفہ مامون الرشید کے عہد میں بغداد کے قاضی تھے اور ضعف بصارت ہونے کی وجہ سے مستعفی ہو گئے تھے بیحد عبادت گزار اور شب زندہ دار تھے آپ کی چالیس برس تک تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی صرف ایک دن والدہ ماجدہ کی وفات پر نماز با جماعت فوت ہوئی ذہن میں آیا حدیث میں آیا ہے کہ با جماعت نماز اکیلی نماز سے ۲۷ گناہ زیادہ فضیلت رکھتی ہے آپ نے زیادہ ثواب کی غرض سے ستائیس مرتبہ نماز پڑھی تا کہ کمی پوری ہو جائے اتنے میں نیند آ گئی کسی نے کہا: اے محمد بن سماعہ! تم نے ستائیس مرتبہ نماز تو پڑھ لی مگر تامین مع ملائکہ (فرشتوں کیساتھ آمین) کہاں سے حاصل ہو؟ یعنی وہ حدیث یاد دلائی جس میں حضور ﷺ فرماتے ہیں:

”عن ابی هريرة رضي الله عنه ان رسول الله ﷺ قال: اذا امن لامسام فامنوا فانه من وافق تامينه تامين الملائكة غفر له ماتقدم من ذنبه“۔ (بخاری، کتاب الاذان، باب جهر الامام بالتامين)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب امام آمین کہے تو تم بھی کہو کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل جائے اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (الفوائد البھیۃ، ص:۶۹)

مطلب یہ کہ یہ ستائیس مرتبہ پڑھی ہوئی نماز بھی ایک با جماعت نماز کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ مولانا عبدالحیٔ حنفی رحمہ اللہ تو یہاں تک فرماتے ہیں: ”فلا يحصل ذالك الفضل لمن صلى صلوة بمرات اور الف مرة“۔

یعنی اکیلی نماز کو کوئی مرتبہ یا ہزار مرتبہ پڑھنے سے بھی اس نماز با جماعت کا ثواب حاصل نہیں ہوتا۔

اہل اللہ کی گستاخی کا وبال:۔ حضرت علی بن زید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سعید بن المسیب رحمہ اللہ نے مجھ سے فرمایا کہ اپنے قائد سے کہو: ذرا اس شخص کو دیکھے اس کا چہرہ اور بدن کیسا ہے؟ اس نے دیکھا کہ ایک شخص ہے کہ اس کا بدن گورا چٹا ہے مگر اس کا چہرہ سیاہ کالا حبشی کی طرح ہے۔ پتہ چلا کہ یہ (بدنصیب) شخص حضرت علی، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم پر لعنت کرتا تھا۔ میں نے منع کیا مگر نہ مانا۔ میں نے کہا: اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تیرا چہرہ سیاہ کر دے گا۔ شروع میں اس کے چہرے پر زخم ہوا پھر اس کا پورا چہرہ سیاہ ہو گیا۔

کتابوں میں ایسے بہت سے واقعات ملتے ہیں کہ گستاخان صحابہ و اہل بیت کے چہرے مسخ ہو گئے۔ اللہ ہمیں اس عظیم و افضل جماعت کے صحیح ادب واحترام کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ہمارے اسلاف کا خوف وخشیت:۔ حضرت ربیع بن خثیم رحمہ اللہ جلیل القدر تابعی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھے یہ ایک روز اپنے استاد محترم کے ساتھ کے کنارے جا رہے تھے وہاں لوہاروں کی بھٹیاں تھیں جن سے آگ کے شعلے بلند ہو رہے

تھے یہ منظر دیکھ کر انہیں قرآن مجید کی یہ آیہ مبارکہ یاد آ گئی:۔

"اذارأتهم من مكان بعيد سمعوا لها تغيظا وزفيرا"۔ (الفرقان:۱۲)

وہ دوزخ انہیں دور سے دیکھے گی تو جہنمی اس کا جوش و خروش سنیں گے۔اس آیت کا یاد آتے ہی حضرت ربیع بے ہوش ہو کر گر پڑے اور اگلی صبح تک انہیں ہوش نہ رہا۔کیا خوب کہا کسی نے:

کبھی آہ لب سے نکل گئی کبھی اشک آنکھ سے ڈھل گئے　　یہ تمہارے غم کے چراغ ہیں کبھی بجھ گئے کبھی جل گئے

قرآن مجید کا اثر لینا تو بعد کی بات ہے پہلے اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن سننے اور اس پر غور کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

اسلاف کا تقویٰ و ورع:۔ حضرت عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ کے اسم گرامی سے کون آشنا نہیں آپ کے تقویٰ و ورع کا عالم ملاحظہ ہو: ایک مرتبہ انہوں نے ملک شام میں کسی سے قلم مستعار لیا مگر واپس کرنا بھول گئے۔انسان خواہ کتنا بڑا بھول جاتا ہے وہ صرف اللہ رب العالمین ہے جو کبھی نہیں بھولتا جیسا کہ قرآن مجید نے فرمایا:

"لا یضل ربی ولا ینسی"۔ آپ ایران کے شہر مرو آ گئے تو قلم یاد آیا۔آپ نے وہاں سے دوبارہ شام کا سفر کیا اور جا کر قلم اس کے مالک کو لوٹا دیا۔دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس طرح کی فکر عطا فرمائے۔اگر کسی سے کوئی چیز لیں تو اسے ہر حالت میں واپس لوٹائیں۔آمین۔

مؤلف کتاب "علمائے اہلحدیث کا ذوق تصوف" کے پاس موجود مولانا اسحاق بھٹی حفظہ اللہ کا یادگار آٹو گراف

مولانا اسحاق بھٹی حفظہ اللہ کا ذوق تصوف

مؤرخ جماعت اہلحدیث، ذہبی دوراں، آیت من آیت اللہ مولانا اسحاق بھٹی حفظہ اللہ نے اپنی کتاب (مولانا احمد دین گکھڑوی رحمہ اللہ) کے سرورق پر ایک آٹو گراف لکھا جس کا عکس اور متن پیش خدمت ہے:

"میرے نزدیک برصغیر میں اسلام کی تبلیغ کیلئے صوفیاء کی خدمات نہایت اہمیت رکھتی ہیں۔ بلکہ بعض مقامات پر اسلام کی اشاعت صوفیائے کرام کی وجہ سے ہوئی۔"

محمد اسحاق بھٹی (بقلم خود)

28-04-2012

مولانا احمد دین گکھڑوی رح

محمد اسحاق بھٹی

مکتبہ قدوسیہ

نام کتاب:۔عبقات..... تصنیف:۔حجتہ الاسلام حضرت مولانا شاہ اسمٰعیل شہید قدس اللہ سرہ

باب معرفت میں صوفیاء کرام کا عالی مقام:۔ پس عرض کرتا ہے، امیدوار رحمتہ رب جلیل، محمد اسمٰعیل کہ حق تعالیٰ کی اجمالی معرفت بنام طاعتوں کے بیج ہے اور نیکیوں کے مرغزاروں کا وہ پانی ہے اسی طرح ذات الٰہی کی تفصیل معرفت عبادتوں کے باغ کا ثمرہ ہے اور بھلائیوں کے سبزہ زاروں کی بلند چوٹی ہے اس معرفت کی یافت وتحصیل کے لئے احرار کی جماعتیں کھڑی ہوتی رہی ہیں اور مختلف اقوام کے شہسواروں نے اس میدان میں مقابلے کئے ہیں اور ایسا کیوں نہ ہوتا چشمہ شیریں پر لوگوں کا اژدہام ایک قدرتی بات ہے۔

خصوصاً صوفیہ صافیہ کے طبقہ کا ان لوگوں میں بڑا مقام عالی ہے اس سلسلہ میں انہیں بالا دستی کا امتیاز حاصل ہے۔قوم کے شہسواروں میں ان بزرگوں کے حدود تک پہونچنے میں کوئی بھی کامیاب نہ ہوسکا۔خواہ جتنی بھی تدبیروں سے انہوں نے کام لیا ہو اور ہزار ہا ہزار قسم کے ساتھ میدان میں اترے ہوں سچ تو یہ ہے خبروں کے سننے کا جسے شوق ہو چاہیے کہ ان ہی بزرگوں کی وہ خبریں سنے اور دوسروں کے نقش قدم پر جو چلتا ہو وہ ان ہی کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرے۔ کیونکہ یہی وہ لوگ ہیں جن کے ہمنشین کبھی ناکام ونامراد نہیں ہوئے۔اور ان کے وابستوں میں جو شریک ہوا اس نے کبھی کوئی خطرہ محسوس نہیں کیا کیونکہ اپنی ذمہ داریوں کی خلاف ورزی بزرگوں کی اس جماعت نے کبھی نہیں کی ان کے طور وطریق پر نکتہ چینی نہیں کی گئی۔ بارش کے سامنے جس نے ہاتھ پھیلایا وہ سیراب ہوگا اور آدمی اسی کیساتھ رہتا ہے جسے وہ محبوب رکھتا ہے۔

کتب تصوف کا ذوق:۔ واقعہ یہ ہے کہ توفیق کے ہادی نے میری بھی ایقان اور تحقیق کے حاصل کرنے میں راہ نمائی فرمائی اسی سلسلہ میں لمعات اور سطعات اور ان ہی جیسی مختصر کتابوں کے مطالعہ کا موقع مجھے میسر آیا یہ کتابیں افضل المحققین فخر المدققین ،اعتصام الحکماء، امام العرفاء، شیخ ولی اللہ کی تصنیفیں ہیں، خدا ان کے فیض وبرکات سے مستفید ہونے کی ہمیں سعادت نصیب کرے۔

مزاج صوفیاء سے کامل شناسائی:۔ ان کتابوں میں مجھ جیسے آدمی کو جو چیزیں مل سکتی تھیں ان سے واقف ہوا اور ان چیزوں کے سمجھنے کی اس حد تک میں نے کوشش کی جس حد تک مجھ جیسے لوگ ان کو سمجھ سکتے ہیں نیز ان مختلف فوائد سے بھی مستفید ہونے کا مجھے موقع ملا جنہیں اس سمندر بے کراں حبر علام رئیس الجماعہ نے ظاہر فرمایا ہے۔ جو شیخ اکبر رحمہ اللہ کے نام سے دنیا میں مشہور ہیں اور طبقہ صوفیہ کے جو قائد وشیخ وپیشوا ہیں اسی کے ساتھ حق تعالیٰ نے جو باتیں امام ربانی ،غوث صمدانی ،امام شیخ احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کروائی ہیں ان سے بھی میں نے آگاہی حاصل کی یعنی وہی امام ربانی جنہیں خدا نے ارشاد کے منصب پر سرفراز فرمایا ہے اور امتوں کو سیدھی راہ ان کے ذریعہ سے دکھلائی۔ معرفت ویقین والوں کے قلوب جن سے منور ہوئے اور ملت دین کی تجدید کا کام خدا نے جن سے لیا۔

متصوف آباء کی پیروی پر شکر:۔ حق تعالیٰ ان کے احسانات میں جن سے یہ بندہ سرفراز کیا گیا ہے بڑا احسان یہ بھی ہوا کہ میں ان لوگوں کے درمیان پیدا کیا گیا جو ہدایت کے بلند جھنڈے ہیں اور تقوی وپارسائی کے ائمہ ہیں علماء عظام اور عرفاء کرام میں جن کا شمار ہے یعنی نسبتاً جو میرے چچا اور تعلیماً میرے آباء ہیں اللہ کے پاس وہی لوگ میرے وسائل ہیں اور خدا کے نزدیک وہی میرے شفیع وسفارشی ہیں ان ہی اماموں کی میں اقتداء کرتا ہوں اور ان ہی کی روشنی میں راہ پاتا ہوں۔حق ویقین کی راہوں میں وہی میرے راہ نما ہیں دنیا ودین میں وہی میرے سردار پیشواء رہیں ان کے سرفانی کو خدا تقدیس عطا فرمائے اور ان کے سر باقی سے مجھے تقدس عطاء کرے بہر حال ان ہی دریاؤں سے میں نے اپنے چلوؤں میں پانی اس حد تک بھرا ہے جس حد تک میرے ہاتھوں میں گنجائش تھی اور ان ہی کی روشنیوں کو میں نے جذب کرنے کی کوشش اس حد تک کی ہے جس حد تک میں انکے جذب کرنے کی اپنے اندر صلاحیت رکھتا تھا۔

پھر جب خدا نے افضل المحققین کے علم سے مجھے زندگی بخشی اور فخر المدققین کے نور سے مجھے منور کیا اور اس کے ساتھ مذکورہ بالا اکابر سے میں مستفید ہوا میں نے چاہا کہ اس فن کے مبادی کی راہ ایک چراغ روشن کروں جس کی روشنی میں چلنے والے راستہ کو دیکھ سکیں اور مقدمات کے

زینوں پر ایک سیڑھی رکھوں جس پر ڈھونڈنے والے چڑھ سکتے ہوں اسی غرض کو پیش نظر رکھ کر میں نے ایک رسالہ تالیف کیا ان دو چیزوں کے بیچ میں یعنی تجربہ اور معائنہ سے جو باتیں ظاہر ہوئی ہیں اور بیان کرنیوالوں کے بیان سے جو باتیں ثابت ہوئی ہیں اس کی حیثیت برزخ کی ہے یا یوں سمجھو کہ ارباب کشف میں جن امور کے پانے میں کامیاب ہوئے ہیں اور دلیل و برہان والے جن نتیجوں تک پہونچتے ہیں ان دونوں کے درمیان یہ رسالہ حلقہ اتصال کا کام انجام دے گا۔ یہاں اس امر کا اظہار ضروری ہے کہ اپنے اس رسالہ جن میں مضامین کو میں نے درج کیا ہے اس میں اگرچہ بجنسہ اپنے ائمہ سے ان کو نہیں حاصل کیا ہے لیکن ان ائمہ سے جو کچھ بھی مجھے ملا ہے۔ وہ ہی دراصل اس درخت کی جڑ اور اس عقل کا تخم ہے۔ ''كذلك تنشالينة هو عرقها وحسن نبات الارض من كرم البذر ''یعنی درخت بیج سے یوں ہی نکلتا ہے دراصل بیج کا ریشہ ہی ہوتا ہے واقعہ یہ ہے کہ زمین کے نباتات کا حسن بیج کی خوبی پر مبنی ہے لیکن بایں ہمہ زمین کی خصوصیت کو بھی اس جز میں ضرور دخل ہوتا ہے جو اس سے پیدا ہوتی ہے اور کہنے میں جو صورتیں چھپی ہیں ان میں وہ رنگ بھی ضرور شریک ہو جاتا ہے جس سے آئینہ رنگین ہوتا ہے۔ پس سمجھنا چاہیے کہ اس رسالہ جو باتیں درست اور ٹھیک ہوں تو وہ خدا کی طرف سے ہیں اور کوئی ائمہ کی طرف سے اور جو چیزیں اس میں غلط سہو نسیان کی راہ سے درج ہو گئی ہیں ان کو میرے طرف سے اور شیطان کی طرف سے خیال کرنا چاہیے۔

العبقات فن تصوف کا شاہکار:۔ میں نے اس کتاب کا نام ''العبقات'' رکھا ہے۔ اشارہ اس کی طرف ہے کہ لمعات اور سطعات مذکورہ بالا کتابوں کی خوشبو اس کی راہ سے پھیلائی گئی ہے میں اس کا مدعی نہیں ہوں کہ ان موتیوں (یعنی سطعات و لمعات) کے سلسلہ میں اسی کتاب کو بھی شمار کرنا چاہیے اور جس چیز کا مجھے حق نہیں ہے اس کا دعویٰ کیسے کر سکتا ہوں بلکہ سمجھنا چاہیے کہ نقلی علوم سے عربی ادب کے فنون کا جو تعلق ہے یا عقلی فنون سے منطق کے قوانین کی جو نسبت یہی تعلق یہی نسبت ان کتابوں سے میرے اس رسالہ کو ہی میں نے اس کتاب کی متون ڈھنگ پر لکھا ہے اور خیال یہ ہے کہ اس کی شرح بھی بعد کو انشاء اللہ کروں گا ایسی شرح جس سے آنکھیں ٹھنڈی ہوں اس کتاب میں کو میں نے ایک مقدمہ چار اشاروں اور ایک خاتمہ پر مرتب کیا ہے۔ ''حسبي الله ونعم الوكيل والاحول ولا قوة الا بالله العلي العظيم''

اولیاء کا کشف تواتر سے ثابت ہے:۔ قیل وقال اور بے معنی بکواس کے سوا کے جن لوگوں کے نزدیک علم کا اور کوئی دوسرا مطلب ہی نہیں ہے ان کی طرف سے کبھی یہ دعویٰ پیش کیا جاتا ہے کہ اطعام علم اور دانش کا صحیح ذریعہ نہیں ہے میں کہتا ہوں کہ انکی مراد اپنے اس قول سے کیا ہے اگر یہ مقصود ہے کہ ایسی بات جو واقع کے مطابق ہو اس کا علم غیب سے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے سوا اور کوئی دوسرا آدمی نہیں پا سکتا۔ تو میرے خیال میں وہ مذہب کے ایک مسئلہ کا انکار کر رہا ہے جو تواتر سے ثابت ہے یعنی دین کی جو باتیں تواتر کی راہ سے منتقل ہو کر دنیا میں پھیلی ہیں ان ہی باتوں سے ایک بات کا وہ منکر ہیں۔ (العبقات ص۳ تا ۵)

اولیاء کے کشف پر قرآنی دلائل

پہلی دلیل:۔ خود حق تعالیٰ جل مجدہ فرماتے ہیں: فوجد اعبدا من عبادنا اتيناه رحمة من عندنا علمناه من لدنا علما (الی اخرالایات) پس دونوں نے میرے بندوں میں سے ایک بندے کو پایا جسے ہم نے اپنے حضور سے رحمت عطا کی تھی اور اپنے یہاں سے اسے علم سکھایا تھا۔

دوسری دلیل:۔ اسی طرح خداوند تعالیٰ ہی کا ارشاد ہے: ''فارسلنا اليهارو حنا فتمثل لها بشرا سويا قالت انی اعوذ باا لرحمن منك ان كنت تقيا قال انما انا رسول ربك لاهب لك غلاما زكيا''

پس ہم نے بھیجا (مریم) کی طرف اپنی روح کو جو نمایاں ہوئی اس کے سامنے ایک پورے آدمی کی شکل میں مریم نے کہا میں رحمٰن کی پناہ میں آتی ہوں تجھ سے اگر تو کوئی مرد پارسا ہے تب روح نے مریم سے کہا کہ میں تیرے مالک کا پیامی ہوں اس لئے نمایاں ہوا ہوں تا کہ ایک صاف ستھرا لڑکا تجھے بخشوں۔

تیسری دلیل:۔خدا ہی نے فرمایا ہے:''اذ قالت الملائکۃ یا مریم ان اللہ اصطفاك وطهرك واصطفاك علی نساء العالمین یامریم اقنتی لربك و اسجدی وارکعی مع الراکعین''

اور دیکھو! جب فرشتوں نے کہا اے مریم اللہ نے قطعاً تجھے چن لیا ہے اور تجھے پاک کیا اور سارے جہانوں کی عورتوں سے اس نے تجھے چن لیا ہے اے مریم تو جھک جا اپنے مالک کے آگے اور سر ٹیک اس کے سامنے اور خمیدہ ہو جا اس کے آگے ان لوگوں کے ساتھ جو خدا کے سامنے خمیدہ ہو کر کھڑے ہیں۔

چوتھی دلیل:۔اور خدا ہی کا قول ہے:۔اذ قالت الملائکۃ یا مریم ان اللہ یبشرك بکلمة منه اسمه المسیح عیسی ابن مریم وجیهافی الدنیا و الاخرة و من المقربین (الیٰ اخوالایات)

اور دیکھو جب کہا فرشتوں نے اسے مریم خدا نے تجھے بشارت دیا ہے ایک کلمہ (بات) کا اپنی جانب سے اس کا نام المسیح عیسی بن مریم ہے دنیا اور آخرت میں آبرو والا ہے اور ان لوگوں میں ہے جنہیں نزدیکی بخشی گئی ہے۔

پانچویں دلیل:۔خدا ہی فرماتا ہے:۔''واذا وحیت الی الحوارین ان آمنوابی وبرسولی''اور دیکھو! ہم نے جب حواریوں کو یہ وحی کی کہ مجھے بھی مانو اور میرے رسول کو بھی مانو۔

چھٹی دلیل:۔اور خدا ہی کا فرمان ہے:۔'' لقداتینا لقمان الحکمة ان اشکر اللہ (الیٰ الایات) ہم نے لقمان کو یہ حکمت عطا کی کہ خدا کا شکرادا کرو۔ (آخر تک ان آیتوں کو پڑھ جاؤ)

ساتویں دلیل:۔خدا ہی فرماتا ہے:۔''انهم فتیة امنوا بربهم وزدنهم هدی وربطنا علی قلوبهم اذا قاموا افقالواربنا رب السموات والارض لن ندعوا من دونه الها لقد قلنا اذا شططا''وہ چند جوان تھے مان لیا تھا انہوں نے اپنے رب کو اور بڑھا دیا ہم نے ان کو راہ پانے میں اور باندھ دیا ہم نے ان کے دلوں کو جب وہ کھڑے ہوئے تب بولے ہمارا پالنے والا آسمانوں اور زمینوں کا پالنے والا ہے ہرگز نہ پکاریں گے اس کے سوا ہم کسی دوسرے کو (اگر ایسا کیا ہم نے) تو بولے ہم غلط بات۔

آٹھویں دلیل:۔خدا ہی کا ارشاد ہے:۔''وارسینا الی ام موسیٰ ان اوضعیه فاذا خفت علیه فالقیه فی الیم ولا تخافی ولا تخزنی انارادوہ الیك وجا علوہ من المرسلین''اور وحی کی ہم نے موسیٰ کی ماں کی طرف اس بات کی کہ دودھ پلا موسیٰ کو پھر جب ڈرے تو موسیٰ پر تو ڈال دینا موسیٰ کو دریا میں اور نہ ڈرنا نہ غم کھانا، ہم قطعاً واپس کر دیں گے موسیٰ کو تیرے پاس اور بنانے والے ہیں اس کو ان لوگوں میں جو بھیجے گئے ہیں رسول بنا کر۔

نویں دلیل:۔خدا کا ہی قول ہے:۔'' قلنا یا ذالقرنین اما ان تعذبهم واما ان تتخذ فیهم حسنا''ہم نے کہا اے ذوالقرنین یا انکو عذاب دو یا ان میں نیکی حاصل کرو۔

دسویں دلیل:۔اور خدا کا ہی ارشاد ہے:۔"فلما فصل طالوت بالجنود قال ان اللہ مبتلیکم بنهر''جب طالوت فوج کو لے کر الگ ہوا کہا کہ اللہ تم لوگوں کو ایک نہر سے جا پہنچنے والا ہے۔

گیارہویں دلیل:۔اور یہ بھی اللہ تعالیٰ ہی نے فرمایا ہے:۔"وکتب قلوبهم الایمان وایدهم بروح منهٗ''ان کے دلوں میں ایمان لکھا گیا اور خدا نے مدد کی اپنی طرف سے ان کی ان کی روح سے۔

کشف اولیاء احادیث کی روشنی میں

پہلی دلیل:۔''قد کا ن فیمن قبلکم من الامم محد ثون من غیران یوحی الیهم فان بك فی امتی احد فعمر''تم

میں سے پہلی امتوں میں ایسے لوگ ہوا کرتے تھے جن سے بات کی جاتی تھی وحی نازل کئے بغیر پس میری امت میں کوئی ایسا ہے تو وہ عمر ہیں۔

دوسری دلیل:۔ رسول اللہ ﷺ ہی کا ارشاد مبارک ہے:۔''اتقوا فراسة المومن فانه ينظر بنورالله'' ڈرو مومن کی فراست اور اس کے تاڑ لینے سے کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

تیسری دلیل:۔ یہ بھی آنحضرت ﷺ کا قول مبارک ہے:۔''لم يبق من البنوة الا المبشرات'' نبوت سے بجز اچھے خوابوں کے اور کوئی چیز باقی نہیں رہی۔

چوتھی دلیل:۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا ہے:۔''ارى رويا كم قد تواطئت فى العشر الاواخر من رمضان فالتمسو هانى ليلة كذا وكذا'' میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے خواب رمضان کے آخری دہے پر متفق ہو رہے ہیں پس چاہئے کہ ڈھونڈو (لیلۃ القدر) کو فلاں فلاں راتوں میں۔

پانچویں دلیل:۔ اذان کے متعلق جس صحابی رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا تھا اور حضور ﷺ سے آکر بیان کیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: انها لرويا حق قم يا بلال فاذن'' سچا خواب ہے بلال کھڑے ہو جاؤ اور اذان دو۔

چھٹی دلیل:۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے:۔"من اخلص الله اربعين صباحا ظهرت ينا بيع الحكمة من قلبه على لسانه '' چالیس دن تک جو اللہ ہی کے لئے مختص کردے گا حکمت کے چشمے اس کے دل سے اس کی زبان پر جاری ہو جائیں گے۔

کشف صحابہ بھی سے منقول ہے:۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ بات کہ متعدد قرآنی آیات ان کی رائے کے مطابق نازل ہوئیں اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ بلکہ صحابہ کے آثار کی تلاش وجستجو کرنے والوں پر یہ امر مخفی نہیں رہ سکتا کہ انکے ساتھ عموماً اس قسم کی صورتیں پیش آتی رہتی تھیں یعنی باوجود پیغمبر نہ ہونے کے غیب سے علم پانے والوں کا ایک گروہ ان میں موجود تھا۔

پگڑی وٹوپی استعمال فرمانے والے علمائے کرام

(1) **مولانا ابوسعید شرف الدین رحمہ اللہ** سر پر سفید عمامہ زیب تن فرماتے۔(دبستان حدیث ص ۲۲۶)

(2) **حضرت مولانا نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ** دہلی وضع کی گول ٹوپی زیب تن فرماتے۔(دبستان حدیث ص ۲۷۵)

(3) **حضرت مولانا عطاء اللہ لکھوی رحمہ اللہ** سر پر ململ کا سفید عمامہ زیب تن فرماتے۔(دبستان حدیث ۲۹۲)

(4) **مولانا عبدالجبار کھنڈیلوی رحمہ اللہ** کا عمامہ سفید رنگ اور ہلکے سے کپڑے پر مشتمل تھا۔(دبستان حدیث ص ۳۰۵)

(5) **حافظ احمد اللہ بڈھیمالوی رحمہ اللہ** سر پر سفید عمامہ زیب تن فرماتے۔(دبستان حدیث ص ۳۶۷)

(6) **حضرت مولانا حافظ عبدالمنان نورپوری رحمہ اللہ** سر پر سفید عمامہ زیب تن فرماتے۔(دبستان حدیث ص ۵۳۸)

(7) **حضرت مولانا محمد عبداللہ فیصل آبادی رحمہ اللہ** بھی عمامہ زیب تن فرماتے۔(تذکرہ علمائے اہلحدیث ج ۲ ص ۴۰۰)

(8) **مولانا عبدالعزیز سابق ناظم دارالحدیث اوکاڑہ** سر پر کلاہ پر پگڑی باندھتے تھے۔(تذکرہ علمائے اہلحدیث ج ۳ ص ۸۴)

(9) **مولانا ولی اللہ رحمہ اللہ بھاگیوال** چادر اور سر پر پگڑی کا استعمال فرماتے۔

(10) **حضرت مولانا عبدالوہاب رحمہ اللہ** (وفات ۱۹۳۲) جمعہ کے روز سیاہ رنگ کی دستار زیب تن فرماتے اور آپ کے شاگردوں میں سے بعض پگڑی باندھتے بعض ٹوپی اور بعض سر پر معمولی کپڑا رکھتے تھے۔

(11) **مولانا نیک محمد رحمہ اللہ** سر پر ململ کی پگڑی زیب تن فرماتے۔(کاروان سلف ۱۲۱)

(12) **حکیم نورالدین لائل پوری رحمہ اللہ** (وفات ۱۹۶۰) سر پر قراقلی ٹوپی زیب تن فرماتے۔(کاروان سلف ۱۳۵)

(13) **مولانا عبداللہ اوڈھ رحمہ اللہ** (۱۹۶۶) سر پر کلے والی طرے دار' پگڑی زیب تن فرماتے۔ (کاروان سلف ۱۸۴)

(14) **مولانا محمد رفیق خان پسروری رحمہ اللہ** (وفات ۱۹۷۷) کلے پر طرے دار پگڑی زیب تن فرماتے۔ (کاروان سلف ۱۹۱)

(15) **مولانا عبدالعزیز رحمہ اللہ** سفر میں ململ کی پگڑی زیب تن فرماتے۔ (کاروان سلف ۲۳۹)

(16) **مولانا عبداللہ لائل پوری رحمہ اللہ** بھی عمامہ زیب تن فرماتے۔ (کاروان سلف ۲۶۵)

(17) **پیر بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ** سر پر ٹوپی زیب تن فرماتے۔ (کاروان سلف ۴۴۶)

(18) **چوہدری ظفر اللہ** (وفات ۱۹۹۷) سر پر قراقلی ٹوپی پہنتے۔ (کاروان سلف ۵۰۳)

(19) **مولانا ثناء اللہ ہوشیار پوری رحمہ اللہ** (وفات ۱۹۹۸) سر پر دھاری دار عمامہ جسے اس زمانے میں لونگی بھی کہا جاتا تھا زیب تن فرماتے۔ (کاروان سلف ۵۱۶)

(20) حضرت مولانا حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ مشہدی عمامہ زیب تن فرماتے۔ (نقوش عظمت رفتہ ۱۳۰)

(21) **مولانا کرم الٰہی رحمہ اللہ** سادہ لباس اور سر پر عمامہ زیب تن فرماتے۔ (نقوش عظمت رفتہ ۲۵۱)

(22) **مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ** سر پر سفید کھدر کی پگڑی زیب تن فرماتے۔ (نقوش عظمت رفتہ ۲۶۷)

(23) **مولانا عبدالقدوس میواتی رحمہ اللہ** سر پر سادھا کپڑا استعمال فرماتے۔ (نقوش عظمت رفتہ ۳۱۱)

(24) **خواجہ عبدالوحید رحمہ اللہ** سر پر قراقلی ٹوپی زیب تن فرماتے۔ (نقوش عظمت رفتہ ۴۱۵)

(25) **مولانا عبدالحئی فاروقی رحمہ اللہ** بھی قراقلی ٹوپی زیب تن فرماتے۔ (نقوش عظمت رفتہ ۴۴۶)

(26) **سید مولانا متین ہاشمی رحمہ اللہ** قراقلی ٹوپی زیب تن فرماتے۔ (نقوش عظمت رفتہ ۴۵۸)

(27) **قاضی حبیب الرحمان منصور پوری رحمہ اللہ** سر پر پٹیالے شاہی انداز کا سفید عمامہ زیب تن فرماتے۔ (نقوش عظمت رفتہ ۵۲۳)

(28) **شیخ القرآن مولانا محمد حسین شیخوپوری رحمہ اللہ** سر پر سفید پگڑی زیب تن فرماتے۔ (والدی و مشفقی ص ۳۶)

(29) **پروفیسر غلام احمد حریری رحمہ اللہ** قراقلی ٹوپی زیب تن فرماتے۔ (گلستان ۲۵۸)

(30) **مولانا عبیداللہ مبارک پوری رحمہ اللہ** (وفات ۱۹۹۴) سر پر غالباً سفید ململ کا عمامہ زیب تن فرماتے۔ (گلستان حدیث ۲۷۷)

(31) **حکیم عبدالرحیم اشرف رحمہ اللہ** (وفات ۲۸ جون ۱۹۹۶) قراقلی ٹوپی زیب تن فرماتے۔ (گلستان حدیث ۳۰۱)

(32) **حضرت مولانا عبدالغنی رحمہ اللہ** عمری خطاب جمعہ اور عیدین کے موقع پر سر پر شملہ زیب تن فرماتے۔ (گلستان حدیث ۳۶۴)

(33) **حافظ عبدالرشید گوہڑوی رحمہ اللہ** (وفات ۱۸ جنوری ۲۰۱۰) سر پر سفید رنگ کا عمامہ زیب تن فرماتے۔ (گلستان حدیث ۴۰۲)

(34) **ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر رحمہ اللہ** (ولادت ۱۹۵۳) سر پر قراقلی ٹوپی زیب تن فرماتے۔ (گلستان حدیث ۴۹۸)

(35) **مولانا محمد شریف چنگوانی رحمہ اللہ** (ولادت ۲۰ اپریل ۱۹۵۵) سر پر ٹوپی زیب تن فرماتے۔ (گلستان حدیث ۵۱۵)

(36) **علامہ زماں قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری رحمہ اللہ** پگڑی کھڑکی دار پٹیالے کی وضع کی زیب تن فرماتے۔ (مہر نبوت ص ۷)

(37) **حضرت میاں فضل حق رحمہ اللہ** قراقلی ٹوپی زیب تن فرماتے۔ (سوانح میاں فضل حق ۱۷۶)

(38) **مولانا حنیف ندوی رحمہ اللہ** لکھنوی طرز کی ٹوپی زیب تن فرماتے۔ (الاعتصام شمارہ ۵۲ ص ۲۳)

(39) **مولانا اسحاق بھٹی حفظہ اللہ** کے دادا کے چھوٹے بھائی حکیم محمد شریف اور حکیم محمد رمضان رحمہما اللہ دونوں بزرگ ململ کی دستار کا پہناوا زیب تن فرماتے۔ (گزر گئی گزران)

(40) **مولانا سید داؤد غزنوی رحمہ اللہ** سفید کھدر کا عمامہ زیب تن فرماتے۔ (نقوش عظمت رفتہ ص ۱۲)

عصر حاضر کے علمائے اہلحدیث کا ذوق تصوف

اس وقت میں بھی بہت سے ایسے علمائے کرام اور محققین عظام، اکابر ملت موجود ہیں جو تصوف کا ذوق رکھتے ہیں، اپنی تقاریر اور مجالس میں تذکیہ باطن اور تصفیہ قلب کی علمی گفتگو فرماتے ہیں قرآنی وروحانی عملیات سے وابستہ ہیں۔ایسے چند حضرات سے بذریعہ ملاقات یا ان کی تقاریر کے اقتباسات پیش خدمت ہیں۔

عصر حاضر کے علمائے اہلحدیث کا ذوق تصوف

حافظ عبدالغفور صاحب کا عنایت کردہ عمل:۔ حافظ عبدالغفور رحمہ اللہ بڑے اللہ والے اہلحدیث عالم دین تھے مرید کے کے قریب موضع ہنجاں والی میں مقیم تھے۔ان کے متعلق چوہدری عبدالرؤف صاحب فرماتے ہیں کہ حافظ صاحب رحمہ اللہ نے مجھے ایک وظیفہ بتایا تھا جو میں آج تک بڑے اہتمام کے ساتھ مسلسل پڑھ رہا ہوں اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے میرے تمام مسائل حل فرمائے ہیں اور جب بھی کوئی مشکل بنی اسی وظیفہ کو خصوصی توجہ سے پڑھتا ہوں اللہ تعالیٰ میری مشکل دور فرما دیتے ہیں وظیفہ یہ ہے درود پاک 200 مرتبہ ''لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم'' 500 مرتبہ پھر درود پاک 200 مرتبہ۔

چار تھپکی پر چار بیٹے مل جانا (کرامت):۔ حضرت مولانا سید بارک اللہ شاہ صاحب رحمہ اللہ بہت بڑے عالم تھے جنہوں نے موضع دھرنگ تحصیل کامونکی کے ایک پسماندہ سے مقام پر تقریباً 35 سال تک اللہ تعالیٰ کے دین کا نور پھیلایا اور اپنے ہاں ایک بہت بڑی لائبریری قائم کی۔شاہ صاحب رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے چھ بیٹیاں دیں بیٹا نہیں تھا۔ایک دفعہ شاہ صاحب رحمہ اللہ حضرت صوفی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کے پاس ماموں کانجن تشریف لے گئے اور صوفی صاحب سے گزارش کی کہ اللہ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بیٹے سے نوازیں۔صوفی صاحب رحمہ اللہ نے شاہ صاحب سے فرمایا کہ ٹھیک ہے تہجد کے وقت میں اٹھوں گا آپ بھی اٹھ جائیں پھر ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے چنانچہ تہجد کے وقت دونوں اصحاب اٹھ گئے۔نوافل ادا کرنے کے بعد صوفی صاحب رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ سے دعا شروع کردی اور شاہ صاحب کی کمر پر چار مرتبہ قدرے زور سے تھپکی دی اور ہر تھپکی پر فرمایا یا اللہ شاہ جی کو بیٹا دے پھر اللہ تعالیٰ نے شاہ صاحب کو چار بیٹے دیئے۔

پریشان بیٹے کو مرحوم باپ کی تسلی:۔ حضرت مولانا سید بارک اللہ شاہ صاحب رحمہ اللہ کے بیٹے مولانا سید ثناء اللہ شاہ صاحب مقیم مرید کے فرماتے ہیں کہ وفات کے بعد ایک مرتبہ مجھے والد صاحب خواب میں ملے اور مجھے فرمانے لگے بیٹا پریشان نہ ہونا بس دین پر مضبوطی سے جمے رہو۔اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق مضبوط کرو۔اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے میرا بہت زیادہ اکرام کیا ہے۔

بقعہ نور میں ہاتف غیبی کی بشارت:۔ سید ثناء اللہ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں حج پر گیا اور باب بلال کے قریب بیٹھا ہوا تھا۔ میرے قریب کچھ اور پاکستانی بھی بیٹھے ہوئے تھے ان میں سے دو افراد کسی دینی مسئلے پر گفتگو کر رہے تھے اور مطمئن نہیں ہو رہے تھے چنانچہ وہ میرے پاس آئے اور مسئلے کی وضاحت کیلئے مجھ سے پوچھنے لگے میں نے اپنی بساط کے مطابق بتا دیا تو ایک تیسرا بندہ میرا تعارف معلوم کرنے

لگا میں نے اپنے متعلق بتایا تو بڑے خوش ہو کر کہنے لگے آپ سید بارک اللہ رحمہ اللہ کے بیٹے ہیں وہ تو بڑے ولی اللہ تھے اور ایک قصہ سنانے لگے کہنے لگے میرا نام محمد یوسف ہے اور میں اصغر کالونی گوجرانوالہ میں رہتا ہوں۔ رمضان کا آخری عشرہ تھا کافی لوگوں کے ہمراہ میں اور شاہ صاحب بھی اعتکاف میں بیٹھ گئے۔ ستائیسویں شب تھی ختم قرآن پاک کے موقع پر مٹھائی تقسیم کی گئی اور دعا ہوئی مسجد بقعہ نور بن گئی اور اس دوران آواز آئی بارک اللہ کو معاف کر دیا گیا ہے میں دوڑ کر اپنے معتکف سے نکلا اور باہر دیکھا تو کوئی بندہ نظر نہ آیا اعتکاف والے حضرات کو دیکھا تو سب سوئے ہوئے تھے دوڑ کر شاہ صاحب کے خیمے میں داخل ہوا تھا دیکھا کہ شاہ صاحب سجدے میں پڑے رو رہے ہیں میں واپس اپنے خیمے میں آ گیا صبح ہوئی تو شاہ صاحب کے سامنے سارا واقعہ پیش کیا اور پوچھا کہ بتائیے کہ یہ کیا معاملہ تھا فرمانے لگے یہ میرا اور اللہ تعالیٰ کا معاملہ ہے میں نے کہا: لیکن اس معاملے میں مجھے بھی اللہ نے شریک کر دیا ہے آپ بھی مجھے بتائیں کہ یہ معاملہ کیا تھا تو شاہ صاحب نے یہ بات کسی اور کو نہ بتانے کی شرط پر بتائی کہ میں نے درود ابراہیمی اور آیت کریمہ کئی لاکھ کی تعداد میں پڑھنا شروع کیا ہوا تھا اور آج میری وہ مطلوبہ تعداد پڑھنے کی پوری ہوئی ہے اور جو کچھ آپ نے دیکھا ہے یہ سب اسی سلسلے میں تھا۔

اک دعا پر پریشانی کا ٹل جانا (کرامت):۔ مولانا عطاء الرحمٰن رحمہ اللہ شیخوپوری جو کہ مولانا محمد حسین شیخوپوری رحمہ اللہ کے بیٹے ہیں انہوں نے بتایا کہ ایک دفعہ میں اور والد محترم تبلیغ کے سلسلہ میں سندھ گئے۔ وہاں ایک جگہ پر مولانا محمد حسین رحمہ اللہ نے تقریر کی۔ مخالف مسلک والوں نے تھانہ میں پرچہ کروا دیا چنانچہ پولیس آئی اور والد صاحب رحمہ اللہ کو گرفتار کر لیا گیا بڑی پریشانی ہوئی والد صاحب نے مجھے فرمایا عطاء الرحمٰن میری رہائی کیلئے کسی دنیادار کے پاس نہیں جانا تم صرف صوفی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کے پاس ماموں کانجن جاؤ اور جا کے انہیں تمام ماجرا بیان کرو اور میری طرف سے انہیں عرض کرنا کہ رہائی کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ میں سیدھا ماموں کانجن صوفی صاحب رحمہ اللہ کے پاس حاضر ہوا اور اپنا مدعا بیان کیا صوفی صاحب رحمہ اللہ نے ساری بات سننے کے بعد فرمایا عطاء الرحمٰن اب تم آرام کرو رات کو اللہ سے دعا کریں گے۔ پچھلی رات کو صوفی صاحب رحمہ اللہ خود بھی اٹھے اور مجھے بھی اٹھا دیا۔ ہم نے نماز تہجد ادا کی۔ نماز کے بعد صوفی صاحب رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ سے والد صاحب کی رہائی کیلئے دعا کی اور ایسی دعا کی کہ دعا کے وقت مجھے کامل یقین ہو گیا کہ انشاء اللہ رہائی ہو گئی ہے۔ دوسرے دن میں نے واپسی کا سفر اختیار کیا اور سندھ پہنچ گیا وہاں جاتے ہی مجھے پتہ چلا کہ والد صاحب کو رہائی مل چکی ہے۔

دو جڑواں بیٹوں کا مل جانا (کرامت):۔ ایک میاں بیوی کے پاس بچے نہیں تھے ماموں کانجن میں صوفی عبداللہ کے مدرسہ میں سالانہ جلسہ تھا۔ وہ دونوں میاں بیوی جلسہ میں گئے اور جلسہ کے بعد صوفی صاحب سے عرض کی کہ صوفی صاحب اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اولاد کی نعمت سے نواز دے صوفی صاحب رحمہ اللہ نے ان کیلئے اللہ سے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کی اور انہیں دو بیٹے جڑواں عطاء کئے۔ سال بعد پھر جلسہ منعقد ہوا خاوند نے بیوی سے کہا چلو پھر صوفی صاحب کے جلسہ میں چلیں: بیوی کہنے لگی: میں نہیں جاؤں گی صوفی صاحب تو بوڑھی عورتوں کو بھی لنگوٹ بندھوا دیتے ہیں۔

کتاب کی چوری سے حفاظت (کرامت):۔ عبدالوحید سلیمانی صاحب فرماتے ہیں ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میری جیب سے اکثر پیسے نکل جاتے تھے میں اس کام سے بہت تنگ آ گیا مجبور ہو کر صوفی صاحب رحمہ اللہ کے ہاں حاضر ہوا اور اپنی سرگزشت بیان کی۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا سورہ فلق 200 مرتبہ صبح کی نماز کے بعد اور سورۃ الناس 200 مرتبہ شام کی نماز کے بعد پڑھیں اور پڑھائی کے دوران اپنی ران پر ہاتھ بھی ماریں۔ میں نے صوفی صاحب رحمہ اللہ کے فرمان کے مطابق ایسا ہی کیا اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت فرمائی اس کے بعد میری جیب سے پیسے غائب نہیں ہوئے۔

مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی حفظہ اللہ کا ذوق تصوف

ابتدائیہ:۔ بقیۃ السلف حضرت مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی صاحب کا نام علمائے اہلحدیث میں ایک امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔تقریباً 37 سال انہوں نے مجاہد آباد میں درس وتدریس کی خدمات انجام دیں اور پھر لاہور مغلپورہ میں تشریف لے آئے۔اب پچھلے آٹھ سال سے فتح گڑھ عزیز پلی کے مقام پر ایک بہت بڑا مدرسہ جامعہ الدراسات الاسلامیہ قائم کر کے اس میں بخاری شریف پڑھا رہے ہیں اور جمعے کی خطابت بھی خود ہی فرماتے ہیں۔

مورخہ 12-09-29 بروز ہفتہ ظہر کی نماز جامعہ الدراسات الاسلامیہ میں باجماعت ادا کی۔نماز کی امامت مولانا مزمل احسن صاحب نے کرائی جو کہ وہیں کے مدرس ہیں۔نماز میں مولانا عبدالرشید صاحب مجاہد آبادی بھی موجود تھے اتنے میں مولانا عبدالرحمٰن فاروقی صاحب (جو وہاں مشکوۃ شریف پڑھاتے ہیں) بھی تشریف لے آئے اور ان کی وساطت سے مولانا عبدالرشید صاحب مجاہد آبادی سے ملاقات ہوئی۔ہمارے ساتھ مولانا ابواسامہ صاحب بھی موجود تھے وہ بھی اس مدرسے میں پچھلے 5/6 سالوں سے استاد ہیں۔مولانا عبدالرشید صاحب کے ساتھ تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کی نشست ہوئی جس کے آخر میں مولانا صاحب کے بیٹے عبدالرؤف صاحب بھی تشریف لے آئے جو کہ مدرسے کے ناظم ہیں۔

اس نشست میں مولانا صاحب نے اپنے اساتذہ ومشائخ کے حالات وواقعات، ان کی نصیحتیں اور ان کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کو بیان فرمایا۔ایک خاص بات یہ کہ جب بھی مولانا صاحب حفظہ اللہ اپنے شیخ رحمہ اللہ کا تذکرہ کرتے تو ان کا نام بغیر دعا کے نہ لیتے اور ان کی باتیں کرتے کرتے بہت زیادہ آبدیدہ ہو جاتے اور ان کی آنکھوں میں آنسو بھر آتے۔اسی نشست کے دوران کچھ لوگ بھی آتے رہے جنہیں مختلف مسائل کے حل کیلئے مولانا صاحب نے وظائف اور اعمال بتائے۔اب اس کی تفصیل مولانا صاحب کے الفاظ میں ہی درج ذیل ہے۔

اہل اللہ کی کچھ یادیں:۔ میں نے محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے ادارے دارالعلوم تقویۃ الاسلام میں 12 سال پڑھایا ہے۔سید صاحب رحمہ اللہ میرے شیخ بھی تھے۔مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ، مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ اور مولانا محمد اسمٰعیل سلفی رحمہ اللہ بھی میرے شیخ تھے۔مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ مجھے ایک دن فرمانے لگے کہ بیٹا ''لوگ اپنا شوق پورا کرنے کیلئے پیسے خرچ کرتے ہیں لیکن آپ کا شوق عجیب ہے۔آپ دارالعلوم میں پڑھاتے ہیں شوق بھی پورا کرتے ہیں اور آپ کو پیسے بھی ملتے ہیں جبکہ لوگوں کو شوق پورا کرنے کیلئے پیسے خرچ کرنے پڑتے ہیں۔سید صاحب رحمہ اللہ بہت زیادہ ذکر کرتے تھے۔مدرسے کی اوپر والی منزل میں رہتے تھے لیکن ان کی چیخیں اور رونے کی آوازیں نچلی منزل میں رہنے والوں کو سنائی دیتیں۔

طلباء کی تربیت:۔ بسا اوقات فجر کے وقت اگر کوئی طالب علم بیدار نہ ہوتا تو سید صاحب رحمہ اللہ اوپر والی منزل سے ہی پانی کے چھینٹے مارتے تو سب جاگ جاتے۔

میرے شیخ ومرشد کا رعب وجلال:۔ سید صاحب رحمہ اللہ کا رعب اور جلال بہت زیادہ تھا۔میرے وہ شیخ تھے اگر کوئی مجھ سے پوچھے کہ سید صاحب رحمہ اللہ کا چہرہ کیسا تھا؟ تو میں نہیں بتا سکتا وہ بہت زیادہ ذاکر تھے (اسی لیے ان کی شخصیت میں ایک عجیب رعب ودبدبہ تھا) بعض اوقات جب وہ بچوں کو پڑھا کر فارغ ہو جاتے تو کوئی طالب علم فارغ وقت میں اخبار لیکر بیٹھ جاتا لیکن اگر سید صاحب رحمہ اللہ سامنے سے گزرتے تو ان کی تعظیم میں بچے اخبار نیچے کر لیا کرتے تھے۔

اللہ کی محبت کا چراغ:۔ یہ جو رعب وجلال ہے۔یہ روپے پیسوں سے حاصل نہیں ہوتا۔یہ تو اللہ کے ساتھ یاری لگانے سے حاصل ہوتا ہے۔جب تک انسان کے اندر اللہ کی محبت کا چراغ نہ جلے اور ''اوہدی محبت دے بھانبڑ نہ مچن'' تب تک کام نہیں بنتا اگر خود کوئی ٹھنڈا ہو تو وہ دوسروں کو آگ کیسے لگا سکتا ہے۔

12 سالوں میں کسی ننگے سر والے کو نہیں دیکھا:۔ میں نے 12 سال ان کے مدرسے میں پڑھایا وہاں کبھی بھی نماز میں کسی کو

ننگے سر نہیں دیکھا۔حتیٰ کہ بازاروں سے آنیوالے بھی ننگے سر نہیں ہوتے تھے چہ جائیکہ کوئی استاد یا طالب علم ننگے سر نماز پڑھے۔ننگے سر والا وہاں نماز پڑھ سکتا ہی نہیں تھا کیا مجال تھی کہ کسی نے ننگے سر نماز پڑھی ہوں۔

میری عمر اس وقت 82 سال ہوگئی ہے جب سے مجھے سید صاحب رحمہ اللہ کی صحبت نصیب ہوئی اس وقت سے آج تک میں نے کبھی ننگے سر نماز نہیں پڑھی۔گھر میں شاید کوئی پڑھی ہو لیکن مسجد میں کبھی نہیں۔الحمدللہ دل ہی نہیں کرتا ننگے سر رہنے کو۔ہم لوگوں کے پاس جائیں تو پہن پہنا کے جائیں لیکن یہاں مسجد میں ٹوپی نیچے پھینک کے نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ایک وقت تھا کہ اگر کوئی ننگے سر گلی میں سے بھی گزر جاتا تو اس کیلئے ننگے سر گزرنا مشکل ہوتا تھا۔اس وقت اتنی شرم وحیا تھی اب تو شرم وحیاء کا جنازہ ہی نکل گیا ہے۔

ہمارے بڑوں کا تسبیح استعمال فرمانا:۔ ہمارے بڑے تو سارے ہی تسبیح پڑھتے تھے۔میرے شیخ حضرت میاں محمد باقر رحمہ اللہ کے ہاتھ میں ہر وقت تسبیح رہتی تھی۔سید صاحب رحمہ اللہ کے ہاتھ میں بھی تسبیح ہوتی تھی۔ساری باتیں چھوڑ دو اگر تسبیح ہاتھ میں رکھنا منع ہے تو پھر جب حرمین شریفین میں جائیں تو وہاں کی دکانوں پر تو چار، چار، پانچ پانچ ہزار دانوں والی تسبیح بھی مل جاتی ہے بلکہ وہاں کی تسبیح تو بڑی معتبر سمجھی جاتی ہے وہاں کے علماء نے پھر فتوے کیوں نہیں دیئے کہ تسبیح ہاتھ میں رکھنا ناجائز ہے۔اللہ معاف فرمائے بس! ہمارے اندر خشکی بہت زیادہ ہے۔

خندہ پیشانی:۔ میں نے ایک جمعہ پڑھایا لوگوں کی عادت ہے کہ جمعے کے بعد کوئی مصافحہ کرتے ہیں کوئی گلے ملتے ہیں کوئی ماتھے پر بوسہ دیتے ہیں اور کوئی کندھے پر بوسہ دیتے ہیں۔ایک نو وارد آیا اور کہنے لگا کہ کیا جمعے کے بعد بغل گیر ہونا سنت ہے؟ جو بھی آتا ہے بغل گیر ہوتا ہے۔میں نے اسے جواب دیا سوہنے میری کوئی ڈیمانڈ نہیں ہے کہ مجھ سے مل کے جایا کرو۔لیکن جو مجھے ملے گا میں بھی اسے ملوں گا۔خود جا کے نہیں بلکہ جو کوئی بھی آ کے مجھ سے بغل گیر ہو تو لازمی مجھے بھی ہونا پڑے گا۔کہنے لگا پھر آپ مجھے بھی گلے ملنے دیں۔

توحید، ادب سکھاتی ہے:۔ ہمارے اندر خشکی بہت ہے۔ذکر تو ہم کرتے ہی نہیں ہم تو صرف فتوے لگاتے ہیں اور ہر وقت ایک دوسرے کی ٹوہ میں لگے رہتے ہیں۔سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ توحید کا سب سے پہلا زینہ ادب ہے۔جس بندے کے اندر ادب نہیں اس میں توحید کس چیز کی ہے؟ توحید تو ادب سکھاتی ہے۔ارے جس کے اندر ادب نہیں وہ بھی کوئی بندہ ہے۔

مرشد کے ادب کا حدیث جبریل سے ثبوت:۔ جب جبریل علیہ السلام لائے تو گھٹنے ٹیک کر نبی علیہ السلام کے سامنے بیٹھ گئے اور اپنے دونوں ہاتھ سرکار ﷺ کی رانوں پر رکھ دیے پھر سوالات پوچھے اور اپنے اس عمل سے آنیوالی نسلوں کو بتا دیا کہ اپنے شیخ کے سامنے اس طرح باادب ہو کے بیٹھو۔

فیض حاصل کرنے کا طریقہ:۔ پہلے دور کے علمائے کرام اور صوفیائے کرام رحمہم اللہ کے دل پاک اور صاف ہوتے تھے۔میں نے کل جمعے کے خطبے میں ایک بات کہی کہ بکری بھی گھاس کھاتی ہے اور ہرن بھی لیکن ایک مینگنیاں دیتی ہے دوسرا کستوری حالانکہ گھاس ایک ہے۔شہد کی مکھی بھی پھول پہ بیٹھتی ہے اور بھڑ بھی، لیکن ایک کے اندر شہد بنتا ہے دوسرے میں زہر، اسی طرح گنے کو بھی پانی وہی لگتا ہے۔اور بانس کو بھی، لیکن ایک کے اندر رس بھرا ہوتا ہے اور دوسرا خالی ہوتا ہے۔میں نے کہا: مجھے مینگنیاں دینے والی بکری نہیں چاہیے۔نہ ہی بھڑ اور بانس چاہیئے۔آئے ہو تو گنا بن کے آؤ، شہد کی مکھی بن کے آؤ تا کہ تمہیں کچھ مل جائے نہیں تو فائدہ نہیں ہوگا۔ایسے ہی بے کار آتے رہو گے جب تک بیان کرنے والے کیساتھ عقیدت نہ ہو تب تک فیض نہیں ملتا۔

بدگمانی تو زہر ہلاہل کیطرح ہے:۔ اسی خطبے میں یہ بات بھی بیان کی کہ ایک مرتبہ رات کے وقت اللہ کے حبیب ﷺ کے پاس آپ ﷺ کی زوجہ حضرت صفیہ بنت حیی تشریف لائیں۔واپسی پہ آپ ﷺ انہیں چھوڑنے جا رہے تھے جب راستے میں 2 انصاری صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھا تو فرمایا ٹھہر جاؤ! (مفہوم ہے کہ) انہوں نے عرض کی۔حکم فرمایئے؟ فرمایا'' هذه صفية بنت حيي زوجتي'': یہ میری بیوی صفیہ ہے۔انہوں نے پوچھا کہ ہمیں کیوں بتا رہے ہیں؟ فرمایا شیطان بڑا پاپی ہے اس نے تمہارے دل میں بات ڈالنی تھی کہ نبی ﷺ کے

مصلے اور منبر کیا کہتے ہیں ہم نے خود نہیں پرائی عورت کے ساتھ دیکھا ہے۔ جب شیطان یہ بات ڈال دیتا تو تم میرے فیض سے محروم رہ جاتے مجھے تو کوئی فرق نہیں پڑے گا لیکن تمہارا بیڑہ تباہ ہو جائے گا۔ اس لیے میں نے تو تمہیں بچالیا ہے تاکہ تم کہیں شکار نہ ہو جاؤ۔ اب جو میں بیان کروں گا وہ تمہارے دل میں داخل ہو گا کیونکہ تمہارا ذہن میرے متعلق ٹھیک ہے۔

تہجد نہ پڑھنے والا مخلص نہیں:۔ مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ سے ہم نے حدیث کی کتاب پڑھی۔ وہ فرماتے تھے کہ جو امام مسجد پانچوں نمازیں پڑھاتا ہو لیکن تہجد گزار نہ ہو وہ مخلص نہیں ہے۔ اگر چہ وہ پانچوں نمازوں کی امامت کروا رہا ہے۔ اگر وہ مخلص ہوتا تو اس نے تہجد بھی پڑھنی تھی۔ اب اس لیے نہیں پڑھ رہا کہ نمازوں کی امامت کروانا اس کا روزگار ہے اور تہجد پڑھنے کے اسے پیسے نہیں ملنے۔ یہ انہوں نے بڑی اونچی بات کہی ہے۔

منحوس نیکی اور مبارک گناہ:۔ اس دن میں پڑھ رہا تھا کہ منحوس ہے وہ نیکی جو بندے کو غرور کی طرف لے جائے اور مبارک ہے وہ گناہ جو بندے کو توبہ کی طرف لے جائے۔ اس نیکی کو کیا کرنا ہے جس سے بعد میں بندے میں اکڑ پیدا ہو جائے اس سے تو گناہ ہی اچھا ہے جس نے پکڑ کے بندے کا دماغ سیٹ کر دیا کہ بندے کا پتر بن اور سچی توبہ کر لے۔ یہ گناہ اچھا ہے جس نے توبہ کروا دی وہ نیکی جس نے بندے کے اندر غرور پیدا کیا وہ تو اسے جہنم میں لے جائے گی۔

دعا بعد الصلوٰۃ...... میرے مرشد کا معمول:۔ مولانا محمد اسماعیل سلفی نور اللہ مرقدہ ہر فرض نماز کے بعد دعا کرواتے تھے۔ اللہ کی شان کہ ایک دن گوجرانوالہ میں مولانا کی مسجد میں ایک ایسے عالم دین آ گئے جو نماز کے بعد دعا کے قائل نہیں تھے۔ مولانا رحمہ اللہ نے انہیں ظہر کی نماز پڑھانے کیلئے مصلے پر کھڑا کر دیا۔ اب لوگوں نے آپس میں چہ مگوئیاں شروع کر دیں کہ حضرت صاحب رحمہ اللہ نے جس آدمی کو مصلے پر کھڑا کیا ہے وہ تو نماز کے بعد دعا مانگنے کے قائل ہی نہیں ہیں۔ جب یہ دعا نہیں کرائیں گے تو لوگوں میں بدمزگی پھیل جائے گی۔ مولانا سلفی رحمہ اللہ بہت دانا تھے۔ بلکہ سید داؤد صاحب رحمہ اللہ تو یہ فرماتے تھے کہ جب کوئی بندہ ایک مسئلہ بیان کرے تو اس کے پاس 70 من عقل ہونی چاہئے کیونکہ ''پا جانے ہر کوئی تے ٹمکا جانے کوئی کوئی'' سرمہ تو ہر کوئی لگا لیتا ہے لیکن جچتا کسی کسی کو ہے۔ مولانا رحمہ اللہ کو پتہ تھا کہ انہوں نے دعا نہ کرائی تو مسجد میں فتنے کا خطرہ ہے انہوں نے سلام پھیرتے ہی ایک رقعے پر لکھوایا کہ فلاں آدمی بیمار ہے آپ اس کیلئے دعا کروا دیں۔ ان صاحب نے جب رقعہ پڑھا تو فوراً کہنے لگے کہ بھئی دعا مانگو اللہ بیماروں کو شفاء دے دے۔ ہم نے تو ساروں کو ہی نماز کے بعد دعا کرتے دیکھا ہے۔ میرے شیخ حضرت میاں محمد باقر رحمہ اللہ وقت کے ولی تھے وہ ہر نماز کے بعد دعا مانگتے تھے۔

میرے مرشد کا مجھ پر احسان عظیم:۔ حضرت میاں محمد باقر رحمہ اللہ بہت باکمال انسان تھے۔ مجھ سے پوچھو..... پوچھو کہ ان کا کیا مقام ہے۔ آج سے 60 سال پہلے 1953ء میں میں ساہیوال میں عربی ٹیچر لگ گیا۔ میری تقرری کے آرڈر آ چکے تھے۔ میں اس کی تحقیق کرنے کیلئے مجاہد آباد سے ساہیوال جانے کیلئے سائیکل پر سوار ہو کر نکلا۔ ادھر حضرت میاں محمد باقر رحمہ اللہ جو تاندلیانوالہ کے قریب جھوک دادو میں رہتے تھے انہیں پتہ چل گیا کہ میرا مرید ایسے ایسے جا رہا ہے۔

پتوکی کے قریب پہنچ کر مجھے پیشاب کی حاجت محسوس ہوئی۔ میں نے سائیکل ایک طرف کھڑی کر کے تھوڑا دور جا کے حاجت پوری کی اور جب ہاتھ وغیرہ دھو کے واپس مڑا تو کیا دیکھا کہ سائیکل کے قریب میرے شیخ میاں محمد باقر رحمہ اللہ موجود تھے اور بیٹھ کر اپنا جوتا ٹھیک کر رہے تھے۔ میرے دل میں شیطان نے وسوسہ ڈالا کہ تجھے روکنے آئے ہیں ان کے قریب نہ جا اور چپکے سے اپنی سائیکل پکڑ کر اپنی راہ لے۔ میں نے اپنے آپ کو ملامت کیا کہ او کمینے انسان! آگے بڑھ سامنے تیرے شیخ رحمہ اللہ ہیں میں آگے بڑھا اور عرض کی السلام علیکم! فرمایا وعلیکم السلام'' بھرا کدھے چلیا ایں''او بھائی کہاں جا رہے ہو؟ میں نے عرض کی کہ حضرت! میری تقرری ہو گئی ہے میں عربی ٹیچر لگ گیا ہوں اس لیے ساہیوال جا رہا ہوں فرمایا'' میری بات سمجھو تو تم جہنم میں جا رہے ہو بس ان کی یہ بات دل میں بیٹھ گئی۔ شیطانیت ختم ہو گئی۔

اگر بالفرض میں چلا جاتا تو ساری عمر "مآء،لحم، ارض، سماء" پانی، گوشت، زمین، آسمان، روٹی وغیرہ پڑھاتے ہی گزر جاتی۔ انہوں نے مجھ پر یہ عظیم احسان کیا اور میرے رب نے کروایا کہ ہم نے اسے ہندو سے مسلمان کیا ہے اب ہم نے اسے کرسی پر نہیں بیٹھنے دینا بلکہ منبر رسول ﷺ پر بٹھانا ہے۔ اللہ نے میرے شیخ رحمہ اللہ کو سبب بنایا۔ جب اللہ کسی کا بھلا چاہتا ہے تو اس کیلئے اسباب مہیا کر دیتا ہے۔ کہاں جھوک دادو اور کہاں پتوکی۔ میرے شیخ رحمہ اللہ وہاں سے تشریف لائے۔ میں نے ایک بار ان سے عرض کی میاں جی! اگر میری کوئی نیکی اللہ کے ہاں قبول ہو رہی ہے تو وہ آپ رحمہ اللہ کے نامہ اعمال میں لکھی جا رہی ہو گی کیونکہ آپ رحمہ اللہ مجھے یہاں لائے تھے اگر میں ادھر چلا جاتا تو زیادہ سے زیادہ پروفیسر لگ جاتا اور کیا ہوتا؟ یہاں تو میں قرآن وحدیث پڑھاتا ہوں اس عظیم کام کے پیچھے نبی ﷺ کی دعا ہے کہ یا اللہ اس بندے کو تر و تازہ اور ہرا بھرا رکھ جس نے میری حدیث یاد کی اور آگے پہنچا دی۔ اسے موسم خزاں سے ہمیشہ بچائے رکھ۔

روح کی تازگی:۔ ہماری روح ہری بھری ہے اگرچہ بظاہر کمزور ہیں کیونکہ ہمارے پیچھے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا ہے۔ روح کو ہرا بھرا رکھنے کیلئے رزق حلال ہو، صدق مقال ہو اور شرم وحیاء والی آنکھ ہو۔ بندے کی خلوت اور جلوت ایک جیسی ہو اور بندہ اندر باہر سے ایک جیسا ہو تب جا کے روح کی تازگی نصیب ہوتی ہے۔ یہ نہ ہو کہ ہاتھی دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور، گنگا گئے تو گنگا رام، جمنا گئے تو جمنا داس، بغل میں چھری اور منہ میں رام رام نہ ہو۔

مرشد کی نصیحت اپنا کام کیے جاؤ:۔ پھر میں نے سید محمد داؤد رحمہ اللہ کے مدرسے میں تدریس شروع کر دی۔ اور مغلپورہ کی مسجد توحید میں خطیب لگ گیا۔ میں نے اپنے شیخ میاں جی رحمہ اللہ سے عرض کیا کہ لوگ مجھے مغلپورہ میں کام نہیں کرنے دیتے روڑے اٹکاتے ہیں۔ فرمانے لگے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات مبارک میں تو مدینہ منورہ منافقین سے پاک نہ ہو سکا تم مغلپورے کو پاک کرنا چاہتے ہو یہ تم سے نہیں ہو گا۔ تم بس اپنا کام کرتے جاؤ وہ اپنا کام کرتے ہی رہیں گے۔

لاڈلے ولی کا مجذوبانہ انداز:۔ صوفی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کا تو اللہ کے ساتھ معاملہ ہی اور تھا۔ ان کی تو منزل ہی بہت اونچی تھی وہ تو بعض اوقات دعا کے دوران اللہ تعالیٰ سے جھگڑ پڑتے تھے۔

مولانا عبدالرشید صاحب مجاہد آبادی کے روحانی عملیات اور وظائف

گھریلو جھگڑوں کیلئے:۔ میرے پاس ایک مرتبہ ایک میاں بیوی آئے اور کہنے لگے کہ گھر میں امن وسکون نہیں ہے اور ہر وقت لڑائی جھگڑا رہتا ہے۔ میں نے انہیں کہا 100 بار تیسرا کلمہ اور آخری 2 قل معوذتین 40.40 بار پڑھ کے اپنے ہاتھوں پر پھونک مار کے سارے جسم پر مل لو اور پھر سب گھر والوں کے کانوں میں پھونک مارو یہ عمل 40 دن تک کرو۔ جو لوگ تمہارے خلاف حسد وبغض کیوجہ سے کچھ کر رہے ہیں یا کسی کمینے دجال نے اپنا رنگ دکھایا ہوا ہے اس کے اثر کو زائل کرنے اور دشمن کی گرہوں کو کھولنے کیلئے یہ عمل کرو۔ انشاء اللہ العزیز اپنے جسم کے جوڑ جوڑ کے اندر راحت وسکون ملتا ہوا محسوس کرو گے۔ لیکن اس کیساتھ یہ شرط ہے کہ ٹی وی اور کیبل وغیرہ نہیں دیکھنی۔ جو بندہ ٹی وی اور کیبل دیکھتا ہو اللہ پاک اسے کبھی سکون عطا نہیں کرتا کیونکہ جو رحمٰن کے ذکر سے آنکھیں چراتا ہے اللہ پاک اسے اس کے حال پہ چھوڑ دیتے ہیں اور پھر شیطان اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔

صحت وتندرستی کیلئے: اسی دوران ایک نوجوان آیا اور کہنے لگا کہ میں بیمار رہتا ہوں دعا فرما دیں تو اسے فرمایا کہ میں تمہیں ایک وظیفہ دیتا ہوں کہ روزانہ 41 بار سورۃ فاتحہ مع 11 بار اول وآخر درود شریف پڑھ کے اپنے ہاتھوں پہ پھونک مار کے سارے جسم پر مل لیا کرو۔ اللہ شفاء دے گا انشاء اللہ لیکن اس کے ساتھ کیبل اور ٹی وی سے پرہیز کرنا ہے۔ وہ جوان کہنے لگا کہ الحمد للہ ہمارے گھر میں ٹی وی ہے ہی نہیں۔

اولاد کی نافرمانی کیلئے: اسی طرح ایک عورت اپنی بچی کو لیکر آئی اور کہا کہ یہ چھٹی جماعت میں پڑھتی ہے لیکن نہ اپنے ماں باپ کی بات

مانتی ہے نہ ہی اپنے سکول میں آرام سے بیٹھتی ہے بلکہ ہر وقت کسی نہ کسی سے لڑتی جھگڑتی رہتی ہے۔ تو فرمانے لگے کہ یہ ایک وظیفہ بچی خود پڑھ کے اپنے اوپر دم کر لے کہ روزانہ 100 بار تیسرا کلمہ اور 40.40 بار آخری 2 قل پڑھ کے ہاتھوں پہ پھونک مار کے اپنے پورے جسم پر مل لے اور یہ عمل 40 دن تک مسلسل کرے۔ انشاء اللہ جوڑ جوڑ میں ٹھنڈ پڑ جائے گی لیکن شرط یہ ہے کہ ٹی وی اور کیبل نہیں دیکھنی تب اس پڑھائی کا فائدہ ہوگا۔

عمل برائے جمیع مشکلات وحاجات: آخر میں مولانا صاحب کو ایک کال آئی جس میں کوئی عالم دین مدرسہ بنانے کیلئے گفتگو کر رہے تھے مولانا صاحب نے انہیں فرمایا آپ ماشاء اللہ عالم دین ہیں آپ کو ایک پڑھائی بتانے لگا ہوں وہ یہ کہ عشاء کے بعد 2 رکعت نفل صلوٰۃ الحاجت پڑھ کے سلام پھیرنے کے بعد سجدے میں گر جاؤ اور 100 مرتبہ پڑھو (رب اغفر لی) پڑھنے کا رنگ ڈھنگ ایسا ہو کہ جب زبان سے "رب اغفر لی" نکلے تو اس وقت دل کی کیفیت یہ ہو کہ "یا اللہ میں لکھاں تو وہی ہولا ہو گیا واں" اس مختصر عمر میں جتنی بے ادبیاں نالائقیاں اور گستاخیاں کر چکا ہوں سب کچھ لے کر تیرے سامنے آ گیا ہوں۔ اب معاف بھی کر دے اور عطا بھی کر دے۔ حتیٰ کہ اللہ پاک کو پتہ چل جائے کہ یہ بندہ اندر باہر سے ایک جیسا ہو گیا ہے اور اس کے دل کی ساری میل کچیل صاف ہو گئی ہے۔ پھر سر اٹھا کے 10 منٹ مسلسل دعا کرو اور اس دعا میں یہ عرض کرو کہ یا اللہ! میں تیرا گھر بنانا چاہتا ہوں میرے لیے ہر قسم کی سہولت اور آسانی نصیب فرما دے اور مجھے وہ جگہ دینا "یہ میرے الفاظ یاد رکھنا" یا اللہ مجھے وہ جگہ دینا جہاں بیٹھا ہوا میں تجھے اچھا لگوں میں نے تو تیرے دین کا کام کرنا ہے اگر میں کام بھی کرتا رہا اور تجھے اچھا بھی نہ لگا تو کیا فائدہ۔ "فیر میں جم کے کیہہ کھٹیا اے" یہ میرے فقرے بار بار دہرانا اور ہاتھ جوڑ کے آنسو بہا کے ذرا اندر کی کیفیت کیساتھ دعا کرنا اور 10 منٹ تک مسلسل اللہ سے باتیں کرتے رہنا۔

اس کے ساتھ ساتھ روزانہ فجر کے بعد 313 بار سورۃ کہف کی آیت "ربنا اتنا من لدنك رحمة و هیی لنا من امرنا رشدا" پڑھتے رہو۔ یہ عمل 40 دن تک کرنا ہے بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ ساری زندگی کا معمول بنا لو شرط یہ ہے کہ ٹی وی کیبل نہیں دیکھنی۔ میری بات غور سے سنو میرے بیٹے دل سے دعا مانگنا۔ جب دل سے دعا مانگو گے تو عرش کو ہلا کے رکھ دو گے اور عرش خود کہے گا کہ یا اللہ! اس بندے کا کام کر دے۔ اور ہاں! دعا کرتے ہوئے کبھی یہ بھی تصور کر لینا کہ یا اللہ! میں نے تب تک ہاتھ نیچے نہیں کرنے جب تک اپنے کانوں سے نہ سن لوں کہ جا بندے تیرا کام کر دیا گیا ہے۔ ذرا کافی زیادہ آنسو بہا کے تے بلھیاں بنا کے اس کیفیت کیساتھ دعا کرنا پھر دیکھنا کہ اللہ پاک کو ترس آ جائے گا۔ اسے تو ہم جیسوں پر ترس آ گیا ہے۔ کبھی آ کے دیکھو 3 کنال کا رقبہ 4 منزلہ بنا ہوا ہے۔ اللہ نے فرمایا کوئی بات نہیں ہم جو تیرے ساتھ ہیں تیرے سارے مسئلے حل ہو جائیں گے۔ یہ عمل خلوت میں اور دل سے کرو پھر دیکھو اللہ کی رحمت کے بادل کس طرح سایہ کرتے ہیں۔ یہ کیفیت بتاتے ہوئے مولانا صاحب رو پڑے اور بعد میں آنسو صاف کرتے ہوئے کھانا کھانے کیلئے تشریف لے گئے۔

مولانا عطاء اللہ خلیل حفظہ اللہ کا ذوق تصوف

مولانا عطاء اللہ خلیل صاحب سے یہ ملاقات مورخہ 2012-11-10 کو ان کے گھر میں ہوئی جو کہ فیصل آباد کے ایک نواحی گاؤں 171 گ ب (بمبو) میں واقع ہے۔ گھر کے نزدیک ہی ایک بہت بڑی مسجد ہے جو کہ تقریباً 36 مرلے میں بنی ہوئی ہے۔ مسجد کے ساتھ بچیوں کا ایک مدرسہ ہے۔ جو مولانا موصوف کی زیر نگرانی چل رہا ہے اس مسجد میں نماز پڑھنے کا ایک عجیب ہی سکون ملتا ہے۔ اس مسجد میں خاص بات یہ ہے کہ ظہر کے وقت تقریباً 35 نمازیوں میں سے صرف 5/4 لوگوں کے سر ننگے تھے اور مسجد میں جگہ جگہ تسبیح لٹکی ہوئی تھی۔ جو کہ اس بات کی غمازی کر رہی تھی کہ اس علاقے میں ابھی سلف صالحین کی روایات باقی ہیں اس مسجد کا سنگ بنیاد حضرت میاں محمد باقر رحمہ اللہ نے مورخہ 01-01-1964ء کو رکھا اور یہ مسجد جامع مسجد اہلحدیث 171 گ ب سے موسوم ہے۔

اس ملاقات کے دوران مولانا موصوف کے 2 صاحبزادے بھی موجود تھے۔ بڑے بیٹے عطاء الرحمٰن صاحب نے فیصل آباد سے

D.H.M.S کیا ہوا ہے اور گھر سے ملحقہ ایک ہومیو کلینک چلا رہے ہیں۔ چھوٹے بیٹے حفیظ الرحمٰن صاحب فیصل آباد میں پرنٹنگ پریس کا کاروبار کرتے ہیں۔ اس ملاقات میں مولانا صاحب نے اپنے شیخ حضرت میاں محمد باقر رحمہ اللہ کی کرامات کا تذکرہ کیا ان کے تعویذ لکھ کر دینے کا واقعہ بھی سنایا۔ سید داؤد غزنوی رحمہ اللہ صاحب سے وابستہ یادیں بھی تازہ ہوئیں۔ مولانا صاحب خود بھی تعویذ لکھ کر دیتے ہیں اور ہر نماز کے بعد اہتمام کیساتھ دعا کرواتے ہیں۔ تفصیل انشاءاللہ آگے آ رہی ہے۔

حصول فیض اصلاحی و روحانی:۔ ہمارا آبائی گاؤں شکر گڑھ کے نزدیک ہے۔ جب میں دارالعلوم تقویۃ الاسلام شیش محل روڈ لاہور المعروف مدرسہ غزنویہ میں پڑھتا تھا اس وقت میرے استاد گرامی مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ نے میرے نام کیساتھ لقب ''خلیل'' رکھا۔ حضرت میاں محمد باقر رحمہ اللہ جو کہ امام عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ سے فیض یافتہ تھے۔ ان کیساتھ ہمارا خصوصی تعلق تھا وہ ہم پر خاص شفقت فرماتے حتیٰ کہ میرے بڑے بھائی کی اور خود میری شادی پر بھی میاں صاحب رحمہ اللہ میلوں لمبا سفر کر کے ہمارے گاؤں میں تشریف لائے۔

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ کی کرامات

قرآن کا استحضار:۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ کے پاس بیٹھنے سے بہت مزہ آتا تھا۔ یقین جانیں کہ جو مفہوم حدیث ہے کہ ولی کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کے پاس بیٹھنے سے خدا یاد آتا ہے اور دنیا سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔ یہ بات میاں صاحب رحمہ اللہ پہ صادق آتی تھی۔ میں نے اپنی زندگی میں میاں صاحب رحمہ اللہ کا سب سے بڑا کمال یہ دیکھا کہ درس دیتے وقت جو بھی موضوع شروع فرماتے مثلاً جنت دوزخ، حقوق العباد، علم وغیرہ، آیت پر آیت، حدیث پر حدیث پڑھتے تھے۔ میری 68 سال عمر ہوگئی ہے میں نے اپنی پوری زندگی میں قرآن پاک کا اتنا استحضار میاں صاحب رحمہ اللہ میں دیکھا یا پھر ان کے بعد دوسرے نمبر پر مولانا طارق جمیل صاحب حفظہ اللہ میں دیکھا جو دیوبندی ہیں۔ اور قرآن پڑھتے بھی ایسے کہ جس میں کوئی تکلف نہ ہو۔ ایسے جیسے انسان باتیں کر رہا ہو۔

جنات کی پہریداری:۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ اپنے گھر میں بچیوں کا مدرسہ چلاتے تھے جس میں ان کو ''احوال الآخرت'' اور ''زینت الاسلام'' 2 کتابیں پڑھائی جاتیں۔ پورے پنجاب میں عورتوں کا یہ سب سے پہلا مدرسہ تھا۔ گندم کی کٹائی کے بعد کچھ لوگوں نے میاں صاحب رحمہ اللہ کے مدرسے کیلئے ایک کنال گندم کے دانے اور توڑی کا ہدیہ دیا۔ توڑی ابھی کھیت میں ہی پڑی تھی اس وقت چوری کرنیوالے بڑے فخر سے چوری کیا کرتے تھے۔ چنانچہ رات کے وقت چور اپنی بڑی سی چادروں میں توڑی ڈال رہے تھے تو دور سے 2 آدمی ہاتھوں میں لالٹین لیے آتے دکھائی دیئے چوروں نے توڑی وہیں پہ چھوڑی اور بھاگ گئے۔ وہ لالٹین بردار بھی واپس لوٹ گئے۔ تھوڑی دیر گزری تو چور پھر آ گئے اور توڑی ڈالنے لگے۔ لالٹین والے بھی پھر آ گئے اور چور بھاگ گئے اس طرح مسلسل 4/3 مرتبہ ہوا۔ آخر صبح کے وقت چور حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھنے لگے کہ آپ رحمہ اللہ نے کن کو پہرے پر مقرر کیا ہوا تھا؟ میاں صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بھائی میں نے تو کسی کو نہیں بٹھایا تھا۔ اللہ ہی بہتر جانے کہ وہ لالٹین والے کون تھے مجھے تو کچھ پتہ نہیں ہے۔

ولی کی گستاخی کی سزا (کرامت):۔ حضرت صاحب رحمہ اللہ کے دور میں گاؤں کا جو نمبردار تھا اس کی 6/5 مربع زمین تھی اس وجہ سے وہ دولت کے نشے میں مست تھا۔ اور میاں صاحب رحمہ اللہ کو ہر وقت طنز کرتا رہتا اور مذاق اڑایا کرتا کہ میاں رحمہ اللہ نے نہ جانے کہاں کہاں سے بلا کر درویش پالے ہوئے ہیں جو ہر وقت روٹیاں کھاتے رہتے ہیں۔ ایسی اور بہت سی گستاخیاں کرتا رہتا۔ میاں صاحب رحمہ اللہ کے مزاج میں حلم تھا وہ نظر انداز کر دیا کرتے۔ اللہ کی شان کہ اس نمبردار کی آنکھوں کی بینائی سلب ہوگئی۔ حالانکہ وہ بالکل صحت مند تھا لیکن نہ جانے کیسے وہ بالکل اندھا ہوگیا۔ آس پاس کے سب لوگ کہنے لگے کہ تو میاں صاحب رحمہ اللہ سے مذاق کرتا تھا اس وجہ سے تجھے بددعا لگی ہے۔ وہ روتا پیٹتا میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتا اور کہتا کہ میری 5 مربع زمین بھی لے لیں اور باقی ساری جائیداد بھی لے لیں بس معاف کر دیں۔ حضرت فرماتے بھئی میں نے کوئی بددعا نہیں کی۔ وہ آخر تک ٹھیک نہ ہوا اور اسی طرح بینائی کو ترستا ہوا مر گیا۔

بکثرت تسبیح پڑھنا:۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ بہت زیادہ تسبیح پڑھا کرتے تھے اور اکثر اٹھتے بیٹھتے اللہ پاک سے کہتے کہ ''اللہ اسی تیرے غلام'' ''اللہ اسی تیرے غلام''۔

آیت الکرسی کی برکت (کرامت):۔ میاں صاحب رحمہ اللہ کا ایک شاگرد تھا جو ہمارے گاؤں کے بالکل آخر میں رہتا ہے وہ پکا نمازی ہے اور بہت زیادہ ذکر کرتا رہتا تھا اس نے اپنی حویلی (جو گاؤں سے تھوڑے فاصلے پر ہے اور وہ علاقہ جانوروں مویشیوں کی چوری کی آماجگاہ ہے) کے اندر بہت خوبصورت بیل اور اچھی نسل کی بھینسیں رکھی ہوئی ہیں۔ والدین کا اکلوتا بیٹا ہے۔ والد فوت ہوگئے ہیں گھر میں اس کی بیوی اور بوڑھی ماں رہتی ہے اس لیے وہ ماں کی خدمت کیلئے روزانہ رات کے وقت گھر آجاتا ہے اور اپنی حویلی پر صرف آیۃ الکرسی پڑھ کے پھونک دیتا ہے حتیٰ کہ اس نے کوئی کتا بھی نہیں رکھا ہوا میں نے بھی اسے کئی مرتبہ سمجھایا لیکن اس کا آگے سے یہی جواب ہوتا ہے کہ ''اللہ دیا بندیا، اللہ راکھا اے''۔ بہرحال یہ واقعہ ان چوروں نے خود سنایا جو ایک رات اس کے بیل چرانے کی نیت سے اسکی حویلی پہنچے۔ ابھی وہ حویلی سے تھوڑا دور ہی تھے کہ اچانک سامنے سے ایک بہت بڑا شیر ان کی طرف لپکا وہ وحشت کے مارے پیچھے کی طرف بھاگے اور شیر واپس مڑ گیا۔ کہنے لگے کہ ہمیں یقین تھا کہ مختار نے تو کتا بھی نہیں رکھا ہوا یہ کیا چیز تھی۔ ایسے محسوس ہورہا تھا جیسے وہ ہمیں کھا ہی جائے گا دوسرے دن بھی ایسے ہی ہوا اور تیسرے دن بھی یہی واقعہ پیش آیا آخر کار انہوں نے اس حویلی کا خیال ہی دل سے نکال دیا اور مختار سے پوچھنے لگے کہ یہ کیا بلا تھی؟ وہ کہنے لگا: مجھے تو کچھ خبر نہیں میں نے تو اللہ کے سپرد کرکے کہا ہوا ہے کہ اللہ توں راکھا ایں میری بوڑھی ماں ہے میں اس کی خدمت کرنے گھر جارہا ہوں۔ اصل میں نیک لوگوں کی اللہ پاک خود مدد کرتا ہے۔

ولی باکمال کی زیارت کی سعادت:۔ جب ہم حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں بیٹھے ہوتے تو کبھی کبھار ان کے پاس صوفی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ تشریف لاتے تب ہم نے ان کی زیارت کی تھی۔

مرشد کی کرامت مرید کی زبانی:۔ ہمارے نواحی قصبے تاندلہ منڈی میں صوفی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کے ایک خاص مرید ڈاکٹر یعقوب صاحب نے مجھے ایک واقعہ سنایا اور کہا کہ میں ایک دن صوفی صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ ایک زمیندار کے پاس گیا۔ قریب ہی ایک اونٹ بندھا ہوا تھا۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ تشریف فرما تھے کہ اتنے میں اونٹ نے پیشاب کرنا شروع کردیا۔ اور اس کے چھینٹے صوفی صاحب رحمہ اللہ پر پڑے۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ نے یکدم فرمایا ''جا اوئے تیرا پیشاب بند ہوجائے'' یہ فرمانا تھا کہ اونٹ کا پیشاب واقعی بند ہوگیا۔ اب اونٹ بے چارہ تکلیف کے مارے ادھر ادھر بدکنے لگا اونٹ کے مالک نے صوفی صاحب رحمہ اللہ سے معافی مانگی اور درخواست کی کہ حضرت دعا فرمادیں اللہ اسے ٹھیک کردے۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ نے دعا مانگی اور اونٹ نے پھر پیشاب کرنا شروع کردیا۔

سید داؤد غزنوی رحمہ اللہ کیساتھ وابستہ یادیں

طلباء کی تربیت اور ادب سکھانا:۔ جب ہم دارالعلوم تقویۃ الاسلام میں پڑھتے تھے تو اس دور میں مدرسے کے بڑے ہال کے بالکل سامنے سید صاحب رحمہ اللہ کا دفتر ہوتا تھا۔ سید صاحب رحمہ اللہ کی شخصیت بڑی بارعب تھی کبھی شلوار پہنتے تھے اور کبھی تہبند باندھا کرتے۔ سر پر ہر وقت ٹوپی رکھتے۔ ان کا چہرہ ابھی تک میری آنکھوں کے سامنے ہے کسی بھی طالب علم کو ننگے سر رہنے کی اجازت نہیں تھی۔ اور نہ ہی استاد کے سامنے ایک گھٹنہ کھڑا کرکے کوئی بیٹھ سکتا تھا (جس طرح آج کل مساجد میں حفظ کرنے والے بچے بیٹھتے ہیں) بلکہ یہ حکم تھا کہ دوزانو ہوکر بیٹھا جائے۔

سید صاحب رحمہ اللہ کی نفاست مزاجی:۔ ایک مرتبہ کسی طالبعلم نے اپنی چارپائی الٹی کھڑی کردی یعنی پاؤں والی سائیڈ اوپر کی طرف تھی۔ سید صاحب رحمہ اللہ کی نظر پڑگئی فوراً سرزنش فرمائی اور فرمایا کہ بیٹے آپ یہاں کچھ سیکھنے آئے ہوئے ہو لہٰذا یہ بھی آپ کی تربیت کا حصہ ہے۔

باکمال مرشد کی سید صاحب رحمہ اللہ کو تنبیہ:۔ میرے بڑے بھائی مولانا عبدالغفور صاحب نیکی میں بہت آگے ہونے کی وجہ سے

سید صاحب رحمہ اللہ کی طرف سے جماعت کروانے پر مامور تھے۔ایک دفعہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ مدرسے میں تشریف لائے اور جب بھائی صاحب کو جماعت کرواتے ہوئے دیکھا تو جلال میں آ گئے اور سید صاحب رحمہ اللہ سے فرمانے لگے''جماعت توں آپ کرایا کر''۔''داؤد !تو خود جماعت کروایا کر، تیرا حق بنتا ہے''۔

سید صاحب رحمہ اللہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ سے عمر میں چھوٹے تھے۔ویسے بھی وہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ کی بہت زیادہ عزت وتکریم کیا کرتے تھے۔لہٰذا اس نماز کے بعد ساری عمر سید صاحب رحمہ اللہ خود امامت کروایا کرتے۔حتیٰ کہ یہ حکم تھا کہ نماز کے مقررہ وقت کے بعد 10 منٹ تک ہمارا انتظار کیا جائے۔اور اگر کسی کو جلدی ہو تو وہ اپنی پڑھ لے۔لیکن نمازیوں کی کیا مجال کہ کوئی سید صاحب رحمہ اللہ کے حکم آگے سر اٹھائے۔

ننگے سر مریدین کی سرزنش:۔ سید صاحب رحمہ اللہ کے پاس شیعہ، سنی، بریلوی تمام حضرات آتے رہتے تھے۔حتیٰ کہ فیروز پور وٹواں، نبی پور پیراں اور کوٹ رادھا کشن کے ایک گاؤں میں سید صاحب رحمہ اللہ کے مریدوں کی کثیر تعداد ہے۔ان کے نماز پڑھانے کے وقت اگر کوئی نمازی ننگے سر پہلی صف میں نظر آ جاتا تو فرماتے''پیچھے ہٹ جاؤ، یہ سنت کے خلاف ہے ہم لوگوں نے سنت کو مذاق ہی بنا لیا ہے'' سید صاحب رحمہ اللہ نماز کے دوران بہت زیادہ روتے تھے۔خاص طور پر تہجد کے وقت تو بہت ہی زیادہ رویا کرتے تھے۔

میرے مرشد کا تسبیح وتعویذ استعمال فرمانا:۔ میں یہ واقعات اکثر اپنے مقتدی حضرات کو سنایا کرتا ہوں اور الحمدللہ ہماری مسجد میں ننگے سر والوں کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہے۔بس ایک دو بندے ہیں جو متعصب اہلحدیث ہیں۔یہ جو تعصب ہے نا! یہ بڑی خطرناک بیماری ہے۔میرے شیخ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تسبیح بھی پھیرتے تھے نماز کے بعد دعا بھی کرواتے تھے اور تعویذ بھی دیا کرتے تھے۔

بکثرت لوگوں کو تعویذ عطا فرمانا:۔ میاں صاحب رحمہ اللہ جب کبھی گندم کا عشر اکٹھا کرنے ہمارے گاؤں میں تشریف لاتے تب میں دیکھتا کہ اکثر لوگ ان سے تعویذ کا مطالبہ کرتے۔حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ کے پاس کچی پنسل ہوتی اور وہ جیب میں سے کاغذ نکال کر پھاڑ پھاڑ کر لوگوں کو اس آیت کا تعویذ لکھ کر دیا کرتے۔''رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین''۔

مولانا عطاء اللہ خلیل حفظہ اللہ کے تعویذات

وظائف خیر و برکت کیلئے تعویذ:۔ میرے پاس بھی لوگ تعویذ لینے کیلئے آتے ہیں میں بھی انہیں اسی آیت کا تعویذ لکھ کر دے دیا کرتا ہوں!''رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین''۔

بچوں پر نظر بد کیلئے:۔ بچوں کیلئے میں یہ تعویذ لکھ کر دیتا ہوں''اعوذ بکلمات الله التامات من شر ماخلق وان یکا دالذین کفروالیزلقونك بالبصارھم لما سمعوا الذکر ویقولون انه لمجنون''(سورۃ قلم آیۃ 51)اس کے ساتھ سورۃ کہف کی آیت ''ماشاء الله لاقوۃ الا بالله'' ملا دیتا ہوں اور کبھی یہ دعا لکھ دیتا ہوں۔'' بسم الله الذی لایضرمع اسمه شئی فی ا لارض ولا فی السماء وھوالسمیع العلیم''۔

ہر بیماری کیلئے دم:۔ اگر کوئی دم کروانے آئے تو 7 بار سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کر دیتا ہوں کیونکہ یہ ہر قسم کی تکلیف کیلئے مجرب ہے۔

میرا ذاتی تجربہ:۔ میرا ایک ذاتی تجربہ ہے کہ جب کبھی دل پریشان ہو یا کوئی پریشانی آ جائے یا میرے معمولات تلاوت وغیرہ چھوٹ جائیں یا کسی رشتہ دار کی طرف سے یا کسی مقتدی کی طرف سے مجھے کسی قسم کی کوئی تکلیف پہنچے تو میں کثرت سے اس وظیفے کا ورد شروع کر دیتا ہوں۔اور اللہ پاک میرا وہ مسئلہ حل کر دیتا ہے۔''حسبی الله لااله الا ھو علیه توکلت وھو رب العرش العظیم'' یہ میرا مجرب عمل ہے سالہا سال سے خود بھی پڑھ رہا ہوں اور لوگوں کو بھی بتاتا رہتا ہوں۔

شریر کی شرارتوں سے بچنے کیلئے:۔ میرے ایک مقتدی کی 3/2 مربع زمین ہے لیکن کچھ شریر اور بدمعاش قسم کے لوگ اس کی زمینوں میں اپنے مویشی کھلے عام چھوڑ دیتے ہیں ایک دن اس نے مجھ سے صورتحال بیان کی تو میں نے اسے کہا کہ تو دن رات مسلسل ''حسبنا اللہ ونعم الوکیل'' پڑھ لیکن ایک بات یاد رکھنا کہ اگر یقین سے پڑھو گے تو انشاءاللہ پاؤ گئے کیونکہ بات تو صرف یقین کی ہے۔

اس آیت کا ذکر سورۃ آل عمران کی آیت نمبر 173 میں ہے کہ اللہ تعالی کی طرف سے جنگ خندق والے دن اس آیت کا حکم آیا تھا اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے جب اس آیت کو پڑھا تو اس کی برکت سے دشمن پیچھے ہٹ گیا۔

لوگوں سے محبت اور عزت حاصل کرنے کیلئے:۔ نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ اہلحدیثوں کے سردار تھے۔ انہوں نے اپنی کتاب الداء والدواء میں لکھا ہے کہ اگر عزت اور قدر و منزلت چاہتا ہو اور یہ چاہے کہ جہاں بھی جاؤں محبت کی نظر سے دیکھا جاؤں تو جانے سے پہلے چند مرتبہ یہ کلمات پڑھ لے۔''الحمد اللہ الذی لم یتخذ ولدا ولم یکن لہ شریک فی الملک ولم یکن لہ ولی من الذل وکبرہ تکبیرا''(سورۃ بنی اسرائیل آخری آیت)''اللہ اکبر اللہ اکبر لاالہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد''۔ یہ سب مسنون اور قرآنی دعائیں ہیں میرا ایمان ہے کہ جس طرح جسمانی خوراک ہوتی ہے اسی طرح یہ روحانی خوراک بھی ضرورت کے مطابق استعمال کرتے رہنا چاہئے۔

جنات کیساتھ واسطہ: ایک دفعہ ہمارے ایک دوست حمید صاحب کی بیٹی پر جنات نے قبضہ کرلیا۔ جب میں نے جا کر دیکھا تو وہ لڑکی بہت آگ بگولہ ہوئی بیٹھی تھی۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ اس میں سے کسی جننی کی آواز آئی اور اس نے اپنا نام بتایا۔ اور یہ بھی بتایا کہ ہم آپ کے مدرسے میں آپ کے پیچھے نماز بھی پڑھتے ہیں اور آپ سے ہی قرآن پاک بھی پڑھا ہوا ہے۔ میں نے کہا کہ پھر اس بے چاری کو کیوں تنگ کرتی ہو؟ کہنے لگی کہ آپ نے بڑی محنت سے اسے ساری مسنون دعائیں یاد کروائی ہوئی ہیں لیکن کل اس نے آ کر بغیر دعا پڑھے پیشاب کر دیا اور وہاں ہم بیٹھے تھے لہٰذا ہم نے اس سے بدلہ لینا ہے آخر کافی منت سماجت کے بعد اس لڑکی کی جان چھوٹی۔

اسی طرح ایک اور صاحب کے بیٹے پر جنات کا قبضہ تھا۔ جب میں نے جا کر پوچھا تو اس لڑکے میں ایک جن بولا اور کہنے لگا کہ میرا نام ابو وقاص ہے ہم اہلحدیث ہیں اور مجاہدین ہیں ہم نے باقاعدہ معسکرات میں جا کر جہاد کی ٹریننگ لی ہوئی ہے اور اس وقت آپ کے گھر کے ساتھ والے سکول میں رہتے ہیں میں نے پوچھا اس لڑکے سے کیا چاہتے ہو؟ کہنے لگا کہ ہم اصل میں سندھ سے آئے ہوئے ہیں ہمارا باقی قبیلہ ابھی سندھ میں وادی دامان میں ہی آباد ہے ہمیں وہاں کے ایک مشرک اور خبیث عامل نے قید کیا ہوا ہے۔ یہ لڑکا ایک دفعہ اپنے ایک دوست کے ہاں گیا تھا جو کہ فیصل آباد میں رہتے ہیں اور ان کے ہاں اولاد نہیں ہے انہوں نے اس عامل سے کوئی عمل کرنے کو کہا تو اس نے انہیں تعویذ دے کر کہا یہ کسی کو پلا دو ادھر اس کی موت ہو جائے گی ادھر تمہارے گھر اولاد ہو جائے گی۔ جب یہ گیا تو اس لڑکے کو انہوں نے پیپسی میں گھول کر تعویذ پلا دیئے۔ اور ہم اس بے چارے کو تنگ کرنے پر مجبور ہو گئے حالانکہ ہم اسے تنگ نہیں کرنا چاہتے بلکہ بعض اوقات تو جب اس کی حالت زیادہ خراب ہوتی ہے تو ہم اعمال کر کر کے اس پر دم کرتے ہیں تا کہ یہ ٹھیک ہو جائے بالآخر وہ اس بات پر اس لڑکے کو چھوڑنے پر راضی ہو گیا کہ میں اپنی بہن سے مشورہ کرتا ہوں اور ہم واپس سندھ چلے جاتے ہیں۔

وہ جن مجھ سے کہنے لگا کہ مولانا صاحب! باہر سے آنے والے ہدیے اور کھانے ذرا سوچ سمجھ کر استعمال کیا کریں۔ ایک دفعہ میں آپ کے کچن میں بیٹھا تھا آپ کو کسی کے گھر سے چاول آئے۔ میں نے جونہی چکھے تو پتہ چل گیا کہ وہ مشکوک رزق ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تو ہمارے کچن میں کیا کر رہا تھا؟ کہنے لگا بس اللہ پاک نے ایسا ہی نظام رکھا ہے کہ ہم نے آپ کے کھانے میں سے ہی کھانا ہوتا ہے۔

عرب کے ایک عامل شیخ:۔ دوران ملاقات مولانا صاحب کے ایک ہمسائے اویس صاحب آ گئے جو کافی عرصے سے سعودیہ میں مقیم ہیں۔ وہ بتانے لگے کہ وہاں طائف سے تین چار سو کلومیٹر آگے میں کام کرتا ہوں وہاں ایک عامل شیخ عبدالرحمٰن صاحب ہیں جو کہ عربی ہی ہیں انہوں نے ایک سینٹر بنایا ہوا ہے جس کا باقاعدہ طور پر لائسنس بنا ہوا ہے وہاں کثیر تعداد میں لوگ جادو جنات کے مسائل کا حل لینے آتے

ہیں مرد وخواتین علیحدہ علیحدہ کمروں میں بیٹھتے ہیں ہر کمرے میں سپیکر لگے ہوئے ہیں شیخ عبدالرحمٰن صاحب کے ساتھ میرے بہت قریبی تعلقات ہیں وہ مائیک میں کچھ مخصوص قرآنی آیات وغیرہ پڑھتے ہیں اوراس طرح لوگ وہاں سے شفاء یاب ہوکر لوٹتے ہیں۔

مرشد کی نصیحت پر ساری زندگی عمل:۔ مولانا عطاء اللہ خلیل صاحب فرمانے لگے کہ مولانا مجاہد آبادی صاحب بھی ہم سے بہت محبت کرتے ہیں اور صرف اس لیے کہ ان کے مرشد حضرت میاں محمد باقر رحمہ اللہ ہم سے خصوصی محبت کیا کرتے تھے۔ کچھ عرصہ پہلے جب میں ان کے پاس ملاقات کے لئے گیا تو مجھ سے مل کر وہ بھی رو پڑے اور میں بھی رو پڑا۔ پوچھنے لگے تہجد پڑھتے ہو میں نے بتایا کہ کبھی پڑھ لی کبھی چھوڑ دی فرمایا حیف ہے اس عالم پر جو تہجد نہیں پڑھتا۔ بس اس دن کے بعد میری تہجد نہیں چھوٹی۔

اب میری عمر 68 سال ہوگئی ہے نمازوں کی امامت اور جمعے کی خطابت میں خود ہی کرتا ہوں صبح فجر کے بعد درس قرآن دیتا ہوں۔

مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی حفظہ اللہ کے درس سے اقتباس

تعارف:۔ (ساہیوال میں دیئے گئے درس سے اقتباس) مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی فرماتے ہیں کہ میرا بچپن ہندوؤں کیراڑوں میں گزرا 15 سال کی عمر میں اللہ پاک نے مجھے ایمان کی دولت دی جب تک میں نابالغ رہا ہندوؤں میں رہا جب بالغ ہوا اللہ نے فرمایا کہ اب تو اسلام میں ہی رہے گا۔ 37 سال میں نے مجاہد آباد میں گزارے۔

ماں کی جوتیوں کی بدولت دعا کی قبولیت:۔ وہاں مجاہد آباد میں دوران خطبہ میں نے ایک بات کہی کہ جس بندے کی دعا قبول نہ ہوتی ہو وہ اپنی ماں کے جوتے سر پر اٹھا کر پھر دعا کرے اس کی دعا قبول ہوگی۔

اہلحدیثوں کا ڈر:۔ اہلحدیثوں سے ڈر بھی لگتا ہے اگر تم کہو کہ اس بات کا قرآن یا حدیث سے حوالہ دو تو میں حوالہ تو نہیں دے سکتا لیکن یہ کہوں گا کہ یہ میرے دل کی آواز ہے۔

کوڑھ کے مرض سے نجات:۔ مجاہد آباد میں نذیر احمد حلوائی کو کوڑھ کا مرض لگ گیا اس نے بہت علاج کروائے لیکن ڈاکٹروں نے کہا کہ ہمارے پاس تیرا کوئی علاج نہیں ہے تو لا علاج ہے اوراسی حالت میں مرجائے گا وہ آکر مجھے کہنے لگا کہ مولوی صاحب میں نے جمعے والے دن آپ سے یہ بات سنی تھی اور جا کر تہجد کے وقت اپنی ماں کے جوتے سر پر اٹھا کر اللہ پاک سے اپنے مرض کی شفاء مانگی اور الحمدللہ میں صحت یاب ہوگیا ہوں۔ میں نے کہا کہ تو نے اپنی ماں کے جوتے کو سلام کیا اللہ نے تجھے سلامتی عطا فرما دی اس بات کا حبیب الرحمٰن گواہ بیٹھا ہے اس نے اپنی آنکھوں سے اس حلوائی کو دیکھا تھا جسے کوڑھ کے مرض سے نجات ملی۔

اللہ کے نام کی لذت:۔ امام بخاری رحمہ اللہ کی ماں نے دعا کر کے پکارا۔ ''اللہ'' جانے کس رنگ میں پکارا ہوگا۔ تم بھی کبھی اکیلے بیٹھ کر کہا کرو ''اللہ''۔ تم دیکھو گے کہ عرش سے آواز آئے گی اے میرے نام میں لذت حاصل کرنے والے! جس طرح تجھے مزہ آیا ہے اسی طرح عرش پر ہمیں بھی سواد آ گیا ہے۔ اللہ! تیرے نام میں بڑی مستی ہے دل کرتا ہے کہ اڑ کر آکے تیری رحمت کی گود میں بیٹھ جائیں اور تجھ سے ملیں یہ تو ہم حضرت آسیہ علیہ السلام سے پوچھیں گے کہ تجھے رب کہنے میں کتنا مزہ آیا تھا؟ ارے میں اللہ کی قسم کھا کے کہتا ہوں کہ رب کہنے میں، اللہ کہنے میں بڑے ہی مزے ہیں بس بتائے نہیں جا سکتے۔

رب کا دیدار کسے ہوگا:۔ اللہ! ہم سب گناہوں کی طرف جا رہے ہیں تو اپنی رحمت کا چھینٹا ڈال کے جنت میں ہماری چھلانگ ہی لگوا دے وہاں ہم تجھے دیکھیں گے۔ سن لو! جس کی آنکھیں جھوٹی ہیں اسے اللہ کا دیدار نہیں ہوگا۔ اگر کوئی 90/80 سال کا بندہ کہے کہ حضرت صاحب میری آنکھیں جوٹھی ہوگئی ہیں اس کا کوئی علاج ہی بتا دیں تو پھر میں قرآن کی یہ آیت پڑھوں گا۔ ''ومن يعمل سوءا اويظلم نفسه ثم يستغفر الله يجد الله غفورا رحيما'' جو آدمی ساری عمر گناہ کرتا رہا ہو اس نے کوئی شرارتوں اور خباثتوں والا کام چھوڑا ہی نہ ہو پھر اسے ہوش

آجائے اور اللہ سے سچے دل سے معافی مانگ لے تو اللہ پاک فرماتا ہے کہ میں تجھے تیری پچھلی زندگی کا طعنہ بھی نہیں دوں گا اور معاف فرمادوں گا لہٰذا اپنی نظروں کو پاک کرلو۔

ماں اور مرشد کی دعا لینے والا ناکام نہیں:۔ میرا ایمان ہے کہ جس کے پیچھے ماں کی دعا ہو اور اس کے شیخ کی دعائیں ہوں میں اللہ کی قسم کھا کے کہتا ہوں اور منبر رسول ﷺ پر بیٹھ کے کہہ رہا ہوں کہ اس بندے کی کبھی کمر نہیں لگ سکتی۔شاید تہجد پڑھنے کا اتنا ثواب نہ ہو جتنا ثواب ماں کی خدمت کرنے اور اسے مٹھیاں بھرنے کا ہے۔

اعمال کے نت نئے مزے:۔ حجر اسود کو چومنے کا مزہ الگ ہے طواف کا اور مزہ ہے۔مقام ابراہیم علیہ السلام کے سامنے نفل پڑھنے کا اور مزہ ہے۔مسجد نبوی ﷺ شریف میں عبادت کرنے کا اور مزہ ہے مسجد قباء کا اور مزہ ہے اسی طرح ہر سورت پڑھنے کے مزے بھی الگ الگ ہیں قل شریف کا اور مزہ، سورۃ فلق اور الناس کا اور مزہ ہے سورۃ طٰہٰ یٰسین کے اور مزے ہیں سورۃ مزمل، مدثر کے اور مزے ہیں۔سورۃ دھر کا اور مزہ ہے قرآن میں تو مزے ہی مزے ہیں۔

اہل اللہ سے پیار ہمارے ایمان کا حصہ ہے:۔ اے کاش کہ تم اللہ کے یار بن جاؤ۔جا کر اصحاب کہف سے پوچھو جن کے بارے میں اللہ پاک فرماتا ہے کہ اے غار میں 309 سال تک سونے والو! تمہارے پہلو بھی میں خود ہی بدلوں گا کیونکہ تم میرے ہوگئے ہو، میں تمہارا ہوگیا ہوں۔یہ باتیں میں کوئی سنی سنائی تقریر نہیں کررہا بلکہ تفسیر ''جامع البیان'' میں میں نے خود پڑھا تھا کہ ہر سال کے بعد اللہ پاک ان کے پہلو تبدیل کردیتا تھا۔اللہ کے کسی ولی کے ساتھ دشمنی نہ کرنا اگر ایسا کروگے تو اللہ پاک فرماتا ہے اے میرے ولی! اس کی باتوں کا جواب تم نہ دینا اب میں جانوں اور تمہارا دشمن جانے۔جب تم یہ کہتے ہو کہ مجھے فلاں اللہ والا اچھا نہیں لگتا۔تمہیں کیا خبر کہ اس کی تو تاریں اللہ کے ساتھ جڑی ہوئی ہیں یہ تو جب تم دیکھوگے تو پتہ چلے گا کہ اس کی راتیں کس طرح روتے ہوئے اور آنسو بہاتے ہوئے گزرتی ہیں اور کبھی اس کی ساری رات سجدے میں ہی گزر جاتی ہے اور تمہیں وہ اچھا نہیں لگتا۔جب تم کہتے ہو کہ مجھے فلاں اللہ والا اچھا نہیں لگتا۔تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ذلیل آدمی تو خود مجھے اچھا نہیں لگتا۔اگر اچھا لگتا ہوتا تو میرے یار بھی تجھے اچھے لگتے۔آج ایک بات کھل کر بیان کردوں کہ جو بندہ یہ کہے کہ مجھے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ تو پیار ہے لیکن اللہ والوں کے ساتھ پیار نہیں سمجھ لو کہ وہ جھوٹا ہے اسکا اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے کوئی پیار نہیں۔

درویش فقیر کی اہم بات:۔ ''اغسلوا اربع باربع وجوهكم بماء اعينكم السنتكم بذكر خالقكم قلوبكم بخشية ربكم وذنوبكم بتوبتكم''۔ آج اس درویش فقیر کی بات سن لو! اپنے چہروں کو اپنی آنکھوں کے پانی سے دھولو اپنی زبانوں کو (خالق) اللہ کے ذکر کے ذریعے پاک کرلو۔اپنے دلوں کی اس کی خشیت کے ذریعے دھولو۔اور اپنے گناہوں کو سچی توبہ کے ساتھ دھولو۔گلے شکوہ نہ کیا کرو جا کر پوچھو امام بخاری رحمہ اللہ سے جو فرماتے ہیں کہ مجھ پر اللہ کا بہت فضل وکرم ہے۔جب میں قیامت والے دن اللہ کے سامنے جاؤں گا تو میرے نامہ اعمال میں کسی کی چغلی نہیں ہوگی۔

حافظ محمد اسماعیل حفظہ اللہ کا ذوق تصوف

تعارف:۔ مولانا حافظ محمد اسماعیل صاحب اعوان ٹاؤن لاہور میں رہائش پذیر ہیں وہاں کی مقامی مسجد جامع مسجد رحمانیہ اہلحدیث میں روزانہ فجر کے بعد درس ارشاد فرماتے ہیں۔تقریباً 28 سال ایک سرکاری سکول میں ٹیچنگ بھی کرتے رہے ہیں لیکن اب ریٹائرڈ ہوچکے ہیں تفصیل انہی کی زبانی ملاحظہ فرمائیں۔

خاندانی پس منظر:۔ ذات کے اعتبار سے ہم کمبوہ ہیں۔3/2 نسلیں پہلے ہمارے اجداد سکھ تھے اور ہندوستان میں اٹاری شام سنگھ سے آگے ایک گاؤں گرینڈا میں رہتے تھے۔پھر بعد والوں کو اللہ پاک نے اسلام کی نعمت سے نوازا اور سارے کے سارے اہلحدیث ہوگئے

ہمارے والد صاحب کا نام مولانا محمد ابراہیم رحمہ اللہ تھا کہ جوکہ آیت الکرسی کے عامل تھے (تفصیل انشاء اللہ اگلے صفحات پر آئیگی) فاروق آباد سے آگے ایک گاؤں سرکاری خورد ہے وہاں کی مسجد ابراہیمیہ میرے والد صاحب رحمہ اللہ کے نام پر ہی ہے جوکہ وہاں امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دیتے تھے۔اب اس مسجد کا نام الصدیق رکھ دیا گیا ہے اور میرے بھائی مولانا محمد اسحاق صاحب وہاں کے خطیب ہیں۔ ہماری والدہ کا نام سائرہ بی بی تھا۔

اساتذہ اور تعلیمی مراکز:۔ ہمارے ایک استاد صاحب کا نام بھی مولانا محمد ابراہیم رحمہ اللہ تھا جوکہ اعوان پٹیاں کے قریب چند گاؤں میں ہوتے تھے۔دوسرے استاد مولانا فضل الرحمٰن صاحب تھے جو گوندلانوالہ کے تھے اور حافظ آباد روڈ پر مسجد مبارک اہلحدیث میں درس وتدریس کے منصب پر فائز تھے۔ہم نے ان سے احادیث پڑھی ہیں۔ان کے ذریعے سے مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمہ اللہ ہمارے دادا استاد تھے۔مولانا فضل الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ ہمیں احادیث کیساتھ ساتھ سکول بھی پڑھاتے تھے۔احادیث پڑھنے کے بعد جب اللہ پاک نے دل میں قرآن حفظ کرنے کا شوق ڈالا تو میں نے جامعہ القدس چوک دالگراں کا رخ کیا۔ جہاں پر حافظ عبدالقادر صاحب روپڑی رحمہ اللہ اور ان کے دو بھائی حافظ محمد صاحب رحمہ اللہ اور حافظ احمد صاحب رحمہ اللہ بھی ہوتے تھے اور ان کے چچا حافظ عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ بھی وہیں پر ہوتے تھے۔ان مدارس کے علاوہ میں نے صوفی محمد عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کے مدرسے جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن میں بھی تعلیم حاصل کی ہے۔

مولانا محمد اسماعیل کی بیعت تصوف:۔ ماموں کانجن میں مجھے صوفی محمد عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی سعادت ملی پھر ان کی وفات کے بعد مولانا محی الدین لکھوی رحمہ اللہ کے ہاتھ پر بھی بیعت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

مرشد اور اساتذہ کی نصیحتیں:۔ ہمارے اساتذہ حافظ عبدالقادر روپڑی صاحب رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ علم پڑھنا بھی اللہ کیلئے ہو اور آگے پھیلانا بھی محض اللہ کیلئے ہی ہو۔اسی طرح صوفی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ اور ان کے بعد مولانا محی الدین لکھوی رحمہ اللہ بھی ایسی ہی نصیحت فرمایا کرتے تھے حتیٰ کہ مولانا محی الدین لکھوی رحمہ اللہ تو حلفیہ بیان لیا کرتے اور اقرار کرواتے تھے کہ میں نے جو کچھ سیکھا وہ محض اللہ کی رضا کیلئے آگے لوگوں کو بانٹوں گا اور کسی قسم کی دنیاوی غرض نہیں رکھوں گا۔اس لیے میں جس مسجد یا مدرسے میں بھی رہا ہوں وہاں بغیر تنخواہ کے تبلیغ وتربیت کا کام کرتا رہا ہوں اور الحمدللہ ابھی تک اس اصول پر کاربند ہوں۔دنیاوی ضروریات اللہ پاک میری پنشن کے ذریعے پوری کروا رہا ہے۔

اسلاف کو کبھی ننگے سر نہیں دیکھا: ہمارے جتنے بھی اسلاف،علماء کرام گزرے ہیں وہ ہمیشہ سر ڈھانپ کر رکھتے تھے۔حافظ عبداللہ روپڑی صاحب رحمہ اللہ اور حافظ عبدالقادر روپڑی صاحب رحمہ اللہ سر پر مشہدی عمامہ باندھتے تھے۔صوفی محمد عبداللہ صاحب کے سر پر پگڑی ہوتی تھی اور اوپر ایک چادر رکھتے تھے۔اسی طرح مولانا محی الدین لکھوی رحمہ اللہ اور مولانا معین الدین لکھوی رحمہ اللہ کو بھی کبھی ننگے سر نہیں دیکھا۔اب جو ننگے سر رہنے کی وباء پھیلی ہوئی ہے یہ تو بس جہالت ہے۔

اسلاف تو ہاتھ میں تسبیح بھی رکھتے:۔ ہم نے ہر وقت صوفی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کے ہاتھ میں تسبیح دیکھی۔ہمارے والد صاحب مولانا محمد ابراہیم رحمہ اللہ کے ہاتھ میں بھی تسبیح ہوتی تھی اور وہ ہر وقت کچھ نہ کچھ پڑھتے رہتے تھے۔حتیٰ کہ لیٹے لیٹے بھی وہ تسبیح پڑھتے رہتے تسبیح ہاتھ میں پکڑ لینے سے کوئی شرک و بدعت میں مبتلاء نہیں ہو جاتا تسبیح تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ انہوں نے ایک دھاگے میں گرہیں لگائی ہوئی تھیں اور ان پر شمار کیا کرتے اسی طرح ان سے کھجور کی گٹھلیوں پر پڑھنا بھی ثابت ہے۔

مرشد اور مشائخ سے ملے وظائف

صوفی عبداللہ رحمہ اللہ سے ملا ہوا وظیفہ:۔ اللہ کے ذکر کی طرف طبعی میلان ہونا چاہیے ہمیں چونکہ شروع سے ہی عملیات کا شغف تھا لہٰذا ایک دن ہمارا ایک سیالکوٹ کا ساتھی کہنے لگا کہ تم کہتے ہو کہ صوفی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ بہت بڑے عامل ہیں تو چلو ہم بھی جا کر ان سے

کوئی عمل لیتے ہیں جب ہم صوفی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کی کہ ہمیں کوئی عمل عنایت فرمائیں۔صوفی صاحب رحمہ اللہ فرمانے لگے کہ تیسرا کلمہ پڑھا کرو یہ سن کر ہم تھوڑے سے مایوس ہوئے کیونکہ عملیات کے شیدائی کو تو کسی خاص عمل کی تلاش رہتی ہے لیکن ہمیں آگے سے تیسرا کلمہ ملا جو کہ سبھی پڑھتے ہیں۔

حافظ یحییٰ عزیز میر محمدی رحمہ اللہ سے ملا ہوا وظیفہ:۔ پھر ایک مرتبہ ہم حافظ یحییٰ صاحب رحمہ اللہ کے پاس گئے تو انہوں نے بھی ہمیں تیسرا کلمہ پڑھنے کی تاکید فرمائی۔یعنی جو وظیفہ صوفی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ نے دیا تھا وہی وظیفہ حافظ میر محمدی رحمہ اللہ صاحب سے ملا ہم یہ وظیفہ کثرت سے پڑھتے رہے بہت عرصے کے بعد ہمیں پتہ چلا کہ یہ کوئی عام وظیفہ نہیں بلکہ تیسرے کلمے کے اندر تو ساری کائنات ہے۔

صوفی محمد صاحب رحمہ اللہ سے ملا ہوا اسم اعظم کا عمل:۔ ہمارے ایک بہت بڑے اہلحدیث بزرگ صوفی محمد صاحب رحمہ اللہ میاں چنوں والے ہوا کرتے تھے انہوں نے مجھے اپنی اجازت سے اور اپنی زیر نگرانی اسم اعظم کا ایک عمل کروایا جسے عرف عام میں چلہ کہتے ہیں یہ 40 دن کا عمل تھا جس میں میں ہرے رنگ کی 2 سوتی چادریں لیتا ایک چادر نیچے بچھا کر دوسری اوپر اوڑھ کر روزانہ 3125 مرتبہ یہ وظیفہ پڑھتا ''الله لا اله الا هوالحي القيوم''اور الحمد لله'' 40 دن پورے ہونے کے بعد میں اس اسم اعظم کا عامل بن گیا۔بعد میں مجھے اس عمل کے بہت سے فوائد حاصل ہوئے۔مثلاً ایک چھوٹا سا فائدہ یہ کہ جب میں نے سکول ٹیچنگ کیلئے درخواست دی تو جس دن انٹرویو تھا اس دن میں یہ وظیفہ پڑھتے ہوئے گیا اور جا کر ایک نہایت آسان سوال کا جواب دینے پر مجھے سلیکٹ کر لیا گیا اس عمل کے اور بھی بہت سے مشاہدات حاصل ہوئے حتیٰ کہ میرا تو اس اسم اعظم پر اتنا کامل یقین ہے کہ اگر کسی کو پھانسی کی سزا سنا دی جائے اور وہ پھندے پر لٹکتا ہوا بھی یہ پڑھ لے تو وہ پھندے میں جھول تو جائے گا لیکن (اگر اللہ پاک کا امر نہ ہو تو) اسے موت نہیں آئے گی۔

حافظ اسمٰعیل حفظہ اللہ کے چند مزید وظائف

آیت الکرسی کا وظیفہ:۔ ایک زمانے میں میں روزانہ 300 مرتبہ آیت الکرسی بھی پڑھا کرتا تھا۔

سورۃ کوثر کا وظیفہ:۔ میں نے زیارت نبوی ﷺ سے مشرف ہونے کیلئے سورۃ کوثر سوا لاکھ مرتبہ پڑھی ہوئی ہے روزانہ عشاء کے بعد میں پانی میں بیٹھ کر سورۃ کوثر کا ورد کیا کرتا تھا حتیٰ کہ اس کی سوا لاکھ تعداد مکمل کی۔

اللہ الصمد کا وظیفہ:۔ اللہ الصمد بھی میں نے سوا لاکھ مرتبہ پڑھا ہوا ہے اب بھی اٹھتے بیٹھتے یہ ذکر کرتا رہتا ہوں۔

افحسبتم کا وظیفہ:۔ میں نے سورۃ مومنون کی آخری 4 آیات کا بھی وظیفہ کیا ہوا ہے۔روزانہ ایک تسبیح یہ آیات 41 دن تک پڑھی ہوئی ہیں کیونکہ ان کی بہت فضیلت آتی ہے حتیٰ کہ ایک حدیث کے مفہوم کے مطابق تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ رستے میں اگر پہاڑ بھی آ جائے تو تب اگر یہ آیات پڑھ لی جائیں تو پہاڑ بھی رستہ دے دے گا۔

والد مرحوم کے عملیات اور تعویذ:۔ ہمارے والد صاحب مولانا محمد ابراہیم رحمہ اللہ آیت الکرسی کے عامل تھے وہ ہر وقت باوضو رہتے اور تسبیح پڑھتے رہتے ہر نماز کے بعد بھی لیٹے لیٹے بھی اور رات کے وقت بھی آیت الکرسی ہی پڑھتے رہتے تھے اگر ذکر میں کوئی کمی کوتاہی ہو جاتی تو جنات میں سے کوئی ان پر حملہ کر دیتا اس لیے وہ ہر وقت تسبیح پڑھتے رہتے تھے۔زیادہ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے اس لیے عام طور پر تعویذ نہیں لکھتے تھے لیکن بعض اوقات جب لوگ آ کر ان سے مطالبہ کرتے کہ مولوی صاحب! تعویذ لکھ دیں تو وہ یہ تعویذ لکھ کر دے دیا کرتے تھے۔''یا اللہ یا اللہ یا اللہ یا عزیز یا عزیز یا عزیز'' اور کبھی کبھار صرف اتنا ہی فرما دیا کرتے تھے کہ جاؤ اللہ صحت دے گا اور واقعی اسے صحت ہو جاتی۔

عصر حاضر میں اہلحدیث عامل حضرات:۔ اس وقت بھی اہلحدیث عاملین حضرات موجود ہیں جن میں سے ایک ماسٹر سیف اللہ صاحب ہیں جو کہ فاروق آباد سے آگے خانقاہ ڈوگراں روڈ پر ایک گاؤں سرکاری خورد میں ہوتے ہیں اتوار والے دن تو ان کے ہاں بہت رش

ہوتا ہے۔لوگ اپنی گاڑیوں پر، تانگوں پر، رکشے پہ ان کے پاس دم کروانے جاتے ہیں۔

ماسٹر سیف اللہ صاحب کے دم کرنے کا طریقہ:۔ انہوں نے پانی پر بھی دم کر کے رکھا ہوا ہوتا ہے۔ پھر جو لوگ ان کے سامنے موجود ہوتے ہیں ان سے فرماتے ہیں کہ بھئی کینسر والے کھڑے ہو جاؤ اور کچھ پڑھ کے سب پر اکٹھی پھونک مار دیتے ہیں پھر کہتے ہیں اب بلڈ پریشر والے کھڑے ہو جاؤ پھر ان کو پھونک مار دیتے ہیں اسی طرح مختلف امراض والے کھڑے ہوتے چلے جاتے ہیں اور پھونک مروا کر بیٹھ جاتے ہیں پھر فرماتے ہیں کہ وہاں سے دم والا پانی بھی لے لو اور ہاں! وہاں کوئی گلہ یا صندوقچی بھی نہیں ہوتی کہ جس میں پیسے ڈالے جائیں بس بےلوث ہو کر کوئی اللہ پاک کا نام پڑھ کر پھونک مار دیتے ہیں اور اللہ پاک لوگوں کو صحت یاب کر دیتا ہے۔

نماز کے بعد دعا مانگنے والے علماء کرام:۔ ہمارے وقت تو سارے اہلحدیث حضرات ہی نماز کے بعد دعائیں مانگا کرتے تھے ہمارے والد مولانا محمد ابراہیم رحمہ اللہ صاحب پانچوں نمازوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے۔صوفی محمد عبداللہ صاحب رحمہ اللہ خود تو نماز کی امامت نہیں کرواتے تھے لیکن انہوں نے اپنے مدرسے میں جو امام رکھے ہوئے تھے وہ سبھی ہر نماز کے بعد دعا مانگتے تھے بلکہ اس دور میں تو لوگ ہر نماز کے بعد دعا مانگنے کو سعادت سمجھتے تھے۔ ہمارے استاد مولوی ابراہیم صاحب رحمہ اللہ نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کیا کرتے تھے۔ ہمارے دوسرے استاد مولانا فضل الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ جو کہ مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمہ اللہ کے شاگرد تھے وہ بھی نماز کا سلام پھیر کے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگا کرتے تھے۔

ایک دلچسپ واقعہ:۔ تو میں یہ بات کر رہا تھا کہ ہمارے استاد صاحب رحمہ اللہ کا تو زندگی بھر کا معمول یہی رہا کہ نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگا کرتے لیکن بعد میں ان کا ایک بیٹا جس کا تعلق جماعۃ الدعوۃ سے ہے وہ کہنے لگا کہ نماز کے بعد دعا مانگنا بدعت ہے میں نے کہا کہ تمہارے والد مرحوم اور ہمارے استاد محترم تو دعا مانگتے تھے۔ کہنے لگا ہم اس کے مکلّف نہیں ہیں۔ میں نے کہا کہ اگر تم اسے بدعت کہتے ہو پھر تو یہ بھی مانو کہ تمہارے والد (نعوذ باللہ) بدعتی ہوتے ہیں اور تمہاری والدہ جو کہ تعویذ دیا کرتی تھیں اگر تعویذ شرک ہے تو پھر تمہاری ماں مشرکہ (نعوذ باللہ) رخصت ہوتی ہیں۔ پھر میں نے کہا کہ اگر تمہاری تحقیق وہاں تک نہیں پہنچتی تو کم از کم ان پر تو فتوے مت لگاؤ۔

تعویذ دینے والے اہلحدیث حضرات:۔ جیسے میں نے پہلے بتایا کہ میرے والد مرحوم تعویذ لکھ دیا کرتے تھے اسی طرح جن حضرات کو میں نے تعویذ دیتے ہوئے دیکھا یا سنا ہے ان کی تفصیل یہ ہے۔

حافظ عبداللہ روپڑی صاحب رحمہ اللہ:۔ حافظ عبداللہ صاحب رحمہ اللہ حافظ عبدالقادر روپڑی صاحب رحمہ اللہ کے چچا تھے اور لوگوں کو سورۃ فاتحہ کا تعویذ لکھ کر دیتے ہوئے میں نے خود انہیں دیکھا۔

مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی رحمہ اللہ:۔ انہیں میں نے دیکھا تو نہیں البتہ سنا ضرور ہے کہ جب کوئی شخص اپنی بیماری کے علاج کیلئے ان سے تعویذ لینے آتا تو مولانا صاحب رحمہ اللہ اس سے 500 روپے وصول کرتے جو کہ آج کے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں روپے کے برابر ہیں اور یہ بھی سنا کہ اگر کوئی کہتا کہ میرے بچے کو فلاں تکلیف ہے تو صرف یہ فرما دیتے کہ جاؤ شفاء ہو گی اور واقعی صحت یابی ہو بھی جاتی۔

صوفی محمد عبداللہ صاحب رحمہ اللہ:۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ کے پاس اگر کوئی گھریلو ناچاقیوں اور لڑائی جھگڑوں کی شکایت لے کر آتا تو حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ انہیں حب کا تعویذ لکھ کر دیتے اس کا طریقہ یوں ہوتا کہ طالب کا نام اور اس کی والدہ کا نام پھر مطلوب کا نام اور اسکی والدہ کا نام پھر ان ناموں کے اعداد نکال کر نقش بناتے اور پھر اس نقش کے چاروں کونوں میں یہ 6 آیات لکھ کر دے دیتے۔

(۱)والقيت عليك محبة منى ولتصنع على عينى (طٰہٰ آیت 39) (۲)يحبو نهم كحب الله والذين امنوا اشد حبا لله (بقرہ آیت 165) (۳)والكاظمين الغيظ والعافين عن الناس والله يحب المحسنين (آل عمران آیت 134) (۴)اومن كان ميتا فا

حیینہ و جعلنا لہ نوراً یمشی بہ فی الناس کمن مثلہ فی الظلمت لیس بخارج منہا کذلک زین اللکفرین ماکانوا یعملون (سورۃ انعام آیۃ 122) (۵) فلما راینہ اکبر نہ وقطعن ایدیھن وقلن حاش للہ ماھذا بشراً ان ھذا الا ملک کریم (سورۃ یوسف آیت 31) (۶) وقل الحمد للہ الذی لم یتخذ ولدا ولم یکن لہ شریک فی الملک ولم یکن لہ ولی من الذل وکبرہ تکبیرا" (سورۃ بنی اسرائیل آخری آیت) ایک کتاب ''لغات حدیث'' میں بھی ان آیات کا تذکرہ ملتا ہے کہ تسخیر عام کیلئے یہ آیات بہت مجرب ہیں۔

صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ کی یادیں اور کرامات:۔ میں نے بخاری شریف اور تفسیر بیضاوی صوفی صاحب رحمہ اللہ کے مدرسے میں پڑھی اس موقع پر مولوی یعقوب صاحب رحمہ اللہ پڑھاتے تھے۔صوفی صاحب رحمہ اللہ جہاں بھی جاتے ان کے ساتھ ایک خادم رہتا جو ایک لمبا سا جوان ہوتا تھا کچھ لکھوانا ہوتا تو اسی سے لکھواتے خود صرف تعویذ وغیرہ ہی لکھا کرتے تھے۔ہمیں صوفی صاحب رحمہ اللہ کی چند کرامتیں زبانی یاد ہیں اور یہ وہ کرامتیں ہیں جو ہم نے بعد میں نہیں سنی بلکہ اسی دور میں سنی تھیں جب حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ حیات تھے۔

زمین کا فیصلہ اپنے حق میں کروانا:۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ پہلے گاؤں میں رہتے تھے۔پھر چند طالب علموں نے عرض کی کہ ہمیں سٹیشن سے گاؤں میں آتے ہوئے بہت دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے لہٰذا آپ رحمہ اللہ اسٹیشن کے قریب مدرسہ بنالیں صوفی صاحب رحمہ اللہ اسٹیشن کے قریب چلے گئے وہاں کے احباب نے 3 ایکڑ زمین مدرسہ بنانے کیلئے وقف کردی۔لیکن ایک مسئلہ بن گیا کہ بریلوی حضرات کی مسجد بھی اس 3 ایکڑ زمین میں آ گئی۔انہوں نے دعویٰ دائر کردیا کہ اہلحدیث ہماری مسجد پر ناجائز قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔لوگوں نے آ کر صوفی صاحب رحمہ اللہ سے عرض کی کہ ایسے ایسے ہمارے خلاف دعویٰ دائر کردیا گیا ہے تو اب کیا کرنا چاہیے۔صوفی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کوئی بات نہیں اگر زمین ہماری ہے تو اللہ ہمیں دلا دے گا۔تم ایسے کرو کہ چاروں طرف سے جگہ ناپ کے بالکل درمیان میں میرا مصلّٰی بچھا دو۔ان کے ارشاد کی تکمیل کی گئی تو صوفی صاحب رحمہ اللہ عشاء کے بعد اس زمین پر تشریف لے گئے اور مصلے پر بیٹھ کر کچھ پڑھتے رہے دوسری رات بھی اور تیسری رات بھی یہی عمل کیا اور سب سے فرمانے لگے جاؤ یہ زمین ہمارے حق میں ہوگئی ہے۔

صبح کو جج نے فیصلہ سنانا تھا مخالف حضرات بھی جمع تھے اور اہلحدیث بھی مخالف حضرات نے سب سے نظریں بچاتے ہوئے جج سے کہا کہ اگر تو فیصلہ ہمارے حق میں ہے تو ہمیں پہلے ہی بتا دو اگر نہیں تو ہم ابھی سے واپس چلے جائیں۔جج نے کہا کہ فیصلہ تمہارے حق میں ہی ہے۔لیکن صوفی صاحب رحمہ اللہ بھی ایسے ہی بات نہیں کیا کرتے تھے وہ ہر بات سولہ آنے کرتے تھے۔جب رات کو انہوں نے فرما دیا تھا کہ فیصلہ تمہارے حق میں ہوگا تو کوئی جھوٹ نہیں بولا تھا۔جب اناؤنسمنٹ کا وقت آیا تو اچانک جج نے کھڑے ہو کر کہا ''صوفی عبداللہ رحمہ اللہ کے حق میں ہے۔جج کا یہ کہنا ہی تھا کہ مخالف حضرات ہکا بکا رہ گئے کہ جج کہتا تو ہمارے حق میں ہے لیکن اعلان صوفی صاحب رحمہ اللہ کے حق میں کرتا ہے یہ کیا ماجرا ہے؟ لگتا ہے اس نے اہلحدیثوں سے رشوت لے لی ہے۔بعد میں جب انہوں نے جج سے پوچھا تو جج انہیں کاغذات دکھاتے ہوئے کہنے لگا کہ یہ دیکھو کاغذات پر تو تمہارا ہی نام لکھا ہوا ہے لیکن جب میں اعلان کرنے لگا تو پتہ نہیں کیوں میرے منہ سے صرف یہی الفاظ نکلے کہ صوفی عبداللہ رحمہ اللہ کے حق میں یہ ان کی بہت بڑی کرامت تھی بے شک لاریب۔

سانپ نے سونا اگل دیا:۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ کی ایک کرامت یہ تھی کہ جب مدرسے کا تعمیراتی کام ہو رہا تھا تو احباب نے عرض کی کہ پیسے ختم ہوگئے ہیں اب کیا کریں؟ صوفی صاحب رحمہ اللہ فرمانے لگے کہ یہ کام اللہ کا ہو رہا ہے میرا کوئی ذاتی کام تو نہیں ہو رہا جس کا کام ہو رہا ہے وہ خود ہی انتظام فرما دے گا۔رات عشاء کے بعد درس سے باہر جا کر مغرب کی طرف بیٹھ کر کچھ پڑھنے لگ پڑے پڑھتے رہے پڑھتے رہے اور آدھی رات کے وقت واپس آ گئے دوسری رات پھر گئے اور بیٹھ کر پڑھتے رہے اچانک ایک بہت بڑا سانپ آیا اور صوفی صاحب رحمہ اللہ کو دیکھ کر چلا گیا صوفی صاحب رحمہ اللہ تو پھر صوفی صاحب تھے، وہ سانپ سے ڈرتے تو نہیں تھے۔اگلی رات یعنی تیسری رات پھر وہی عمل کر رہے تھے کہ وہ سانپ دوبارہ آیا اور صوفی صاحب رحمہ اللہ کے قریب آ کر اس نے اپنا منہ کھول دیا اور ایک بہت بڑا گولہ سا باہر اگل دیا اور چلا گیا۔صوفی

صاحب رحمہ اللہ نے اپنی چادر کے اندر وہ گولہ لپیٹا اور واپس آ کر احباب سے فرمانے لگے لو دیکھو بھئی یہ کیا چیز ہے سبھی یک زبان ہو کر بولے صوفی صاحب یہ تو خالص سونا ہے فرمایا پھر اسے تھوڑا تھوڑا توڑ توڑ کر سناروں کو بیچتے جاؤ اور مدرسے کا کام جاری رکھو۔

مسجد میں چندے کا واقعہ:۔ ایک مرتبہ میرے گاؤں سرکاری خورد میں چندہ اکٹھا کرنے گئے ان کے ساتھ ایک خادم تھا۔ جب گاؤں کی مسجد میں پہنچے تو وہاں کوئی آدمی نہیں تھا خادم نے اذان کہی اور صوفی صاحب رحمہ اللہ نے جماعت کرا کے نماز پڑھ لی اتنی دیر میں گاؤں کا نمبردار وہاں آ گیا اور کہنے لگا کہ صوفی صاحب! یہاں تو کوئی بندہ نماز بھی نہیں پڑھنے آتا آپ رحمہ اللہ کس سے چندہ لیں گے؟ فرمایا بھئی نماز کیلئے چاہے لوگ نہ آتے ہوں لیکن ہم تو یہاں سے چندہ لیکر ہی جائیں گے وہ نمبردار چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک بندہ آیا اور سلام کر کے صوفی صاحب رحمہ اللہ کو 100 روپے دیکر چلا گیا پھر دوسرا آیا اس نے بھی 100 روپے دیے پھر تیسرا، پھر چوتھا، حتیٰ کہ صوفی صاحب رحمہ اللہ کے پاس 11 سو روپے اکٹھے ہو گئے جو کہ آج کے گیارہ ہزار روپے سے بھی زیادہ تھے۔ جب صوفی صاحب رحمہ اللہ واپس جا رہے تھے تو وہی نمبردار دوبارہ ملا اور پوچھنے لگا کہ کچھ ملا یا خالی ہی واپس جا رہے ہیں؟ صوفی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا ہم تو گیارہ سو روپے اکٹھے کر کے جا رہے ہیں یہ سن کر نمبردار صاحب شش و پنج میں پڑ گئے کہ بندہ تو کوئی مسجد میں گیا نہیں صوفی صاحب رحمہ اللہ کو گیارہ سو روپے کون دے گیا؟

مستجاب الدعوات ہونے کا واقعہ:۔ اگر کوئی انہیں دعا کیلئے کہتا تو دعا کرنے کے بعد اسے فرماتے کہ جاؤ اللہ کرم کرے گا اگر کوئی کہتا کہ دعا کریں ہمیں اللہ پاک بیٹا دے تو فرماتے یا اللہ اسے بیٹا دے دے اور پھر اس کے ہاں بیٹے ہی کی پیدائش ہوتی۔

نقش سے سونے کی ڈلیاں بنانا:۔ ہم نے ان کی ایک کرامت یہ بھی سنی تھی کہ کوئی نقش لکھ کر اسے کوئلوں والی انگیٹھی میں رکھ دیتے کچھ دیر بعد وہاں سونے کی ڈلیاں موجود ہوتیں۔ یہ اللہ جانے کہ وہ کیا لکھتے تھے لیکن بہر حال سونے کی ڈلیاں بنتی تھیں۔

چند وظائف اور روحانی عملیات کے مشاہدات: ۔جن لوگوں کو جادو، جنات کا مسئلہ درپیش ہوتا ہے میں انہیں سورۃ مومنون کی آخری 4 آیات کا دم کر دیتا ہوں تو اللہ پاک انہیں شفاء دے دیتا ہے۔

عورت کو جانور کی شکل میں دیکھا:۔ جب میرا شادی کرنے کا ارادہ ہوا تو میں نے اپنے خاندان کی ایک خاتون کی نیت سے یہ وظیفہ روزانہ گیارہ سو مرتبہ پڑھنا شروع کر دیا" والقيت عليك محبة منى ولتصنع على عينى "(سورۃ طہٰ آیت 39) کچھ روز پڑھتے رہنے کے بعد ایک رات مجھے وہ خاتون ایک کتیا کے روپ میں نظر آئی جو کہہ رہی تھی کہ میری طلب چھوڑ دے کیونکہ تیرا میرا گزارا نہیں ہوگا وہ کتیا کی شکل میں اس لیے نظر آئی تھی کیونکہ وہ مشرکہ تھی اس کے علاوہ بھی میں جن دنوں یہ ذکر کیا کرتا تھا ان دنوں میں ہر شخص میرے اوپر مہربان تھا اور ہر کہیں میری عزت ہوا کرتی تھی۔

کالے جادو کی تشخیص اور حاضرات کا عمل:۔ جنہیں کالے جادو کے ذریعے تنگ کیا جا رہا ہو ان پر کالے جادو کی تشخیص کیلئے میں ایک عمل کیا کرتا ہوں مثلاً میرے پاس ایک عورت آئی میں نے کاغذ کی ایک بتی بنا کر اس پر تیل لگا دیا پھر اسے کپڑے میں لپیٹ کے جلایا اور جو دھواں پیدا ہوا اس عورت سے پوچھا کہ دیکھو تمہیں جس پر شک ہے کیا اس شخص کی صورت اس دھوئیں میں نظر آ رہی ہے۔ وہ کہنے لگی! ہاں: میں نے کہا بس ٹھیک ہے اب انشاء اللہ جادو کے اثرات ختم ہو جائیں گے۔ اس کے علاوہ ایک بچے پر جنات کا غلبہ تھا میں نے انگوٹھے پر تیل لگایا اور پوچھا کہ کیا تمہیں اس انگوٹھے کے ناخن میں کوئی نظر آ رہا ہے کہنے لگا ہاں اسے اس میں جن نظر آ رہا تھا۔

جنات کی حاضری کروانا:۔ یا پھر جس شخص پر جنات کا غلبہ ہو اس پر جنات کی حاضری کروانے کیلئے یہ عزیمت 5 مرتبہ پڑھنے سے جو کوئی بھی ہو جن یا پری وہ بولنے لگتا ہے" عزمت عليكم بطونك بطونك حبيبك حبيبك الم الم صفقا صفقا بلسا بلسا صودا صودا كهلا كهلا هلهلا هلهلا هارا هارا بحق لا اله الا الله و بحق عرش الله"

اختتامی کلمات:۔ اب میری عمر 70 سال سے تقریباً زیادہ ہو گئی ہے اب روزانہ صبح فجر کے بعد تھوڑی دیر رحمانیہ مسجد اعوان ٹاؤن میں

ہی درس دیتا ہوں اور سکول سے ریٹائرمنٹ کے بعد تقریباً 13 ہزار روپے پنشن حاصل کر رہا ہوں۔

ماسٹر سیف اللہ انجم صاحب کا ذوق عملیات

دین کی نوکری کا حصول:۔ ماسٹر صاحب فرماتے ہیں کہ آج سے گیارہ سال پہلے میں نے بیت اللہ کے سامنے کھڑے ہو کر دعا مانگی تھی کہ یا اللہ اپنے گھر کا نوکر بنالے اور یہ دعا میں نے بالکل بلا واسطہ اللہ پاک سے مانگی تھی تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ پاک نے مجھ سے اپنی دکھی اور پریشانی مخلوق کی خدمت لینا شروع کر دی۔ جو کہ اللہ کے فضل سے ابھی بھی جاری ہے۔

لاعلاج مریضوں کی مسیحائی:۔ اس وقت پوری دنیا میں سے لوگ میرے پاس اپنے ہر قسم کے امراض کے لئے دم کروانے آتے ہیں اور میں قرآن وحدیث میں دیئے گئے موتیوں کو استعمال میں لا کر لوگوں کو دم کر دیتا ہوں اور اللہ پاک انہیں شفاء عطا فرما دیتا ہے میرے پاس پاکستان، انڈیا، سعودی عرب، بحرین، قطر، امریکہ، انگلینڈ، ابوظہبی، ایران، افغانستان، غرض یہ کہ تقریباً 20 ممالک سے لوگ دم کرانے کیلئے آئے اور اللہ کے فضل سے صحت یاب ہو کر لوٹے۔ حتیٰ کہ ان میں سے اکثر مریض ایسے ہوتے ہیں جنہیں ڈاکٹروں نے لاعلاج قرار دیکر زندگی سے مایوس کر دیا ہوتا ہے لیکن یہ سب قرآن کی برکت ہے کہ ایسے ایسے لاعلاج مریض بھی شفاء پا گئے، کئی لوگ جن کے دل کے والو بند ہوتے ہیں اللہ پاک نے ان کے دل کے وال کھول دیے۔ اسی طرح شوگر، ہیپاٹائٹس، کینسر اور دوسرے مہلک امراض بھی اللہ پاک نے قرآن کی برکت سے ٹھیک کیے۔ ایک گونگی لڑکی کو میرے پاس لایا گیا میں نے اسے مسلسل ایک گھنٹہ دم کیا اور وہ دم کروانے کے بعد بولنے لگی اسی طرح ایک نابینا شخص کو دم کروانے کے بعد نظر آنا شروع ہو گیا۔

ماسٹر صاحب کے دم والے کلمات:۔ ماسٹر صاحب بتانے لگے کہ سورۃ فاتحہ اور اخلاص میں اللہ پاک نے موت کے سوا ہر بیماری کی شفاء رکھی ہے اور میرا تجربہ ہے کہ ان دعاؤں میں بھی موت کے سوا ہر قسم کی بیماری کا علاج موجود ہے ''اسئل اللہ العظیم رب العرش العظیم ان یشفیك'' بسم اللہ 3 بار اور 7 بار یہ دعا ''اعیذ بعزۃ اللہ وقدرتہ من شرما تجد وتحاذر'' حتیٰ کہ میرے اوپر تو اللہ پاک کا اتنا فضل ہے کہ صرف بسم اللہ ہی 3 یا 7 بار پڑھ کے پھونک ماردوں تو بڑے سے بڑا مرض بھی ختم ہو جاتا ہے الحمد للہ۔ اور اللہ کی ذات پر اتنا یقین ہے کہ تہجد کے وقت اگر دعا کے لئے ہاتھ اٹھادوں تو خانہ کعبہ کے کنگرے ہلا کر رکھ دوں۔

بے لوث خدمت:۔ الحمد للہ میں نے آج تک قرآن کو نہیں بیچا یعنی کسی سے بھی دم کرنے کا کبھی ایک روپیہ تک نہیں لیا حتیٰ کہ مجھے لاکھوں کروڑوں روپے کی آفر ہوتی رہتی ہے اور ایک بار تو کسی کے بند والو والے مایوس مریض نے صحت یاب ہو کر اپنی لاکھوں روپے کی گاڑی کی چابی مجھے پیش کر دی لیکن میں نے انکار کر دیا۔

شرائط دم وعملیات:۔ میرا زندگی بھر کا تجربہ ہے کہ جو بندہ تقویٰ کا اہتمام کرے، نماز باجماعت کبھی نہ چھوڑے اگر چہ کھربوں روپے کا نقصان ہو رہا ہو لیکن جماعت نہ چھوٹے تو اس کے دم کرنے سے تمام بیماریوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے کیونکہ کمان جتنی مضبوط ہوگی اس میں سے نکلا ہوا تیر بھی پھر جا کر نشانے پر لگے گا اور بندے کو لوگوں سے کسی قسم کا لالچ نہیں ہونا چاہیے بلکہ کامل اخلاص کے ساتھ دم کرنے سے سو فیصد نتائج حاصل ہوتے ہیں۔ الحمد للہ میں لوگوں کو قرآن کے ذریعے دم کر کے شرک کا خاتمہ کر رہا ہوں اور قرآنی کلمات سے دم کروا کے لوگوں کو جب شفاء ملتی ہے تو ہر طرف قرآن کی برکت کے ڈنکے بج جاتے ہیں اور شرکیہ اعمال کا خاتمہ ہونے کیساتھ ساتھ لوگوں کو یہاں سے مفت شفاء مل رہی ہے جبکہ ہسپتالوں میں ان کے ہزاروں روپے خرچ ہوتے ہیں۔

کچھ لمحات ماسٹر صاحب کی بستی میں:۔ بروز بدھ مورخہ 13-01-16 کو ماسٹر صاحب سے ملاقات کرنے اور ان کے دم کرنے کا طریقہ کار دیکھنے کیلئے 9 بجے فاروق آباد پہنچا وہاں سے تھوڑا آگے ایک گاؤں سرکاری خورد ہے وہاں ایک باباجی ملے جن کا نام عبداللہ تھا کہنے لگے کہ میری عمر اس وقت 80 برس سے کچھ اوپر ہو گئی ہے اور میں کافی عرصے سے ماسٹر صاحب کو جانتا ہوں وہ بڑے اللہ والے ہیں۔ مسلک

کے اعتبار سے خود تو پکے اہلحدیث ہیں لیکن ہر مسلک سے تعلق رکھنے والوں کو فی سبیل اللہ دم کرتے ہیں۔

پوتے کے دل کے والو کھل گئے:۔ بابا جی عبداللہ بتانے لگے کہ تقریباً ڈیڑھ سال پہلے میرے پوتے کو دل کی تکلیف ہوئی جب اسے ہسپتال سے چیک کروایا تو ڈاکٹر کہنے لگے کہ اس کے دل کا ایک وال بند ہے اور آپ کا 70/60 ہزار روپے علاج پر خرچہ آئے گا اور ہم نے آکر ماسٹر صاحب سے دم کروایا تو الحمدللہ اس بچے کا مسئلہ ختم ہو گیا یعنی دل کا والو کھل گیا۔

بے اولادی کا مسئلہ حل:۔ اصغر صاحب جن کی گاؤں سرکاری خورد کے سٹاپ پر جلیبیوں کی دکان ہے کہنے لگے کہ اللہ پاک کے بھی نرالے ہی قانون ہیں ماسٹر صاحب جو کہ میرے سکول ٹیچر ہیں ان کی اپنی اولاد نہیں ہے لیکن جب میرا ایک بے اولاد دوست ماسٹر صاحب سے دم کروا کر گیا تو اللہ پاک نے اسے اولاد عطا فرمادی۔

مخلصانہ خدمت کا ایک واقعہ:۔ اصغر صاحب نے بتایا کہ ماسٹر صاحب دم کروانے والوں سے کچھ بھی نہیں لیتے کیونکہ خود وہ سرکاری سکول میں ہیڈ ماسٹر ہیں اور وہاں سے ملنے والی تنخواہ پر ہی گزارہ کرتے ہیں ایک دفعہ امریکہ سے ایک فیملی آئی جن میں ایک مریض کے دل کے والو بند تھے اور امریکی ڈاکٹروں نے اسے لاعلاج قرار دیدیا تھا جب اس نے ماسٹر صاحب سے دم کروایا تو کچھ ہی دنوں میں اللہ پاک نے اس کے دل کے والو کھول دیے وہ خوشی خوشی لاکھوں روپے لیے ماسٹر صاحب کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ یہ تمام رقم بھی آپ رکھ لیں اور یہ میری گاڑی کی چابی ہے گاڑی سامنے کھڑی ہے وہ بھی آپ قبول فرمائیں لیکن ماسٹر صاحب نے ان دونوں چیزوں کو مسترد کر دیا۔ وہ کہنے لگے کہ ماسٹر صاحب آپ اس رقم کی مسجد تعمیر کروالیں تو ماسٹر صاحب نے کہا کہ جا کر خود ہی وہاں پر مسجد بنواؤ جہاں پر پہلے مسجد نہیں ہے یوں ماسٹر صاحب نے کمال بے نیازی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دنیاوی مال و دولت کو اپنے ہاں جگہ نہ دی۔

ہر مرض سے شفایابی کیلئے:۔ ماسٹر صاحب کے گاؤں ''آوان پٹیاں'' کے 2 رہائشی افراد ناظم صاحب اور ارشد صاحب نے بتایا کہ لوگ اتوار والے دن خصوصاً اور باقی دنوں میں عموماً ماسٹر صاحب کے پاس دم کروانے کیلئے آتے رہتے ہیں لیکن ہم چونکہ یہیں کے رہائشی ہیں لہٰذا ہمیں جب بھی کوئی مسئلہ ہوتا ہے یا ہمارے بچوں کو کوئی مرض لگتا ہے تو ہم فوراً آکر ماسٹر صاحب سے دم کروا لیتے ہیں۔

ماسٹر صاحب کا طریقہ علاج: ماسٹر صاحب نے حویلی نما ایک جگہ بنائی ہوئی ہے جہاں لوگ بیٹھے ہوتے ہیں ماسٹر صاحب نے دیوار پہ نمایاں بورڈ آویزاں کیا ہوا ہے جس پر یہ تحریر درج ہے ''یہاں پہ آنیوالے کسی شخص کو بھی ایک روپیہ تک نہ دیں۔ کسی کو روپے، پیسے دیکر بھکاری نہ بنائیں میرے لئے کوئی تحفہ لانے کی اجازت نہیں ہے۔ ماسٹر صاحب جب آکر بیٹھتے ہیں تو سب سے پہلے سامنے بیٹھے ہوئے تمام خواتین و حضرات کو ایک ہی بار پھونک مار کے اجتماعی دم کرتے ہیں پھر سب سے الگ الگ مرض پوچھ پوچھ کے کوئی دیسی جڑی بوٹیوں کا نسخہ تجویز کرتے ہیں۔ اس کیساتھ ساتھ اپنی طرف سے دم کیا ہوا پانی اور ایک سفوف سا (پھکی) دیتے ہیں جس کا کوئی ہدیہ، نذرانہ نہیں ہوتا۔

(۱) مرتے دم تک پانچ وقت نماز پابندی سے ادا کرتے رہنا۔

(۲) جب بھی مانگنا صرف اللہ سے مانگنا۔

مولانا محمد شبیر حفظہ اللہ کا ذوق تصوف وعملیات

ابتدائیہ:۔ مورخہ 13-02-23 بروز ہفتہ بعد نماز ظہر گاؤں 3 ایس پی گیانہ المعروف چاہ شیریں والا نزد حویلی لکھا میں مولانا محمد شبیر صاحب سے ملاقات ہوئی۔ مولانا موصوف وہاں کے لوگوں کو تعویذ لکھ کر دیتے ہیں۔ یہ کام ان کے بڑے بھائی اور والد صاحب بھی کرتے رہے ہیں۔ دوران گفتگو مولانا صاحب نے اپنے اساتذہ کی تعویذ کے بارے میں رائے پر بھی روشنی ڈالی۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

تعارف:۔ میں جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ سے فارغ التحصیل ہوں اور اپنے گاؤں کی مقامی مسجد میں امامت کے ساتھ ساتھ

یہاں کے اسکول میں عربی ٹیچر بھی ہوں۔

تعویذ کے ذریعے خدمت خلق:۔ پچھلے تقریباً 6 سال سے میں اپنے علاقے میں تعویذ لکھنے کا کام کر رہا ہوں کیونکہ یہاں کے لوگوں کو جب کوئی مسئلہ پیش آتا ہے تو وہ فوراً ایسے لوگوں کے پاس چلے جاتے ہیں جو کالے جادو کے عامل ہوتے ہیں اور مجبور لوگوں کو تعویذوں کا پلندہ باندھ کر دے دیتے ہیں ایسی صورتحال میں لوگوں کا فائدہ تو کیا الٹا نقصان ہو جاتا ہے اس لیے میں لوگوں کو کبھی تو سورۃ فاتحہ لکھ کر دیتا ہوں کبھی مسنون دعا ''اعوذ بکلمات الله التامات من شر ماخلق'' لکھ کر دیتا ہوں اور کبھی اسمائے حسنیٰ ''یاحفیظ یاسلام'' کا تعویذ لکھ کر دے دیتا ہوں اور اللہ پاک انہیں شفاء عطا فرما دیتا ہے۔

مجھ سے پہلے میرے بڑے بھائی مولانا عمر فاروقی صاحب رحمہ اللہ تعویذ لکھا کرتے تھے ان کی 1999ء میں وفات ہوگئی ہمارے والد صاحب حافظ محمد سعید رحمہ اللہ بھی تعویذ لکھ کر دیا کرتے تھے۔

بزرگ اساتذہ کی تعویذ کے سلسلے میں لچک:۔ ہمارے اساتذہ بھی تعویذ لکھ کر دیا کرتے تھے حافظ محمد گوندلوی صاحب رحمہ اللہ تعویذ دیتے تھے، مولانا ابوالبرکات صاحب رحمہ اللہ بھی تعویذ دیتے تھے، میرے استاد مولانا محمد شہباز سلفی صاحب بھی تعویذ دیتے تھے۔ مولانا محمد اعظم صاحب کو تعویذ کے سلسلے میں اختلاف تھا لیکن ان کے سامنے دوسرے اساتذہ کرام جب تعویذ لکھ کر دیتے تو وہ خاموش ہو جاتے کیونکہ اس معاملے میں ان کے اندر لچک بھی تھی۔

دادا جی کا خادم جن:۔ میرے دادا جی حافظ مستقیم صاحب رحمہ اللہ بڑے اللہ والے تھے کثرت سے ذکر کیا کرتے تھے اور قرآن مجید کی تلاوت بہت خوبصورت آواز میں کرتے۔ ایک رات وہ اپنی فصل میں بیٹھ کر تلاوت کر رہے تھے اس دوران جنات کے کسی گروہ کا وہاں سے گزر ہوا تو ایک جن جسے دادا جی مرحوم کی تلاوت قرآن نے اپنا گرویدہ بنا لیا وہ وہیں ٹھہر گیا اور دادا جی مرحوم سے اپنا تعارف کروانے کے بعد ان کی خدمت کے لئے یہیں ہماری مسجد میں قیام کرنے لگا۔

ساری عمر سردی نہ لگنا:۔ وہ جن روزانہ تہجد کے وقت دادا جی مرحوم کو جگا دیا کرتا اور پھر 8 نوافل میں مکمل ایک پارہ قرآن کی تلاوت سنتا۔ ایک رات سخت بارش ہوئی اور کافی سردی تھی وہ جن دادا جی مرحوم کو تہجد کے وقت جگانے آیا تو دادا جی نے سردی کی وجہ سے عذر، معذرت پیش کی لیکن وہ نہ مانا اور کہنے لگا استاد جی! ناغہ نہ ہونے دیں اور آپ جلدی سے وضو فرمالیں دادا جی مرحوم نے اٹھ کر وضو کیا تو اس جن نے دادا جی کو گڑ جیسی کوئی میٹھی چیز کھانے کو دی۔ دادا جی مرحوم ہمیں بتایا کرتے تھے کہ وہ چیز نہ جانے جن کہاں سے لایا تھا جونہی میں نے کھائی میری سردی ختم ہوگئی اور ساری عمر پھر دادا جی کو سردی نہیں لگتی تھی۔

استاد جی کی خدمت کا جذبہ:۔ ایک دفعہ دادا جی مرحوم نے کسی زمیندار سے گندم کی توڑی کی ایک گرہ لینی تھی انہوں نے دیکھا کہ ایک بندہ اپنی توڑی لینے اس کھیت کی طرف گدھا ریڑھی پر جا رہا تھا دادا جی مرحوم نے اسے کہا کہ میری توڑی کی گرہ بھی ریڑھی پر رکھ کر لیتے آنا لیکن جب وہ لوٹا تو کہنے لگا: میاں جی مجھے آپ کی توڑی لانا یاد نہ رہی بہر حال دادا جی مرحوم رات کو سو گئے صبح جب تہجد کے وقت اٹھے تو کیا دیکھتے ہیں کہ مسجد کا پورا صحن توڑی سے بھرا پڑا تھا۔ دادا جی فوراً سمجھ گئے کہ یہ اسی جن کی کارستانی ہے اسے بلا کر پوچھا تو کہنے لگا استاد جی! کل جب آپ نے کسی شخص کو توڑی لانے کا کہا تو وہ لانا بھول گیا اس لیے میں لے آیا۔ دادا جی مرحوم نے فرمایا بھئی میں نے تو وہاں سے صرف ایک گرہ لینی تھی اور تم ساری کی ساری یہاں لے آئے ہو اب وہ سمجھیں گے کہ استاد جی نے ہم سے چوری ساری توڑی پر قبضہ کر لیا ہے لہٰذا میرے وضو کرنے تک تم یہاں سے ساری توڑی اٹھا کر واپس وہیں پر چھوڑ آؤ پھر تہجد پڑھیں گے۔ اور واقعی اس جن نے بڑی صفائی کے ساتھ ساری توڑی واپس کھیت میں پہنچا دی۔

معمولات:۔ دادا جی مرحوم تو بہت ذکر کیا کرتے تھے ہم سے تو اتنا ذکر ہوتا ہی نہیں۔ میں روزانہ 900 یا ہزار بار ''حسبنا الله ونعم

الوکیل'' کا ورد کرتا ہوں اس کے ساتھ ساتھ آیت کریمہ بھی پڑھ لیا کرتا ہوں۔

تعویذ کا جواز:۔ اب میں تعویذ لکھ کر دوں تو ہمارے اہلحدیث علماء مجھ پر تنقید کرتے ہیں حالانکہ ہمارے بڑے تو یہی کرتے آئے ہیں مکتبہ اصحاب الحدیث اردو بازار لاہور سے مولانا عبدالقادر حصاری صاحب کی فتاویٰ حصاریہ کتاب آئی ہے۔اس میں بھی حصاری صاحب نے تعویذ کو جائز قرار دیا ہے۔میں کہتا ہوں کہ اگر میں لوگوں کو قرآنی آیات اور مسنون دعا کا تعویذ نہ دوں تو پھر وہ لوگ تو وافر مقدار میں موجود ہیں جو مخلوق کو شرکیہ کلمات کے تعویذ دیتے ہیں اس لیے ہمیں تھوڑی سی لچک پیدا کرنی چاہیے۔

چڑے پر توجہ کا اثر (کرامت):۔ مولانا شبیر صاحب کے گھر کے نزدیک غلام مرتضیٰ صاحب کی کریانے کی دکان ہے۔وہ بتانے لگے کہ مولانا شبیر صاحب کی لڑی میں تو باپ دادا سے ہی ولایت چلی آ رہی ہے۔ان کے دادا جی حافظ مستقیم صاحب مرحوم بڑے ولی اللہ تھے۔ایک دفعہ ظہر کی نماز کے بعد مسجد میں بیٹھے ذکر کر رہے تھے اس دوران ایک چڑا مسجد کی دیوار پر آ کر بیٹھ گیا اور بلند آواز میں چوں چوں کرنے لگا حافظ مستقیم صاحب رحمہ اللہ کی توجہ چڑے کی آواز سے ہٹنے لگی تو انہوں نے ایسے گھور کر چڑے کی طرف دیکھا تو چڑا دھڑام سے زمین پر آ گرا اور تڑپنے لگا حافظ صاحب مرحوم نے خادم کو آواز دیکر فرمایا کہ اسے ذبح کر لو نہیں تو یہ مر جائے گا، اب یہ زندہ نہیں بچے گا لہٰذا خادم نے اسے ذبح کر لیا۔

غیبی رزق کی آمد (کرامت):۔ غلام مرتضیٰ صاحب نے مزید بتایا کہ اسی طرح ایک مرتبہ حافظ مستقیم صاحب مرحوم اپنے شاگردوں کے ساتھ کسی گاؤں میں جا رہے تھے راستے میں شاگردوں نے عرض کیا کہ استاد جی ہمیں بھوک لگی ہے حافظ صاحب نے فرمایا چلتے رہو تھوڑا آگے جا کر شاگردوں نے پھر کہا ہمیں بھوک زیادہ لگی ہوئی ہے اب تو ہم سے پیدل چلا ہی نہیں جا رہا۔تو حافظ صاحب مرحوم نے فرمایا اچھا ایسا کرو وہ سامنے جھاڑیوں کے پیچھے کھانا پڑا ہوگا وہ لے آؤ۔شاگرد ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر ہنسنے لگے کہ یہ کیسا مذاق ہے لیکن استاد جی نے دوبارہ فرمایا تو ایک لڑکا گیا اور واقعی کچھ برتن اٹھا لیا۔جب کھول کر دیکھا تو ان میں بالکل تازہ روٹی اور تازہ سالن تھا۔استاد جی نے فرمایا: اب کھا کر برتن پھر وہیں پر رکھ آنا۔لہٰذا سب نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا۔

پراسرار مخلوق سے ملاقاتیں:۔ اسی طرح ان کے بیٹے یعنی مولانا شبیر صاحب کے والد گرامی حافظ محمد سعید صاحب مرحوم بھی بڑے اللہ والے تھے۔اپنی زندگی کے آخری ایام میں وہ اکثر تنہا ایک کمرے میں چارپائی پر لیٹے رہتے باہر سے ان کی باتیں کرنے کی آواز سنائی دیتیں لیکن جب دروازہ کھول کر کوئی اندر جھانکتا تو کوئی مخلوق بھی نظر نہیں آتی تھی لیکن دروازہ بند ہونے پر پھر گفتگو کا سلسلہ شروع ہو جاتا۔

یہ حالت کسی کرامت سے کم نہیں:۔ ایک اور بات یہ کہ حافظ سعید صاحب مرحوم خود کروٹ نہیں بدل سکتے تھے جب کوئی ان کی خدمت کرنے ان کے پاس جاتا تو اسے کہہ کر کروٹ تبدیل کرواتے لیکن اکثر ایسا بھی دیکھا گیا کہ جس کروٹ انہیں لٹایا گیا تھا اب وہ دوسری سائیڈ پر لیٹے ہوئے ہیں اس دوران کون ان کی کروٹ تبدیل کرواتا یہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کو علم ہے۔

مولانا عبدالحمید حفظہ اللہ کا ذوق عملیات

ابتدائیہ:۔ مورخہ 13-03-05 بروز منگل کو بعد نماز ظہر مرکزی جامع مسجد اہلحدیث پرانا شہر شیخوپورہ میں مولانا عبدالحمید صاحب سے ملاقات ہوئی مولانا موصوف لوگوں کو دم بھی کرتے ہیں اور تعویذ یا وظائف بھی دیتے ہیں۔اس گفتگو میں انہوں نے مولانا داؤد غزنوی صاحب اور صوفی محمد عبداللہ صاحب رحمہم اللہ کے دو واقعات سنائے جو کہ درج ذیل ہیں۔

کتاب کے نام کا بھی ادب فرمانا:۔ میں دارالعلوم تقویۃ الاسلام شیش محل روڈ لاہور میں پڑھتا رہا ہوں اس کے علاوہ مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی صاحب اور حکیم محمد اسماعیل سلفی صاحب رحمہم اللہ سے بھی پڑھتا رہا ہوں۔دارالعلوم میں طالب علمی کے زمانے کا ایک واقعہ مجھے یاد ہے۔سید داؤد غزنوی صاحب رحمہ اللہ بہت جلال والے تھے۔ایک دن سید صاحب رحمہ اللہ کرسی پر تشریف فرما تھے اور کچھ پڑھ رہے تھے

مجھے اور میرے ایک دوست مولوی محمد اسحاق کو ایک کتاب کی ضرورت تھی جو کہ سید صاحب رحمہ اللہ کے پاس تھی ہم دونوں سید صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے میرا دوست آگے بڑھا اور عرض کی کہ مجھے ایک کتاب چاہیے فرمایا کونسی؟ تو وہ کہنے لگا ''ادب العربی'' تو سخت غصے سے فرمایا پیچھے ہٹ جاؤ اب وہ بے چارہ سائیڈ پر کھڑا ہو کر کانپنے لگا۔ ٹانگیں تو میری بھی کانپ رہی تھیں کہ نہ جانے اس سے کونسی غلطی ہوگئی ہے پھر سید صاحب رحمہ اللہ میری طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا کیا کام ہے؟ میں نے بھی عرض کیا کہ کتاب چاہیے فرمایا کونسی؟ میں نے عرض کی ''تحریر ادب العربی'' فرمایا ہاں..... کتاب کا نام جب بھی لو تو پورا نام لو۔ یہ کیا ہوا کہ ادب العربی پھر ہمیں وہ کتاب عنایت فرما دی۔

صوفی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کے وظیفے سے حج کا سفر:۔ یہ 1956ء کی بات ہے جب میں نے اور میرے والد صاحب نے اکٹھے حج کیلئے درخواست دی لیکن والد صاحب رحمہ اللہ کی تو منظور ہوگئی مگر میری درخواست رد کر دی گئی۔ میں اس سال نہ جا سکا۔ اس کے بعد تقریباً 10 سال تک پابندی لگی رہی میرا پھر جانے کا ارادہ ہوا لیکن کوئی نہ کوئی رکاوٹ بن جاتی تھی۔ ایک بار میں نے اپنے بھائی صاحب اور ایک دوست کے ذریعے صوفی محمد عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کو پیغام بھجوایا کہ دعا فرمائیں کہ میں بھی حج پر جا سکوں یا میری یونہی زندگی گزر جائے گی۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ نے جواب میں پیغام بھیجا کہ سورۃ فتح کی آیت نمبر 27 ''لقد صدق الله.......فتحا قریبا'' کثرت سے پڑھا کرو۔ لہٰذا میں نے یہ آیت ہر وقت پڑھنا شروع کر دی فرض نماز سے پہلے اور بعد میں بھی مسلسل پڑھتا رہا اور الحمد للہ اسی سال کئی غلطیوں اور اعتراضات کے باوجود بھی میری درخواست منظور ہوگئی اور میں 1968ء میں سفر حج پر روانہ ہوگیا۔

مولانا محمد امین الرحمٰن حفظہ اللہ کا ذوق عملیات

مورخہ 13-03-05 کو مولانا محمد امین الرحمٰن صاحب سے ان کی محمدی مسجد اہلحدیث شاہ کالونی شیخوپورہ کے قریب ملاقات ہوئی جس میں مولانا نے فرمایا کہ میرے پاس جادو جنات سے ستائے ہوئے لوگ آتے رہتے ہیں خاص طور پر بارڈر والے علاقے سے تو بہت ہی شکایات آتی تھیں تو وہاں کے ایک صاحب کو میں نے یہ عمل دیا اس کے کچھ عرصے بعد اللہ پاک نے مجھ پر یہ بات کھولی جنات کہہ رہے تھے کہ تم نے تو ہمارے بچے بچے تک کو مروا دیا ہے۔ میرا یقین ہے کہ اگر یہ عمل ان شرائط کے ساتھ کر لیے جائیں تو ہر قسم کے شریر جنات اور کالے جادو کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

اعمال:۔(۱) سورۃ البقرہ کی تلاوت روزانہ گھر میں خود کریں یا کیسٹ یا CD پر مسلسل چلائیں۔

(۲) روزانہ 100 مرتبہ صبح و شام یہ دعا پڑھیں ''لا اله الا الله وحده لاشريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شي قدير''۔

(۳) صبح و شام کے مسنون اذکار کریں۔

(۴) ''حسبي الله لا اله الا هو عليه توكلت وهو رب العرش العظيم'' کا ورد کثرت سے کریں۔

(۵) 2 رکعت نفل قنوت نازلہ کی نیت سے پڑھیں اور ان میں رکوع کے بعد ہاتھ اٹھا کر اور دونوں سجدوں میں یہ دعائیں پڑھی جائیں ''اللهم اكفنا شرهم بما شئت وكيف شئت اللهم عليك بهولا اللصوص من الجن والساحرين۔ اللهم اقتلهم بدداواحصهم عددا ولا تغادر منهم احدا، اللهم خرب بنيانهم وزلزل اقدامهم وخرق جمعهم اللهم انزل بهم باسك الذى لاترده عن القوم المجرمين''۔

عملیات کیلئے خاص شرائط:۔(۱) رات کو گھر کی کنڈی بسم اللہ پڑھ کر لگائی جائے۔ (۲) کھانا بسم اللہ پڑھ کر کھایا جائے۔ (۳) بیت الخلاء کی مسنون دعا کا اہتمام ہو۔ (۴) گھر میں کہیں تصویر نہ لٹکی ہو، نہ ہی ٹی وی گھر میں چلتا ہو۔ (۵) موبائل فون کی رنگ ٹون بھی موسیقی والی نہ ہو۔ (۶) گھر میں داخل ہوتے وقت بسم اللہ اور مسنون دعا پڑھی جائے۔ (۷) رات کو سوتے وقت بسم اللہ پڑھ کر 3 بار بستر جھاڑا جائے۔ (۸) صدقہ دیا جائے کیونکہ صدقہ رد بلا ہے۔

ایک خدارسیدہ اہلحدیث عامل سے ملاقات

ابتدائیہ:۔ مورخہ 13-02-13 بروز بدھ کو جامع مسجد ابوبکر اہلحدیث ضلع قصور میں ایک خدارسیدہ اہلحدیث عامل سے ملاقات ہوئی جن کا اسم گرامی حافظ محمد حنیف صاحب حفظہ اللہ ہے حافظ صاحب نے دوران گفتگو بہت اہم باتیں ارشاد فرمائیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

عامل بننے کی وجہ:۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ تقریباً 18 سال پہلے جب کہ ابھی میں مدرسے میں پڑھا کرتا تھا اس وقت مجھے اس بات کی شدت سے ضرورت محسوس ہوئی کہ صرف عالم دین بننا ہی کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ روحانی عملیات کا عامل ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ ہمارے اہلحدیث حضرات کو جب جادو، جنات وغیرہ کا مسئلہ بنتا ہے تو وہ دوسرے عاملوں کے پاس جاتے ہیں حتیٰ کہ غیر مسلم عاملوں کے پاس جانے سے بھی گریز نہیں کرتے کیونکہ اس مسئلے کا حل تلاش کرنا تو ان کی مجبوری ہے اور اس کے لئے وہ ایسے ایسے لوگوں کے پاس بھی چلے جاتے ہیں جو کہ ان کے ایمان کے ڈاکو ہیں۔

اپنوں سے شکوہ:۔ مجھے اپنے تمام اہلحدیث علماء سے شکوہ ہے کہ انہوں نے اس شعبے کو چھوڑ دیا ہے اور الٹا ہم پر تنقید کرتے ہیں جب میں نے اس شعبے میں قدم رکھا تو میرے گھر والے اور مدرسے کے اساتذہ مجھ سے ناراض ہوگئے اور کہنے لگے کہ یہ آپ کن چکروں میں پڑ گئے لیکن میں نے اپنی راہ نہیں بدلی اور الحمدللہ آج وہی لوگ ہیں جو کہتے ہیں واقعی آپ نے عامل بن کے بہت اچھا کیا اور اب مجھے عزت و تکریم کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

مسلک حق اہلحدیث:۔ ہمارے اہلحدیث حضرات میں خشکی بہت زیادہ ہے ہمارا مسلک "مسلک حق اہلحدیث" تو ہے لیکن اس مسلک میں دوسروں کی خیرخواہی نام کی چیز نہیں ہے میں نے تمام عملیات دیگر مسالک کے حضرات سے سیکھے ہیں اور آج بھی جب ان احباب کی خدمت میں حاضری کا موقع ملتا ہے تو ہم آپس میں شیر وشکر کی مانند ہوتے ہیں لیکن اس کے برعکس اگر کسی اہلحدیث کے پاس چلے جائیں اور یہ کہہ دیں کہ جی آپ نے جو فلاں عمل بتایا تھا وہ کرنے سے کوئی خاطر خواہ فوائد حاصل نہیں ہوئے تو آگے سے یہ جواب سننا پڑتا ہے کہ جی آپ کو یہ عمل کرنے کا کس نے کہا تھا؟ ہم آپ کو اس عمل کی اجازت ہی نہیں دے سکتے۔

ہمارا کھویا ہوا ورثہ:۔ روحانی عملیات تو ہمارے تمام بزرگ علماء کا شغف ہوتا تھا۔ حافظ محمد گوندلوی صاحب رحمہ اللہ کے تمام شاگرد جہاں ان سے علم حدیث حاصل کرتے تھے وہاں ان کی زیر نگرانی عامل بھی بنتے تھے یعنی ان کا ہر شاگرد عامل ہوتا تھا۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ بہت بڑے عامل بھی تھے اور محدث بھی تھے اسی طرح نواب صدیق حسن خان صاحب رحمہ اللہ بھی تو عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ عامل بھی تھے اسی لیے ان کی عملیات سے بھری پوری کتاب "الداء والدواء" ہے جس میں بہت مجرب عملیات ہیں۔

رزق میں برکت کیلئے بسم اللہ کا وظیفہ:۔ نواب صاحب رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں رزق کی برکت کے لئے روزانہ 700 مرتبہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے کا ایک عمل لکھا ہوا ہے اور یہ واقعی بہت مجرب عمل ہے کیونکہ حضور ﷺ نے تو بسم اللہ کی اتنی فضیلت بیان فرمادی کہ حدیث کا مفہوم ہے "جس کام کے شروع میں بسم اللہ" نہ پڑھی جائے اللہ پاک اس کام میں برکت ہی نہیں ڈالتے۔ اللہ پاک نے بسم اللہ کی اہمیت واضح کرتے ہوئے قرآن کی ہر سورۃ کے شروع میں اسے نازل فرمایا اور اگر سورۃ توبہ کے شروع میں بسم اللہ نہیں آئی تو سورۃ نمل میں 2 مرتبہ آگئی۔

پہلے دن ہی 1600 روپے کی آمدن:۔ ہمارے ایک ماسٹر صاحب ریٹائرڈ ہونے کے بعد میرے پاس آئے اور پوچھنے لگے کہ حالات اگر تنگ ہوں تو کیا ان کی بہتری کیلئے بھی کوئی وظیفہ ہے؟ تو میں نے انہیں نواب صاحب رحمہ اللہ والا روزانہ 700 بار بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' پڑھنے کا وظیفہ بتادیا۔ کچھ دن بعد وہ دوبارہ ملے اور پھر کوئی عمل پوچھا تو میں نے کہا کہ آپ کو جو عمل دیا ہے کیا وہ آپ نے کیا؟ تو کہنے لگے بس کبھی پڑھ لیتا ہوں کبھی نہیں میں نے کہا بس اسی پر ذرا توجہ دیں انشاء اللہ آپ کا کام بن جائے گا چند دن بعد ان سے دوبارہ ملاقات ہوئی تو وہ خوشی خوشی بتانے لگے کہ ایک دن میں بہت پریشان بیٹھا تھا تو سوچا کیوں نہ اللہ پاک سے اپنی بے بسی کا اظہار کروں لہٰذا میں نے اپنی اہلیہ کو

بھی بسم اللہ پڑھنے کا کہا اور خود بھی پڑھنے لگ گیا۔ ہم دونوں میاں بیوی نے اس دن بیٹھ کر 1600 مرتبہ بسم اللہ پڑھی اور پھر میں بازار چلا گیا ۔وہاں ایک صاحب ملے جو اشٹام فروش اور وثیقہ نویس تھے وہ کہنے لگے کہ ماسٹر صاحب آپ فارغ ہوتے ہیں میرے پاس ہی آجائیں میں ان کے پاس دکان پر بیٹھ گیا اللہ کی کرم نوازی دیکھیں کہ پہلے ہی دن جب شام کو حساب کیا تو انہوں نے مجھے 1600 روپے ہاتھ میں تھما دیے اور کہنے لگے کہ پہلے تو میری دکان پر اتنا کام نہیں آتا تھا آپ کے آنے سے اللہ پاک نے میرے کاروبار میں بہت برکت ڈال دی ہے ماسٹر صاحب کہتے ہیں کہ میں اب بھی یہی بسم اللہ والا عمل کرتا رہتا ہوں اور اللہ پاک مجھے برکت والا رزق عنایت فرما رہا ہے۔

وظائف کا جواز......اسکی سند پر نہ جانا:۔ ہم اہلحدیث حضرات ہر وظیفے کا ثبوت حدیث سے مانگتے ہیں جبکہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے دعا مانگنے اور قبول کروانے کا ایک طریقہ امام حاکم رحمہ اللہ کی روایت سے بیان کیا ہے اور بعد میں لکھتے ہیں کہ اس کی سند پہ نہ جانا بس پورے یقین سے یہ عمل کرو اور اس کے 100% نتائج حاصل کرلو کیونکہ خود میں نے بھی اور مزید دس ائمہ کرام رحمہم اللہ نے بھی اس عمل کو کیا ''فاجربتہ'' اس کو بہت مجرب پایا۔ اب دیکھیں کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ جیسے امام یہ بات کہہ رہے ہیں جنہوں نے اپنی کتاب ''تقریب التہذیب'' میں تمام راویوں پر تحقیق کی اور نچوڑ نکالا تو کیا آج کا کوئی عالم دین امام ابن حجر رحمہ اللہ سے بھی زیادہ محتاط ہے؟ اور ہاں امام صاحب رحمہ اللہ نے اس عمل کے نیچے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ عمل اگر کسی کو بتانا ہو تو پوری ذمہ داری سے بتانا کیونکہ یہ عمل ایسا اکسیر اور تیر بے خطا ہے کہ اگر اس کے ذریعے کسی کیلئے بددعا کردی تو اس کا نقصان ہونا بھی لازم ہے۔

لہٰذا اگر ہم یہ کہیں کہ ہمیں فلاں وظیفے کا ثبوت صرف قرآن وحدیث سے ہی دو تو کیا ہماری باقی 99 فیصد زندگی بھی سراسر حدیث کے مطابق گزر رہی ہے اگر نہیں گزر رہی اور اگر ہم باقی معاملات میں لچک پیدا کر لیتے ہیں تو وظائف کے معاملے میں بھی تو لچک ہونی چاہیے اور رہی بات سراسر قرآن وسنت کے مطابق زندگی گزارنے کی تو اس کسوٹی پہ تو صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی پورے اترے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ایک واقعہ آتا ہے کہ وہ کہیں سے گزر رہے تھے تو دیکھا کہ ایک آدمی اونٹ کو بٹھا کر ذبح کرنے لگا تھا تو فرمایا بھئی تیرا یہ طریقہ سنت کے مطابق نہیں ہے سنت تو یہ ہے کہ اونٹ کو کھڑا کر کے اس کا گھٹنا باندھ اور پھر اس کو نحر کر نہیں تو یہ طریقہ تیرا اپنا طریقہ تو ہوسکتا ہے میرے آقا ﷺ کی سنت نہیں ہوسکتی۔

ہر دلعزیز شخصیت کا جانوروں میں احترام: ہمارے علاقے میں مولانا محی الدین لکھوی رحمہ اللہ بڑے ولی اللہ گزرے ہیں اور ان کا اخلاق اتنا نکھرا ہوا تھا کہ اہلحدیث، بریلوی، دیوبندی اور شیعہ تمام مسالک کے لوگ ان سے محبت وعقیدت رکھتے تھے اور انہیں احترام کی نظر سے دیکھا جاتا تھا آج ہمارے دور میں کوئی ایک عالم دین ایسا نہیں ہے جس سے ہر مسلک کے لوگ محبت رکھتے ہوں۔ مولانا لکھوی رحمہ اللہ کا تو مقام ہی بہت اونچا تھا حتیٰ کہ جانور بھی ان کا احترام کیا کرتے تھے اس ضمن میں ایک معروف واقعہ ہے۔

اونٹ کا مطیع ہوجانا (کرامت):۔ ایک مرتبہ رات کے وقت اچانک مولانا محی الدین لکھوی رحمہ اللہ کو یاد آیا کہ صبح فجر کے وقت فلاں گاؤں کی مسجد میں درس دینے کا وقت مقرر ہے۔ وہ گاؤں ہمارے گاؤں سے تقریباً 20 میل کے فاصلے پر ہے لیکن رات کے وقت نہ کوئی سواری میسر آسکتی تھی اور نہ ہی مولانا رحمہ اللہ وعدہ خلافی کر سکتے تھے لہٰذا انہوں نے اپنے قریب بیٹھے ہوئے لوگوں سے پوچھا کہ کوئی سواری کی ترتیب بن سکتی ہے؟ تو ایک شخص نے کہا کہ حضرت میرے پاس ایک اونٹ ہے لیکن وہ اتنا بگڑا ہوا ہے کہ کسی آدمی کو بھی اپنے اوپر نہیں بیٹھنے دیتا۔ مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا بس تم اسے ہی لے آؤ۔ جب وہ شخص اونٹ کو لیکر آیا تو مولانا رحمہ اللہ نے اونٹ کی نکیل پکڑ کر اس کا سر نیچے کو کھینچا اور پھر اس کے کان کے قریب منہ کر کے فرمایا خیال کرنا تیرے اوپر محی الدین بیٹھنے لگا ہے اسکے بعد اطمینان سے مولانا رحمہ اللہ اس پر سوار ہوئے اور اپنی منزل مقصود پر پہنچ کر اس اونٹ کی رسی اس کی گردن میں لپیٹ کر فرمایا اب وہیں پر واپس لوٹ جا جہاں سے آیا ہے اور اونٹ واقعی آدھی رات کو واپس اپنے مالک کے پاس چلا آیا۔ ایسی مثال آج کے علماء میں کہاں ملتی ہے؟ وہ تو بندہ جب اللہ پاک کے تابع ہوجاتا ہے تو پھر اللہ پاک تمام مخلوق کو اس کے تابع کر دیتے ہیں۔

مستجاب الدعوات ہستی اوران کا راز:۔ ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ لوگوں میں بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جو اگر اللہ پاک پر کسی کام کے ہونے کی قسم ڈال دیں تو اللہ پاک ان کی لاج رکھتا ہے۔آج بھی ایسی ہستیاں موجود ہیں جو اگر یہ کہہ دیں کہ اللہ کی قسم آج بارش ہوگی اگر چہ بارش ہونے کے دور دور تک آثار نہ ہوں لیکن اس دن واقعی بارش ہو جائے گی کیونکہ اللہ کے کسی ولی نے قسم کھائی ہوتی ہے میں ایک معروف عالم دین کو جانتا ہوں جو اہلحدیث مسلک کی ایک بہت بڑی علمی شخصیت ہے ان کے پاس لوگ دعائیں کروانے جاتے ہیں اور پھر وہ جس کے لئے بھی دعا کرتے ہیں اس کا واقعی مسئلہ حل ہو جاتا ہے ایک دن میں نے ان سے عرض کیا کہ وہ کونسا عمل ہے جو آپ کرتے ہیں اور دعا فوراً قبول کروا لیتے ہیں تو وہ فرمانے لگے کہ یہ ایک راز ہے جو میرے والد صاحب رحمہ اللہ نے مجھے بتایا تھا وہ بھی ایسے ہی دعا قبول کروایا کرتے تھے۔

قبولیت دعا کا اسلاف سے ملا خاص عمل:۔ آخر ایک دن جب میں خود اور وہ مستجاب الدعوات ہستی کسی کا جنازہ پڑھنے جا رہے تھے تو میں نے عرض کی کہ آپ وہ عمل مجھے عنایت فرما دیں نہیں تو کیا آپ اس راز کو قبر میں منکر نکیر کیلئے لے کر جانا چاہتے ہیں تو یہ سن کر مسکرا دیئے اور فرمایا اچھا یہ جنازہ پڑھنے کے بعد تمہیں وہ عمل دے دیتا ہوں۔

جنازے سے فارغ ہو کر مجھے فرمانے لگے کہ مغرب سے لیکر عشاء تک کا وقت اتنا قیمتی ہوتا ہے جتنا تہجد کا وقت قیمتی ہے۔ ہمارے بزرگ علماء رحمہم اللہ یہ وقت کسی کو بھی نہیں دیا کرتے تھے بس بیٹھ کر اللہ اللہ کیا کرتے اور دعائیں کیا کرتے تھے۔ مجھے بھی میرے والد صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا تھا کہ کوئی بھی ناممکن مسئلہ ہو یا ایسی دعا جو فوراً قبول کروانی ہو تو مغرب کی نماز کے بعد 2 رکعت صلوۃ الحاجت پڑھ کے 700 بار ''استغفر الله الذی لااله الا هو الحی القیوم واتوب الیه'' پڑھو اگر یہ مکمل نہیں پڑھ سکتے تو صرف'' استغفر الله،استغفر الله''،ہی سات سو مرتبہ پڑھ لو اور پھر دعا مانگو انشاء اللہ دعا قبول ہوگی یہی وجہ ہے کہ جو بھی میرے پاس دعا کیلئے آتا ہے میں یہ عمل کرتا ہوں تو اللہ پاک اس کا کام بنا دیتے ہیں ویسے بھی اگر خلوص نیت کے ساتھ اپنے مومن بھائی کی غیر موجودگی میں اس کیلئے دعا مانگی جائے تو قبول ہوتی ہے اور اس کی قبولیت کا معیار کوئی اور ہوتا ہے اگر بندہ صرف اپنے لیے ہی دعا مانگے تو اس کی قبولیت کیلئے کوئی دوسرا نظام ہوتا ہے۔

اس عمل کی قبولیت کی دلیل:۔ ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ کسی صحرا یا چٹیل میدان میں انسان اونٹ پر بیٹھ کر جا رہا ہو اور پھر تھوڑی دیر ستانے کیلئے سو جائے اور اس کی نیند کے دوران اس کی سواری جس پر اس کا کھانا اور پانی تھا وہ سب کچھ گم ہو جائے تو وہ بالکل مایوس ہو جائے گا اور اسے موت کے آثار دکھائی دینے لگیں گے لیکن پھر اچانک جب اس کے سامنے سواری آ جائے تو وہ کتنا خوش ہوگا اس سے کہیں زیادہ خوشی اس رب رحیم کو ہوتی ہے جب اس کا بندہ اس کی طرف لوٹ آئے اور اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہوئے معافی مانگ لے۔ دیکھیں کپڑا دھلا ہوا ہی اچھا لگتا ہے اور صاف ستھرے برتن میں ہر کسی کا کھانے کو جی کرتا ہے اسی طرح جس دل میں لوگوں کے لئے حسد،نفرت، بغض اور کینہ ہو اس دل کے اندر اللہ پاک کی رحمت نہیں آتی لیکن جب بندہ مسلسل 700 بار اللہ پاک سے معافی مانگے گا تو یقیناً اس کا دل ہر قسم کے میل کچیل سے پاک ہو جائے گا اور پھر اس کی ہر دعا قبول ہوگی۔

تعویذ بطور دوا:۔ میں تو اپنے پاس آنے والے لوگوں کو قرآن وحدیث سے ثابت دعاؤں کا تعویذ بھی لکھ کر دیتا ہوں اور جب وہ اسے پانی میں گھول کر پیتے ہیں تو اللہ پاک انہیں شفاء عطا فرماتا ہے۔تعویذ کا پینا تو ایسے ہی ہے جیسے بندہ دوائی کھاتا ہے شفاء تو اللہ پاک نے ہی دینی ہے۔

قاری محمد بلال عزیزی حفظہ اللہ کا ذوق تصوف

(جامعہ عزیزیہ، ساہیوال)

مختصر تعارف:۔ قاری صاحب ساہیوال میں جامع مسجد اہلحدیث شاداب ٹاؤن میں خطیب ہیں اور جامعہ عزیزیہ ساہیوال سے سند یافتہ ہیں جامعہ عزیزیہ کے بانی و مہتمم قاری محمد یحییٰ صاحب رسولنگری حفظہ اللہ کے خادم خاص ہیں۔ کچھ

دن پہلے ان کے ساتھ جامعہ عزیزیہ میں ملاقات ہوئی اس دوران انہوں نے صوفی محمد عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کی کرامات کی تذکرہ بھی کیا اس ملاقات کے دوران قاری محمد یحییٰ صاحب رسولنگری کے بیٹے بھی موجود تھے جو کہ جامعہ عزیزیہ کے ناظم ہیں۔قاری صاحب عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ عامل بھی ہیں۔

سورۃ فاتحہ کا عمل:۔ میں نے قاری محمد یحییٰ صاحب رسولنگری کی اجازت سے ان کی زیرنگرانی پورے 41 دن سورۃ فاتحہ کا عمل کیا ہوا ہے اس میں مجھے روزانہ اول وآخر 11 مرتبہ درود شریف کیساتھ 101 بار سورۃ فاتحہ پڑھنا ہوتی تھی اور الحمدللہ دوسرے لفظوں میں مجھے سورۃ فاتحہ کا عامل کہا جا سکتا ہے۔

نافرمان عورت کی توبہ (کرامت):۔ ہمارے ایک دوست قاری نذیر صاحب ہیں جو کہ مدینہ یونیورسٹی کے فاضل ہیں ان کا تعلق بہاولپور سے ہے اور ان کی شادی دوسری برادری میں ہوئی تھی ان کی بیوی ہر سال محرم الحرام میں سیاہ لباس پہنتی اور گھر میں ماتم اور نوحے سنا کرتی تھی اس کی وجہ سے مولانا عبدالرشید راشد صاحب جو کہ پکے سلفی العقیدہ ہیں بہت پریشان رہتے تھے یہ واقعہ مجھے خود قاری محمد یحییٰ صاحب رسول نگری نے سنایا کہ ایک سال جب کہ محرم شروع ہونے میں 2 دن رہ گئے تھے قاری نذیر صاحب میرے پاس تشریف لائے اور اپنی پریشانی کا اظہار کیا میں (قاری محمد یحییٰ رسولنگری صاحب) نے کہا کہ آؤ ہم ماموں کانجن میں جاکر صوفی صاحب رحمہ اللہ سے دعا کرواتے ہیں ہم دونوں صوفی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے یہ صوفی صاحب رحمہ اللہ کے زندگی کے آخری ایام کی بات ہے صوفی صاحب رحمہ اللہ چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے ہم نے جاکر اپنا مسئلہ بیان کیا تو صوفی صاحب رحمہ اللہ نے لیٹے لیٹے ہی دعا کیلئے ہاتھ اٹھا دیے اور پنجابی زبان میں ہی التجاء کرنے لگے فرمایا اللہ! دل پھیر دے اللہ تیری قدرت دیاں دوانگلاں دے درمیان دل وے تو دل پھیر دے اسی طرح کچھ باتیں اللہ پاک سے کرتے رہے اور پھر کچھ ہلکی آواز میں دعا کی جو ہمیں سنائی نہ دی پھر یہی الفاظ دہرائے اور دعا ختم ہوگئی ہم جب واپس ہونے لگے تو میں نے قاری نذیر صاحب سے کہا کہ اب میں ساہیوال جاتا ہوں اور آپ اپنے گھر بہاولپور چلے جائیں لیکن قاری نذیر صاحب کہنے لگے کہ 2 دن بعد تو ماہ محرم شروع ہوجانا ہے اور گھر میں پھر وہی سلسلہ شروع ہوگا تو مجھ سے سے نہیں دیکھا جائے گا میں نے عرض کی کہ مولانا اب آپ بے فکر ہو کے گھر جائیں کیونکہ مجھے حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ کی دعا کی قبولیت کا علم ہے۔

لہٰذا جب قاری نذیر صاحب اپنے گھر پہنچے تو ان کی بیوی ان کے قدموں میں گر پڑی اور ان سے معافی مانگنے لگی۔کہنے لگی کچھ دیر پہلے میرے دل میں احساس پیدا ہوا کہ آپ تو قرآن وسنت کی تبلیغ واشاعت کر رہے ہیں لیکن میں کیسی زندگی گزار رہی ہوں اس لیے میں نے اللہ سے تو معافی مانگ لی ہے اب آپ بھی مجھے معاف فرمادیں۔

میرے پیچھے صوفی صاحب رحمہ اللہ کی دعا ہے (کرامت): ہمارے ساہیوال میں ماسٹر عبدالخالق صاحب ایک سکول ٹیچر ہیں اور ان کی تقریباً 35 ہزار روپے تنخواہ ہے وہ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں مدرسہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن میں پڑھا کرتا تھا میرے سارے ہم جماعت پڑھ رہے تھے لیکن میرے ذہن میں ہی کچھ نہیں پڑتا تھا میں حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ کی بہت زیادہ خدمت کرتا تھا حتیٰ کہ بیماری کے ایام میں انہیں استنجاء بھی میں ہی کرواتا تھا ایک دن صوفی صاحب رحمہ اللہ مجھے فرمانے لگے کہ تیرے ساتھ والے سب پڑھ لکھ گئے لیکن تو نہ پڑھ سکا۔کوئی بات نہیں اللہ تجھے بھی رنگ لگائے گا۔اب ماسٹر صاحب کہا کرتے ہیں کہ یہ جو میرے اوپر اللہ پاک کا اتنا فضل وکرم اور رزق کی برکتیں ہیں یہ سب اسی دعا کا نتیجہ ہے کیونکہ میرے پیچھے حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ کی دعا ہے۔

دیگر اہلحدیث علماء کے وظائف وعملیات

اولاد کی نافرمانی کیلئے:۔ اگر اولاد نافرمان ہو یا میاں بیوی میں لڑائی جھگڑا رہتا ہو تو اول وآخر 7 بار درود شریف کیساتھ 41 بار یہ

آیت پڑھ کر 21 دن تک کسی میٹھی چیز پر دم کرتے رہیں اور اسے کھلاتے رہیں انشاء اللہ پیار و محبت اور اطاعت و فرمانبرداری بڑھ جائے گی ''ربنا هب لنا من ازواجنا و ذریتنا قرة اعین و اجعلنا للمتقین اماما'' (از: قاری محمد بلال عزیزی صاحب ساہیوال)

اولاد نرینہ کے حصول کیلئے:۔ روزانہ 101 بار ''رب هب لی من الصلحین'' مع اول و آخر 7 بار درود شریف مسلسل پڑھنے سے اللہ پاک نیک صالح فرزند عطا فرمائے گا۔ انشاء اللہ۔ (مجربات: قاری بلال عزیزی صاحب، ساہیوال)

کسی بھی قسم کے شدید درد کیلئے:۔ کسی بھی جگہ درد ہو رہا ہو خواہ کتنا ہی شدید درد کیوں نہ ہو اول و آخر 11 بار درود شریف کیساتھ سورۃ مرسلات (29 پارہ) کا آخری رکوع ''ان المتقین ......یومنون'' تک 11 بار پڑھ کے دم کرنے سے درد ختم ہو جاتا ہے۔ از (قاری محمد بلال عزیزی ساہیوال)

ہر قسم کی نظر بد کیلئے:۔ نظر بد کے اثرات ختم کرنے کے لئے 7 بار اول و آخر درود شریف کیساتھ 7 بار سورۃ فاتحہ اور 11 بار سورۃ القلم کی یہ آیت پڑھ کر دم کرنے سے انشاء اللہ فائدہ ہوگا۔ ''وان یکاد ....لمجنون''۔ (مجربات: قاری بلال عزیزی صاحب، ساہیوال)

پرانے سر درد کیلئے:۔ سورۃ انعام کی آیت نمبر 64 ''لکل نباء مستقر وسوف تعلمون'' 55 بار پڑھ کر دم کر دیا جائے تو درد جتنا بھی پرانا ہوگا اس آیت کی بدولت انشاء اللہ آرام آجائے گا۔ (از: مولانا اشتیاق معاویہ صاحب مدرس جامعہ الدراسات الاسلامیہ مغلپورہ)

سوکڑے کیلئے:۔ بچوں میں سوکھے پن کی بیماری جیسے عرف عام میں سوکڑہ کہا جاتا ہے اس کے علاج کے لئے ایک مجرب عمل ہے کہ مٹھی بھر کالے چنے لیکر ان پر 105 مرتبہ سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کریں اور کسی کیاری یا کھیت وغیرہ میں وہ چنے بیج دیں پھر ایک کدو لیکر اس پر مٹی کا لیپ کریں اور ہلکی سی آگ میں کدو کو گرم کریں جب اس میں نرمی آجائے تو مٹی وغیرہ صاف کر کے کدو کے ہم وزن مکھن شامل کر لیں اور دونوں چیزوں کو مکس کر کے مرہم سا بنا لیں اور پھر اس مرہم کے ساتھ روزانہ بچے کی مالش کریں جوں جوں بیجے ہوئے چنے اگیں گے توں توں بچہ صحت مند اور موٹا ہوتا جائے گا انشاء اللہ۔ (از: مولانا اشتیاق معاویہ صاحب مدرس جامعہ الدراسات الاسلامیہ مغلپورہ)

کسی کی بدزبانی سے بچنے کیلئے:۔ اگر کسی شخص کی بدزبانی کی ایذاء رسانی سے بچنا ہو تو درج ذیل آیات 15/15 بار پڑھیں اگر صبح کو یہ عمل کریں گے تو شام تک اس شخص کی زبان سے آپ کے خلاف کوئی بات نہ نکلے گی اور اگر شام کو عمل کریں گے تو انشاء اللہ اگلے دن کی صبح تک محفوظ رہیں گے۔

(۱) الیوم نختم علی افواههم (15 بار)، (۲) ولا یوذن لهم فیعتذرون (15 بار)، (۳) صم بکم عمی فهم لایعقلون (15 بار) از (مولانا عبدالرحمٰن فاروقی صاحب مدرس جامعہ الدراسات الاسلامیہ فتح گڑھ مغلپورہ لاہور)۔

مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ کا ذوق تصوف

ابتدائیہ:۔ مورخہ 12-04-28 بروز ہفتہ شام 6 بجے لاہور کے علاقے سانده میں معروف مصنف کتب ہائے کثیرہ، ممتاز عالم دین، خانوادہ توحید و سنت کے فرزند ارجمند، بقیۃ السلف حضرت مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ کیساتھ ان کے گھر میں ملاقات ہوئی جس میں بھٹی صاحب کے چھوٹے بھائی محترم سعید بھٹی صاحب اور ایک بھتیجا لقمان سعید صاحب بھی موجود تھے دوران گفتگو بھٹی صاحب حفظہ اللہ نے برصغیر میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے سلسلے میں صوفیاء کرام کی خدمات، اولیاء اللہ کے کشف و کرامات، بیعت و تزکیہ، تصوف و سلوک اور علامہ احسان الٰہی ظہیر صاحب کے صوفیانہ مزاج کے متعلق انتہائی قیمتی باتیں ارشاد فرمائیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

صوفیاء کرام کی تبلیغی مساعی:۔ آپ حفظہ اللہ نے فرمایا: میں ان حضرات سے اتفاق نہیں کرتا جو برصغیر میں اسلام کی تبلیغ کے سلسلے میں

صوفیاء کی خدمات کا اعتراف نہیں کرتے۔ یہ جو اس وقت علماء کا دور چل رہا ہے یہ زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ صدی قبل کا ہے، اس سے پہلے تو اس ملک میں صوفیاء ہی تھے جو کہ مختلف ممالک سے تشریف لائے تھے یا یہیں کے رہنے والے تھے ان میں شیخ معین الدین اجمیری رحمہ اللہ یا نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ سرفہرست ہیں۔ نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ نام تو ہم نے بنا رکھا ہے اصل میں تو ان کا لقب نظام الاولیاء رحمہ اللہ ہے۔ یعنی اولیاء کے اولیاء، نظامت ان کی۔ یہ نظام الدین اولیاء تو لفظ بنتا ہی کوئی نہیں۔

یہاں ان معنوں میں جن معنوں میں آج اسلام ہے یا علماء تبلیغ فرما رہے ہیں کون سے مسلمان علماء موجود تھے مثلاً مولانا مفتی محمد حسن صاحب رحمہ اللہ اور مولانا احمد علی صاحب رحمہ اللہ جیسے حضرات تو بہت بعد میں آئے ہیں اسی طرح مسلک اہل حدیث میں جو علماء ہیں وہ بھی بہت بعد میں آئے ہیں۔

تو اصل میں نقطہ نظر یہ ہے کہ صوفیاء کی خدمات کو اس ملک میں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ وہ کونسے علماء تھے جو اجمیر کے ارد گرد تقریر کرتے رہے جیسے آج کل مختلف مقامات پر تقریر ہو رہی ہے تو وہاں معروف معنوں میں آج کے علماء کی طرح کونسے عالم دین تھے؟ اسی طرح یہاں پاک پتن کے ارد گرد بابا فرید الدین مسعود رحمہ اللہ کی تبلیغ اسلام کے سلسلے میں مساعی اور محنت ہے تو وہاں بھی معروف معنوں میں کونسا عالم دین تھا؟ کوئی بھی نہیں تھا وہی لوگ تھے جنہوں نے اسلام کی تبلیغ کی۔

قدر و اہمیت، اولیاء کا حق ہے:۔ میرے نزدیک صوفیاء کی تبلیغ کو اسلام کیلئے نظر انداز کرنا بہت بڑی غلطی ہے صوفیاء نے بہت خدمات انجام دی ہیں کوئی اس بات سے اتفاق کرے یا نہ کرے یہ اس کی مرضی ہے میں کسی سے جھگڑتا تو نہیں مگر میرا نقطہ نظر یہی ہے کہ ان اولیاء کرام رحمہ اللہ کو وہی اہمیت دی جائے جس کے وہ مستحق ہیں بلکہ زیادہ سے زیادہ اہمیت دی جائے انہی کی مساعی کی وجہ سے یہاں اسلام پھیلا ہے۔

''تصوف'' فطرت کی پیاس:۔ صوفی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ ''توحید اندر کی بھوک ہے اور تصوف اندر کی پیاس ہے''۔ اگر ہم لوگوں کو سچا تصوف نہیں دیں گے تو پھر یہ میلے ٹھیلوں پر اور درباروں پر جائیں گے۔

بیعت، تزکیہ و سلوک ہماری اشد ضرورت:۔ صوفی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کے ہاں بیعت الجہاد کے ساتھ ساتھ بیعت اصلاح اور بیعت سلوک بھی ہوتی تھی مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے ہاں بھی بیعت تزکیہ ہوتی تھی۔ بیعت کا سلسلہ تو ختم نہیں ہونا چاہیے۔ بیعت کا سلسلہ کسی نہ کسی طرح میرے خیال میں جاری رہنا چاہیے یہ تبلیغ اسلام کا اور علماء کے آپس میں تعلق پیدا کرنے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ کا صوفیانہ باطن:۔ ایک بار علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمہ اللہ اپنے چھوٹے بیٹے کے ساتھ سعودی عرب تشریف لے گئے جب مکہ مکرمہ بیت اللہ میں گئے تو بیت اللہ کو دیکھ کر زار و قطار رونے لگے پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضے پر گئے تو روتے بھی تھے اور کہتے تھے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوں۔ پھر درود شریف پڑھتے تھے پھر روتے اور کہتے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں لوٹ آیا ہوں پھر درود شریف پڑھتے۔ علامہ صاحب کے بیٹے کہنے لگے میں حیران ہوا کہ میرے والد رحمہ اللہ کے اندر تصوف ہے میرے والد کے اندر کوئی چیز ہے۔

نوٹ:۔ بھٹی صاحب کے ساتھ ملاقات سے صرف ایک گھنٹہ پہلے راقم کو یہ واقعہ مکتبہ قدوسیہ اردو بازار کے عمر فاروق صاحب نے سنایا تھا اور کہا کہ یہ واقعہ مجھے خود علامہ صاحب رحمہ اللہ کے چھوٹے بیٹے نے سنایا تھا۔ راقم نے بھٹی صاحب کے سامنے جب یہ واقعہ بیان کیا تو بھٹی صاحب نے لفظ بہ لفظ اس کی تصدیق کی۔ اب دوبارہ بھٹی صاحب کی گفتگو کی طرف لوٹتے ہیں۔

حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی قدر و منزلت:۔ ایک مرتبہ مولانا احمد علی لاہوری صاحب رحمہ اللہ نے اپنی مجلس ذکر میں فرمایا تھا کہ مجھے کشف قبور ہوتا ہے اور یہ واقعہ ''خدام الدین'' میں چھپا تو میں سوچ رہا تھا کہ اس پر کیسے لکھوں؟ میں ان دنوں ماہنامہ الاعتصام کا چیف ایڈیٹر تھا اور سید داؤد غزنوی صاحب رحمہ اللہ کے مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کے بارے میں احساسات محبت کو جانتا تھا اب لکھنا بھی چاہتا تھا اور

میرے سامنے مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے احساسات بھی تھے تو پھر میں نے اس پر ہلکا سا نوٹ لکھا کہ کشف قبور تو معلوم نہیں کیا ہوتا ہے یا اسی طرح کچھ لکھا تو مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ صاحب نے مجھے فرمایا کہ ''ایڈیٹر صاحب! ہم نے آپکا نوٹ پڑھا جو مولانا احمد علی رحمہ اللہ کے کشف قبور کے بارے میں آپ نے لکھا ہے آپ یہ فرمایئے۔ یہ الفاظ انہیں کے ہیں آپ یہ فرمایئے کہ اگر مولانا احمد علی صاحب رحمہ اللہ اتنے نیک ہو جائیں کہ انہیں کشف قبور ہونے لگے تو آپ کو کیا اعتراض ہے۔

کشف القبور کے دو واقعات:۔ دیکھیں جی! خود نبی ﷺ قبرستان سے گزر رہے تھے تو ایک قبر کے بارے میں فرمایا کہ یہ شخص جو یہاں ہے یہ پیشاب کے بعد کچھ احتیاط نہیں کرتا تھا اس کی وجہ سے اسے عذاب ہو رہا ہے تو حدیث کے اس واقعے سے پتہ چلتا ہے کہ اس طرح کی باتیں واقعی سچی ہیں۔

ہمارے ایک بزرگ تھے جن کا نام حاجی نور الدین رحمہ اللہ تھا۔ وہ مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے مرید نہ ہو سکے کیونکہ ان کی زبان فارسی نہیں جانتے تھے مگر ان کے مرید مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی رحمہ اللہ کے مرید ہو گئے۔ ان کے ساتھ میرے پردادا بھی تھے جن کا نام میاں امام الدین رحمہ اللہ تھا یہ واقعہ جو بیان کرنے جا رہا ہوں یہ میں نے حاجی نور الدین رحمہ اللہ سے خود تو نہیں سنا البتہ مجھے کسی معتبر ذریعے سے پتہ چلا کہ وہ فرماتے تھے کہ جب میں قبرستان سے گزرتا ہوں تو مجھے ایسے لوگوں کا پتہ چل جاتا ہے جو بہت نیک ہیں اور قبر کے اندر بہت اہمیت کے حامل ہیں چونکہ فرید کوٹ کے علاقے کوٹ کپورہ میں ان کی زمین قبرستان سے آگے تھی لہٰذا ان کا وہاں سے گزر ہوتا رہتا تھا۔

تصوف کے ماہرین اسلاف:۔ میں نے صوفی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کے حالات و واقعات پر ایک کتاب لکھی ہے جس میں ان کے تصوف کے سلسلے میں یا قبولیت دعا کے سلسلے میں یا ان کی کرامات کے سلسلے میں بہت سے واقعات تحریر کیے ہیں اور وہ کتاب چھپنے کے بعد مجھے اور بھی کئی لوگوں نے صوفی صاحب رحمہ اللہ کے بارے میں بہت اچھی معلومات دی ہیں وہ سب معلومات میں نے ترتیب دیکر مکتبہ سلفیہ والوں کو دے دی ہیں۔ اسی طرح مولانا غلام رسول صاحب رحمہ اللہ قلعہ میہاں سنگھ والے کے بارے میں بھی پوری کتاب لکھی وہ بھی تصوف میں تعلق رکھتے تھے بلکہ وہ تو تصوف کے بہت بڑے ماہر تھے اور ایسے صاحب کرامت بزرگ تھے کہ سبحان اللہ۔ مجھے ذرا یہ بتائیں کہ ان لوگوں کے تصوف میں کیا برائی ہے؟ کیا مخالفت ہے؟ اس تصوف میں کوئی برائی نہیں بلکہ اس میں تو سراسر اچھائی ہی اچھائی ہے۔

صوفی عالم دین کا فرشتوں کو دیکھنا:۔ موجودہ دور میں تو سب اہلحدیث حضرات کے سر ننگے ہو گئے ہیں حالانکہ پہلے یہ رواج نہیں تھا میں نے اپنے دور میں ایک شخص کو ننگے سر دیکھا ان کا نام مولانا کمال الدین ڈوگر رحمہ اللہ ہے۔ وہ ضلع فیروز پور کے ایک گاؤں چھیمبیاں والی میں رہتے تھے۔ وہ میرے نزدیک بہت بڑے صوفی اور بہت بڑے عالم تھے ان کی بھی بے شمار کرامتیں تھیں میں نے ان کے بارے میں ایک بات پڑھی کہ وہ ایک مرتبہ اپنے بھائی کے پاس بیٹھے تھے تو فرمانے لگے کہ یہ جو فرشتے ہیں ان کی آمد و رفت میرے خیال میں صبح و شام نہیں ہوتی بلکہ اس کیلئے کچھ اور اوقات ہیں دونوں بھائیوں میں اس بات پر تھوڑا سا اختلاف ہوا کہ وہ بھائی صاحب رحمہ اللہ کے مطابق صبح و شام بھی فرشتوں کی آمد و رفت ہوتی ہے اور عصر کے بعد فرشتے چلے جاتے ہیں اور دوسرے آجاتے ہیں لیکن انہوں نے کہا کہ نہیں میرے خیال میں کوئی اور صورتحال ہے یہ فرما کر وہ چل پڑے مولانا کمال الدین ڈوگر صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ ایک اور آدمی بھی تھا۔ دونوں گھوڑی پر سوار تھے راستے میں ایک جگہ گھوڑی کو روکا اور کہنے لگے چلو واپس بھائی صاحب رحمہ اللہ کے پاس چلیں۔ یہ عصر کے بعد کا وقت تھا واپس آ گئے اور ان سے کہا کہ بھائی آپ ٹھیک کہتے ہیں میں نے خود دیکھا ہے کہ فرشتے اوپر سے آ رہے تھے اور پہلے والے جا بھی رہے تھے یعنی وقت وہی ہے جو آپ بتا رہے تھے میں نے خود دیکھ لیا ہے آپ کی بات ٹھیک تھی۔

صوفی اہلحدیث کے حکم کا چونیٹوں پر اثر:۔ انہی مولانا کمال الدین ڈوگر رحمہ اللہ کی ایک کرامت یہ بھی سننے میں آئی کہ کھڈیاں خاص میں ایک مسجد میں جلسہ تھا لیکن اس جلسے کے مقام پر بہت زیادہ چیونٹیاں تھیں کچھ لوگوں نے مولانا کمال الدین ڈوگر رحمہ اللہ سے عرض کی

کہ حضور! ان چیونٹیوں سے کسی طریقے چھٹکارہ دلا یئے تو فرمایا ایک چیونٹی کو پکڑ کر میرے پاس لاؤ ایک بندہ ان میں سے ایک کیڑا پکڑ کر لے آیا تو اسے ہتھیلی پر رکھ کر فرمانے لگے کہ بھئی لوگ یہاں جلسہ سننے آئے ہیں تم انہیں کیوں پریشان کرتے ہوئے جلسہ سننا تمہارا کام نہیں ہے پھر اس بندے سے فرمایا کہ اس کیڑے کو گاؤں سے باہر پھینک دو حکم کے مطابق اس کیڑے کو گاؤں سے باہر لے گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے چیونٹیوں کی ساری ورکشاپ ختم ہوگئی اللہ اکبر اس طرح کے اور واقعات بھی علماء کے منقول ہیں۔

ولی باکمال صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ کا ذوق تصوف

خاندانی تعارف: صوفی عبداللہ رحمہ اللہ بچپن سے ہی بہت اللہ والے تھے اور اللہ سے بہت محبت کرنے والے تھے، وہ ایک الگ مزاج لے کر پیدا ہوئے تھے۔ وہ اپنے باقی کے بہن بھائیوں سے بہت مختلف تھے۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ کے دادا جن کا نام ملک سبحان تھا وہ کشمیر میں آباد تھے پہلگام کے علاقے میں وہ وہاں پر زعفران کاشت کرتے تھے اور وزیرآباد لاکر بیچتے تھے وہ زعفران کی تجارت کرتے تھے۔ اس زمانے میں وزیرآباد شہر کی خوبصورتی اپنی مثال آپ تھی یہاں پر شیش محل ہوا کرتے تھے۔ مغلیہ دور کے وزراء یہاں آ کر آباد ہوئے تھے، اسلئے اس کا نام وزیرآباد پڑا۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ کے دادا کو یہ شہر بہت پسند تھا وہ اس کی خوبصورتی سے بہت متاثر تھے، وہ یہاں مستقل آباد ہونا چاہتے تھے، پس انہوں نے یہاں مستقل آباد ہونے کا فیصلہ کیا اور کشمیر میں اپنی ساری جائیداد بیچ دی اور یہاں محلّہ لکڑ منڈی سینٹر ثمن برج میں ایک بہت بڑی حویلی خریدی اور ساتھ ہی کچھ دکانیں اور 16 مکان 3 کارخانے خریدے اور وزیرآباد میں آباد ہوگئے، اور یہاں موجود حویلی میں اپنے تین بیٹوں ملک قادر بخش (صوفی صاحب رحمہ اللہ کے والد) ملک کرم الٰہی، ملک فضل الٰہی کے ساتھ رہنے لگے۔ انہوں نے وزیرآباد میں آباد ہونے کے بعد زعفران کی تجارت چھوڑ دی اور گندم اور چاول کی آڑھت کا کام شروع کردیا۔ ملک قادر بخش (صوفی صاحب رحمہ اللہ کے والد) کے چار بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ ملک سلطان (نام صوفی عبداللہ رحمہ اللہ) ان کے سب سے بڑے بیٹے تھے اور ملک کرم الٰہی کا ایک بیٹا اور ملک فضل الٰہی کی تین بیٹیاں تھیں۔ صوفی عبداللہ صاحب کا اصل نام ملک سلطان تھا۔

سیدزادے فقیر کی حیرت انگیز کرامت:۔ اس حویلی میں صوفی صاحب رحمہ اللہ کے دادا ملک سبحان اپنے تینوں بیٹوں ملک قادر بخش، ملک کرم الٰہی اور ملک فضل الٰہی کے ساتھ صحن میں بیٹھے تھے کہ ایک فقیر ان کے دروازے پر آئے اور ان سے روٹی مانگی اور کہا کہ میں سید ہوں یعنی سیدزادہ ہوں مجھے روٹی پکا کر دو تو ملک سبحان صوفی عبداللہ رحمہ اللہ صاحب کے دادا نے ان سے کہا کہ آپ واقعی سچے ہیں تو اپنی کوئی کرامت دکھائیں کہ واقعی میں آپ سیدزادے اور فقیر ہیں انہوں نے اس فقیر سے کہا کہ یہ جو سامنے پرنالہ ہے اس میں جو چھوٹا سا پودا ہے اس میں انار لگ جائیں۔ تو یہ سن کر ان فقیر نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور اسی وقت اللہ کی قدرت سے اس چھوٹے سے پودے میں انار لگ گئے۔ یہ دیکھتے ہی ملک سبحان ان کے معتقد ہوگئے اور ان سے کہا کہ آپ کہیں نہیں جائیں گے اور یہی اس حویلی میں ہمارے ساتھ رہیں گے۔ انہوں نے ان کو اس حویلی میں الگ کمرا دیا۔ وہ ان کے ساتھ رہنے لگے اور وہ ان فقیر کی خدمت کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے اس فقیر کی دعا سے ان کو بہت کچھ دیا بہت مال و دولت سے نوازا، عزت دی۔

مستجاب الدعوات فقیر کی مقبول دعائیں:۔ یہاں ایک بات کی وضاحت کردوں کہ صوفی صاحب رحمہ اللہ کی پیدائش ان فقیر کے حویلی میں آنے کے بعد ہوئی تھی ان فقیر کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے ملک سبحان کے بیٹوں کو اولاد کی نعمت سے نوازا۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ کے والد صاحب ملک قادر بخش اور ان کے تایا بہت لمبے قد کے تھے۔ ان کی چار پائیاں جن پر وہ سوتے تھے وہ بھی اتنی لمبی اور چوڑی تھیں جن پر ہم جیسے تین چار بندے آرام سے سوسکتے ہیں وہ چار پائیاں اب بھی وزیرآباد والے گھر میں موجود ہیں۔

مجذوب فقیر نے جو کہا جیسا کہا... وہ ہوگیا:۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ کے والد اور ان کے دادا ملک سبحان نے جو جائیداد وزیرآباد میں خریدی تھی اس میں جو مکانات تھے وہ انہوں نے کرایہ پر دیئے تھے۔ وہاں قریب ہی پنکھیاں بنانے والے کچھ لوگ رہتے تھے وہ ان کے

مخالفین تھے اور ان کے کرایہ داروں کو ورغلاتے تھے کہ ان کو کرایہ مت دو اور گھروں پر قبضہ کر لو، یہ صورتحال دیکھ کر صوفی صاحب رحمہ اللہ کے والد اور دونوں تایا ان سے لڑنے کیلئے جانا چاہتے تھے تو وہ فقیر جوان کی حویلی میں تھے انہوں نے ان کو وہاں جانے سے روکا۔ اصل میں وہ یہ چاہتے تھے کہ ہم وہاں جا کر رہیں اپنے مخالفین کو دیکھتے ہیں کہ وہ کتنے بڑے بدمعاش ہیں۔ فقیر نے ان سے کہا: دو بھائی چلے جاؤ اور ایک اسی حویلی میں رہ جائے۔ مگر انہوں نے ان کی بات نہ مانی یہاں ایک وضاحت کر دوں کہ ان کی اپنی دولت تھی مگر اتنی نہیں تھی یہ سب رنگ ان کو اس فقیر کی دعاؤں سے لگا تھا جو اللہ نے ان کی دولت و جائیداد اتنی بڑھادی۔ جب انہوں نے اس فقیر کی بات نہ مانی تو اس فقیر نے ان سے کہا کہ ٹھیک ہے اب ہم بھی اس حویلی میں نہیں رہیں گے یہ حویلی آج کے بعد ویران ہو جائے گی۔ جاؤ آج کے بعد سب ختم۔ پھر اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ ملک قادر بخش، ملک کرم الٰہی اور فضل الٰہی حویلی چھوڑ کر یہاں وزیر آباد والے گھر میں رہنے لگے مگر یہاں آتے ہی ملک کرم الٰہی کا ایک ہی بیٹا دو دن میں وہ فوت ہو گیا اور کچھ عرصہ بعد ملک کرم الٰہی کا انتقال ہو گیا۔ ایک دو ہفتے میں ان کا بھی انتقال ہو گیا۔ باقی جو دو بھائی بچے ملک قادر بخش اور ملک فضل الٰہی جن کی صرف تین بیٹیاں تھیں انہوں نے جو دولت جائیداد تھی وہ بیچ بیچ کر کھانا شروع کر دی۔ یوں وہ سب کچھ ختم ہونا شروع ہو گیا جو اس فقیر کی دعا سے ان کو ملا تھا۔ یہاں تک صرف وہی ایک وزیر آباد والا گھر رہ گیا باقی سب کچھ ختم ہو گیا۔ وہ حویلی جیسے کہ اس فقیر نے کہا تھا بالکل اسی طرح ویران ہو گئی اور وہاں آج تک ایسا کچھ ہے کہ وہ کسی کو وہاں آباد رہنے نہیں دیتی۔

صوفی صاحب پر جذبہ الٰہی کی ابتدائی کیفیات:۔ ملک فضل الٰہی کی تین بیٹیاں تھیں ملک فضل الٰہی صوفی صاحب رحمہ اللہ کے تایا تھے۔ ان کی بیٹی بی بی عائشہ میری ساس (عبیدہ) کی سگی نانی تھیں۔ پھر ملک قادر بخش (صوفی صاحب رحمہ اللہ کے والد) ان کی اہلیہ یعنی صوفی صاحب رحمہ اللہ کی والدہ کا بھی انتقال ہو گیا۔ ان کے والد نے دوسری شادی نہیں کی صوفی صاحب رحمہ اللہ اور ان کے باقی بہن بھائی ابھی چھوٹے تھے صوفی صاحب اپنے بہن بھائیوں میں بڑے تھے۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ ابھی 6 سال کے تھے ان کا اور انکے بھائی ملک رمضان کا نکاح کر دیا گیا صوفی صاحب بچپن سے ہی اللہ والے تھے۔ وہ اپنے گھر کے محلے کی مسجد جامع مسجد اہل حدیث منانیہ میں مسجد کے امام صاحب سے قرآن پڑھنا شروع کیا۔ اور یہاں سے قرآن پاک سیکھنے کے بعد وہ تقریباً 10 یا 15 سال کی عمر کے تھے کہ دہلی چلے گئے۔ وہاں سید گھرانے کا قائم کردہ ایک مدرسہ تھا، جہاں قرآن وحدیث کا علم سکھایا جاتا تھا، وہاں صوفی صاحب رحمہ اللہ نے قرآن حفظ کیا، اس مدرسے میں اردو ترجمہ کے ساتھ قرآن سیکھا اور تفسیر و احادیث کا علم حاصل کیا۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ جب دہلی گئے تو ان کے والد ملک قادر بخش نہیں جانتے تھے کہ وہ کہاں ہیں پھر کسی نے ان کو بتایا کہ ملک سلطان تو دہلی میں مدرسے میں ہیں پھر ان کے والد صاحب ان کے پیچھے چلے گئے اور ان کو لے آئے صوفی صاحب رحمہ اللہ دوبارہ وہ وہاں سے پھر دہلی چلے گئے۔ مدرسے میں ایسا کئی بار ہوا پھر ان کے والد صاحب نے ان کا اللہ کی طرف اتنا رجحان دیکھ کر ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا۔ وہ اپنی اہلیہ کو بہت کم وقت دے پاتے تھے، وہ ان سے وقت مانگتی تھیں۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ کی زندگی کا مقصد تو کچھ اور تھا وہ شاید ان کی ہم مزاج نہیں تھیں پھر یہ ہوا کہ صوفی صاحب رحمہ اللہ نے ان کو ان کی مرضی سے اپنی زندگی سے الگ کر دیا۔

اشاعت دین کیلئے الہام:۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ نے پھر جہاد کی سرگرمیوں میں حصہ لینا شروع کر دیا اس زمانے میں انگریزوں اور سکھوں کی حکومت تھی آپ نے ان کے خلاف جہاد شروع کر دیا۔ اور جہاد پر چلے گئے جہاد انہوں نے جوانی میں ہی شروع کر دیا تھا۔ پیر پگاڑا صاحب جو فوت ہو گئے ہیں وہ اس زمانے میں جہادی سرگرمیوں میں ان کی شاگردی کرتے تھے وہ ان کے شاگرد تھے انگریزوں اور سکھوں نے جب دیکھا کہ یہ تو ہمارے خلاف جہادی تنظیم کے سرگرم رکن بن گئے ہیں تو وہ ان کے سخت مخالف ہو گئے اور ان کی سر کی قیمت لگائی ایک اچھی خاصی رقم مقرر کی۔ ان حالات کو دیکھتے ہوئے پھر صوفی صاحب رحمہ اللہ نے فیصلہ کیا کہ وہ افغانستان چلے جائیں یہ تقریباً 1940ء کی بات ہے۔ وہاں جا کر اس زمانے کے بادشاہ سے انہوں نے پناہ دینے کی درخواست کی وہ بادشاہ نیک دل تھے انہوں نے نہ صرف صوفی صاحب رحمہ اللہ اور ان کے ساتھیوں کو پناہ دی بلکہ ان کے جہادی مشن میں ان کی بہت مدد کی بلکہ ہر طرح کی مدد کی۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ

افغانستان میں کافی عرصہ رہے۔ پھر وہاں افغانستان میں اللہ کی طرف ان کو الہام ہوا کہ اوڈاں والا گاؤں جائیں اور وہاں سے دعوت اور دین کو پھیلانے کا کام شروع کردیں۔

چور کی نشاندہی پر نمبردار کا مرید ہوجانا:۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ یہاں اوڈاں والا گاؤں (فیصل آباد سے آگے ہے) کی مسجد میں آکر رہنے لگے اور دین کی تبلیغ کا آغاز اس مسجد سے شروع کیا۔ وہاں کی مسجد کے جو مولوی صاحب تھے ان کے پاس شاید اتنا علم اللہ نے عطا نہیں کیا تھا، وہ صوفی صاحب رحمہ اللہ کی بصیرت اور مقبولیت کو دیکھتے ہوئے ان سے خار کھانے لگے۔ انہوں نے اس گاؤں کے نمبردار کے کان بھرنے شروع کردیئے۔ ایک دن اس گاؤں میں چوری ہوگئی تو نمبردار صوفی صاحب رحمہ اللہ کے پاس آئے اور ان سے کہنے لگے کہ اگر آپ واقعی اللہ کے ولی ہیں تو بتائیں کہ یہ چوری کس نے کی ہے؟ تو آپ فرمانے لگے میرے پاس کل آنا میں بتادوں گا کہ چوری کس نے کی ہے۔ کل جب نمبردار ان کے پاس آئے تو آپ رحمہ اللہ نے ان سے فرمایا کہ فلاں جگہ پر گاؤں میں فلاں نام کی مائی ہے اس کے گھر میں فلاں جگہ پر لکڑی کا صندوق ہے اس میں چوری کا سارا سونا پڑا ہوا ہے۔ جب نمبردار ان کی بتائی ہوئی جگہ اس مائی کے گھر پہنچا اور وہاں کی تلاشی لی تو مطلوبہ جگہ سے واقعی میں وہاں لکڑی کے صندوق میں چوری کا سارا سونا پڑا ہوا برآمد ہوا۔ اس واقعے کے بعد نمبردار نے آکر آپ سے معافی مانگی اور آپ کا مرید بن گیا اور اس نے مسجد سے اس مولوی صاحب کو فارغ کردیا اور مسجد آپ رحمہ اللہ کے حوالے کردی۔

بکثرت لوگوں کا مرید ہونا:۔ آپ رحمہ اللہ نے اس مسجد میں دین کی تدریس کا کام شروع کردیا اور مدرسہ بھی چھوٹا سا بنادیا اور اس کیلئے مختلف اوقات میں آس پاس کے قریبی علاقوں میں جاکر چندہ اکٹھا کرنے کا کام شروع کردیا اور ساتھ ساتھ ان لوگوں کو دین کی طرف بلانے کا کام بھی کرتے رہے۔ آپ رحمہ اللہ جب ان سے مسجد کے لئے چندے کی بات کرتے اور دعوت دیتے تو وہ آگے سے مختلف شرطیں رکھتے کہ ہمارا اگر یہ کام ہوجائے تو ہم آپ رحمہ اللہ کو چندہ دیں گے اور آپ کی بات مانیں گے۔ آپ دعا کرتے اور اللہ پاک ان کا کام کردیتے اسکے بعد وہ لوگ پھر آپ رحمہ اللہ کے مرید بن جاتے۔

مدرسے کیلئے مقبول دعا:۔ اس طرح آپ رحمہ اللہ کے شاگردوں کی تعداد بڑھتی گئی اور لوگ دور دور سے آپ رحمہ اللہ سے فیض اور دینی علوم سیکھنے کیلئے آنے لگے۔ اب آپ رحمہ اللہ کے شاگردوں کو ایک تو سواری کا مسئلہ تھا اور دوسرا مسئلہ یہ تھا کہ مدرسے کے راستے میں ایک نہر پڑتی تھی اور شاگردوں کو اس نہر میں سے گزر کر آنا پڑتا تھا شاگرد چھٹی پر گھر جاتے تو ان کو بہت تکلیف ہوتی کیونکہ وہ بہت دور سے آتے تھے۔ پھر انہوں نے آپ رحمہ اللہ سے شکایت کی تو آپ رحمہ اللہ نے اللہ سے دعا کی اللہ تعالیٰ نے ماموں کانجن میں مدرسے کیلئے جگہ کا انتظام کردیا۔ آپ رحمہ اللہ نے وہاں مستقل مدرسے کا نظام قائم کردیا جو بحمداللہ اب تک ماموں کانجن میں موجود ہے۔

سلسلہ نقشبندیہ سے تعلق:۔ یہاں ایک بات عرض کردوں کہ صوفی صاحب رحمہ اللہ کا تعلق سلسلہ نقشبندیہ سے تھا اور صوفی صاحب رحمہ اللہ کے پاس طب کا بھی بہت وسیع علم تھا کیونکہ صوفی صاحب رحمہ اللہ کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتاب جو وزیرآباد والے گھر یعنی میرے سسرال والے گھر میں تھی اس میں ان کے روز کے معمولات اور ان کے ہاتھوں سے لکھے ہوئے بے شمار طبی نسخے اور وظائف ہیں۔ میرے سسرالیوں میں سب کا رجحان دنیا کی طرف زیادہ ہے اور روحانیت کے ساتھ ان کی اتنی دلچسپی نہیں ہے لہذا اس کتاب سے کسی نے اتنا فائدہ نہ لیا اور نہ اس کی وہ قدر کی جو کرنی چاہیے تو انہوں نے وہ ڈائری و کتاب صوفی صاحب رحمہ اللہ کے ایک مرید جن کا نام چوہدری حافظ عمر سندھو تھا وہ وزیرآباد سے آئے تھے وہ ان سے یہ کتاب لے گئے حافظ صاحب ملتان میں حکمت کا کام کرتے ہیں۔

خاندان میں تعویذ اور دم کا رواج:۔ میری بڑی پھوپھو یعنی صوفی صاحب رحمہ اللہ کی بھتیجی وہاں کئی ماہ گزارتیں، صوفی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت کرتیں، صوفی صاحب رحمہ اللہ کو بھی ان سے بہت محبت تھی، صوفی صاحب رحمہ اللہ نے طب کے بہت سارے نسخے ان کو سکھائے تھے کیونکہ وہ گھر خود دوائی بناتی تھیں اور لوگوں کو دیتی تھیں مختلف بیماریوں کیلئے۔ انہوں نے صوفی صاحب رحمہ اللہ سے سر درد، حمل نہ پڑنے وغیرہ اس طرح کی بہت سی

بیماریوں کیلئے تعویذ وغیرہ بھی سیکھے تھے وہ لوگوں کو دم بھی کرتی تھیں اور تعویذ بھی دیتی تھیں۔انہوں نے صوفی صاحب رحمہ اللہ سے جنات کو قابو کرنے کیلئے چلہ کرنے کی اجازت بھی بہت مانگی مگر آپ رحمہ اللہ نے نہیں دی تھی وہ فرماتے تھے کہ عورتوں کے لئے ہر چیز ٹھیک نہیں جنات عورتوں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ یہاں ایک بات عرض کردوں کہ بڑی پھوپھو نے شادی نہیں کی تھی وہ بہت نیک اور پرہیز گار تھیں۔ ہر وقت قرآن مجید پڑھتی تھیں لیکن جب بوڑھی ہوگئیں تھیں تو پھر بیمار رہنے لگیں اور اتنی پڑھائی نہیں کر پاتی ایک دفعہ محلے کی ایک بچی کو دم کیا اور شاید اس پر جن تھے پھوپھو جی نے اس کو تھپڑ مار دیا بس اس دن کے بعد سے ان کی طبیعت گرتی چلی گئی اور پھر وہ بول بھی نہیں سکتی تھیں زبان ان کی بند ہوگئی تھی۔

جنات کا ہدیہ اور خاک شفاء:۔ وزیر آباد والے گھر میں ابھی بھی ایک ہدیہ پڑا ہے جو جنات نے صوفی صاحب رحمہ اللہ کو دیا تھا۔ وہ پھوپھو جی کو صوفی صاحب رحمہ اللہ نے دیا تھا وہ ایک شیشے کی ایک بوتل ہے جس کے سر کو کارک سے بند کیا گیا ہے اور اس کے اندر ہاتھ سے بنی ہوئی ایک پیڑھی ہے اور پیڑھی کے اندر پھول ہیں گلدستہ سا بنا ہوا ہے جنات نے صوفی صاحب رحمہ اللہ سے کہا تھا کہ اس کو بوتل کو کوئی کبھی نہیں کھولے گا اور سختی سے تاکید کی تھی نہ کھولنے کی بھی۔صوفی صاحب رحمہ اللہ نے پھوپھو جی کو خاک شفاء بھی دی تھی پھوپھو جی نے کہا تھا کہ میرے مرنے کے بعد یہ میری قبر پر ڈالنی ہے مگر جب میری شادی ہوئی تھی تو اس وقت پھوپھو جی بہت بیمار بھی تھیں اور بول بھی نہیں سکتی تھیں میں نے ان سے بہت کہا تھا کہ مجھے وہ خاک شفاء دکھائیں مگر وہ بہت ڈھونڈتی تھیں ان کو نہیں ملتی تھی اور ان کی وفات کے بعد بھی آج تک وہ خاک شفاء گھر میں کسی کو نہیں ملی شاید وہ ان کے گھر میں اب نہیں ہے۔

سرکش ریچھ کا فرماں بردار ہو جانا (کرامت):۔ ویسے تو صوفی صاحب رحمہ اللہ کی بے شمار کرامات ہیں اللہ کے نیک ولی تھے یہاں یہ کچھ باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں جو میرے علم میں ہیں۔ایک دفعہ صوفی صاحب رحمہ اللہ دعوت دین کیلئے اور مدرسے کے چندے کیلئے کسی گاؤں میں جا رہے تھے اس گاؤں میں ایک ریچھ اپنے مالک سے بے قابو ہوگیا گاؤں کے سب لوگ اپنے گھروں کی چھتوں پر چڑھے ہوئے تھے صوفی صاحب رحمہ اللہ کو لوگوں نے آگے جانے سے روکا مگر آپ ریچھ کے پاس گئے اور اپنی چھڑی سے اس کے اردگرد حصار کی طرح لکیر کھینچی تو وہ ریچھ باوجود کوشش کے اس حصار سے نہ نکل سکا۔پھر صوفی صاحب رحمہ اللہ نے اس کے مالک کو فرمایا لو اب اس کو باندھ لو۔

معذور لڑکے کا ٹھیک ہو جانا (کرامت):۔ایک دفعہ ایک عورت اپنے ۶ سال کے بیٹے کو کندھے پر اٹھا کر صوفی صاحب کے پاس لائی کہ اس کیلئے دعا کر دیں یہ اپنے پیروں پر چل نہیں سکتا اس کی کمر میں درد تھا صوفی صاحب رحمہ اللہ نے ان کو دم کیا اس لڑکے نے کہا اب درد ٹانگ میں آ گئی ہے پھر دم کیا کہنے لگا اب پاؤں میں نیچے آ گئی ہے پھر دم کیا تو وہ لڑکا بالکل ٹھیک ہو گیا اور خود اپنے پاؤں پر چل کر واپس گیا۔

اللہ سے منوا کر ہی دعا ختم کرتے:۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ جب بھی کسی کام کیلئے ہاتھ اٹھاتے تو اس پر قبولیت کی مہر لگانے کے بعد ہی ان کے ہاتھ نیچے ہوتے۔وہ بہت لمبی دعا مانگتے تھے اور اللہ سے منوا کر ہی دعا ختم کرتے تھے۔ابھی موجودہ دور میں بہت سے ان کے ایسے مریدین چلے آ رہے ہیں ان کی اولاد صوفی صاحب رحمہ اللہ کی دعا سے ہوئی ہے۔ایک صاحب کو اللہ نے حضرت رحمہ اللہ کی دعا کی بدولت 7 بیٹے عطا کیے۔(بذریعہ تحریر ارسال کردہ)

رسالہ کا نام:۔ماہنامہ بیداری (شمارہ فروری 2013ء)......مدیر:۔محمد موسیٰ بھٹی

علمائے جماعت اسلامی کا ذوق تصوف

وضاحت: محمد موسیٰ بھٹو حفظہ اللہ تعالیٰ جماعت اسلامی کی ممتاز بنیادی شخصیات میں سے ہیں آپ کا ماہنامہ بیداری عالم بھر میں ادبی اور علمی لحاظ سے معروف ہے۔آپ نے شمارہ فروری 2013ء علماء جماعت اسلامی کے ذوق تصوف کو اس طرح بیان کیا ہے۔(از مرتب اثری)

جماعت اسلامی کی بعض ممتاز شخصیتوں کی جدائی

پچھلے دنوں میں جماعت اسلامی کی پہلی صف کی بعض اہم شخصیتیں ہمیں داغ فراق دے کر محبوب حقیقی سے جاملی، ان میں قاضی حسین احمد صاحب، پروفیسر عبدالغفور صاحب، مریم جمیلہ صاحبہ اور سید ذاکر علی صاحب شامل ہیں۔

(۱)۔ پروفیسر عبدالغفور صاحب کی شخصیت اخبار بینوں کے لئے کسی تعارف کی محتاج نہیں موصوف پچھلے پچاس سال سے سیاست میں اہم کردار ادا کر رہے تھے۔ وہ ان سے سیاسی لیڈروں میں شامل تھے جن کا دامن ہر قسم کی بدعنوانیوں اور مروجہ سیاسی خرابیوں سے پاک تھا۔ وہ ذاتی زندگی میں بے داغ کردار کے مالک تھے۔

جماعت اسلامی سے اپنی وابستگی (۱۹۷۰ء سے ۱۹۸۴ء تک کے دوران) ان سے بہت سی ملاقاتیں رہیں، انہیں ہر اعتبار سے بہتر کردار کا مالک پایا۔ اگرچہ کارکنوں سے ملاقات میں اپنائیت کے اس جذبہ کا فقدان محسوس ہوا جو اسلامی تحریک جیسے قائد کی شان تھا لیکن اس کے اسباب میں مصروفیت کا شمار کیا جاسکتا ہے۔

(۲)۔ سید ذاکر علی صاحب، جسارت کے پبلشر تھے۔ ۱۹۷۰ء سے ۱۹۸۴ء تک ان سے بیسیوں ملاقاتیں رہیں انہیں جماعت اسلامی کا ولی انسان کہنا صحیح ہوگا ملنساری، محبت، اپنائیت، صبر وتحمل، برد باری، اپنوں اور غیروں سب سے والہانہ محبت ان کے مزاج کا حصہ تھا میں ۱۳ سال تک روز نامہ ''جسارت'' کے وقائع نگار خصوصی کی حیثیت سے کام کرتا رہا ان دنوں ان سے اکثر ملاقاتیں ہوتی رہتی تھیں ان دنوں میں جماعت اسلامی کی ایک ممتاز شخصیت کے رویے سے سخت شاکی تھا۔ محترم ذاکر صاحب کے سامنے سخت الفاظ میں اس کا اظہار ہوتا تھا موصوف، میرے دلی جذبات کو بڑی وسعت قلبی سے سنتے تھے اور اس سلسلہ میں انہوں نے مجھے نہ تو کبھی ٹوکا اور نہ ہی مجھے یہ احساس دلایا کہ تم ردعمل کا شکار ہو بعد میں جب میرا اہل اللہ سے تعلق قائم ہوا تو معلوم ہوا کہ یہ میری خالص نفسی جذبات کی صورت تھی اختلاف رائے کو اس شدت سے محسوس کرنا کہ اسے دشمنی تک پہنچانا، یہ فساد نفس ہی کا شاخسانہ ہے۔

سید ذاکر علی صاحب اس دور میں اپنی روحانیت کی ایسی ایسی باتیں بتاتے تھے کہ ہمارا ذہن ماننے کے لئے تیار نہیں تھا اور وہ گھنٹوں اپنے واقعات بتاتے تھے مثلاً بتاتے تھے کہ میرے پاس ابدال آتا ہے جو ملاقات کے بعد تھوڑا آگے چل کر غائب ہوجاتا ہے۔

موصوف بتاتے تھے کہ وہ ابدال آنے والے حالات کے بارے میں بہت ساری پیشن گوئیاں کرتا تھا جو بعد میں بڑی حد تک صحیح ثابت ہوتی تھیں۔ ایک بار بتایا تھا کہ میں نے ابدال سے پاکستان کی ایک فاضل شخصیت کے بارے میں پوچھا تھا کہ ان کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے ان کا کہنا تھا کہ وہ شخصیت دین کی بہت بڑی خدمت سرانجام دے رہی ہے اور دور جدید کے علمی اور نظریاتی فتنوں کے شکار افراد کو اسلام کی طرف لانے میں مولانا فیصلہ کن کردار ادا کر رہے ہیں۔

سید ذاکر علی صاحب کو جنوں کے سحر کو توڑنے اور سفلی عملیات کے اثرات کے قلعہ قمع کا بھی فن حاصل تھا۔ موصوف، اسلامی دعوت کے فروغ کے کام کے لئے بڑے بڑے منصوبے بناتے تھے۔ سندھی زبان میں اخبار کی اشاعت کا منصوبہ بھی تھا لیکن عملی طور پر ان کاموں میں کوئی خاص پیش رفت نہ ہوسکی۔

۱۹۸۴ء کے بعد جماعت اسلامی کے بزرگوں اور دوستوں سے میرا رابطہ منقطع ہوگیا کئی سالوں کے بعد کسی صاحب نے انہیں ہمارے ادارہ کی شائع کردہ سندھی اور اردو کتابیں دیں اس پر انہوں نے بڑی خوشی کا اظہار کیا اور کہا کہ جسارت میں لکھنے کا ملکہ کام آیا اور اب تم صحیح محاذ پر متحرک ہوگئے ہو۔

☆☆☆☆☆

نام کتاب:۔مقالات راشدیہ(جلداول)مصنف:۔محدث العصر فضیلۃ الشیخ ابوالقاسم سید محبّ اللہ شاہ الراشدی رحمہ اللہ،تقریظ:۔سید قاسم شاہ راشدی حفظہ اللہ،تقدیم:۔پروفیسر مولا بخش محمدی حفظہ اللہ
ناشر:۔نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار(لاہور)042-37321865

فرض نمازوں کے بعد اجتماعی دعا

فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا کرنے میں پاک و ہند کے علماء کا اختلاف رہا ہے،بعض اس کے ممانعت کے قائل ہیں،جبکہ احادیث کی روشنی میں فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا کرنے کا ثبوت ملتا ہے اور اسی پر ہمارے بعض سلف صالحین کا جن میں بالخصوص مبارکپوری صاحب کا جواز کا فتوئی ہے اسی لیے شاہ صاحب نے اس مسئلہ کی وضاحت اورعوام الناس کی سہولت کیلئے یہ مضمون لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد !

ا۔کیا ہاتھ اٹھا کر دعا کی جاسکتی ہے؟

۲۔کیا نماز فرض یا نفل کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا جائز ہے؟

۳۔اگر امام دعا کیلئے ہاتھ اٹھادے تو کیا مقتدی بھی اس کے ساتھ ساتھ اٹھا سکتے ہیں،یعنی اجتماعی طور پر دعا کر سکتے ہیں؟

(ا) پہلی بات سے متعلق تو اتنی احادیث صحیحہ آئی ہیں کہ اگر ان کو تواتر معنوی کا حکم دیا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا۔

(۲) اس کے متعلق یہ گزارش ہے کہ صحیح حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ فرض نمازوں کے بعد دعا مقبول ہوتی ہے جبکہ یہ فرمایا گیا ہے کہ فرض نماز کے بعد دعا مقبول ہوتی ہے تو اس سے امت کو رغبت دلانا ہے تا کہ صلوٰۃ مکتوبہ کے بعد خصوصی طور پر دعا کریں۔اب دعا بغیر ہاتھ اٹھائے بھی کی جاسکتی ہے اور اگر کوئی ہاتھ اٹھا کر دعا کرے تو وہ بھی جائز اور ٹھیک ہے کیونکہ یہ معلوم ہو چکا ہے کہ ہاتھ اٹھانا دعا کے آداب میں سے ہے۔(نہ کو لوازمات سے) جیسا کہ حدیث نبوی ''ان اللہ حی کریم'' (اخرجہ الترمذی، کتاب الدعوات، باب ان اللہ حی کریم، رقم الحدیث:۳۵۵۶۔ قال ابو عیسی ھذا حدیث حسن غریب، و ابو دائود رقم الحدیث: ۱۴۸۸۔وابن حبان فی صحیحہ:۸۷۳) وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے، پھر اگر کوئی نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہے اور اس بارے میں یہ تصور نہیں رکھتا کہ یہ فرض یا واجب ہے یہ نماز کے لوازمات و شرائط وغیرہا میں سے ہے تو اس میں کوئی خرابی نہیں اور نہ یہ بدعت کے تحت آسکتی ہے جو بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قولا (فی الترغیب والترہیب) ثابت ہے اس کا بھی وہی مقام ہے جو آپ کے فعل کا ہے،اسی طرح تقریر کا حکم ہے۔جب قول سے نماز فرض کے بعد دعا کرنے کا ثبوت ملتا ہے تو اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فعل نہ بھی ثابت ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں اور نہ ہی یہ بدعت کہلائے گی بلکہ یہ فعلاً بھی آپ سے ثابت ہے۔سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم نماز سے فراغت کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے تھے۔اس میں نماز کا لفظ عام ہے جو نفلی و فرضی کو شامل ہے اس کے متعلق علامہ ہیثمی مجمع الزوائد میں لکھتے ہیں: رجالہ ثقات اور علامہ مبارکفوری نے تحفۃ الاحوذی میں اس کو بحال رکھا ہے۔لہٰذا یہ حدیث قابل استناد و حجت ہے اور اس سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے تھے۔

علامہ مبارکپوری نے آخر میں لکھا ہے کہ میرے نزدیک قول راجح یہی ہے کہ نماز کے بعد فرضی و نفلی میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا جائز ہے، اس میں کوئی قباحت نہیں۔ جب یہ ثابت ہوا کہ نماز کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے تھے تو گو آپ نے اس پر مداومت نہ کی ہو لیکن اس کو کرتے رہنا مسنون ہوگا نہ کہ بدعت۔ صحیح مسلم میں صلوٰۃ کسوف کے باب میں ایک روایت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہے اس میں یہ الفاظ ہیں: ''ثم (ای بعد الخطبة) رفع یدہ فقال اللهم هل بلغت) (اخرجه مسلم فی صحیحه کتاب الکسوف باب صلاة الکسوف:۲۰۹۰)

اور خطبہ نماز کسوف کے بعد ہی ہوا تھا اس میں نماز کے بعد ہاتھ اٹھانے کا ثبوت ہے اور یہ الفاظ اس روایت کے بعد لائے ہیں جس میں یہ امر ہے کہ جب کسوف ہو تو نماز پڑھا کرو اور دعا کرو اور اس طرح قولاً فعلاً نماز کے بعد ہاتھ اٹھانے کا ثبوت ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''فتح الباری'' میں کتاب الدعوات میں اسی صحیح مسلم والی روایت کو دعا کیلئے ہاتھ اٹھانے کے ثبوت میں پیش فرمایا ہے۔

ملحوظہ ا۔ بعض احباب عہد حاضر کے ایک عالم کا حوالہ دے کر سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ضعیف قرار دیتے ہیں لیکن یہ نہایت عجیب بات ہے کیونکہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ والی حدیث تو طبرانی کے ''معجم کبیر'' میں ہے اور یہ کتاب ان مولانا نے ابھی تک دیکھی ہی نہیں، پھر اس کی سند کے کسی راوی پر کیسے کلام کر سکتے ہیں یا اس کی کس طرح تضعیف فرماتے ہیں؟ یہ خود جناب سوچیں ہم نے تو حافظ ہیثمی کے کہنے پر اعتماد کیا ہے (جو مجمع الزوائد میں فرمایا ہے) اور ''معجم کبیر'' حافظ ہیثمی کے سامنے یقیناً تھی اس لے ان کی توثیق تو سمجھ میں آتی ہے اور اس پر اعتماد بھی کرتے ہیں لیکن حضرت مولانا نے دیکھا ہی نہیں۔ لہٰذا ان کی تضعیف کا کیا مطلب ہے؟ یہ کتاب پاکستان میں ہے لیکن ڈیرہ نواب صاحب کے کتب خانے میں اور وہ دکھاتے تک نہیں۔

ملحوظہ ۲: صحیح مسلم والی حدیث کے متعلق اگر کوئی یہ کہے کہ اس میں تو دعا نہیں ہے صرف ''هل بلغت'' کے الفاظ ہیں لہٰذا یہ دعا کیسے ہوئی؟ اس کے لئے یہ گزارش ہے کہ اس حدیث میں دونوں ہاتھوں کے اٹھانے کا ذکر ہے اگر یہ دعا نہ تھی تو کیا چیز تھی؟ باقی رہا الفاظ ''هل بلغت'' کے تو بعض ادعیہ ڈائریکٹ ہوتی ہیں و بعض ان ڈائریکٹ وہ اس طرح کہ جیسے کوئی کہے کہ ''جئت لا سلم علیك'' مطلب یہ ہوتا ہے کہ مجھے کچھ دلوایئے۔ جیسا کہ علم البلاغہ میں تعریض کے مسئلہ کے بیان میں اس کی وضاحت ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ امام بخاری اپنی ''صحیح'' میں یہ بات منعقد فرماتے ہیں: (باب الدعاء بعد الصلوۃ) اور پھر اس میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث لاتے ہیں جس میں یہ الفاظ ہیں: ''قالو یا رسول الله صلى الله علیه وسلم ذهب اهل الدثور بالدرجات والنعیم المقیم قال کیف ذالك قالوا صلوا کما صلینا و جاهدوا کما جاهدنا وانفقوا من فضول اموالهم ولیست لنا اموال قال افلا اخبرکم بامر تدرکون من کان قبلکم وتسبقون من جاء بعد کم ولا یاتیها احد بمثل ماجئتم الا من جاء بمثله تسبحون فی دبر کل صلوٰة عشرا وتحمدون عشرا و تکبرون عشرا'' (اخرجه البخاری فی کتاب الدعوات باب الدعاء بعد الصلاة رقم الحدیث:۶۳۲۹)

امام المحدثین نے اس پر باب تو دعاؤں کا منعقد فرمایا لیکن اس میں دعا (بمعنی مروجہ) کا کہاں ذکر ہے؟ اس میں تو تسبیح تحمید، تکبیر کا ذکر ہے

لیکن دراصل بات یہ ہے کہ چونکہ اس تسبیح، تحمید وتکبیر میں جو منافع ہیں اور ان کے پڑھنے کا جو اجر وثواب ہے اس کے حصول کی طمع ورجاء قاری کے قلب میں ہوتی ہے، یعنی قاری پڑھ تو رہا ہے۔ سبحان اللہ وغیرہ لیکن دراصل ثناء وتحمید وتقدیس ہے وہ اللہ تعالیٰ سے اس کا اجر وثواب بھی مانگ رہا ہے۔ اس طرح یہ بجا طور پر دعائیں ہیں۔ امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عرفہ کے دن والی اس دعا: ''لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شي قدير'' کے متعلق پوچھا گیا کہ اس میں توحید وثناء ہے اس میں دعا نہیں ہے تو امام ابن عیینہ رحمہ اللہ نے جواب میں ایک شاعر کے دو شعر پڑھے:

أأذكر حاجتي ام قد كفاني ثنائي ان شيمتك الحياء

اذا اثنى عليك المرء يوما وكفاه من تعرضه الثناء

بس اسی طرح سمجھئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو سمجھانے کے بعد اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ! جب میں نے امت کو تیرے احکام پہنچا دیئے تو اب تو ہم پر مہربانی کرتے ہوئے یہ مصیبت دور فرما اور اس لیے کہ کوئی نیک کام کر کے اس کے بعد دعا کرنا قبولیت کے زیادہ موزوں ہوتی ہے۔ آپ جانتے ہیں تین آدمی غار میں جب محصور ہو گئے تھے تو اللہ کی جناب میں اپنے اچھے اعمال پیش کر کے پھر دعا کی تھی کہ یہ مصیبت ہم سے دور کی جائے۔ بس یہ بات بھی اسی طرح سمجھئے اور صحیح مسلم میں تو وضاحت سے بیان ہوا ہے کہ جب کسوف وغیر ہو تو نماز ودعا کی طرف متوجہ ہو جاؤ بس اسی قول کا یہ عملی نمونہ ہے کہ پہلے نماز پڑھی پھر ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی۔

ملحوظہ۳: اوپر عرض کیا گیا کہ فرضی نماز کے بعد دعا زیادہ مستجاب ہوتی ہے۔ اس کے بارے میں یہ حدیث ہے جو جامع الترمذی میں (کتاب الدعوات) میں سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے (مرفوعاً) کہ دعا زیادہ تر مقبول دو وقتوں میں ہوتی ہے۔ ایک جوف الليل الاخر اور دوسری دبر الصلوات المكتوبات (فرض نمازوں کے بعد) اس حدیث کے سب راوی ثقہ ہیں اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی تحسین فرمائی ہے اور علامہ مبارکپوری رحمہ اللہ نے اس کو بحال رکھا ہے اور یہ حدیث امام نسائی رحمہ اللہ نے بھی ''عمل اليوم والليلة'' میں ذکر فرمائی۔

ملحوظہ۴: اور پھر یہ بھی عرض ہے کہ دعا کیلئے ہاتھ اٹھانا یہ بھی دعا کے آداب میں سے ہے، اس بات کی دلیل میں بہت سی احادیث مرویہ ہیں۔ ان الله حي كريم الخ وغیرہ لیکن میں یہاں خصوصیت سے ایک حدیث نقل کرتا ہوں جس سے وضاحت کے ساتھ معلوم ہوتا ہے کہ ہاتھ اٹھانا دعا کے خصوصی آداب میں سے ہے۔ یہ روایت بیہقی نے ''سنن کبریٰ'' میں روایت کی ہے اور حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے اس کی سند ومتن یہ ہے:

''وقد اخبرنا ابو عبدالله الحافظ هوالحاكم صاحب المستدرك انباء ابوبكربن اسحاق انباء الحسن بن علي بن زيادحد ثنا عبدالعزيز بن عبدالله حدثني سليمان بن بلال عن عباس بن عبدالله بن معبد عن ابن عباس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال هكذا الا خلاص يشير باصبعه التي تلي الابهام وهذا الدعاء فرفع يديه حذو منكبيه وهذا الابتهال فرفع يديه مدا '' (السنن الكبرى للبيهقي:۱۳۳/۲)

اس حدیث کا ترجمہ بالکل واضح ہے اور اس سے معلوم ہوا ہے کہ دعا کا خصوصی طریقہ رفع ایدی کے ساتھ ہے گو بلا رفع ایدی دعا کا بھی ثبوت ہے لیکن اس سے اتنا تو ضرور معلوم ہوا کہ ہاتھ اٹھانا (دعا میں) بہر حال بہتر اور مستحب ہے کیونکہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کا یہ طریقہ بتایا ہے۔

اب ان دونوں حدیثوں کو ملا لیجئے تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ فرض نماز کے بعد زیادہ مستجاب ہوتی ہے اور دعا کا طریقہ ہاتھ اٹھانے سے ہے لہٰذا

فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا بدعت یا معیوب و ناپسندیدہ فعل نہیں بلکہ اچھا اور مستحب و مندوب بلکہ مسنون فعل ہے، یعنی مسنون قول (صرف ان احادیث کے بموجب) لیجئے ایک اور حدیث کا ذکر کرتا ہوں جس سے خصوصی طور پر فرضی نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل مبارک سے ثابت ہوتا ہے ملاحظہ فرمایئے۔

''حدثنا سلیمان بن احمد بن ایوب (ھوالامام الطبرانی) ثنا علی ابن الصقر ثنا عفان بن مسلم ثنا سلیمان بن المغیرۃ عن ثابت البنانی قال ذکر انس بن مالك سبعین رجلا من الانصار، الحدیث، وفیه فما رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم وجد علی سریة وجده علیهم لقد رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم کلما صلی الغداة رفع یدیه یدعو علیهم'' (حلیة الاولیاء للحافظ ابی نعیم الاصبهانی: ۱/۱۲۳ـ۱۲۴، سند کے اور تو سب رواۃ ثقہ ہیں لیکن علی بن الصقر صندوق) اس حدیث کی بھی امام حاکم نے تصحیح کی ہے اور حافظ ذہبی نے اس کو بحال رکھا ہے، ہاں صرف امام دارقطنی نے اس کے متعلق یہ فرمایا ہے کہ ''لیس بالقوی''، لیکن یہ جرح ایک تو غیر مفسر ہے۔ لہٰذا توثیق کے مقابلہ میں معتبر نہ ہوگی۔ (ثانیا) ائمہ فن کا کسی کے متعلق یہ فرمانا کہ ''لیس بالقوی'' اور کسی کے متعلق ''لیس بقوی'' بغیر لام التعریف ان دونوں میں فرق ہوتا ہے۔ علم الرجال پر تحقیقی نظر رکھنے والے مانتے ہیں اور انہوں نے بتادیا ہے کہ ''لیس بالقویٰ (یعنی معرف باللام) انما تنفی الدرجة الکاملة من القوة (التنکیل بما فی تعلیقات الکوثری من الا باطیل ص۲۳۲ ج۱: للعلامعة الیمانی) یعنی یہ کلمہ اس کے متعلق بولتے ہیں جو قوت حافظہ کے اعتبار سے کاملہ درجہ پر نہ ہو۔

اسی طرح علامہ امیر علی ''التـذنیـب لـلتـقـریـب'' میں فرماتے ہیں: ''لیس بالقوی (مـعـرف بـاللام) بمعنی الصدوق'' اور صاحب فوزالکرام نے علامہ سیوطی کی ''التعقبات'' اور ''الکنت البدیعات'' سے نقل کیا ہے کہ: ان من قیل فیه :انه لیس بالقوی لا تنزل روایته عن درجة الحسن ، ان محققین کی تصریحات اور علم الرجال پر محققانہ نظر رکھنے والوں کی ان وضاحتوں سے معلوم ہوا کہ علی بن الصقر صدوق اور کم از کم حسن الحدیث ہے اور یہ ان کی تحقیق اصول حدیث کے بھی بالکل موافق ہے۔ اصول حدیث کی ابتدائی کتاب جو عام طور پر سب مدارس میں زیر درس ہوتی ہے اس میں صحیح حدیث کی تعریف کے بعد حافظ صاحب فرماتے ہیں: ''اذا خف الـضـبـط ای مـع وجـود بـقیة الشـروط المذکورة فی تعریف الصحیح، فهو الحسن لذاته''

یعنی راوی میں اگر ضبط کی کمی کے سوا دوسرے سب اوصاف جو صحیح کی تعریف میں مذکور ہیں پائی جائیں تو یہ حدیث حسن لذاتہ ہوتی ہے اور اوپر یہ معلوم ہوا کہ لیس بالقوی قوۃ حافظہ کاملہ درجہ کی نفی کرتا ہے اور مآل اس کا وہی ہوا کہ اس میں ضبط کی کمی ہے اور اصول حدیث میں مذکور حسن لذاتہ حدیث کی تعریف سے بھی معلوم ہوا کہ اس میں جو راوی ہوتے ہیں وہ حفظ میں کمال درجہ نہیں رکھتے بلکہ ضبط کی ان میں قدرے کمی ہوتی ہے۔ اگر غور فرمائیں تو وہی بات معلوم ہوگی جو ہم نے عرض کی کہ ''علی بن الصقر حسن الحدیث اور صدوق ہے اور جب ان کی حدیث حسن ہوتی تو وہ بھی شقیق الصحیح فی الاحتجاج ہے۔ لہٰذا یہ حدیث حسن ہے اور اس سے استدلال صحیح ہے سند تحقیق کے بعد۔

متن حدیث: اس حدیث متن سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے بعد کافی عرصہ تک ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے رہے ہیں اگر یہ کہا جائے کہ یہ حدیث ان احادیث کے مخالف ہے جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ان پر بدعا کرتے تھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث ان کے مخالف نہیں ہے بلکہ بآسانی ان میں تطبیق ہو جاتی ہے۔ جب دو حدیثوں میں تطبیق کی صورت پیدا ہو سکتی ہے تو ترجیح یا ترک کی طرف بالکل رجوع نہیں کیا جائے گا جیسا کہ اصول حدیث میں محقق ہو چکا ہے، محدثین سب سے اول تطبیق کو ہی کام میں

لاتے ہیں اور جب وہ کسی طرح نہیں بنتی تو دوسرے طریقے اختیار کیے جاتے ہیں اسی وجہ سے امام الائمہ ابن خذیمہ فرمایا کرتے تھے کہ کوئی بھی میرے پاس دوحدیثیں صحیحہ لے آئے شرط یہ ہے کہ دونوں جید ہوں اور کوئی ایک ضعیف نہ ہو۔ جو بظاہر متعارض معلوم ہوتی ہوں تو میں ان میں تطبیق دے دوں گا۔ اب دیکھنا ہے کہ ان دونوں روایتوں میں تطبیق کی کیا صورت ہے؟ درحقیقت یہ حدیث ان روایت کے مخالف ہی نہیں بلکہ اس سے مزید ایک بات معلوم ہوئی یعنی اس روایت سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے اندر دعا قنوت کے ساتھ نماز سے فراغت کے بعد بھی ان پر بددعا کیا کرتے تھے کیونکہ یہ بڑا سنگین معاملہ رونما ہوا تھا یعنی ستر قراء شہید کردیئے گئے تھے اور اس واقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھ بھی بے حد پہنچا تھا۔ جس پر یہ الفاظ: ''فما رایت رسول الله صلى الله عليه وسلم وجد على سريعه وجده عليهم ''دلالت کرتے ہیں۔ اس لئے دونوں طرح نماز میں بھی اور نماز سے فراغت کے بعد بھی ان پر دعا فرماتے ہیں اس کا نظیر ایک اور بھی ملتا ہے مثلاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ایک دعا جس میں عذاب قبر وغیرہ سے استعاذہ ہے پڑھا کرتے تھے۔ (رواه البخاری فی صحیحه)

لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جو دعائیں استعاذہ وغیرہ نماز کے بعد کی احادیث صحیحہ میں وارد ہیں ان میں عذاب القبر سے استعاذہ موجود ہے، یعنی نماز میں بھی یہ دعا مانگی اور بعد نماز بھی اسی طرح اگر اس دردناک معاملہ کے وقوع پر بڑے درد اور دکھ کی وجہ سے آپ نے نماز میں اور نماز سے فراغت کے بعد ان پر دعا کی ہو تو یہ بعید نہیں بلکہ عین قرین قیاس ہے۔ بہرحال اس روایت حسنہ سے بھی معلوم ہوا کہ فرضی نماز کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ اٹھا کر دعا کیا کرتے تھے۔ جب آپ کے اسوہ حسنہ سے یہ بات ثابت ہوگئی تو اب اس کو بدعت کہنا کیسے درست ہوگا؟ بلکہ یہ تو عین مسنون ومندوب ہے اور مستحب ہوا۔ بہرحال ان قولی وفعلی احادیث سے نماز نفلی خواہ فرضی کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ثابت ہوا۔''وهوا المطلوب''۔

ملحوظہ: میں صحاح ستہ کے علاوہ دوسری کتب سے بھی دلائل پیش کرتا رہتا ہوں اور یہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ سلف سے خلف تک علماء وفضلاء محدثین وفقہاان صحاح ستہ کے علاوہ کتب حدیث سے دلائل پیش فرماتے رہتے۔ یہی بات صرف مدنظر ہونی چاہیے کہ ایک تو ان کی سند صحیح (جید) ہو اور دوسرے یہ کہ وہ روایت مشہور ومتداولہ کتب حدیث خصوصاً صحیحین کے مخالف نہ ہو۔ مخالف بھی ایسی کہ بغیر تکلف وتصنع کے ان میں تطبیق نہ ہوسکے، جب یہ دونوں باتیں موجود ہوں تو وہ روایت قبول کرلینی چاہیے بلکہ لازمی طور پر قبول کرنی ہوگی بلکہ یہ اللہ کا دین ہے جو محفوظ ہے اور مختلف کتب میں باتیں بکھری پڑی ہیں کہیں کوئی ملتی ہے کہیں کوئی۔

اب اوپر کی تحقیق سے درج ذیل چند اہم نکات معلوم ہوئے:

(الف) فرض نماز کے بعد دعا زیادہ مستجاب ہوتی ہے اور اس میں امت کو ترغیب ہے کہ وہ خصوصی طور پر فرائض کے بعد دعا کرے کیونکہ نیک عمل کے بعد دعا مقبول ہوتی ہے اور فرائض سے زیادہ کوئی عمل زیادہ صالح نہیں ہوتا۔'' وما تقرب الى عبدى بشيء احب الى مما افترضت عليه الحديث''(اخرجه البخاری عن ابی هريرة رضی الله عنه)

(ب) دعا میں ہاتھ اٹھانا یہ دعا کے خصوصی آداب میں سے ہے۔ اسی لیے دعا کیلئے اس ادب کو کسی خاص موقع یا محل کے ساتھ مخصوص نہیں فرمایا گیا ہے بلکہ اس کو عام رکھا گیا ہے، یعنی جب بھی انسان دعا کرے جس موقع پر کرے خواہ نماز سے قبل یا نماز کے بعد، نفلی نماز ہو یا فرضی ہو ان سب صورتوں میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا مستحب ومسنون ہیں۔

(ج) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمومی طور پر نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا عملاً ثابت ہے جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوا۔

(د) خصوصی طور پر فرض نماز کے بعد بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمومی طور پر نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا عملاً ثابت ہے جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں گزر چکا ہے جو "حلیۃ الاولیاء" سے منقول ہوئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ابتداء میں جو تنقیح طلب تین امور ذکر کیے تھے ان میں سے دو امور پر تو کافی لکھ چکا ہوں۔ ہوسکتا ہے کہ اپنی ہیچ میدانی اور تقاضا بسری سے کوئی پہلو مجھ سے اوجھل رہ گیا ہو لیکن بہر کیف اپنے مبلغ علم کی حد تک تو جو کچھ سمجھ میں آیا تحریر کر دیا۔ اب تیسرا امر رہ جاتا ہے اور وہ اجتماعی ہیئت سے دعا کرنا۔ اب ذیل میں اس پر اپنی معروضات پیش کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیں:

قولی حدیثیں: "عن سلمان الفارسی رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم مارفع قوم اکفهم الی الله عزوجل یسالونه شیاء الا کان حقا علی الله عزوجل ان یضع فی ایدهم الذی سالوا" (رواه الطبرانی فی المعجم الکبیر، قال فی مجمع الزوائد رجال هذا الحدیث ثقات "

اس حدیث سے معلوا ہوا کہ اجتماعی طور پر دعا کی جاسکتی ہے اور یہ حدیث اپنے عموم کی وجہ سے نماز کی جماعت کو بھی شامل ہے۔

۲۔ اخبرنا الشیخ الامام ابو بکر بن اسحاق نابشر بن موسی ثنا ابو عبدالرحمن المقرئ ثناء ابن لهیعة قال حدثنی ابو هبیرة (عبدالله بن هبیرة المصری ثقة) عن حبیب بن مسلمة الفهری و کان مستجاب الدعوات انه امر علی جیش فدرب الدروب فلما اتی العدوقال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول : لا یجتمع ملاء فیدعو بعضهم ویومن البعض الا اجابهم الله " (المستدرك للحاکم :۳/۳۴۷)

سند کی تحقیق: اس حدیث کی سند کے جملہ رواۃ حاکم کے شیخ سے لے کر صحابی سیدنا حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ تک سب کے سب ثقہ و صدوق ہیں عبداللہ بن لہیعہ بھی صدوق ہے۔ گو وہ احتراق کتب کے بعد مختلط ہو گیا تھا لیکن کتب رجال حدیث میں ائمہ فن کی تصریحات ملتی ہیں کہ ابن لہیعہ سے روایت کرنیوالے جب عبداللہ بن وہب، عبداللہ بن المبارک، عبداللہ بن یزید ابوعبدالرحمٰن المقری، عبداللہ بن مسلمہ القعنبی اور ولید بن مزید بیروتی (والد العباس) ہوں تب ان کی روایات صحیح ہوتی ہیں کیونکہ ان حضرات نے ابن لہیعہ سے احتراق کتب سے قبل سماع کیا تھا اور چونکہ اس روایت میں بھی ابن لہیعہ سے راوی ابوعبدالرحمٰن المقری، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہے اس لیے یہ روایت صحیح ہے اور سند بے غبار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے اور حافظ ذہبی نے اس پر اپنی صاد کر دی۔

متن حدیث: اس حدیث میں معلوم ہوا کہ اگر کوئی اجتماع ہو اور اس میں کوئی دعا کر رہا ہو اور کچھ لوگ اس پر آمین کہہ رہے ہوں تو ان کی دعا اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے۔

یہ عمومی الفاظ حدیث کے ہر اجتماع کو شامل ہیں کوئی اجتماع جو وعظ و نصیحت کا ہو، جنگ و جہاد کا ہو نماز کے لئے ہو، ان سب کو شامل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کسی خاص اجتماع سے مخصوص نہیں فرمایا اور نہ کسی خاص اجتماع مثلاً نماز وغیرہ کی دعا کو اس سے مستثنیٰ ہی کیا، لہٰذا جب یہ معلوم ہوا کہ فرض نماز کے بعد استجابت دعا کا زیادہ موقع ہوتا ہے اور اجتماعی صورت اور بھی زیادہ قبولیت کا موجب ہوتی ہے تو کیوں نہ فرضی نماز کے بعد اجتماعی طور پر دعا کی جائے؟ عمومات کتاب وسنت سے ساری امت اور ہر مکتب فکر کے لوگ علماء وفضلاء سلف سے خلف تک

حجت لینے آئے ہیں اگر یہاں بھی اس عموم سے استدلال کیا جائے تو اس سے کونسا محذور لازم آئے گا؟ بعض ایسی باتیں بھی ہوتی ہیں جن کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ترغیب تو دی ہیں لیکن کسی حدیث میں خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل اس کے مطابق نظر نہیں آتا۔مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ''بین کل اذانین صلوٰۃ''(اخرجه البخاري في صحيحه، كتاب الاذان، باب بين كل اذانين صلاة لمن شاء رقم الحديث:٦٢٧)اور یہ عموم ارشاد سب فرضی نمازوں کو شامل ہے اس لیے اہل حدیث وغیر اہلحدیث عشاء کی نماز سے پہلے بھی دوگانہ ادا کرتے ہیں اور ان کو مسنون (قولی) و مستحب اور اجر و ثواب کا کام جانتے ہیں ہم اس پر عمل کرتے ہیں لیکن کسی صحیح حدیث میں یہ دیکھنے میں نہیں آیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی عشاء سے پہلے کبھی کچھ پڑھا ہے عدم نقل کے باوجود ساری امت اس پر عمل کرتی ہے، اس لئے کہ اس پر قولی دلیل عمومی وارد ہے اور جید سند سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مغرب سے پہلے دو رکعت ادا کرنا ثابت ہے گو یہ بھی کوئی ایک مرتبہ۔اگر اللہ کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی عمل کے متعلق ترغیب صحیح طور پر وارد ہے تو اس پر عمل کرنا مسنون و مندوب ہے اور اجر ثواب کا کام ہے اگر چہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مطہرہ سے اس کے موافق فعل صحیح حدیث میں نہ بھی وارد ہو کیونکہ محققین کے نزدیک قول فعل سے راجح، مقدم اور اہم ہے، لہٰذا جب قولی حدیث سے اجتماعی دعا کا ثبوت ملتا ہے اور وہ اپنے عموم کی وجہ سے نماز کی اجتماعی ہیئت کو بھی شامل ہے تو پھر اس کو روکنے کا کیا مطلب اور اس کو بدعت سمجھنا کیا معنیٰ دارد؟

یہ عجیب معاملہ ہے کہ اس اجتماعی دعا کے متعلق بعض احباب فرماتے ہیں کہ:''بدعت کے اندیشہ سے کسی بات کا چھوڑ دینا اس کو کرنے سے بہتر ہے اور احوط ہے۔لیکن میں نہیں سمجھ سکتا کہ جب عمومی دلیل موجود ہے اور شارع بارع علیہ الصلوٰۃ السلام کی طرف سے کسی اجتماع کو مستثنیٰ بھی نہیں کیا گیا تو یہ بدعت نہیں ہوا کرتی۔اگر اس طرح ہر بات کو بدعت ہی قرار دیا جاتا ہے تو فرمایئے یہ ہمارے مدارس موجودہ ہیئت کذائی کے لحاظ سے بدعت نہیں ہیں۔ہمارے دینی پروگرام کا آغاز کلام پاک کی تلاوت سے ہوتا ہے پھر وعظ و ارشاد شروع ہوتا ہے لیکن بتائے کہ کس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی دینی اجتماعات اور تبلیغی جلسے اس طرح کیے کرتے تھے۔قرآن حکیم کی تلاوت یقیناً خیر و برکت کا باعث ہے لیکن ان حضرات کے کہنے کے مطابق اس میں بدعت کا اندیشہ ہے کیونکہ کسی حدیث مرفوعاً صحیحہ بلکہ موضوع میں بھی یہ نہیں آیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے کسی دوسرے سے تلاوت شروع کروائی اور پھر وعظ نصیحت کا آغاز فرمایا ہو تو کیا ان کے ارشاد کے مطابق یہ بدعت نہیں؟ اور پھر ہم آپ سب اجتماع کے اختتام پر اجتماعی طور پر دعا کرواتے ہیں کیا یہ اجتماعات دینی حیثیت کے حامل نہیں؟ لیکن اگر ان اجتماعات کی اجتماعی دعا کو یہ حضرات مذکورہ بالا جیسی حدیث سے ثابت کریں گے تو یہ صحیح ہوگا اور بدعت نہ رہے گا لیکن اس صورت میں پھر نماز کے اجتماع کو باہر نکالنے اور اس کو اس سے مستثنیٰ کرنے کیلئے ان کو ایک مستقل دلیل کتاب وسنت سے پیش فرمانا ہوگی۔ویسے ہی اپنے خیال سے کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ان عمومات کو محض اپنے کسی خیال یا اندیشہ کی وجہ سے مخصوص کردے اگر یہ طریقہ چل نکلا تو پھر بے دین لوگ بہت سی عام باتوں کو مخصوص (کسی خاص آدمی کے ساتھ یا کسی مخصوص عمل وموقع کے ساتھ) کریں گے اور اس کا نتیجہ کیا نکلے گا وہ بخوبی جانتے ہیں۔اب ایک اور صحیح حدیث پیش خدمت ہے جو''صحیح بخاری'' میں کتاب الاستسقاء میں تحت باب ''رفع الناس ايديهم مع الامام في الاستسقاء'' میں سیدنا انس رضی اللہ سے مروی ہے:

" قال (ای انس رضی الله عنه) اتى رجل اعرابى من اهل البدوالى رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم الجمعة فقال يا رسول الله هلكت الماشية، هلكت العيال، هلكت الناس فرفع رسول الله صلى الله عليه

وسلم یدیه یدعو ورفع الناس ایدیهم مع رسول الله صلی الله علیه وسلم یدعون" (اخرجه البخاری، فی صحیحه، کتاب الاستسقاء باب، رفع الناس ایدیهم مع الامام فی الاستسقاء رقم الحدیث:۱۰۲۹)

اس اصح الکتب بعد کتاب اللہ کی صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے تھے تو لوگ بھی آپ کے ساتھ ہاتھ اٹھا لیتے تھے اور حدیث کے ظاہر سیاق سے یہی صحابہ کا معمول ہوتا ہے۔ یہ حدیث گو استسقاء کے موقع پر وارد ہے لیکن اس کے متعلق میری چند گزارشات ملاحظہ فرمائیں:

ا۔اعرابی جو آیا تھا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی دعا کیلئے عرض کیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو نہیں کہا تھا کہ آپ میرے لئے دعا کریں۔

۲۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو امر نہیں فرمایا کہ تم بھی ہاتھ اٹھاؤ کیونکہ اس کے متعلق حدیث میں ایک لفظ بھی نہیں۔

۳۔یہ دعا عمومی نہیں تھی، یعنی عام طور پر سب لوگوں نے بارش کیلئے دعا طلب نہیں کی تھی بلکہ یہ صرف وہ اعرابی رسول لے کر حاضر ہوا تھا اور پھر جب ایک ہفتہ تک بارش پڑتی رہی تو وہی آ کر پھر اس کی بندش کے لئے دعا کا طالب ہوا تھا ورنہ عمومی حالت میں جیسا کہ روایات میں آتا ہے کہ آپ لوگوں کو لے کر عیدگاہ جاتے دوا گانہ ادا کرتے تحویل ردا کرتے اور دعا بھی فرماتے چونکہ یہ عامۃ الناس کے تقاضا سے تھا، لہٰذا اس وقت اگر سب لوگ ہاتھ اٹھا لیتے ہوں۔تو یہ سمجھ میں آتا ہے کہ یہ سب اپنے لیے دعا کرتے ہیں لیکن یہاں یہ صورت نہیں، نہ ہی عامۃ الناس سے دعا کروائی تھی بلکہ دعا کرانے والا صرف ایک بدوی تھا اور اس بدوی نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لوگوں کو ہاتھ اٹھانے کیلئے نہیں کہا تھا لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دعا کیلئے ہاتھ اٹھا لیے تو اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا معمول تھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ اٹھاتے تو وہ بھی ساتھ ہی اٹھاتے۔

اسی لیے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''فتح الباری'' میں لکھا ہے ''لبیان اتباع المامون الامام فی رفع الیدین ''یعنی اس میں یہ بیان ہے کہ امام کے اتباع میں مقتدی ہاتھ اٹھا سکتے ہیں اور اوپر یہ حدیث پیش کر چکا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا فرماتے رہے اور ابن الزبیر والی عام حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے تھے۔جب آپ ہاتھ اٹھاتے ہوں گے اگر چہ یہ منقول نہیں اور عدم نقل وعدم ذکر عدم وجود کو مستلزم نہیں یہ ہمارا ایمان ہے کہ یہ اللہ کا دین ہے جو من وعن موجود ہے اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ''انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون ''فرمایا:''نزلنا القرآن ''الخ نہ فرمایا یعنی قرآن بمع تشریح وتفصیل (حدیث) کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے لیکن کچھ باتیں ایسی بھی ہوئی ہیں جن کی نقل ابھی تک ہمیں نہیں ملی اور کچھ باتیں ایسی بھی ہیں جو ہمارے اسلاف کو نہ ملیں لیکن ہمیں مل گئیں۔اسی طرح وہ باتیں جو ہم کو نہیں مل سکیں ممکن ہے کہ مستقبل میں ان کے متعلق بھی ہمیں نقل صحیح مل جائے۔''وما ذالك علی الله بعزیز ''مثلاً نماز میں رکوع کے بعد وضع کرنا چاہیے یا ارسال؟ لیکن اس مسئلہ کے متعلق کوئی نص صریح تو بہر حال کسی کی جانب نہیں ہے اگر نص صریح ہوتی تو کم از کم اہل حدیث میں تو اختلاف نہ ہوتا بہر صورت نص صریح نہیں اور جس نے جو موقف اختیار کیا ہے وہ اگر چہ احادیث نبوی پر مبنی ہے لیکن ان سب کی حیثیت استنباط واجتہاد کی ہے حالانکہ علماء بخوبی جانتے ہیں کہ نماز کے متعلق ایک ایک جزء منقول ہوتا ہے۔کچھ باتیں پہلے معلوم نہ تھیں۔کتب حدیث (مزید) سامنے آئیں تو وہ معلوم ہو گئیں کئی کتب حدیث ہم سے غائب ہیں، ممکن ہے ان میں اس مسئلہ پر بھی کوئی نص صریح ہو۔بہر حال عرض صرف یہ کرنا ہے کہ ایسی باتیں بھی ہیں جن کی نقل صحیح نہیں ملی لیکن پھر بھی

ہم یہ خیال رکھتے ہیں کہ نقل ضرور ہوگا۔ ہمیں ابھی تک نہیں ملا۔ لہذا ہوسکتا ہے نماز کے بعد اجتماعی حیثیت سے دعا کے متعلق بھی کوئی نص ہو۔ گو وہ اب تک ہم تک نہیں پہنچ سکی اور اگر معاملہ اجتہاد تک پہنچ گیا تو پھر ہمیں بھی گنجائش ہے اور اس کے متعلق آگے عرض کررہا ہوں۔

اس مسئلہ پر پھر ایک طرح سے غور فرمائیں، بہت سی باتیں ایسی بھی ہیں جن کی صراحت کتاب وسنت میں نہیں ہے اور اس کیلئے شریعت نے اجتہاد واستنباط کی اجازت مرحمت کی ہے جیسا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کہ اگر کوئی بات کتاب وسنت میں صراحتاً تم کو نہ ملے تو کیا کرو گے؟ تو سیدنا معاذ رضی اللہ نے جواب دیا کہ اجتہاد کروں گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اپنی رضامندی کا اظہار فرمایا۔ اور اسی اجتہاد واستنباط کی وجہ سے آج تک علماء محققین پیش آمدہ مسائل کا حل پیش فرماتے رہے بلکہ قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ جتنے کچھ نئے مسائل امت کو درپیش ہوں گے ان کا وجود کتاب وسنت سے ملتا رہے گا۔ صراحتاً نہیں تو استنباطاً۔ لہذا کیوں نہ ہم بھی مسئلہ زیر بحث پر اجتہاد واستنباط کریں؟ تو آپ جانتے ہیں کہ احادیث میں یہ تو نہیں آتا کہ فرضی نماز کے بعد اجتماعی ہیئت میں دعا نہ کیا کرو اور نہ ہی وارد ہوا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میمون میں صحابہ رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اجتماعی طور پر دعا نہیں کیا کرتے تھے۔ صرف اس کے متعلق سکوت ہے، یعنی نہ اثبات اور نہ نفی۔ اب اگر ہم احادیث کی روشنی میں اس مسئلہ پر اجتہاد کریں تو اس میں کیا قباحت ہے؟ البتہ یہ دیکھنا ہوگا کہ یہ اجتہاد قواعد علمیہ کے مطابق ہے یا نہیں اور کتاب وسنت کو سامنے رکھ کر ان کے اشارات، اقتضاءات، عبارات، عمومات، اطلاقات وغیرہم سے استنباط کیا گیا ہے یا نہیں۔ اگر یہ باتیں ہیں تو وہ اجتہاد صحیح ہے اب اس بات کو ذہن میں رکھ کر میری اوپر ذکر کی ہوئی گزارشات پر مکرر سہ کرر اور بہ دقت نظر کسی جانب میلان سے خالی ہوکر پھر فیصلہ فرمائیں کہ کیا میں نے جو استنباط کیا ہے وہ صحیح ہے یا غلط؟ اگر قواعد علمیہ کے مطابق اس میں کوئی غلطی ہے تو اس کا اظہار فرمائیں اگر صحیح ہے تو پھر اس کو بدعت کہنے سے رجوع فرمالیں اور اس کو مندوب ومستحب سمجھیں۔

مزید ایک حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

امام مسلم اپنی صحیح میں سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے ایک حدیث لائے ہیں: ''قالت امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نخرجهن فی الفطر والا ضحی العواتق والحیض وذوات الخدر فاما الحیض فیعتزلن الصلوات ویشهدن الخیر ودعوة المسلمین'' اخرجه البخاری فی کتاب العیدین، باب خروج النساء والحیض الی المصلی، رقم الحدیث:۹۷۴، مسلم فی صحیحه، کتاب صلاة العیدین رقم الحدیث:۲۰۶۱)

اس میں واضح طور پر عورتوں کو بھی مسلمانوں کی اجتماعی دعا میں شرکت کرنے کی ترغیب ہے کیونکہ حیض والیاں جو مصلیٰ میں حاضر ہوں گی وہ نماز تو نہیں پڑھیں گی۔ (فیتعزلن الصلوة) باقی دعوة المسلمین کیا رہی؟ بس یہی کہ وہ بھی ان کے ساتھ دعا کرنے میں شریک ہوں۔ باقی رہا ہاتھ اٹھانے کا مسئلہ تو پہلے صحیح حدیث پیش کرچکا ہوں کہ دعا کے آداب میں سے ہاتھ اٹھانا بھی ہے۔ کوئی شاید کہے کہ یہ احادیث تو پہلے سے موجود ہیں لیکن سلف میں سے کسی نے یہ مسئلہ نہیں نکالا اور آج بھی عام اہل حدیث کا یہی خیال ہے کہ یہ کام مسنون نہیں، پھر آپ کے استنباط کی کیا حقیقت ہے؟ کیا تم سلف صالحین سے علم میں بڑھے ہوئے ہو؟ تو اس کے بارے میں یہ گزارش ہے کہ راقم الحروف اپنے آپ کو حاشا وکلا۔ سلف صالحین بلکہ موجودہ صالحین علماء سے بھی علم میں زیادہ تصور نہیں کرتا لیکن یہ اللہ کا دین ہے کسی کی سلف میں سے ہو یا خلف میں سے میراث

نہیں۔ ہر ایک کو بشرطیکہ اس میں اس کی کچھ اہلیت ہے یہ حق ہے کہ اس سے مستفید ہو اور کتاب وسنت کی روشنی میں استخراج واستنباط کرے اور ایسا بھی ہوتا کہ:

گاہ باشد کہ کودک نادان   بغلط بر ہدف زند تیرے

اگر ایک بات سلف کے خیال میں نہیں آئی اور خلف میں سے کسی کو وہ بات سمجھ میں آ گئی تو اس پر یہ لازم نہیں آتا کہ وہ سلف سے علم وفضل میں زیادہ ہو گیا اور نہ ہی یہ مناسب ہوگا کہ یہ بات چونکہ خلف میں سے کسی نے کہی ہے اور سلف میں سے کسی نے اس سے تعرض نہیں کیا، لہٰذا وہ مسترد وباطل ہے اگر چہ وقواعد شرعیہ وعلمیہ کے ماتحت ہو۔ بلکہ حدیث (فرب مبلغ اوعی من سامع) میں خلف کی ایک گونہ منقبت نکلتی ہے یعنی خلف میں بھی ایسے ہوں گے جو کتاب وسنت کے ارشادات عالیہ سے زیادہ مستفید ہوں گے اور ان سے کافی ووافی استخراج مسائل واستنباط نوازل کا کریں گے، پھر اس میں کیا خرابی ہے کہ اس احقر العباد نے اگر ایک بات متخرج کی اور وہ صحیح استنباط ہے گو وہ سلف میں سے کسی نے پیش نہ کی ہو۔

ایک بات اور اس سلسلہ میں سامنے آتی ہے کہ آیا اس کام پر دوام کرنا درست ہے یا نہیں؟ تو اس کے متعلق بھی راقم الحروف کی یہ تحقیق ہے کہ اگر اس کو نماز کے لوازمات یا شرائط میں سے نہ تصور کرے اور نہ کرنے والے پر نکیر، یا طعن وتشنیع نہ کرے اور نہ کرنے کو برا سمجھے تو وہ اس پر مداومت کر سکتا ہے، آپ جانتے ہیں کہ رمضان المبارک میں تراویح باجماعت پر ساری امت کا ہمیشہ سے عمل رہا ہے۔ مقلدین وغیر مقلدین اہل حدیث وغیرا ہلحدیث، یعنی ساری دنیا میں ہر رمضان المبارک میں اس پر عمل ہوتا ہے اور اس کو تقرب الی اللہ کا ذریعہ اور اجر وثواب کا کام سمجھا جاتا ہے لیکن احادیث صحیحہ کو دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف دو تین راتیں اس قیام اللیل کو باجماعت ادا فرمایا ہے۔ پھر نہیں کیا لیکن جب باجماعت ثبوت ہو گیا گو ایک دو مرتبہ ہی سہی تو وہ کام مسنون ہے۔ اس پر مداومت بھی جائز بلکہ مستحب ہے لیکن اگر کوئی قیام رمضان باجماعت کو لازمی وفرض واجب قرار دے تو یہ احداث فی الدین ہوگا۔ مندوبات ومستحبات کو استحباب پر ہی رکھنا چاہیے اس سے اٹھا کر وجوب اور لزوم تک لے جانا تجاوز عن حدود اللہ ہے۔ لہٰذا صحیح بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ ضروری باتوں کو مدنظر رکھ کر اگر کوئی اس فعل پر مداومت کرتا ہے تو یہ درست ہے اور مندوب ومسنون ہے اگر کوئی کبھی کرتا ہے کبھی نہیں کرتا تو وہ بھی صحیح طریقہ پر ہے۔ اگر کوئی بالکل ہی نہیں کرتا تو وہ بھی غلط طریقہ پر نہیں کیونکہ یہ چیز مستحباب میں سے ہے لزومی نہیں، لہٰذا اگر اس کے تارک پر یا استمرار نہ کرنے والے پر کوئی نکیر کرتا ہے یا اس پر طعن و تشنیع کی زبان کھولتا ہے اسکو برا بھلا کہتا ہے یا اس کے متعلق ناگوار الفاظ نکالتا ہے تو یہ ناجائز فعل کرتا ہے اور جو چیز لازم اور واجب نہ تھی اس کو واجب قرار دینے کی وجہ سے وہ مبتدع ہے۔ بہرکیف اس مبحث پر مزید لکھنے سے اجازت چاہتا ہوں میں اس تحقیق میں کہاں تک کامیاب رہا ہوں یہ فیصلہ علماء وفضلاء کو کرنا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

ایک بات رہ گئی وہ بطور تذنیب یا (P.S) عرض کرتا ہوں۔ صحیح بخاری کی حدیث کے متعلق یہ سوال ہو سکتا ہے کہ امام المحدثین نے تو اس پر باب "رفع الناس ایدیھم مع الامام فی الاستسقاء" باندھا ہے۔ گویا انہوں نے بھی اس کو استسقاء کے موقع سے مخصوص سمجھا اس کے بارے میں امام ہمام نے فی الاستسقاء کے الفاظ اس لیے باب میں داخل کیے کہ اس حدیث میں استسقاء کے موقع کا ہی ذکر ہے۔ اگر صرف " رفع الناس ایدیھم مع الامام " لکھتے تو یہ باب کتاب الاستسقاء میں لانے کی کوئی وجہ نہ ہوتی غور فرمائیں باقی رہا اس سے مزید استنباط تو یہ

دوسروں کا کام ہے۔امام والمقام اس استنباط کے منکر نہیں ہیں۔ہم دیکھتے ہیں کہ امام بخاری باب منعقد کر کے ایک حدیث اس کے تحت لاتے ہیں، پھر شرح اس حدیث کو ترجمۃ الباب سے مناسبت کی توجیہ کر کے ترجمۃ الباب کے علاوہ بہت سے مسائل اور فوائد اس حدیث سے مستنبط کرتے ہیں، لہٰذا آپہ کوئی معیوب نہیں یہی وجہ ہے کہ اس حدیث کے متعلق حافظ صاحب نے جو فتح الباری میں استنباط کیا ہے وہ اوپر گزر چکا ہے اور میں نے جس طرح اس سے مسئلہ زیر بحث سے متعلق استخراج کیا ہے وہ بھی گزر چکا ہے۔ وللہ الحمد

۴۔مسند احمد والی حدیث جس میں ''رات'' کی قید ہے اس کی سند صحیح ہے، امام احمد کا شیخ ہاشم، یہ ابن القاسم ابوالنضر ہیں اور یہ ثقہ ہیں، اس کا شیخ لیث ہیں اور یہ ابن سعد ہیں جو امام فقیہ ثقہ ہیں ان کے شیخ جعفر بن ربیعہ ہیں وہ بھی ثقہ ہیں، پھر عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج بھی ثقہ ہیں پھر سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سند بہر حال صحیح ہے۔

۵۔بیہقی کا اثر (سعید بن جبیر کا) اس کا سند کے اور تو سب راوۃ ثقہ ہیں صرف حاکم کے شیخ کا شیخ یعقوب بن یوسف الاخرم کا پوری طرح سے ترجمہ تا حال نہ مل سکا۔صرف اتنا معلوم کر سکا ہوں کہ یہ مشہور امام اور حافظ ابوعبداللہ محمد بن یعقوب کے والد ہیں اور تذکرۃ الحافظ میں ذہبی نے حافظ ابوعبداللہ محمد بن یعقوب بن یوسف الاخرم کے ترجمہ میں اتنا لکھن ہے کہ ''یعرف ابوه بابن الكرماني ''اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ معروف ہیں مجہول نہیں۔اس سے زیادہ ابھی تک کچھ تحقیق نہیں ہوسکی۔میں سمجھتا ہوں کہ اس کی سند جید ہوگی، امام بیہقی کا شیخ، حاکم ہے اس سے خیال ہوتا ہے کہ یہ روایت مستدرک میں شاید ہو لیکن ابھی تک ملی نہیں۔میں تلاش کر رہا ہوں اگر ''مستدرک'' میں مل گئی اور حاکم کی طرف سے اس کی تصحیح اور حافظ ذہبی کی اس پر صاد مل گئی تو ان شاء اللہ عرض کر دوں گا۔

۶۔میمون المکی کے متعلق ''تہذیب التہذیب'' میں لکھا ہے کہ اس سے راوی صرف عبداللہ بن ھبیرۃ السبائی المصری ہے اور کسی امام سے جرح و تعدیل نقل نہیں کی۔لہٰذا وہ مجہول ہی ہے اور یہی کچھ حافظ ذہبی میزان میں فرماتے ہیں۔میمون المکی (وعن ابن عباس) التہذیب میں مزید ابن الزبیر کا بھی ذکر ہے۔''لا يعرف تفرد عنه عبدالله بن هبيرة سبائی''

باقی رہا ابن جوزی، زیلعی اور علامہ الکھنوی کا سکوت اور مجرد سکوت سے کسی راوی کی توثیق و تعدیل نہیں ہوتی بلکہ بسا اوقات اس کے لئے بھی سکوت اختیار کر لیا جاتا ہے کہ وہ روایت شواہد و متابعات میں ہوتی ہے اور شواہد و متابعات میں جو تسامح کیا جاتا ہے اور وہ اصول میں نہیں کیا جاتا ہے۔کیونکہ ایک بات صحیح طور پر ثابت ہے، اب اگر اس کی مزید کوئی اور روایت جو نسبتاً کمزور ہے ضعیف یا اصالتہً احتجاج کے قابل نہیں موجود ہے تو اس اصل حدیث کے لئے بطور شاہد پیش کرنے میں کوئی خرابی نہیں۔رفع الیدین کے بارے میں بھی بہت سی صحیح روایات موجود ہیں۔لہٰذا اس کی تائید میں اگر کوئی دوسری ضعیف روایت بھی ذکر کی گئی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں، لہٰذا اس پر سکوت کر لیا۔

والله اعلم و علمه اتم واحكم وهو اعلم بالصواب و آخر دعوانا الحمد لله رب العالمين

☆☆☆☆☆

" الاحسان " ان تعبد الله كانك تراه (رواه البخاری ومسلم)

قد افلح من تزکی (سورۃ الاعلیٰ آیت 14) — قد افلح من زکّٰھا (سورۃ الشمس آیت 9)

اسکین شدہ کتابیں

پاکیزہ ذوق تصوف، شرعی تعویذ، عملیات پر کتابوں کا عکس جو نہایت محنت اور کوشش کے بعد حاصل کی گئیں اور افادہ عام کیلئے شائع کی جارہی ہیں۔

(1) کتاب التعویذات تالیف: علامہ نواب صدیق حسن خان صاحب رحمہ اللہ۔ 1333 ہجری میں شائع ہونے والا ایک صدی قدیم نسخہ نہایت تلاش و بسیار کے بعد احتیاط کے ساتھ سکین کر کے دوبارہ 1434 ہجری میں اہل علم اور باذوق حضرات کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔

(2) انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ تالیف: مجمع کمالات ظاہری و باطنی مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ۔ اس کتاب میں شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اپنے سلاسل طریقت (چشتی، قادری، نقشبندی، سہروردی) کو تفصیل سے بیان کر کے ثابت کیا ہے کہ ان کا انتساب آپ ﷺ سے ثابت و منقول ہے۔

(3) فیوض الحرمین تالیف: مجمع کمالات ظاہری و باطنی مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ کے حرمین میں قیام کے دوران مکاشفات غیبیہ، اہل اللہ اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روحانی ملاقاتوں کا حیرت انگیز تذکرہ جو عام عقل انسانی سے ماوریٰ ہے لیکن ایک سچی حقیقت ہے۔

(4) فیصلہ وحدت الوجود والشہود تالیف: مجمع کمالات ظاہری و باطنی مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ۔ وحدت الوجود کے سلسلے میں شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تحقیقی و علمی مقالہ جو آپ کے رسوخ فی التصوف کی واضح دلیل ہے۔

(5) القول الجمیل مع شرح شفاء العلیل تالیف: مجمع کمالات ظاہری و باطنی مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کی اہمیت وافادیت تصوف پر نہایت اہم کتاب اس میں اشغال تصوف پر تفصیل سے بحث کی گئی ہے اور علمی و تحقیقی انداز میں مکمل دفاع کیا گیا ہے۔

(6) حرز اعظم تالیف: مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ۔ دشمنوں کے شر، جادو جنات کے اثرات، بندشوں سے نجات اور ہر قسم کی تکالیف سے حفاظت کیلئے مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ کا مجرب و آزمودہ وظیفہ

(7) خوارق تالیف: زبدۃ العارفین مولانا غلام رسول رحمہ اللہ۔ صاحب کرامات کثیرہ، زبدۃ العارفین مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کے نقشبندی مرشد کے حالات و واقعات کا نایاب تذکرہ جس میں آپ کا نقشبندی شجرہ طریقت بھی موجود ہے۔

(8) حزب الرسول ﷺ تالیف: مولانا محمد صادق سیالکوٹی رحمہ اللہ۔ ہفتے کے سات ایام میں پابندی کے ساتھ پڑھنے کیلئے مولانا محمد صادق سیالکوٹی رحمہ اللہ کا مجرب نورانی وظیفہ جو نہایت خیر و برکت اور پریشانیوں سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔

(9) میرے روحانی تجربات و مشاہدات تالیف: کمال الدین کمال سالار پوری۔ جادو جنات کے شر فقر و فاقہ سے نجات اور بلیات سے حفاظت کیلئے اولیائے کرام کے آزمودہ وظائف۔

(10) تحفۃ الطالبین مع زاد الطالبین تالیف: جناب الحاج حضرت مولانا مولوی محمد ولی اللہ منصور پوری۔ عملیات اور روحانی علاج کا ذوق رکھنے والے حضرات کیلئے اولیائے کرام کی زندگی کا نچوڑ اپنے موضوع پر بے مثال کتاب۔

(11) اعمال ایسے کہ فرشتے اتریں تالیف: ابوریان نعیم الرحمان۔ اولیاء کرام رحمہم اللہ کی زندگی میں جابجا مکاشفات غیبیہ اعمال پر فرشتوں اور نورانی مخلوق سے ملاقاتوں کا تذکرہ ملتا ہے جو خود ساختہ من گھڑت اور بنائی ہوئی کہانیاں نہیں بلکہ قرآن اور مستند احادیث سے ثابت شدہ ہیں، تفصیل کتاب ھذا میں ملاحظہ فرمائیں۔

صدیوں پرانی کتب کا اصل عکس

پاکیزہ ذوق تصوف، شرعی تعویذ و عملیات، علمائے اہل حدیث
کی مسائل میں اعتدالی اور میانہ روی پر مشتمل کتب کا اصل عکس۔

زمین زرخیز ہو تو بیج اچھے انداز میں اگ سکے گا......دلوں کی زرخیزی پاکیزہ تصوف ہی سے ممکن ہے۔

تزکیۂ نفس اور تہذیب اخلاق کیلئے پاکیزہ اور شفاف تصوف کا نظام چودہویں صدی کی پیداوار نہیں......صدیوں سے بڑے بڑے علمائے کرام، محققین عظام کی زندگیاں نہ صرف پاکیزہ تصوف کی قائل بلکہ بھرپور انداز میں اس کی اشاعت کرتی نظر آئی ہیں۔ مثلاً شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ، شاہ عبدالغنی مجددی رحمہ اللہ......

کچھ بھولی بسری کتابیں جو بڑوں کے ذوق تصوف، ان کے آزمودہ مجرب عملیات اور مسائل میں اعتدال و میانہ روی کا بین ثبوت ہیں عکس لینے کے بعد من وعن آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک کتاب ''کتاب التعویذات'' تالیف علامہ نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ جو ایک صدی قبل شائع ہوئی تھی بڑی محنت اور جستجو سے حاصل کرنے کے بعد شائع کی جارہی ہے۔ اس کے علاوہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کی تین مشہور و معروف صدیوں پرانی کتابیں جو آپ کے ذوق تصوف کو نہایت احسن طریقے سے بیان کرتی ہیں بطور یادگار اور حفاظت کیلئے دوبارہ نہایت احتیاط کے ساتھ عکس لینے کے بعد شائع کی جارہی ہیں۔ اللہ اس کاوش کو اخلاص اور اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔

بعض کتابیں قدیم اور نایاب تو نہیں لیکن موضوع سے مطابقت رکھنے کی وجہ سے انہیں من وعن شائع کیا گیا۔

☆......☆......☆

قال اللہ تعالیٰ ادعونی استجب لکم

از تصانیف عمدۃ المفسرین زبدۃ المحدثین نواب سید محمد صدیق حسن خان علیہ الرحمۃ والغفران

وفات جمادی الثانی ۱۳۰۷ھ ۲۰ فروری ۱۸۹۰ء

کتاب التعویذات

اردو معروف

ایک صدی قدیم نسخہ

الداء والدواء

۱۳۳۳ھ

حسب فرمائش

ملک غلام محمد تاجر کتب کشمیری

بازار لاہور

پنجابی پریس لاہور میں باہتمام میاں محمد کریم خاں مینیجر کے چھپا۔

1333 ہجری میں شائع ہونے والا ایک صدی قدیم نسخہ نہایت تلاش وبصیار کے بعد احتیاط کے ساتھ تصحیح کرکے دوبارہ 1434 ہجری میں اہل علم اور باذوق حضرات کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔

الف
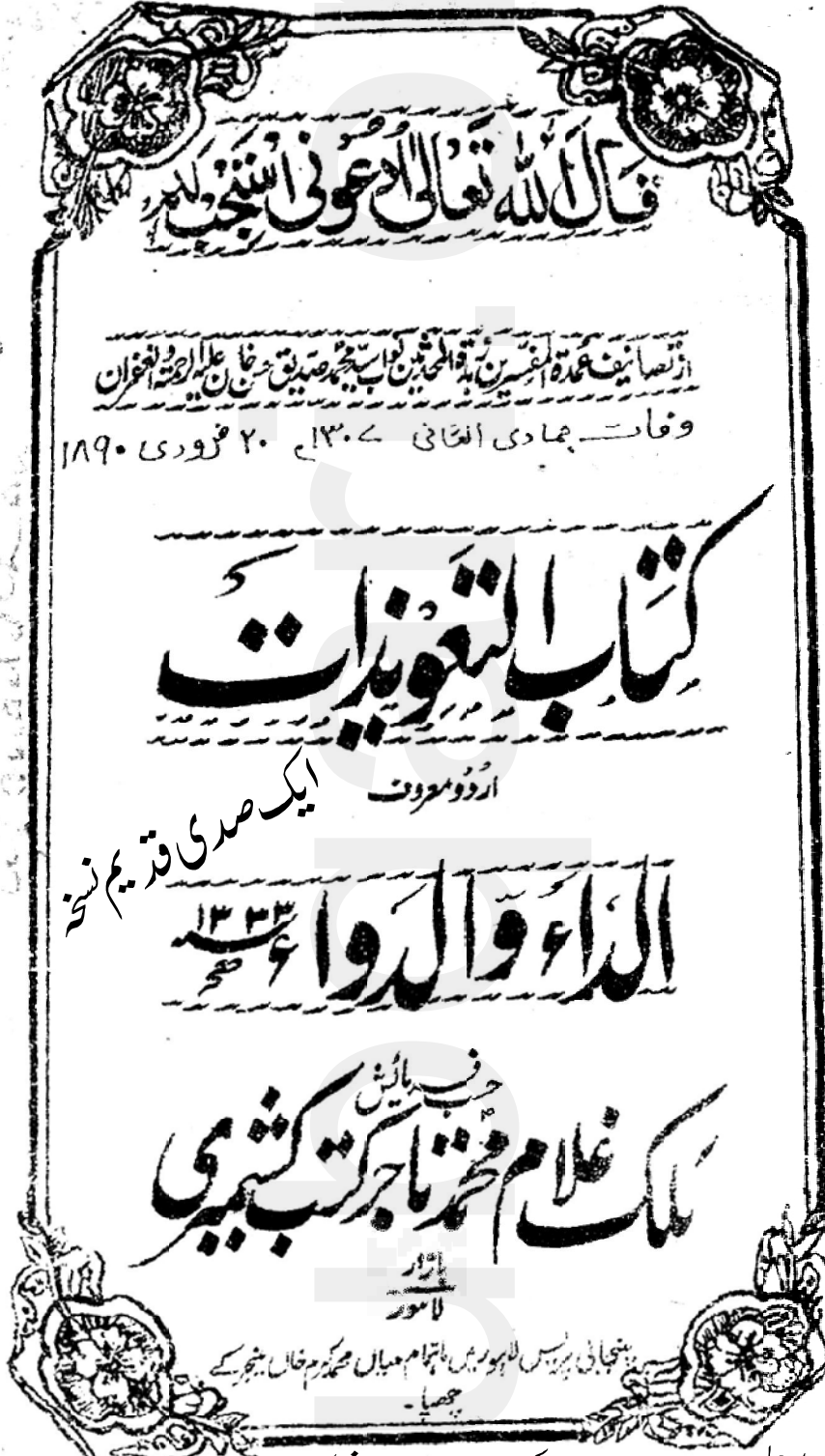
یہ علم طب کی جامع کتاب علمی اور عملی دونوں پہلوؤں کو لئے ہوئے ہے جس میں سر سے پاؤں تک بڑی چھوٹی امراض کا حال مفصل لکھا ہے مرض کی پہچان۔ سبب اور علاج اس خوبی سے بیان کیا ہے کہ ہر ایک شخص اس کتاب کے ذریعہ ہر ایک مرض کا پورا پورا علاج خود اپنے ہاتھ سے کر سکتا ہے نسخے نہایت مجرب اور معتبر درج کئے گئے ہیں۔ پھر خوبی یہ کہ کوڑیوں کے نسخے لاکھوں کا فائدہ دینے والے ہیں۔ شروع میں حفظان صحت کے اصول یعنی ہدایات اور روز مرہ کے کھانے پینے کی اشیاء کے حالات اور فوائد نہایت وضاحت سے لکھے ہیں اناٹومی کے متعلق۔ جسم انسانی کے اندرونی حالات اور بعد عجیب رازوں کو صاف اور ستھری تصویروں کے ذریعہ نہایت خوبی سے بیان کیا ہے آخر میں ایک بسیط ضمیمہ لگایا ہے۔ جس میں کل اعضاء کو طاقت بخشنے اور کل امراض کو دور کرنے والی دواؤں کو علیحدہ علیحدہ جماعت بندی میں درج کیا ہے مثلاً کل مقوی معدہ مفرد دوائیں ایک جماعت میں آنکھوں کا درد اور سرخی دور کرنے والی کل دوائیں دوسری جماعت میں پیشاب لانے والی اور مدرد دوائیں تیسری جماعت میں علیٰ ہذا القیاس یہ ایک کتاب پچاس کتابوں کا کام دے سکتی ہے نایاب ہے قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ ..... ؏

مکمل گنجینہ طبیب

قیمت ایک روپیہ

اس درنادرہ اور نسخہ نایاب کے مؤلف نے علم طب کے نہایت مؤثر اور مستند سہل الحصول نسخوں کو جن سے کوڑیوں کی دوا لاکھوں کا کام کر جائیگی گویا غریب سے غریب آدمی بھی اس چشمہ فیض سے محروم نہیں رہ سکتا تالیف کر کے مسیحائی اعجاز کیا ہے جس میں انسان کی ہر عضو کی تصویریں مردوں کے امراض کا حال مع علاج عورتوں کی بیماریاں معہ شناخت عمل وغیرہ اور سر سے پاؤں تک امراض کا علاج قرابادین جس سے مرتبہ شربت معجون رب جوب وغیرہ وغیرہ بطور احسن تیار ہو سکتے ہیں مخزن ادویہ جس سے ہر ایک دوا مختلف زبانوں میں معہ تعریف معلوم ہو سکے کشتہ جات۔ جڑی بوٹیاں کیمیا۔ ریمیا۔ سیمیا بھی شامل کی گئی ہیں۔ گویا دریا کو کوزہ میں بند کر دیا گیا ہے جسقدر تعریف کی جائے مختصر ہے

قیمت ایک روپیہ ؏

علاوہ اس کے ہر ایک قسم کی نایاب کتابیں درخواست آنے پر بصیغہ ویلیو پی ایبل روانہ ہو سکتی ہیں۔

المشتہر

ملک غلام محمد تاجر کتب کشمیری بازار لاہور

۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱) "علم وظائف کی اجازت"

الحمد للہ الذی ما انزل داء الا انزل له شفاء والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکامل لکل داء ودواء وعلی آلہ وصحبہ الذین ہم لارض الایمان سماء۔ اما بعد یہ مختصر تحریر ہے بعض ادعیہ
ماثورہ واعمال صحیحہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جنکو تعلق عوایق وآفات سے حیات میں تا عمات ہو
ہم کو اپنے مشائخ حدیث وعلماء دین سے ان کی اجازت حاصل ہے۔ یہ وہ اعمال ہیں جو
جو صغار وکبار بنی آدم کو اکثر عارض ہوتے رہتے ہیں۔ اور وہ اسقام ہیں۔ جن سے عافیت
کمتر حاصل ہوتی ہے۔ شارع علیہ السلام نے جس طرح ہر مرض کے لئے ایک دوا کو نازل کیا ہو
اسی طرح ہر بیماری کے لئے ایک دعا بھی اتاری ہے۔ دفع امراض وآلام وادواء واسقام کے
لئے دو ہی صورتیں ہوتی ہیں۔ دوا یا دعا سو کتب صحیحہ شریفہ میں طب نبوی مذکور ہے لیکن
لوگ اپنی بے شعوری وضعف ایمان کی وجہ سے اس پر عمل نہیں کرتے ہیں۔ اطباء کی طرف
رجوع لاتے ہیں۔ طب ایمانی چھوڑ کر طب یونانی میں گر گئے ہیں۔ اسی لئے انکو تجربہ اس کے نفع
کا نہیں ہے۔ لیکن دعا کی طرف اکثر خلق کا اعتقاد ہوتا ہے وقت لاحق ہونے عوارض۔ کہ اہل اسلام وغیرہ
ہم کو تعویذ گنڈے وغیرہ تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ اور کوئی جاہل فقیر یا عامی بے علم ان کو ایسی
دعا بتا دیتا ہے۔ جو ماثور نہیں ہے۔ یا اس میں شرک ہوتا ہے۔ سو ہر چند لائق درجہ احسان کا
یہ ہے۔ کہ انسان رقیہ نہ کرے۔ اور نہ کرائے کیونکہ اس پر وعدہ دخول جنت کا بلا حساب حدیث
صحیح میں آیا ہے۔ لیکن اکثر خلق متوکل علی اللہ نہیں ہوتی ہے۔ اس لئے شارع نے رقیہ کو جائز رکھا
ہے۔ مگر اس شرط سے کہ آیت یا حدیث سے ہو۔ اور عربی زبان میں مفہوم المعنی ہو۔ بعد اس کے مشائخ
واہل علم نے اس طرح کے رقیے ذکر کئے ہیں اور نفع ان کا مجرب دیکھا گیا۔ سے بعض چیزیں ان کی ہماری
میں اکثر ان اعمال کو جو کتاب قول جمیل تالیف شاہ ولی اللہ محدث دہلوی میں مذکور ہیں استعمال

(۲) "تعویذ نویسی کا علم"

(۳) "نواب صاحب کو وظائف کی اجازت"

"(۴) کتاب التعویذات کی ضرورت واہمیت"

میں لاتا ہوں۔ مجھ کو اس کی اجازت میں مولوی محمد یعقوب مرحوم مہاجر مکہ معظمہ نواسہ شاہ عبدالعزیز دہلوی سے حاصل ہے۔ وقیل علے ہذا حضرت نے فرمایا ہے۔ اَحَبُّ عِبَادِ اللّٰہِ تَعَالٰی اِلَیْہِ اَنْفَعُھُمْ لِعِبَادِہٖ اور اشارہ کیا ہے اِذَا مَاتَ ابْنُ اٰدَمَ انْقَطَعَ عَمَلُہٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ صَدَقَةٍ جَارِیَةٍ اَوْ عِلْمٍ یُنْتَفَعُ بِہٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ یَدْعُوْ لَہٗ اور علما کا اس پر اجماع ہے کہ نوافل علم افضل ہیں نوافل عبادت سے اسلئے کہ نفع علم کا متعدی الی الناس ہوتا ہے اور نفع عبادت کا قاصر علے العابد رہتا ہے۔ بنا ء علے ہذا لیئے اس رسالہ مختصر میں بعض ادعیہ ورقی کو جو مجھے پہونچی ہیں۔ اور بعض اعمال کو جو صحیح طور پر علمائے راسخین سے ثابت ہوئے ہیں۔ لکھا ہے تا کہ گھر میں یہ رسالہ موجود رہے۔ اور وقت عوارض و آفات کے بحول اللہ وقوتہ اس سے نفع لیا جائے میں ان اعمال وادعیہ کی اجازت اپنے اہل بیت واولاد و احفاد کو دیتا ہوں لکن انکو یہ چاہیئے۔ کہ براہ سہل انگاری اس تعامل کو لہو ولعب نہ ٹہیرالیں۔ بلکہ ساتھ حسن عقیدت و کمال ادب وحضور دل کے ہر رقیہ و دعا کو اس کے موقع پر موافق ترتیب و قاعدہ مقررہ کے بلا کم وکاست استعمال میں لائیں سہ

حسن دعائے تو گر مستجاب نیست مرنج ۔ تراز بان وگر ودل دگر دعا چہ کند خود بحمد اللہ تعالیٰ کوشانی و کاشف سو بطفر و نافع سمجھیں اور جو گنڈے و تعویذ اوشمانے نکالے ہیں۔ اور انکو حروف ابجد یا ہندسے میں لکھا ہے۔ یا ان میں اسماء غیر اللہ سے استعانت لیجاتی ہے۔ یا وہ واسطے کسی امر نا جائز کے مستعمل ہوتے ہیں۔ اس سے محترز ہیں۔ شیخ علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے۔ جَمَعْتُ فِیْ ذٰلِکَ مَا نُقِلَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَنِ الصَّحَابَةِ وَعَنْ جَمَاعَةٍ مِّنَ الْعُلَمَآءِ وَالْاَوْلِیَآءِ مِمَّا جُرِّبَ وَصَحَّ بِحَمْدِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَالْمَسْؤُلُ مِنَ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَنْ یَّنْفَعَ بِذٰلِکَ مَنِ اسْتَعْمَلَہٗ فِیْ طَاعَةِ اللّٰہِ وَنَفْعِ الْمُسْلِمِیْنَ وَاَنْ یُّجِیْبَ نَفْعَہٗ عَمَّنِ اسْتَعْمَلَہٗ فِیْ مَعْصِیَةٍ مِّنَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ اِنْتَھٰی ۵ اس رسالے میں اول ان اعمال کو ذکر کیا ہے جو اللہ ورسول کے کلام میں آئے ہیں۔ پھر علماء ومشائخ کے اعمال کا بیان کیا ہے یہ رسالہ ایک مقدمہ پانچ باب ایک خاتمے پر متضمن ہے۔ اور اس کا نام الدّاءُ والدّواءُ رکھا ہے مرض دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک قلبی دوسرا قالبی قلبی بیماری اوصاف و ملکات سے ہوتی ہے وہ وہی مرض ہیں۔ جیسے حسد و غضب و کبر وحرص و عجب وریا وغیرہ ان کا بیان اور ان کے علاج رسالہ لسان العرفان میں مذکور ہے بدن کی بیماری غالباً اکل وشرب سے ہوتی ہے اس کو شہوت طعام کہتے ہیں۔ اسیکا نتیجہ شہوت فرج بھی ہے۔ اسکا بیان مع علاج کتاب ابجد العلوم میں مرقوم ہے۔ لکن وہ علاج شرعی ہے۔ اور عرفی علاج طبیب اور اس کا وہ ہے۔ جو مشائخ و معالجین سے اہل طب کیا کرتے ہیں اس جگہ جس علاج کا ذکر ہوگا۔ وہ ادعیہ و اعمال

۴

التَّعْلِيلَ بِالْقُرْبِ ثُمَّ الْوَعْدَ بَعْدَهُ بِالْإِجَابَةِ يَقْطَعُ كُلَّ مَعْذِرَةٍ وَيَدْفَعُ كُلَّ تَعِلَّةٍ۔ انتہی۔
حدیث انس میں فرمایا ہے۔ لَا تَعْجِزُوا فِي الدُّعَاءِ فَإِنَّهُ لَنْ يَهْلِكَ مَعَ الدُّعَاءِ أَحَدٌ أَخْرَجَهُ ابْنُ
حِبَّانَ وَصَحَّحَهُ الْحَاكِمُ وَالضِّيَاءُ فِي الْمُخْتَارَةِ اس میں نہی ہے ترک دعا سے اور بشارت
ہے اس . . . کی کہ ہمراہ دعا کے کوئی ہلاک نہیں ہوتا ہے۔ پھر حدیث ابو ہریرہ میں فرمایا ہے
جس کو یہ بات خوش آئے۔ کہ اللہ اس کی دعا وقت سختی و کرب کے قبول کرے۔ تو وہ حالت امن
اور رخا میں بہت دعا کیا کرے۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ اکثر لوگ مصیبت کے وقت تو دعا کیا کرتے ہیں
اور حالت امن و صحت و رفاہیت میں اللہ کو بھول جاتے ہیں۔ اس لئے ان کی دعا جلد قبول نہیں
ہوتی۔ حدیث ابو ہریرہ رضہ میں دعا کو سلاح مومن و ستون دین و نور آسمان و زمین فرمایا ہے۔ رَوَاهُ
الْحَاكِمُ دعا کو اس جگہ تشبیہ دی ہے ہتھیار سے کہ جس طرح ہتھیار سے مقابلہ دشمن کا کرتے ہیں اسی
دعا سے مقابلہ مصیبت کا کیا جاتا ہے۔ پھر تیسری حدیث ابو ہریرہ رضہ میں فرمایا ہے۔ کہ کوئی مسلمان
اپنا منہ سامنے اللہ کے واسطے دعا کے استادہ نہیں کرتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ اسکا سوال پورا کرتا
ہے یا تو تعجیل کرتا ہے یا اُس کے لئے ذخیرہ کر رکھتا ہے۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ بہر حال اثر دعا کا ضائع
نہیں جاتا خواہ یہاں قبول ہو یا آخرت میں ذخیرہ ہو و للہ الحمد **فائدہ** یہیں دعا کا تعارف تمیمہ
سو جا بر کتے ہیں۔ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَنْفَعَ أَخَاهُ
فَلْيَنْفَعْهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ یہ حدیث اگرچہ خاص حق میں رقیہ کژدم کے آئی ہے لیکن اعتبار عموم
لفظ کا ہے۔ نہ خصوص سبب کا اور حدیث عوف بن مالک اشجعی میں فرمایا ہے۔ لَا بَأْسَ
بِالرُّقَى مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ شِرْكٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ اور نظر کا عمل جو حدیث ابن عباس رض میں نزدیک
مسلم کے آیا ہے۔ مگر ابن مسعود سے آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا إِنَّ الرُّقَى وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَلَةَ
شِرْكٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ مراد اس سے وہ رقیہ و تمیمہ ہے۔ جس میں شرک ہو تمیمہ کہتے ہیں۔ تعلیق
خرزات کو گلے میں بچے کے واسطے دفع نظر وغیرہ کے پھر ہر تعویذ کو تمیمہ کہنے لگے تولہ ایک
نوع ہے سحر کی جس سے درمیان بی بی و میاں کے محبت پیدا ہو اسی طرح حدیث جابر بن
نشرہ کو عمل شیطان فرمایا ہے۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ حاصل یہ ہے کہ جو رقی جاہلیت و اہل کفر و شرک
کے ہیں۔ وہ ممنوع و منہی عنہ ہیں انکا ذکر کتاب دعایۃ الایمان میں کیا گیا ہے۔ اور جو رقی کلام
کے ہیں اور قرآن و حدیث صحیح سے ثابت ہیں۔ یا علماء اہل توحید سے ماثور ہیں اور جن میں
اور ان میں استعانت بغیر اللہ نہیں ہے۔ وہ بلا شک جائز ہیں۔ خود حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے اس طرح کا حسنین علیہما السلام کے لئے کیا تھا۔ اور سب سے بہتر رقیہ قرات
سورہ فاتحہ و اخلاص و معوذتین ہے۔ تفصیل اس مسئلہ کی بیچ کتاب دلیل الطالب

مضطر کی دعا جلد قبول ہوتی ہے

"جادو منتر کرنا ہے"

۵ "حروف مقطعہ و ہندسہ کا نفع یقینی ہے"

ہیں لکھی ہے۔ شرجی نے فائدہ ہشتاد و ہفتم میں کچھ اوفاق اسمائے الٰہی کے بھی حروف مقطعہ و ہندسہ میں ذکر کیے ہیں۔ اس نظر سے کہ وہ اسماء الٰہی ہیں۔ ان کا نفع یقینی ہے۔ لیکن اس وجہ سے کہ یہ طریقہ کتب سنت میں نہیں آیا ہے۔ اور بعض اوفاق کا تعلق مراعات کواکب سعہ سے بیان کیا ہے۔ اسلئے ترک اسکا فعل سے افضل ہے۔ تاکہ علم نجوم کی لوث سے طہارت حاصل ہے۔ یہی حکم خطوط رمل کا ہے۔ اور علیحدہ انتساب جفر کا طرف اہل بیت رسالت کے صحت کو نہیں پہونچا الحاصل جو علم ایسا ہے۔ کہ اخذ اسکا مشکوٰۃ نبوت سے نہیں ہے۔ اس سے گو دنیا میں نفع مقصود ہو لیکن درحقیقت وہ ضرر محض ہے اعمال آیات و احادیث میں اللہ پر توکل اور باللہ سے استعانت ہوتی ہے۔ اور رمل و جفر و نجوم میں غیر اللہ پر توکل ہوتا ہے۔ اور مدارک عیوب سے مدد لی جاتی ہے خالی ہو ان اشیا کا انواع شرک ہی باخصی ہے مشکل ہے ایمان سی چیز کو اشتباہ میں ڈالنا کوئی عقل نہیں ہے بلکہ اَلْمُؤْمِنُوْنَ تَعَافُوْنَ مِنَ الشُّبُهَاتِ۔ ۵

باب اول بیان میں فوائد تلاوت قرآن کریم اور بعض سور و آیات قرآن عظیم کے

شیخ احمد شرجی حنفی یمنی نے کتاب الفوائد فی الصلوٰۃ و العوائد میں لکھا ہے اس میں شک نہیں ہے کہ تلاوت قرآن شریف کی بہت سی صلوٰۃ سے افضل ہے ترمذی نے ابن مسعود سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللهِ فَلَهُ حَسَنَةٌ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا لَا أَقُوْلُ الٓمّٓ حَرْفٌ وَلٰكِنْ أَلِفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِيْمٌ حَرْفٌ مراد حرف سے اس جگہ حرف بسیط منفرد ہے نہ کلمہ هٰذَا أَخِيْرُ كَبِيْرٍ وَثَوَابٌ عَظِيْمٌ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ابن عباسؓ نے کہا ہے۔ تم قرآن پڑھا کرو جس دل نے قرآن یاد کر لیا اس کو عذاب نہ ہو گا اور صحابہ قرآن کا مصحف میں پڑھنا دوست رکھتے تھے۔ اس میں نظر کی عبادت زیادہ ہے عثمان رضی اللہ عنہ ہر دن قرآن میں نظر کرتے اور کہتے یہ کتاب ہے میرے رب کی بندے کو ضرور ہے کہ جب اس کے پاس کتاب اس کے سید کی آوے۔ تو ہر دن اسمیں نظر کرے وہ جس بات کا حکم ہو اس کو بجالائے۔ اور جس بات سے منع کیا ہو اس سے بچے امام ابن ابی الحنیف نے کتاب بلغۃ المسافرین کہا ہے۔ عبادات میں سے اتنا ہی کافی ہے کہ قرآن کی تلاوت کرے اور سات بار حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ صبح و شام کہہ لیا کرے اس لئے کہ جو عبادت اس کے سوا ہے اس میں حضور قلب شرط ہے اور تلاوت قرآن کے بارے میں یوں آیا ہے کہ یہ اللہم قرب ہے ہم کے ساتھ ہو یا بے فہم جو کوئی حسبی اللہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ اسکی فکر کو دور کر دیتا ہے صادق ہو یا کاذب بعض علماء نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ پوچھا قرآن خوان کو کتنا ثواب ملتا ہے۔ بہت سی چیزیں دنیا و آخرت کی گنکر بتائیں کہا ساتھ حضور قلب کے یا بے حضور

(۳) "شیخ احمد شرجی کی معروف کتاب" "قرآن کی تلاوت بطور وظیفہ"

۶

فَبِمَا بِقِيَمِهِ اَوْ بِغَيْرِ قِيَمِهِ حدیث ابو سعید میں آیا ہے جسکو مشغول کیا قرآن کیا قرآن نے میرے ذکر و سوال سے میں دونگا اس کو بہتر اس سے جو سائلین کو دونگا۔ اور بزرگی اللہ کے کلام کو ایسی ہے جیسے بزرگی اللہ کی ساری خلق پر رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ اِقْرَؤُا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّهُ يَاْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيْعًا ابو امامہ باہلی مرفوعاً کہتے ہیں۔ تم قرآن پڑھا کرو کہ وہ دن قیامت کے اپنے لوگوں کا شفیع ہوکر آئیگا۔ اَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ۔ یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ قرآن کریم شافع اصحاب قرآن ہوگا مراد اصحاب سے وہ لوگ ہیں جو قرآن شریف پڑھا کرتے ہیں۔ صحاح ستہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهُ وَسَيَاْتِيْ بَيَانُهُ اِنْشَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی

فضل بسملہ حدیث ابو ہریرہ میں مرفوعاً آیا ہے۔ كُلُّ اَمْرٍ ذِيْ بَالٍ لَا يُبْدَاُ فِيْهِ بِبِسْمِ اللّٰهِ فَهُوَ اَجْذَمُ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ علما نے کہا ہے اسے مقطوع البرکۃ اور یہ بھی آیا ہے کہ جس دعا کے اول میں بسملہ ہوتی ہے وہ دعا پھیری نہیں جاتی۔ علی مرتضیٰ نے ایک شخص کو بسم اللہ لکھتے ہوئے دیکھا تھا کہا جَوِّدْهَا فَاِنَّ رَجُلًا جَوَّدَهَا فَغُفِرَ لَهُ یعنی اسکو خوب بنا کر لکھو ایک شخص نے اس کو خوب بنا کر لکھا تھا وہ بخشدیا گیا ابن عباس نے کہا ہے لوگ ایک آیت کتاب اللہ سے غافل ہیں۔ حالانکہ وہ سوائے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کسی پیغمبر پر نہیں اتری مگر سلیمان علیہ السلام پر ابن مسعود نے کہا ہے جو شخص چاہے کہ وہ انیس دوزخ سے نجات پائے وہ بسم اللہ پڑھے ہر حرف کے عوض ایک زبانیہ سے نجات پائیگا **حکایت** قیصر روم نے عمر بن خطاب کو لکھا تھا مجھ کو درد سر رہا کرتا ہے تھمتا نہیں کوئی دوا بھیجو وہ عمر رضی اللہ عنہ نے ایک کلاہ اسکو بھیجی وہ جب سر پر رکھتا تو درد تھم جاتا جب اتار لیتا تو پھر ہونے لگتا اس کو تعجب ہوا۔ دیکھا تو کلاہ میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لکھا تھا اور کچھ اس نے کہا۔ مَا اَكْرَمَ هٰذَا الدِّيْنَ وَاَعَزَّهُ شَفَانِيَ اللّٰهُ بِاٰيَةٍ وَاحِدَةٍ مِّنْهُ پھر وہ سچا پکا مسلمان ہوگیا۔

حکایت خالد بن ولید نے ایک قلعہ کفار کا محاصرہ کیا تھا۔ اہل حصن نے کہا تم کہتے ہو کہ دین اسلام حق ہے بھلا ہم کو کوئی نشانی دکھاؤ کہ ہم مسلمان ہو جائیں کہا۔ اچھا تم میرے پاس سم قاتل لاؤ وہ ایک پیالے میں زہر لائے۔ انہوں نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہا اور اس کو پی گئے۔ کچھ اثر نہ ہوا صحیح سالم کھڑے ہوگئے ان لوگوں نے کہا بیشک یہ دین حق ہے سب کے سب اسلام لے آئے۔ **حکایت** بشر حافی نے ایک پرچہ کاغذ پر بسم اللہ لکھی ہوئی زمین پر پڑی پائی اس کو اٹھا لیا ان کے پاس سوا دو درہم کے کچھ نہ تھا۔ خوشبو خرید کر کے اس پرچہ کاغذ کو معطر کیا خواب میں حق سبحانہ و تعالیٰ کو دیکھا۔ فرمایا۔ يَا بِشْرُ طَيَّبْتَ اِسْمِيْ

(۷) "بسم اللہ کی فضیلت و برکات"

(۸) "بسم اللہ سے ہر درد کا علاج"

(۹) "خالد بن ولید کی کرامت"

(۱۰) "بسم اللہ کا ادب و احترام"

۷

لَأُمَلِّيَنَّ اسْمَكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ شیخ احمد نے لطائف الاشارات میں لکھا ہے اِنَّ ثَمَرَةَ الْوُجُوْدِ تَفَرَّعَتْ مِنْ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَإِنَّ الْعَوَالِمَ كُلَّهَا قَائِمَةٌ بِهَا جُمْلَةً وَّتَفْصِيْلًا فَلِذٰلِكَ مَنْ أَكْثَرَ مِنْ ذِكْرِهَا رُزِقَ الْهَيْبَةَ عِنْدَ الْعَالَمِ الْعُلْوِيِّ وَالسُّفْلِيِّ وَمَنْ يُلَازِمْ مَا أُوْدِعَ فِيْهَا مِنَ الْأَسْرَارِ وَكَلِمَتَهَا الْمُحْتَرِقُ بِالنَّارِ اِنْتَهٰى

حکایت ایک مرد صالح نے کہا ہے کہ جو کوئی ساٹھ بار بسم اللہ چھ سو چھیاسی بار لکھکر اپنے ساتھ رکھے گا اللہ اس کو ہیبت عظیم دے گا کوئی شخص اس کو ستا نہ سکیگا۔ باذن اللہ تعالے شرجی کہتے ہیں۔ وَجَرَّبْتُ ذٰلِكَ فَصَحَّ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ میں کہتا ہوں۔ دار قطنی نے ابن عمرؓ سے رفعاً روایت کیا ہے كَانَ جِبْرِيْلُ إِذَا جَاءَنِيْ بِالْوَحْيِ أَوَّلُ مَا يُلْقِيْ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ یہ دلیل ہے اس بات پر کہ بسم اللہ ایک آیت ہے۔ قرآن پاک کی بلکہ ہر سورت قرآن کی عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حال بسم اللہ کا پوچھا تھا فرمایا۔ هُوَ اسْمٌ مِنْ أَسْمَاءِ اللّٰهِ وَمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ اسْمِ اللّٰهِ الْأَكْبَرِ إِلَّا كَمَا بَيْنَ سَوَادِ الْعَيْنِ وَبَيَاضِهَا مِنَ الْقُرْبِ رَوَاهُ ابْنُ أَبِيْ حَاتِمٍ وَالْحَاكِمُ . . وَالْبَيْهَقِيُّ وَأَبُوْ ذَرٍّ الْهَرَوِيُّ وَالْخَطِيْبُ الْبَغْدَادِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ شعبی نے بسم اللہ کو اسم اعظم الٰہی کہا ہے بخاری کا لفظ جابرؓ سے یہ ہے۔ اِسْمُ اللّٰهِ الْأَعْظَمُ هُوَ اللّٰهُ أَلَا تَرٰى أَنَّهُ فِيْ جَمِيْعِ الْقُرْآنِ يُبْدَأُ بِهِ قَبْلَ كُلِّ اسْمٍ حضرت علی مرتضیٰ رفعاً کہتے ہیں إِذَا وَقَعْتَ فِيْ وَرْطَةٍ فَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَصْرِفُ بِهَا مَا يَشَاءُ مِنْ أَنْوَاعِ الْبَلَايَا رَوَاهُ ابْنُ السُّنِّيِّ وَالسُّيُوْطِيُّ فِي الدُّرِّ الْمَنْثُوْرِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مُخْتَصَرًا مُطَوَّلًا

فضل سورۂ فاتحہ

اس سورۃ میں جو فوائد و منافع ہیں ان کا حصر کرنا ممکن نہیں ہے صحیحین میں آیا ہے وَمَا يُدْرِيْكَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ ایک جماعت اہل علم نے اس کے فضل میں کتب کثیرہ تالیف کی ہیں۔ جو شخص اس کی قراءت پہ مداومت رکھتا ہے وہ عجائب دیکھتا ہے سر امید پاتا ہے۔ ابو سعید بن المعلی رفعاً کہتے ہیں یہ اَلْفَاتِحَةُ أَعْظَمُ سُوْرَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْآنُ الْعَظِيْمُ رواہ البخاری یہ تصریح ہے جناب نبوت صلے اللہ علیہ وسلم سے اس بات کی کہ سب سے بڑی سورۃ قرآن میں یہی فاتحہ ہے۔ اب کسی اور سورہ کو مثل فاتحہ کے عظم میں کہنا زیبا نہیں ہے اس دلیل سے کہ فلاں سورت کے پڑھنے کا ثواب عظیم آیا ہے۔ کیونکہ ثواب اور شئے ہے

(11) "بسم اللہ کا مجرب و آزمودہ عمل" "بسم اللہ اسم اعظم ہے"

(12) "سورہ فاتحہ کی فضیلت و برکت"

۸

اور عظم منصوص جو اس سورت کے لئے ہے۔ وہ اور شئے ہے۔ اس کا ثواب بقیہ سورۃ سے اعظم تر ہے حدیث معقل بن یسار میں فرمایا ہے۔ جمکو فاتحہ زیر عرش سے دی گئی ہے۔ رَوَاہُ الحاکم وَقَالَ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ۔ یعنے سورت بقرہ ذکر اوّل سے اور طہ وطواسین وحوامیم الواح موسےٰ سے دیئے گئے ہیں اور یہ خاص عرش کے نیچے سے آئی ہے یہ دلیل روشن ہے شرف پر اس سورت کے یہ عزت دوسری سورت کو نہیں ہے حدیث انس میں اسکو افضل قرآن فرمایا ہے۔ رَوَاہُ ابْنُ حِبَّانَ وَقَالَ الْحَاکِمُ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ اہل علم نے اس سورت کے تیس نام ذکر کئے ہیں یہ دلیل ہے کمال شرف پر

رقیہ درد چشم وغیرہ بہ سورۂ فاتحہ

درمیان سنت صبح وفرض صبح کے اکتالیس بار فاتحہ کا درد چشم پر پڑھنا فی الفور باذن خدا صحت بخشتا ہے بلکہ کچھ درد چشم پر منحصر نہیں ہے۔ اور اوجاع کو بھی نافع ہے انشاء اللہ تعالیٰ شرحی کہتے ہیں۔ وَقَدْ جَرَّبْتُ ذٰلِکَ مِرَارًا اَوْ صَحَّ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالشَّاْنُ کُلُّہٗ فِیْ حُسْنِ الظَّنِّ مِنَ الْجَمِیْعِ وَالْعَازِمِ اسی طرح اگر کوئی شخص مقید اسکا ایک سوگیارہ بار پڑھ کر ہر دس بار کے بعد قید پر پھونکے گا۔ تو وہ قید اس سے جدا ہو جائے گی باذن اللہ تعالےٰ وَقَدْ جَرَّبَہٗ مَنْ کَانَ مُقَیَّدًا اَوْ عَلَیْہِ تَرْسِیْمٌ فَانْفَکَّ الْقَیْدُ وَخَرَجَ وَنَجٰی مِنْ غَیْرِ تَعَبٍ بِلُطْفِ اللّٰہِ وَبَرَکَۃِ ھٰذِہِ السُّوْرَۃِ فقیہ صالح بن محمد نے کہا ہے جس کو ڈر پیاس کا ہو۔ اور وہ وقت صبح کے فاتحہ مع بسم اللہ پڑھکر دونوں ہاتھوں پر دم کر کے منہ اور پیٹ پر ہاتھ پھیرے تو اس دن اس پیاس نہ لگیگی اور بعض علماء نے کہا ہے۔ جو شخص ہر سحر فاتحہ اکتالیس بار ہمیشہ پڑھا کریگا۔ اللہ تعالےٰ اس کو بغیر تعب حقیقت رزاق مطلق رزق پہونچاویگا۔ اور بغیر محنت کے فتحیاب کرے گا۔ باذن اللہ اس کے سوا اور فوائد بھی بہت ہیں۔ جنکا ذکر بعض دیگر فوائد انشاء اللہ آویگا۔ انتہیٰ میں کہتا ہوں حدیث میں آیا ہے۔ اَلْفَاتِحَۃُ شِفَاءٌ مِّنْ کُلِّ دَاءٍ یہ لفظ بعموم خود شامل ہے شفاء ہر دار قلب وقالب کو ولله الحمد مگر اعتقاد صحیح وحسن ظن درکار ہے وباللہ التوفیق۔

رُقیہ طاعون بفاتحہ

ملتان میں ایک بار وبا آئی شیخ میمنی نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ مریض طاعون پر فاتحہ ہمراہ وصل بسم اللہ پڑھیں۔ اور اس پر دم کریں چنانچہ اکتالیس بار پڑھکر دم کیا۔ اللہ تعالیٰ نے شفا دی صوفیہ نے مجربات سے لکھا ہے۔ و بعد الحمد ابن القیم رحمہ نے کہا ہے لِکُلِّ شَیْءٍ دَوَاءٌ وَاِذَا اَحْسَنْتَ الْمُدَاوَاۃَ بِالْفَاتِحَۃِ وَجَدْتَ لَھَا تَاْثِیْرًا عَجِیْبًا فِی الشِّفَاءِ وَذٰلِکَ اَنِّیْ مَکَثْتُ

۹

بمکۃ مدۃ تعتریني ادواء لا اجد طبیبا ولا دواء فقلت یا نفسي دعني واعالج نفسي بالفاتحۃ ففعلت فاری لها تاثیرا عجیبا وکنت اصف ذلک لمن یشتکی الما شدیدا فکان کثیر منھم یبرؤون سریعا ببرکۃ الفاتحۃ۔

یہ دلیل ہے۔ اس بات پر کہ جواثر و فضل جب آتا ہے۔ وہ حدیث کا کتاب و سنت سے ثابت ہو اس کے لئے اجازت شیخ کی حاجت نہیں ہے وہ بلا اجازت بھی تاثیر کرتی ہے اجازت فقط ان اعمال کے لئے درکار ہے جو مشائخ نے ترتیب دیے ہیں۔ پھر ابن القیم نے کہا ہے وقد یتخلف الشفاء لضعف ھمۃ الفاعل او لعدم قبول المحل ان تجد اذی بکتابۃ الفاتحۃ او ان تجد اذی بقراءۃ الفاتحۃ فکذلک یتخلف الشفاء لضعف ھمۃ القاری او لتغییر القاری فی النجم والصفات او لعدم قبول المحل والا فالآیات والادعیۃ فی نفسھا نافعۃ شافیۃ۔ انتھی میرے تجربہ میں یہ بات ہے کہ کوئی عمل فاتحہ کا کسی مرض و الم قلبی و قالبی کو مخلف نہیں کرتا ہے۔

وللہ الحمد

سورۂ البقرہ

حدیث ابوہریرہؓ میں فرمایا ہے کہ شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے۔ جس میں یہ سورت پڑھی جاتی ہے۔ اخرجہ مسلم۔ مگر دوسری حدیث سہل بن سعد میں یوں آیا ہے کہ تین دن تک پھر اس گھر میں نہیں آتا ہے خواہ رات کو پڑھے یا دن کو۔ رواہ ابن حبان۔ ابوامامہ باہلیؓ کا لفظ رفعاً یہ ہے۔ کہ ان اخذھا برکۃ وترکھا حسرۃ ولا یستطیعھا البطلۃ رواہ ابن حبان مراد بطلہ سے جادوگر ہیں۔ الحاصل قرأت اس سورت کی شیطان و آسیب و جادو کو گھر سے دور کرتی ہے جس گھر میں ان چیزوں کا خلل ہو وہاں گھر والوں میں سے کوئی شخص ایکبار اسکو روزانہ پڑھ لیا کرے پھر اس گھر میں کوئی بلا نہ رہے گی۔ یہ سورت حضرت کو کتب انبیا متقدمین میں سے دی گئی ہے۔ حدیث معقل بن یسار میں فرمایا ہے۔ اعطیت البقرۃ من الذکر الاول رواہ الحاکم فی المستدرک۔

آیۃ الکرسی

اس کو حدیث ابی بن کعبؓ میں اعظم آیت کتاب اللہ فرمایا ہے اخرجہ مسلم۔ دوسری روایت میں اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس آیت کی ایک زبان اور دو لب ہیں۔ یہ تقدیس کرتی ہے۔ اللہ کے نزدیک ساق عرش کے اس زیادت کو امام احمد و ابوداؤد و ابن ابی شیبہ نے باسناد مسلم روایت کیا ہے۔ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ شیطان اس کے پڑھنے

شیطان، جادو اور آسیب کا خاتمہ

(۱۵) سورۂ البقرہ کی فضیلت اور کمالات

(۱۶) آیت الکرسی کی فضیلت

"آیت الکرسی، سید آیات قرآن" ۱۰

والے کے پاس نہیں پھٹکتا۔ حدیث ابوہریرہؓ میں اسکو سید آیات قرآن کہا ہے رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ غَرِيْبٌ حاکم کے الفاظ ان سے رفعاً یوں آیا ہے سورہ بقرہ میں ایک آیت ہے جو سردار ہے آیات کی وہ جسگھر میں پڑھی جاتی ہے شیطان وہاں سے نکل جاتا ہے وہ آیۃ الکرسی ہے شوکانی فرماتے ہیں۔ فِي اِثْبَاتِ السِّيَادَةِ لِهٰذِهِ الْاٰيَةِ عَلٰى جَمِيْعِ اٰيَاتِ الْقُرْاٰنِ شَرَفٌ عَظِيْمٌ فَاِنَّ سَيِّدَ الْقَوْمِ لَا يَكُوْنُ اِلَّا اَفْضَلَهُمْ خِصَالًا وَاَكْمَلَهُمْ حَالًا وَاَكْثَرَهُمْ جَلَالًا انتہٰی یہ سورت کسی مال یا ولد پر رکھی نہیں جاتی لکن پھر کبھی شیطان اس کے پاس نہیں آتا۔ رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ مِنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ الْاَنْصَارِيِّ رَفْعًا اس کو ترمذی نے حسن اور نسائی نے صحیح کہا ہے۔ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ شیطان اس سے بھاگتا ہے پڑھنے والے کے پاس نہیں آتا۔ حدیث ابوہریرہؓ میں آیا ہے۔ کہ شیطان نے ان سے کہا تھا۔ کہ تو اسکو پڑھ فَاِنَّهُ لَا يَزَالُ عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ وَلَنْ يَقْرَبَكَ شَيْطَانٌ حَتّٰى تُصْبِحَ حضرتؐ نے سنکر فرمایا قَدْ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوْبٌ اَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ میں کہتا ہوں مجھے اکثر خواب خوفناک نظر آتے تھے۔ شیطان نیند میں آکر ڈراتا تھا۔ جب سے میں نے اسکو اسکا پڑھنا لازم کیا۔ تب سے میں خواب میں بالکل نہیں ڈرتا ہوں۔ اور نہ خواب پریشان اس کثرت سے دیکھتا ہوں وللہ الحمد حضرتؐ نے فرمایا ہے مَنْ قَرَأَ اٰيَةَ الْكُرْسِيِّ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ لَمْ تَمْنَعْهُ مِنْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ اِلَّا الْمَوْتُ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ الحمدللہ تعالیٰ کہ میں بعد ہر نماز فرض کے یہ آیت مع تسبیح فاطمہ علیہا السلام پڑھا کرتا ہوں۔ امام یافعی رحمہ اللہ نے فضائل میں اس آیت شریفہ کے ایک مصنف معتبر کہا ہے۔ اسمیں ذکر کیا ہے کہ جو کوئی اس آیت کو سترہ بار بعد نماز عصر کے دن جمعہ کے جائے خالی میں پڑھے گا وہ اپنے دل میں ایک ایسی حالت پائیگا جو موجود نہ تھی پھر اس حالت میں جو دعا کریگا۔ وہ قبول ہوگی۔ اور جو شخص اسکو تین سو تیرہ بار پڑھیگا۔ اس کو بیقیاس خیر حاصل ہوگی۔ اور جب حرب میں یہ اتنی ہی بار پڑھی جاویگی۔ وہ لوگ غالب رہیں گے شرجی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ اس عدد میں ایک سر عظیم ہے؛ انبیاء مرسلین کا عدد یہی تھا۔ اصحاب طالوت بھی اتنے ہی تھے۔ جن کے حق میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کہا ہے۔ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب بھی دن بدر کے اسی قدر تھے۔ جو اضعاف کفار پر اس دن غالب آئے فَمَنْ قَرَأَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ اَوْ غَيْرَهَا مِنَ الْاٰيَاتِ وَالْاَسْمَاءِ كَالْفَاتِحَةِ لَمْ يُحِطْ اَحَدٌ بِمَا يَحْصُلُ لَهٗ مِنَ الْخَيْرَاتِ وَالْفَوَائِدِ بِاِذْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى

"شیطان کو دور بھگانا"

(۱۷) "اسمائے حسنیٰ علیہا السلام کا مجرب عمل"

(۱۸) "جمعہ مبارک کا خاص عمل"

(۱۹) "تین سو تیرہ عدد کی اہمیت"

آیتین آخر سورۂ بقرہ یعنے اٰمَنَ الرَّسُوْلُ تا آخر سورہ یہ کسی گھر مین تین شب نہین پڑھی جاتین پھر وہان شیطان آئے رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ وَقَالَ حَسَنٌ غَرِیْبٌ وَصَحَّحَہٗ ابْنُ حِبَّانَ وَاَخْرَجَہُ النَّسَائِیُّ وَالْحَاکِمُ وَصَحَّحَہٗ ابن مسعودؓ کا لفظ . نعًا یہ ہے . کہ جو کوئی ان کو رات کو پڑھے . یہ اس کو کفایت کرتی ہین . اَخْرَجَہٗ اَصْحَابُ السِّتَّۃِ یعنے اس رات سارے آفات سے یا قرب شیطان سے یا قیام لیل سے کافی ہین . یا فضل و اجر مین بس ہین . شوکانی رحمہ نے فرمایا ہے . اِنَّ الْاَوْلٰی حَمْلُہٗ عَلٰی جَمِیْعِ ہٰذِہِ الْمَعَانِیْ لِاَنَّ حَذْفَ الْمُتَعَلَّقِ مُشْعِرٌ بِالتَّعْمِیْمِ کَمَا تَقَرَّرَ فِیْ عِلْمِ الْمَعَانِیْ حدیث ابوذرؓ مین آیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے . یہ مجھکو اس خزانے سے ملی ہے جو نیچے عرش کے ہے تم ان کو سیکھو اور اپنی بی بیوں اور بچوں کو سکھاؤ . کہ یہ قرآن و نماز و دعا ہین . رَوَاہُ الْحَاکِمُ وَقَالَ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ الْبُخَارِیِّ اس کو ابو داؤد نے مراسیل مین جبیر بن نفیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہوا . کہ نمازی نماز مین تالی تلاوت ہیں دعائی دعا میں پڑھتے

سورۂ انعام جب یہ سورہ اتری حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تسبیح کی اور فرمایا اس کے ساتھ اتنے فرشتے آئے . کہ افق بھر گیا . اَخْرَجَہُ الْحَاکِمُ عَنْ جَابِرٍ وَقَالَ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ الْبُخَارِیِّ یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ یہ ساری سورت ایک دم اتری ہے ؎

سورۂ کہف حدیث ابوسعیدؓ مین فرمایا ہے جو شخص اس کو شب جمعہ مین پڑھے گا . مابین ہر دو جمعہ اس کے لئے نور چمکیگا اَخْرَجَہُ الْحَاکِمُ وَقَالَ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ دوسری روایت مین بجائے شب جمعہ یوم الجمعہ آیا ہے . یہی ٹھیک ہے مطلب یہ ہے کہ اثر و ثواب اس کا تمام ہفتہ نمایان رہیگا . للہ الحمد

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْہِ مِنْ رَّبِّہٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ ○ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا لَہَا مَا کَسَبَتْ وَعَلَیْہَا مَا اکْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَآ اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَہٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ ○ تیسری روایت مین یون فرمایا ہے کہ جو کوئی دس آیتین آخر سورۂ کہف

پڑھیگا۔ اگر دجال نکلیگا تو اس پر مسلط نہ ہوگا۔ اَخْرَجَہُ الْحَاکِمُ وَالنَّسَائِیُّ وَقَالَ الْحَاکِمُ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ حدیث ابو الدرداؓ کا لفظ رفعاً یہ ہے کہ جو کوئی دس آیتیں اوّل سورہ کہف کی یاد کریگا۔ وہ فتنہ دجال سے محفوظ رہے گا۔ اَخْرَجَہُ مُسْلِمٌ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ اور حدیث ترمذی میں تین ہی آیت اول کو فرمایا ہے ترمذی نے کہا۔ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ مسلم و ابوداؤد میں کہاہے مِنْ اٰخِرِ الْکَہْفِ ان میں کچھ منافات نہیں ہے اسلیئے کہ عمل زیادت واجب ہے۔ اور اوّل و آخر میں یوں جمع ممکن ہے کہ دس اوّل سورت کی اور دس آخر سورت کی پڑھے اور جسکو تحصیل کمال منظور ہو وہ دن جمعے کے یا شب جمعہ میں ساری سورت پڑھے۔ میں کہتا ہوں یہ سورت جبکہ فتنہ دجال سے محفوظ رکھتی ہے اور یہ اتنا بڑا فتنہ ہے کہ آدم ابو البشر کے عہد سے لیکر تا قیام ساعت نہ ہوگا۔ تو پھر جو فتنہ کسی اور دجال کا ہے۔ اس سے بالاولے محفوظ رکھے گی۔ حدیث ابو ہریرہ میں آیا ہے۔ یَکُوْنُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ کَذَّابُوْنَ یَاْتُوْنَکُمْ مِّنَ الْاَحَادِیْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَاؤُکُمْ فَاِیَّاکُمْ وَاِیَّاہُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَکُمْ رَوَاہُ مُسْلِمٌ ایک روایت میں آیا ہے کہ دجال قریب تیس نفر کے ہونگے۔ چنانچہ اس عدد میں سے اس تیرہ سو سال کے اندر بہت سے گذر گئے اس زمانے میں بھی بعض دجال دیکھے گئے۔ اللھم احفظنا غرضکہ واسطے حفظ فتنہ کوین کے بلکہ فتنہ دنیا کے تلاوت و قراءت اس سورت کی بحمدہ تعالیٰ مجرب و صحیح ہے واللہ الحمد والعزۃ۔

سورۂ طٰہٰ وغیرہا حدیث معقل بن یسار میں فرمایا ہے۔ مجھ کو طٰہٰ و طواسین و حوامیم الواح موسٰے سے دیگئی ہیں۔ رَوَاہُ الْحَاکِمُ وَقَالَ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ

سورۂ یاسین اس سورت کی برکت ظاہر اور اس کی فضیلت مشہور ہے معقل بن یسار رفعاً کہتے ہیں۔ قرآن دل ہے یٰسین ہے کوئی شخص اسکو بارادہ دار آخرت نہیں پڑھتا۔ لیکن بخشدیا جاتا ہے۔ تم اسکو اپنے مردوں پر پڑھو۔ اَخْرَجَہُ النَّسَائِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَۃَ وَابْنُ حِبَّانَ وَصَحَّحَہٗ وَاَحْمَدُ وَالْحَاکِمُ وَصَحَّحَہٗ ہر چیز کا دل وہ ہوتا ہے جو اس کا لب لباب خالص ہو سو یہ سورت لب لباب و خالص کتاب ہے مردوں پر پڑھنے کو اس لئے فرمایا کہ اس میں ذکر احیاء موتے و نفخ صور کا ہے یا ایک خاصیت ہے تخفیف کی مردوں پر۔ حدیث انس میں ایک بار پڑھنا اس کا برابر دس بار قرآن مجید پڑھنے کے آیا ہے۔ اَخْرَجَہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ حدیث جندب میں فرمایا ہے کہ جو کوئی اس کو رات میں ابتغاء وجہ اللہ پڑھتا ہے وہ بخشدیا جاتا ہے۔ رَوَاہُ ابْنُ حِبَّانَ وَابْنُ السُّنِّیِّ شرجی رحمہ فرماتے ہیں۔ بعض احادیث میں آیا ہے لِیٰسٓ لِمَا قُرِئَتْ لَہٗ

یعنے اس کو جس مطلب کے لئے پڑھو۔ وہی مطلب حاصل ہو۔ ایک فائدہ اس کا یہ ہے کہ جس کام کے لئے اکتالیس بار پڑھی جاوے وہ ضرور پورا ہو کوئی سا ہی کام کیون نہ ہو۔ سہیلی نے شرح سیرت مین ذکر کیا ہے۔ کہ حارث بن ابی اسامہ نے اپنے مسند مین رفعًا روایت کی ہے۔ کہ جو کوئی یٰس پڑھیگا۔ اگر خائف ہے تو امن مین ہو جائیگا۔ اور اگر بیمار ہے تو شفا پائیگا۔ اگر بھوکا ہے تو شکم سیر ہو جائیگا۔ اسی طرح کے بہت سے خصائل ذکر کئے ہین۔ دارمی نے بسند صحیح تا عطاء روایت کی ہے کہ مجھے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بات پہونچی ہے مَنْ قَرَءَ یٰسٓ فِیْ صَدْرِ النَّهَارِ قُضِیَتْ حَاجَتُهٗ بعض نے کہا ہے۔ جو کوئی اس سورت کو اوّل روز مین پڑھیگا وہ تمام عمر فرحان و شادمان رہیگا۔ اور جو اوّل شب مین پڑھیگا۔ وہ صبح تک فرح و مسرور رہیگا۔ بعض علماء نے کہا ہے اس سورت مین ذکر رحمٰن کا چار جگہ اور ذکر جلالہ کا تین جگہ آیا ہے اسی طرح سورہ تبارک الذی مین سو جو شخص اس سورت کو پڑھے اور ذکر رحمٰن پر پہونچے۔ تو ایک انگلی داہنے ہاتھ کی بند کرے اور جب ذکر جلالہ پر پہونچے۔ تو بائین ہاتھ کی انگلی عقد کرے۔ اور جب سورہ تبارک پڑھے۔ تو ذکر رحمٰن پر انگلی داہنے ہاتھ کی اور ذکر جلالہ پر انگلی بائین ہاتھ کی کھولے جو کوئی اسطرح کریگا اس کی حاجت قضا اور اس کی دعا مستجاب ہوگی۔ لیکن اللہ سے ڈرے اور سوا خیر کے کچھ دعا نہ کرے ورنہ اس کی برکت سے محروم رہیگا۔ یہ عقد و فتح خنصر سے لگا تار ہو۔ انتہےٰ کلام الشرجی رحمہ اللہ۔

سورۂ فتح حدیث ابن عمرؓ مین فرمایا ہے آج کی رات مجھ پر ایک سورت اتری ہے وہ مجھکو دوست تر ہے اس چیز سے جس پر سورج نکلا ہے پھر انا فتحنا پڑھی۔ اَخْرَجَهُ الْبُخَارِیُّ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَآئِیُّ مراد یہ ہے کہ دنیا و ما فیہا سے محبوب تر ہے شوکانی رحمہ نے فرمایا وَفِیْ ذٰلِكَ فَضِیْلَةٌ عَظِیْمَةٌ لِهٰذِهِ السُّوْرَةِ انتہیٰ

سورۂ ملک حدیث ابوہریرہؓ مین آیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک سورت ہے قرآن کی تیس آیت اس نے ایک شخص کی شفاعت کی۔ یہانتک کہ وہ بخشا گیا اَخْرَجَهُ اَهْلُ السُّنَنِ وَابْنُ حِبَّانَ وَهٰذَا لَفْظُ التِّرْمِذِیِّ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ وَّصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ وَقَالَ الْحَاكِمُ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ ایک روایت ابن حبان کی اس لفظ سے ہے کہ یہ سورت مانعہ منجیہ ہے۔ عذاب قبر سے نجات دیتی ہے چاہتا ہوں۔ کہ دل مین ہر مومن کے ہو۔ رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَقَالَ هٰذَا اِسْنَادٌ عِنْدَ الْیَمَانِیِّیْنَ صَحِیْحٌ ترمذی کا لفظ اتنا ہے وَدِدْتُ اَنَّهَا فِیْ قَلْبِ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا یہ سورت قرآن مین ہے۔ مَنْ قَرَءَ فِیْ لَیْلَةٍ فَقَدْ اَكْثَرَ

"کام ضرور ہو گا..."

"قاضی مطلب برائے ہر حاجت پوری ہو دعا قبول"

"فضیلت سورۂ فتح"

(۴۸) "سورہ ملک قبر کی ..."

(۲۴) "امام شافعی علیہ الرحمہ کا آنکھوں دیکھا حال"

رواہ الحاکم نے کہا یہ صحیح الاسناد ہے نسائی کا لفظ یہ ہے جو شخص اسکو ہر رات پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسکو عذاب قبر سے بچاتا ہے **حکایت** امام شافعی رحمہ کہتے ہیں بعض اولیاء نے کہا ہے میں ہمراہ ایک جنازے کے قریب مغرب نکلا جب لوگ دفن کر کے پھرے رات ہو گئی تھی میں نے ایک شخص کو کتے کی صورت میں دیکھا کہ قبر میں گھسا ہوا پھر اتینا ہوا تعجب کے ساتھ نکلا و اپنی آنکھ اس کی کانی تھی میں نے کہا تیرا کیا قصہ ہے اس نے کہا میں اس میت کو ستانا چاہتا تھا مجھکو سورہ ملک نے روکا اور میری آنکھ نکال لی اور مجھ سے کہا گیا اگر یہ مردہ سورہ تبارک پڑھتا تو دوسری تیری آنکھ بھی نکال لی جاتی۔ انتہی میں کہتا ہوں کہ بعض ائمہ اہل بیت اس سورت کو دو رکعت نفل میں بعد نماز عشا کے پڑھا کرتے تھے بعض علما نے کہا ہے جو کوئی وقت رویت ہلال کے اس سورت کو پڑھیگا وہ اس ماہ میں ہر ضرر سے بچیگا اور ہر شر سے محفوظ رہیگا۔

سورۂ اذا زلزلت اس کو حدیث انس میں ربع قرآن فرمایا ہے اخرجہ الترمذی وقال حسن لکن مسلم نے کتاب التمیز میں اس حدیث پر تکلم کیا ہے اسکی سند میں سلمہ بن وردان ضعیف ہے۔ یحییٰ بن معین نے کہا لیس حدیثہ بذالک یہی حال دوسری روایت میں ابن عباس کا ہے کہ اس میں اس سورت کو برابر نصف قرآن کے کہا رواہ الترمذی والحاکم مگر ترمذی نے غریب اور حاکم نے صحیح الاسناد بتایا ہے لکن اس کی سند میں یمان بن مغیرہ عنزی سخت ضعیف ہے حاکم سے تصحیح کرنا اسکا تعجب ہے یہ فضیلت اس لئے ہے کہ یہ سورت مشتمل ہے احوال آخرت پر آخرت بہ نسبت احوال دنیا کے نصف ہے اور اس سورت میں یہ آیت ہے فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ ظاہر ہے کہ اس راز کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے ہم مکلف ساتھ علم کے نہیں ہیں۔

"سورہ تکاثر ہزار آیات کے برابر"

سورۂ الہاکم التکاثر حدیث ابن عمر میں رفعاً آیا ہے۔ کیا تم میں کوئی ہر دن ہزار آیت پڑھ نہیں سکتا کہا اتنا کون پڑھ سکتا ہے فرمایا کیا الہاکم التکاثر نہیں پڑھ سکتا اخرجہ الحاکم منذری نے کہا رجال اس کے اسناد کے ثقات ہیں مگر عقبہ کو میں اسکو نہیں پہچانتا ہوں۔

سورۂ کافرون اسکو حدیث انس میں ربع قرآن کہا ہے رواہ الترمذی عن حاکم کا لفظ ابن عباس سے یہ ہے کہ برابر ربع قرآن کے ہے مگر دونوں [illegible] کیا اچھی دو سورتیں

"سورہ اخلاص وکافرون کا خاص عمل"

۱۵

ہیں جو دو رکعت میں قبل فجر کے پڑھی جاتی ہیں۔ اخلاص وکافرون اَخْرَجَهُ ابْنُ حِبَّانَ وَصَحَّحَهُ لیکن کافرون پہلی رکعت میں اور اخلاص دوسری رکعت میں پڑھے بعض نسخ میں یہی ترتیب آئی ہے اور یہی صواب ہے ان دونوں سورتوں کا ان دو رکعتوں میں پڑھنا اور احادیث میں بھی آیا ہے شرجی رحمہ کہتے ہیں جو کوئی اس سورت کو وقت طلوع آفتاب کے پڑھے ساری دنیا کے شر سے اس دن محفوظ رہے وَقَدْ ثَبَتَ ذٰلِكَ بِخَطِّ بَعْضِ الْعُلَمَاءِ وَقَالَ ذٰلِكَ مُجَرَّبٌ لَا مِثْلَ قَيْدِهِ انتہی

سورۂ اذا جاء نصر اللہ اسکو حدیث ابن عباسؓ میں ربع قرآن فرمایا ہے رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ لیکن اسکی سند ضعیف ہے واللہ اعلم۔ ابن شہاب زہری نے کہا تم یہ سورت اور کافرون پڑھا کرو۔ یہ فقر کو دور کرتی ہے۔

سورۂ اخلاص حدیث ابوسعیدؓ وغیرہ ایک جماعت صحابہ کی احادیث میں اسکو ثلث قرآن فرمایا ہے رواہ الشیخان اور برابر ثلث قرآن کے فرمایا ہے رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَاَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ ابوالدرداء کا لفظ یہ ہے کیا تم عاجز ہو اس سے کہ رات کو ثلث قرآن پڑھو کہا بھلا ہم رات کو ثلث قرآن کس طرح پڑھ سکتے ہیں۔ فرمایا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ثلث قرآن ہے رَوَاهُ الشَّيْخَانِ وَغَيْرُهُمَا شوکانی فرماتے ہیں۔ وَقَدْ عَلَّلَ كَوْنَهَا ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ بِعِلَلٍ ضَعِيفَةٍ قَالَ وَالْاَحْسَنُ اَنْ يُّقَالَ اِنَّ هٰذَا سِرٌّ لَمْ نَطَّلِعْ عَلَيْهِ وَلَيْسَ لَنَا الْكَشْفُ عَنْ وَجْهِهِ وَهٰكَذَا اَسَائِرُ مَا تَقَدَّمَ اِنْتَهٰى حدیث ابوہریرۃؓ میں فرمایا ہے۔ کہ حضرتؐ نے ایک شخص کو سنا کہ اس نے یہ سورت آخر تک پڑھی فرمایا۔ وَجَبَتْ وَجَبَتْ یعنی واجب ہو گئی پوچھا کیا۔ فرمایا جنت اَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ وَاَخْرَجَهُ مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّا وَالنَّسَائِيُّ وَالْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِيحُ الْاِسْنَادِ اس سورت کے حق میں احادیث کثیرہ آئی ہیں وہ دلیل ہیں عظم فضل پر اس سورت میں صفت رحمٰن ہے جو کوئی اسکو پڑھتا ہے اللہ اس کو دوست رکھتا ہے۔ حدیث انسؓ میں آیا ہے۔ ایک شخص اس کو ہر رکعت میں پڑھا کرتا تھا۔ پوچھا تو کہا میں اسکو دوست رکھتا ہوں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حُبُّكَ اِيَّاهَا اَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ یعنے اسکی محبت تجھ کو جنت میں لے گئی اَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ

حکایت ابوامامہ باہلی رضؓ کہتے ہیں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک میں تھے۔ جبرائیل آئے ان کے ہمراہ ستر ہزار فرشتے تھے کہا جنازہ معاویہ بن معاویہ پر حاضر ہو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر نکلے جبرائیل علیہ السلام نے اپنا بازو پہاڑ و شہر

قیمتی عمل

ثلث قرآن کا ثواب

سورہ اخلاص کا عاشق جنتی ہو گیا

معاویہ بن معاویہ کا اعزاز

۱۷

سکھ دیا وہ جھک گئے۔ حضرت نے مدینے کو دیکھا اور معاویہ پر مع ملائکہ نماز پڑھی۔ پھر کہا اے جبرئیل معاویہؓ اس رتبے کو کس طرح پہونچے کہا قراءت قل ہو اللہ احد سے کھڑے بیٹھے سوار پیادہ وَرَوَاہُ ابْنُ السُّنِّیِّ وَالْبَیْہَقِیُّ فِیْ کِتَابِ دَلَائِلِ النُّبُوَّۃِ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم معوذتین کو پڑھ کر ہاتھوں پر پھونکتے پھر ہاتھ بدن پر وقت خواب کے پھیرتے اور اگر ورد مند ہوتے تو دوسرے کو حکم کرتے بعض علماء نے کہا ہے مَنْ وَاظَبَ عَلٰی قِرَاءَۃِ قَبْلَ النَّوْمِ قُلْ خُبْرًا وَكُفِيَ كُلَّ شَرٍّ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی یہ وہ سورت ہے کہ بھوکا اسکو پڑھے سیر شکم ہو جائے۔ پیاسا پڑھے سیراب ہو جائے۔ اسم صمد لائق ارباب ریاضات ہے جو اس کا ذکر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسکو اکل و شرب سے بے نیاز کر دیتا ہے یا صمد یا صمد کہے تھکے نہیں بعض نے تعداد اسکی ایک سو چونتیس بار بتائی ہے۔ وَحَكَىٰ لِي اَنَّهُ جَرَّبَهٗ وَصَحَّ خلوت میں اس اسم کی تکرار کرنے سے جہاں تک بن سکے تعب گرسنگی و تشنگی معلوم نہیں ہوتا۔ اگر کوئی اس سورت کو رق ارنب یعنے خرگوش کی جھلی پر لکھ کر اپنے پاس رکھے۔ تو ہوام و جن و انس کے ضرر سے امن میں رہے۔ باذن اللہ تعالےٰ۔ اور اگر گھر میں جاتے وقت پڑھ لیا کرے تو فقر دور ہو کر بسیط رزق ہو جائے۔ قرطبیؒ نے کتاب التذکرہ میں لکھا ہے کہ جو کوئی سورۃ اخلاص مرض موت میں پڑھیگا۔ تو فتنہ قبر میں نہ پڑے گا۔ اور ضغطہ قبر سے امن میں رہے گا۔ ملائکہ اسکو اپنے بازوؤں پر اٹھا کر صراط سے پار کر دیں گے وہ جنت میں جا پہونچیگا۔ انتہیٰ میں نے اپنی ماں سے مرض موت میں کہدیا تھا کہ اس سورت کو پڑھا کرو۔ وہ بہت پڑھتی تھیں۔ عَفَا اللّٰهُ لَهَا وَلَنَا

سورۂ فلق وناس

حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عقبہ بن عامرؓ سے فرمایا تھا۔ اَلَا اُعَلِّمُكَ خَيْرَ سُوْرَتَيْنِ قُرِئَتَا رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَائِيُّ دوسری روایت میں یوں ہے۔ يَا عُقْبَةُ تَعَوَّذْ بِهِمَا فَمَا تَعَوَّذَ مُتَعَوِّذٌ بِمِثْلِهِمَا اَخْرَجَهُ ابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ بِنَحْوِ هٰذَا وَقَالَ صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ اصل اس حدیث کی عقبہ سے مسلم میں یوں ہے۔ اَلَمْ تَرَ اٰيَاتٍ اُنْزِلَتِ اللَّيْلَةَ لَمْ يُرَ مِثْلُهُنَّ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ حاکم کا لفظ یہ ہے۔ يَا عُقْبَةُ اقْرَأْ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ فَاِنَّكَ لَنْ تَقْرَأَ سُوْرَةً اَحَبَّ اِلَى اللّٰهِ وَاَبْلَغَ مِنْهَا فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ لَا تَفُوْتَكَ فَافْعَلْ یہ دلیل احادیث ہیں۔ ان کے مزید فضل پر عقبہ کہتے ہیں۔ مجھ سے فرمایا تھا۔ تو ان دونوں کو سوتے اور اٹھتے وقت پڑھا کر کسی سائل نے سوال اور کسی متعوذ نے ان کی برابر استعاذہ نہیں کیا۔ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَالْحَاكِمُ

سورہ فلق و ناس کا عمل

اکل و شرب سے بے نیازی

(۴۷) "خرگوش کی جھلی پر لکھنے والا اخلاص عمل"

"صاحب کتاب کا اپنی والدہ کو سورہ اخلاص پڑھنے کا کہنا"

"سورہ فلق و ناس"

وَصَحَّحَهُ السُّيُوطِيُّ حدیث ابو سعید خدری میں آیا ہے۔ کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پناہ مانگتے تھے۔ جن وعین انسان سے یہانتک کہ معوذتین اتریں تب سے ان کو لیا اور ان کے ماسوا کو چھوڑ دیا اَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَابْنُ مَاجَةَ معلوم ہوا کہ جن اور چشم زخم کے لئے ان کے برابر کوئی استعاذہ نہیں ہے حدیث ابی بن کعب میں فرمایا ہے۔ مَنْ قَرَءَ الْمُعَوِّذَاتِ فَكَأَنَّمَا قَرَءَ جَمِيْعَ مَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ ابْنُ مَنِيْعٍ فِيْ مُسْنَدِهٖ ابن مسعود ان کو مصحف میں ثابت نہ لکھتے تھے۔ بلکہ حک کر دیتے اور کہتے تھے۔ کہ لَيْسَتَا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ تعالیٰ لیکن بزار نے کہا ہے لَمْ يُتَابِعْهُ أَحَدٌ مِنَ الصَّحَابَةِ وَقَدْ صَحَّ عَنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَرَأَ بِهِمَا فِي الصَّلٰوةِ وَأُثْبِتَتَا فِي الْمُصْحَفِ انتہی شوکانی نے فرمایا ہے۔ أَجْمَعَ عَلٰى ذٰلِكَ الصَّحَابَةُ وَجَمِيْعُ أَهْلِ الْإِسْلَامِ طَبَقَةً بَعْدَ طَبَقَةٍ وَالصَّحَابِيُّ لَيْسَ قَوْلُهُ حُجَّةً فِيْ مِثْلِ هٰذَا لِيْ قُوَّةٍ عَلَيْهِ فِي النَّيَّةِ لِمَا ثَبَتَ عَنِ الشَّارِعِ فَكَيْفَ وَقَدْ خَالَفَ فِيْهِمَا السُّنَّةُ الثَّابِتَةُ فِيْهِ اِجْمَاعُ الْعُلَمَاءِ انتہی۔

" ہر رات لیلۃ القدر کی رات "

سورہ الم تنزیل بیان رکھتے ہیں حضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم رات کو نہ سوتے جبتک کہ الم تنزیل اور تبارک الذی نہ پڑھتے۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ عَنِ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا ہے کہ ان دونوں سورتوں کو ان کے غیر پر ستر درجہ فضیلت ہے انس نے کہا جو ان دونوں کو رات میں اندر دو رکعت کے پڑھتا ہے اس نے گویا لیلۃ القدر پائی طاؤس انکو کبھی سفر و حضر میں ترک نہ کرتے۔

سورہ حشر جو کوئی اس سورت کو ہمیشہ پڑھیگا وہ اعدا سے امن میں رہیگا اور کیدکائدین و مکر ماکرین و جور ظالمین سے محفوظ رہیگا حضرت علی مرتضے اس کو ہر روز پڑھتے کسی نے پوچھا۔ تو کہا یہ سورت مجھکو آخرت یاد دلاتی ہے اور دنیا و آخرت میں ان دونوں کی

حکایت ایک شخص کے کان میں قرآنشہ گھس گئی تھی۔ اس کو سخت تعب تھا۔ بعض علما سے آب زمزم پر دس آیتیں اول آل عمران کی اور آخر سورہ حشر پڑھ کر وہ پانی اسکو پانی پلا دیا جب پیٹ میں گیا۔ کان سے بلطف تعالے باہر نکل آئی اس سورت کو اسم اعظم بھی کہا ہے۔

سورۂ واقعہ اس سورت کے لئے ایک سر عظیم و خاصیت عجیب ہے جلب غنا و نفی فقر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ابن مسعود کو کچھ مال دینا چاہا۔ کہا تم اپنی لڑکیوں پر خرچ کرنا۔ کہا کیا تم ان پر خوف فقر کا کرتے ہو۔ میں نے انکو کہہ دیا ہے

" فقر و فاقہ سے نجات "

کہ وہ سورہ واقعہ پڑھا کریں۔ میں نے حضرت ؐ کو سنا فرماتے تھے۔ جو کوئی سورہ واقعہ ہر رات پڑھا کریگا۔ اس کو کبھی فاقہ نہ ہوگا امام ابن عبد البر نے کتاب التمہید میں مرفوعاً روایت ہے مَنْ قَرَءَ الْوَاقِعَةَ كُلَّ لَيْلَةٍ لَمْ تُصِبْهُ فَاقَةٌ أَبَدًا بعض علماء نے کہا ہے۔ جو شخص اس سورت کو ایک مجلس میں اکتالیس بار پڑھیگا۔ اسکی حاجت پوری ہوگی۔ خصوصاً وہ حاجت جو متعلق طلب رزق ہے۔ اور جو شخص اسکو بعد عصر کے ہمیشہ پڑھتا رہے گا۔ اس کو اسباب مسرت نظر آتے رہیں گے۔ اسیطرح سورہ انا انزلناہ جلب غنا میں مشہور ہے۔

سورۂ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر

بعض علماء نے کہا ہے جسکو کوئی حاجت طرف اللہ کے ہو وہ اکتالیس بار اس سورت کو پڑھ کر اکتالیس بار یہ دعا کرے اور اپنی حاجت مانگے۔ انشاء اللہ وہ حاجت پوری ہوگی۔ پھر کہا کہ یہ مجرب ہے اَللّٰهُمَّ يَا مَنْ يَكْفِيْ مِنْ خَلْقِهِ جَمِيْعًا وَلَا يَكْفِيْ مِنْهُ اَحَدٌ مِّنْ خَلْقِهِ يَا اَحَدُ يَا مَنْ لَّا اَحَدَ لَهُ اِنْقَطَعَ الرَّجَاءُ اِلَّا مِنْكَ وَخَابَتِ الْاٰمَالُ اِلَّا فِيْكَ وَانْسَدَّتِ الطُّرُقُ اِلَّا اِلَيْكَ يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ اَغِثْنِيْ

سورۂ الم نشرح

بعض علماء نے کہا ہے جو کوئی اس سورت کو تین بار اور فاتحہ کو ایک بار اور انا انزلناہ کو گیارہ بار پڑھیگا اللہ میسر فتح بغیر تعب کے کریگا باذن اللہ تعالےٰ۔

"عطائے رزق جدید، اور حوائج کا پورا ہونا"

سورۂ طٰہٰ

جو اس سورت کو ہر دن وقت طلوع فجر کے پڑھے گا ادنی برکت اسکی یہ دیکھے گا۔ کہ ہر دن رزق جدید اس کو ملے گا۔ جس کی تاک میں وہ نہ تھا۔ اور اسکی سارے حوائج اس کے پورے ہونگے دل اس کے لئے نرم پڑ جائیں گے امداد و نصرت ملے گی۔ اس کے فضائل بہت سے ہیں۔

باب دوم

بیان تسہیل عوارض و آفات کے جو انسان کو حیات و ممات میں عارض ہوتے ہیں

دعاء کرب

حدیث ابن عباسؓ میں آیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وقت کرب کے یہ دعاء پڑھتے تھے۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ وَاَبُوْ عَوَانَةَ وَالنَّسَائِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَغَيْرُهُمْ ابن عوانہ نے اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ پھر اس کے بعد دعا کرتے ایک روایت بخاری میں حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ آیا ہے ابراہیم علیہ السلام جب آگ میں ڈالے گئے تھے۔ تو آخر قول ان

(۲۹) رفع حاجت کیلئے مجرب عمل

"اسباب مسرت کا میسر ہونا"

(۳۰) فتح یابی و کامرانی کیلئے

مصیبت کے وقت کی دعاء

19

کا یہی کلمہ تھا رواہ البخاری۔ اور جب حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہا گیا کہ لوگ تمہارے لئے جمع ہوئے ہیں تم ڈرو تو اصحابہ نے یہی کلمہ کہا مسلم کا لفظ یہ ہے کہ حضرتؐ پر جب کوئی امر مہم آتا تو اس کلمہ کو کہتے انتہے میں کہتا ہوں۔ اللہ تعالی نے قرآن میں کہا ہے۔
اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ
یہ دلیل ہے اس بات پر کہ اس کلمے کے قائل کو کوئی برائی نہ لگے گی۔ میں نے اس کا تجربہ کیا۔ ہمیشہ مجرب پایا۔ قرآن پاک سے یہی دو عمل حدیث سے بھی ثابت ہیں ایک تو یہ کلمہ دوسری دعا یونس علیہ السلام اس پر بھی وعدہ نجات کا کیا ہے۔ اور یہ دونوں عمل حدیث سے بھی ثابت ہیں۔ مثل ان کے کوئی دوسرا عمل جس پر اجماع کتاب و سنت و اتفاق قرآن و حدیث ہو سوا ان دونوں کلموں کے اور معلوم نہیں ہوتے اگرچہ ادعیہ دیگر زبان انبیاء علیہم السلام سے قرآن پاک میں منقول ہیں۔ فسبحانہ ما اعظم شانہ ایک روایت بخاری میں یوں آیا ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ عِبَادِكَ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ اس میں یہ بات ہے کہ پہلے اس ذکر کو کہے پھر استعاذہ کرے پھر کلمہ حسبنا الخ پر ختم کرے۔

دعاء کرب ایضا اسماء بنت عمیس کہتی ہیں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کیا میں تجھے ایسے کلمات نہ سکھا دوں جو تو وقت کرب کے کہا کرے
اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّيْ لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا رواہ ابو داؤد والنسائی وابن حبان طبرانی نے تین بار کہنا اتنا زیادہ کیا ہے واخرجہ ابن ماجۃ ایضا عائشہؓ کا لفظ یہ ہے کہ حضرتؐ نے اپنے اہل بیت کو جمع کر کے فرمایا۔ تم میں جب کسی کو غم یا کرب پہونچے۔ تو وہ یوں کہے۔ اَللّٰهُ اَللّٰهُ الخ رواہ ابن حبان وصححہ طبرانی کا لفظ عائشہؓ سے یوں ہے حضرتؐ نے کچھ تعزیت بنی ہاشم کے کہا تمہارے ہمراہ کوئی غیر تمہارا ہے کہا نہیں مگر ابن اخت یا مولی ہمارا فرمایا اذا اصاب احدکم ہم او لاواء فلیقل ابن عباس کہتے ہیں۔ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں کواڑ دروازے کے پکڑ لئے اور ہم گھر میں تھے فرمایا اے بنی مطلب اذا نزل بکم کرب او جہد او لاواء فقولوا الخ اس کے اسناد میں ابو یحیی ضعیف ہے رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط میں نے اس کلمہ مبارک کا تجربہ کیا تریاق مجرب پایا واللہ الحمد

"گناہوں سے چھٹکارا پانے کا مجرب عمل"
غم و کرب کے وقت کا عمل
"تریاق و مجرب عمل"

"حضرت جبرائیل کی تعلیم فرمودہ دعا"

۴۰

دعاء کرب ایضاً ابوہریرہ رضہ کہتے ہیں حضرت صلعم نے فرمایا مجھکو کسی امر میں کرب نہ ہوا مگر جبرائیل نے متمثل ہوکر مجھ سے کہا کہ تَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ وَلِيٌّ مِنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا أَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ۔

دعاء کرب ایضاً ابوبکرہ رضہ کہتے ہیں دعا کرب یہ ہے۔ اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ أَرْجُو فَلَا تَكِلْنِي إِلَى نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ وَأَصْلِحْ لِي شَأْنِي كُلَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ اطلاق لفظ شان کا امر و حال و خطب و جملہ شئون پر آتا ہے اسکے مراد اصلاح حال و امر محتاج الیہ ہے حیات و ممات میں اس حدیث کو طبرانی نے بھی کبیر میں روایت کیا ہے اس لفظ سے كَلِمَاتُ الْمَكْرُوبِ اَللّٰهُمَّ الخ مجمع الزوائد میں کہا ہے و اسنادہ حسن۔

دعاء ہم وغم یعنی فکر و رنج ابن مسعود کہتے ہیں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب کوئی ہم و غم ہوتا تو کہتے ہیں۔ يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَالتِّرْمِذِيُّ مِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ وَالنَّسَائِيُّ مِنْ حَدِيثِ رَبِيعَةَ بْنِ عَامِرٍ علی بن ابی طالب کہتے ہیں۔ دن بدر کے کچھ دیر تک میں نے قتال کیا پھر آیا کہ دیکھوں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیا کرتے ہیں۔ دیکھا تو آپ سجدے میں پڑے ہوئے یا حی یا قیوم کہتے تھے میں پھر کر چلا گیا پھر دوبارہ آیا پھر سجدے میں یا حی یا حی یا قیوم کہہ رہے تھے۔ اللہ نے آپکو فتح دی رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَقَالَ الْحَاكِمُ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ

بیٹے اسکو بھی تجربہ کیا صحیح پایا یہ کلمہ اسم اعظم الٰہی ہے واللہ اعلم

دعاء ذوالنون علیہ السلام سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دعوت ذی النون بطن حوت میں وقت دعا کے یہ تھی لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ کوئی مسلمان کسی شئے میں کبھی یہ دعا نہیں کرتا ہے لیکن اللہ اسکی دعا کو قبول فرماتا ہے۔ هٰذَا لَفْظُ التِّرْمِذِيِّ قَالَ الْحَاكِمُ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ دوسرے طریق میں اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ ایک شخص نے کہا اے رسول خدا کیا یہ دعا خاص ساتھ یونس علیہ السلام کے ہے یا واسطے عام مومنین کے فرمایا تو نے اللہ کی بات نہیں سنی۔ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِينَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو يَعْلَى الْمَوْصِلِيُّ أَيْضًا وَ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَابْنُ جَرِيرٍ أَيْضًا اِسْمُ اللّٰهِ الْأَعْظَمِ الَّذِي إِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ وَإِذَا سُئِلَ بِهِ أَعْطَى دَعْوَةُ يُونُسَ بْنِ مَتَّى سیوطی نے جامع کبیر و صغیر میں اسی تخریج یہ حدیث سعد سے اسی لفظ پر اقتصار کیا ہے لیکن مناوی نے

"تمام پیغمبروں کی دعائیں عام مومنین کے لیے بھی تاثیر کی حاصل ہیں"

"اصلاح حال و امر محتاج الیہ کا عمل"

"دفع فکر و رنج کا عمل"

"رنج و غم و پریشانی میں ہر بات میں مجرب"

شرح میں کہا ہے بِاِسْنَادٍ ضَعِيْفٍ شوکانی کہتے ہیں۔ وَلَعَلَّهٗ تَبِعَ فِيْ ذٰلِكَ رَمْزَ السُّيُوْطِيِّ وَمِثْلُ ذٰلِكَ لَا يُوْثَقُ بِهٖ اسم اعظم کی تعیین میں جزری نے تین حدیثیں لکھی ہیں ان میں سے ایک یہ حدیث ہے۔ ذکر اس کا آویگا۔ بہرحال پڑھنا اس آیت شریف کا ہم وغم و مصائب میں تریاق مجرب ہے۔ مشائخ نے ترکیب اس کی بیان کی ہے۔ ذکر ترکیب مذکور کا آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ مجھ پر ۱۳۰۲ ہجری میں ہجوم مخاوف کا تھا۔ میں اس دعا کو پڑھا کرتا اللہ نے کشف غم فرمایا اس کے مجرب ہونے میں کچھ شک وشبہ نہیں ہے اور پہلے یہ بات گذر چکی ہے کہ یہ وہ دعا ہے جو قرآن وحدیث دونوں سے ثابت ہے ایسی دعا سوا اسکے اور حسبنا اللہ ونعم الوکیل کے دوسری نہیں وللہ الحمد علیٰ ذلک

دعائے ہم وحزن ابن مسعودؓ کہتے ہیں۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے نہیں کہا کسی بندے نے وقت پہونچنے ہم وحزن کے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ عَدْلٌ فِيَّ قَضَاءُكَ اَسْاَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِيْ كِتَابِكَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ اَوِ اسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِيْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ رَبِيْعَ قَلْبِيْ وَنُوْرَ صَدْرِيْ وَجَلَاءَ حُزْنِيْ وَذَهَابَ هَمِّيْ وَغَمِّيْ مگر اللہ تعالیٰ اس کی فکر کو دور کر دیتا ہے اور بجائے حزن کے فرح بخشتا ہے رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ وَاَحْمَدُ وَالْبَزَّارُ اس کے آخر میں یہ بھی آیا ہے کہ حضرت سے کہا گیا ہم کو ان کلمات کا سیکھنا چاہیئے۔ فرمایا ہاں جو کوئی ان کو سنے وہ سیکھ لے وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَهٗ مجمع الزوائد میں کہا ہے۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ يَعْلٰى وَالْبَزَّارُ وَالطَّبَرَانِيُّ وَرِجَالُ اَحْمَدَ وَاَبِيْ يَعْلٰى رِجَالُ الصَّحِيْحِ غَيْرَ اَبِيْ سَلَمَةَ الْجُهَنِيِّ وَقَدْ وَثَّقَهُ ابْنُ حِبَّانَ انْتَهٰى اس کو طبرانی وابن السنی نے بھی حدیث ابو موسیٰ سے انہیں لفظ روایت کیا ہے۔ اور آخر میں کہا ہے کہ ایک قائل نے کہا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الْمَغْبُوْنُ مَنْ غُبِنَ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ فرمایا۔ اَجَلْ فَقُوْلُوْهُنَّ وَعَلِّمُوْهُنَّ فَاِنَّهٗ مَنْ قَالَهُنَّ وَعَلَّمَ النَّاسَ مَا فِيْهِنَّ اَذْهَبَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَهٗ وَاَطَالَ فَرْحَتَهٗ مجمع الزوائد میں کہا ہے وَفِيْهِ مَنْ لَّمْ اَعْرِفْهُ انتہی

دوا ہر دا خصوصا ہم ابوہریرہؓ رفعا کہتے ہیں جس نے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہا یہ اس کے لیے دوا ہے ننانوے دا سے سب میں

"غم و مصائب میں تریاق مجرب عمل"

"صاحب کتاب کا کشف"

"فکر دور اور حزن کے بدلہ فرح"

"ہر تکلیف کی دوا"

۲۲

کم ایک ہم ہے۔ اَخْرَجَہُ الْحَاکِمُ وَالطَّبَرَانِیُّ شوکانی فرماتے ہیں۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ ذکر شفا ہے عدد مذکور سے خارج مخرج مبالغہ ہو تو مراد شفا جمیع امراض و علل سے ہوگی۔ جن میں کمتر ہم ہے انتہٰی میں کہتا ہوں لفظ وار اس جگہ عام ہے وار قلب و تمالسہمو اسکی تکرار ہر وار جان و تن کو دور کرتی ہے میں نے بھی اسکا تجربہ کیا۔ صحیح پایا وللہ الحمد

دعائے مخرج ضیق و فرج ہم و بسط رزق

ابن عباسؓ نے رفعاً کہا ہے جس نے استغفار کو لازم پکڑا اللہ اس کو ہر تنگی سے باہر نکالتا ہے اور ہر فکر سے کشادگی بخشتا ہے اور ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے کہ وہاں سے گمان بھی نہ ہو۔ اَخْرَجَہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ حِبَّانَ وَصَحَّحَہٗ وَابْنُ مَاجَۃَ نسائی کا لفظ یہ ہے۔ مَنْ اَکْثَرَ مِنَ الْاِسْتِغْفَارِ شوکانی کہا ہے۔ وَفِی الْحَدِیْثِ فَضِیْلَۃٌ عَظِیْمَۃٌ وَّھِیَ اِنَّ الْاِسْتِکْثَارَ مِنَ الْاِسْتِغْفَارِ یَنْبَغِی الْمَخْرَجُ مِنْ کُلِّ ضِیْقٍ وَالْفَرَجُ مِنْ کُلِّ ھَمٍّ وَّحُصُوْلُ الْاَرْزَاقِ لَہٗ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ وَلَا یَکْتَسِبُ وَمَنِ اجْتَمَعَ لَہٗ ذٰلِکَ عَاشَ فِیْ نِعْمَۃٍ سَالِمًا مِّنْ کُلِّ نِقْمَۃٍ انتہٰی میں نے اسکا تجربہ بھی کیا۔ صحیح پایا۔ بلکہ اس زمانے میں دو ہی چیز کو دفع ہم و حزن میں قوی التاثیر سریع الاثر دیکھا ایک کثرت استغفار دوسرے صدقہ و خیرات الفاظ استغفار کے کئی طرح پر آئے ہیں۔ سب کافی شافی ہیں لکن سید الاستغفار کی بہت صفت و ثنا آئی ہے اسکا ذکر ان شاء اللہ تعالیٰ آئیگا۔ اور یوں تو ہر کلمہ استغفار جو بطریق صحیح ماثور ہے اپنا کام کرتا ہے۔

دعائے کرب و شدت

ابو امامہؓ رفعاً کہتے ہیں۔ موذن جب اذان دیتا ہے۔ تو دروازے آسمان کے کھل جاتے ہیں۔ اور دعا قبول ہوتی ہے سو جس کسی شخص پر کرب یا شدت نازل ہو۔ تو وہ موذن کا جواب سنے اور حی علی الفلاح کے بعد یوں کہے۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ الصَّادِقَۃِ الصَّادِقَۃِ الْمُسْتَجَابِ لَھَا دَعْوَۃِ الْحَقِّ وَکَلِمَۃِ التَّقْوٰی اَحْیِنَا عَلَیْھَا وَاَمِتْنَا عَلَیْھَا وَابْعَثْنَا عَلَیْھَا وَاجْعَلْنَا مِنْ خِیَارِ اَھْلِھَا اَحْیَاءً وَّاَمْوَاتًا پھر اس کے بعد سوال اپنی حاجت کا کرے۔ اَخْرَجَہُ الْحَاکِمُ شوکانی فرماتے ہیں اَیْ یَسْاَلُ حَاجَتَہٗ کَائِنَۃً مَّا کَانَتْ لکن اسکی سند میں عفیر بن معدان ہے۔ منذری نے اسکو واہی کہا ہے یعنی ضعیف مگر حدیث سہل بن سعدؓ رفعاً اسکی مؤید ہے فرمایا ہے۔ ثِنْتَانِ لَا تُرَدَّانِ الدُّعَاءُ عِنْدَ النِّدَاءِ وَعِنْدَ الْبَاسِ حِیْنَ یُلْحِمُ بَعْضُھُمْ بَعْضًا رَوَاہُ مَالِکٌ فِی الْمُوَطَّا اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاکِمُ وَصَحَّحَاہُ اسی طرح اوقات اجابت میں مابین اذان و اقامت ہے اور وقت اقامت یہ بحث من الحیعلتین

۲۳

ین تھی۔ واللہ تعالےٰ اعلم بالصواب ؁

توقع بلا و امر ہولناک

ابو سعیدؓ کہتے ہیں حضرت ﷺ نے کہا مجھکو چین کیونکر آئے صاحب قرن منہ میں قرن لئے ہوئے کان رکھے ہے کہ کس دم حکم ہو۔ کہ پھونکو اس کو پھونکوں اصحاب حضرت پر یہ بات گران گذری فرمایا۔ تم یوں کہو حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ سو جبکہ صور سے امر ہولناک کو یہ کلمہ کہنا کفایت کرتا ہے۔ تو پھر کسی احد بلائے حقیر کی کیا ہستی ہے یہ شامل ہے ہر امر ہول کو اور اگر کوئی ناپسند امر واقع ہو تو یوں کہے۔ قَدَرُ اللّٰهِ وَمَا شَاءَ فَعَلَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ نسائی کا لفظ یہ ہے فَإِنْ غَلَبَ عَلَيْكَ أَمْرٌ فَقُلْ قَدَّرَ اللّٰهُ وَمَا شَاءَ صَنَعَ ؁

دعا غلبۂ امر

عوف بن مالک مرفوعاً کہتے ہیں۔ حضرت ﷺ نے درمیان دو شخصوں کے فیصلہ کیا مقضی علیہ نے کہا حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ فرمایا۔ اس شخصکو بلاؤ۔ وہ آیا اس سے فرمایا۔ تو نے کیا کہا اس نے عرض کیا کہ میں نے یہ کہا فرمایا اللہ ملامت کرتا ہے عجز پر لیکن تجھ پر کیس یعنی ہوشیاری لازم ہے اور جب تجھ پر کوئی امر غلبہ کرے تب تو یوں کہہ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ شوکانی فرماتے ہیں۔ اَلْحَدِيْثُ دَلِيْلٌ عَلَى أَنَّهُ لَا يُقَالُ هٰذَا الدُّعَاءُ إِلَّا إِذَا غَلَبَهُ الْأَمْرُ وَعَجَزَ عَنْ دَفْعِهِ انتہیٰ یعنے معاملہ مقدمہ میں ہار جیت ایک معمولی بات ہے اس پر اس کلمے کا کہنا کیا۔ اسکو تو وقت مغلوبیت امر مہم کے کہے تلاعب نکرے۔ اسکی قدر سمجھے ؁

دعائے مصیبت

حدیث ام سلمہ میں فرمایا ہے کہ نہیں ہے جب کسی کو مصیبت پہونچے تو وہ یوں کہے۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ عِنْدَكَ أَحْتَسِبُ مُصِيْبَتِيْ فَأْجُرْنِيْ فِيْهَا وَأَبْدِلْنِيْ مِنْهَا خَيْرًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَالْحَاكِمُ وَابْنُ مَاجَةَ مسلم کا لفظ ام سلمہ سے یوں ہے مَا مِنْ عَبْدٍ تُصِيْبُهُ مُصِيْبَةٌ فَيَقُوْلُ إِنَّا لِلّٰهِ الخ اَللّٰهُمَّ أْجُرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَاخْلُفْ لِيْ خَيْرًا مِنْهَا الخ۔

یہ دعا ہر مصیبت میں کہنا چاہئے۔ موت ہو یا اور کچھ اللہ تعالےٰ اس کے کہنے سے خلف خیر عطا فرماتا ہے اہل علم کو اسکا تجربہ ہوا ہے بلکہ خود ام سلمہ نے اسکا تجربہ پایا کہ بعد موت ابی سلمہ کے یہ دعا کی تھی۔ اَللّٰهُمَّ أْجُرْنِيْ الخ وہ کہتی ہیں۔ قُلْتُ كَمَا أَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْلَفَ اللّٰهُ لِيْ خَيْرًا مِنْهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

"جب کوئی مشکل در پیش ہو"

دعاء استسہال امر

جب کوئی امر دشوار پیش آئے تو یوں کہے۔ اَللّٰھُمَّ لَا سَھْلَ اِلَّا مَا جَعَلْتَہٗ سَھْلًا وَّاَنْتَ تَجْعَلُ الْحَزْنَ سَھْلًا رَوَاہُ ابْنُ حِبَّانَ عَنْ اَنَسٍ رَفَعَہٗ شوکانی لکھتے ہیں وَفِی الْحَدِیْثِ الدَّعْوَۃُ بِاَنَّ اللّٰہَ سُبْحَانَہٗ یَجْعَلُ کُلَّ مَا صَعُبَ مِنَ الْاُمُوْرِ سَھْلًا یُمْکِنُ الْوُصُوْلُ اِلَیْہِ بِلَا صُعُوْبَۃٍ انتہٰی

دعاء درماندگی و زیادت قوت

اگر شغل سے تھک جائے اور زیادہ طاقت چاہے تو وقت خواب کے ہر شب ۳۳ بار سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد للہ ۳۴ بار اللہ اکبر کہے۔ رَوَاہُ الشَّیْخَانِ وَاَحْمَدُ وَالطَّبَرَانِیُّ مِنْ حَدِیْثِ عَلِیٍّ فاطمہ علیہا السلام نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خادم مانگا تھا فرمایا سوتے وقت یوں کہا کرو۔ بخاری کا لفظ یہ ہے کہ ان کے ہاتھ میں چکی پیسنے سے گٹا پڑ گیا تھا اس کی شکایت پر ہدایت فرمائی سبحان اللہ سیدۃ المرسلین اس مشقت و تعب میں تھیں کہ اپنے ہاتھ سے چکی پیستیں کھانا پکاتیں ہماری کیا ہستی ہے کہ ہماری مستورات ایسے کام سے عار کریں لیکن بات یہ ہے کہ ہم سے اللہ کی نعمت بسط رزق کا شکر ادا نہیں ہو سکتا ہے جس نے ہم کو اور ہماری مستورات کو محتاج اس مشقت و شغل کا نہ رکھا۔ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ سوا ان کے رب سے اَللّٰھُمَّ غَفْرًا۔

دعائے خوف از سلطان یا ظالم

ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ جب پاس کسی بادشاہ ہیبت ناک کے جائے جس کی سطوت سے تو ڈرتا ہے تو کہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَعَزُّ مِنْ خَلْقِہٖ جَمِیْعًا اَللّٰہُ اَعَزُّ مِمَّا اَخَافُ وَاَحْذَرُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْمُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ اَنْ تَقَعَ عَلَی الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِہٖ مِنْ شَرِّ عَبْدِکَ فُلَانٍ وَجُنُوْدِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ وَاَشْیَاعِہٖ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَللّٰھُمَّ کُنْ لِّیْ جَارًا مِّنْ شَرِّھِمْ جَلَّ ثَنَاؤُکَ وَعَزَّ جَارُکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ تین بار اسیطرح کہے رواہ الطبرانی مجمع الزوائد میں کہا ہے۔ وَرِجَالُہٗ رِجَالُ الصَّحِیْحِ انتہی یہ موقوف ہے ابن عباس پر پھر کہا ابن ابی شیبہ نے اور تین بار ایسا ہی انہیں کی روایت ہے طبرانی کی وَرَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ مَوْقُوْفًا اَیْضًا طبرانی نے ابن مسعود سے مرفوعا یہی روایت کیا ہے ان لفظوں سے اِذَا تَخَوَّفَ اَحَدُکُمُ السُّلْطَانَ فَلْیَقُلْ اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ کُنْ لِّیْ جَارًا مِّنْ شَرِّ فُلَانٍ وَّشَرِّ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَاَتْبَاعِھِمْ اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیَّ اَحَدٌ مِّنْھُمْ عَزَّ جَارُکَ وَجَلَّ ثَنَاؤُکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ مجمع الزوائد میں کہا ہے فِیْہِ جُنَادَۃُ بْنُ مُسْلِمٍ

"خواتین اور مشقت والا کام کرنے والے اور کمزور کو"

"غضب ناک حاکم یا افسر کے ڈر کے وقت"

۲۵

وَثَّقَهُ ابْنُ حِبَّانَ وَضَعَّفَهُ غَيْرُهُ وَبَقِيَّةُ رِجَالِهِ رِجَالُ الصَّحِيحِ ۔ فلان کی جگہ اس شخص کا نام لے جس سے ڈرتا ہے ۔

دعائے خوف از سلطان

علقمہ بن یزید کہتے ہیں جو شخص خاصہ شعبی سے ہوتا شعبی اسکو یہ دعا سکھاتے اَللّٰهُمَّ اِلٰهَ جِبْرَائِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَاِسْرَافِيْلَ وَاِلٰهَ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحَاقَ عَافِنِيْ وَلَا تُسَلِّطَنَّ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ عَلَيَّ بِشَيْءٍ لَا طَاقَةَ لِيْ بِهٖ اَخْرَجَهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ مَوْقُوْفًا اس کے آخر میں یہ کہا ہے ایک شخص پاس ایک امیر کے گیا تھا اس نے یہ دعا کی امیر نے اسکو چھوڑ دیا۔ شعبی ایک امام جلیل تابعی کبیر ہیں۔ انکا نام عامر بن شراحیل تھا حجاج نے ان کو ظلماً قتل کر ڈالا۔ میں کہتا ہوں۔ سلف وخلف میں بابت قوت وضعف ایمان اتنا ہی فرق ہے کہ وہ ہر مصیبت میں توسل واستعانت نری اللہ پاک سے کرتے تھے نہ اولیاء خدا سے اس جگہ نام ملائکہ وانبیاء کا لیا۔ تو بھی کس عنوان پاکیزہ سے یہ نہ کہا کہ اللہم بحق جبرئیل الخ اسلئے کہ اللہ پر کسی مخلوق کا کوئی حق واجب نہیں ہے بلکہ یوں کہا اَللّٰهُمَّ اِلٰهَ الشَّيْخِ فُلَانٍ وَّفُلَانٍ اس میں اللہ سے استعانت بھی ہوئی۔ اور ان کی عبودیت بھی اللہ کے لئے ثابت ہوئی پھر ان لوگوں کے نام لیئے جنکا اہل صدیقا قطعی الثبوت ہے بخلاف اسماء اولیاء اللہ کہ ہر چند ان کے حق میں بھی حسن ظن قبول ہے لیکن ہم کسی کو قطعی جنتی نہیں کہہ سکتے ہیں سو جب یہ بات ہے تو پھر توسل کرنا ان سے دعا میں کچھ ضرور نہیں ہے گو نزدیک بعض اہل علم کے جائز ہو یا اسی ترکیب کے ساتھ کہے کہ اَللّٰهُمَّ اِلٰهَ الشَّيْخِ فُلَانٍ وَّفُلَانٍ اس لئے کہ اس محل استعانت واستغاثہ میں ہمکو اگر کسی کا نام لینا ضرور ہے۔ ہو تو ہم ملائکہ کرام عالی مقام اور انبیاء علیہم السلام کا نام لیں اور اس کے خاص الخاص بندوں کا ذکر سامنے رب کے کریں جن کے مقبول ومقرب ہونے میں کچھ شک وشبہ نہیں ہے انکا نام کیوں لیں جنکے حق میں ہم قطعاً کوئی حکم خیر نہیں لگا سکتے مبادا ان میں کوئی ایسا ہو جس کو ہم نے اللہ کا ولی سمجھ لیا ہے اور وہ ولی نہ ہو۔ تو پھر یہ کہنا ہمارا کہ اَللّٰهُمَّ اِلٰهَ فُلَانِ الشَّيْخِ نافع نہ ہوگا۔ بلکہ مضر پڑے گا۔ اگرچہ ساری خلق مومن وکافر اللہ ہی کے بندے اور غلام ہیں۔ جس طرح کہ ہم یَا خَالِقَ الْقِرَدَةِ وَالْخَنَازِيْرِ نہیں کہہ سکتے ہیں۔ اگرچہ اِنَّ اللّٰهَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ کہتے ہیں۔ اللہ کی جناب عالی ساری مخلوق سے بڑھکر محل ادب ہے لیکن مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؎ از خدا خواہیم توفیق ادب + بے ادب محروم گشت از فضل رب۔ **فائدہ** مسائل شرک وبدعت میں جس جگہ علماء

"[illegible] (حاشیہ میں دستی تحریر)"

واو یاء کا اختلاف ہو کوئی جائز کہے کوئی نا جائز اس جگہ میزان یہ ہے۔ کہ ترک اولی ہے فعل سے اور وقوف افضل ہے۔ قول بجواز سے اسلئے کہ شرک کے ستر ابواب ہیں۔ اور شرک چیونٹی کی چال سے اندھیری رات میں سیاہ پتھر پر سے بھی زیادہ تر پوشیدہ ہے۔ اور معلوم ہے کہ اللہ مشرک کو ہرگز نہ بخشے گا مگر توبہ سے اور بدعت کے بہتر دروازے ہیں۔ اور ہر بدعت ضلالت ہے۔ اور ہر ضلالت نار میں ہے اس لئے وقوف میں نجات ہے۔ اور جرأت کرنے میں ہلاک و لہذا حدیث میں آیا ہے۔ اَلْمُؤْمِنُوْنَ وَقَّافُوْنَ عِنْدَ الشُّبُهَاتِ شرک و توحید کھلی چیز ہے۔ ان کے درمیان میں امور مشتبہ ہیں۔ جنکو اکثر لوگ نہیں جانتے اسیوجہ سے اللہ نے فرمایا ہے وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُوْنَ یہ جگہ اس مسئلے کی بسط کی نہیں ہے۔ اسکا محل کتب اعتصام بالکتاب والسنۃ ہیں۔ واللہ اعلم ؎

دعائے خوف از امیر ظالم ابومجاز جنکا نام لاحق بن حمید ہے کہتے ہیں جو شخص کسی امیر ظالم سے ڈرے۔ تو وہ یہ کہے رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا وَّبِالْقُرْاٰنِ حَكَمًا وَّإِمَامًا اللہ اسکو اسکے ہاتھ سے اس ظالم کے نجات دیگا رَوَاهُ ابْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ مَوْقُوْفًا ممکن ہے کہ یہ اثر اور اثر ما قبل صحابہ سے مروی ہوں با سند انکا تجربہ ہے ان دونوں اماموں نے تجربہ میں اسکو صحیح پایا ہے

دعائے خوف از شیطان وغیرہ جب کسی شیطان وغیرہ سے ڈرے تو یوں کہے۔ أَعُوْذُ بِوَجْهِ اللّٰهِ الْكَرِيْمِ وَبِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِيْ لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ مِّنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَأَ وَمِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيْهَا وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ إِلَّا طَارِقًا يَّطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰنُ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَأَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِيُّ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ مالک کی روایت میں یوں ہے۔ کہ شب معراج میں حضرتؐ کے سامنے ایک عفریت یعنی دیو سرکش ایک شعلہ آگ کا لیکر آیا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اس کی طرف التفات کرتے تو اس کو موجود پاتے جبرئیل علیہ السلام نے کہا تم یوں کہو۔ أَعُوْذُ بِوَجْهِ اللّٰهِ الْكَرِيْمِ الخ

دعائے فزع یعنے گھبرہٹ کی ابن عمرو کہتے ہیں۔ حضرتؐ صحابہ کو واسطے دفع فزع کے یہ کلمات سکھاتے أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَأَنْ يَّحْضُرُوْنِ

أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَالْحَاكِمُ ؛

دعائے ہرب شیطان اس کام کے لئے پڑھنا آیۃ الکرسی کا، اور اذان کہنا آیا ہے رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ مِنْ حَدِيثِ جَابِرٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ حدیث سعد میں ندا باذان واسطے دفع غول کے بھی بالخصوص آئی ہے رواہ الترمذی ؛

دعائے وسو حدیث ابوہریرہؓ میں فرمایا ہے شیطان تمہارے پاس آکر کہتا ہے اس کو کس نے پیدا کیا اس کو کس نے بنایا یہاں تک کہ یوں کہتا ہے کہ تیرے رب کو کس نے پیدا کیا جب اسکی نوبت پہونچے تو اللہ کے ساتھ استعاذہ کرے اور باز رہے۔ أَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ وَأَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ ایک لفظ مسلم کا یوں ہے کہ اس طرح کہے اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ دوسری حدیث ابوداؤد اور نسائی کی یہ ہے فَقُولُوا اللّٰهُ أَحَدٌ اللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ پھر تین بار بائیں طرف تھتکارے اور شیطان سے پناہ مانگے نسائی کا لفظ یہ ہے فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنْهُ وَمِنْ فِتْنَتِهٖ شوکانی فرماتے ہیں وَفِي الْحَدِيثِ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّهُ يَجِبُ عَلٰى مَنْ عَرَضَتْ لَهُ الْوَسْوَسَةُ الشَّيْطَانِيَّةُ إِلٰى هٰذَا الْحَدِّ أَنْ يَنْتَهِيَ عَنْ ذٰلِكَ وَيَتْرُكَهُ وَيَشْتَغِلَ بِغَيْرِهٖ مِمَّا يَهُمُّهُ وَيَعْنِيهِ فَإِذَا دَامَتْ عَلَيْهِ يَقُولُ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَيَتْلُو قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ وَيَتْفُلُ ثَلَاثًا عَنْ يَسَارِهٖ دَفْعًا لِلشَّيْطَانِ الَّذِي أَتٰى يُلْقِي الْوَسْوَسَةَ وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنْهُ وَمِنْ فِتْنَتِهٖ انتہی بائیں طرف کا ذکر اس لئے ہے کہ دل بائیں طرف ہے اور وسوسہ شیطان کا دل ہی کے اندر ہوتا ہے اس لئے اسی جانب تفل کرے اور اگر وسوسہ اعمال میں ہو تو اس شیطان کا نام خنزب ہے بکسر خاء و فتح خا ہر دونوں ساکن ورا مفتوحہ اس وقت بھی استعاذہ باللہ اور تفل بجانب یسار کرے۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنْ عُثْمَانَ ابْنِ أَبِي الْعَاصِ ابوزمیل نے ابن عباسؓ سے کہا تھا کیا چیز ہے جو میں اپنے سینے میں پاتا ہوں پوچھا کیا کہا واللہ میں نہیں کہہ سکتا کہا کیا کچھ شک ہے اور ہنسے اور کہا اس سے کسی نے نجات نہیں پائی۔ یہاں تک کہ اللہ نے یہ آیت بھیجی فَإِنْ كُنْتَ فِي شَكٍّ مِمَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الآية پھر کہا جب تو اپنے جی میں کچھ پائے تو یہ کہو هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ جَيِّدٍ شیطان رجیم انسان کا دشمن ہے۔ ہر دم کام اس کا وسوسہ ڈالنا ہے پھر کبھی ایسا وسوسہ حدیث القا کرتا ہے جو منہ سے نکالا نہیں جاتا صریح کفر و ردت و الحاد و زندقت ہوتا ہے جیسے شک اللہ تعالیٰ میں یا سب و شتم حق میں اللہ و رسول کے ولا حول ولا قوة الا باللہ رسول سے ایسا وسوسہ

یہی علاج ہے جو مذکور ہوا اور اللہ تعالیٰ ضرور پناہ گیر کو انشاء اللہ تعالیٰ پناہ دے گا۔ اور سب اعمال سے زیادہ وسوسہ اس لعین کا حالت نماز میں ہوتا ہے۔ اس لئے کہ نماز افضل عبادات ہے اور سب سے پہلے دن حساب کے اسی کی پرسش ہوگی لہذا جن امور کا خیال خارج نماز نہیں نہیں ہوتا ہے ان کا وسوسہ اسی حالت میں اندر سینے کے خلش کرتا ہے اور دور دور جا بجا فکر و خیال دوڑتا ہے۔ تا افضل عبادت خراب ہو کر نمازی برکات و نجات آخرت سے محروم ہو جائے۔ یہ خنزب خنزیر سے بھی بدتر اور خبیث تر ہے۔ جو کہ اس حالت طہارت میں آکر بہکاتا ہے۔ اور ہر وادی میں لئے پھرتا ہے۔ اس کے علاج بھی یہی ہیں۔ جو اس جگہ مذکور ہوئے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَعِیْذُ بِکَ مِنْ سُوْسَۃِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْاَمْرِ

دعا کان بولنے کی

ابو رافع مولائے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا جب تم میں سے کسی کا کان بولے تو وہ مجھ کو یاد کرکے مجھ پر درود بھیجے اور یہ کلمہ کہے۔ ذَکَرَ اللّٰہُ بِخَیْرٍ مَنْ ذَکَرَنِیْ تخریجہ الطبرانی۔ مجمع الزوائد میں اس حدیث کو حسن کہا ہے یہ معاجم ثلثہ میں مروی ہے وَرَوَاہُ الْبَزَّارُ فِیْ مُسْنَدِہٖ ایضاً شوکانی کہتے ہیں۔ فِیْہِ اِشَارَۃٌ اِلٰی اَنَّ سَبَبَ ذٰلِکَ ذِکْرُ بَعْضِ مَنْ یَذْکُرُہٗ وَقَدْ ذَکَرَ اَھْلُ عِلْمِ الطِّبِّ اَنَّ ذٰلِکَ یَکُوْنُ مِنْ تَصَعُّدِ الْاَبْخِرَۃِ وَلٰکِنْ ھٰذِہِ الْاِشَارَۃُ مِنَ الصَّادِقِ الْمَصْدُوْقِ وَاِنْ لَمْ تَکُنْ صَرِیْحَۃً فِی التَّسَبُّبِ فَھِیَ اَقْدَمُ مِنْ کُلِّ طِبٍّ اَخْرَجَ ھٰذَا الْحَدِیْثَ اَیْضًا ابْنُ السُّنِّیِّ فِیْ عَمَلِ الْیَوْمِ وَاللَّیْلَۃِ انتہی ؎ گوش تو شنیدہ ام کہ درمے دارد دردِ دل من مگر بگوش تو رسید

پاؤں کا سن ہوجانا

اس بارے میں ابن السنی نے ایک اثر ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے اور نیز ابن عمر ؓ سے جب پاؤں سن پڑ جائے۔ تو اس شخص کو یاد کرے۔ جو سب سے زیادہ اسکو لوگوں میں محبوب ہے شوکانی فرماتے ہیں۔ لَیْسَ فِیْ ذٰلِکَ مَا یُفِیْدُ اَنَّ لِھٰذَا حُکْمَ الرَّفْعِ فَقَدْ یَکُوْنُ مَرْجِعُ مِثْلِ ھٰذَا التَّجْرِبَۃَ وَالْمَحْبُوْبُ الْاَعْظَمُ لِکُلِّ مُسْلِمٍ ھُوَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَنْبَغِیْ ذِکْرُہٗ عِنْدَ ذٰلِکَ کَمَا وَرَدَ مَا یُفِیْدُ ذٰلِکَ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ مِثْلُ قَوْلِہٖ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَکَمَا فِیْ حَدِیْثِ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ اَھْلِہٖ وَمَالِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ انتہی۔ یہ استدلال شوکانی کا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب اعظم ہونے پر نہایت صریح و واضح ہے اللہ تعالیٰ ہم کو محبت اپنے محبوب اعظم کی بطفیل محبوب معروف کما ینبغی اور کما حقہ عطا کرے۔ الٰہی آمین ابن السنی وغیرہ کی روایت میں کیفیت اس ذکر کی یوں آئی کہ ... محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انشاء اللہ

" نماز میں وسوسہ "
" جب کانوں میں سنسناہٹ ہو "
(۲۷) محبوب کا نام لینا

" یا محمد پڑھنے سے پاؤں ٹھیک ہو گیا "

۲۹

" ناخن پر تھوک لگانا "

فی الفور خدر جاتا رہے گا۔ سلف کو اسکا تجربہ ہوا ہے۔ و عبدالحمید شرحی کہتے ہیں ایک بار پاؤں ابن عباسؓ کا سن ہو گیا تھا کہا یا محمداہ فی الفور کھل گیا۔ انتہٰے لیکن اس ندا سے کیفیت صدر بہتر ہے کیونکہ حجاہد نے اسکو بلا ندا روایت کیا ہے ایک نسخہ رفع خدر کی یہ بھی ہے کہ جو پاؤں یا ہاتھ سن ہو گیا ہو اس کے ناخنوں پر تھوک لگائے خدر زائل ہو جاویگا۔ اسکو شرحی نے مجرب کہا ہے واللہ تعالٰے اعلم ❀

" غصہ اور غضب کے خاتمہ کا نسخہ "

دعائے غضب و حشم

اس کے دور کرنے کے لئے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ کہے۔ رَوَاہُ الشَّیْخَانِ مِنْ حَدِیْثِ سُلَیْمَانَ بْنِ صُرَدٍ بِطُوْلِہٖ وَفِیْہِ قِصَّۃٌ سنن کی روایت میں یوں کہنا آیا ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ یہ دلیل ہے اس بات پر کہ غضب متسبب ہوتا ہے عمل شیطان سے اسی لئے اس سے استعاذہ کرنیکو فرمایا ہے سو جبکسی شخص کو امر ناحق پر یا بوجہ غفلت صدق میں غصہ آئے وہ جان لے کہ شیطان اسکو ساتھ تلاعب کرتا ہے۔ اور کسی طائف شیطان نے اسکو چھوا ہے شوکانی فرماتے ہیں۔ وَفِیْ ھٰذَا مَا یَزْجُرُ عَنِ الْغَضَبِ کُلَّ مَنْ یَوَدُّ اَنْ لَّا یَکُوْنَ فِیْ یَدِ الشَّیْطَانِ یَصْرِفُہٗ کَیْفَ یَشَآءُ اِنْتَھٰی ایک علاج غضب کا یہ بھی ہے کہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے بیٹھا ہو تو لیٹ جائے اسپر بھی غصہ نہ جائے تو خاک پر سجدہ کرے۔ وضو کرے و باللہ التوفیق مخلہ دس مہلکات کے ایک مہلک یہ غضب بھی ہے ❀

" استغفار سے فحش گوئی کا خاتمہ "

دعائے حد لسان یعنی تیز زبانی کی

جو شخص بدزبان فحش گو ہو وہ اللہ سے استغفار کرے۔ حذیفہ کہتے ہیں میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکوہ ذرب لسان کا کیا فرمایا تو استغفار سے کدھر گیا میں تو ہر دن میں سو بار اللہ تعالٰی سے استغفار کرتا ہوں اَخْرَجَہُ النَّسَائِیُّ وَالْحَاکِمُ وَقَالَ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ ذرب لسان کہتے ہیں فحش بکنے کو یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ سبب ذرب زبان کا بھی گناہ انسان کے ہوتے ہیں سو جب اللہ تعالٰی ان ذنوب کو بخشدیگا۔ یہ سبب استغفار کے تو وہ مسبب بھی دور ہو جاویگا رہے حضرت صلی اللہ وآلہ وسلم سو وہ اس سے معصوم تھے یہ بات انہوں نے واسطے تعلیم امت کے ارشاد فرمائی ہے کہ جبکوئی شخص اس بلا میں مبتلا ہو تو یہ کام کرے ❀

" قرضہ سے نجات کا نبوی نسخہ "

دعائے قرض

ایک مکاتب نے پاس علیؓ بن ابی طالب کے آکر کہا میں ادا ء زر کتابت سے عاجز ہو گیا ہوں۔ میری کچھ مدد کرو فرمایا کیا میں تجھ کو وہ کلمات نہ سکھا دوں۔ جو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھکو سکھلائے تھے اگر برابر جبل صیر کے تجھ پر قرض ہوگا۔ تو اللہ تعالٰی اسکو تجھ سے ادا کرا دیگا کہہ اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ

۳۰

عَنْ سِوَاكَ اَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْحَاكِمُ ترمذی نے کہا حسن ہے حاکم نے کہا صحیح ہے صبر بفتح صاد وکسر موحدہ ایک مشہور پہاڑ ہے یمن کا۔ میں کہتا ہوں۔ مجھ کو بعد ہر نماز فرض کے اس دعا کے پڑھنے کی عادت ہے جبتے تمام عمر کبھی ایک پیسہ کسی سے قرض نہیں لیا۔ با وجود احتیاج کے اللہ کے میری ہر حاجت بلا قرض کے پوری کی اور مجھ کو اتنا دیا کہ میں نے ایک جماعت کو ہزار ہا روپیہ بطور قرض حسنہ دیا۔ پھر کسی نے پورا اور کسی نے آدھا یا کم ادا کیا۔ اور کسی نے معاف کرالیا۔ اور کسی نے کچھ نہ دیا۔ میں نے سب سے قطع نظر کی اس امید پر کہ اللہ تعالیٰ سے میرے قالوب بھی دن حساب کے تجاوز فرمائے اللھم آمین شرح میں کہتے ہیں۔ بعض علماء نے کہا ہے۔ يَنْبَغِيْ اَنْ يُوَاظِبَ عَلٰى ذٰلِكَ بَعْدَ كُلِّ فَرِيْضَةٍ اِلَى الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى اِلَّا وَقَدْ اَغْنَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَكُلُّ ذٰلِكَ مَشْرُوْطٌ بِالصِّدْقِ وَصَلَاحِ النِّيَّةِ وَحُسْنِ الْعَقِيْدَةِ انتهٰى

حدیث عائشہ میں فرمایا ہے۔ جیسے بن مریم اپنے اصحاب کو یہ دعا سکھاتے تھے اور فرماتے اگر تم پر پہاڑ کے قرض سونے کا ہوگا اور تم یہ دعا کروگے تو اللہ تعالیٰ ادا کردے گا اَللّٰهُمَّ فَارِجَ الْهَمِّ كَاشِفَ الْغَمِّ مُجِيْبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّيْنَ رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا اَنْتَ تَرْحَمُنِيْ فَارْحَمْنِيْ بِرَحْمَةٍ تُغْنِيْنِيْ بِهَا عَنْ رَحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ اَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ مجھ پر بقیہ قرض تھا۔ جب سے یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنکر دعا پڑھنا شروع کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے میرا قرض ادا کردیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔ مجھ پر ایک دینار تین درہم اسماء بنت عمیس کے قرض تھے۔ وہ جب میرے پاس آتیں تو میں ان کی طرف منہ کرتی شرماتی کیونکہ میرے پاس قرض ادا کرنے کو نہ تھا۔ یہی دعا کیا کرتی تھوڑی مدت میں اللہ نے مجھکو رزق دیا۔ جو نہ صدقہ تھا نہ میراث مجھ سے اللہ نے وہ قرض ادا کرادیا اور باقی مال سے اپنے گھر والوں میں خوب اچھی طرح بانٹا اور عبد الرحمن کی دختر کو تین اوقیہ چاندی کا زیور بنا دیا اور بہت سا مال بچ رہا حاکم نے کہا یہ روایت صحیح الاسناد ہے اس کو بزار نے بھی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ لیکن سند اسکی ضعیف ہے بہرحال اس دعا کا تجربہ مطابق ارشاد صادق المصدوق صلے اللہ علیہ وسلم کے ابوبکر و عائشہ کو ہو گیا۔ وللہ الحمد اسی طرح ہر مسلمان مومن کو بھی ہو سکتا ہے اگر ضعیف الایمان اور شکی مزاج نہ ہو۔

دعائے قرض ایضاً

معاذ رضی اللہ عنہ پر ایک یہودی کا ایک اوقیہ زر قرض تھا۔ اس نے ان کو حبس کر رکھا تھا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تجھ کو ایسی دعا نہ سکھادوں۔ کہ اگر تجھ پر مثل کوہ صبر کے قرض ہو۔ تو اللہ تعالیٰ ادا کرادے اے معاذ اللہ سے یہ دعا کر اَللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ

"صاحب کتاب کا خاص عمل"

پہاڑ برابر سونا قرض ادا ہو جائے گا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مجرب عمل

"دعا قرض ادا ہو گیا"

۳۱

مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَتُوْلِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا تُعْطِيْ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُمَا وَتَمْنَعُ مَنْ تَشَاءُ اِرْحَمْنِيْ رَحْمَةً تُغْنِيْنِيْ بِهَا عَنْ رَحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ اَخْرَجَهُ الطَّبَرَانِيُّ

یہ حدیث انس سے بھی رفعاً آئی ہے مجمع الزوائد میں کہا ہے کہ رجال اس کے ثقات ہیں۔ ابو سعید رفعاً کہتے ہیں۔ ابو امامہ نے کہا مجھ پر ہموم و دیون ہو گئے ہیں۔ فرمایا اَفَلَا اُعَلِّمُكَ كَلَامًا اِذَا قُلْتَهُ اَذْهَبَ اللّٰهُ هَمَّكَ وَقَضٰى دَيْنَكَ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فرمایا صبح و شام یہ دعا کیا کر اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤدَ ابو امامہ کہتے ہیں۔ فَفَعَلْتُ فَاَذْهَبَ اللّٰهُ هَمِّيْ وَقَضٰى دَيْنِيْ شوکانی کہتے ہیں۔ وَلَا مَطْعَنَ فِيْ اِسْنَادِ هٰذَا الْحَدِيْثِ یہ حدیث مختصراً بخاری میں بھی آئی ہے اور مجرب ہے میں اسکو اندر نماز کے بعد تشہد کے پڑھا کرتا ہوں۔ اگرچہ میرا پڑھنا بالیقین حضور قلب کے ساتھ نہیں ہے لیکن برکت اخبار صادق مصدوق سے ہمیشہ اثر اسکا مرفع ہم و حزن و قہر رجال میں مشاہدہ کیا کرتا ہوں ولله الحمد

"صاحب کتاب کا ذاتی مشاہدہ"

دعائے نظر بد سہل بن حنیف کو عامر بن ربیعہ کی نظر غسل کی حالت میں لگ گئی حضرت نے سہل کے سینے پر ہاتھ مار کے کہا۔ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ حَرَّهَا وَبَرْدَهَا وَوَصَبَهَا پھر کہا قُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ وہ اٹھ کر کھڑے ہوئے پھر فرمایا۔ اِذَا رَاٰى اَحَدُكُمْ مِنْ نَفْسِهِ وَمَالِهِ وَاَخِيْهِ شَيْئًا يُعْجِبُهُ فَلْيَدْعُ بِالْبَرَكَةِ فَاِنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ اَخْرَجَهُ النَّسَائِيُّ وَهٰذَا لَفْظُهُ وَالْحَاكِمُ وَابْنُ مَاجَةَ وَاَحْمَدُ ابن مسعود کہتے ہیں۔ اگر دابہ جسکو نظر لگی ہو۔ تو اس کے منخر ایمن میں چار بار اور منخر ایسر میں تین بار یوں کہہ کر پھونک دے لَا بَاْسَ اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ اِشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا يَكْشِفُ الضُّرَّ اِلَّا اَنْتَ اَخْرَجَهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ شوکانی فرماتے ہیں۔ محتمل ہے کہ اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہو یا تجربہ پر اعتماد کیا ہو۔ ثُمَّ لَا يَخْفَاكَ اَنَّ الرُّقْيَةَ الثَّابِتَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعَيْنِ لَيْسَتْ بِخَاصَّةٍ فِيْ بَنِيْ اٰدَمَ بَلْ ثَابِتَةٌ لِكُلِّ مَنْ اَصَابَتْهُ الْعَيْنُ مِنَ الْاٰدَمِيِّ وَغَيْرِهِ لیکن حدیث عائشہؓ میں آیا ہے کہ حضرت عیادت کرنے بعض اہل اپنے کی اور دست راست سے مسح کر کے فرماتے اَللّٰهُمَّ اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ اَللّٰهُمَّ اشْفِهِ فَاَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ

"نبی کریم صلعم نے نظر اتاری"

"نبی کریم صلعم کا معمول"

شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا رَوَاهُ الشَّيْخَانِ یہ حدیث مرفوع مغنی ہے اثر موقوف ابن مسعودؓ سے اور ظاہر یہ ہے کہ ابن مسعود نے اسی حدیث کے اعتماد پر رقیہ دابہ کیا ہوا سلئے کہ یہ کچھ مختص ساتھ بنی آدم کے نہیں ہے ۔

دعائے دیوانگی

ابی بن کعب کہتے ہیں۔ ایک اعرابی کو اثر لمم تھا یعنے جنون حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو اپنے سامنے بٹھا کر فاتحہ تا مفلحون[۱] پڑھی پھر وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ تا يَعْقِلُوْنَ[۲] پھر آیۃ الکرسی اور لِلّٰهِ[۳] مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ تا آخر بقرہ و شَهِدَ[۴] اللّٰهُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ تا آخر آیات وَاِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الآية تا الْمُحْسِنِيْنَ[۵] یہ آیت سورہ اعراف میں ہے فَتَعَالَى اللّٰهُ[۶] تا آخر مومنون پھر دس آیات اول صافات کی تا لَازِبٍ اور تین آیات آخر سورہ حشر کی وَاَنَّهٗ تَعَالٰى جَدُّ رَبِّنَا[۷] الآیہ سورہ جن سے وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ و معوذتین اَخْرَجَهٗ اَحْمَدُ وَالْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِيْحٌ اس کے آخر میں یہ ہی کہا ہے کہ فَقَامَ الرَّجُلُ كَاَنَّهٗ لَمْ يَشْتَكِ شَيْئًا قَطُّ اس کو ابن ماجہ و احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ لیکن اسکی سند میں ابوجناب ضعیف ہے باقی رجال رجال صحیح ہیں۔ یہ حدیث دلیل ہے مشروعیت رقیہ جنون پر مطابق اس حدیث کے اس میں اس پر دلیل ہے کہ بعض انواع جنون طرف سے شیطان کے ہوتے ہیں۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهُ وَبِهٖ يَنْدَفِعُ قَوْلُ مَنْ قَالَ اِنَّهٗ لَا سَبِيْلَ لِلشَّيْطٰنِ اِلٰى مِثْلِ ذٰلِكَ قَالَهُ الشَّوْكَانِيُّ معلوم ہوا کہ یہ آیات آسیب زدہ کو بھی نافع ہوتی ہیں۔ باذن اللہ سبحانہٗ

دعائے جنون ایضاً

علاقہ بن صحار کا گذر ایک قوم پر ہوا۔ وہاں ایک دیوانہ تھا جسکو زنجیریں باندھ رکھا تھا۔ انہوں نے اسکو فاتحہ الکتاب سے رقیہ کیا۔ وہ اچھا ہو گیا۔ قوم نے سو بکریاں دیں یہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے فرمایا۔ هَلْ اِلَّا هٰذَا فَلَعَمْرِيْ مَنْ اَكَلَ بِرُقْيَةٍ بَاطِلٍ لَقَدْ اَكَلْتَ بِرُقْيَةِ حَقٍّ هٰذَا لَفْظُ اَبِيْ دَاوٗدَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ ایک روایت میں آیا ہے کہ تین دن تک صبح و شام فاتحہ پڑھ کے تھوک جمع کر کے تھوکتے وَاَخْرَجَهُ النَّسَائِيُّ وَابْنُ السُّنِّيِّ اَيْضًا۔

[۱] پارہ اول سورہ بقرہ رکوع اول ۱۲ [۲] پارہ دوم سورہ بقرہ رکوع بستم ۱۲ [۳] پارہ سوم سورہ بقرہ رکوع چہل ۱۲ [۴] پارہ سوم سورہ آل عمران رکوع دوم ۱۲ [۵] در پارہ ہشتم سورہ اعراف رکوع ہفتم ۱۲ [۶] پارہ ہیجدہم سورہ مومنون رکوع ششم ۱۲ [۷] پارہ بست و نہم سورہ جن در رکوع اول ۱۲

"دیوانگی اور آسیب زدگی سے نجات"

"جنون کا علاج"

"تھوک میں اثر"

"بچھو کے ڈسے کا علاج"

۳۲

دعائی کتر دم گزیدہ

حدیث ابوسعید میں آیا ہے ایک رہط کا سید گزیدہ تھا ایک صحابی نے اس پر فاتحہ پڑھ کر تھوکنا شروع کیا وہ اچھا ہو گیا قوم نے اس کو بکریاں دیں جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ذکر آیا۔ فرمایا۔ وَمَا يُدْرِيكَ اَنَّهَا رُقْيَةٌ اَصَبْتُمْ اَقْسِمُوْا وَاضْرِبُوْا لِيْ مَعَكُمْ بِسَهْمٍ رَوَاهُ اَهْلُ الصِّحَاحِ السِّتَّةِ كُلُّهُمْ بِطُوْلِهٖ ترمذی کی روایت میں آیا ہے۔ کہ فاتحہ سات بار پڑھی تھی نسائی و ابن ماجہ سے معلوم ہوا کہ راقی خود ابوسعید خدری راوی اس حدیث کے تھے۔ شوکانی کہتے ہیں۔ یہ حدیث دلیل ہے اس پر کہ فاتحہ الکتاب رقیہ نافعہ ہے اور تداوی کرنا ساتھ اس کے صفت مذکور پر جائز ہے انتہی میں کہتا ہوں۔ اسی حدیث سے اس بات پر بھی استدلال باشارۃ النص ہو سکتا ہے کہ اگر اللہ تعالے کسی شخص نیک بخت کو اس امر کا الہام کرے۔ کہ فلاں سورہ قرآن یا آیت قرآن فلاں امر کے لئے نافع ہے تو ہو سکتا ہے جو اعمال آیات سے مشائخ نے لکھے ہیں اور بطریق مرفوع ثابت نہیں ہیں۔ ان کے جواز پر یہی حدیث دلیل ہے وَمَا يُدْرِيكَ اَنَّهَا رُقْيَةٌ ہاں کیفیت عمل میں کوئی ایسا امر اگر شامل نہ ہو۔ جو طریق شرعی سے بیگانہ سمجھا جائے۔ یہی تلاوت وتفل ونفث وتکرار ونحوہا ہو۔ فقط دوسرا طریق رقیہ لدغ عقرب کا یہ ہے۔ کہ پانی میں نمک ملا کر اس پر سورہ کافرون و معوذتین پڑھ کر جائے لدغ پر ملے۔ یہ کیفیت حدیث علی بن ابی طالب میں آئی ہے رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ مَرْفُوْعًا وَقَالَ فِيْ مَجْمَعِ الزَّوَائِدِ اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بچھو نے نماز میں ڈنگ مارا تھا فرمایا لَعَنَ اللّٰهُ الْعَقْرَبَ لَا تَدَعُ مُصَلِّيًا وَّلَا غَيْرَهٗ پھر یہ عمل کیا۔ اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے مگر بلفظ لَا تَدَعُ نَبِيًّا وَّلَا غَيْرَهٗ امام شوکانی فرماتے ہیں وَقَدِ اجْتَمَعَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ الْعِلَاجُ بِالْاَمْرَيْنِ الْاِلٰهِيِّ وَالطَّبِيْعِيِّ انتہی تیسرا عمل جیش کا یہ ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ شَجَّةٌ قَرْنِيَّةٌ مِلْحَةُ بَحْرٍ قَفْطَا اس رقیہ کو عبداللہ بن زید نے حضرت پر عرض کیا تھا آپ نے اذن دیا اور فرمایا اِنَّمَا هِيَ مَوَاثِيْقُ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ مجمع الزوائد میں کہا ہے۔ اسکی اسناد حسن ہے حدیث دلیل ہے اس پر کہ جس رقیہ کے معانی معلوم نہ ہوں۔ لیکن تجربہ سے نفع اسکا ثابت ہو اس رقیہ کا کرنا جائز ہے لیکن اس شرط سے کہ راقی کو یہ بات معلوم ہو کہ وہ جنس سحر سے نہیں ہے اسلئے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا کہ یہ رقیہ میثاق ہے جو سلیمان علیہ السلام نے ہوام سے لیا تھا انہ او رکچھ اس سے ثابت ہوا کہ جس رقیہ کے معنے معلوم نہ ہوں۔ اس کا کرنا درست نہیں ہے مگر اسی صورت میں کہ شارع سے اسکی تقریر

"حضرت سلیمان کا علم مبہم دم"

"عمل سورۃ فاتحہ مجرب اور ثابت ہے"

"پانی، نمک پر سورہ کافرون اور معوذتین کا خاص عمل"

"جس دم کے معانی مبہم ہو..."

۳۴

رکھا ہو جس طرح اس حدیث میں ہے اس کے سوا اور جائز نہیں کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رقیہ کو دو قسم ٹھہرایا ہے۔ ایک رقیہ حق دوسرے رقیہ باطل رقیہ حق وہ ہے جو قرآن یا حدیث سے ہو۔ قولاً یا فعلاً یا تقریراً رقیہ باطل وہ ہے جو اس طرح پر نہ ہو۔ سو جو احادیث نہی پر رقی سے آئی ہیں وہ اسی رقیہ باطل پر محمول ہیں۔ اور جو احادیث اذن رقی میں آئی ہیں۔ وہ رقیہ حق پر محمول ہیں واللہ تعالیٰ اعلم ؎

رقیہ محروق

محمد بن حاطب کہتے ہیں۔ میں نے دیگ اٹھائی میرا ہاتھ جل گیا میری ماں مجھ کو ایک مرد کے پاس لے گئیں اور کہا اے رسول خدا اس کا ہاتھ جل گیا ہے فرمایا قریب لاؤ کچھ پڑھ کر دم کر دیا میں نے نہ جانا کیا پڑھا پھر میں نے ماں سے پوچھا کہ وہ کیا پڑھتے تھے کہا۔ اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ اشْفِ اَنْتَ الشَّافِي لَا شَافِيَ اِلَّا اَنْتَ اَخْرَجَهُ النَّسَائِي وَاَحْمَدُ وَرِجَالُهُمَا رِجَالُ الصَّحِيحِ و انکی ماں کا نام فاطمہ یا جویریہ ام جمیل تھا یہ حدیث اگرچہ رقیہ محروق میں آئی ہے۔ لیکن یہ اس پر دلیل نہیں ہے کہ سوا محروق کے اور کسی پر نہ کیا جائے۔ بلکہ ہر تکلیف پر کچھ بھی ہو یہ رقیہ کر سکتے ہیں۔ خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے غیر محروق پر بھی رقیہ کیا ہے جیسا کہ حدیث رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ میں نزدیک طبرانی کے آیا ہے وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ

احتباس بول وحصاۃ

ایک شخص نے ابو الدرداء کے پاس آکر کہا کہ میرے باپ کا پیشاب بند ہو گیا ہے۔ اور اس کو سنگریزہ ہو گیا ہے انہوں نے اسکو وہ رقیہ سکھا دیا جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا۔ رَبُّنَا اللّٰهُ الَّذِي فِي السَّمَاءِ تَقَدَّسَ اسْمُكَ اَمْرُكَ فِي السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ كَمَا رَحْمَتُكَ فِي السَّمَاءِ فَاجْعَلْ رَحْمَتَكَ فِي الْاَرْضِ وَاغْفِرْ لَنَا حُوْبَنَا وَخَطَايَانَا اَنْتَ رَبُّ الطَّيِّبِيْنَ فَاَنْزِلْ شِفَاءً مِنْ شِفَائِكَ وَرَحْمَةً مِنْ رَحْمَتِكَ عَلٰى هٰذَا الْوَجَعِ وہ شخص اچھا ہو گیا۔ اسکو ابو داود و نسائی نے روایت کیا ہے لفظ وجع اس جگہ صیغہ صفت مشبہ ہے طیبین جمع ہے طیب کی ؎

پھوڑا پھنسی

حضرت عائشہ کہتی ہیں۔ کہ جب کوئی آدمی بیمار ہوتا یا اسکو کوئی قرحہ یا جرح ہوتا حضرت اپنی انگلی سبابہ زمین پر اسطرح رکھتے پھر اٹھا کر کہتے۔ بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ اَرْضِنَا بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا يُشْفٰى سَقِيْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا اَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ وَاَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ وَاَهْلُ السُّنَنِ اِلَّا التِّرْمِذِيَّ لیکن اس لفظ سے كَانَ يَقُوْلُ لِلْمَرِيْضِ انگلی میں کچھ ذرا سی خاک لگ جاتی اسکو موضع علت یا جرح پر رکھتے

درد دندان داڑھیں۔ جو شخص ہر چھینک کے وقت یوں کہیگا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

" دانت کے درد کے خاتمہ کیلئے مجرب عمل "

٣٥

عَلٰی کُلِّ حَالٍ مَا کَانَ اس کو کبھی درد دندان یا گوش نہ ہوگا۔ رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ مَوْقُوْفًا شوکانی فرماتے ہیں۔ یُمْکِنُ اَنْ یَکُوْنَ ذٰلِکَ شَیْئًا قَدْ حَفِظَہٗ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَیُمْکِنُ اَنْ یَکُوْنَ مُسْتَنَدُ ذٰلِکَ التَّجْرِیْبَ انتہٰی

آنکھ کا دکھنا

انس رض کہتے ہیں۔ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب سر ہو پہنچا یا کسی اور کو گھر والوں میں سے یا اصحاب میں سے تو یہ دعا کرتے۔ اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنِیْ بِبَصَرِیْ وَاجْعَلْہُ الْوَارِثَ مِنِّیْ وَاَرِنِیْ فِی الْعَدُوِّ ثَارِیْ وَانْصُرْنِیْ عَلٰی مَنْ ظَلَمَنِیْ رَوَاہُ الْحَاکِمُ اس میں دلیل ہے اس بات پر کہ دعا کرنا دشمن پر رویت ثار کی اور ظالم پر نصرت پانے کی جائز ہے۔ وَقَدْ وَرَدَتْ بِذٰلِکَ اَحَادِیْثُ وَدَلَّتْ عَلَیْہِ اٰیٰتٌ قُرْاٰنِیَّۃٌ

تپ

جبکو تپ آئے وہ یوں کہے بِسْمِ اللّٰہِ الْکَبِیْرِ اسکو حاکم و ابن ابی شیبہ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو اوجاع و حمی میں اس کلمے کا کہنا تعلیم فرماتے تھے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ مِنْ شَرِّ کُلِّ عِرْقٍ نَعَّارٍ وَّمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ ھٰذَا لَفْظُ الْحَاکِمِ وَصَحَّحَہٗ صحیح بخاری میں ابن عباس سے آیا ہے کہ حضرت نے ایک اعرابی کی عیادت کی کہا۔ لَا بَاْسَ طَھُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی احادیث میں آیا ہے کہ تپ بھاپ ہے آگ کی یہ پانی سے سرد پڑ جاتی ہے۔ یہ علاج طب نبوی سے ہو وللہ الحمد

درد جسم وغیرہ

عثمان بن ابی العاص نے حضرت سے کہا جب سے میں سلام لایا ہوں میرے بدن میں درد رہتا ہے فرمایا درد کی جگہ انگلی رکھ اور تین بار بسم اللہ کہہ پھر سات بار یوں کہہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ وَقُدْرَتِہٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ ھٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ وَرَوَاہُ مَالِکٌ فِی الْمُوَطَّاِ وَابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَاَھْلُ السُّنَنِ نسائی نے زیادہ کیا۔ فَاَذْھَبَ اللّٰہُ مَا کَانَ بِیْ فَلَمْ اَزَلْ اٰمُرُ بِہٖ اَھْلِیْ وَغَیْرَھُمْ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ بدن میں جس جگہ درد ہو وہ بسم اللہ کہتا ہے ہاتھ رکھے اور یہ دعا پڑھے یہ جب ہے کہ درد ایک جگہ میں ہو۔ اور اگر کئی جگہ میں ہو تو ہر ایک جگہ پر جگہ میں اسی طرح پڑھے شوکانی فرماتے ہیں۔ وَفِی الْاَعْدَادِ الَّتِیْ تَرِدُ فِیْ مِثْلِ ھٰذَا الْحَدِیْثِ سِرٌّ مِنْ اَسْرَارِ النُّبُوَّۃِ وَلَیْسَ لَنَا اَنْ نَطْلُبَ الْعِلَّۃَ فِیْہِ وَالسَّبَبَ الَّذِیْ یَقْتَضِیْہِ کَمَا فِیْ عَدَدِ الرَّکَعَاتِ وَالْاَنْصِبَاءِ وَالْحُدُوْدِ انتہٰی

وجود الم در بدن

کعب بن مالک سے کہا ہے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جبکوئی الم پائے تو چاہیے الم کی جگہ ہاتھ رکھ کر سات بار یوں کہے۔ اَعُوْذُ بِعِزَّۃِ اللّٰہِ وَقُدْرَتِہٖ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ مِّنْ شَرِّ مَا اَجِدُ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِیُّ

٣٦

مجمع الزوائد میں کہا ہے اس حدیث کی سند میں ابو معشر ضعیف ہے اور توثیق اس کی لین ہے۔ باقی رجال سند ثقات ہیں۔ شوکانی کہتے ہیں۔ وَ هٰذَا الْحَدِیْثُ وَاِنْ کَانَ فِیْ اِسْنَادِهٖ اَبُوْ مَعْشَرٍ فَالْحَدِیْثُ الْاَوَّلُ الثَّابِتُ فِی الصَّحِیْحِ یَشْهَدُ لَهٗ اَکْمَدَ شَهَادَةٍ وَ یَشُدُّ مِنْ عَضُدِهٖ اَوْثَقَ شَدٍّ انتھٰی اس میں تحت الم آیا ہے۔ اور حدیث [illegible] ل ہین موضع الم معلوم ہوا کہ ہاتھ اس طرح پر رکھے بعض فوق الم ہو اور بعض تحت الم واللہ اعلم

حدیث انس میں آیا ہے رکھو ہاتھ اپنا اس جگہہ کہ دکھ ہو پھر کہہ بِسْمِ اللّٰهِ اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ مِنْ وَجَعِیْ هٰذَا اسکو طاق پڑھ پھر ہاتھ اٹھا اور پھر پڑھ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وتر سے مراد تین یا پانچ یا سات بار یا زیادہ اس سے پڑھنا مراد ہے جمع درمیان اس کے اور حدیث اول کے یوں ممکن ہے۔ کہ ایک بار ہاتھ رکھ کر سات بار پڑھے پھر ہاتھ اٹھا کر دوسری بار سات بار پڑھے۔ اس میں ان سب احادیث پر عمل ہو جائیگا۔ اور زیادت الفاظ کو جمع کرے مثلاً یوں کہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ وَبِعِزَّتِهٖ وَقُدْرَتِهٖ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ مِّنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ مِنْ وَجَعِیْ هٰذَا

بیماری

حضرت عائشہ کہتی ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بیمار ہوتے معوذات پڑھکر اپنے اوپر دم کرتے جب سختی وجع کی ہوتی تو میں پڑھکر ان کے ہاتھ پھیرتی باسید برکت۔ رَوَاهُ الشَّیْخَانِ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ موضع الم اگر خاص ہو۔ تو اس جگہہ دم کرے اور اگر الم سارے بدن میں ہو۔ تو سب جگہہ پھونکے یا جس جگہ چاہے اگر سب جگہ دم نہ کر سکے۔ ایک روایت میں اس حدیث کے یہ آیا ہے کہ حضرت دونوں ہاتھ سے جہاں تک ہوسکتا مسح کرتے سر پر اور منہ پر اور سامنے بدن پر تین بار اسی طرح کرتے هٰکَذَا فِی الصَّحِیْحَیْنِ وَ بِهٰذِهٖ الرِّوَایَةِ یَتَبَیَّنُ کَیْفِیَّةُ الْمَسْحِ

حصول کی زندگی حیات

حضرت انس رفعاً کہتے ہیں نہ تمنا کرے کوئی تم میں سے موت کی بسبب کسی ضرر کے جو اسکو پہونچا ہے اور اگر بے کیے نہ بنے تو یوں کہے اَللّٰهُمَّ اَحْیِنِیْ مَا کَانَتِ الْحَیَاةُ خَیْرًا لِّیْ وَتَوَفَّنِیْ اِذَا کَانَتِ الْوَفَاةُ خَیْرًا لِّیْ مَعَاهُ الشَّیْخَانِ نووی نے کہا ہے۔ ہمارے علما کہتے ہیں کہ یہ کراہت جب ہے کہ بسبب کسی ضرر و غیرہ کے مرنا چاہے۔ اور اگر ڈرے دین کے بسبب فساد زمانہ کے ہو تو پھر یہ تمنا مکروہ نہیں ہے۔ لیکن شوکانی فرماتے ہیں۔ یہ تخصیص ساقط جو و استحسان کے ہے اس لئے کہ نہی عام ہے کسی حال میں یہ آرزو نہ کرے ہاں اگر ضرر نازل ہو یا زندگی ناگوار ہو تو یہ دعا کرے کہ یہ دعا شمار ہونے تمنا کی ہے۔ اور دعا در ہیں پر بسبب فساد

بیماری سے نجات کا نبوی نسخہ

زبان کے منجملہ مصداقات ضرر کے ہے۔ بلکہ جو ضرر طرف دین کے عائد ہوتا ہے وہ نزدیک مومن کے ضرر دنیا سے سخت تر ہے حاصل یہ ہے کہ کسیکو آرزو موت کی کرنا بسبب کسی شئے کے اشیا سے کوئی سی ہی چیز کیوں نہ ہو۔ نچاہئے۔ بلکہ اس تمنا سے عدول کر کے طرف اس دعا کی آئے ؛

رقیہ مرض ابو سعید رض کہتے ہیں۔ جبریل علیہ السلام آئے کہا اے محمد کیا تم بیمار ہو کہا ہاں کہا بِسْمِ اللّٰہِ اَرْقِیْکَ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ یُؤْذِیْکَ وَمِنْ شَرِّ کُلِّ نَفْسٍ اَوْ عَیْنٍ حَاسِدٍ اللّٰہُ یَشْفِیْکَ بِسْمِ اللّٰہِ اَرْقِیْکَ اَخْرَجَہٗ مُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ ابو ہریرہ رض کا لفظ یہ ہے کہ حضرت میرے پاس آئے فرمایا۔ اَلَا اَرْقِیْکَ رُقْیَۃً رَقَانِیْ بِہَا جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ میں نے کہا بلیٰ بِاَبِیْ وَاُمِّیْ فرمایا بِسْمِ اللّٰہِ اَرْقِیْکَ اللّٰہُ یَشْفِیْکَ مِنْ کُلِّ دَاءٍ فِیْکَ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ تین بار یہ رقیہ کیا۔ اَخْرَجَہُ الْحَاکِمُ وَابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَابْنُ مَاجَۃَ وَصَحَّحَہُ السُّیُوْطِیُّ حدیث علی میں نفعا کہنا اس کلمے کا مریض کو آیا ہے۔ اَللّٰہُمَّ اشْفِہٖ اَللّٰہُمَّ عَافِہٖ اَخْرَجَہُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَالْحَاکِمُ وَقَالَ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ الشَّیْخَیْنِ سلمان کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلایا وہ بیمار تھے کہا یا سَلْمَانُ شَفَی اللّٰہُ سُقْمَکَ وَغَفَرَ لَکَ ذَنْبَکَ وَعَافَاکَ فِیْ دِیْنِکَ وَجِسْمِکَ اِلٰی مُدَّۃِ اَجَلِکَ رَوَاہُ الْحَاکِمُ دوسرا شخص بجائے سلمان نام اس مریض کا لے حدیث دلیل ہے اس پر کہ مریض کے لئے یہ دعا کرنا ان الفاظ سے مستحب ہے

دعائے مریض ابن عباس رض کہتے ہیں حضرت ؐ نے فرمایا جو شخص بیمار کی عیادت کرے جسکی اجل حاضر نہیں ہوئی ہے تو سات بار نزدیک اس کے یوں کہے اَسْاَلُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَّشْفِیَکَ اللہ اسکو اس مرض سے عافیت دیگا۔ اَخْرَجَہٗ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَحَسَّنَہٗ وَابْنُ حِبَّانَ وَصَحَّحَہٗ وَالنَّسَائِیُّ وَالْحَاکِمُ وَقَالَ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ الشَّیْخَیْنِ حضرت نزدیک سر مریض کے بیٹھکر یہ کلمات کہتے رَوَاہُ النَّسَائِیُّ وَابْنُ حِبَّانَ یہ عدد اسرار نبوت سے ہے ہمکو بحث اسکو سبب کرنا نچاہیئے ؛

مرض موت سعد بن مالک رض کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درباره قولہ تعالیٰ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ فرمایا ہے جس مومن نے اسکو اپنی بیماری میں چالیس بار پڑھا اور مر گیا۔ اس کو اجر شہید کا ملتا ہے اور اگر اچھا ہو گیا اور سارے گناہ اسکے بخشدیے گئے اخرجہ الحاکم حدیث میں فائدہ جلیلہ و نکرمت نبیلہ ہے کہ یہ دعا مریض کو نازل منازل شہداء کر دیتی ہے اور اگر بچ جاتا ہے

جبرائیل علیہ السلام کا تعلیم فرمودہ دافع مرض عمل

مرض سے عافیت کا نبوی عمل

شہید کی موت پانے کا عمل

"اسم اعظم"

تو اس کے سارے گناہ بخشدیے جاتے ہیں شوکانی فرماتے ہیں۔ یہ کچھ مستبعد نہیں ہے اس لئے کہ اس آیت کا اسم اعظم ہونا معلوم ہوتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مرض موت ایضاً ابو سعیدؓ و ابوہریرہؓ نے شہادۃ کہا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے کہا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ اپنی بیماری میں پھر مر گیا۔ تو آگ اس کو نہ کھائے گی اَخْرَجَہُ التِّرْمِذِیُّ وَحَسَّنَہٗ اِبْنُ حِبَّانَ وَصَحَّحَہٗ وَرَوَاہُ النَّسَائِیُّ وَاللَّفْظُ لَہٗ اس کے بعد نسائی نے بعد لاحول ولا قوۃ الا باللہ کے یہ زیادہ کیا ہے کہ اپنی انگلیوں پر پانچ بار گنکر فرمایا۔ مَنْ قَالَھُنَّ فِیْ یَوْمٍ اَوْ فِیْ لَیْلَۃٍ اَوْ فِیْ شَھْرٍ ثُمَّ مَاتَ فِیْ ذٰلِکَ الْیَوْمِ اَوْ فِیْ تِلْکَ اللَّیْلَۃِ اَوْ فِیْ ذٰلِکَ الشَّھْرِ غُفِرَ اللّٰہُ لَہٗ ذَنْبَہٗ شوکانی کہتے ہیں۔ طعمہ نار نہ ہونا اس کے قائل کا اسلئے کہ ہے کہ یہ کلمات مشتمل ہیں۔ توحید پر پانچبار اور احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ مَنْ مَّاتَ لَا یُشْرِکُ بِاللّٰہِ شَیْئًا دَخَلَ الْجَنَّۃَ اور فرمایا ہے مَنْ کَانَ اٰخِرُ کَلَامِہٖ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ وَوَرَدَ بِھٰذَا الْمَعْنٰی اَحَادِیْثُ کَثِیْرَۃٌ مِّنْ جَمَاعَۃٍ مِّنَ الصَّحَابَۃِ فِی الصَّحِیْحَیْنِ وَغَیْرِھِمَا

مرض موت ایضاً حضرت عائشہ صدیقہ رضہ کہتی ہیں میں نے حضرت کو موت سے پہلے سُنا کہ وہ اپنی پشت مجھ سے لگائے ہوئے کہتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی اَخْرَجَہُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِیُّ مراد رفیق اعلے سے انبیا و صدیقین و شہدا و صالحین ہیں جنکا ذکر وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا میں آیا ہے یا ملائکہ مقربین جنکو ملأ اعلے فرمایا ہے جوہری نے کہا رفیق اعلے جنت ہے یا یہ دعا ہو اللہ سے ملنے کی کَمَا یُقَالُ اللّٰہُ رَفِیْقٌ بِعِبَادِہٖ

ایضاً مرض موت عائشہ کہتی ہیں۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک برتن پانی کا رکھا تھا اس میں ہاتھ ڈالکر منہ مبارک پر پھیرتے اور کہتے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِنَّ لِلْمَوْتِ سَکَرَاتٍ پھر کہتے فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی یہانتک کہ مقبوض ہوئے اور ہاتھ جھک پڑا اَخْرَجَہُ الْبُخَارِیُّ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ ترمذی کا لفظ یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَسَکَرَاتِ الْمَوْتِ غمرات سے مراد سختیاں موت کی ہیں۔

ایضاً مرض موت حدیث ابو سعیدؓ میں فرمایا ہے لَقِّنُوْا مَوْتَاکُمْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

"بوقت نزع ... کا عمل"

"سکرات کے وقت کا عمل"

"جنت میں جانے کا عمل"

۳۹

أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ وَأَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ اس باب میں ایک جماعت صحابہ سے احادیث آئی ہیں۔ ابوداود کا لفظ یہ ہے لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ قَوْلَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مراد تلقین سے یہ ہے کہ حضار میت کو کلمہ طیبہ یاد دلائیں کیونکہ حدیث معاذ بن جبل میں آیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا آخر کلام یہ کلمہ ہوگا۔ وہ جنت میں جائیگا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ اس کی سند میں صالح بن ابی عریب کو ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے وَاَخْرَجَهُ اَيْضًا اَحْمَدُ وَالْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ وَقَدْ وَرَدَتْ اَحَادِيْثُ بِمَعْنَاهُ ذَكَرَهَا الشَّوْكَانِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ شَرْحِ الْمُنْتَقٰى ۔

موت شہادت بلا شہادت حدیث سہل بن حنیف میں فرمایا ہے جو شخص سوال شہادت کا اللہ سے بصدق دل کریگا۔ اللہ تعالیٰ اسکو منازل شہداء میں پہونچاوے گا۔ گو اپنے بستر پر مرجائے اَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ شوکانی فرماتے ہیں۔ وَالْحَدِيْثُ يَدُلُّ عَلٰى مَشْرُوْعِيَّةِ سُؤَالِ الْعَبْدِ لِرَبِّهِ اَنْ يَّكْتُبَ لَهُ الشَّهَادَةَ فَاِنْ كَتَبَهَا لَهُ فَبِهَا وَنِعْمَتْ وَاِنْ لَمْ يَكْتُبْهَا لَهُ نَالَ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ وَبَلَّغَهُ اللّٰهُ اِلَيْهَا وَاَعْطَاهُ مِثْلَ مَا اَعْطَاهُمْ انتهى میں اس جگہ صدق دل سے اپنے رب سے یہ سوال کرتا ہوں۔ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ شَهَادَةً فِيْ سَبِيْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِيْ فِيْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ اَللّٰهُمَّ آمِيْن

دعائے میت ابوسلمہ مرگئے تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام سلمہ سے کہا یہ کہہ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلَهُ وَاَعْقِبْنِيْ مِنْهُ عُقْبٰى حَسَنَةً اَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ بِطُوْلِهِ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ یہ دعا کی اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَبِيْ سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّيْنَ وَاخْلُفْهُ فِيْ عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِيْنَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ وَافْسَحْ لَهُ فِيْ قَبْرِهِ وَنَوِّرْ لَهُ فِيْهِ اَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ وَغَيْرُهُ پھر اس پر یٰسین پڑھی اسلئے کہ حدیث معقل بن یسار میں فرمایا ہے کہ یٰس دل ہے قرآن کا کوئی شخص اس کو نہیں پڑھتا بارادہ خدا و دار آخرت لیکن اللہ اس کو بخشد یتا ہے تم اس کو اپنے مردوں پر پڑھا کرو۔ اَخْرَجَهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَاَحْمَدُ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَاهُ لیکن ابن قطان نے اسکو معلل باضطراب و وقف وجہالت حال ابوعثمان راوی کہا ہے اور دارقطنی نے ضعیف الاسناد مجہول المتن ٹہیراکر لکھا ہے وَلَا يَصِحُّ فِي الْبَابِ حَدِيْثٌ انتہی ابن حبان نے کہا ہے

شہیدوں کے مراتب کو موت پانا
میت کے لئے دعاء
اپنے مردوں پر یٰسین پڑھا کرو

۴۰

المراد بقوله اقرؤوها على موتاكم من حضره الموت وردّه المحب الطبري وقال هو على ظاهره قال الشوكاني وهذا هو الصواب فلا وجه لصرفه عن معناه الحقيقي انتہی

دعائے مصیبت زدہ ام سلمہ کہتی ہیں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں ہے کوئی بندہ جس کو کوئی مصیبت پہونچے۔ اور وہ یوں کہے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ اْجُرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَاَخْلِفْ لِيْ خَيْرًا مِّنْهَا اِلَّا اَجَرَهُ اللّٰهُ فِيْ مُصِيْبَتِهٖ وَاَخْلَفَ لَهٗ خَيْرًا مِّنْهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَلَّذِيْنَ اِذَا اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ یہ کلمہ ہر مصیبت میں کہا جاتا ہے صاحب میت بھی اسکو کہے تو مصیبت دفع ہو کر بدل خیر حاصل ہوگا عاجلاً یا آجلاً انشاء اللہ تعالیٰ

دعائے تعزیت اسامہ بن زید کہتے ہیں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نواسہ مرگیا فرمایا اِنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَلَهٗ مَا اَعْطٰى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّى اور فرمایا اس کی ماں سے کہو کہ صبر و احتساب کرے اخرجہ الشیخان معاذ کا بیٹا مرگیا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو لکھا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰى مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ سَلَامٌ عَلَيْكَ فَاِنِّيْ اَحْمَدُ اِلَيْكَ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعْظَمَ اللّٰهُ لَكَ الْاَجْرَ وَاَلْهَمَكَ الصَّبْرَ وَرَزَقَنَا وَاِيَّاكَ الشُّكْرَ فَاِنَّ اَنْفُسَنَا وَاَمْوَالَنَا وَاَهْلِيْنَا وَاَوْلَادَنَا مِنْ مَوَاهِبِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ الْهَنِيْئَةِ وَعَوَارِيْهِ الْمُسْتَوْدَعَةِ نُمَتَّعُ بِهَا اِلٰى اَجَلٍ مَعْدُوْدٍ وَنَقْبِضُهَا لِوَقْتٍ مَعْلُوْمٍ ثُمَّ افْتَرَضَ عَلَيْنَا الشُّكْرَ اِذَا اَعْطٰى وَالصَّبْرَ اِذَا ابْتَلٰى وَكَانَ ابْنُكَ مِنْ مَوَاهِبِ اللّٰهِ الْهَنِيْئَةِ وَعَوَارِيْهِ الْمُسْتَوْدَعَةِ مَتَّعَكَ بِهٖ فِيْ غِبْطَةٍ وَّسُرُوْرٍ وَّقَبَضَهٗ مِنْكَ بِاَجْرٍ كَبِيْرٍ اَلصَّلٰوةُ وَالرَّحْمَةُ وَالْهُدٰى اِنِ احْتَسَبْتَ فَاصْبِرْ وَلَا يُحْبِطْ جَزَعُكَ اَجْرَكَ فَتَنْدَمَ وَاعْلَمْ اَنَّ الْجَزَعَ لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَّلَا يَدْفَعُ حُزْنًا وَّمَا هُوَ نَازِلٌ فَكَاَنْ قَدْ وَالسَّلَامُ اَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ وَابْنُ مَرْدَوَيْهِ مِنْ حَدِيْثِ مُعَاذٍ رض قَالَ الْحَاكِمُ غَرِيْبٌ حَسَنٌ وَزَادَ ابْنُ مَرْدَوَيْهِ فِيْ كِتَابِ الْاَدْعِيَةِ فَلْيُذْهِبْ اَسَفَكَ مَا هُوَ نَازِلٌ بِكَ فَكَاَنْ قَدْ وَالسَّلَامُ

دعائے رفع وحمل سریر جنازہ ابن عمر نے کہا ہے بسم اللہ کہے رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ

مصیبت زدہ کیلئے دعاء

دعائے ایصال ثواب

تعزیت کے وقت پڑھیں

جنازہ اٹھاتے وقت پڑھنے کی دعاء

۱۴۲

مَوْقُوْفًا بکر بن عبد اللہ مزنی کہتے ہیں ہمراہ بسم اللہ کے تسبیح بھی کرے رَوَاهُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ اَیْضًا پھر نماز جنازہ پڑھے تکبیر کے بعد فاتحہ پڑھے۔ پھر درود پڑھے پھر اَللّٰھُمَّ اِنَّہٗ عَبْدُكَ وَابْنُ اَمَتِكَ الخ یا اَلْمَأْثُوْرَہ وہ دعائے میت جو حدیث عوف بن مالک میں آئی ہے اسکو مسلم نے روایت کیا ہے وہ نہایت صحیح ہے اگرچہ سائر ادعیہ ماثورہ کفایت کرتے ہیں۔ وہ دعا یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهٖ وَاَهْلًا خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ شوکانی رحمہ اللہ تعالے کہتے ہیں۔ لَيْسَ فِیْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْيِيْنُ الْمَوْضِعِ الَّذِیْ يُقَالُ فِيْهِ هٰذَا الدُّعَاءُ كَيْفَ لَهُ الْمُصَلِّیْ عَلَى الْجِنَازَةِ بَعْدَ اَیِّ تَكْبِيْرَةٍ اَرَادَ وَقَدْ وَرَدَتْ اَدْعِيَةٌ غَيْرُ مَا ذَكَرْنَا ... فَيَنْبَغِیْ لِلْمُصَلِّیْ عَلَى الْجِنَازَةِ اَنْ يَّأْتِیَ مِنْهَا بِمَا اَمْكَنَهٗ وَاِذَا اسْتَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُوَ الصَّوَابُ فَاِنَّ هٰذَا الْمَوْطِنَ لَا يَنْبَغِیْ فِيْهِ اِلَّا الْمُبَالَغَةُ فِی الدُّعَاءِ وَالتَّوَجُّهِ لِاَنَّهٗ قَدْ اَتٰى بِذٰلِكَ الْمَيِّتِ اِلٰى اِخْوَانِهٖ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ لِيَشْفَعُوْا لَهٗ وَيُصَلُّوْا عَلَيْهِ وَقَدْ نَدَبَهُمُ الشَّارِعُ اِلٰى ذٰلِكَ وَشَرَعَهٗ لَهُمْ اِنْتَهٰى پھر جب مردہ کو قبر میں رکھے تو یہ کہے۔ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى رَوَاهُ الْحَاكِمُ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ وَقَدْ ضَعَّفَهٗ ابْنُ حَجَرٍ اِسْنَادَ هٰذَا الْحَدِيْثِ اور کہتا بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ کا حدیث عمر بن خطاب میں رفعًا آیا ہے رَوَاهُ اَهْلُ السُّنَنِ اِلَّا ابْنَ مَاجَةَ وَرَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ وَصَحَّحَهٗ ترمذی نے کہا ہے حسن غریب نسائی کا لفظ یہ ہے کہ جب تم اپنے مردوں کو قبر میں رکھو تو کہو پھر بعد فراغ کے دفن سے استغفار کرے اللہ تعالیٰ سے اس کے لئے سوال تثبیت کا کرے کیونکہ وہ اس وقت مسئول ہوتا ہے۔ اَخْرَجَهٗ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالْحَاكِمُ مِنْ حَدِيْثِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَقَالَ صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ وَالْبَيْهَقِیُّ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ صحیح مسلم میں آیا ہے کہ عمرو بن عاص نے کہا تھا جب تم مجھ کو دفن کر چکو تو پاس میری گور کے اتنی دیر ٹھہرنا کہ اونٹ کو نحر کر کے اسکا گوشت تقسیم کرتے ہیں۔ تاکہ میں تم سے استیناس کروں اور دیکھوں کہ میں اپنے رب کے قاصدوں کو کیا جواب دیتا ہوں انتہٰی پھر بعد دفن کے قبر پر اول و آخر سورہ بقرہ پڑھے۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِیُّ فِیْ

"عمرو بن عاص کا اپنے قبر پر کھڑے رہنے کا حکم دینا"

۴۲

السنن عن ابن عمرؓ نووی نے کہا اسکی اسناد حسن ہے گو ابن عمر ہی کا قول ہو کیونکہ ایسی بات ملنے سے نہیں کہی جاتی ہے۔ یا عموم فضل تلاوت بقرہ سے اعلام کیا ہو یا امید انتفاع میت بتلاوت بقرہ واللہ اعلم ؎

دعائے زیارت قبور حضرت ؐ نے حضرت عائشہ کو یہ دعا وقت زیارت قبور کے پڑھنا بتایا تھا۔ السلام علیکم اہل الدیار من المؤمنین والمسلمین و انا ان شاء اللہ بکم لاحقون نسأل اللہ لنا ولکم العافیۃ اخرجہ مسلم والنسائی وابن ماجۃ وزاد انتم لنا فرط ونحن لکم تبع اللھم لا تحرمنا اجرھم ولا تفتنا بعدھم یہ تعلیم دعا تھی کہ لوگ اس طرح پڑھا کریں اس سے استدلال جواز زیارت پر واسطے مستورات کے کما ینبغی نہیں ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالے اعلم وعلمہ اتم واحکم ؎

باب سوم بیان میں بعض آیات و احادیث متفرقہ کی واسطے احوال و عوارض متفرقہ کے

دفع تعب اسکا ذکر ہو چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عوض خادم کے حضرت فاطمہ علیہا السلام کو وقت جانے کے بستر پر حکم پڑھنے تسبیح وتحمید وتکبیر کا دیا تھا ہر کلمہ ۳۳ بار کہا جائے حضرت علی مرتضی کہتے ہیں۔ ما ترکتھا ولا لیلۃ صفین شرح میں فرماتے ہیں جو شخص اس عمل پر مواظبت کریگا وہ تعب و درماندگی جسم میں نہ پائیگا۔ اعمال شاقہ جسمیہ اس پر آسان ہو جاتیں گے وہ فولک مجرب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سوتے وقت سورہ اخلاص و معوذتین پڑھکر ہاتھوں پر دم کرکے بدن پر پھیرنا تین بار اوپر مذکور ہو چکا ہے۔ وذلک نافع من جمیع الاوجاع باذن اللہ تعالے وسبحانہ

حبس شیطان ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما کہتے ہیں جو شخص بستر پر یہ آیت پڑھکر سوئیگا۔ انما المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ وکلمتہ القاھا الی مریم وروح منہ فامنوا باللہ ورسلہ ولا تقولوا ثلثۃ انتھوا خیرا لکم انما اللہ الہ واحد سبحانہ ان یکون لہ ولد لہ ما فی السموت وما فی الارض وکفی باللہ وکیلا ؎ اللہ اس سے ایذا کو دور اور شیطان کو رد کردیگا ؎

کثرت احتلام بعض صالحین نے فرمایا ہے جب تو سونے کو بستر پر لے۔ تو سورہ والسماء والطارق کا لفظ کاصبر پڑھ کر سو ہے کثرت احتلام کی جاتی رہیگی۔ ایک شخص نے ایسا ہی کیا احتلام منقطع ہو گیا للہ الحمد

"زیارت قبور کی دعا" "تھکاوٹ سے نجات کا عمل" "شیطان کو قید میں ڈالنا" "کثرت احتلام کے روکنے کا عمل" ۳۰

روحانی الارم

جاگنا وقت خاص پر شب کو بعض صلحانے کہا ہو جو شخص وقت خواب کے یہ آیت اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ تا آخر سورہ کہف اور قولہ تعالیٰ حَتّٰی بَلَغُوْا لَمْ بِاللَّیْلِ وَالنَّهَارِ الآیۃ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کریگا کہ میں فلان وقت فلان ساعت بیدار ہو جاؤن تو وہ اس وقت پر جاگ اٹھے گا۔ وَقَدْ جَرَّبَ ذٰلِکَ جَمَاعَةٌ وَّصَحَّ

چوری و آگ سے امن

سرق وحرق کہنا آخر سورہ بنی اسرائیل کا سوتے وقت امن دیتا ہے اس رات کو چوری اور آگ مین جلنے سے اور وہ شخص مع اپنے ولد اور مال کے اللہ کے حفظ میں رہتا ہے للہ الحمد

ڈر کے خواب سے نجات

دفع خواب پریشان سوتیوقت یہ کہنا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ نَثِقُ بِاللّٰهِ نَرُدُّ اُمُوْرَنَا اِلَی اللّٰهِ وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ موجب اسکا ہوتا ہے کہ خواب مین سوائے خیر کے اور کچھ نہ دیکھے گا بلطف اللہ سبحانہ وتعالیٰ

نیند کی کمی دور

دفع قلت نوم مجدالدین شیرازی نے کتاب الصلوۃ والبشرین لکھا ہے ایک شخص نے بعض علماء سے کہا ہے کہ مجھے نیند بہت کم آتی ہے کہا سوتیوقت یہ آیت پڑھ لیا کر اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

حفظ از سو رشیطان حافظ ابو موسی نے اپنی سند سے تا عکرمہ مولی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم روایت کی کہ ایک مسافر کا گذر ایک مرد خوابیدہ پر ہوا دیکھا کہ اس کے پاس دو شیطان موجود ہیں۔ ایک نے دوسرے سے کہا۔ کہ اس نائم کے پاس جا کر اس کے دل کو بگاڑ۔ وہ گیا اور پھر آ کر کہا کہ وہ ایک آیت پڑھکر سویا ہے۔ ہمکو اس پر رستہ نہیں ملتا۔ پھر وہ دونوں چلدئے مسافر نے اس نائم کو جگا کر یہ حال کہا۔ اور پوچھا تم کونسی آیت پڑھکر سوتے ہو کہا یہ آیت۔ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ الآیۃ

ف بعض اہل علم نے کہا ہے کہ جو شخص سورہ اخلاص معوذتین والٰہکم الٰہ واحد الآیۃ وآمن الرسول تا آخر سورہ اور آخر سورہ کہف پڑھکر یہ کہے گا۔ اَللّٰهُمَّ اَمِتْنِیْ فِیْ مَنَامِیْ بِالْعَافِيَةِ بِرَحْمَتِكَ وَاَيْقِظْنِيْ بِالْعَافِيَةِ فَاَرِنِيْ فِيْ مَنَامِيْ مَا يَسُرُّنِيْ فِيْ يَقْظَتِيْ وَلَا تُرِنِيْ مَا يَسُوْءُنِيْ فَيَحْزُنُنِيْ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ پھر سوئے گا تو اللہ کے اذن سے ایسی چیز دیکھے گا جو اسکو خوش کرے گی

بے خوابی کا خاتمہ

برائے فزع وارق یعنے بیخوابی کتاب ترمذی مین آیا ہے کہ خالد بن ولید نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ نیند نہیں آتی ہے۔ فرمایا اپنے بستر پر یہ دعا کر اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظَلَّتْ وَرَبَّ الْاَرَضِيْنَ السَّبْعِ وَمَا اَقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّيٰطِيْنِ وَمَا اَضَلَّتْ كُنْ لِّيْ جَارًا مِّنْ شَرِّ خَلْقِكَ كُلِّهِمْ جَمِيْعًا اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيَّ اَحَدٌ مِّنْهُمْ اَوْ اَنْ يَّبْغِيَ عَلَيَّ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ

"دشمن کو مغلوب و مقہور کرنے کا خاص عمل"

۴۵.

نصر فی الحرب ولی کبیر احمد بن موسے بن عجیل نے کہا ہے۔ چار آیتیں ہیں۔ سامنے دشمن کے پڑھنے سے دشمن مغلوب و مقہور ہو جاتا ہے آدمی جس شخص سے خائف ہو اس کے روبرو پڑھے اللہ اس کو شر سے اس کے بچا لیگا۔ ہر آیت میں دس قاف ہیں ایک آیت بقرہ میں ہے۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰىۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِؕ قَالَ هَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْاؕ قَالُوْا وَ مَا لَنَاۤ اَلَّا نُقَاتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ قَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِیَارِنَا وَ اَبْنَآىٕنَاؕ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَیْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْهُمْؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالظّٰلِمِیْنَ ۞ دوسری آل عمران میں لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِیْنَ قَالُوْۤا الی آخر الآیۃ تیسری سورہ نساء میں اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ قِیْلَ لَهُمْ كُفُّوْۤا اَیْدِیَكُمْ الی آخر الآیۃ چوتھی سورہ مائدہ میں وَ اتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ تا آخر آیت بعض اہل علم نے کہا ہے۔ کہ اگر ان آیات کو لکھ کر نیزہ وغیرہ میں بمقابلہ عدو لٹکا دیا جائے وقت حرب کے تو وہ منہزم ہو کر بھاگ جائیں۔ شرجی کہتے ہیں۔ وَ قَدْ جُرِّبَ ذٰلِكَ وَ صَحَّ بِحَمْدِ اللّٰهِ تَعَالٰى

ہتھیار اثر نہ کرے جو شخص سورہ ہود کو لکھ کر اپنے پاس رکھے کوئی حرف مٹنے نہیں اس پر اثر ہتھیار کا اثر نہ ہوگا۔ بلکہ اس کو نصر و ظفر حاصل ہوگی۔ اور اس کی ہیبت پڑیگی اسیطرح اگر ایک مٹھی مٹی کی لیکر اور اسپر سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ وَ یُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ پڑھ کر ۱۷ ھ ذ ط کہکر رو بروئے دشمن پر پھینک دے تو شکست عدو ہو جاتی ہے وَ ذٰلِكَ مِنَ الْمُجَرَّبَاتِ اسی طرح حرب میں رو برو دشمن حٰمٓ لَا یُنْصَرُوْنَ کہے۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بعض غزوات میں اسیطرح کیا تھا۔ اور صحابہ کو اس کے کہنے کا حکم دیا تھا۔ حبیب بن مسلمہ سے لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ کا کہنا وقت ملاقات عدو کے منقول ہے۔ ابن ابی الدنیا نے کہا ایک قوم نے ایک حصن کا حصار بلاد روم میں اور یہی کلمہ کہا اور تکبیر کہی قلعہ پھٹ پڑا اور دشمن بھاگ گئے وللہ الحمد والمنۃ

چشم زخم یہ عزیمت واسطے نظر بد کے مجرب ہے یہ آیت پڑھے لَتَنْقِی السُّوْءَ قَالَ لَا وَ حَقَّ اَشَعَ مِنْ عَلٰى النَّاسِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۞ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ۞ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَیْنِ یَنْقَلِبْ اِلَیْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّ هُوَ حَسِیْرٌ ۞ اس طرح جو کوئی عائن یا ساحر کو یا فلاں کہکر اور اس کا نام لیکر وقت نظر لگنے کے یا اثر سحر کے پڑھے گا تو عمل اسکا باطل ہو جائیگا۔ شرجی نے کہا قَدْ جُرِّبَ ذٰلِكَ وَ صَحَّ سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کو نظر لگ گئی تھی۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عائن کو کہا [illegible] وضو [illegible] پانی کو

[illegible] کا غسل کر کے وہ پانی معیون پر ڈالا فوراً اچھا ہو گیا۔

تمہارے ہر کام میں فتح و نصرت عطا کرے گا

نظر بد سے بچاؤ کا عمل

۸۴

ایضاً برائے عقد لسان جس کے شر سے ڈر ہو اس کے پاس وقت دخول کے یہ کہے اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۔

برائے خوف از سلطان وغیرہ كٓهٰيٰعٓصٓ كُفِيْتُ حٰمٓ عٓسٓقٓ حُمِيْتُ ۔ ۱۰ سیدھے ہاتھ کی انگلی کو بند کرے لفظ اول کے ہر حرف کے تلفظ کے ساتھ اور بائیں ہاتھ کی ہر انگلی کو قبض کرے لفظ ثانی کے ہر حرف کے نزدیک پھر دونوں ہاتھوں کی انگلیاں بھینچے چلا جائے۔ پھر دونوں کو اس کے سامنے کھول دے جس سے ڈرتا ہے شرجی نے کہا۔ فَاِنَّهٗ يَا مَنْ مِنْ شَرِّهٖ فَلَا يُؤْذِيْ مَكْرُوْهًا بِاِذْنِ اللّٰهِ تعالیٰ یہ عمل بعینہ قول جمیل میں مذکور ہے اس لفظ سے وَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ مَنْ خَافَ ذَا سُلْطَانٍ فَلْيَقُلْ الخ شفاء العلیل میں کہا ہے۔ لفظ اول سے کہیعص اور لفظ ثانی مراد ہے یعنی جب کاف کہے تو سیدھے ہاتھ کی ایک انگلی بند کرے پھر جب ہا کہے یعنی دوسرا لفظ بولے تو دوسری انگلی بند کرے اور یائے تحتانی کے بعد تیسری انگلی اور عین کے بعد چوتھی اور صاد کے بعد پانچویں بند کرے۔ وعلی ہذا القیاس لفظ ثانی کے ہر حرف کے ساتھ ایک ایک انگلی بائیں ہاتھ کی بند کرے لفظے میں کہتا ہوں۔ میں نے اس عمل کا بارہا تجربہ کیا صحیح پایا۔ والحمد امام غزالی نے کتاب خواص القرآن میں فرمایا ہے بعض صالحین سے یہ آیات سنی حٰمٓ عٓسٓقٓ كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ کہا ہے سے معلوم کیا کہ اس میں کوئی سر الٰہی ہے جو اس کو وقت شدائد کے پڑھا مجھ کو وہ ایک رقیہ ہاتھ آیا۔ شرجی کہتے ہیں۔ بعضا یقال عند من یخاف شرہ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَدْرَءُ بِكَ فِيْ نَحْرِهٖ فَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهٖ اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْهِ كَيْفَ شِئْتَ وَبِمَا شِئْتَ اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ يَقُوْلُوْنَ دِيَانَةً لَا اَبْرَحُ لَكَ وَيُقَالُ فِيْ دَفْعِ مَنْ يَخَافُ شَرَّهٗ وَيَطْلُبُ مِنْهُ حَاجَةً اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْاَلُكَ خَيْرَهٗ وَخَيْرَ مَا تُجَنِّبُهٗ عَلَيْهِ وَمَنْ قَالَ عِنْدَ الدُّخُوْلِ عَلٰى مَنْ يَخَافُ شَرَّهٗ رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا لَمْ يَضُرَّهٗ شَيْءٌ بِاِذْنِ اللّٰهِ تعالیٰ سبحانہ

برائے دفع آفات از ہر سو بعض علماء نے کہا ہے جو شخص ہر دن پچیس بار یہ کلمے کہے گا اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ اَبَدًا وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ وہ اپنے نفس و مال و دین میں کوئی شے مکروہ نہ دیکھیگا شرجی نے مجربات صحیحہ کہا ہے کعب احبار کہتے ہیں۔ قرآن میں سات آیات ہیں میں جب ان کو پڑھتا ہوں تو کچھ نہیں کرتا اگرچہ آسمان زمین پر منطبق ہوجائے تب بھی اللہ کے اذن سے میں نجات پاؤنگا۔ ایک قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا هُوَ مَوْلٰىنَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ دوسری وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ تیسری

"زبان کے شر سے نجات"

(۳۷)

قول جمیل سے ملا ایک خاص عمل

امام غزالی کا مجرب عمل

"ہر قسم کی برائی سے نجات"

کعب بن احبار کا عمل

الدار والدوام ۵۱ "آنکھوں کی تکلیف کیلئے"

برائے رمد اس کے لئے یہ آیت اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِىْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِىْ يَاْتِ بَصِيْرًا۔ فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ۔ لکھکر صاحب رمد پر لٹکائے نفع ہوگا امام شافعی رحہ سے ایک شخص نے شکایت رمد کی کی اسکو لکھدیا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ۔ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ اور کہدیا کہ اس کو باندھ لے وہ شخص اچھا ہو گیا۔ **حکایت** لیث بن سعد کہتے ہیں میں نے عقبہ بن نافع کو منبر پر دیکھا پھر بصیر میں نے پوچھا اللہ نے تمہاری آنکھوں کو کسطرح پھیر دیا۔ کہا مجھ سے کسی نے خواب میں کہا کہہ یَا قَرِيْبُ يَا مُجِيْبُ يَا سَمِيْعَ الدُّعَاءِ يَا لَطِيْفًا لِّمَا يَشَاءُ رُدَّ عَلَيَّ بَصَرِيْ میں نے کہا اللہ تعالٰے نے روشنی آنکھ کی پھیر دی۔ **ف** شرجی کہتے ہیں۔ شیخ فریدالدین رحہ سے جو کہ بلاد ہند میں مشہور ہیں۔ روایت ہے کہ جو شخص ناخن ہر دو ابہام پر آیت فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ سات بار پڑھ کر پھر ہر بار حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر درود بھیکر اور دونوں ابہام پر پھونک کران کو دونوں آنکھوں پر پھیریگا۔ تو واسطے نور اور واسطے زوال ضرر کے آنکھ سے نفع کریگا۔ انشاء اللہ تعالے میں کہتا ہوں شیخ حسینی میرے والد کے مرید تھے۔ وہ ہمیشہ اس آیت کو واسطے ابقاء نور چشم کے پڑھا کرتے تھے۔ ان کی عمر طویل ہوئی آنکھوں کی روشنی بدستور تھی وللہ الحمد والمنۃ "صاحب کتاب کا ذاتی تجربہ"

برائے رعاف اگر خون ناک سے بہے اور بند نہ ہو۔ تو یہ آیت لکھکر سر پر راعف کے رکھدے یا سر پر ہاتھ رکھ کر پڑھدے پھر کہے قُلْ اَيَّتُهَا الرُّعَافُ بِحَقِّ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ الْعَزِيْزِ الْجَبَّارِ وَهِىَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا۔ يٰاَرْضُ ابْلَعِىْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِىْ وَغِيْضَ الْمَآءُ

نماز استخارہ یہ نماز صحیح بخاری میں جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعا آیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اسکی تعلیم کی طرف مزید توجہ تھی جطرح کوئی سورت قرآن پاک کی سکہاتے تھے۔ اس طرح اس دعا کو تعلیم فرماتے اور کہتے اِذَا هَمَّ اَحَدُكُمْ بِالْاَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيْضَةِ ثُمَّ لِيَقُلْ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَآ اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَآ اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ الَّذِىْ اَنَا عَازِمٌ عَلَيْهِ وَلْيُسَمِّ حَاجَتَهٗ خَيْرٌ لِّىْ فِىْ دِيْنِىْ وَدُنْيَاىَ وَمَعَاشِىْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِىْ وَعَاجِلِهٖ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدُرْهُ لِىْ وَيَسِّرْهُ لِىْ ثُمَّ بَارِكْ لِىْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّىْ فِىْ دِيْنِىْ وَدُنْيَاىَ وَمَعَاشِىْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِىْ وَعَاجِلِهٖ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّىْ وَاصْرِفْنِىْ

"صاحب کتاب کا الہام سے ہونے کا یقین"

آنکھوں کیلئے الہامی وظیفہ

(۲) شیخ فرید الدین کا آزمودہ عمل

"نکسیر روکنے کا مجرب عمل"

(۳) مستقل علم غیب ... دہلوی خاندان کا استخارہ

عَنْہُ وَاُقَدِّرُ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ وَادْعُ بِہٰذَا لِمَا بَیَّنَ مسند امام احمد میں مرفوعاً آیا ہے۔ مِنْ سَعَادَۃِ ابْنِ اٰدَمَ صَلٰوتُہٗ اِلْاِسْتِخَارَۃُ وَرِضَاہُ بِمَا قَضَاہُ اللّٰہُ وَمِنْ شَقَاوَۃِ ابْنِ اٰدَمَ تَرْکُہٗ اِسْتِخَارَۃَ اللّٰہِ تَعَالٰی رَوَاہُ الْحَاکِمُ فِی الْمُسْتَدْرَکِ وَقَالَ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ وَاَبُوْ یَعْلٰی وَالتِّرْمِذِیُّ نَحْوَہٗ وَالْبَزَّارُ وَابْنُ حِبَّانَ اور بعض اخبار میں انس سے رفعاً وارد ہوا ہے مَا خَابَ مَنِ اسْتَخَارَ وَلَا نَدِمَ مَنِ اسْتَشَارَ رَوَاہُ الطَّبَرَانِیُّ چار باب میں فرمایا ہے کہ پہلے ہر کام سے تین دن یا سات دن دو رکعت نماز ادا کرے اور سلام کے بعد یہ دعا پڑھے یہ نماز مجربات سے ہے انتہی۔ شاہ عبد العزیز رح نے فرمایا ہے ترکیب استخارہ در قول جمیل مذکور است وطریق سہل آن است کہ شب چہار شنبہ و پنجشنبہ و جمعہ متواتر بعد از نماز عشا و فراغت کلام و امور دنیوی بسم اللہ الرحمن الرحیم یا سہ صد بار خواندہ الم نشرح ہفدہ بار و بسم اللہ بر سینہ ودست خود دم نماید و دعا نماید بجناب باری کہ در فلان امر آنچہ واقع شدنی ست در خواب یا بیقظہ ہیبت نانف بمن بنمائی بعد ازان صد بار این درود بخواند اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ اگر خواہند دعائی استخارہ کہ در حدیث آمدہ برائے مطلب خود ہفت بار بخوانند و بحال قلب خود نظر کنند اگر عزم درست در آن کار یا شد بعمل آرند و اگر در عزم فتور گردد موقوف دارند دعای استخارہ در مشکوۃ موجود است انتہی میں کہتا ہوں۔ حدیث استخارہ کو اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ابن ابی حاتم و ترمذی نے صحیح کہا ہے۔ مگر با وجود اس کے کہ یہ حدیث صحیح بخاری میں آیا ہے امام احمد نے اسکو ضعیف ٹھیرایا ہے اور فرمایا ہے کہ اس کے اسناد میں عبد الرحمن بن ابی الموال شدید ہے ابن عدی نے کہا اِنَّہٗ اَنْکَرُ عَلَیْہِ حَدِیْثُ الْاِسْتِخَارَۃِ وَقَدْ رَوَاہُ غَیْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الصَّحَابَۃِ انتہی مگر جمہور اہل علم نے عبد الرحمن کی توثیق کی ہے۔ کَمَا قَالَ الْعِرَاقِیُّ میں کہتا ہوں ابن حبان نے حدیث استخارہ کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور طبرانی نے ابن مسعود سے اور ابو یعلی نے ابوسعید خدری سے اور نیز طبرانی نے ابن عباس و ابن عمر سے روایت کیا ہے یہ دلیل ہے ثبوت و جواز استخارہ پر وللہ الحمد لیکن حدیث بخاری سے تکرار استخارہ کی معلوم نہیں ہوتی ظاہر یہ ہے کہ ایک بار کا استخارہ کافی ہوگا مگر خزینۃ الاسرار میں کہا ہے۔ وَیَنْبَغِیْ اَنْ یُّکَرِّرَہَا سَبْعًا وَیُسْتَحَبُّ تَکْرَارُ الْاِسْتِخَارَۃِ فِی الْاَمْرِ الْوَاحِدِ اِذَا لَمْ یَظْہَرْ لَہٗ وَجْہُ الصَّوَابِ فِی الْفِعْلِ اَوِ التَّرْکِ مَا لَمْ یَنْشَرِحْ لَہٗ صَدْرُہٗ لِمَا یَفْعَلُ کَمَا وَرَدَ فِیْ حَدِیْثِ تَکْرَارِ الْاِسْتِخَارَۃِ سَبْعًا اَخْرَجَہُ ابْنُ السُّنِّیِّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا اَنَسُ اِذَا ہَمَمْتَ بِاَمْرٍ فَاسْتَخِرْ رَبَّکَ سَبْعَ مَرَّاتٍ ثُمَّ انْظُرْ اِلَی الَّذِیْ یَسْبِقُ اِلٰی قَلْبِکَ فَاِنَّ الْخَیْرَ فِیْہِ

قول جمیل میں مذکور طریقہ عمل استخارہ

عمل استخارہ کا ثبوت

" امام نووی کا عمل استخارہ "

الداء والداء ۵۴

نووی نے کہا مستحب یہ ہے کہ دو رکعت استخارہ میں اول رکعت میں قل یا ایہا الکافرون اور دوسری رکعت میں قل ہو اللہ احد پڑھے وَكَذَا ذَكَرَهُ الْغَزَالِيُّ فِي الْإِحْيَاءِ وَالْعَيْنِيُّ فِي شَرْحِ الْبُخَارِيِّ معمولات مظہریہ میں لکھا ہے کہ معمول یہ تھا کہ بدون استخارہ کے کوئی کام نہ کرتے تھے سفر وحضر دونوں میں بلکہ سفر میں واسطے ہر منزل کے استخارہ کرنے اور فرماتے مرید کو چاہیئے کہ کسی کام کو شروع نہ کرے پہلے استخارہ کرے پھر اقدام کرے اگر فرصت ادائے دو رکعت کی نہ پائے تو صرف دعا پر اکتفا کرے کہ سب خیر ہی ہوگی۔ کوئی خواب دیدن یا استخارہ مسنونہ میں درکار نہیں ہے ان مشائخ نے واسطے توجہ خاطر و اطمینان کے یہ کہا ہے کہ بعد استخارہ کے اگر دل اس کام پر متوجہ ہو تو کرے ورنہ ترک کرے طریق مسنون یہی ہے دو رکعت نماز بہ نیت استخارہ پڑھے اول رکعت میں قل یا ایہا الکافرون اور دوسری رکعت میں قل ہو اللہ احد اور بعد سلام کے یہ دعا اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ الخ صاحب سفر السعادت نے کہا ہے آنچہ بعضے از محققان مشائخ کبار گفتہ اند کہ شخص باید کہ ہر روز در میقاتے معین باید کہ دو رکعت نماز استخارہ بگذارد و بگوید اَللّٰهُمَّ الی قولہ الْغُيُوبِ اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ جَمِيعَ مَا أَتَحَرَّكُ فِيهِ فِي حَقِّهِ وَفِي حَقِّ غَيْرِي وَجَمِيعَ مَا يَتَحَرَّكُ فِيهِ غَيْرِي فِي حَقِّي وَفِي حَقِّ أَهْلِي وَوَلَدِي وَمَا مَلَكَتْ يَمِينِي مِنْ سَاعَتِي هٰذِهِ إِلَى مِثْلِهَا مِنَ الْغَدِ خَيْرٌ لِّي الخ ہر چند ایں کیفیت استخارہ در حدیث نیافتہ ام اما عمل بایں موافق حدیث استخارہ و مناسب اتباع سنت است انتہی شوکانی نے فرمایا ہے وَصَلٰوةُ الْاِسْتِخَارَةِ مَشْرُوْعَةٌ بِلَا خِلَافٍ انتہی

ایضاً طریق استخارہ قول جمیل میں لکھا ہے اگر تو چاہے کہ خواب میں اپنا نکلنا نیستی سے دریافت کرے تو وضو کرے پاک کپڑا پہن کر رو بقبلہ ہو کر یمین پر سورہ والشمس و سورہ واللیل و سورہ اخلاص سات بار پڑھو اور دوسری روایت میں پڑھتا سورہ تین کا عوض اخلاص کے سات بار آیا ہے پھر یوں کہے اَللّٰهُمَّ أَرِنِي فِي مَنَامِي كَذَا وَكَذَا وَاجْعَلْ لِّي مِنْ أَمْرِي فَرَجًا وَّمَخْرَجًا فِي مَنَامِي مَا أَسْتَدِلُّ بِهٖ عَلٰى إِجَابَةِ دَعْوَتِي اگر وہ چیز دیکھے جو خوشی لاوے تو فبہا ورنہ دوسری رات بھی اسی طرح کر اگر کچھ دیکھے بہتر ورنہ تیسری رات سے ساتویں رات تک اسی طرح کر شب ہفتم سے ان شاء اللہ تجاوز نہ ہوگا۔ مؤلف نے فرمایا جَرَّبَهَا جَمَاعَةٌ مِّنْ أَصْحَابِنَا انتہی خزینۃ الاسرار میں کہا ہے۔ وَأَمَّا الْاِسْتِخَارَةُ الْمَنَامِيَّةُ فَمُسْتَحَبَّةٌ كَذٰلِكَ أَخْرَجَ الطَّبَرَانِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ كَلَامٌ يُّكَلِّمُ بِهِ الْعَبْدَ رَبُّهٗ فِي الْمَنَامِ الخ

ایضاً استخارہ مجربہ صحیح اسکی برابر کوئی استخارہ کم ہوگا جو شخص یہ چاہے کہ انجام اپنے امر

" معمولات مظہریہ "

" مرزا مظہر کے ہاں استخارہ ضروری ہے "

" مشائخ کا قول "

(۴۷) دہلوی خاندان کا ایک عجیب عمل استخارہ

(۴۳) خواب میں رہنمائی کا خاص استخارہ

کا معلوم کرے کہ خیر ہے یا شر وہ بعد عشا کے وضو تازہ کرکے بستر پاک پر بیٹھکر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تین بار درود بھیجے اور دس بار فاتحہ پڑھے اور گیارہ بار سورہ اخلاص پھر تین بار درود بھیجکر شق ایمن پر متوجہ طرف قبلے ہوکر سو رہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ خواب دیکھیگا وہ خواب اس کے مقتضائی حال پر خبردار کرے گی فَلَا بُدَّ لَهٗ مِنْ تَعْبِيْرِ رُؤْيَا اِنْ لَمْ يَعْرِفْ تَعْبِيْرَهَا ذَكَرَهٗ فِيْ خَزِيْنَةِ الْاَسْرَارِ

برائے بقائے نعمت و عدم زوال دولت

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَاۗءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

امام مالک رحمہ اللہ نے اس آیت مبارک کو اپنے گھر کے دروازے پر لکھ رکھا تھا۔ کسی نے پوچھا کہ یہ کیا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہا ہے وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ الخ اور میرا گھر میری جنت ہے اہل علم کہتے ہیں۔ جو شخص یہ چاہے کہ اپنے مال واہل میں خوشی دیکھے وہ ان کلمات کو کہا کرے فَاِنَّهٗ لَا يَرٰى سُوْءًا اَبَدًا فَاِنَّهٗ رَوٰى اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ مَا اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلٰى عَبْدٍ نِعْمَةً فِيْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ فَقَالَ مَا شَاۗءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ لَا يَرٰى اٰفَةً دُوْنَ الْمَوْتِ ذَكَرَهُ الشَّرْحِيُّ هٰكَذَا بِلَا تَخْرِيْجٍ میں نے اس کلمے کا تجربہ کیا صحیح پایا وللہ الحمد

دفع ابتلاء بیلا

حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں فرمایا ہے جو شخص کسی مبتلا کو دیکھکر یہ کہے گا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَافَانِيْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ تو وہ بلا اسکو نہ لگے گی رواہ الترمذی میں نے اسکا تجربہ کیا ہے بالکل صحیح پایا وللہ الحمد اہل علم نے کہا ہے اگر بلا دین میں ہو جیسے سکر و شراب تو اس کو سنا کر کہے تاکہ منزجر ہو۔ اور اگر جسم میں ہو جیسے جذام وغیرہ تو چپکے سے کہے تاکہ وہ شکستہ خاطر نہ ہو۔

دفع فال بد

حدیث عقبہ بن عامر میں فرمایا ہے کہ طیرہ یعنے بدفالی کسی مسلمان کو نہ پھیرے تم جب کوئی شئے بری دیکھو یوں کہو اَللّٰهُمَّ لَا يَاْتِيْ بِالْحَسَنَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا يَذْهَبُ بِالسَّيِّئَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ انتہی اس کہنے سے اثر اسکا جاتا رہیگا۔ ایک روایت یوں ہے کہ یوں کہے۔ اَللّٰهُمَّ لَا خَيْرَ اِلَّا خَيْرُكَ وَلَا طَيْرَ اِلَّا طَيْرُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ ابن القیم نے کہا ہے کہ فال بد کا ضرر اسی شخص ضعیف الایمان کو پہونچتا ہے جو اس کا معتقد ہوتا ہے اور جو کوئی بدفالی کو بے حقیقت چیز جانتا ہے اسکو کچھ نقصان نہیں فالہلک بد سے نہیں ہوتا۔ انتہی بے شبہ بدفالی لینا ایک طرح کی بے توکلی ہے اللہ جسکے ہاتھ میں سارا نفع و ضرر ہے۔ نہ کسی دوسرے کے جاہل لوگ طیور وغیرہ سے فال لیتے ہیں یہ بیوقوف

"درود پاک کی برکت"

"زوال نعمت و دولت سے محفوظ"

"خوشی و نعمت پانے کا عمل"

"حفاظت ایمان و صحت کا مجرب"

"بدفالی کے اثرات سے بچنے کا عمل"

"بدفالی کے اثرات"

"شعور و کرامت صرف نوع البشر کے ساتھ خاص ہے"

سمجھتا نہیں سمجھتے کہ سوا انسان کے سات حیوانات طیور ہوں یا درواب سب نے شعور ہیں یہ ان کے حرکات وسکنات سے اخذ کرنا کیا۔ سب سے زیادہ شعور وکرامت بین نوع بشر ہو شارع نے بشر ہی کے کلمہ بدفالی بولنے پر زجر کیا ہے اور طیرہ کو شرک فرمایا تو پھر حیوان غیر ناطق کی آواز اور پرواز کا کیا اعتبار اور وہ اس مشرک کے حال وقال سے کیا خبردار۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ

"مصیبت، غمی و غم اور اندوہ سے نجات"

برائے حفظ جامہ نو بعض اہل علم نے کہا ہے سورۂ انا انزلناہ وکافرون واخلاص کو گیارہ بار پڑھ کر آب پاک پر دم کرکے ثوب جدید پر چھڑک دے ہمیشہ عیش سعی میں رہیگا جب تک کہ ایک تار بھی اسکا باقی ہے۔ دوسری روایت میں ہو کہ فقط انا انزلناہ الخ کی ۳ بار پانی پر پڑھکر جامہ نو پر چھڑک دے ہمیشہ اللہ کی طرف سے مرزوق میں رہے گا جب تک کہ وہ باقی رہیگا لفظ احادیث میں دعائی لبس ثوب جدید آئی ہے اسکا پڑھنا برکت لاتا ہے۔ میں اکثر اسکو پڑھ لیا کرتا ہوں۔ ۱۲

حضرت خضر علیہ السلام کا عمل

دعائے عطش بعض صالحین نے کہا ہے بعض مفاوز میں مجھکو عطش شدید ہوا یہاں تک کہ میں تلف سے ڈرا اور مرنے کے لئے مستعد ہو بیٹھا اتنے میں آنکھ لگ گئی ایک کہنے والے نے کہا کہہ تین بار يَا لَطِيفًا بِخَلْقِهِ يَا عَلِيمًا بِخَلْقِهِ يَا خَبِيرًا بِخَلْقِهِ اُلْطُفْ بِي يَا لَطِيفُ يَا عَلِيمُ يَا خَبِيرُ یہ ایک تحفہ ابد ہے جب تجھ کو کچھ تنگی پیش آئے یا کوئی نازلہ نازل ہو تو اس کو کہا کر یہ کہنا کافی شافی ہو گا میں نے پوچھا تم کون ہو۔ کہا میں خضر ہوں

صالحین کا عطا کردہ عمل

برائے نزول نازلہ بعض صالحین یہ دعا کرتے تھے۔ يَا لَطِيفُ يَا عَلِيمُ يَا خَبِيرُ اُلْطُفْ بِنَا فِيمَا جَرَتْ بِهِ الْمَقَادِيرُ اور اسکو مکرر کہتے شرجی کہتے ہیں فَدَعَوْتُ بِهِ فَوَجَدْتُ لَهُ تَاثِيرًا حَسَنًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا اور بعض علماء نے اس دعا کا فضل کثیر ذکر کیا ہے۔ يَا لَطِيفُ فَوْقَ كُلِّ لَطِيفٍ اُلْطُفْ بِي فِي جَمِيعِ اُمُورِي كُلِّهَا كَمَا اُحِبُّ وَاُحِبُّ وَرَضِّنِي فِي دُنْيَايَ وَآخِرَتِي

امام شافعی کا الہامی عمل

حکایت امام شافعی کہتے ہیں۔ بعض ایام میں ایک امر نے مجھکو سخت الم میں ڈالا میں بیمار سا ہوگیا اور سوائے اللہ کے کوئی اس پر مطلع نہ تھا۔ رات کو مجھے خواب میں ایک شخص نے کہا کہہ اَللّٰهُمَّ اِنِّي لَا اَمْلِكُ لِنَفْسِي ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا مَوْتًا وَّلَا حَيَاةً وَّلَا نُشُورًا وَّلَا اَسْتَطِيعُ اَخْذَ شَيْءٍ اِلَّا مَا اَعْطَيْتَنِي وَلَا اَتَّقِي اِلَّا مَا وَقَيْتَنِي اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنِي لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ فِي عَافِيَةٍ میں نے صبح کو اٹھکر اس دعا کو مکرر پڑھا جب دن کو چڑھ گیا اللہ تعالیٰ نے مجھکو اس بلا سے نجات دی اور مجھکو میرا مطلب عطا کیا تعلمتہ بِهٰذِهِ الدَّعَوَاتِ

برائے رام کردن دابہ اگر کوئی دابہ سرکش ہو تو اس کے کان میں یہ آیت پڑھے اَفَغَيْرَ

"سرکش جانور کو مطیع کرنے کا عمل"

دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ

اس کا تصور دور ہوجائیگا بعض علما نے کہا فَعَلْنَا ذٰلِكَ مِرَارًا فَكَانَ كَذٰلِكَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ

برائے عدم فزع از دشمن وقت ارادہ سفر

بعض صلحا نے کہا ہے جو شخص ارادہ سفر کا کرے اور کسی دشمن یا وحش سے خائف ہو تو سورہ لایلاف پڑھ کر نکلے کہ وہ امان ہے ہر سوء سے ایک شخص نے ایسا ہی کیا وہ کہتا ہے مجھ کو کوئی فزع عارض نہ ہوا وللہ الحمد والمنۃ

برائے حفظ از رہزنان در سفر

راہ میں جب خوف قطاع الطریق کا ہو تو سات کنکری پاک لیکر ہر ایک پر یہ کلمات سات بار پڑھے اور ہر بار پڑھے اور ہر بار پھونکے اور ایک کنکری جانب یمین اور دوسری جانب شمال اور ایک سامنے اور ایک پیچھے پھینکدے اور تین دو کپڑے یا عمامے میں رکھے لا قاہ حا محمت تخا فافت نقم مخمت یصم مخمت ایک عالم نے کہا۔ وَقَدْ جُرِّبَ ذٰلِكَ وَصَحَّ وَاللّٰهِ مَا لَهَا قِيْمَةٌ انتہی میں کہتا ہوں معانی ان الفاظ کے معلوم نہ ہوئے ظاہر یہ ہے کہ ہمارا آہی کسی زبان عبرانی یا سریانی کے ہوں گے واللہ اعلم شرعی کہتے ہیں اگر ان کلمات کو روبرو اس کے پڑھے جس کے شر سے خائف ہو اور اللہ تعالیٰ سے نجات چاہتے۔ تب بھی کوئی مکروہ انشاء اللہ تعالے نہ دیکھے گا۔

برائے حفظ از اہل بغی

جس کو اہل بغی سے ڈر ہو اور اللہ تعالیٰ سے نجات چاہے وہ یہ آیت پڑھے۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ وقولہ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا وہ ان کے شر سے محفوظ رہے گا۔

برائے داء طعام

جب کھانا کھائے اور یہ خوف ہو کہ اس میں کچھ داء ہے۔ تو یوں کہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ ثِقَةً بِاللّٰهِ وَتَوَكُّلًا عَلَيْهِ اس کو وہ طعام کچھ ضرر نہ کریگا۔ ثَبَتَ ذٰلِكَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

برائے حمل

ایک پاک برتن میں فاتحہ اور درود لکھ کر ایجد تا سنتخذ لکھے اور سات ایک برتن میں یہ لکھے اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا قَالَ كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ

انشاء اللہ باذن خدا اسکی شکایت زائل ہوجائیگی ۞

برائے رہائی از قید بذیل سورۂ فاتحہ گذر چکا ہے کہ پڑھنا سورہ مومنون کا ایک سو گیارہ بار بترکیب سابق مجرب ہے اس کے سوا پڑھنا سورہ یوسف کا بہ نیت صادقہ و حضور قلب باذن الٰہی موجب خلاصی کا قید سے ہے شرجی نے کہا کہ ذٰلِكَ مُجَرَّبٌ اسی طرح اگر مسجون یا ماسور ایک مجلس میں ہزار بار یہ پڑھے مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ تو بہت جلد اللہ تعالیٰ اسکو رہائی دیگا۔ جُرِّبَ ذٰلِكَ وَصَحَّ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ

برائے خوف از قتل و عذاب وغیرہ امام بونی کہتے ہیں۔ یہ ایک سر بدیع ہے جب انسان کو اپنی جان پر خوف قتل یا عذاب وغیرہ کا ہو تو ایک بکری بے عیب شل صنجہ کے لیکر رو بقبلہ ہوکر ایک جائے خالی میں ذبح کرے اور کہے اَللّٰهُمَّ هٰذَا لَكَ اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ فِدَاءُ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ مِنِّيْ اور اس کے خون کے لیئے ایک گڑھا کھود کر مٹی سے بھرتی کرے کہ وہ خون کسی کی پامالی میں نہ آئے اور گوشت کو ساتھ جزو کرکے فقراء و مساکین پر تقسیم کرے اور خود نہ کھائے اور نہ اُسکو دے جسکا نفقہ اس پر واجب ہو یہ اسکا فدا ہوجائیگا اور جس سے ڈرتا ہے وہ شے اس کو نہ پہونچے گی۔ قَالَ وَذٰلِكَ مُجَرَّبٌ مَعْمُوْلٌ بِهٖ وَاللّٰهُ هُوَ الْمُحْسِنُ عَلٰى عِبَادِهٖ اِنْتَهٰى

باب چہارم بیان میں بعض منافع آیات کتاب اللہ سبحانہ و تعالیٰ

برائے ہلاک عدو دشمن کا کرتہ یا کپڑا لیکر اس پہ نام اسکا اور اسکی ماں کا لکھکر ایک دائرہ کھینچدے اور بعد دائرہ کے یہ آیت لکھے اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ پھر یہ لکھے كَذٰلِكَ فُلَانُ بْنُ فُلَانَةَ پھر دوسرا دائرہ اس پر کھینچے تین بار اسی طرح کرے پھر اس خرقہ کو ایک کوزہ جدید گلی میں رکھ کر خانہ عدو کی چوکھٹ کے نیچے گاڑدے۔ ایسی جگہ ہو کہ اس کا آنا جانا اس پر سے ہو۔ فَاِنَّكَ تَرٰى الْعَجَبَ مِنْ ذٰلِكَ فَاتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَعْمَلْهُ اِلَّا لِظَالِمٍ مُّسْتَحِقٍّ وَاِلَّا رَجَعَ وَبَالُ ذٰلِكَ عَلَى الَّذِيْ عَمِلَ

برائے مصروع آب پاک پر فاتحہ و آیۃ الکرسی اور پانچ آیتیں اول سورۂ بقرہ کی پڑھکر اس کے منہ پر مارے باذن اللہ فاقہ میں آجائیگا۔ اور اگر وہ پانی اندر گھر کے چھڑک دے گا تو آسیب گھر سے نکل جائیگا۔ اور پھر نہ آئیگا یہ مجرب ہے امام غزالی نے کتاب خواص القرآن میں لکھا ہے ایک جاریہ نے رات کو اٹھکر پیشاب کیا۔ ایسی جگہ جو معتاد نہ تھی۔ وہ مصروع ہوگئی بعض صلحاء نے اس پر یہ پڑھا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ المٓ المٓصٓ طٰسٓمٓ كٓهٰيٰعٓصٓ يٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ حٰمٓ عٓسٓقٓ نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ وہ فی الفور ہوش میں آگئی اور پھر عود آسیب کا نہ ہوا ۞

"قید سے رہائی کے لیے"

"موت کے خوف، ذبح کی جانے والی بکری کے حوالے سے خاص طریقہ"

"دشمن کی ہلاکت"

"جنات و آسیب سے نجات"

"دوبارہ آسیب نہ ہونے کی گارنٹی"

"جنات شیطان کا نکل جانا"

"اسمائے اصحاب کہف کے فضائل و فوائد"

الداء والدواء

۵۹

حکایت ابن جمیل مصروع پر یہ آیت پڑھی مثل اللہ الذی لکم ام علی اللہ تفترون تو شیطان نکل جاتا پھر نہ آتا

ایضا برائے مصروع یعنی آسیب زدہ — اسماء اصحاب کہف اگر دیوار وں پر گھر کے لکھے جس میں مصروع ہے تو وہ آفاقہ میں آجائیگا۔ اسکو واحدی نے اپنی تفسیر میں یوں کہا ہے۔ مکسلمینا تملیخا مرطونس سنونس۔ سادنیونس دونوانس کفیسططیونس کتے کا نام قطمیر تھا۔ ذکرہ الشرحی قول جمیل میں اسماء اصحاب کہف کو امان غرق وحرق و نہیبہ سرقہ کے بتایا ہے اس طرح پر الٰہی بحرمت یملیخا مکسلمینا کشفوطط آدرفطیوس تبیونس یوانس بوس وکلبہم قطمیر وعلی اللہ قصد السبیل ومنہا جائر انتہی ان اسماء کے صدر سے قدس نفع ہے نیشاپوری نے بہت سے منافع ان ناموں کے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نقل کیے ہیں۔ جیسے طلب ہرب و اطفاء حریق بکاء طفل حمیٰ مثلثہ صداع غنی جاہ وغیرہ۔ پھر کہا ہے۔ واسماء ھم ھکذا یملیخا مکسلمینا مشلینا ھولاء اصحاب یمنۃ الملک وقیانوس الجبار مرنوش ودبرنوش شاذنوش فھولاء اصحاب المیسرۃ وکان الملک یشاور فی مھمانہ ھولاء الستۃ والسابع الراعی الذی تبعھم اسم الراعی کفشطیوش ولون الکلب اصفر او اسمہ یضرب الی الحمرۃ واسم الکلب قطمیر واسم المدینۃ افسوس فی الجاھلیۃ وفی الاسلام طرسوس ترنیدۃ الی المدینۃ المعروفۃ بقونیۃ من طرف الشرق کذا فی تفسیر الکشاف والتفسیر الکبیر والقرطبی وتفسیر البسیط ابو سعید محمد مفتی نے کہا ہے۔ واعلم فی المقام اسماء اصحاب الکہف نقلت لھم عن کتب اسماء کم الشریعۃ تیمنا وتبرکا فی بعض الامور ولم نجد تاثیرھا فاخبرونی باب التعبیر اسماء اسماء نا علی تعمل اللہ امرہ والقطمیر فی وسطھا انتہی شیخ محمد حنفی نائلی نے اس بارہ میں ایک حدیث بھی نقل کی ہے۔ علمو اولادکم اسماء اصحاب الکہف الحدیث لکن بالکل موضوع ہے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ میں کہتا ہوں کہ ان اسماء سے کام نہ لینا بہتر ہے بہ نسبت کام لینے کے اس لئے کہ ابراہیم علیہ السلام نے جبرئیل سے بھی استمداد نہیں لی تھی۔ اور فرمایا تھا حسبی من سوالی علمہ بحالی اور وقت القاء کے نار میں فقط یہ کہا تھا۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل مرد کامل جب مدد لے تو اللہ ہی سے لے نہ اور سے گو کیسا ہی بزرگ کیوں نہ ہو۔ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ ابن عباس سے فرمایا تھا۔ اذا سألت فاسئل اللہ واذا استعنت فاستعن باللہ جن کو اللہ پاک نے قوت توجہ عقد لکھ تقریر بخشا ہے وہ ایسے امور شتبہ سے علیحدہ بہتر

"آسیب زدہ ٹھیک ہوجاتا ہے"

"اسمائے اصحاب کہف"

"بہت کراماتی نام ہیں"

"اصحاب کہف سے جن بھی ملاقات"

"اذان و اقامت سے آسیب ختم"

۹۰

ہے واسطے حفظ کے رائحہ شرک خفی کے دَعْ مَا يُرِيبُكَ إِلَىٰ مَا لَا يُرِيبُكَ واللہ اعلم

ایضاً برائے مصروع داہنے کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہے انشاء اللہ تعالیٰ آفاقہ ہو جائیگا۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ اگر لگا لنا جن کا انسان سے مراد ہو تو اس کے گوش راست میں سات بار اذان کہے اور سورہ فاتحہ اور معوذتین و آیۃ الکرسی والسماء والطارق اور آخر سورہ حشر و سورہ صافات تمام و کمال پڑھے وہ آگ میں جل جائیگا۔

برائے جراح و عرق النسا وغیرہ شرجی نے عزائم دفع جراح و عرق النسا و و ماسیل و ثلول و سلعہ و ورم زیر گوش و عرق مدینے و وجع کے آیات وغیرہ سے لکھے ہیں چونکہ یہ آفات قلیل ہیں۔ اسلیے وقت ضرورت کے مراجعت طرف اصل کتاب کے کرنا چاہیے بعض علماء نے کہا ہے موضع وجع پر ہاتھ رکھکر سورہ فاتحہ پڑھے۔ اور سات بار کہے اَللّٰهُمَّ أَذْهِبْ عَنِّي سُوْءَ مَا أَجِدُ شفا ہوگی۔ وَقَدْ صَحَّ جُوَّ صحح بجھمد اللہ تعالیٰ

برائے شفائے مریض آیات شفاء اس باب میں مجرب ہیں۔ ابوالقاسم قشیری رح کا لڑکا بیمار تھا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے خواب میں فرمایا أَيْنَ أَنْتَ مِنْ اٰيَاتِ الشِّفَاءِ اُنہوں نے جاگ کر تتبع قرآن پاک کا کیا چھ آیتیں پائیں۔ وَهِيَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ۔ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ۔ يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۔ الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ بعض علماء نے کہا ہے۔ هِيَ شِفَآءٌ لِكُلِّ دَآءٍ تُكْتَبُ وَتُمْحٰى وَتُشْرَبُ انتہی قول جمیل میں کہا ہے سِتُّ اٰيَاتٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ تُسَمّٰى بِاٰيَاتِ الشِّفَآءِ يَكْتُبُهَا لِمَرِيْضٍ فِيْ اِنَاءٍ ثُمَّ يَمْحُوْهَا بِالْمَآءِ وَيُسْقِيْهِ پھر تھا یا یہا الناس الخ یہ آیت لکھی ہے۔ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ اور چھٹی آیت یہ لکھی ہے وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ یعنی استعمال ان آیات کا امراض میں کیا مجرب و صحیح پایا والحمد حضرت علی مرتضیٰ سے کہتے ہیں۔ جو شخص چاہے کہ وہ جمیع اوجاع و اسقام سے عافیت میں ہو وہ اس آیت کو لکھے لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ تا آخر سورت اور اس آیت کو وَكَوَانَّ قُرْاٰنًا الاٰية پھر انکو باندھے اللہ تعالیٰ اسکو ہر درد سے عافیت دیگا

برائے حافظہ اطفال روز یک شنبہ ایک رقعے میں بخط رفیع یہ آیت لکھکر بہار منہ نکل جائے اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ دوسرے یک شنبہ کو یہ آیت

"جن کو آگ میں جلانا"

"زخمی ہونا، عرق النسا وغیرہ کیلئے"

"آیات شفاء"

"قول جمیل میں مزید آیات شفاء"

"حضرت علی مرتضیٰ کا مجرب عمل"

"بچوں کے حافظے کیلئے"

اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ تیسرے یکشنبہ کو یہ آیت اَللّٰہُ لَطِیْفٌ بِعِبَادِہٖ چوتھے یکشنبہ کو یہ آیت المعٓ کھٰیعٓصٓ پانچویں یکشنبہ کو یٰسٓ حٰمٓعٓسٓقٓ چھٹے یکشنبہ کو طٰسٓمٓ طٰسٓ الٓمٓرٰ ساتویں یکشنبہ کو صٓ قٓ نٓ اِنَّمَا اَمْرُہٗ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ سات یکشنبہ تک لگاتار جبکہ قمر منازل سعیدہ میں ہو اسیطرح لکھکر ریق پر چاٹ جایا کرے۔ حفظ و فہم بعید ظاہر ہوگا۔ اسکو مجرب کہاہی

برائی قضائے حوائج ایک موضع خالی و طاہر میں طہارت پر بدلقصد ہو کر دو رکعت نماز پڑھے فاتحہ وآخر سورۂ آل عمران و آیۃ الکرسی وسورۂ اخلاص وانا انزلناہ پڑھے پھر کہے یَا ذَالْجَلَالِ یَا اَحَدُ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا فَرْدُ یَا اَحَدُ یَا صَمَدُ اُس کو دس بار کہے پھر جو دعا چاہے وہ مانگے اللہ کے اذن سے وہ حاجت پوری ہوگی کوئی سی بھی حاجت کیوں نہ ہو شرحی کہتے ہیں۔ ھُوَ مِمَّا جَرَّبَہٗ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ الصَّالِحِیْنَ وَھُوَ سَیِّدِی الْفَقِیْہُ اَحْمَدُ بْنُ مُوْسٰی بْنِ عُجَیْلٍ نَفَعَ اللّٰہُ بِہٖ

حاجت کا پورا ہونا

برائے مس ضرر و اذی بعض علماء نے کہا ہے جس کسیکو کچھ ضرر و اذی لگے وہ یہ لکھے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مِنَ الْعَبْدِ الذَّلِیْلِ الْعَاصِیْ الْمُعْتَرِفِ بِذَنْبِہٖ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ اِلَی الْمَلِکِ الْکَبِیْرِ الْجَبَّارِ الْقَہَّارِ الْغَفَّارِ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ رَبِّ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ اَللّٰھُمَّ ادْفَعْ عَنِّیْ کُلَّ ھَمٍّ وَّغَمٍّ کَمَا تَشَاءُ وَاکْفِنِیْ شَرَّ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ بِحَقِّ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ پھر ایک سنگریزہ پاک لیکر اسپر اس مکتوب کو لپیٹ کر خود کسی نہر جاری یا چاہ طاہر میں پھینکدے تین بار اسی طرح کرے۔ اسکی مراد حاصل ہوجا ئیگی انشاء اللہ تعالیٰ یہ جب ہو کہ موذی و مضر ایک شخص ہو اور اگر ایک جماعت ہو۔ تو ان سبکا نام لکھے

لطیں [illegible]

برائی حفظ سمع و مال از جن وانس و خطرات پانچ آیتیں ہیں۔ کہ مصحف جل گیا تھا۔ اور وہ نہ جلیں ان کو لکھکر اگر اسوال میں رکھے تو محفوظ رہیں۔ اور اگر طعام میں رکھے۔ تو اس میں گھن نہ لگے۔ اور اگر سفر میں ہمراہ ہوں۔ تو بر و بحر میں سلامت ہے۔ یہ اذکار صباح و مسا میں سے ہیں۔ بلکہ اگر وفات حاضر ہو تو ملک اسکو تا عود سبوئی وطن تاخیر کرے۔ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ شَہِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ فَاَنّٰی تُؤْفَکُوْنَ وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُیِّرَتْ بِہِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِہِ الْاَرْضُ اَوْ کُلِّمَ بِہِ الْمَوْتٰی بَلْ لِّلّٰہِ الْاَمْرُ

ال و جان کی حفاظت ہر طرح کے نقصان سے

۱؎ در پارہ ۲۳ سورہ یٰسٓ رکوع ۵ [illegible] در پارہ ۲۷ سورہ حدید رکوع اول [illegible] در پارہ ۲۸ سورہ طلاق رکوع اول [illegible] مزمل رکوع اول [illegible] در پارہ ۲۹ سورہ تبارک رکوع دوئم [illegible] در پارہ ۳۰ سورہ عبس رکوع اول [illegible] در پارہ ۳۰ سورہ تکویر رکوع اول [illegible]

...م جمیعا افلم ییئس الذین امنوا ان لو یشاء اللہ لھدی الناس جمیعا ولا یزال الذین
کفروا تصیبھم بما صنعوا قارعۃ او تحل قریبا من دارھم حتی یاتی وعد اللہ ان اللہ
لا یخلف المیعاد انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون الایۃ الحمد للہ
رب العالمین بل ھم فی لبس من خلق جدید وھو معکم این ما کنتم الایۃ
ان اللہ لقوی عزیز ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ الایۃ واحاط بما لدیھم واحصی
کل شیء عددا رب المشرق والمغرب لا الہ الا ھو الایۃ لا یتکلمون الا من اذن
لہ الرحمن الایۃ من ای شیء خلقہ من نطفۃ خلقہ الایۃ ذی قوۃ عند ذی العرش
مکین مطاع الایۃ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ علی سیدنا
محمد وعلی الہ وصحبہ وسلم **ف** شرجی نے واسطے طرد جراد و موش وطیور
و براغیث و نمل و ارضہ و سائر ہوام کے عزائم آیات سے لکھے ہیں۔ جو کہ یہ امور قلیل الوقوع ہوتے ہیں
اس لئے وقت حاجت کے مراجعت طرف اصل کتاب کے ممکن ہیں۔ منجملہ ان کے ایک عزیمت کو مجرب
ومبارک واسطے صرف جمیع دواب موذیات کے جیسے ٹڈی و نمل و دیمک و سائر ہوام کہا ہے اور اسکو
منجملہ اسرار مخزونہ کے ٹھیرایا ہے وہ یہ ہے کہ ان آیات کو ایک کاغذ پر لکھ کر زمین دفن کرے یا لٹکاوے
انہ من سلیمان وانہ بسم اللہ الرحمن الرحیم الا تعلوا علی واتونی مسلمین
یا ایھا النمل ادخلوا مساکنکم لا یحطمنکم سلیمان وجنودہ الایۃ فلناتینھم
بجنود الایۃ یرسل علیکما شواظ من نار ونحاس الایۃ فسیکفیکھم اللہ
وھو السمیع العلیم ومثل کلمۃ خبیثۃ الایۃ کانھم یوم یرون ما یوعدون الایۃ
واذا تولی سعی فی الارض الایۃ فلما قضینا علیہ الموت الایۃ حنۃ ولدت مریم
امۃ اللہ مریم ولدت عیسی عبد اللہ یا معشر الھوام من کان منکم من البر
فلیخرج الی البر ومن کان منکم من البحر فلیخرج الی البحر اعزم علیکم ایتھا
الارواح الطائرۃ باذن اللہ تعالی بعزۃ عظمتہ باسمائہ الحسنی کلھا
اشرا ابراھیا ادونای اصباؤت آل شدای بسم اللہ الرحمن الرحیم
الا ما سمعتم واطعتم وانتقلتم من ھذا المکان ومن لم ینتقل منکم
فقد باء بغضب من اللہ ورسولہ قالوا یا موسی ادع لنا ربک بما عھد عندک الایۃ

---

[1] درپارہ ۱۹ سورہ نمل رکوع دوم ۱۲ [2] پارہ ۱۹ سورہ نمل رکوع سوم ۱۲ [3] سپارہ ۲۷ سورہ الرحمن رکوع دوم ۱۲ [4] درپارہ ۱۳ ابراہیم رکوع ۴ ۱۲ [5] درپارہ ۲۶ سورہ احقاف رکوع چہارم ۱۲ [6] پارہ دوم سورہ بقرہ رکوع ۲۵ ۱۲ [7]
[8] پارہ ۲۲ سورہ سبا رکوع ۲ ۱۲ [9] درپارہ نہم سورہ اعراف رکوع ۱۶ ۱۲

سورۂ فلق و ناس کی برکت

۹۴

اٰیَاتِ الْحِرْزِ وَیُقَالُ اِنَّ فِیْہِمَا شِفَآءً مِّنْ مِّائَۃِ دَآءٍ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِیٍّ فَقَرَأْتُہُمَا عَلٰی فَقْرٍ اِقْرَأْتُہُمَا عَلٰی شَیْخٍ لَنَا قَدْ فُلِجَ وَ اَذْہَبَ اللّٰہُ عَنْہُ ذَالِکَ میں کہتا ہوں حدیث میں آیا ہے کہ جب وہ سحر نکالا گیا۔ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا گیا تھا۔ تو اس کے اندر ایک تاگا نکلا جس میں گیارہ گرہیں تھیں اسی سحر کے سبب سے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نزول معوذتین کا ہوا تھا۔ یہ دونوں گیارہ آیتیں ہیں۔ ہر آیت نے ہر ایک عقدی کو حل کر دیا۔ ان کی تاثیر دفع سحر میں گویا منصوص سنت صحیحہ ہے وللہ الحمد

برائے عطف و وجاہت

اس آیت شریفہ کی یہ خاصیت ہے کہ دل معرضین کے اس شخص پر مہربان ہو جاتے ہیں۔ اور کید کا ذہن سے نفع ہوتا ہے۔ شب جمعہ کو نصف لیل میں اسکو لکھے اور تیس بار پڑھے اور ہر بار کے بعد اَللّٰہُمَّ اعْطِفْ قَلْبَ فُلَانِ بْنِ فُلَانَۃَ بِنْتِ فُلَانَۃَ کہے اور معمول رکے عضد ایمن پر باندھے انشاء اللہ تعالی مقصود حاصل ہوگا فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَہُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اس جگہ شرجی نے ایک عزیمت بدوح لکھی ہے اور وہ اکثر عمال میں مروج ہے لکن مجھکو اس نام میں تردد ہے کوئی اسکو اللہ تعالی کا نام بتاتا ہے۔ اور کوئی شیطان کا چنانچہ سید محمد بن اسمعیل امیر یمانی نے اس دقت سے منع کیا ہے اور یہ نام اللہ پاک کے اسماء حسنی میں نہیں آیا اور نہ حدیث شریف سے ثابت ہے اسلئے ترک عزیمت ساتھ اسکے اولی ہے اَلْمُؤْمِنُوْنَ وَقَّافُوْنَ عِنْدَ الشُّبُہَاتِ

ایضا برائی اصطلاح باہم

اس آیت کو بے قلم فارغ ارنداد بلاوے پرلکھے اور جماعت تنہا غضبیز کو کھلائے اللہ کے حکم سے سب باہم صلح کر لیں گے۔ وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِہِمْ مِّنْ غِلٍّ الآیۃ اس کے سوا ایک ترکیب کتابت سورہ فاتحہ کی لکھی ہے جس کا اثر یہ ہے۔ کہ درمیان زوجین وغیرہ اثنین کے موافقت پیدا ہو جائے اور اسکو مجرب صحیح کہا ہے

برائے حلب

سورہ ہل اتی مشک و زعفران و گلاب سے تا قول بصیرا لکھے معمول لہ فوراً پہنچیگا یہ حلب نہایت مبارک ہے۔

برائی تسلیہ یعنی کسیمیان الموت

اس کو مبارک مجرب نافع کہا ہے فاتحہ تمام لکھ کر پھر یہ لکھے۔ کَاَنَّہُمْ یَوْمَ یَرَوْنَ مَا یُوْعَدُوْنَ الآیۃ کَاَنَّہُمْ یَوْمَ یَرَوْنَہَا لَمْ یَلْبَثُوْا اِلَّا عَشِیَّۃً اَوْ ضُحٰہَا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ الآیۃ لَقَدْ کَانَ فِیْ قَصَصِہِمْ الآیات اَللّٰہُمَّ یَا خَالِقَ النَّفْسِ مِنَ النَّفْسِ یَا مُخَلِّصَ النَّفْسِ مِنَ النَّفْسِ خَلِّصْہُمَا بِلُطْفِکَ وَ فَضْلِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ٥

ا کان حدیثا یفتری ولکن تصدیق الذی بین یدیہ وتفصیل کل شیء وہدی ورحمۃ لقوم یؤمنون

"حاملہ کے بائیں ران پر قرآن کی آیت پر چہ پر لکھ کر لگانے کا عمل"

۶۵

اس کو عورت پر باندھے۔ وہ نجاست میں نہ ہو بلوذن اللہ تعالیٰ خلاص ہو جائیگی اور اگر مر کر گیے جا چکے گا۔ تو بھی جلد خلاص ہوگی۔ انتہے قول جمیل میں کہا ہے۔ جس عورت کو درد زہ ہو۔ تو پرچہ کاغذ میں یہ آیت لکھے۔ ۔ وَأَلْقَتْ مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ ۝ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝ اھیا شراھیا اور اس پرچہ کو پاک کپڑے میں لپیٹے اور اسکی بائیں ران میں باندھے۔ تو وہ جلد جنیگی سیوطی نے درمنثور میں بروایت انس کہا ہے کہ یہ کلمہ اھیا شراھیا موسےٰ علیہ السلام کی دعا ہے اس کے معنے یہ ہیں۔ اے زندہ قبل ہر چیز کے اور اے زندہ بعد ہر چیز کے شفاء العلیل میں کہا ہے اھیا بکسر ہمزہ واشر ھیا بفتح ہمزہ و شین معجمہ لفظ یونانی ہے یعنے وہ ازلی کہ کبھی اسکو زوال نہیں اور شر ھیا بدون ہمزہ کے خطا ہے بزعم علماء یہود کذا فی القاموس شاہ عبدالعزیز دہلوی نے فرمایا اگر اول سورت کو شیرینی پر پڑھ کر حالہ کو کہلا ئے تو بھی جلد جنے انتہے میں کہتا ہوں میں نے بارہا گرہ ہا اس آیت کو پڑھ کر زنان اہل اسلام و کفر کو دیا ہے فی الفور اثر اسکا ظاہر ہوا۔ کبھی تخلف سرعت ولادت میں نہ پایا۔ وللہ الحمد اس کے سوا ایک یہ تدبیر ہی ہے کہ کتاب موطا تالیف امام مالک رضی اللہ عنہ کو شکم حاملہ سے لگا ئے اللہ کے اذن سے جلد خلاصی ہو جاتی ہے میں اسکا تجربہ بھی کیا ہو

ایضاً برائے سرعت ولادت ایک پاک برتن میں اس آیت کو لکھکر شکر و قرح زن سے چڑک دے۔ کَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ بَلَاغٌ فَهَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ ۝ كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحَاهَا ۝ لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِأُولِي الْأَلْبَابِ۔ پھر دھوکر کچھ پانی اس عورت کو بھی پلا دے۔ اسکو دیلمی نے ابن عباس سے رفعاً ذکر کیا ہے واللہ اعلم بندہ شیخ محمد تانلی حنفی کہتے ہیں۔ میں نے ایک کاسہ پر آیۃ الکرسی و سورہ فاتحہ و اخلاص اور یہ دعا لکھکر پانی پلائی فوراً بچہ پیدا ہو گیا۔ اگر رکابی پر نہ لکھ سکو تو ورقہ پر لکھکر دھو کر پلا دو۔ یہاں تک کہ ایک عورت کو مدینے میں یہ اتفاق ہوا کہ نصف بچہ باہر آ گیا تھا اور نصف دو دن تک باقی تھا۔ اور کوئی دوا کارگر نہ ہوتی تھی روضہ مطہرہ میں اسکے وقت ضحی مجھ سے کہا تو میں نے یہ عمل لکھ کر اسکا شوہر لے گیا۔ فی الفور بچہ پیدا ہو گیا ۱۲۶۱ھ سے ۱۲۸۹ھ تک اسکو بحمدہ تعالیٰ مجرب پایا دعا یہ ہے لَوْ أَنْزَلْنَا هَٰذَا الْقُرْآنَ عَلَىٰ جَبَلٍ لَرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُتَصَدِّعًا مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ ۚ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَىٰ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِي كُلِّ لَمْحَةٍ وَنَفَسٍ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُومٍ لَكَ انتہی

برائے عقرب یعنے مار گزیدہ تھوڑا سا سلیط لیکر لدغ کی جگہ پر رکھے اور ان آیات کو پڑھے آیۃ الکرسی تین بار و قولہ أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَىٰ قَرْيَةٍ الآیہ تین بار و قولہ وَلَوْ أَنَّ قُرْآنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ الآیہ تین بار وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا

[1] در پارہ سوم سورہ بقرہ رکوع ۳۵ ۔ ۱۲ [2] در پارہ ۱۳ رکوع ۴ سورہ رعد اور یہ تکرار گذر گئی ۱۲

"سانپ کے ڈسے کا دم"

"لونڈی زبان عیسیٰ در گزرنا"

"مسلمان کا کفر ظاہر ہونا"

"ولادت میں ..."

"صاحب کتاب کا ذاتی مشاہدہ"

" یوں الیقین شرط ہے ورنہ اپنے آپ کو ہی ملامت کرے "

فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا لَا تَرَىٰ فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا تین بار وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا تین بار إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ تین بار سورہ والضحیٰ والم نشرح تین بار قل ہو اللہ احد تین بار معوذتین تین بار یہ عزیمت نصف تک نہیں پہنچے گی۔ کہ مات اس کے سیاہ و سپید و سرخ باہر نکل آئیں گے۔ لکن شرط یہ ہے۔ کہ دل حاضر ہو۔ ہذا اگر صحت نہ ہو۔ تو اپنے ہی نفس کو ملامت کرے۔ کیونکہ یہ عزیمت مجرب و صحیح ہے۔

برائے نقصان زمین

اگر خوف سے ظالموں کے یہ چاہیئے۔ کہ زمین وقت پیمائش کے کم نکلے تو چار چھ کاغذ پر چار تین جدا جدا لکھ کر اس زمین کے چاروں کونوں میں گاڑے ایک أَفَلَا يَرَوْنَ أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا دوسری يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ تیسری أَلَمْ تَرَ إِلَىٰ رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهُ ساكِنًا چوتھی۔ وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ الآیۃ لکن یہ چاہیئے کہ اس بات کو ایک پارہ جا[مہ] میں لپیٹ کر دفن کرے۔ پھر جب حاجت پوری ہو جائے۔ تو اسکو نکال لے صیانۃً لکتاب اللہ تعالیٰ من الاہانۃ

ایضاً

اگر ظالموں سے یہ خوف ہو۔ کہ وہ تیری زمین میں جور کرینگے تو پانچ پتھر لیکر ہر ایک پتھر پر سات بار فاتحہ اور تین بار قل ہو اللہ احد اور ایک ایک بار معوذتین اور تمام سورہ یٰس اور سورۃ تبارک تا آخر اور آیۃ الکرسی اور دور فتح لعیب دس بار پڑھ کر ہر ایک پتھر کو ایک کن میں ارکان زمین سے گاڑے اور ہر ایک پتھر کو وسط زمین میں دفن کرے۔ اللہ تعالیٰ انکو شر سے کفایت کریگا۔ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

برائے تکوین عمارت بساتین

ایک مرد بنی ہاشم نے سورۂ فاتحہ لکھی اور مالک یوم الدین کو سات بار لکھا پھر اسکو پانی سے دھو کر اشجار پر چھڑک دیا۔ ایک سے وہ درخت پھل لائے تھے۔ مقطوع تھے برگ سبز اسی دم لا کر فی الفور پھل دے آئے۔ كَذَٰلِكَ يُحْيِي اللَّهُ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

برائے کشف غمہ

ابو الفضل بکری کہتے ہیں میں ایک ایسی سختی میں گرفتار ہوا جس کے دفع کرنے سے ارباب جاہ عاجز آئے میں نے یہ دو بیتیں لکھ کے سلسلے نیل کے لٹکا دیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے اس سختی کو دور کر دیا۔ **بیت** يَا رَبِّ مَا زَالَ لُطْفُ مِنْكَ يَشْمَلُنِي وَقَدْ تَجَدَّدَ بِي مَا أَنْتَ تَعْلَمُهُ فَاصْرِفْهُ عَنِّي كَمَا عَوَّدْتَنِي كَرَمًا فَمَنْ سِوَاكَ لِهَٰذَا الْعَبْدِ يَرْحَمُهُ شیخ عز الدین بن جماعہ کو افلاج عظیم ہو گیا تھا وہ کہتے تھے۔ میں نے ان ابیات کی تکرار رات دن کرنا شروع کی ایک اثر عظیم پایا۔ اور بالکل اچھا ہو گیا وللہ الحمد

ایضاً

بعض علماء نے کہا ہے یہ ابیات فضل عظیم رکھتے ہیں۔ بعض لوگ ایک امر عظیم میں پڑ گئے

تھے۔ اور جان سے تنگ آ گئے تھے۔ اور کوئی حیلہ خلاص کا نہ تھا۔ ایک شخص نے جسکو پہچانتے نہ تھے یہ ابیات سکھائے۔ اور کہا ان کو مکرر پڑھو اللہ کیطرف سے کشف غمہ ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

وَكَمْ لِلّٰهِ مِنْ لُطْفٍ خَفِيٍّ
وَفَرَّجَ كُرْبَةَ الْقَلْبِ الشَّجِيِّ
إِذَا ضَاقَتْ بِكَ الْأَحْوَالُ يَوْمًا

يَدِقُّ خَفَاؤُهُ عَنْ فَهْمِ الذَّكِيِّ
وَكَمْ أَمْرٍ تُسَاءُ بِهِ صَبَاحًا
فَثِقْ بِالْوَاحِدِ الْفَرْدِ الْعَلِيِّ
يُغَاثُ إِذَا التَّشَفُّعُ بِالنَّبِيِّ

وَكَمْ يُسْرٍ أَتَى مِنْ بَعْدِ عُسْرٍ
وَتَأْتِيكَ الْمَسَرَّةُ فِي الْعَشِيِّ
تَشَفَّعْ بِالنَّبِيِّ فَكُلُّ عَبْدٍ

شرجی نے ان ابیات کا ایک قصہ لکھا ہے جسمیں ذکر فرج کرب و کشف غمہ ہے یہ ابیات مشتمل ہیں بر ثقہ باللہ اور تشفع بالنبی صلے اللہ علیہ وسلم پر ان کی تاثیر میں کون شک کر سکتا ہے تشفع برسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہی ہے کہ اول و آخر ان ابیات کے درود شریف پڑھے۔ **ف** امام بونی نے نو لطیفے لکھے ہیں۔ ان میں طریقہ استعمال اسماء حسنیٰ کا واسطے مطالب متفرقہ کے ذکر کیا ہے از انجملہ واسطے دفع وسواس و امر معضلہ کے یہ لکھا ہے کہ وقت سحر کے یہ آٹھ نام پڑھے۔ الْمَلِكُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ الْمُغْنِي الْمُتَعَالِ ذُو الْجَلَالِ الْمُهَيْمِنُ الْكَبِيرُ پھر کہا ہے۔ لَهَا نَفْعٌ عَظِيمٌ وَهِيَ مِنَ الْاِسْمِ الْاَعْظَمِ الْمَخْزُوْنِ ان کے پڑھنے سے علاوہ نفع مذکور عظمت و ہیبت بھی حاصل ہوتی ہے پھر لکھا ہے كُلُّ لَطِيفَةٍ مِنْهَا سَرِيعَةُ التَّاثِيرِ مُنْجِحَةٌ لِلْمَطْلُوْبِ قَرِيبَةُ الْاِجَابَةِ بِاِذْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى بقیہ لطائف کتاب الفوائد میں مذکور ہیں۔

حدیث قلنسوہ یہ ایک ٹوپی تھی۔ پاس نجاشی کے جس بیمار کے سر پر رکھدی جاتی وہ اچھا ہو جاتا اس کے بارہ میں امام غزالی رحمہ نے ایک حدیث ابوہریرہؓ سے طول طویل کتاب خواص القرآن میں نقل کی ہے۔ اسمیں بسم اللہ وغیرہ الفاظ قرآن لکھے تھے۔ لکن اسلئے کہ حال اسکی سند کا معلوم نہیں ہے اس جگہ حدیث مذکور نقل نہیں کی گئی ہاں عمر بن خطاب نے پوری ایسا لکھ کر ایک کلاہ میں سی کر قیصر روم کو بھیجی تھی۔ اس کو مرض درد سر کا رہتا تھا۔ وہ جب اس ٹوپی کو اپنے سر پہ رکھتا تو درد جاتا رہتا پھر اس نے حقیقت امر پر مطلع ہو کر یہ کہا مَا اَكْرَمَ هٰذَا الدِّينَ وَاَعَزَّهُ حَيْثُ شَفَانِيَ اللّٰهُ بِاٰيَةٍ مِنْهُ پھر وہ مسلمان ہوگیا اور اچھا مسلمان ہوا اسکا ذکر ذیل فصل بسملہ گذر چکا ہے۔

کلمات العزۃ ان کو دفع جمیع آفات میں اثر تمام ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ وَلِيٌّ مِنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا اللّٰهُ اَكْبَرُ تین بار لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ اللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَاَصِيلًا وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ شرجی کہتے

"وساوس بے جا کا خاتمہ"

الداء والدواء ۹۸

ہیں۔ مَنْ دَاوَمَ عَلٰی ذٰلِكَ يَرٰى عَجَائِبَ الْعِزَّةِ وَالْقَبُوْلِيَّةِ۔

برائے وسوسہ نماز و وضو و خواب پریشان مکروہ

کانچ یا مرمر کے برتن میں اس آیت کو لکھ تین دن تک لگاتار پیا کرے ان شاء اللہ تعالیٰ یہ حال زائل ہو جائیگا۔
وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖۤ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ واسطے دفع خواب پریشان کے شاہ عبدالعزیز دہلوی نے فرمایا ہے۔ وقت نوم معوذتین و آیۃ الکرسی یک بار خواندہ بر سینہ و روئے خود دم باید کرد و اگر این ہم دفع نسود اسمائے شب یا سہ بار خواندہ بر اعضائے بدن خود دم باید کرد و بعد ازان وقت خواب این دعا بالمفاد بخواند۔ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِكَ اَرْفَعُهٗ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنْ تَحْفَظَنِيْ مِنْ نَوْمِيْ بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنِ انتہیٰ میں کہتا ہوں۔ دعا تو جو اس کام کے لئے حصن حصین میں آئی ہے اس کو پڑھنا اور زیادہ بہتر ہے۔

برائے وعید قتل

ابن الکلبی کہتے ہیں۔ ایک شخص نے ایک شخص سے کہا میں تجھ کو قتل کر دونگا۔ وہ ڈر گیا اس نے یہ ذکر ایک عالم سے کیا۔ تو گھر سے باہر نکلنے کے پہلے سورہ یٰسین پڑھ لیا کر وہ ایسا ہی کرتا تھا جب اس کو ملتا تو نہ دیکھتا اسی طرح کریمہ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ایک تختہ قند میں لکھ کر زیر نگین انگشتری رکھ کر طہارت پر پہنکر جس ذی سلطان کے سامنے جائیگا جو کہ اس کو ڈراتا ہے۔ تو اللہ اسکو اس کے شر سے محفوظ رکھیگا اور سوائے خیر کے اور کچھ اس سے باذن خدا نہ دیکھیگا۔

برائے مسلمان شدن

ایک مشرک نے ایک مسلمان سے کہا تھا۔ تمہاری کتاب میں کوئی ایسی چیز بھی ہے جو میرے جی کی بات کو بدل دے شاید میں مسلمان ہو جاؤں کہا ہاں سورہ الم نشرح لکھ کر اسکو پلائی اس کے دل کا شرک دور ہو گیا تو اسلام لے آیا۔

برائے عسر بول

ایک شخص کو اصفہان میں پیشاب نہ ہوتا تھا اس نے یہ آیت لکھکر پانی میں گھول کر پیا بول کو اسپر آسان کر دیا اور پتھری نکل گئی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا وَحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً اسی طرح آیت وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ لکھکر پانی میں پینا دافع عسر بول دفعاً نافع ہے۔ اسی طرح سورہ کوثر اس کے لیے نفع کرتی ہے

"سلسل بول سے نجات"

٦٩

برائی سلسل بول اس آیت کو لکھ کر باندھے قِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ وَقِيلَ بُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَصْبَحَ مَاؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَأْتِيكُمْ بِمَاءٍ مَعِينٍ ۝ یہ ہر مرض زائل ہوجائیگا ۔

ختم قرآن کریم برائے قضاء حوائج وطریق تلاوت بعض علماء نے کہا ہے کہ قرآن شریف کا ختم کرنا واسطے کاربراری کے مجرب ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں ہے۔ لکن اگر اس ترتیب سے پڑھے تو بہتر ہے۔ اجابت میں اسرع التاثیر ہوگا۔ یعنے دن جمعے کے اول بقرہ سے تا آخر مائدہ پڑھے۔ سنیچر کو انعام سے آخر توبہ تک اتوار کو یونس سے آخر مریم تک پیر کو طہ سے آخر قصص تک منگل کو عنکبوت سے سورہ ص تک بدھ کو زمر سے آخر سورہ رحمٰن تک جمعرات کو واقعہ سے آخر قرآن تک پھر وقت ختم کے سجدہ کرے۔ اور اللہ تعالٰے سے اپنی حاجت مانگے۔ وہ پوری ہوگی۔ شاہ اہل اللہ قدس سرہ نے بھی چار باب میں اسی ترتیب کو اختیار کیا ہے اور کہا ہے تمام خواندن قرآن در ہفت روز برین ترتیب اسرع در اجابت است انتہی

ف میں کہتا ہوں یہ جتنے اعمال اہل علم و ولایت نے واسطے دفع آلام و آفات و امراض وغیرہ کے آیات کتاب اللہ سے نکالے ہیں۔ انکے مجرب ہونے میں کچھ تفاوت نہیں ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالٰی نے قرآن پاک کو شفاو رحمت فرمایا ہے سو ہر جملہ اسکا واسطے بیماری دل و تن و ہر بلائے ظاہر و باطن کے شافی کافی صافی وافی ہے قال تعالٰے وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ لکن اہل علم و ولایت نے یہ کیا ہے کہ مناسب ہر حال انسان کے ایک آیت یا چند آیات تتبع کرکے طریقہ ان کے استعمال کا کتابۃ و شرباً یا تلاوۃ بتعیین اوقات یہاں ٹھہرا دیا ہے۔ اسمین کوئی حرج و حرج نہین ہے کیونکہ مناسبت حال کو ساتھ قول کے ایک علاقہ قوی ہوتا ہے۔ پھر جس شخص کو یہ اعمال اثر نہ کریں تو وہ یقین کرے۔ کہ اسکا ایمان ضعیف ہے اگر وہ موحد قوی الاسلام ہوتا تو اثر نہ ہوتا۔ کیا معنے پھر جو شخص کہ سارے قرآن کو پڑھتا رہتا ہے یا اسکا ختم واسطے کسی حاجت اہم کے کرتا ہے تو اس کے قضا حاجت میں کیا شک ہے۔ بلکہ تالی قرآن علی الدوام اگر بہ نیت جملہ مقاصد و مطالب دارین تلاوت قرآن کی کرے اور یہ اعمال متفرق بجا نہ لائے تو امید ہے۔ کہ وہ کبھی بھی کسی آفت و بلا میں مبتلا نہ ہوگا۔ اللہ تعالٰی اسکو سائلین حاجات و داعین مرادات سے بڑھ کر بے مانگے دیگا۔ جسطرح کہ یہ مضمون حدیث شریف میں آچکا ہے۔ ابو سعید خدری مرفوعاً کہتے ہیں۔ يَقُولُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى مَنْ شَغَلَهُ الْقُرْآنُ عَنْ ذِكْرِي وَمَسْأَلَتِي أَعْطَيْتُهُ أَفْضَلَ مَا أُعْطِي السَّائِلِينَ الْحَدِيثَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ شوکانی نے کہا ہے۔

"قرآن خوانی کی فضیلت"

ختم القرآن کا خاص عمل

"اعمال قرآنی بلاشک و شبہ موثر ہیں۔ مجرب کتاب"

فِی الْحَدِیْثِ دَلِیْلٌ عَلٰی اَنَّ الْمُشْتَغِلَ بِالْقُرْاٰنِ تِلَاوَۃً وَّتَفَکُّرًا یُجَازِیْہِ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ بِاَفْضَلِ جَزَآءٍ وَّیُثِیْبُہٗ بِاَعْظَمِ اِثَابَۃٍ انتہی شاطبی کہتے ہیں ؎ وَمَنْ شَغَلَ الْقُرْاٰنُ عَنْہُ لِسَانَہٗ تَنَلْ اَجْرَ کُلِّ الذَّاکِرِیْنَ مُکَمَّلَا ٭ اور حدیث ابن مسعود میں رفعًا ہر حرف پر دس گنا اجر وارد ہے رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ وَھٰذَا اَجْرٌ عَظِیْمٌ وَّثَوَابٌ کَبِیْرٌ اور حدیث عائشہ میں رفعاً آیا ہے۔ اَلْمَاھِرُ بِالْقُرْاٰنِ مَعَ السَّفَرَۃِ الْکِرَامِ الْبَرَرَۃِ وَالَّذِیْ یَقْرَؤُہٗ وَیَتَتَعْتَعُ فِیْہِ وَھُوَ عَلَیْہِ شَاقٌّ فَلَہٗ اَجْرَانِ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ، شوکانی کہتے ہیں۔ اَلتَّتَعْتُعُ ھُوَ التَّرَدُّدُ فِیْ قِرَآءَتِہٖ لِضَعْفِ حِفْظِہٖ اَوْ لِثِقْلِ لِسَانِہٖ فِی التِّلَاوَۃِ وَاَمَّا الْمَاھِرُ فَاَجْرُہٗ عَظِیْمٌ صَارَ بِہٖ مَعَ الْمَلَآئِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَذٰلِکَ اَجْرٌ لَّا یُشْبِھُہٗ اَجْرٌ وَّرُتْبَۃٌ لَّا تُمَاثِلُھَا رُتْبَۃٌ انتہی **ف** اسرار عجیبہ و فوائد کثیرہ قرآن کریم بے حد و بے حساب ہیں۔ اور فضائل عظیمہ اس کے غیر متناہی خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے قُلْ لَّوْ کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّکَلِمٰتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ کَلِمٰتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِہٖ مَدَدًا اور فرمایا۔ وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَۃٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ یَمُدُّہٗ مِنْۢ بَعْدِہٖ سَبْعَۃُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ کَلِمٰتُ اللّٰہِ اور پھر اس کی صفت میں یہ ارشاد کیا ہے قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ ھٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِہٖ وَلَوْ کَانَ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ ظَہِیْرًا پھر یہ کہا ہے۔ اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا شیخ محمد بن علی افندی نے خزینۃ الاسرار میں ذکر کیا ہے کہ جمیع سور قرآن ایک سو چودہ سورتیں ہیں۔ باجماع علماء معتمدین اور اگر انفال و برائت کو ایک سورت کہیں تو پھر ایک سو تیرہ سورتیں ہوتی ہیں۔ ان سب میں افضل و اعظم سورہ فاتحہ و سورہ اخلاص ہے باقی رہے آیات قرآن عظیم سو وہ سب چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیتیں ہیں۔ قول مشہور پر ان میں سب سے زیادہ اعظم و افضل و اشرف و اکرم آیۃ الکرسی ہے پھر یہ کہا ہے۔ کہ اِنِّیْ رَاَیْتُ کَثِیْرًا مِّنَ الْاِخْوَانِ فِیْ دِیَارِ الْعَرَبِ وَالرُّوْمِ قَدْ تَرَکُوْا قِرَاءَۃَ الْقُرْاٰنِ وَاکْتَفَوْا عَلٰی قِرَاءَۃِ تَرْتِیْبَاتِ الْمَشَائِخِ فَمَثَلُھُمْ کَمَثَلِ الَّذِیْنَ اخْتَارُوا الْعَقِیْقَ عَنِ الْیَوَاقِیْتِ وَبِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ اِنَّ الْقُرْاٰنَ لَغَرِیْبٌ فِیْ ھٰذَا الزَّمَانِ وَمَا وَقَعَ عَلٰی تِلْکَ التَّرْتِیْبَاتِ حَدِیْثٌ ظَاھِرٌ فِیْ بَیَانِ فَضَائِلِھَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَا وَقَعَ عَلَیْھَا الْاِجْمَاعُ وَالْمَنَامُ لَیْسَ بِحُجَّۃٍ وَّدَلِیْلٍ عَلَیْہِ وَعَلٰی غَیْرِہٖ وَھُوَ لَا یُثَابُ عَلٰی قِرَاءَۃِ تِلْکَ التَّرْتِیْبَاتِ اِذْ لَمْ یَعْرِفْ مَعَانِیْھَا کَمَا قَالَہُ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ رح اَمَّا الثَّوَابُ عَلٰی قِرَاءَۃِ الْقُرْاٰنِ فَھُوَ حَاصِلٌ لِّمَنْ

ا۱

کلیم ولمن لم یفھم بالکلیۃ للتعبد بلفظہ بخلاف غیرہ من الاذکار والادعیۃ فانہ لا یثاب علیہا الا من فہمہ ولو بوجہ ما علیہ اکثر العلماء وقیل فیہ نظر فعلینا ان نتخذ وردا من الافضل والاعظم والاشرف کقراءۃ القرآن انتھی

امام دینوری کشف الکنوز میں فرماتے ہیں۔ انظروا ایھا الاکیاس وتفکروا ایھا الناس الی اکثر الاوراد والاذکار التی یشتغلون بھا فی ھذا الزمان من ترتیبات المشائخ اذا حوسبتہ بقراءۃ القرآن یتحقق بان وقتی لا یفصل من وردی ما ثمرتھا ونتیجتھا فی الفضائل علی فضائل القرآن ولو کانت تلک الترتیبات موجودۃ فی زمن النبوۃ او فی عصر الخلافۃ لاخرتوھا او غرقوھا الا انما زینت فی قلوب الذین لم یعرفوا فضائل القرآن وھو اصدہ وجبستھم ومنعتھم من تلاوۃ القرآن انتھی میں کہتا ہوں۔ یہ آیت شریف اسی مدعا کیطرف بدلالۃ النص اشارہ کرتی ہے اولم یکفھم انا انزلنا علیک الکتب یتلی علیھم ان فی ذلک لرحمۃ وذکری لقوم یؤمنون کسی نے شبلی رضی اللہ عنہ سے کہا تھا۔ مجھے کچھ وصیت کرو فرمایا۔ علیک بکلام اللہ ودع ما سواہ وذکر ماعد ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون بعض اہل باطن نے فرمایا ہے لا یکون المومن مریدا حتی یجد فی القرآن کل ما یرید و یعرف منہ النقصان من المزید فیستغنی بکلام المولی عن کلام العبید بعض مشائخ نے کہا ہے۔ لا تجعل وردک غیر ما ورد فی الکتاب والسنۃ تکن من العلماء الادباء الا تک فحینئذ تجمع بین الذکر والتلاوۃ فیحصل لک اجر التالی والذاکر فیما ترک الکتاب والسنۃ مرتبۃ یطلبھما الانسان من خیر الدنیا والاخرۃ الا وقد ذکرھا فمن وضع من الفقراء وردا من غیر الوارد فی السنۃ فقد اساء الادب مع اللہ ورسولہ بعض اولیاء نے فرمایا ہے من اساء الادب علی البساط رد الی الباب ومن اساء الادب علی الباب رد الی سیاسۃ الدواب الغرض بڑی شرم بلکہ ضعف ایمان وغربت اسلام وفقدان احسان کی بات ہے کہ دنیا میں روئے زمین پر قرآن کریم اندر مصاحف وصدور کے موجود ومحفوظ ہو اور اذکار سنت مطہرہ اندر کتب سنن میں ماثور ومرقوم ہوں۔ اور پھر با وجود دعوائے اسلام وایمان واحسان کے انسان ان اذکار کو اختیار نہ کرے۔ اور تلاوت قرآن پر مدیم نہ ہو۔ اور فقراء وعلماء ومشائخ واولیاء کے دعوات واذکار ساختہ وپرداختہ پر جھک پڑے احسان میں معتقد پیر جادین کا ہو اس سے بڑھکر اور کیا شقاوت ہوگی ہاں جو اعمال صالحات وعزائم کرام

"اوراد و اذکار قرآنیہ"

"حضرت شبلی کی وصیت"

"مشائخ کا قول"

"اذکار و اوراد [illegible]"

"فقراء و علماء، مشائخ و اولیاء کے دعوات و اذکار"

" اہل علم و صلاح کے بتائے ہوئے اعمال و تعزاتم عین اتباع کتاب و سنت ہے "

۶۲

آیات عظمات و سنن مطہرات سے اہل علم و صلاح نے واسطے قضائی حاجات و کشف کربات واستجابت دعوات کے بتائے ہیں ان کا استعمال کرنا عین اتباع کتاب و سنت ہے مُلّا علی قاری حنفی نے دیباچہ کتاب حزب الاعظم میں لکھا ہے۔ لَمَّا رَأَيْتُ بَعْضَ الْمَشَائِخِ يَتَعَلَّقُوْنَ بِاَوْرَادِ الْمَشَائِخِ الْمُعْتَبَرِيْنَ وَبِاَحْزَابِ الْعُلَمَاءِ الْمُكَرَّمِيْنَ حَتّٰى رَأَيْتُ بَعْضَهُمْ تَعَلَّقُوْا بِالدُّعَاءِ السَّيْفِيِّ وَالْاَرْبَعِيْنَ الْاِسْمِيِّ وَوَجَدْتُ بَعْضَ الْعَوَائِدِ يَتَقَيَّدُوْنَ بِقِرَاءَةِ دُعَاءِ نَحْوِ الْقَدَحِ مُخْتَصَرٍ بِبَالِيْ اَنْ اَجْمَعَ الدَّعَوَاتِ الْمَاْثُوْرَةَ فِي الْاَحَادِيْثِ الْمَشْهُوْرَةِ وَسَمَّيْتُهُ الْحِزْبَ الْاَعْظَمَ لِاسْتِنَادِهٖ اِلَى الرَّسُوْلِ الْاَكْرَمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَيْكَ بِحِفْظِ مَبَانِيْهِ وَالتَّأَمُّلِ فِيْ مَعَانِيْهِ وَالْعَمَلِ بِمَضْمُوْنِ مَا فِيْهِ فَاِنَّهٗ شَامِلٌ لِلْمُنْجِيَاتِ مَانِعٌ لِلْمُهْلِكَاتِ فَهٰذَا اَكْمَلُ طَرِيْقِ الْمُتَابَعَةِ النَّبَوِيَّةِ وَزُبْدَةُ الْمَقَامَاتِ الْعَلِيَّةِ الْمَنْسُوْبَةِ اِلَى السَّادَةِ الصُّوْفِيَّةِ فَاِنْ قَدَرْتَ عَلٰى قِرَاءَتِهَا كُلَّ يَوْمٍ فَبِهَا وَنِعْمَتْ وَاِلَّا فَفِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ وَاِلَّا فَفِيْ كُلِّ شَهْرٍ وَاِلَّا فَفِيْ كُلِّ سَنَةٍ وَاِلَّا فَفِي الْعُمُرِ مَرَّةً اَيْضًا غَنِيْمَةٌ انتہی حاصلہ۔

میں کہتا ہوں کہ یہ کتاب حزب اعظم جمیع اذکار و ادعیہ میں بحذف اسانید و تخاریج کتاب بے مثل و مثال ہے میں نے اسکو بہت بار پڑھا ہے اور اکثر ماہ رمضان میں پڑھا کرتا ہوں وللہ الحمد اس باب میں جتنی کتابیں ہیں ان سب سے مغنی ہے اگر کوئی شخص باخلاص نیت و صدق طویت و حضور دل و جمع خاطر تلاوت قرآن مجید و قرات حزب اعظم پر تمام عمر اکتفا کرے تو اللہ سے امید ہے کہ ساری منجیات کے ساتھ متحلی اور تمام مہلکات سے متخلی ہو کر لائق مغفرت و عفو ہو جائے۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ یہ وظائف و اوراد علما و صوفیہ ان کی کچھ حاجت نہیں ہے۔ الصباح یغنی عن المصباح شاہ محمد عاشق رح خلیفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور استاد شاہ عبدالعزیز دہلوی نے رسالہ سبیل الرشاد میں دعاء سیفی و اربعین اسمی کو ذکر کیا ہے۔ کچھ حاجت ان کے ذکر کی نہ تھی مرد دل اس بات سے قلق میں ہے حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جن نے غالبا اس رسالے میں ان ہی اعمال کو ذکر کیا ہے جو ماخوذ ہیں۔ آیات قرآنی یا حدیث رسالت سے صلے اللہ علیہ وسلم الا ماشاء اللہ تعالی حدیث میں آیا ہے۔ خُذْ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا شِئْتَ لِمَا شِئْتَ شرجی لکھتے ہیں اس میں شک نہیں کہ تلاوت قرآن افضل ہے بہت سے عبادات سے ابن عباس نے کہا ہے۔ اِقْرَؤُا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُعَذِّبُ قَلْبًا وَعَى الْقُرْاٰنَ اور صحابہ پڑھنا قرآن کا مصحف میں

" قرآن کا دیکھ کر پڑھنا سب سے افضل ہے "

" ملا علی قاری حنفی کی کتاب حزب الاعظم "

" حزب الاعظم بے مثل و بے مثال بے نظیر کتاب "

" تلاوت قرآن اور حزب الاعظم کا عامل ساری زندگی امن و سکون میں رہے گا "

"حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا قول"

۷۳

دیکھکر مستحب رکھتے تھے اور کہتے تھے۔ کہ اسمیں عبادت نظر زیادہ ہے عثمان رضی اللہ عنہ کبھی نظر کرنا مصحف میں ترک نہ کرتے۔ اور کہتے تھے۔ هَذَا كِتَابُ رَبِّي وَلَا بُدَّ لِلْعَبْدِ إِذَا أَتَاهُ كِتَابُ سَيِّدِهِ أَنْ يَنْظُرَ فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ وَيَعْمَلَ بِمَا أَمَرَهُ فِيهِ وَيَجْتَنِبَ مَا نَهَاهُ امام ابن ابو الضیف کتاب بلغة المسافر میں فرماتے ہیں يَكْفِي مِنَ الْعِبَادَاتِ تِلَاوَةُ الْقُرْآنِ كَقَوْلِهِ حَسْبِيَ اللهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ فِي الصَّبَاحِ وَالْمَسَاءِ وَإِنَّ الْعِبَادَاتِ غَيْرَ هَذِهِ يُشْتَرَطُ فِيهَا تَقْوَى الْعُلَمَاءِ إِنَّ اللهَ يَكْفِيهِ مَا يُهِمُّهُ الصَّادِقَ كَانَ بِهِ أَوْ كَاذِبًا انتہی شاہ عبدالعزیز دہلوی نے فرمایا ہے۔ کہ آداب تلاوت قرآن تہذیب و استقبال قبلہ حتی الامکان و حروف را بخوبی ادا کردن و مد و شد فرو نگذاشتن و در مقام وقف وقف کردن اینست آداب ظاہری واما آداب باطنی پس مبتدی را تصور کردن گویا کہ بحضور رب العزت تلاوت می کنم و او تعالی در مقام استماع نشستہ می شنود و منتہی را تصور کردن کہ این کلام را بلا واسطہ از زبان حضرت رب العزت و در صورت ثانی زبان از حضرت رب العزت و گوش از خود تصور نماید بانیچنین مقام اشارہ فرمودہ است حضرت جعفر صادق چنانچہ شیخ الشیوخ در عوارف از ایشان نقل کردہ اند إِنِّي لَأُكَرِّرُ الْآيَةَ حَتَّى أَسْمَعَهَا مِنْ قَائِلِهَا بعد در عوارف فرمودہ کہ امام جعفر صادق در این وقت بمنزلہ شجرہ موسے می شد۔ إِنِّي أَنَا اللهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ می گفت انتہی وجائے دیگر شاہ صاحب فرمودہ اند کہ بروایت عنایت مرتضی مشرف شدہ بیعت نمودہ بودم فرمودند کہ در زمان ملیحہ صحابہ کرام برائے وصول الی اللہ سہ طریق سلوک بودند دو طریق از ان موقوف شدہ یعنے صلوۃ و تلاوت قرآن سوم کہ ذکر است باقی و در آن طریق نیز تفاوت بسیار راہ یافتہ بعد از ان طریق صلوۃ و تلاوت قرآن فرمودہ طریق صلوۃ آنکہ بطور شغل ادا کردہ شود و طور تلاوت برائے مبتدی اینست کہ خود را قاری و حق را مستمع تصور نماید کہ بحضرت رب العالمین قرآن مے خوانم چنانچہ شاگرد بحضور استاد میخواند و برائے منتہی اینست کہ حق را قاری و خود را مستمع قرار دہد و زبان خود را نائب تصور کند و گوش را مستمع گویا حضرت حق بزبان من کلام مے کند و من مے شنوم و یقین است کہ درین تصور بسبب غلبہ محبت حالیکہ عاشق صادق را در وقت استماع کلام محبوب بالمشافہ رو مید بد حاصل خواہد گردید و گرہ کشائے مدعا خواہد شد واللہ المغنی انتہی

برائے حرز و حجاب

امام ابن ابی الضیف کہتے ہیں یہ وہ حرز و حجاب ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دن اخا ب کے پڑھا تھا۔ اللہ نے ان کو شر کفار سے کفایت کی اور وہ اپنے غیظ میں پھر کر چلے گئے۔ اور امام شافعی نے وقت دخول کے ہارون رشید پر پڑھا تھا۔ اللہ تعالے نے ان کو شر ہارون سے بچا لیا۔ اسکو مالک نے نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے

"امام شافعی کا مجرب عمل"

"نقصان اور دشمن کی نظر سے حفاظت کا نبوی عمل"

۷۴

روایت کیا ہے کہ حضرت نے دن احزاب کے کہا شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ پھر کہا وَاَنَا اَشْهَدُ بِمَا شَهِدَ اللّٰهُ بِهٖ وَاَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ هٰذِهِ الشَّهَادَةَ وَهِيَ وَدِيْعَةٌ عِنْدَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِنُوْرِ قُدْسِكَ وَعَظِيْمِ رُكْنِكَ وَعَظَمَةِ طَهَارَتِكَ مِنْ كُلِّ طَوَارِقِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا اَللّٰهُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ غِيَاثِيْ بِكَ اَسْتَغِيْثُ وَاَنْتَ مَلَاذِيْ بِكَ اَلُوْذُ وَاَنْتَ عِيَاذِيْ بِكَ اَعُوْذُ يَا مَنْ ذَلَّتْ لَهٗ رِقَابُ الْجَبَابِرَةِ وَخَضَعَتْ لَهٗ اَعْنَاقُ الْفَرَاعِنَةِ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ كَشْفِ سِتْرِكَ وَنِسْيَانِ ذِكْرِكَ وَالْاِنْصِرَافِ عَنْ شُكْرِكَ اَنَا فِيْ حِرْزِكَ لَيْلِيْ وَنَهَارِيْ وَنَوْمِيْ وَقَرَارِيْ وَظَعْنِيْ وَاَسْفَارِيْ وَحَيَاتِيْ وَمَمَاتِيْ ذِكْرُكَ شِعَارِيْ وَثَنَاؤُكَ دِثَارِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ تَشْرِيْفًا لِعَظَمَتِكَ وَتَكْرِيْمًا لِسُبُحَاتِ وَجْهِكَ اَجِرْنِيْ مِنْ خِزْيِكَ وَاضْرِبْ سُرَادِقَاتِ حِفْظِكَ وَاَدْخِلْنِيْ فِيْ حِفْظِ عِنَايَتِكَ وَجُدْ عَلَيَّ بِخَيْرٍ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۞

اسماء اللہ الحسنیٰ

شرح حرز کہتے ہیں قاضی مجدالدین شیرازی نے اپنی سند سے ایک حدیث متصل تا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کی ہے۔ اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ اِسْمًا مَنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ اس کی سند میں عمارہ بن زید بن اسد بہران کا قصہ بابت تلاش اسماء مذکورہ اور بہم پہونچنا ان کا بذریعہ ایک شخص آل رسول صلی اللہ وآلہ وسلم کے سور قرآن سے متفرق طور پر مع اسماء موصوف بحوالہ ہر ایک سورت کے ذکر کیا ہے اس کے بعد کہا ہے۔ قَالَ عُمَارَةُ فَدَعَوْتُ بِهٰذِهِ الْاَسْمَاءِ غَيْرَ مَرَّةٍ فَرَاَيْتُهَا سَرِيْعَةَ الْاِجَابَةِ وَكَتَبْتُهَا عَنْ جَمَاعَةٍ وَكُلُّهُمْ اَخْبَرُوْنِيْ اَنَّ اِجَابَتَهَا سَرِيْعَةٌ قَالَ اَبُوْ مُحَمَّدٍ وَاللّٰهِ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَقَدْ دَعَوْتُ بِهَا مِرَارًا اَلْكَثِيْرَةَ عَلٰى مُهِمَّاتٍ خِفْتُ عَلٰى نَفْسِيْ مِنْهَا الْهَلَكَةَ فَخَلَّصَنِيَ اللّٰهُ مِنْهَا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ انتہٰی کلامہ الشریف میں کہتا ہوں۔ حدیث مذکور اس لفظ سے اِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ اِسْمًا مِائَةً اِلَّا وَاحِدًا مَنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بخاری و مسلم میں آئی ہے اور اس کو ابن خزیمہ و ابو عوانہ و ابن جریر و ابن ابی حاتم و طبرانی و ابن مندہ و ابن مردویہ و ابو نعیم و بیہقی نے بھی روایت کیا ہے ایک طریق ابن مردویہ و ابو نعیم یوں زیادہ ہیں۔ مَنْ دَعَا بِهَا اسْتَجَابَ اللّٰهُ دُعَاءَهٗ اور بخاری کا لفظ یہ ہے۔ وَلَا يَحْفَظُهَا اَحَدٌ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ یہ لفظ مفسر لفظ احصا کا ہے۔ یعنی احصا سے مراد حفظ ہے کہ ہو کما قال الاکثرون بعض نے کہا ہے مراد احصا سے پڑھنا ایک ایک کلمہ کا علیحدہ علیحدہ ہو گویا ان کو شمار کرتا ہے یا مراد علم و تدبر ہے ان کے معانی میں اور اطلاع حاصل

"اسمائے حسنیٰ، فضائل و خواص"

کرنا ہے ان کے حقائق پر اتمام بحق اسماء وعمل بموجب اقتضاء معانی لیکن شوکانی رحمہ فرماتے ہیں کہ تعبیر اول راجح ہے اور مطابق معنے لغوی ہے۔ خود دوسری روایت نے تعبیر اس کی ساتھ حفظ کے کردی

وَهٰذَا الْحَدِيْثُ قَدْ وَرَدَ مِنْ طُرُقٍ جَمَاعَةٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ خَارِجَ الصَّحِيْحَيْنِ وَالْجُمْلَةُ بِمَا فِيْهِمَا عَلَى الْقَلِيْلِ مِنْ ثَلٰثَةِ اَئِمَّةٍ انتہی یہ اسماء روایت ترمذی میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے آئے ہیں۔ اور ابن حبان نے بھی ان کو روایت کیا ہے۔ سوا اس ایک روایت کے جس میں جوزجانی ہیں کسی اور روایت میں یہ نام نہیں آئے۔ ترمذی نے اس کو حدیث غریب کہا ہے اور نووی نے اذکار میں حسن ٹھہرایا ہے۔ اور حاکم و ابن حبان نے صحیح بتایا ہے ابن کثیر اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ وَالَّذِيْ عَوَّلَ عَلَيْهِ جَمَاعَةٌ مِّنَ الْحُفَّاظِ اَنَّ سَرْدَ الْاَسْمَآءِ مُدْرَجٌ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ اِلٰى قَوْلِهٖ اِنَّهٗ بَلَغَهٗ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّهُمْ جَمَعُوْهَا مِنَ الْقُرْاٰنِ انتہی شوکانی کہتے ہیں۔ وَلَا يَخْفَاكَ اَنَّ هٰذَا الْعَدَدَ قَدْ صَحَّحَهُ اِمَامَانِ وَحَسَّنَهُ اِمَامٌ فَالْقَوْلُ بِاَنَّ بَعْضَ اَهْلِ الْعِلْمِ جَمَعُوْهَا مِنَ الْقُرْاٰنِ غَيْرُ سَدِيْدٍ وَمُجَرَّدُ بُلُوْغِ وَاحِدٍ اَنَّهٗ لَوْ وَقَعَ ذٰلِكَ لَا يَنْتَهِضُ لِمُعَارَضَةِ الرِّوَايَةِ وَلَا تُدْفَعُ الْاَحَادِيْثُ بِمِثْلِهٖ انتہی الغرض یہ اسماء جیسے حصن حصین وعدہ واذکار ونزل الابرار وحزب اعظم وسلاح المومن وغیرہ وغیرہ کتب میں مذکور ہے اور ان کے معانی تحفۃ الذاکرین میں شوکانی نے اور میں نے کتاب نزل الابرار میں اور کتاب الجوائز والصلات میں اور بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات میں لکھے ہیں۔ اور اہل علم نے کتب مستقلہ بیان میں ان کے معانی کے تالیف کی ہیں۔ والعمد اللہ بہر حال ان کا نوک زبان پر یاد رکھنا اور ان کے ساتھ سوال حاجت ودعا التماس کرنا تریاق مجرب ہے۔

برائی کفایت اہوال دنیا و آخرت	شرحی کہتے ہیں۔ جو کوئی اس دعا کی قرات بعد ہر فرض کے ہمیشگی کریگا۔ اللہ اس کو ہول دنیا و آخرت سے کافی ہوگا

اَعْدَدْتُ لِكُلِّ هَوْلٍ اَلْقَاهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلِكُلِّ هَمٍّ وَّغَمٍّ مَاشَآءَ اللّٰهُ وَلِكُلِّ نِعْمَةٍ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلِكُلِّ رَخَآءٍ وَّشِدَّةٍ اَلشُّكْرُ لِلّٰهِ وَلِكُلِّ اُعْجُوْبَةٍ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَلِكُلِّ ذَنْبٍ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَلِكُلِّ ضِيْقٍ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَلِكُلِّ مُصِيْبَةٍ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ وَلِكُلِّ قَضَآءٍ وَّقَدَرٍ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ وَلِكُلِّ طَاعَةٍ وَّمَعْصِيَةٍ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

برائے ہر حاجت و مطلب	تفسیر فتح العزیز میں کہا ہے کہ ہر کہ حاجتے باشد می باید کہ فاتحۃ الکتاب بخواند۔ وبعد از ختم حاجت بخواہد کہ انشاء اللہ تعالے آں حاجت برآید
برائے درد گردہ	شخصے نزد شیخی آمد وشکایت درد گردہ کرد شیخی گفت نزا لازم ست کہ اساس

"اسمائے حسنیٰ کے دعا کو دعا کے قبولیت مجرب ہے"

"دنیا و آخرت میں مفید عمل"

"ہر قسم کی حاجت و مطلب برآری کا ذریعہ"

"گردہ کے تمام امراض میں شافی عمل"

"سورہ فاتحہ ۔قرآن کی بنیاد" ۴۶ "جب آپ ہر عمل سے مایوس ہو جائیں"

القرآن بخوانی و برجائے درد دم کنی او گفت کہ اساس القرآن چیست گفت فاتحۃ الکتاب و در فتح العزیز گفتہ کہ سورہ فاتحہ اسم اعظم ست برائے ہر مطلب میتوان خواند و این را دو طریق ست اول آنکہ مابین سنت فجر و نماز فرض باتصال میم بسم اللہ بالام الحمد اللہ چہل و یکمرتبہ تا چہل روز بخواند ہر مطلبے کہ باشد حاصل گردد اگر شفاء مریض یا کشادہ شدن مسحور منظور باشد بر آب دم کردہ بآن مریض و مسحور بنوشاند۔ دوم آنکہ روز یکشنبہ اول ماہ درمیان سنت و فرض فجر بے قید اتصال میم بالام ہفتاد مرتبہ بخواند۔ بعد آنان ہر روز ہمان وقت دہ دہ یا کم کند یا روز شنبہ ختم شود و اگر در ماہ اول مطلب حاصل شود۔ فبہا و الا در ماہ دوم و سوم نیز ہم چنین کند و نوشتن این سورہ بر کاسہ چینی بگلاب و مشک و زعفران و شستہ خورانیدن آن برائے شفا مریض مزمن تا چہل روز مجرب ست و برائے درد دندان و درد سر و درد شکم و دیگر درد ہفت بار خواندہ دم کردن نیز مجرب ست انتہی

برائے خموشی اعداء جو شخص اس آیت کو لکھ کر اپنے بازو پر باندہ لیگا۔ اس کے دشمن صامت ہو جاینگے۔ کوئی شخص ذکر اسکا ساتھ برائی کے نہ کریگا۔ باذن اللہ تعالی

یَوْمَئِذٍ یَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِیَ لَا عِوَجَ لَهٗ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا یَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِیَ لَهٗ قَوْلًا یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْمِ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا وَمَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا یَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا

برائے شمرستان اس آیت کو لکھکر کسی ساعت جمعہ میں محو کرکے اندر چاہ کے جس سے درختوں کو پانی دیا جاتا ہے ڈالدے اللہ تعالی ان میں برکت دے گا۔ اور نظر جن و انس سے بچائیگا وَهُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً الی قولہ یُؤْمِنُوْنَ

برائے سرسبزی باغ و کشت اس آیت کو آب باران بھ اکیس بار پڑھکر جڑ میں نخل و شجر و زرع کے چھڑک دے برکت کثیر ہمراہ ازالہ مکروہ باذن الٰہی دیکھے گا۔ اَلَمْ تَرَ كَیْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَیِّبَةً الآیۃ الی قولہ یَتَذَكَّرُوْنَ

برائے عمارت خانہ و دکان و زمین و بستان اس آیت کو ہرن کی جھلی پر ساعت پنجم روز یکشنبہ کو لکھ اور ایک پارچہ پاک لپیٹ پھر گھر کے دروازے کے اوپر یا حانوت یا زمین یا باغ کے وسط کے اوپر دفن کرے۔ عجب طرح کی عمارت و کثرت رزق کو ملاحظہ کریگا۔ اسی طرح اگر اس آیت کو ظرف پاک میں لکھکر آب باران سے محو کرکے

لہ پارہ ۷ سورت انعام رکوع دوازدہم

لہ در پارہ سیزدہم سورہ ابراہیم رکوع ۱۲۰۴

""

درمیان اشجار ونخل باردار کے چھڑک دے گا برکت کامل وزیادت ظاہر دیکھے گا۔ أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَى قَرْيَةٍ الی قولہ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

ایضاً برائے امور مذکورہ

الٓمٓرٰ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ وَالَّذِي أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ الْحَقُّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ اللَّهُ الَّذِي رَفَعَ السَّمَاوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُسَمًّى يُدَبِّرُ الْأَمْرَ يُفَصِّلُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَاءِ رَبِّكُمْ تُوقِنُونَ وَهُوَ الَّذِي مَدَّ الْأَرْضَ وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنْهَارًا وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ جَعَلَ فِيهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ہ چار پرچہ کاغذ پر لکھکر ہر چہار گوشہ مکان یا باغ معطل خراب یا حانوت میں دفن کرے برکت وخیرات نمایاں انشاء اللہ تعالیٰ دیکھیگا۔ اسی طرح اگر اول سورہ کہف کو تا قولہ کذبا ظرف طاہر میں لکھکر ہر چہار دیوار ہائے خانہ پر اس طرح چھڑک دیگا۔ کہ زمین پر پانی نہ گرے تو عمارت منزل وکثرت خیر حسب دلخواہ دیکھیگا۔ شرجی نے اس قسم کی آیات واسطے ان امور کے او بہت لکھی ہیں۔ اسجگہ تراکیب مختصرہ کا فقط ذکر کیا گیا ہے۔

برائے خطبہ زن وطلب ولایت از سلطان یا امیر یا جلب رزق

جو شخص ان امور کا ارادہ کرے وہ اس آیت کو لکھ باندھ لے اسکی بات قبول ہوگی اور وظیفہ اسکا جاری رہے گا۔ قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ الآیۃ

برائے رکوب دریا

دریا جب جوش وخروش کرے تلاطم امواج ہو تو اس آیت کو لکھکر اس میں ڈال دے وہ بقدرت خدا ساکن ہو جائیگا۔ قُلْ مَنْ يُنَجِّيكُمْ الآیۃ اسی طرح اگر فَالِقُ الْإِصْبَاحِ کو تا آخر آیت باوضو ہوکر دن جمعہ کے ایک لکڑی پر لکھکر مقدم سفینہ پر لگا دیگا۔ تو وہ ناؤ ڈوبنے سے بچ جائیگی۔ اسی طرح وَقَالَ ارْكَبُوا فِيهَا بِسْمِ اللَّهِ مَجْرَاهَا وَمُرْسَاهَا إِنَّ رَبِّي لَغَفُورٌ رَحِيمٌ کی یہ خاصیت ہے کہ خشب ساج پر لکھکر اگر مقدم سفینہ پر لگائے گا۔ تو لجہ بحر میں حرز وحمایہ سایہ سارے آفات سے ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

برائے سکون موج دریا

جب دریا کو ہیجان ہو اور تلاطم امواج دیکھے تو سات پرچہ کاغذ پر اس آیت کو لکھکر ایک ایک پرچہ یکے بعد دیگرے طرف مشرق کے دریا میں پھینکدے۔ موج باذن خدا ساکن ہو جائے گی۔ أَلَمْ تَرَ أَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ

لہ در پارہ سوم سورہ بقرہ رکوع ۲۵ - ۱۲ ۔ لہ در پارہ ۱۳ - رکوع اول سورہ رعد ۱۲ ، لہ اول الحمد للہ الذی ۱۲

لہ در پارہ سوم سورہ آل عمران رکوع ۸ - ۱۲ ۔ لہ در پارہ ہفتم سورہ انعام رکوع ۸ - ۱۲

"برائے حفاظت کاروبار و عمل"
"تسخیر خلائق جمیعہ"
"دریا کی طغیانی کیلئے"
"کشتی نہیں ڈوبے گی"
"دریا کی طغیانی کو ختم کرنے کیلئے"

"دریا میں برکت وصحت کے حصول کا خاص عمل" ۸،

بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝ وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۝ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ اسی طرح کوئی شخص دریا میں قرأت پراس آیت کی مداومت کریگا۔ تو دریا سے سلامت رہے گا۔ اور تعلب آفات نیل و بہار سے سالم رہے گا۔ اور مال و ولد میں برکت وسعادت پائیگا۔ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ الی قولہ کَفَّارٌ

برائے دفع خیالات فاسد ان آیات کو شخص متخیل پر تلاوت کرے یا خرقہ صوف یارق لکھکر باندھ دے تخیلات فاسدہ اس سے دور ہو جائیں گے۔ وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا وقولہ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وقولہ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

برائے خفقان ودحیت قلب سورہ الم نشرح پاک برتن میں لکھکر آب زمزم یا آب باران سے محو کرکے اس پانی کو پی لے اللہ کے اذن سے یہ خلش دور ہو جائیگی۔

برائے استخراج مدفون ومعمے اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝ اس آیت کو ایک ظرف جدید طاہر میں لکھکر آب باران سے محو کرکے جسجگہ میں توہم دفین ہو۔ وہاں چھڑک دے۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ اسی جگہ واقع ہوگا اور ہاتھ آئیگا۔ اسی طرح اگر کوئی شئے دفن کرکے بھول گیا ہے یا ضائع ہو گئی۔ اور معلوم نہیں کدھر گئی تو جسجگہ پر گمان ہو وہاں نیان سدگا دے اور آیت یہ پڑھے۔ زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ کاغذ میں لکھکر پانی سے محو کرکے ہر چہار دیوار ہائے خانہ پر چھڑک کر گھر کو ایک رات دن بند کیے پھر صبح کو کھول کر اندر جائے انشاء اللہ تعالیٰ وہ چیز ملجائیگی۔ یا خواب میں اسکو دیکھ لے گا ؎

برائے استخراج سحر مدفون گھر میں اگر کسینے سحر دفن کیا ہو۔ اور اس کی جگہہ معلوم نہیں ہو تو سورہ تکویر پڑھے اللہ اسکو اس جگہ کا الہام کریگا۔ سحر کو گھر سے نکالے کوئی شئے اسکو ضرر نہ کرے گی ؎

برائے حفظ دفینہ اگر دفینہ کرے تو سورہ والعصر پڑھے وہ ہر آفت سے باذن خدا محفوظ رہیگا

؎ درپارہ ۱۳ سورہ ابراہیم رکوع ۵

"مدفون خزانہ کی حفاظت کیلئے"

"فالتو اور فاسد خیالات سے چھٹکارا"

"دل کی حالت معمول پر لانے کیلئے"

"معلوم مدفون مال جانے کیلئے"

"گمشدہ سامان مل جائیگا"

"مدفون جادو دریافت ہونے [illegible]"

تختی پر لکھکر عصارہ زیتون سے محو کرکے گھر میں چھڑک دیگا۔ تو کوئی موذی و شیطان و ہوام باقی نہ رہیگا۔ مگر گھر سے نکل جائیگا

برائی تفرقہ اہل معاصی وظلم دن شنبے کے اس آیت کو وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللَّهِ مَغْلُولَةٌ غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ وَلُعِنُوا بِمَا قَالُوا بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا وَأَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كُلَّمَا أَوْقَدُوا نَارًا لِلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللَّهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ۝ کو ایک ظرف پاک میں لکھکر آب برگ حرمل سے محو کرکے جس جگہہ اجتماع اہل عصیان وظلم کا ہوتا ہو وہاں چھڑک دے انشاء اللہ تو پھر کبھی وہاں جمع نہ ہونگے متفرق ہو جائیں گے۔

برائی دروغ ایک سیپی میں قبل طلوع آفتاب اس آیت لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوبُكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ کو لکھکر اور ایسے شہد سے جسکو آگ سے نہ چھوا ہو محو کرکے تین دن تک اس شخص کو چٹائے جو بہت جھوٹ بولتا ہے باذن خدا عزوجل یہ بلا اس سے زائل ہو جائے گی۔

برائی حفظ حاملہ وطفل بسیار گریہ اس آیت کو گلاب و زعفران و مشک سے ہرن کی جھلی پر لکھ کر کمر زن پر باندھ دے سارے آفات عین وبطن سے وہ حفظ میں رہے گی۔ اور اگر اس کو لکھکر گلے میں طفل کے ڈال دے گا تو ایک حرز عظیم فزع و بکا سے ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا الآیۃ [۳]

برائی ازالہ عقم اس آیت هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ کو مشک و زعفران و گلاب سے ایک ظرف بلوریا زجاج پر کاتب باوضو ہوکر لکھے پھر پانی میں گھولکر مرد عاقر یا زن عاقر کو تین دن تک پلائے اور عضد مرد وزن پر لکھکر ریشم کے تاگے سے باندھ دے۔ اور وقت دخول فراش کے علیحدہ کرکے صحبت کرکے پھر نہا کر باندھ کے وہ شب اول۔ دوم۔ سوم میں باذن اللہ تعالیٰ حاملہ ہو جائیگی۔ اور اسی طرح اگر یہ آیت يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا کو ایک قطعہ حلوا پر نصف شب کو شب جمعہ سے ایسی جگہہ لکھکر کہ کوئی نہ دیکھے کھلائیگا پھر بی بی سے جماع کرے گا تو تین بار کے اندر باذن خدا وہ حاملہ ہو جائیگی۔

---

[۳] پارہ سوم سورہ آل عمران رکوع ۴ - ۱۳۰

"ذہین و فطین اولاد کیلئے"

٨١

برائی حفظ و فصاحت طفل آب صاف پر ان آیات کو پڑھ کر اس میں کھانا پکا کر اطفال متلاشی کو کھلائے۔ تین دن تک ایسا ہی کرے حفظ و فصاحت عجیب ملاحظہ کریگا۔ و آیات یہ ہیں الٓر سورہ ابراہیم کی الٓر کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَوَیْلٌ لِّلْكٰفِرِیْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِیْدِ الَّذِیْنَ یَسْتَحِبُّوْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَیَبْغُوْنَهَا عِوَجًا اُولٰٓىٕكَ فِیْ ضَلٰلٍ بَعِیْدٍ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِیُبَیِّنَ لَهُمْ فَیُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ یَّشَآءُ وَیَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝

برائی قہر اعداء ایک پارہ کفن بیکر اور اس میں کچھ خاک مقابر ڈال کر اول یہ آیت اَوْ كَصَیِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ الآیۃ لکھے پھر نام دشمن کا لکھے یا اس کو نیچے زیر آتشکدہ یا تکمدہ گاذر کے رکھدے معمول لہ کا سر پھٹ جائیگا۔ اور اسکو کچھ نہ سوجھے گا۔ فَلْیَتَّقِ اللّٰهَ قَاعِدَۃ اسی طرح اگر ایک لوح آہن پر آیت اور نام معمول لہ اور اسکی ماں کا لکھ کر نیچے آگ کے رکھکر جس کے ہلاک کرنیکا ارادہ ہے اسکو پکارے گا۔ تو وہ مرض لا یطاق میں گرفتار ہو جائیگا۔ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ الآیۃ اسی طرح جس کا ہلاک کرنا منظور ہے اسکی تصویر بنائے مگر غیر کامل اور اس تصویر کے سینے پر یہ آیت لکھے وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ الآیۃ اور پشت پر نام اس شخص کا لکھے اور ہاتھ میں ایک خنجر لے کر اس کے نام کی جگہ پر ملے اور کہے فَاِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ اور اس عمل کو روز سہ شنبہ آخر ماہ میں کرے اور کہے یا ملائکۃ اللّٰہ تعالٰی لِیَفْعَلَ کَذَا بِفُلَانٍ یہ ضرب اس کے بدن پر جا لگے گی اور وہ ہلاک ہو جائیگا۔ شرحی کہتے ہیں۔ فَلْیَتَّقِ اللّٰهَ فَاعِلُ ذٰلِكَ كُلِّهٖ

برائی بطلان ظلم ظالم ایک پرچہ کاغذ پر اس آیت کو لکھکر اپنے پاس رکھے اور ظالم یا جبار پر داخل ہو اور پھر اس کو پڑھے انشاء اللہ تعالٰی ظلم باطل ہو جائیگا۔ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا الآیۃ اسی طرح اگر اس آیت کو زعفران و گلاب سے لکھکر اور آب باران سے محو کر کے جائے حاکم میں کوئی سا حاکم بھی کیوں نہ ہو۔ چھڑک دیا جائیگا۔ تو وہ حکم انصاف سے کریگا۔ اور حق بات کہے گا۔

برائی ہلاک ظلمہ سنیچر کے دن آخر ماہ میں اس آیت کو لکھکر ایک شیشی میں رکھو اور اس پر درخت کے پتوں کا عصارہ ڈالکر گھر میں معمول لہ کے دفن کرے۔ عنقریب دھاخونہو کر ذکر اسکا نا مدار اور نام اس کے منقضی ہو جائیں گے۔ اَلَمْ تَرَ كَیْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ الَّتِیْ لَمْ یُخْلَقْ مِثْلُهَا فِی الْبِلَادِ وَثَمُوْدَ الَّذِیْنَ جَابُوا الصَّخْرَ

"کسی ظالم کا نام و نشاں مٹانے کیلئے"

"کفن اور قبر کی مٹی سے دشمن کی ہلاکت کا عمل"

"دشمن کو لاعلاج مرض میں مبتلا کرنے کا عمل"

"تصویر بنا کر اس دشمن کا نام لکھ کر خنجر سے ماریں، وہ دشمن مر جائیگا!"

"ظالم کا ظلم ختم کرنے کیلئے"

"بادشاہ کے پانی کا عمل"

" مسلمی کی خرید و فروخت کو ختم کرنے کیلئے "

۸۲

بِالْوَادِ وَفِرْعَوْنَ ذِى الْاَوْتَادِ الَّذِيْنَ طَغَوْا فِى الْبِلَادِ فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ وقوله فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗ اَحَدٌ وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗ اَحَدٌ

برائے بطلان بیع وشرا اگر اس آیت کو وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ایک صحیفہ میں لکھ کر کسی دکان میں ڈالدیا جائیگا تو بیع وشرا اس کی باطل ہو کر اللہ کی قدرت سے حال اسکا ناقص ہو جائیگا۔ اسی طرح والعصر تا آخر سورہ ایک صحیفہ رصاص سیاہ پر ساعت زحل میں دن شنبے کے لکھ کر موضع مراد میں ڈالدینے سے تعطیل بیع وشرا ہو جاتی ہے

برائے رجم خانہ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِىْ تَضْلِيْلٍ وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ایک شقفہ قدیمہ میں لکھ کر کسی گھر وغیرہ میں دفن کر دینے سے اُس جگہ پر پتھر آنے لگتے ہیں۔ جب تک کہ وہ شقفہ اس جگہ میں باقی رہتا ہے **ف** اس کے بعد شرجی نے چند فوائد ۸۲ سے لیکر تا آخر یک صد فائدہ بیان ہیں اسماء حسنے اور ان کی تاثیرات کے بطریق تکسیر و اوفاق لکھی ہیں۔ پھر کچھ منافع حروف مقطعہ قرآن کریم کے اور کچھ منافع حروف مقطعہ قرآن عظیم کے بیان کئے ہیں۔ یہ منافع غالباً اسی جنس سے ہیں۔ جو جابجا اس رسالے میں لکھے گئے ہیں۔ اسلئے تلخیص ان کی اس جگہ مکرر اور غیر ضروری سمجھی گئی اگر کوئی شخص یہ ہیر پھیر کار اسی قدر اعمال و عزائم پر بعد حصول اجازت بصدق نیت و صلاح طینت عامل و قانع ہو تو بھی غنیمت ہے اور یہ مقدار واسطے صلاح ظاہر و باطن و حفظ صورت و معنے کے کافی و افی شافی ہو سکتا ہے ہم کو اجازت ان عزائم و معمولات کی بالخصوص اجازت مثل قرآن مجید کے نہیں ہے لیکن اجمالاً تالیف شرجی کی اجازت ہے ایک بڑا مانع عدم ظہور اثر میں یہ ہوتا ہے۔ کہ عامل مطابق شرع شریف کے نہیں ہوتا۔ دوسرے معمول لہ کا عقیدہ کامل پایا نہیں جاتا اثر تو اسوقت ظاہر ہوتا ہے کہ دونوں مسلمان حسن العقیدہ قوی الایمان ہوں۔ اور عامل صاحب اخلاص و تقویٰ ہو ایک بزرگ نے ایک آسیب زدہ پر ایک آیت قرآن کریم کی پڑھکر پھونک دی تھی۔ فی الفور آسیب دور ہو گیا۔ بعد چند روز کے پھر ایک شخص کو آسیب ہوا عامل مذکور وفات کر چکے تھے۔ ایک مرد نے وہ آیت انکی زبان سے سنکر یاد کر لی تھی۔ جاکر اس شخص پر دم کی کچھ فائدہ نہ ہوا۔ جب بار بار

" آیت تو وہی ہے مگر زبان دوسری ہے "

" حروف مقطعات کے فوائد و منافع "

" عامل صاحب اخلاص و تقویٰ ہو "

۸۳

اسکو پڑھا جبی سلطنے کہا تو جا کچھ نہ ہو گا۔ اس نے کہا آخر یہ آیت تو وہی ہے کہا ہاں الآیۃ ذالک التأمل عنہ المتأمل بلکہ طہارت و تفاوت کا ہے امتک۔ اثر ہوتا ہے کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے وقت میں جب کسی شخص پر مرد ہوتا یا عورت کوئی جن یا شیطان آتا۔ اور لوگ اُن کو لیجاتے تو یہ فقط اس سے جاکر یہ بات کہدیتے کہ تو اس کو چھوڑ چلا جا۔ ورنہ تجھ پر حکم شرع جاری کیا جائیگا وہ اسی دم بھاگ جاتا پھر یہ نوبت پہونچی۔ کہ جن شیخ کے سامنے نام انکا لیا جاتا وہ فی الفور افاقہ میں آجاتا اور اسکا جن و شیطان چلدیتا وَذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ اس رسالے کے سب اعمال و عزائم ماخوذ کتاب و سنت صحیحہ سے ہیں۔ اور اکثر مجرب ہیں۔ لیکن اگر کسی شخص پر ان کا اثر نہ ہو تو یہ قصور عازم یا معمول لہ کا ہے۔ نہ ان آیات و اذکار کا اسکو چاہیئے۔ کہ وہ اپنے ہی نفس کو ملامت کرے۔ اس لئے کہ اس کلام پاک نے محل قابل نہ پایا۔ موضع صالح ہاتھ اس کے نہ آیا۔ حدیث میں اسی جگہ سے فرمایا ہے رب تال القرآن و القرآن یلعنہ عیاذاً باللّٰہ

باب پنجم بیان میں اعمال قرآن جمل وغیرہ کے

فصل ہشتم کتاب مذکور کی بیان میں بعض فوائد والد ماجد مؤلف کے ہے یعنے حضرت شاہ ولی اللّٰہ محدث دہلوی رحمۃ اللّٰہ علیہ کے خاندانی اعمال مجربہ کا اس میں ذکر ہے

برائے غنائے قلبی و قالبی

ہر دن یا مغنی گیارہ سو بار اور سورۃ مزمل چالیس بار پڑھے۔ اگر نہ ہو سکے تو گیارہ بار یہ دونوں عمل واسطے غنائے دلی کے اور ظاہری کے مجرب ہیں لئے اور بعض مشایخ سے پڑھنا سورہ مزمل کا اکتالیس بار بھی آیا ہے۔ شاہ فخر الدین سے منقول ہے۔ کہ بعد نماز سنت فجر کے ایک بار اور بعد ہر نماز پنجگانہ کے دو دو بار پڑھے اس حساب سے رات دن میں گیارہ بار ہو جائیگی۔ مولوی قطب الدین دہلوی مرحوم کہتے ہیں۔ وَقَدْ جَرَّبْتُ هٰذَا الْعَمَلَ فَوَجَدْتُهٗ كَذٰلِكَ ۝

برائے درد دندان و درد سر و ریاح

ایک تختہ یا پیڑا پاک لے اور اس پر پاک ریت پھیلائے اور ایک کیل سے اس ابجد ہوز حطی لکھے اور کیل کو الف پر زور سے دابے اور سورہ فاتحہ ایک بار پڑھے اور درد مند اپنی انگلی کو درد کی جگہ پر زور سے رکھے پھر اس سے پوچھے کہ تجھ کو آرام ہوا اگر درد جاتا رہا بہتر ورنہ کیل کو دوسرے حرف بے کی طرف نقل کرے۔ اور دوبارہ سورہ فاتحہ

پڑہے اور پہلی بار کیلطرح پوچھے کہ درد گیا اگر گیا بہتر ورنہ کیل کو جیم کی طرف نقل کرے۔ اور تین بار الحمد پڑہے اسی طرح ہر حرف کیل سے دابتا جائے۔ اور سورہ فاتحہ کو ہر بار پڑھتا جائے تو آخر حرف تک نہ پہونچے گا۔ کہ شفا ہو جائیگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ لنفتہ۔ میں کہتا ہوں۔ اس عمل کو شیخ احمد دیربی شافعی علیہ الرحمتہ نے کتاب فتح الملک المجید المؤلف لنفع العبید میں بہی ذکر کیا ہے۔ لیکن حروف ابجد۔ ہوز۔ حطی کو مقطع لکھنا بتایا ہے۔ یعنی ا ب ج د الخ پھر کہا ہے۔ اِنَّ مَنْ قَرَءَهَا عَلَى الضِّرْسِ لِوَجْعٍ بَرِئَ مِنْ سَاعَتِهٖ فَمَا يَكُنْ اٰخِرُهَا اِلَّا وَقَدْ شُفِيَ بِاِذْنِ اللّٰهِ لٰكِنْ اَسْمٰحُسْنَ اَنْقِنْ مِنَ الْوَجِيْعِ وَالْمُعْنِ اِنْتَهٰى اور شرقی نے بہی اسکو ذکر کیا ہے اور مجرب کہا ہے مینے اسکو درد سر پا امتحان کیا فی الفور نفع ہوا وللہ الحمد والمنۃ

برائی رفع حاجت ورد غائب و شفائے مریض جب کوئی حاجت پیش آئے یا کوئی شخص غائب ہو اور اس کا سالم خانم پھر آنا چاہے یا شفائے بیمار چاہے تو سورہ فاتحہ اکتالیس بار درمیان سنت و فرض فجر کے پڑہے امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہا ہے کہ فاتحہ چالیس بار پانی کے پیالے پر پڑھ کر تپ والے کے منہ پر چھینٹیا مارنے سے صحت ہو جاتی ہے اسکو شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے۔

برائی گزیدن سگ دیوانہ جسکو باولا کتا کاٹے اور اس کے دیوانہ ہو جانے کا ڈر ہو تو اس آیت کو روٹی کے چالیس ٹکڑوں پر لکہے۔ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا وَّاَكِيْدُ كَيْدًا فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا اور اس سگ گزیدہ کو دے کہ ہر دن ایک ٹکڑا کہا یا کرے مولانا اسحاق نے کہا ہے کہ ایک ٹکڑا بانات کا گڑ میں لپیٹ کر کہالے اثر زہر سگ کا جاتا رہیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

برائی دفع فاقہ ہر رات سورہ واقعہ ایک بار پڑھ لیا کرے۔ یہ عمل موافق حدیث کے ہے اور اس رسالے میں گذر چکا ہے شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے شرح حزب البحر میں یہ بہی لکھا ہے کہ جو کوئی ہر دن سو بار لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑہیگا۔ اسکو فاقہ نہ پہونچیگا ؎

برائے ام الصبیان جس لڑکے کو یہ بیماری ہو۔ اس پر فاتحہ اکتالیس بار بوصل میم بسملہ ساتھ الحمد کے چالیس روز تک دم کرے۔ اگر نہ ہو سکے تو تین بار کا پڑھنا بہی کفایت کرتا ہے۔ اسکو مولوی قطب الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ذکر کیا ہے ؎

برائی بیدار شدن از شب سوتے وقت آخر سورہ کہف کو اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا

۸۵

فمن کان یرجوا ... قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا کو پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ فلاں وقت اسکو جگاوے تو اس وقت پر جاگ اٹھے گا یہ عمل موافق حدیث کے ہے جسکو دارمی نے روایت کیا ہے۔

برائے حفظ اطفال اس عوذہ کو لکھکر بچے کے گلے میں باندھ دے اللہ تعالیٰ اسکو محفوظ رکھیگا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّعَيْنٍ لَّامَّةٍ تَحَصَّنْتُ بِحِصْنِ أَلْفِ أَلْفِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

انتہی حدیث میں آیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم واسطے حسنین کے یہی عوذہ کرتے تھے اور فرماتے تھے۔ کہ تمہارے ابراہیم واسطے اسمٰعیل و اسحاق کے یہی تعویذ کرتے تھے۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ مولانا عبد العزیزؒ و محمد اسحاقؒ کا معمول فقط اسی دعا کا لکھنا تھا انتہی لکن ظاہر حدیث یہ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم أُعِيْذُكَ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ الخ کہہ کر دم کرتے تھے بعد ثبوت اصل کے لکھنے اور باندھ دینے میں کچھ حرج نہیں ہے واللہ اعلم۔

برائے امان از ہر آفت اس دعا کو صبح و شام پڑھے۔ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ أَشْهَدُ أَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَّأَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا وَّأَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا إِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ وَأَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ إِنَّ وَلِيِّيَ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتَابَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِيْنَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ انتہی۔ اس دعا کے الفاظ سنن ماثورہ صحیحہ سے ماخوذ ہیں۔ اور ہر ایک کلمے کے لئے انہیں سے علیحدہ فضیلت آئی ہے۔

برائے حفظ چیچک جب چیچک کی بیماری ظاہر ہو تو نیلا تاگا لے اور سورہ رحمٰن پڑھے۔ اور جتنی بار فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ پر پہونچے۔ ایک گرہ لگاوے۔ اور اس تاگے پر پھونکے۔ پھر اس تاگے کو لڑکے کے گلے میں باندھ دے اللہ تعالےٰ اسکو اس بیماری سے بچا لیگا۔

برائے حاجت روائی جب کوئی حاجت پیش آئے۔ تو يَا بَدِيْعَ الْعَجَائِبِ بِالْخَيْرِ يَا بَدِيْعُ ...

"بچوں کی حفاظت کیلئے تعویذ عمل"

"ہر آفت سے امان پانے"

"برائے چیچک ..."

"حاجت روائی کے لیے مجرب عمل"

سوبار بارہ دن تک پڑھے۔ اللہ تعالے اُس حاجت کو پورا کو کرےگا۔ شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ وَهٰذِهٖ عَنْ آثِمَّةٍ اَجَازَنِیْ سَیِّدِی الْوَالِدُ بِهَا فِیْ جُمْلَةِ مَا اَجَازَنِیْ بِهَا انتہی اسی طرح کی اجازت مجھ کو بھی ان عزائم کی ہمراہ اجازات دیگر مولوی یعقوب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہے وللہ الحمد

برائے حاجات مشکلہ چار رکعت نماز نفل پڑھے پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّیْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ سوبار پڑھے۔ اور دوسری رکعت میں بعد فاتحہ کے رَبِّ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ سوبار پڑھے تیسری رکعت میں بعد فاتحہ کے اُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ سو بار پڑھے چوتھی رکعت میں بعد فاتحہ کے حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ سو بار پڑھے پھر سلام پھیر کر سو بار رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ کہے مولانا نے کہا کہ امام جعفر صادق نے فرمایا ہے کہ یہ چار دن آیتیں اسم اعظم ہیں۔ جکے وسیلہ سے جو مانگے پائے۔ اور جو دعا کرے قبول ہو۔ اور مجھ کو اس شخص سے تعجب آتا ہے کہ ان کے ذریعے سے مانگے اور نہ ملے

برائے آسیب زدہ جس کو شیطان خبطی کرے یعنے اس پر آسیب کا خلل ہو تو اس کے بائیں کان میں یہ آیت سات بار پڑھے۔ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَیْمٰنَ وَاَلْقَیْنَا عَلٰی كُرْسِیِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ

ایضاً اس کے کان میں سات بار اذان کہے اور سورہ فاتحہ ومعوذتین وآیۃ الکرسی اور سورہ والسماء والطارق اور سورہ حشر کے آیات ہو اللہ الذی سے آخر تک اور ساری سورہ والصافات پڑھے آسیب جل جائے گا۔

ایضاً اس کے کان میں سورہ مومنین کی یہ آیتیں پڑھے اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ فَتَعٰلَی اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِیْمِ وَمَنْ یَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ... لَا یُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ۔

ایضاً پانی پر سورہ فاتحہ وآیۃ الکرسی اور پانچ آیتیں اول سورہ جن کی قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا یَّهْدِیْ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَا اَحَدًا وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰی جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا وَّاَنَّهٗ كَانَ یَقُوْلُ سَفِیْهُنَا عَلَی اللّٰهِ شَطَطًا وَّاَنَّا ظَنَنَّا اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اور اس پانی کا چھینٹا

۸۷

کے بندپیالے کر ہوش میں آجائے گا۔ اور جبکسی مکان میں جن معلوم ہو۔ تو اسی پانی سے اس مکان کے اطراف میں چھینٹے مارے تو پہر وہاں نہ آئیگا

برائے دفع جن انغانہ وسنگ باری اگر شیطان کسی گہر سے قریب ہو۔ اور پتھر پھینکے تو یہ آیت چار لوہے کے کیلوں پر پڑہے۔ اِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا وَأَكِيدُ كَيْدًا فَمَهِّلِ الْكَافِرِينَ أَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ہر کیل پر پچیس پچیس بار پہران کو گھر کے چاروں کونوں میں گاڑدے یا اسماء اصحاب کہف گہر کی دیواروں میں لکہدے انتہی لکن اس میں کلام ہے جو اوپر گذر چکا۔

برائے عقیمہ بانجہ عورت کے لئے ہرن کی جہلی پر زعفران وگلاب سے یہ آیت لکہے۔ وَلَوْ أَنَّ قُرْآنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ أَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْأَرْضُ أَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتَىٰ بَل لِّلَّهِ الْأَمْرُ جَمِيعًا پہر اسکو اسکی گردن میں باندہے اور یہ بہی عمل ہے کہ چالیس لونگوں پر سات سات بار اس آیت کو پڑہے۔ أَوْ كَظُلُمَاتٍ فِي بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَغْشَاهُ مَوْجٌ مِّن فَوْقِهِ مَوْجٌ مِّن فَوْقِهِ سَحَابٌ ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ إِذَا أَخْرَجَ يَدَهُ لَمْ يَكَدْ يَرَاهَا وَمَن لَّمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِن نُّورٍ اور ایک لونگ کو ہر دن کہائے۔ اور حیض کے غسل سے شروع کرے۔ اور ان دنوں میں اسکا شوہر اس سے ہمبستر ہوتا رہے۔ مولانا نے فرمایا ایک شرط اس لونگ کی یہ بہی ہے۔ کہ لونگ رات کو کہائے۔ اور اسپر پانی نہ پیئے۔

برائے اسقاط جنین جو عورت بچہ اسقاط کر دیتی ہے تو ایک تاگا کسم کا رنگا ہوا اس کے قد کے برابر لے اور اسپر نو گرہیں لگائے۔ اور ہر گرہ میں یہ آیت پڑہے وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوا وَّالَّذِينَ هُم مُّحْسِنُونَ۔ اور قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ پڑہے اور پہونکے

برائے دردزہ جس عورت کو دردزہ ہو۔ ایک پرچہ کاغذ پر یہ آیت لکہے وَأَلْقَتْ مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ اهیا اشراهیا اور اس پرچہ کو پاک کپڑے میں لپیٹے اور اس عورت کے بائیں ران میں باندہے تو وہ جلد جنے گی۔

برائے فرزند نرینہ جو عورت سوا لڑکی کے لڑکا نہ جنتی ہو تو حمل پر تین مہینے گذرنے سے پہلے ہرن کی جہلی پر زعفران وگلاب سے اس آیت کو لکہے اللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ أُنثَىٰ وَمَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ وَكُلُّ شَيْءٍ عِندَهُ بِمِقْدَارٍ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ پہر اس آیت کو لکہے يَا زَكَرِيَّا إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهُ يَحْيَىٰ لَمْ نَجْعَل لَّهُ مِن قَبْلُ سَمِيًّا پہر یہ لکہے بحق مریم وعیسی ابنہا صلی الجلیل العظیم بحق

"انبیاء کا توسل خلاف شریعت نہیں"

۸۸

محمد و آلہٖ پھر وہ تعویذ حاملہ باندھ لے یہ توسل بانبیا بکیفیت کذائی کچھ مخالف شرع شریف نہیں ہے۔

برائے بخشیدن فرزند نرینہ

شاہ ولی اللہ صاحب مرحوم فرماتے ہیں۔ مجھکو خبر دی اس شخص نے جس پر مجھکو اعتماد ہے کہ جس عورت کا لڑکا زندہ نہ رہتا ہو۔ تو ہرن کی کھال پر لکھے اور ان دونوں چیزوں پر دوشنبہ کے دن دوپہر کو چالیس بار سورہ والشمس پڑھے ہر بار درود پڑھکر شروع کرے۔ اور اسی پر ختم کرے۔ اسکو ہر روز عورت کہا یا کرے حمل کے دن سے لڑکے کے دودھ چھوڑانے تک۔

ایضاً برائے فرزند نرینہ

یہ بھی اس شخص معتمد نے مجھ کو خبر دی کہ جو عورت سوائے لڑکی کے لڑکا نہ جنتی ہو۔ تو اس کے پیٹ پر گول لکیر کھینچے انگلی کے پھیرنے کے ساتھ ستر بار یا تین کہے انشاء اللہ تعالیٰ لڑکا پیدا ہوگا۔

برائے زن ساحرہ یعنی ڈائن

جس کو نظر لگانے والی عورت کی نظر لگے ایک گول لکیر چھری سے کھینچے آیۃ الکرسی اور ان آیات کو پڑھے۔ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ پھر کہے اَعُوْذُ بِكَلِمٰتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَعَيْنٍ لَامَّةٍ يَا حَفِيْظُ يَا رَقِيْبُ يَا وَكِيْلُ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ پھر چھری کو کنڈل کے اندر گاڑے اور کہے رَكَزْتُهَا فِيْ قَلْبِ الْعَائِنَةِ پھر اسکو ڈہک دے رکابی کے نیچے یا ملباق کے نیچے

ایضاً برائے چشم زخم

جو نظر والے یا جادوگر کو کہے ملے فلاں اور اسکا نام لیکر پکارے نظر لگاتے وقت یا اس وقت جب خود اس کا ذکر کرے تو اسکا اثر باطل ہو جائیگا میں کہتا ہوں۔ اسکو شرجی نے بھی ذکر کیا ہے چنانچہ گذر چکا۔

ایضاً برائے چشم زخم

جب نظر لگانا اور نظر کا لگانے والا ثابت ہو جائے تو اس کے موہنہ اور دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں اور اسکی شرمگاہ کے غسل کے پانی کو ایک برتن میں لیکر اس پانی کو معیون پر چھڑکے تو اسی دم اچھا ہو جائیگا۔ اسکو بھی شرجی علیہ الرحمۃ نے ذکر کیا ہے۔ اور اوپر گذر چکا ہے۔ اسکو امام مالک نے موطا میں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کے مانند روایت کیا ہے مولانا فرماتے تھے۔ صحیح مسلم میں رفعًا آیا ہے کہ نظر کا لگنا ٹھیک ہے اگر کوئی چیز تقدیر غالب ہوتی تو

"جس عورت کے بچے فوت ہو جاتے ہوں"

"فرزند نرینہ"

"ڈائن، جادوگرنی کیلئے"

"بری نظر اور جادو والے کیلئے"

"نظر بد اتارنے کا نبوی عمل"

"نظر بد کیسے؟ کالا ٹیکا لگانا"

"کالا ٹیکا لگانا منقول و مجرب ہے"

"دھاگے والا عمل"

"دھاگہ کم یا زیادہ ہو جانا"

نظر غالب ہوتی اور جب کوئی تم سے دیکھے۔ تو دہو دو کہ شاید تمہاری ہی نظر لگی ہو۔ اسکا برا ماننا عبث ہے فائدہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک خوبصورت لڑکا دیکھا کہا اسکی ٹھوڑی میں کالا ٹیکا لگا دو۔ کہ اس کو نظر نہ لگے مولوی خرم علی صاحب مرحوم نے کہا ہے کہ یہ جو لڑکے کو کالا ٹیکا لگا دیتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ بے اصل بات نہیں۔ واللہ اعلم انتہے میں کہتا ہوں لگانا سیاہ ٹیکے کا لڑکوں کو اثر مذکور سے ترمذی میں ثابت ہے مولوی صاحب مرحوم کو میں نے بھی دیکھا تھا۔ میرے والد مرحوم کے معاصر و محب تھے۔ بڑے موحد فقیہ متقی تھے ان کی بہت کتابیں ہیں۔ نصیحۃ المسلمین ترجمہ قول الجمیل ترجمہ سر الشہادتین ترجمہ مشارق ترجمہ در المختار رسالہ جہادیہ وغیرہ غفر اللہ لنا ولہم۔

ایضاً برائے چشم زخم یہ وہی عمل تاگا ناپ کر دعا پڑھنے کا ہے۔ جو شرجی سے نقل ہو چکا ہے فقط اتنا تفاوت ہے۔ کہ اسمیں یہ الفاظ ہیں۔ بحق اشراھیا براھیا اذونیا اصبا ات ال شذ ای اور وہاں یوں ہیں۔ ادونیا ئی اصبا وت ال شیذ ای اور یہاں لفظ اَشْمَتْ وہاں اَشْمَتْ ہے اور البجا البجا والبحا والبحا زیادہ ہے باقی عبارت برابر ہے تیسیر عمل میں بھی الفاظ قول جمیل ہیں۔ کیفیت اسکی یہ ہے۔ کہ ایک تاگا پاک تین ہاتھ ناپ لے اور اس کے پاس رکھے جو نظر زدہ کو دکھاتا ہے۔ پھر یہ عزیمت پڑھے جبپر نظر لگی ہے۔ پھر اس تاگے کو دوسری بار ناپے اگر تین ہاتھ سے بڑھ جائے۔ یا کم ہو جائے تو معلوم کرے اسکو نظر لگی ہے۔ پھر اس عمل کو تین بار مکرر پڑھے۔ اثر نظر بد کا دور ہو جائیگا طریقہ عزیمت کا یہ ہے کہ بسم اللہ ولا قوۃ الا باللہ تین بار کہے پھر سورہ فاتحہ تین بار پڑھے۔ پھر کہے عَزَمْتُ عَلَيْكِ أَيَّتُهَا الْعَيْنُ الَّتِيْ فِيْ فُلَانِ ابْنِ فُلَانَۃ أَوْ فُلَانَۃ بِنْتِ فُلَانَۃ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَبِنُوْرِ عَظَمَةِ وَجْهِ اللّٰهِ بِمَا جَاءَ بِهِ الْقَلَمُ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ إِلٰى خَيْرِ خَلْقِ اللّٰهِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَزَمْتُ عَلَيْكِ أَيَّتُهَا الْعَيْنُ الَّتِيْ فِيْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَۃ بِحَقِّ اشراھیا براھیا اذونیا اصبا ات ال شذای عَزَمْتُ عَلَيْكِ أَيَّتُهَا الْعَيْنُ الَّتِيْ فِيْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَۃ بِحَقِّ شمت شمت شمتا یا قطاع البجا بالذی لَا تَقْوٰى عَلَيْهِ أَرْضٌ وَلَا سَمَاءٌ أُخْرُجِيْ يَا نَفْسَ السُّوْءِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَۃ كَمَا أُخْرِجَ يُوْسُفُ مِنَ الْمَضِيْقِ وَجُعِلَ لِمُوْسٰى فِي الْبَحْرِ طَرِيْقٌ وَإِلَّا فَأَنْتِ بَرِيْئَةٌ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاللّٰهُ تَعَالٰى بَرِيْءٌ مِنْكِ أُخْرُجِيْ يَا نَفْسَ السُّوْءِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَۃ يَا عَيْنُ آنْتِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ اللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ كُفُوًا أَحَدٌ أُخْرُجِيْ يَا نَفْسَ السُّوْءِ بِإِذْنِ

لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ فَاللّٰهُ خَیْرٌ حٰفِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ

اور بجائے فلان بن فلانہ کے نام اسکا اور اس کی مان کا لے۔

برائے مسحور و مریض مایوس العلاج

جس پر جادو کا اثر ہو یا جس بیمار کی بیماری نے اطبا کو عاجز کر دیا ہو اس کے لیے چینی کے سفید برتن مین یہ اسم لکھے۔

یَا حَیُّ حِیْنَ لَا حَیَّ فِیْ دَیْمُوْمَةِ مُلْکِهٖ وَبَقَائِهٖ یَا حَیُّ پہر اسکو پانی سے دہوکر چالیس دن پیئے۔ مینے حضرت والد صاحب کو دیکھا کہ وہ اس اسم پر سورہ فاتحہ بہی زیادہ کرتے تھے

برائے گمشدہ

جسکی کوئی چیز کہوئی جائے۔ وہ ایک سو انیس بار یا کم و بیش یَا حَفِیْظُ کہے پہر یہ آیت پڑہے یٰبُنَیَّ اِنَّهَآ اِنْ تَکُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَکُنْ فِیْ صَخْرَةٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِهَا اللّٰهُ اسکو بہی انیس[۱۹] بار پڑہے اللہ تعالی اس گمشدہ چیز کو اس کے پاس پہیر لائے گا تفسیر فتح العزیز مین لکہا ہے۔ و از خواص مجربہ این سورة آنست کہ برائے گمشدہ ہفت بار این سورہ را خواندہ گرد اگرد سر خود انگشت شہادت بگردانند و بعد از تمام ہفت بار اَصْبَحْتُ فِیْ اَمَانِ اللّٰهِ وَ اَمْسَیْتُ فِیْ جِوَارِ اللّٰهِ اَمْسَیْتُ فِیْ اَمَانِ اللّٰهِ اَصْبَحْتُ فِیْ جِوَارِ اللّٰهِ خواندہ دستک زنند آن گمشدہ یافتہ شود واللہ اعلم

برائے شناخت دزد

چور کے پہچاننے کے لئے دو شخص منہ سامنے بیٹہیں اور بدہنی کو اپنے درمیان مین تہامیں اور اس کو کلمے کی دونون انگلیوں سے اٹہائے رہین۔ اور جس پر چوری کی تہمت ہو اسکا نام بدہنی مین لکہین اور سورہ یٰس کو مکومین تک پڑہے سو اگر وہی شخص چور ہوگا تو بدہنی گہوم جائیگی۔ پہر اگر نہ گہومے تو اس کا نام مٹا کر دوسرے شخص کا نام لکہے اور وہین تک پڑہے۔ اسی طرح ہر شخص متہم کا نام لکہتا جائے یہانتک کہ گہوم جائے۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ جو شخص یہ عمل یا ایسا اور کوئی عمل کرکے چور پر مطلع ہو تو اس پر واجب ہے کہ اس کے چرانے پر یقین نہ کرے۔ اور اسکو بدنام نہ کرے بلکہ قرآن کی پیروی کرے کہ یہ عمل بہی اتباع قرآن کا ایک طریقہ ہے اللہ تعالے نے سورہ بنی اسرائیل مین فرمایا ہے۔ وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا

برائے بردہ گریختہ

اگر غلام بہاگ گیا ہو تو ایک کاغذ میں لکہکر اور اسکو کسی چیز میں لپیٹ

"تعویذ لکھ کر لٹکا دیں"

91

کراند ہیری کوٹھری میں دو پتھروں کے نیچے درمیان رکھ دے یعنے سورہ فاتحہ و آیۃ الکرسی پھر
اللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ بِاَنَّ لَکَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَنْ فِیْھِنَّ فَاجْعَلِ اللّٰھُمَّ السَّمَآءَ
وَالْاَرْضَ وَمَا فِیْھِمَا عَلٰی عَبْدِکَ فُلَانِ بْنِ فُلَانَۃَ اَضْیَقَ مِنْ خَلْقِہٖ حَتّٰی یَرْجِعَ اِلٰی
مَوْلَاہُ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ پھر یہ آیت لکھے۔ اَوْ کَظُلُمٰتٍ فِیْ بَحْرٍ لُّجِّیٍّ
یَّغْشٰہُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِہٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِہٖ سَحَابٌ ظُلُمٰتٌ بَعْضُھَا فَوْقَ بَعْضٍ اِذَآ اَخْرَجَ
یَدَہٗ لَمْ یَکَدْ یَرٰھَا وَمَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰہُ لَہٗ نُوْرًا فَمَا لَہٗ مِنْ نُّوْرٍ وَّمِنْ وَّرَآئِھِمْ بَرْزَخٌ
اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ وَھُوَ یُدْنَا شَدَّ وَلِیَ خَلْقَہٗ وَاللّٰہُ مِنْ وَّرَآئِھِمْ مُّحِیْطٌ بَلْ ھُوَ
قُرْاٰنٌ مَّجِیْدٌ فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ پھر یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ بِحَقِّ ھٰذِہِ الْاٰیَاتِ
اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی نَبِیِّکَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ وَاَنْ تَرُدَّ الْعَبْدَ
اِلٰی مَوْلَاہُ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ مولانا اسحاق رحمہ اللہ علیہ واسطے گمشدہ
چیز کے یا کسی کی لڑکی وغیرہ گم ہوگئی ہو یہ درود شریف لکھدیتے تھے کہ کسی اونچی جگہ پر
مثل درخت یا کھونٹی کے لٹکا دی جائے۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَللّٰھُمَّ
صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ اَلْفَ اَلْفَ مَرَّۃٍ وَّاَلْفَ اَلْفَ
ذَرَّۃٍ انتہی

برائی بر آمد کار سورہ فاتحہ کی بسم اللہ کے اخیری میم کو الحمد کے لام سے ملاکر یکشنبہ کے دن فجر کی
سنت و فرض کے درمیان میں شروع کرے۔ ستر بار اور دوسرے دن اسی
وقت ساٹھ بار اور تیسرے دن پچاس بار اسی طرح ہر روز دس دس بار کم کرتا جائے۔ یہانتک
کہ ہفتے کے دن دس بار پڑھے انتہی۔ میں کہتا ہوں کتب مشائخ میں میم اللہ کو لام الحمد سے
ملاکر اعمال میں پڑھنا مذکور ہے۔ شیخ محی الدین عربی صاحب فتوحات کیہ نے اس بارے میں ایک
حدیث اپنی سند متصل سے تا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تا رب العالمین مسلسل بجماعت نقل
کی ہے۔ اس حدیث کا اتا پتا کسی کتاب معتبرہ حدیث میں نہیں ملا۔ لیکن یہ طریقہ مجرب علماء
عاملین ہے واللہ اعلم

دیگر طریق استخارہ جب یہ چاہے کہ خواب میں وہ حال دیکھے جسمیں اسکی نکاسی ہو اس
تنگی سے جسمیں وہ مبتلا ہے تو وضو کرکے پاک کپڑے پہنکر رو بقبلہ
ہوکر داہنے کروٹ پر لیٹے اور سورہ والشمس کو سات بار اور سورہ واللیل کو سات بار اور
قل ہو اللہ کو سات بار پڑھے اور دوسری روایت میں قل ہو اللہ کے عوض سورہ والتین
کاسات بار پڑھنا آیا ہے پھر یوں کہے اَللّٰھُمَّ اَرِنِیْ فِیْ مَنَامِیْ کَذَا وَکَذَا وَاجْعَلْ لِّیْ

"بسم اللہ کی آخری میم اور فاتحہ کے لام کو ملا کر پڑھنے کا عمل مجرب اور منقول ہے"

"استخارہ کی دعا"

مِنْ اَمْرِیْ فَرَجًا وَّمَخْرَجًا وَاَرِنِیْ فِیْ مَنَامِیْ مَا اَسْتَدِلُّ بِهٖ عَلٰی اِجَابَۃِ دَعْوَتِیْ اگر اسی رات وہ چیز خواب میں دیکھے جو چاہتا ہے تو بہتر ہوا نہیں۔ تو اسی طرح دوسری رات کرے پھر تیسری رات اسیطرح سات رات تک انشاء اللہ تعالے ساتوین کے آگے نہ بڑھے گا۔ کہ حال کھلجائے گا۔ ہماری صحبت والوں نے تجربہ کیا ہے انتہی میں کہتا ہون یہ طریق استخارہ کا مجرب مشایخ ہے اور جو طریق اسکا حدیث صحیح مین آیا ہے۔ وہ اس رسالے مین مذکور ہوچکا وہ بہ نسبت اس طریق کے سہل و آسان ہے حاجتمند کو اختیار ہے۔ کہ وہ ہی کرے۔ اور یہی کرے یہانتک کہ تشفی خاطر حاصل ہو۔

استخارہ حرکات وسکنات از کتاب فتوحات

شیخ ولی کامل عبدالوہاب شعرانی رحمتہ اللہ علیہ نے کتاب لطاف المنن والاخلاق فی بیان وجوب التحدث بنعمۃ اللہ علی الاطلاق میں لکھا ہے۔ کہ ایک انعام اللہ کا مجھہ پر یہ ہے۔ کہ میں ہر روز اصطلاح قوم پر استخارہ کیا کرتا ہوں۔ اس قصد سے کہ اللہ تعالے میرے سارے حرکات وسکنات اس دن یا اس رات یا اس جمعہ یا اس مہینے یا اس سال کے صالح محمود کرے اسی طریقہ پر شیخ محی الدین بن عربی اور شیخ ابوالعباس مرسی اور ایک جماعت تھی اور صورت اس استخارہ کی جسطرح کہ شیخ محے الدین بن عربی نے اپنے وصایا آخر کتاب فتوحات مکیہ میں لکھی ہے۔ یہ ہے کہ جب آفتاب برابر ایک نیزے کے اونچا ہو۔ بعد نماز مغرب کے ہر روز یا ہر جمعہ یا ماہ یا سال کو دو رکعت نماز پڑھے۔ پہلی رکعت میں فاتحۃ الکتاب اور یہ آیت پڑھے۔ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ اور سورہ قل یا ایہا الکافرون اور دوسری رکعت میں فاتحۃ الکتاب اور یہ آیت وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا اور سورہ قل ہو اللہ احد پھر بعد سلام پھیرے تو جو دعائے استخارہ آئی ہے وہ مانگے اور جسجگہ بندے کے لئے یہ حکم ہے۔ کہ اپنی حاجت کا نام لے اس جگہ یوں کہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ جَمِيْعَ مَا اَتَحَرَّكُ اَوْ اَسْكُنُ فِيْهِ فِيْ حَقِّيْ وَحَقِّ اَهْلِيْ وَوَلَدِيْ وَاِخْوَانِيْ وَجَمِيْعِ مَنْ شَاءَ اللّٰهُ فِيْ سَاعَتِيْ هٰذِهٖ اِلٰى مِثْلِهَا مِنَ الْيَوْمِ الْاٰخَرِ اِلَى اللَّيْلَةِ الْاُخْرٰى خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ وَعَاجِلِهٖ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدُرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ جَمِيْعَ مَا اَتَحَرَّكُ فِيْهِ اَوْ اَسْكُنُ فِيْ حَقِّيْ وَحَقِّ

"مشائخ کا مجرب عمل استخارہ"

"ولی کامل کا مجرب اور کثیر الفائدہ عمل"

۹۳

فَيُبْرِیْ مِنْ اَصْلِیْ وَعَمَلِیْ وَسَائِرُ مَنْ شَاءَ اللّٰہُ مِنْ سَاعَتِیْ هٰذِهٖ اِلٰی مِثْلِهَا مِنَ الْیَوْمِ الْاٰخَرِ اَوِ اللَّیْلَةِ الْاُخْرٰی شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ وَعَاجِلِهٖ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ رَضِّنِیْ بِهٖ اسمٰعیل شہید طریق نے کہا ہے کہ جو شخص اس استخارہ کو ہر دن یا ہر رات کریگا تو وہ کوئی کبھی حرکت کسی حرکت و سکون میں نہ کریگا۔ یا کوئی اور اس کے حق میں کوئی حرکت نہ کریگا۔ مگر یہ کہ وہ حرکت اس کے لئے خیر ہوگی۔ بلا شک قالوا وقد جربنا ذالک ورأینا علیہ کل خیر لما فیہ من الادب مع اللّٰہ تعالیٰ والتفویض الیہ پھر جب اس دعا استخارہ سے فارغ ہو تو اس کام کو جسکے لیئے اس سے یہ استخارہ کیا ہے بانشراح صدر شروع کرے فعل ہو یا ترک اگر اس کام میں خیر ہوگی تو ضرور ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اسباب اس کام کے اس شخص پر آسان و سہل کردے گا۔ یہانتک کہ وہ کام انجام ہو جائیگا۔ اور اس کام کی عاقبت محمود ہوگی۔ اور اگر اس کام میں اسپر کوئی شر ہوگا۔ تو ضرور ہے کہ دل اسکا تنگ ہوگا۔ اور اسباب اس کام کے تحصیل کے اسپر مشکل و متعذر ہو جائینگے۔ اس وقت یہ جانے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکام کا نہ کرنا اس کے لئے اختیار کیا ہے۔ اب اس کے فقد سے ورنمند نہ ہو۔ بلکہ اپنے رب کی اس کے ترک کرنے پر حمد کرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی مصلحتوں کو بندے سے زیادہ جانتا ہے فَاعْمَلْ یَا اَخِیْ بِذٰلِکَ وَکُنْ فِیْ کُلِّ اُسْبُوْعٍ اَوْ شَهْرٍ اَوْ سَنَةٍ اَوْ اَکْثَرَ۔ وَتَقُوْلُ فِی الدُّعَاءِ اَللّٰهُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ جَمِیْعَ مَا اَتَقَلَّبُ فِیْهِ اَوْ اَسْکُنُ مِنْ یَوْمِیْ هٰذَا اِلٰی مِثْلِهٖ مِنَ الْاُسْبُوْعِ الْاٰخَرِ وَمِنَ الشَّهْرِ الْاٰخَرِ اَوْ مِنَ السَّنَةِ الْاُخْرٰی وَ هٰکَذَا وَاللّٰہُ تَعَالٰی یَتَوَلّٰی هُدَاکَ وَهُوَ یَتَوَلَّی الصَّالِحِیْنَ ؞

برائے تپ جسکو تپ آتی ہو۔ اسکا عمل یہ ہے۔ کہ ایک کاغذ میں یہ دعا لکھے اور اس کے بازو پر باندھ دے جلد اچھا ہو جائیگا۔ اس میں نام تپ کا ام ملدم آیا ہے یہ دعا ام ملدم اس کتاب میں گذر چکی ہے۔ اسمیں الفاظ قول جمیل و شرحی کے یکساں ہیں۔ بلا تفاوت

واللہ اعلم

برائے خنازیر یعنے کنٹھ مالا جس کی گردن میں کنٹھ مالا ہو۔ تو چمڑے کے تسمے پر جو مریض کے قد کے برابر ہو اکتالیس گرہ دے اور ہر گرہ پر دعا پھونکے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَةِ اللّٰهِ وَعَظَمَةِ اللّٰهِ وَبُرْهَانِ اللّٰهِ وَسُلْطَانِ اللّٰهِ وَکَنَفِ اللّٰهِ وَجِوَارِ اللّٰهِ وَاَمَانِ اللّٰهِ وَمَنْعِ اللّٰهِ وَکِبْرِیَاءِ اللّٰهِ وَنَظَرِ اللّٰهِ وَبَهَاءِ اللّٰهِ وَجَلَالِ اللّٰهِ وَکَمَالِ اللّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ

"تا تسلسل کے خاتمہ کیلئے"

۹۳

برائی سرخ بادہ جس کے بدن پر سرخ بادہ ہو وہ اس دعا کو سات بار پڑھے اور پڑھنے کے وقت چھری سے اشارہ کرتا جائے وہ دعا یہ ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ بِسْمِ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ الْحَكِیْمِ الْكَرِیْمِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ وَسُلْطَانِهٖ اَیَّتُهَا الْحُمْرَةُ جَآءَتْكَ جُنُوْدٌ مِّنَ السَّمَآءِ وَقَالَ سُلَیْمَانُ اَیَّتُهَا الرِّیْحُ اَجِیْبِیْ دَاعِیَ اللّٰهِ وَمَنْ لَّمْ یُجِبْ دَاعِیَ اللّٰهِ فَمَا لَهٗ مِنْ مَّلْجَاٍ وَّمَا لَهٗ مِنْ نَّكِیْرٍ بِسْمِ اللّٰهِ وَبِالثَّنَآءِ الطَّیِّبِ عَلَی اللّٰهِ یَكْفِیْكَ وَاللّٰهُ یَشْفِیْكَ مِنْ كُلِّ دَآءٍ یُّؤْذِیْكَ مِنْ كُلِّ اٰفَةٍ تُصِیْبُكَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا كَثِیْرًا كَثِیْرًا بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

برائے ضعف بصر جس کی آنکھ سے کم سوجھتا ہو وہ بعد ہر نماز کے یہ آیت پڑھا کرے فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْیَوْمَ حَدِیْدٌ

برائی صرع یعنی مرگی جسکو مرگی آتی ہو۔ وہ ایک تختی تانبے کی بکریک شنبہ کے دن پہلی ساعت میں اس تختی کے ایک طرف یہ کہدوائے۔ یَا قَہَّارُ اَنْتَ الَّذِیْ لَا یُطَاقُ انْتِقَامُهٗ یَا قَہَّارُ اور دوسری طرف یہ کہدوائے یَا مُذِلَّ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ بِقَہْرِ عَزِیْزِ سُلْطَانِهٖ یَا مُذِلُّ انتہی شاہ صاحب نے فرمایا ہے کہ مجھہ کو ان سب اعمال کی اجازت میرے والد یعنی شیخ عبدالرحیم نے دی ہے۔ واللہ الموفق والمعین میں کہتا ہوں۔ کہ ان اعمال میں سے اکثر میرے تجربے میں آچکے ہیں۔ سوائے چند عمل کے جو پیش نہیں آئے میری اعتقاد میں یہ سب اعمال تجربے میں یکساں نافع ہیں۔ اب میں بعض مشائخ معتمدین کے بعض اعمال متفرقہ جمع کرکے لکھتا ہوں۔ **ف** مرزا مظہر جانجانان قدس سرہ معاصر مولف کتاب قول جمیل تھے۔ مولوی نعیم اللہ مرحوم خلیفہ مرزا صاحب نے بعض اعمال ان کے کتاب معمولات مظہریہ میں لکھے ہیں۔ ان کو سمجھ نقل کیا جاتا ہے یہ اعمال بہی مجرب اور لائق اعتماد ہیں

طریق ختم خواجگان رضی اللہ عنہم یہ ختم جس نیت و قصد سے پڑھا جاتا ہے وہی مقصد حاصل ہوتا ہے۔ طریقہ اسکا یہ ہے۔ کہ پہلے ہا تھ اٹھا کر ایک بار سورہ فاتحہ پڑھے پہر سورہ فاتحہ کو معہ بسم اللہ سات بار پڑھے پہر درود سو بار پہر الم نشرح مع بسم اللہ ہفتاد و نہ بار پہر سورہ اخلاص با بسم اللہ ہزار و یکبار پہر سورہ فاتحہ با بسم اللہ سات بار پہر درود سو بار پہر فاتحہ پڑھ کر ثواب اس ختم کا رواج

"بزرگان ختم خواجگان کے وسیلہ سے دعا کریں"

"خانقاہ شریف مظہری کا دستور و معمول"

"بزرگان تصوف کا مجرب تریاق عمل"

"صاحب کتاب کے آباؤ مشائخ کا سلسلہ نقشبندیہ سے تعلق"

حضرات کو جن کی طرف یہ ختم منسوب ہے پیش کرے۔ ان بزرگون کی تعئین نام میں اختلاف ہے پہر اللہ تعالیٰ سے حصول مدعا بوسیلہ ان بزرگون کے چاہئیے۔ اور جب تک کام نہ ہو مداومت کرے۔ اللہ ہر مشکل کا آسان کرنے والا ہے۔ اس ختم کو خواہ ایک شخص تنہا پڑہے۔ یا زیادہ لوگ پڑہیں۔ بطور تقسیم لکن رعایت عدد وتر کی اولی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ وتر ہے وتر کو دوست رکہتا ہے۔ خانقاہ شریف مظہری کا دستور یہ تہا۔ کہ بعد فاتحہ آخر کے دعا آواز بلند سے پڑہتے تہے۔ اور کہتے تھے۔ کہ ہمنے ثواب ان کلمات کا جو اس حلقہ میں پڑہے گئے ہیں۔ ارواح طیبات حضرات علیہ نقشبندیہ رضی اللہ عنہم کو پیش کیا اور اللہ تعالےٰ سے ہم امداد و اعانت بواسطہ ان حضرات کے چاہتے ہیں۔ مجدد الف ثانی کے ختم میں یہی معمول دعا اسی طور پر تہا۔ میں کہتا ہون۔ کہ شیخ محمد بن علی نے خزینۃ الاسرار میں لکہا ہے۔ کہ امام جعفر صادق و ابویزید بسطامی و ابوالحسن خرقانی اور جو بعد ان کے ہوئے ان سے شاہ نقشبند سب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قضاء حاجات و حصول مرادات و دفع بلا و قہر اعدا و حسا و دفع درجات و وصال قربات و ظہور تجلیات میں استعمال اس فائدہ جلیلہ و اسرار غریبہ کا تریاق مجرب ہے۔ طریقہ اس ختم کا یہ ہے۔ کہ سو بار استغفار پڑہے۔ اور سات بار فاتحہ اور سو بار درود اور ننانوے بار الم نشرح اور ہزار اور ایک بار سورہ اخلاص پہر سات بار فاتحہ پہر وقت تمام ہونے اس ختم کے سو بار درود پہر حاجت کا سوال کرے۔ اور مقصود کا طالب ہو۔ باذن اللہ وہ حاجت پوری ہوگی۔ اور چار دن سے زیادہ تجاوز نہ کریگی۔ اور سات دن تک اس پر مداومت کرے۔ قَالَ مُجَرِّبُهَا كَثِيرٌ وَلٰكِنْ اَدْ مَتُوا لِمَنْ وَصَلَ اِلٰى مُرَادِهٖ اَنْ لَا يُفْشِيَ سِرَّهٗ لِاَحَدٍ مِّنَ السُّفَهَاءِ لِئَلَّا يَسْتَعْمِلُوْا فِيْمَا حَرَّمَ ثُمَّ كَانَ ذٰلِكَ التَّرْتِيْبُ عَادَةً لَهُمْ بَدْءًا وَمُوْنِمًا وَيَعْمَلُوْنَ بِهَا كُلَّ يَوْمٍ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ صَبَاحًا وَّمَسَاءً اَوْ دُبُرَ كُلِّ الْمَكْتُوْبَاتِ الْخَمْسِ فَفَازَ السَّادَاتُ سَادَاتُ الْعَادَاتِ وَمَنْ خَالَطَ السَّادَاتِ يَنَالُ السِّيَادَةَ وَهُوَ اَعْظَمُ الرُّكْنِ رَاَفْضَلُ الْوِرْدِ الْمَخْصُوْصِ فِي الطَّرِيْقَةِ النَّقْشَبَنْدِيَّةِ بَعْدَ اسْمِ الذَّاتِ وَنَفْيِ الْاِثْبَاتِ كَذَا ذَكَرَهٗ اَبُوالسَّعُوْدِ انتہی محرر سطور اگرچہ کسی شیخ کا مرید نہیں ہے لکن آباء و مشائخ میرے سب نقشبندیہ گذرے ہیں۔ اگرچہ ان کو اجازت جملہ سلاسل سلوک کی بہی حاصل تہی۔ اس لیئے میں نے اس ختم کا ذکر کرنا مناسب جانا برکات اس ختم کے لاتعقد عند حد ہیں خزینۃ الاسرار میں تفصیل اس اجمال کی لکہی ہے اور طریقہ مجددیہ کو بہی بابت اس ترتیب کے ذکر کیا ہے والد مرحوم میرے نقشبندی تہے۔ اور قاضی

"ختم خواجگان کا خاص طریقہ اور شیرینی تقسیم کرنے کا مجرب عمل" ۹۶

محمد علی شوکانی بھی نقشبندی تھے۔ اور اہل خاندان شاہ ولی اللہ محدث اور مرزا مظہر جانجاناں بھی اسی طریقہ علیہ پر تھے۔ اور حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے فرمایا ہے کہ در اعمال مشائخ ختم خواجگان نیز مجرب است و طریقہ او معروف و مشہور و ختم یَابَدِیْعَ الْعَجَائِبِ بِالْخَیْرِ یابدیع یک ہزار دو صد بار و در اول و آخر درود صد بار نیز خواہ تنہا خواہ بجماعت نیز مجرب است انتہی۔ ایک طریقہ ختم خواجگان کا یہ ہے کہ سوا درود کے ہر چیز کو مع تسمیہ پڑھے فاتحہ سات بار درود ایک سو بار الم نشرح اناسی بار اخلاص ایکہزار ایکبار پھر فاتحہ سات بار درود ایک سو بار اور کسی قدر شیرینی پر فاتحہ حضرات مشائخ پڑھ کر تقسیم کر دے واللہ اعلم

ختم حضرت مجدد و شیخ احمد سرہندی رحمہ

یہ ختم واسطے حصول جمیع مقاصد و حل مشکلات کے مجرب ہے۔ پہلے سو بار درود پڑھے۔ پھر پانسو بار لاحول ولا قوۃ الا باللہ یا اکم و بیش پھر سو بار درود اس ختم کو ہمیشہ پڑھتا ہے۔ یہاں تک کہ مطلب حاصل اور مشکل حل نہ ہو۔ مرزا صاحب قدس سرہ نے قاضی ثناء اللہ مرحوم کو لکھا تھا کہ ختم خواجگان و ختم مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہر دن بعد حلقہ صبح کے لازم کر لو۔

ختم قادریہ

اسکو مشائخ نے واسطے بر آمد ہر مہم کے مجرب سمجھا ہے عروج ماہ میں پنجشنبہ سے شروع کرکے تین دن تک پڑھے بسم اللہ معہ فاتحہ و کلمہ تمجید و درود و سورہ اخلاص ہر ایک کو ایک سو گیارہ بار پھر شیرینی پر فاتحہ پڑھ کر اور ثواب اسکا روح پر فتوح آنحضرت و مشائخ طریقت کو دیکر تقسیم کرے۔

دیگر ختم قادریہ

پہلے دو رکعت نماز پڑھے۔ ہر رکعت میں سورہ اخلاص گیارہ بار پھر بعد سلام کے یہ درود ایک سو گیارہ بار پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ پھر شیرینی پر فاتحہ شیخ جیلی رضی اللہ عنہ پڑھکر تقسیم کرے۔

ختم لایلاف

اسکا بنیت رفع شر گیارہ بار یا ایک سو ایک بار پڑھنا اور اول و آخر پانچ بار درود پڑھنا بعد نماز فجر کے مجرب ہے۔ والحمد

ختم برائے میت

جس کے پاس ختم قرآن یا تہلیل ہو اس سے کہے کہ دس بار قل ہو اللہ مع بسم اللہ پڑھے پھر دس بار درود پھر دس بار سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پھر دس بار اَللّٰھُمَّ اغْفِرْہُ وَارْحَمْہُ پھر ہاتھ اٹھا کر سورہ فاتحہ پڑھکر آواز بلند سے کہے۔ کہ ثواب ان کلمات طیبات کا جو اس حلقہ میں پڑھے گئے۔ اور ثواب ختم قرآن و ختم تہلیل کا فلاں کی روح کو بخش کیا لوٹ حلقے

"اہل خاندان شاہ ولی اللہ اور مظہر جان جاناں سلسلہ نقشبندیہ سے تعلق رکھتے تھے"

"حضرت مجدد الف ثانی کا مجرب عمل"

"ختم قادریہ کا مجرب عمل"

"ختم قادریہ بر قول معین دن میں پڑھیں"

"سورہ قریش کا ورد باعث عمل"

"میت کے ایصال ثواب کیلئے ختم القرآن کا عمل"

کے پڑھا تھا اللہ تعالے نے شفا بخشی۔

برائی حفظ زراعت

اس دعا کو کاغذ پر لکھکر ایک سفال آب نارسیدہ میں بند کر کے درمیان تختہ اس کشت کے دفن کرے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
يَا رَازِقَ الْعِبَادِ وَيَا خَالِقَ الْخَلَائِقِ يَا فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَيَا مُنْبِتَ الزَّرْعِ فِي الْاَرْضِ وَالنَّبَاتِ وَيَا مُجِيْبَ الدَّعَوَاتِ اِدْفَعْ مِنْ هٰذَا الزَّرْعِ شَرَّ الْهَوَامِّ وَالْوُحُوْشِ وَشَرَّ الْغَارَةِ وَالْحُنَاةِ الْمُفْسِدَةِ وَاَرْزُقْنَا رِزْقًا حَسَنًا وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

برائی دفع خواب پریشان

اسکو لکھکر گلے میں باندھے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَمَا يَحْضُرُوْنَ بِهٖ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ٥

برائی دفع آماس گلو

دن پیر یا جمعے کے لکھکر گلے میں باندھے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ هُوَ يَوْمَئِذٍ فِي الْلَّحْمِ

برائے دفع بواسیر

دن پیر یا جمعے کے اس کو لکھ کر کمر میں باندھے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
يَا رَحِيْمَ كُلِّ صَرِيْخٍ وَمَكْرُوْبٍ يَا رَحِيْمُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ٥

دعائے یونس علیہ السلام برائی حصول ہر مطلب

شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے چار باب میں لکھا ہے۔ کہ واسطے حصول مطلب کے خواہ جلالی ہو یا جمالی یہ دعا حکم کبریت احمر میں ہے اور اسکو اسم اعظم شمار کیا ہے۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ یہ دعا ذوالنون علیہ السلام کی ہے۔ انہوں نے اسکو شکم ماہی میں پڑھا تھا۔ جو مسلمان اس دعا کو کسی کام کے لئے پڑھتا ہے وہ دعا اس کی قبول ہو جاتی ہے۔ الحق این دعوتے است نہایت مجرب التاثیر و نہایت سریع الاثرت در ہر باب و در ہر امر کہ خواہد بدین آیہ کریمہ دعا کنند و مشائخ بر سرعت تاثیر و عدم تخلف آن اجماع و اتفاق دارند و طریق آن بانواع متعدد و ذکر کردہ اند آسان ترین انواع آن ست کہ تا دوازدہ روز بہ نیت حصول مقصود دوازدہ ہزار بار بخواند و اگر نہ تواند یک ہزار و دو صد بار بخواند اول و آخر چند بار درود لازم گیرد۔ یعنے ایک طریق تو یہ ہے۔ کہ بارہ دن تک ہر روز ایک ایک ہزار بار پڑھے۔ اگر نہ ہو سکے۔ تو ایک ہی دن بارہ سو بار پڑھے

کھیتی باڑی کی حفاظت کیلئے

پریشان کن خواب سے حفاظت کیلئے

بواسیر سے نجات

دعائے یونس علیہ السلام یعنی آیت کریمہ کے فضائل و خواص

ہر حاجت کیلئے کافی و شافی

"آیت کریمہ کا ثبوت قرآن، حدیث اور مشائخ سے موجود ہے"

اول وآخر درود پڑھے۔ دوسرا طریق یہ ہے۔ کہ سوا لاکھ بار پڑھے۔ بہر حال قوت وتاثیر میں
اس دعا کے کچھ شک شبہ نہیں ہے کہ کوئی عمل جسکا ثبوت قرآن سے اور حدیث سے اور اقوال
مشائخ سے ہو۔ سوا اس دعا کے نہیں ملتا۔ اسکی شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔
فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذَٰلِكَ نُنجِي الْمُؤْمِنِينَ انتہی جو شخص اس آیت
کو ہر دن تین ہزار ایک سو پچیس بار پڑھے گا۔ تو چالیس دن میں سوا لاکھ بار ہو جائے گا۔
شاہ عبد العزیز نے تفسیر سورہ حج میں لکھا ہے۔ کہ پڑھنا اس آیت کا مشائخ متبحرین کو
واسطے دفع ہر غم واندوہ کے تریاق مجرب ہے۔ اور اس کے دو طریق ہیں۔ ایک تو یہ کہ
سوا لاکھ بار بہیئت اجتماعی ایک مجلس میں پڑھے۔ دوسرے یہ کہ ایک شخص تن
تنہا اس آیت کو تین سو بار بعد نماز عشا کے تاریک مکان میں بیٹھکر ساتھ شرائط
طہارت واستقبال قبلہ کے پڑھے۔ اور پیالہ پانی کا بھر کر رکھ لیوے۔ اور لمحہ بلمحہ اس پانی
میں ہاتھ اپنا ڈال کر منہ اور بدن پر پھیرتا رہے۔ تین روز یا سات روز یا چالیس روز
تک اسی ترتیب سے پڑھے نتنے۔ میں کہتا ہوں حدیث سعد بن ابی وقاص میں فرمایا
دَعْوَةُ ذِي النُّونِ وَهُوَ فِي بَطْنِ الْحُوتِ لَا إِلَٰهَ إِلَخ لَمْ يَدْعُ بِهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ
فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا اسْتَجَابَ اللَّهُ لَهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْحَاكِمُ ابن السنی کا لفظ یہ ہے کہ
إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَا يَقُولُهَا مَكْرُوبٌ إِلَّا فَرَّجَ عَنْهُ كَلِمَةَ أَخِي يُونُسَ
فَنَادَىٰ فِي الظُّلُمَاتِ أَنْ لَا إِلَٰهَ إِلَخ امام احمد وترمذی ونسائی وحاکم وبیہقی کا لفظ
رفعاً سعد سے یہ ہے۔ فَإِنَّهُ لَمْ يَدْعُ بِهَا مُسْلِمٌ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا اسْتَجَابَ اللَّهُ لَهُ
خزینۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ بعض مشائخ نے مجھکو خواص آیہ وَذَا النُّونِ إِذْ ذَهَبَ مُغَاضِبًا
تا آخر آیت إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّالِمِينَ سکھائی اور کہا مَنِ اضْطُرَّ فِي شَيْءٍ وَعَجَزَ عَنْ تَحْصِيلِهِ
أَوْ دَفْعِهِ أَوْ عُزِلَ عَنْ مَنْصِبِهِ فَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَنَالَهُ فَلْيَقْرَأْ هَٰذِهِ الْآيَةَ الْمَذْكُورَةَ
بِتَمَامِهَا إِحْدَىٰ وَأَرْبَعِينَ مَرَّةً بِلَا زِيَادَةٍ وَلَا نُقْصَانٍ وَلَا يَشْتَغِلُ بِكَلَامِ
الدُّنْيَا فِي أَثْنَاءِ الْقِرَاءَةِ يَقْرَأُهَا بَعْدَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ وَمَنْ دَاوَمَ عَلَيْهَا أَرْبَعِينَ
يَوْمًا بِلَا سَكْتَةٍ مِنَ الْأَيَّامِ وَإِذَا تَمَّ الْأَرْبَعُونَ يَوْمًا فَلْيَنْظُرِ الْأَمْرَ كَيْفَ يَتِمُّ
هَكَذَا أَجَازَنِي وَقَالَ وَهِيَ مِنَ الْمُجَرَّبَاتِ وَبِهِ الْإِذْنُ عَنِ الْحَقِيرِ لِمَنْ يَطْلُبُهَا
بِالْخَطِّ وَالتَّقْلِيدِ فَلْيُدَاوِمْ عَلَيْهَا بِاعْتِقَادٍ تَامٍّ اور بعض اہل خواص نے کہا ہے کہ جو
اہل خواص نے کہا ہے کہ جو شخص اس دعا کو ہمیشہ ہر روز ہزار بار پڑھا کریگا۔ وہ جو مرتبہ
مانگے گا پائیگا رزق کی وسعت ہوگی ہم وغم دور ہوگا۔ کشف حجب فتح ابواب خیرات

"آیت کریمہ کی شان قرآن کریم میں"

"ہم غم و پریشانی سے نجات تریاق مجرب"

"آیت کریمہ کی فضیلت حدیث میں"

"خزینۃ الاسرار میں آیت کریمہ کا ورد"

"رزق کی وسعت، ہم وغم دور"

ہو کر شر شیاطین وظلم سلاطین سے محفوظ رہے گا۔ اور محب کے نزدیک محبوب اعد وشمن کے نزدیک مہیب اور ہمیشہ مبسوط رہے گا۔ وباللہ التوفیق چار باب میں باب سوم کو اس ترجمہ سے منعقد کیا ہے در فضائل بعض اعمال کہ ثبوت آن یقینی ست پھر اس کے ذیل میں فضیلت ایمان ونماز وروزہ وزکوۃ وحج وذکر خدا بزبان ودل مع تحلیہ ظاہر وباطن وتخلیہ قلب لکھکر کچھ حال فضیلت تسبیح وتحمید وتہلیل وتکبیر وحوقلہ کا لکھا ہے پھر ذکر اسمائے حسنیٰ کا اجمالا پھر نفع بعض اسمار خاصہ آلہی کا واسطے بسط رزق وغنا وغیرہا کے پھر کیفیت تلاوت قرآن کریم کی بتائی ہے پھر بعض سور کے فضائل لکھے ہیں۔ پھر فضیلت استغفار کی عموماً اور سید الاستغفار کی خصوصا ذکر کی ہے۔ پھر قاعدہ کلیہ واسطے طاعات و عبادات کے لکھا ہے یہ کتاب چار باب اپنے باب میں خطیب فی المحراب ہے لائق اس کے ہے۔ کہ اطفال خرد سال کو ابتدا حرف شناسی زبان فارسی میں پڑھائی جاوے اور منتہی لوگ اسکو اپنا دستور العمل مقرر کریں وباللہ التوفیق ۱۲

دعائے حزب البحر یہ دعا طرف شیخ ابو الحسن علی بن عبد اللہ متوفی ۶۵۶ ہجری کی منسوب ہے۔ یہ دعا انکو خواب میں الہام ہوئی تھی اس کا ذکر شعرانی نے منن کبرے میں بھی کیا ہے علماء ومشائخ طریق کا اس کے مجرب ہونے پر دفع آفات و قضائے حاجات میں اتفاق ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی رح نے اسکی شرح لکھی ہے اور فوائد ومنافع ذکر کئے ہیں۔ ستر فائدے سے زیادہ اس میں ثابت ہوئے۔ یہ دعا مشتمل ہے اسمار وصفات وافعال آلہی پر کوئی لفظ اس دعا میں نہیں ہے جسمیں کوئی رائحہ استعانت واستمداد بغیر اللہ کا ہو۔ جو طریق دعوت کا واسطے اس دعا کے بیان کیا ہے۔ وہ خالی شرائط دشوار سے نہیں ہے لکن کلمات طیبات اس کے جن کی بنیاد محض توحید خالص پر ہے۔ ایسے مبارک الفاظ ہیں۔ کہ اگر کوئی مخلص حاجتمند باوضو ہو کر صدق نیت وحسن طویت وحضور قلب وطہارت کے ساتھ بے دعوت بھی پڑھے گا۔ تو بھی اثر اسکا ضرور ظاہر ہو گا۔ یہ دعا مع ملخص شرح ہندوستان میں طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے حاجت نقل عبارت وبسط کلام کی اسپر نہیں یہ دعا جالب ہر نعمت ودافع ہر نقمت ہے جب یہ دعا بشرائط پڑہی جاتی ہے تو واسطے کشائش رزق وحب زوجین وزبان بندی اعدا وشفا مریض وتسخیر سلاطین وامرار ودعا فلت کشتی وادائی قرض وسلامتی ایمان ونفقہ غیب وحرز سارقان ودفع سموم وداوجاع ودافع فقر وافلاس فقر وافلاس وحفاظت باغ وخانہ ودفع سحر وہزیمت اعدا وہیبت در دل رعایا وخلاص از فسق ولہو ودفع

" ہر حاجت اور مشکلات کیلئے "

استغفار اور سید الاستغفار

" خانقاہ مظہریہ وخانقاہ شمسیہ کے معمولات "
۱۰۱

خطرات ووساوس واشراف برخاطر وازلۂ آفت ونصرت براعداء ودفع چشم زخم الی غیر ذلک کے حکم اکسیر اعظم وتریاق مجرب کا رکھتی ہے وباللہ التوفیق معمولات مظہریہ میں کہا ہے۔ کہ مداومت دعائے حزب البحر کہ از برائے قاری ہم بجائے شمشیر ست وہم سپر نیز از معمولات خانقاہ شمسیہ است انتہی

ف اس جگہ یہ بات ہر دم لائق یاد رکھنے کے ہے۔ کہ جو دعوات مشائخ واہل علم سے منقول ہیں۔ اور ان کے فوائد مجرب نہایت مبالغہ کے ساتھ بیان کیئے گئے انہیں پر اقتصار کرنا اور قرآن شریف کی تلاوت اور اس کے آیات سے انتفاع ترک کر دینا اور دعوات ماثورہ وصلوات ثابتہ سے قطع نظر کر کے ترتیبات مشائخ وصیغہائے ساختہ وپرداختہ در وو پر قانع ومقتصر ہو بیٹھنا کوئی عمدہ کام لائق نفع تام ومدح عام نہیں ہے ابلیس پر تلبیس کا ایک فریب یہ بھی ہے۔ کہ اس نے اس حیلہ وفن سے امت اسلام کو اللہ ورسول کے کلام سے روک کر کلام امت پر مشغوف کر دیا اور برکات وحی ونبوت سے محروم رکھکر ایک جہان کو پیر پرست گور پرست بنا دیا اگر یہ لوگ ہمراہ مداومت تلاوت قرآن اور مواظبت اذکار وادعیہ سنت صحیحہ کے گاہ گاہ ان ترتیبات مشائخ کو بھی جن میں کوئی رائحہ شرک جلی یا خفی کا نہیں ہے استعمال میں لاتے۔ تو اس سے بمراتب بہتر تھا۔ کہ بالکل ترتیبات پر جھک پڑے ہیں۔ اور کتاب وسنت سے علیحدہ جا گرے ملا علی قاری حنفی نے دیباچہ حزب الاعظم میں اربعین اسمی ودعائے قدح وغیرہ سے منع کیا ہے۔ اور محمد بن علی افندی نے کتاب خزینۃ الاسرار اسی غرض سے لکھی ہے کہ لوگ متوجہ طرف تلاوت قرآن واوراد حدیث کے ہوں اور ترتیبات مشائخ میں نہ پھنسیں۔ بلکہ ہر مدعائے دینی ودنیاوی اور قضاء حوائج صوری ومعنوی کے لئے قرآن وحدیث ہی کا استعمال کریں۔ وباللہ التوفیق

ختم صحیح بخاری برائے رفع جملہ نوازل

اس کتاب مبارک کا ختم کرنا واسطے شفا بیمار وحفظ آفات وحوادث زمان کے بطور رقیہ جائز ہے۔

اس میں کسی شخص کا خلاف منجملہ اہل علم کے معلوم نہیں ہے بلکہ منفعت اسکی قرائت وختم کے واسطے رفع آفات وحصول سلامت کے مجرب ہے واہذا جب سے یہ کتاب تالیف ہوئی ہے ہر قرآن میں اہل علم نے ساتھ اس کے توسل کیا ہے۔ اور کسطرح نہ کرتے کہ بعد کتاب اللہ کے یہ کتب اصح کتب اسلام ہے روئے زمین پر اسکا قاری ومتوسل ومعتقد وعامل ہر خیر وبرکت کے لائق ہے اور جو شخص اس نعمت سے محروم نصیب ہے وہ خیر کثیر سے محروم ہے شیخ عبداللہ بن ابی جمرہ نے کہا ہے ایک جماعت اہل عرفان جن سے میں نے ملاقات کی ان سب نے مجھ سے یہ بات کہی کہ اِنَّ صَحِیْحَ

" صحیح بخاری کا قاری، متوسل، معتقد اور عامل برکت وسلامتی کا مستحق ہے "

" قرآن وحدیث ہی اصل اور برہان وحق کا حامل ہے "

" ختم صحیح بخاری "

" رفع آفات وحصول سلامتی "

الْبُخَارِيِّ مَا قُرِئَ فِيْ شِدَّةٍ اِلَّا فُرِّجَتْ وَلَا رُكِبَ بِهٖ فِيْ مَرْكَبٍ اِلَّا نَجَا قَالَ وَكَانَ مُجَابَ الدَّعْوَةِ قَدْ دَعَا لِقَارِئِهٖ اور حافظ ابن کثیر نے کہا ہے كِتَابُ الْبُخَارِيِّ الصَّحِيْحِ يُسْتَسْقٰى بِقِرَاءَتِهِ الْغَمَامُ وَاَجْمَعَ عَلٰى قَبُوْلِهٖ وَصِحَّةِ مَا فِيْهِ اَهْلُ الْاِسْلَامِ ذَكَرَهُ الْقَسْطَلَانِيُّ فِيْ شَرْحِ الْبُخَارِيِّ اور شیخ عبدالحق دہلوی نے اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ بسیاری از مشائخ و علماء و ثقات صحیح بخاری را از برائے حصول مرادات و کفایت مہمات و قضائے حاجات و دفع بلیات و کشف کربات و صحت امراض و شفاء مرضی و نزد مضائق و شدائد خوانده اند و مراد ایشاں حاصل شده و بمقصود خود رسیده اند۔ وَوَجَدُوْهُ كَالتِّرْيَاقِ مُجَرَّبًا وَقَدْ بَلَغَ هٰذَا الْمَعْنٰى عِنْدَ عُلَمَاءِ الْحَدِيْثِ مَرْتَبَةَ الشُّهْرَةِ وَالْاِسْتِفَاضَةِ۔ اِنْتَهٰى بِمَعْنَاهُ اور سید جمال الدین محدث نے اپنے استاد سید اصیل الدین رحمہ اللہ سے حکایت کی ہے کہ انہوں نے کہا ہے۔ قَرَأْتُ صَحِيْحَ الْبُخَارِيِّ نَحْوَ عِشْرِيْنَ وَمِائَةَ مَرَّةٍ فِي الْوَقَائِعِ وَالْمُهِمَّاتِ لِنَفْسِيْ وَلِلنَّاسِ الْاٰخَرِيْنَ بِاَيِّ نِيَّةٍ قَرَأْتُهُ حَصَلَ الْمَقْصُوْدُ وَكَفَى الْمَطْلُوْبُ اِنْتَهٰى بالجملہ نفع اس کتاب کی قراءت کا تجربہ علماء محدثین و اہل معرفت و فقہ میں درجہ شہرت و تواتر کو پہونچ چکا ہے۔ اس حد تک کہ جسکا انکار نہیں ہو سکتا یہ وہ کتاب مبارک ہے۔ جسکو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے منام ابو زید مروزی میں درمیان رکن و مقام کے اپنی کتاب فرمائی حَكَاهُ الْقَسْطَلَانِيُّ بِسَنَدِهٖ مُتَّصِلٍ بِهٖ انتہی مُلَخَّصًا مِّنْ كِتَابِ هِدَايَةِ السَّائِلِ اِلٰى اَدِلَّةِ الْمَسَائِلِ آخر ۱۳۰۰ھ ہجری میں بمقام بصرہ ایک شخص نے علت کاذب ساتھ صحیح بخاری کے حملہ قضا میں کیا تھا۔ اُسی دن وہ مرگیا یہ خبر صاحب جوائب نے بقید ماہ و سال درج جوائب کی تھی۔ جسطرح قرآن شریف کے تیس پارے ہیں۔ اسی طرح اہل علم نے صحیح بخاری کو بھی تیس پارہ پر تقسیم کیا ہے تو جس قاعدے سے ختم قرآن شریف کا سات دن میں کیا جاتا ہے یا تیس دن میں اسیطرح بمقتضائے حال و وقت اس کتاب کا ختم بھی کرنا چاہیئے۔ میں نے کسی کتاب میں صراحت ترکیب ختم کی نہیں پائی فقط یہ پایا کہ اسکا ختم کذا و کذا نفع دیتا ہے۔ بہرحال باوضو ہو کر منہ طرف قبلے کے کرکے ساتھ خضوع و خشوع و حضور دل کے خود پڑھے یا کسی اور کو حکم کردے خواہ ایک شخص ختم کرے یا ایک جماعت پڑھے نفع اسکا متیقن ہے وللہ الحمد

برائے درد سر شعرانی نے طبقات کبرے میں بذیل ترجمہ احمد بن ابی الحواری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل کیا ہے۔ وَكَانَ يَقُوْلُ عَلَّمَنِي الْخِضْرُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَرَّةً رُقْيَةً لِلْوَجَعِ فَقَالَ اِذَا اَصَابَكَ وَجَعٌ فَضَعْ يَدَكَ عَلَى الْمَوْضِعِ وَقُلْ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ فَلَمَّا زِلْتُ اَقُوْلُهَا عَلَى الْوَجَعِ فَيَذْهَبُ لِسَاعَتِهٖ اِنْتَهٰى

برائے رد گمشدہ شعرانی نے طبقات میں بذیل ترجمہ محمد بن ابراہیم زجاجی رح کے لکھا ہے وَكَانَ

يَقُوْلُ مَسَاحِرْ كَبْنَاهُ لِرَدِّ الضَّالَّةِ اَللّٰهُمَّ يَا جَامِعَ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ اِجْمَعْ بَيْنِيْ وَ بَيْنَ مَالِيْ وَيَقْرَءُ قَبْلَهُ سُوْرَةَ وَالضُّحٰى ثَلٰثًا قَالَ وَقَدْ وَقَعَ مِنِّيْ فَصٌّ فِيْ دِجْلَةَ فَدَعَوْتُ بِهِ فَوَجَدْتُ الْفَصَّ فِيْ وَسَطِ اَوْرَاقٍ كُنْتُ اَتَصَفَّحُهَا انتہی یہ دونوں اعمال درود سرور و رد ضالہ میری کتاب خیر الخیرہ میں بھی مذکور ہیں۔

برائی دیدن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درخواب

جو شخص سورہ کوثر کو شب جمعہ میں ہزار بار پڑھ کر ہزار بار درود بھیجے گا۔ وہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھے گا۔ خزینۃ الاسرار میں کہا ہے۔ وَاَنَا جَرَّبْتُهَا بِهٰذِهِ الصِّيْغَةِ وَهِيَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ فَلْيَتُبْ مِنَ الْاِخْوَانِ جَرَّبُوْا سُوْرَةَ الْكَوْثَرِ بِهٰذِهِ الصَّلٰوةِ فَرَاٰهُ فِي الْمَنَامِ اور بعض مشائخ نے کہا ہے جو شخص نصف شب جمعہ کو سورہ قریش ہزار بار پڑھ کر باوضو سو ویگا۔ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھے گا اور اسکا ہر مقصود حاصل ہوگا۔ اس کو مجرب عظیم کہا ہے صاحب خزینۃ الاسرار نے اپنا دیکھنا حضرت کو ۱۲۶۱ھ میں نقل کیا ہے اور کہا ہے۔ بعض لوگ جو حضرت کو ساتھ نقصان شمائل شریفہ کے دیکھتے ہیں۔ یہ امر راجع ہے طرف حال رائی کے کہ وہ استقامت میں متغیر الحال ہوتا ہے کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مثل آئینہ کے ہیں۔

صلوۃ تنجینا

شیخ اکبر نے اس صیغہ درود کو ایک کنز کنوز عرش سے بتایا ہے۔ اور کہا ہے کہ جو شخص اسکو جوف لیل میں ہزار بار پڑھیگا۔ اسکی حاجت دنیاوی و دینی بہت بلد درجہ اجابت کو پہونچے گی۔ جیسے برق خاطف یہ درود تریاق جسیم واکسیر عظیم ہے امام ابو عبد محمد بن سلیمان جزولی صاحب دلائل الخیرات نے اس کے اسرار و منافع بہت بیان کئے ہیں۔ مولوی قطب الدین دہلوی کو اجازت اس صیغہ کی یون تھی کہ ہر روز ستر بار واسطے قضائے حوائج کے پڑھے۔ انہوں نے اجازت اسکی عام دی ہے صیغہ اس صلوۃ کا یہ ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تُنْجِيْنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ الْاَهْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِيْ لَنَا بِهَا جَمِيْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ السَّيِّئَاتِ وَتَرْفَعُنَا بِهَا اَعْلَى الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِهَا اَقْصَى الْغَايَاتِ مِنْ جَمِيْعِ الْخَيْرَاتِ فِي الْحَيٰوةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ انتہی بعض مشائخ نے کہا ہے جو کوئی اس درود شریف کو شب جمعہ میں ہزار بار پڑھیگا۔ وہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھے گا۔ اور اس کے سارے حوائج پورے ہوں گے۔ بعض کا لفظ یہ ہے۔ مَنْ قَرَءَ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ اَلْفَ مَرَّةٍ فَرَّجَ اللّٰهُ هَمَّهُ وَبَلِيَّتَهُ بِبَرَكَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لفظ تنجینا بتخفیف و تشدید دونوں طرح مروی ہے قرآن پاک میں بھی یہ مادہ بذکر دعا یونس علیہ السلام دونوں با

" درود تفریجیہ قرطبیہ المعروف درودِ ناریہ کے فضائل وخواص "

الدّاء والدّواء

ثیابٍ وَنَجَّیْنَاہُ مِنَ الْغَمِّ وَکَذٰلِکَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ

صلوٰۃ تفریجیہ قرطبیہ

اسکو مغاربہ صلوٰۃ ناریہ کہتے ہیں۔ اسلئے کہ جب یہ درود ایک مجلس میں واسطے تحصیل مطلوب یا دفع مرہوب کے بعدد ۴۴۴۴ پڑھی جاتی ہے تو وہ مقصد سرعت میں مثل نار کے حاصل ہوتا ہے ولہذا اس کو اہل اسرار مِفْتَاحُ الْکَنْزِ الْمُحِیْطِ لِنَیْلِ مُرَادِ الْعَبِیْدِ کہتے ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے خواص اس عدد کے ذکر کئے ہیں اور کہا ہے اَلْکِبْرِیْتُ فِیْ سَبَبِ التَّاثِیْرِ مراد اس عدد سے چار ہزار چار سو چوالیس بار پڑھنا ہے صیغہ اس درود کا یہ ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ صَلٰوۃً کَامِلَۃً وَّسَلِّمْ سَلَامًا تَامًّا عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الَّذِیْ تَنْحَلُّ بِہِ الْعُقَدُ وَتَنْفَرِجُ بِہِ الْکُرَبُ وَتُقْضٰی بِہِ الْحَوَائِجُ وَتُنَالُ بِہِ الرَّغَائِبُ وَحُسْنُ الْخَوَاتِیْمِ وَیُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْھِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ فِیْ کُلِّ لَمْحَۃٍ وَّنَفَسٍ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ قرطبی نے کہا ہے جو شخص اس درود کو ہر روز اکتالیس بار یا سو بار یا زیادہ بار پڑھا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے ہر ہم وغم کی تفریح اور ہر کرب وضر کا کشف کرے گا۔ اور اسکا کام آسان اور اس کا حال اچھا اور اس کا رزق وسیع ہو جائیگا۔ ابواب حسنات وخیرات کے اس پر مفتوح ہو جائیں گے حوادث و ہر وشر نکبات جوع وفقر سے امن رہیگا۔ اسکی محبت لوگوں کے دل میں ہوگی۔ وہ جو چیز اللہ سے مانگے گا وہ ملے گی انتہے شیخ محمد تونسی کہتے ہیں جو شخص اس درود کو ہر روز گیارہ بار پڑھیگا۔ گویا آسمان سے رزق اترتا ہے۔ زمین سے رزق اگتا ہے امام دینوری نے کہا ہر روز گیارہ بار پڑھنے سے مراتب علیہ ودولت غنیہ حاصل ہوگی۔ اور اگر تین سو تیرہ بار واسطے کشف اسرار کے پڑھے گا۔ تو مراد سے زیادہ دیکھے گا۔ اور اگر ہر روز سو بار پڑھا کرے گا تو غرض کو فوق المراد پائیگا۔ **ف** صیغہ درود ہائے ماثورہ کے قریب تین کے ہیں۔ جنکو مع سند کے کتاب نزل الابرار میں لکھا گیا ہے اہل تفسیر وحدیث نے کہا ہے کہ صلوٰۃ وسلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر افضل عبادات واحسن حالات واعظم قربات واشرف مقامات ہیں ادب درود شریف کا یہ ہے۔ کہ اس میں نام پاک اللہ اور اسم مبارک محمدؐ اور لفظ آل واصحاب ہو۔ ایک درود شریف وسلام کا مکرر پڑھنا ذکر صلوات متعددہ سے افضل ہے بعض خواص نے کہا ہے۔ خُذْ حَرْفًا فَاَقَلَّ الْعَنَا اور اثنار صلواۃ میں لفظ صلوٰۃ وسلام معًا ذکر کرے۔ اور واسطے تکثیر ثواب کے اسم عدد بھی ذکر کرے۔ جیسا کہ حدیث میں درباره تسبیح وغیرہ آیا ہے سبحان اللہ عدد خلقہ وملاء [illegible] سو آداب صلوٰۃ ناریہ میں بحمدہ تعالےٰ موجود ہیں۔ غرضیکہ بعد تلاوت قرآن وذکر خدا کے کوئی وظیفہ ودعا بہتر درود شریف سے نہیں ہے اس مسئلے کا بیان جیسا کتاب نزل الابرار میں ہے ویسا کسی دوسری کتاب میں نہیں ہے۔

برائے کشف وقائع [illegible]

قول جمیل میں لکھا ہے۔ بعض مشائخ نے کہا جسکا ہمنے تجربہ کیا ہے

" کشف اور دیگر روحانی طاقتوں کا حصول "

وقائع آئندہ کے کشف ہونے پر ٹھیک ٹھیک وہ یہ ہے کہ طالب خلوت میں اعتکاف کرے اور نہاکر اپنا اچھا لباس پہنے اور خوشبو ملکر مصلے پر بیٹھے اور ایک کہلا مصحف اپنی داہنی طرف اور ایسا ہی ایک بائیں طرف اور اسی طرح ایک اپنے سامنے اور ایک اپنے پیچھے رکھے پھر اللہ تعالیٰ سے بکوشش تمام یہ دعا کرے کہ فلاں واقعہ کو اس پر ظاہر فرمائے پھر اسم ذات کا ذکر شروع کرے سب آنکھ بند کئے تو ایک بار داہنی مصحف پر ضرب لگائے اور ایک بار بائیں پر اور ایک بار پیچھے اور بار سامنے یہاں تک کہ اپنے دل میں کشایش و نور کو پائے۔ سات دن یا مانند اس کے اس پر مداومت کرے خلوت کے ساتھ تو البتہ اس پر کشف حال ہوگا۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ بعد اس کے فرماتے ہیں قُلْتُ هٰذَا مَا قِيلَ وَفِي قَلْبِي مِنْهُ شَيْءٌ لِمَا فِيهِ مِنْ اِسَاءَةِ الْاَدَبِ بِالْمُصْحَفِ انتہی مولوی قطب الدین دہلوی مرحوم نے کہا ہے کہ حضرت مولف نے سچ فرمایا اس کی کیا حاجت ہے اصل مقصود تو استخارہ مسنونہ سے بھی حاصل ہوتا ہے انتہی میں کہتا ہوں یہ امر داخل رسوم مشائخ ہے اس کے لئے جہد کرنا کچھ نافع نہیں بلکہ مضر ہے والہذا شاہ صاحب نے وصیت نامہ میں فرمایا ہے کہ نسبت صوفیہ غنیمت کبری ہست و رسوم ایشان ہیچ نمے ارزد انتہی۔ پھر اس کے بعد کہا ہے کہ ہمارے والد نے واسطے کشف وقائع کے یہ بات اختیار کی ہے کہ اللہ کا ذکر ان تین نام سے کرے یا علیم یا مبین یا خبیر باشروط مذکورہ باستثنائی وضع مصاحف انتہی اگرچہ یہ طریقہ طریق اول سے بہتر ہے لکن اَلْمِصْبَاحُ يُغْنِيْ عَنِ الْمِصْبَاحِ ہمکو کچھ ضرور نہیں ہے کہ ہم سنت نبویہ یا سورہ یہا کو دوبارہ استخارہ ماثورہ ترک کرکے دوسرا طریقہ اختیار کریں۔

برائے کشف ارواح

مشائخ قادریہ نے کہا ہے جو طریقہ واسطے کشف ارواح کے ہمارا مجرب ہے۔ وہ یہ ہے کہ بطہارت خلوت و لباس پاک و غسل و خوشبو کے مصلے پر بیٹھکر داہنی طرف سبوح کی ضرب لگائے اور بائیں طرف قدوس کی اور آسمان میں رب الملائکۃ کی اور دل میں والروح کی انتہی۔

برائے حصول امر مشکل

امور مہمہ مشکلہ کے حاصل کرنے کیواسطے شروط مذکورہ کیساتھ یہ طریقہ ہے کہ تہجد کی نماز پڑھے جسقدر اس کیواسطے مقدر ہو پھر داہنی طرف یا غنی کی ضرب لگائے اور بائیں طرف یا وہاب کی اسیطرح ہزار بار کرے۔

برائے انشراح خاطر و دفع بلا

بلاؤں کے دور کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ اللہ کی ضرب دل میں لگائے اور لا الہ الا ہو کی اسطرح ضرب لگائے جسطرح نفی و اثبات میں بیان کیا گیا ہے۔ اور الحی کی ضرب داہنی طرف اور القیوم کی ضرب بائیں طرف لگائے

"دل میں کشائش و نور کا حصول"

"شاہ ولی اللہ کا قول"

"کشف ارواح، روحوں کی حاضری کا مجرب عمل"

"ناممکن ممکن ہوجائیگا"

"دافع بلیات"

"برائے شفائے کاملہ من امراض جمیعہ"

۱۰۶

برائے شفا مرض وغیرہ | جب اللہ سے دعا کرنے کا ارادہ کرے بیمار کی شفا کا یا دفع گرسنگی کا یا کشائش رزق کا یا مغلوبی دشمن کا تو اسم الٰہی کا موافق اپنی حاجت کے اسمائے حسنیٰ میں سے لیکر اس نام کو دو ضرب یا چار ضرب کیساتھ ذکر کرے مثلاً یوں کہے۔ یَا شَافِیْ اَنْتَ یَا صَمَدُ اَنْتَ یَا رَزَّاقُ اَنْتَ یَا مُذِلُّ اِلٰی عَدُوِّیْ ذٰلِكَ

رابطہ قلب شیخ | مشائخ چشتیہ نے فرمایا ہے کہ رابطہ قلب کا لگانا اور اس کا نبھانا ہے مرشد کیساتھ محبت و تعظیم کی صفت پر اور اس کی صورت کا ملاحظہ کرنا۔ شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں۔ جُعِلَتْ لِلّٰهِ تَعَالٰی مَظَاهِرُ كَثِيْرَةٌ فَمَا مِنْ عَابِدٍ غَبِيًّا كَانَ اَوْ ذَكِيًّا اِلَّا وَقَدْ ظَهَرَ بِحِذَائِهٖ صَارَ مَعْبُوْدًا لَهٗ فِيْ مَوْتَبِيَتِهٖ وَلِهٰذَا اسْتَنَّ نُزُوْلُ الشَّرْعِ بِاسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ وَالْاِسْتِوَاءِ عَلَى الْعَرْشِ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰی اَحَدُكُمْ فَلَا يَبْصُقْ قِبَلَ وَجْهِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى بَيْنَهٗ وَبَيْنَ قِبْلَتِهٖ وَسَاَلَ جَارِيَةً سَوْدَاءَ فَقَالَ اَيْنَ اللّٰهُ فَاَشَارَتْ اِلَى السَّمَاءِ فَسَاَلَهَا مَنْ اَنَا فَاَشَارَتْ بِاِصْبَعِهَا اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ هِيَ مُؤْمِنَةٌ فَلَا عَلَيْكَ اَنْ لَا تَتَوَجَّهَ اِلَّا اِلَى اللّٰهِ وَلَا تَرْتَبِطَ قَلْبَكَ اِلَّا بِهٖ وَلَوْ بِالتَّوَجُّهِ اِلَى الْعَرْشِ نُوْرِ الَّذِيْ وَضَعَهٗ عَلَيْهِ وَهُوَ اَزْهَرُ اللَّوْنِ كَمِثْلِ لَوْنِ الْقَمَرِ وَبِالتَّوَجُّهِ اِلَى الْقِبْلَةِ كَمَا اَشَارَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَيَكُوْنُ كَالْمُرَاقَبَةِ لِهٰذَا الْحَدِيْثِ

انتهی۔ یہ عبارت مبارک دلیل واضح ہے۔ اس بات پر کہ تصور شیخ وقت عبادات اور رابطہ قلب بالشیخ الکیطرح کا شرک خفی ہے۔ اور اس عبارت میں یہ ارشاد کیا ہے کہ عبادت میں کوئی شئے بھی سوا اللہ واحد کے قبلہ توجہ نہ ہو خواہ نور عرش ہو یا اور کچھ میں کہتا ہوں آیہ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖ اَحَدًا باشارۃ النص نافی الٰہی ہے تصور شیخ سے ولیکن اکثر لوگ یہ بات نہیں جانتے ہیں

برائے کشف قبور و استفاضہ ازان | مشائخ چشتیہ نے فرمایا ہے کہ جب قبرستان میں جائے سورہ انا فتحنا دو رکعت میں پڑھے پھر سامنے میت کے ہوکر قبلہ کو پشت دیکر بیٹھے پھر سورہ ملک پڑھے۔ اور اللہ اکبر اور لا الٰہ الا اللہ کہے اور گیارہ بار سورہ فاتحہ پڑھے پھر میت سے قریب ہو جائے۔ پھر کہے یارب یارب اکیس بار۔ پھر کہے یا روح اور اسکو آسمان میں ضرب کرے۔ اور یا روح الروح کی ضرب دل میں لگائے یہاں تک کہ کشائش و نور پائے۔ پھر منتظر رہے اس کا جس کا فیضان صاحب قبر سے ہو اس کے دل پر لیتے۔ یہ طریقہ قول جمیل میں ذکر کیا ہے۔ لیکن اس پر کچھ تکلم نہیں کیا ظاہر عبارت اس امر کو مفید ہے کہ یہ کشف قبور اس سے نہیں ہے شرعاً نعیم

"کشف القبور اور ارواح سے معلومات"

"صاحب قبر سے فیض"

وعذاب میت کا معلوم کرنا منظور ہے بلکہ واسطے فیض لینے کے میت صالح سے ہے سو ہر چند ایک جماعت کثیر مشائخ کا اس پر اتفاق ہے اور وہ اپنا تجربہ بتاتے ہیں۔ لیکن ادلہ شرع سے اسکا ثبوت تک نہیں ملتا بلکہ سنت صحیحہ سے خلاف اس کے ثابت ہوتا ہے حدیث ابوہریرہ میں فرمایا ہے اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ اِلَّا مِنْ ثَلٰثَةٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْلَهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ پس جبکہ نص قطعی سے ثابت ہو چکا کہ بعد موت کے عمل منقطع ہو جاتا ہے تو افادہ و افاضہ بھی بالیقین نہیں ہو سکتا اسلئے کہ یہ عمدہ عمل ہے اور تین چیزیں جن کا استثنا کیا ہے گو روح اپنے مقر میں ہو یہ بات لازم نہیں آتی ہے کہ وہ اتنے تعلق کی وجہ سے عامل و مفید ہو بلکہ وہ تو اپنے کسی حال کی اطلاع تک بھی احیار کو نہیں کر سکتے تھے فیض رسانی کا کیا ذکر ہے حدیث ابن عباس میں آیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا ہے تمہارے بھائی جب دن احد کے شہید ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے انکی روحیں جوف میں سبز پرندوں کے رکھیں وہ پرندے انہار جنت پر آ کر جنت کے میوے کھاتے ہیں۔ سونے کی قندیلوں میں جو عرش کے نیچے لٹکتی ہیں۔ زیر سایہ عرش جگہ پکڑتی ہیں انہوں نے جب مزہ کھانے پینے کا پایا۔ اور خواب گاہ پاکیزہ پائی تو کہا۔ مَنْ يُبَلِّغُ اِخْوَانَنَا عَنَّا اَنَّنَا اَحْيَاءٌ فِي الْجَنَّةِ نُرْزَقُ لِئَلَّا يَزْهَدُوْا فِي الْجَنَّةِ وَلَا يَنْكُلُوْا عِنْدَ الْحَرْبِ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا اَنَا اُبَلِّغُهُمْ عَنْكُمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ الْاٰيَةَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا اَنَا اُبَلِّغُهُمْ عَنْكُمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ الْاٰيَةَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ یہ حدیث نص صریح ہے اس بات پر کہ وہ باوجود اس ترقی درجہ و علو منصب کے اخبار سے اپنے حال کے عاجز ہیں اسلئے کہ بعد موت کے عمل ان کا بالکل منقطع ہو گیا تھا حالانکہ مرتبہ شہادت کا فوق مرتبہ ولایت سے ہے پھر ولی سے بعد موت کے فیض و فائدہ لینا اور ان کا فیاض ہونا کس طرح ہو سکتا ہے اور اگر یہ بات ممکن ہے تو سب سے زیادہ احق ساتھ استفاضہ و استفادہ کے ہمارے حضرت صلی اللہ وآلہ وسلم اور صحابہ ہیں۔ کہ ان کی ارواح سے فیضیاب ہونا چاہیئے۔ اور اگر یہ استفادہ بہ سبب کم ناتگی و کم رنگی مستفید کے نہیں ہو سکتا ہے تو یہ بات خلاف واقع ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کے حیات میں اہل کفر و فسق حاضر ہو کر استفادہ کرتے تھے۔ حالانکہ ان کو مناسبت باطنی بالکل نہ تھی۔ غرضکہ یہ دعوی مشائخ کا طریق شرعیہ ثابت ہوتا یا فعل قرون مشہود لہا بالخیر سے اسکا پایا جاتا یا سلف صلحا سے اس کی نظیر صحیح ملتا بہت مشکل ہے۔ ہمارے نزدیک ایسے مسائل و اشغال میں توقف کرنا

سلوک سبیل سلامت ہے اوپر گذر چکا کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے ربط قلب بالشیخ اور تصور شیخ دونوں کو ناپسند کیا ہے اور خلاف ظاہر شریعت سمجھا ہے۔ اور یہ تو اس سے بھی بڑھ کر بات ہے۔ حالانکہ سارے مشائخ وقدماء صوفیہ کا اس بات پر اتفاق ہے۔ کہ طریقہ باطن مشید بکتاب وسنت ہے اور جو طریقت کہ خلاف شریعت کے ہو وہ مقبول نہیں واللہ اعلم

صلوٰۃ معکوس

قول جمیل میں کہا ہے وَلِلْجِشْتِیَّۃِ صَلٰوۃٌ تُسَمّٰی صَلٰوۃَ الْمَعْکُوْسِ لَمْ نَجِدْ مِنَ السُّنَّۃِ وَلَا اَقْوَالِ الْفُقَهَاءِ مَا تَشُدُّ هَا بِهٖ فَلِذٰلِكَ خَذَفْنَاهَا وَالْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰی

صلوٰۃ کن فیکون

یہ نماز بھی نزدیک چشتیہ کے ہے اسکا نام اسلئے رکھا ہے کہ مطلب برآری میں اسکی تاثیر نہایت جلد اور قوی ہوتی ہے جسکو سخت حاجت پیش آئے۔ وہ بدھ جمعرات جمعہ کی راتوں میں دو رکعت اداکرے پہلی رکعت میں فاتحہ ایک بار اور قل ہو اللہ احد سو بار پڑھے اور دوسری رکعت میں فاتحہ سو بار اور قل ہو اللہ احد ایک بار اور سو بار یوں کہے اے آسان کنندہ دشواریہا وائے روشن کنندہ تاریکیہا پھر سو بار استغفار اور سو بار درود شریف پڑھے اور حضور دل سے دعا مانگے۔ جب تیسری رات ہو تب بھی اسیطرح کرے پھر پگڑی یا ٹوپی کو سر سے ہٹائے اور اپنی آستین کو اپنی گردن میں ڈالے اور روئے اور اللہ سے پچاس بار دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ ضرور اسکی دعا قبول ہوگی۔ انتہے ما فی القول الجمیل آستین کا گردن میں ڈالنا شکل تحریمہ کے نماز استسقاء میں سمجھا گیا ہے۔ مطلب اظہار تضرع اور اشعار گردش حال ہے پس لیکن سنت صحیحہ اس نماز سے ساکت ہے۔ اور نظیر اس نماز میں کوئی فعل نامشروع پایا نہیں جاتا بلکہ ایک مجموعہ ہے اعمال متفرقہ ذکر و دعا کا جن کی اصل سنت میں موجود ہے واللہ اعلم

برائے سلب مرض

بیماری کا دور کردینا یوں ہوتا ہے کہ مرد صاحب نسبت اپنی ذات کو بیمار خیال کرے۔ اور یہ جانے کہ یہ بیماری مجھ میں ہے اور اس پر ہمت کو جمع کرے اس طرح پر کہ اس کے دل میں کوئی خطرہ نہ آئے۔ سولئے اس تصور کے مریض کی بیماری اس شخص کی طرف آجائے گی۔ اور وہ اچھا ہوجائیگا۔ قول جمیل میں کہا ہے وَهٰذَا مِنْ عَجَائِبِ صُنْعِ اللّٰهِ فِیْ خَلْقِهٖ انتہی مولانا عبد العزیز دہلوی نے کہا ہے کہ سلب مرض کے دو طریقے ہیں۔ ایک یہ ہے کہ جب کوئی شخص بیمار ہو یا کوئی گناہ میں مبتلا ہو تو صاحب نسبت وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے اور نماز کی طرف بخشوع دل متوجہ ہو۔ اور زبان سے بھی کہے۔ یَا مَنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ اور اس مناجات وتضرع کے درمیان یہ کہے کہ شخص مذکور کی بیماری یا تنزلی معصیت زائل ہوجائے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے

"صلوٰۃ کن فیکون کا عمل"

"بیماری کا دور کرنا"

"گناہ کا دور کرنا"

"مرزا مظہر جانِ جاناں کا عمل"

جو حضرت مصنف نے ارشاد کیا ہے لنتے مرزا مظہر جانجانان رحمہ اللہ نے فرمایا ہے قاعدہ سلب آنست کہ تصور نماید کہ با نفسے کہ اندرون میرود وعوارض جسمانی شخص از قالب او مے برآید وکشیدہ میشود و با نفسیکہ بیرون مے آید تصور نماید کہ آن عوارض معہودہ جسمانی بر زمین مے افتد واز اندرون سلب کنندہ بیرون مے آید تا صاحب سلب متاثر و متاذی نگردد و مریض را پیش رو نشانیدہ بقدر پانصد نفس سلب مرض باید کرد لنتے یہ ترکیب ماورائے ہر دو ترکیب مذکور ہے

برائی اشراف بر خواطر

دل کی باتوں کے دریافت کرنیکا یہ طریقہ ہے کہ اپنی ذات کو ہر بات اور ہر خطرے سے خالی کر کے اپنے نفس کو اس شخص کے نفس تک پہونچائے پھر اگر اس کے دل میں کچھ کھٹکے اور کوئی بات معلوم ہو بطریق انعکاس تو یہ وہی بات اس کے دل کی ہے بکذا فی القول یا خواص فی الیقظہ یا رویا فی المنام کے ہوتا ہے پھر طریقہ دفع بلائے نازل کا بیان کیا ہے۔ صاحب ضرورت طرف کتاب مذکور کے رجوع کرے تسہیلیہ میں نے اس رسالی میں انہیں اعمال کو ضبط کیا ہے جو نہایت صحت وقبول وشہرت کیسا تھ ماثور ہیں۔ اور اکثر اعمال کی بنیاد آیات کتاب اللہ یا حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ہے اور وہ اعمال جو مشائخ طریقت سے منقول ومعمول بہا ہیں ان میں سے چند اعمال صحیح ومجرب کو اخذ کر کے لکھا ہے اور جن اعمال کو ترک کر دیا ہے اس وجہ سے کہ ان میں طول عمل تھا یا مجرب ہونا ان کا معلوم نہیں ہے یا صورت شرعی سے بعد پایا جاتا تھا وہ بے گنتی ہیں۔ سہ اگر جملہ را سعدی انشا کند ہو نگرد فرو ے دیگر املا کند۔ ان اعمال کے بجا لانے میں وجود اثر کا اوسی وقت متحقق ہو سکتا ہے کہ عامل متقی اور معمول بہ معتقد ہو جن اشخاص اہل علم ومشائخ طریقت سے یہ اعمال ماثور ہیں وہ سب اہل تقوی اور صاحب نسبت تھے یہی وجہ ہے۔ کہ ان کا عمل تخلف نہ کرتا تھا اب جو اہل فسق ان اعمال کو ساتھ قلب غافل اور قالب عاطل کے کرتے ہیں تو اثر کامل نہیں پاتے اور کبھی بالکل اثر نہیں پاتے اس لئے یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ اعمال مؤثر نہیں ہیں۔ حالانکہ یہ قصور اعمال کا نہیں ہے بلکہ عامل کا ہے عمل کو محل قابل میسر نہیں آتا اثر ظاہر ہو تو کس طرح ہو قرآن پاک کے حق میں جو فرمایا ہے يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ محل ناقابل ہے نفع ظاہر نہیں ہوتا ورنہ قرآن شفائے محض ہے بلکہ اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اہل ضلال کثرت سے ہیں اسی طرح حال ہر دعائی نافع کا ہے کہ کثرت سے ہیں۔ اسی طرح حال ہر دعائے نافع کا ہے کہ کثرت فسق کی وجہ سے اس کی وجہ سے اسکی تاثیر ظاہر نہیں ہوتی "

واللہ اعلم

"دل کی باتوں کو دریافت کرنا"

"اس رسالہ میں وہی اعمال ذکر ہیں جو ثابت و منقول ہیں: صاحب کتاب"

"مشہور کتاب "حیاۃ الحیوان" کے اعمال کا بیان"

الداء والدواء

۱۱۰

فصل بیان میں اعمال حیاۃ الحیوان کے

طبرانی نے معجم اوسط میں باسناد صحیح ابی مزینہ دارمی سے روایت کیا ہے کہ دو مرد اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جب ملاقات کرتے تو جدا نہ ہوتے یہانتک کہ ایک دوسرے پر وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ یعنی ختم سورہ نہ پڑھ لے۔

برائے انجاح حاجت

شیخ شہاب الدین احمد بونی نے کتاب سرالاسرار میں ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ جس کسی کو کوئی حاجت ہو وہ چہار شنبہ پنجشنبہ و جمعہ کو روزہ رکھے پھر جمعہ کے دن طہارت کر کے مسجد جامع میں جائے اور کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ بِاسْمِکَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ وَاَسْاَلُکَ بِاسْمِکَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ الَّذِیْ مَلَئَتْ عَظَمَتُہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَسْاَلُکَ بِاسْمِکَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَنَتْ لَہُ الْوُجُوْہُ وَخَشَعَتْ لَہُ الْاَبْصَارُ وَوَجِلَتِ الْقُلُوْبُ مِنْ خَشْیَتِہٖ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَنْ تُعْطِیَنِیْ مَسْئَلَتِیْ وَتَقْضِیَ حَاجَتِیْ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ۔ اور بعد لفظ حاجتی کے نام حاجت کا لے وَھُوَ سِرٌّ لَطِیْفٌ مُجَرَّبٌ انتہٰی میں کہتا ہوں کہ یہ ذکر مشتمل ہے اکثر الفاظ اسم اعظم پر ہے

برائے حصول قوت بر طاعت و رویت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

جو شخص بعد نماز جمعہ کے طہارت کامل پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَحْمَدُ رَسُوْلُ اللّٰہِ ۳۵ بار لکھکر اپنے پاس رکھے گا اللہ تعالیٰ اسکو طاعت پر قوت اور برکت پر معونت دیگا اور ہمزات شیاطین سے کفایت کریگا۔ اور اگر وہ ہر روز وقت طلوع آفتاب کے بنالہ دسد و خوانی اس نطاقہ میں مدام نظر کیا کریگا۔ تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کثرت سے خواب میں دیکھے گا۔ وَھُوَ سِرٌّ لَطِیْفٌ مُجَرَّبٌ

برائے نجات روز قیامت و حیات طیبہ

امام احمد نے رب العزت کو ۹۹ بار خواب میں دیکھا کہا اگر بار صدم پھر دیکھوں گا تو کچھ سوال کرونگا دیکھا تو پوچھا کہ اے رب لوگ دن قیامت کو بہ سبب کس چیز کے نجات پائیں گے۔ فرمایا جو شخص ہر بکرہ و عشے کو تین بار یہ ذکر کریگا۔ وہ ناجی ہوگا۔ سُبْحَانَ الْاَبَدِیِّ الْاَبَدِ سُبْحَانَ الْوَاحِدِ الْاَحَدِ سُبْحَانَ الْفَرْدِ الصَّمَدِ سُبْحَانَ مَنْ رَفَعَ السَّمَآءَ بِغَیْرِ عَمَدٍ سُبْحَانَ مَنْ بَسَطَ الْاَرْضَ عَلٰی مَآءٍ جَمَدٍ سُبْحَانَہٗ لَمْ یَتَّخِذْ صَاحِبَۃً وَّلَا وَلَدًا سُبْحَانَہٗ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ

"سورہ والعصر"

"حاجت برآری کیلئے مجرب عمل"

"اسم اعظم"

"اطاعت خداوندی کیلئے"

"زیارت رسول کیلئے"

"بخشش کیلئے"

اَلْمَنَّانُ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ انتہی میں کہتا ہوں یہ کلمات حدیث بریدہ میں مرفوعاً آئے ہیں۔ اسکو اہل سنن اربعہ نے روایت کیا ہے مگر احد سے تاکہوں اسے ذکر کیا ہے رسالہ عرائس الجنۃ میں ہمنے بیان اسکا بسط سے لکھا ہے تعیین اسم اعظم میں ۱۴ قول ہیں۔ سب میں راجح تر از روئے سند کے یہی حدیث ہے قَالَہُ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ امام نووی سے پوچھا تھا۔ کہ اسم اعظم کیا ہے اور کس سورت میں ہے۔ کہا اس بارے میں احادیث کثیرہ آئی ہیں ابن ماجہ وغیرہ میں ابو امامہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ اسم اعظم تین سورہ میں ہے سورہ بقرہ و آل عمران وطہٰ بعض ائمہ متقدمین کہتے ہیں۔ کہ لفظ الحی القیوم ہے کیونکہ یہ بقرہ میں اندر آیۃ الکرسی کے آیا ہے اور اول آل عمران میں وارد ہے اور طہٰ کی اس آیت میں ہے وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ دمیری نے کہا ہے وَهٰذَا اسْتِنْبَاطٌ حَسَنٌ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ انتہی میں کہتا ہوں حافظ ابن القیم نے بھی کتاب ہدی نبوی میں اسیکو اسم اعظم ٹھیرایا ہے

برائے قضائے حوائج

ہمارے شیخ یافعی کہتے ہیں۔ کہ یہ فائدہ مجرب وعظیم البرکۃ ہے واسطے تفریج ہم وغم کے اور ایک سر مخزون مکنون ہے بعد نماز عشا کے طہارت کاملہ پر ایک ہی جلسہ میں اللہ کا نام لطیف ۱۶ ہزار ۶ سو ۴۱ بار پڑھے اور زیادت ونقص سے نہایت درجہ حذر کرے کہ اس میں ابطال سر ہوتا ہے حیلہ اسکی شناخت کا یہ ہے کہ ایک تسبیح لے جس کا شمار ۱۲۹ ہے اس پر اس نام کو ۱۲۹ بار پڑھے۔ مقصود حاصل ہو جائیگا۔ یہ طریق اقرب طرق مستقیمہ ہے واسطے معرفت عدد مذکور کے اس لئے کہ شمار اس کے حروف کا چار حرف ہیں ل ط ی ف یہ سب ۱۲۹ ہوئے جب انکو اس کی مثل میں ضرب دیا تو یہ ۱۶ ہزار ۶ سو ۴۱ بار ہو گئے اور اپنی حاجت کا نام لے وہ انشاء اللہ پوری ہو جائے گی لا محالہ اور ایک سو انتیس بار پھر یوں کہے لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ یہ نام بد دعا بھی ہے اور جالب خیر ورزق وبرکت بھی ہے اسکو ہر نماز کے بعد سو بار کہے پھر کہے اَللّٰهُ لَطِيْفٌ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاءُ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ اور واسطے دفع کید ظلمہ کے یوں کہے لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ الی قولہ خَبِيْرٌ اور جب قرات اسم مبارک تمام کر چکے تو یہ دعا مانگے۔ اَللّٰهُمَّ وَسِّعْ عَلَيَّ رِزْقِيْ اَللّٰهُمَّ اعْطِفْ عَلَيَّ قُلُوْبَ خَلْقِكَ اَللّٰهُمَّ كَمَا صُنْتَ وَجْهِيْ عَنِ السُّجُوْدِ لِغَيْرِكَ فَصُنْهُ عَنْ ذُلِّ السُّؤَالِ لِغَيْرِكَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

شیخ ابو الحسن شاذلی نے فرمایا ہے کہ جو متمسک ہو بِهٰذِهِ الصِّفَاتِ الْحَمِيْدَةِ تَكَفَّلَ بِسَعَادَةِ الدَّارَيْنِ لَا تَتَّخِذْ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ وَلِيًّا وَلَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَدُوًّا وَارْحَلْ بِزَادِكَ مِنَ التَّقْوٰى فِي الدُّنْيَا وَعُدَّ نَفْسَكَ مِنَ الْمَوْتٰى وَاشْهَدْ لِلّٰهِ

"حدیث بریدہ میں اسم اعظم"

"حاجات کا پورا ہونا"

"رزق میں برکت"

"شیخ ابو الحسن شاذلی کا مجرب عمل"

بِالْوَحْدَانِيَّةِ وَلِرَسُوْلِهٖ بِالرِّسَالَةِ فَحَسْبُكَ عَمَلٌ صَالِحٌ وَاِنْ قَلَّ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ فَمَنْ كَانَ مُتَمَسِّكًا بِهٰذِهِ الصِّفَاتِ الْحَمِيْدَةِ ضَمِنَ اللّٰهُ لَهٗ عَزَّ وَجَلَّ اَرْبَعَةً فِي الدُّنْيَا الصِّدْقَ فِي الْقَوْلِ وَالْاِخْلَاصَ فِي الْعَمَلِ وَالرِّزْقَ كَالْمَطَرِ وَالْوِقَايَةَ مِنَ الشَّرِّ وَاَرْبَعَةً فِي الْاٰخِرَةِ اَلْمَغْفِرَةَ الْعُظْمٰى وَالْقُرْبَةَ الزُّلْفٰى وَدُخُوْلَ جَنَّةِ الْمَاْوٰى وَاللُّحُوْقَ بِالدَّرَجَةِ الْعُلْيَا

برائی صدق ورزق وسلامت وغیرہا جو شخص چاہے کہ مجھے صدق فی القول کی عادت پڑے وہ قرات انا انزلناہ فی لیلۃ القدر پر مداومت کرے اور اگر چاہے کہ رزق مثل باران کے برسے تو قراءت قل اعوذ برب الفلق پر مداومت کیجے اور اگر شر مردم سے سلامت رہنا چاہے تو قل اعوذ برب الناس ہمیشہ پڑھا کرے اور اگر طلب خیر رزق وبرکت کا خواہاں ہو تو اس پر مداومت کرے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ هُوَ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ اور سورہ واقعہ وسورہ یٰس پڑھا کرے رزق مثل باران کے آئیگا اور اگر یہ چاہے کہ اللہ تعالیٰ ہر ہم سے کشادگی اور ہر ضیق سے مخرج اور رزق بے گمان دے تو استغفار کو لازم پکڑے اور اگر یہ چاہے کہ خوف وفزع سے امن میں رہے تو یوں کہے اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنِ اس کے بعد دمیری نے بطن اذن کذا افا فعل کذا بہت سے اور ذکر کئے ہیں جن کی اصل حدیث سے ثابت ہے ان کا ذکر کرنا اسجگہ چنداں ضروری نہ تھا۔ اگرچہ وہ سب واسطے فوائد دارین کے مقرر ہیں۔

برائی دخول بر سلطان جابر جو شخص پاس بادشاہ کے جائے اور اس سے ڈرتا ہو تو یہ پڑھے اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ یہ پڑھنا واسطے اس کام کے مجرب ہے واللہ المجرب

برائی دفع جوع وعطش دوام قراءت سورہ لایلاف واسطے اس کام کے مجرب ہے دمیری کہتے ہیں وَقَدْ جَرَّبْتُ ذٰلِكَ مِرَارًا وَّصَحَّ

برائی تجارت سورہ شعراء کو لکھکر موضع تجارت میں لٹکائے بیع وشرا کثرت ہونے لگیگی

برائی خوف تلف سورہ قصص کو لکھکر اس شخص پر لٹکائے جسپر خوف تلف کا ہے مورث امان ہے دمیری نے کہا۔ وَهُوَ سِرٌّ لَطِيْفٌ مُّجَرَّبٌ

"نقصان سے بچنے کیلئے"

الداء والدواء ۱۱۴ "شفاء من کل داء" "امام شافعی کا قول"

برائے درد سر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ گھر میں بعض بنی امیہ کے ایک قبہ چاندی کا مقفل بند تھا اس کے اوپر لکھا تھا شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَاءٍ اس کے اندر یہ کلمات تھے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَبِاللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ اُسْكُنْ اَيُّهَا الْوَجَعُ سَكَّنْتُكَ بِالَّذِيْ يُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَبِاللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ اُسْكُنْ اَيُّهَا الْوَجَعُ سَكَّنْتُكَ بِالَّذِيْ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَا اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا شافعی کہتے ہیں۔ فَمَا احْتَجْتُ مَعَهٗ اِلَى الطَّبِيْبِ قَطُّ بِاِذْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَاِنَّهٗ هُوَ الشَّافِيْ یہ دلیل ہے اس پر کہ امام صاحب نے اس جگہ عمل فقط وجادت پر کیا انتظار اجازت کا نہ فرمایا

ایضاً برائی صداع ایک ورقہ سفید پر لکھکر اسکو محل صداع پر چپکائے باذن اللہ درد سر دور ہو جائیگا۔ دمیری کہتے ہیں صَحِیْحٌ مُّجَرَّبٌ د م ہ ل ہ

ایضاً برائی صداع ان حروف کو ایک چوب یا مکان پاک میں لکھ کر ایک مسمار سے حرف اول کو ٹھونکے اور یہ آیت پڑھے اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ اگر صداع ٹھہر جائے تو بہتر ورنہ پھر مسمار کو خوب زور سے ولیے اسپر ہی نہ جائے۔ تو ایک حرف سے طرف دوسرے حرف کی نقل کرے یہانتک کہ صداع ساکن ہو ضرور ہے کہ کسی نہ کسی حرف پر اسکو سکون ہو جائیگا۔ وہ حرف یہ ہیں ا ح ا ک ک ح ع ح ا م ح اور جگہ مسمار کی سیاہی سے ہے دمیری کہتے ہیں مُجَرَّبٌ فِيْ ذٰلِكَ سَوَاءٌ اِنْ يَّجْمَعُهَا قَوْلُكَ ؎

اِنِّيْ حَمَلْتُ اِلَيْكَ كُلَّ كَرِيْمَةٍ ۞ حَوْرَآءَ عَنْ حَظِّ الْمُبَيَّنِ مَا حَنَتْ مَنَاوَ اَوَّلُ الْكَلِمٰتِ مِنْهَا مَقْصِدِيْ وَبِصُدَاعِ رَاْسِيْ يَا فَتٰى قَدْ جُرِّبَتْ

فصل برائے رغبت در اوامر و نفرت از منہیات شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے فرمایا ہے بسیار گفتن لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ و نفی اثبات کلمہ توحید و ضرب آن بر قلب لشدو مدو خواندن سورہ برائے معوذتین صبح و شام مفید ایمعنے است واکثار این کلمہ مع معوذتین بعد از نماز صبح و مغرب یازدہ یازدہ بار برائی حفظ از مکائد نفس و ابلیس نافع است

برائی عفو جرائم و حسن عاقبت اکثار استغفار و ذکر کلمہ طیبہ و تلاوت آیۃ الکرسی بعد از نماز بسیار مناسب است

برائی سہل شدن سکرات موت مداومت آیۃ الکرسی و سورہ اخلاص و برائے رفع عذاب قبر سورہ تبارک۔

"سر درد کا توڑ"

"درد سر کا توڑ"

"درد سر سے چھٹکارا"

"سکرات الموت کا توڑ"

116

وَلَا تَفْضَحْنِي بِمَا تَعْلَمُ مِنِّي فَإِنَّكَ أَهْلُ التَّقْوَى وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ... إِنَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ لَكَ بِرُّ وَمِنْكَ رَحْمَةٌ

نوعدیگر سید جلال الدین بخاری فرماتے ہیں۔ اگر فرصت نہ ہو تو بجائے مسبعات عشر کے اس دعا کو سات بار ہر دن ایک بار بسملہ پڑھ لیا کرے۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ مَا شَآءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَآبَّةٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ انتہی میں کہتا ہوں کہ یہ دعا حزب الاعظم میں قدرے تفاوت سے آئی ہے وللہ الحمد

فصل اعمال کتاب فتح الملک المجید للشیخ احمد الدیربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

برائی جلب ہر خیر و دفع ہر شر و ترویج بضاعت بسم اللہ کا عدد حروف جمل کبیر یعنی ۷۸۶ بار کا تا چند روز تک پڑھنا واسطے امور مذکورہ کے نافع و محصل ہے ۔

برائی محبت و مودت بسملہ کو سات سو چھیاسی ۷۸۶ بار پڑھ کر ایک قدح آب پر دم کرکے پلائے شارب کو محبت شدید ہو جائے گی ۔

برائی خصب زرع و حصول برکت ایک رقعہ پر سو بار اور ایکبار بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھکر زرع میں دفن کرے وہ جملہ آفات سے محفوظ رہے گی ۔

برائی زندگی اولاد جس عورت کا بچہ زندہ نہ رہتا ہو۔ وہ ایک سو ساٹھ بار بسم اللہ الخ لکھکر اپنے پاس رکھے انشاء اللہ اسکی اولاد زندہ رہے گی۔ دیربی کہتے ہیں۔ وقد جربت ذٰلك وهو على كل شيء قدير

برائے ہلاک دشمن اس جدول بسملہ کو ایک قطعہ رصاص پر لکھے اور بجائے فلاں کے نام دشمن کا لکھے پھر علینت ذو الوم احمر سے دھونی دیکر قریب آگ کے دفن کرے جو ہمیشہ جلتی رہتی ہو لیکن آگ رصاص کو نہ لگنے پائے۔ ورنہ معمول لہ ہلاک ہو جائیگا اور عامل سانسے اللہ کے مطالب ہوگا پھر اس دعا کو اس دفن پر پڑھے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ بِاسْمِكَ الْاَعْظَمِ وَهُوَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الَّذِيْ عَنَتْ لَهُ الْوُجُوْهُ وَخَشَعَتْ لَهُ الْاَصْوَاتُ وَوَجِلَتْ مِنْ خَشْيَتِهِ الْقُلُوْبُ اَنْ تُصَلِّيَ وَتُسَلِّمَ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَنْ تَقْضِيَ حَاجَتِيْ فِيْ فُلَانٍ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّهٗ يَرْجِعُ عَمَّا

''ظالم ظلم سے باز آجائیگا...!''

مُوَبِّنِہٖ كَاتِبَدِہٖ وَوَثِيقَۃً فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّہٗ لَا يَرْجِعُ فَاَنْزِلْ عَلَيْہِ بَلَاءَكَ وَسَخَطَكَ غَضَبَكَ فَاَهْلِكْہُ يَا قَاهِرُ يَا قَهَّارُ يَا قَاهِرُ يَا مُقْتَدِرُ يَا اللہُ اس دعا کو سات سو بار پڑھ کر سات سو بار دعا کرے ظالم ظلم سے باز آئیگا یا سریعًا ہلاک ہو جائیگا۔ فَاتَّقِ اللہَ فِي ذٰلِكَ كَذَا ذَكَرَہُ الْبُوْنِيُّ فِي شَمْسِ الْمَعَارِفِ الْكُبْرٰى صورۃ وفق بسم اللہ البدیہ ہے۔

بسم	الله	الرحمن	الرحيم	فلان
الله	الرحمن	الرحيم	فلان	بسم
الرحمن	الرحيم	فلان	بسم	الله
الرحيم	فلان	بسم	الله	الرحمن
فلان	بسم	الله	الرحمن	الرحيم

''دشمن سے چھٹکارا''

دوسری ترکیب اس کی بونی نے کتاب الرقیم میں یوں لکھی ہے کہ اسکو لوح رصاص پر لکھکر اور نام مطلوب وسط جدول میں رکھکر دن جمعہ کے جس ساعت میں چاہے نرم آگ سے حلتیت و لوبان کا بخور کرے آگ سے علیحدہ رکھو ورنہ معمول لہ ہلاک ہو جائیگا فَاتَّقِ اللہَ اِنَّمَا الْفَاعِلُ وَاعْلَمْ اَنَّ الْعَفْوَ اَعْظَمُ الْوَسَائِلِ زروق رحمہ نے بھی ترکیب اول کا ذکر شرح اسماء حسنیٰ میں کیا ہے مگر الفاظ دعا کے قدرے متفاوت ہیں۔ اور یہ کہا ہے کہ اس نقش کو نگین پر کندہ کرکے حلتیت و زرنیخ سرخ سے دھونی دے واللہ اعلم اور یہ لکھا ہے وَاِيَّاكَ اَنْ يَلْحَقَ النَّارُ الْخَاتَمَ فَيُهْلِكَ فَتَصِيْرَ سَبَبًا بَيْنَ يَدَيِ اللہِ تعالیٰ

''جن کو جلانے والا عمل''

برائی سوختن جن آسیب زدہ کے کان میں سات بار اذان دے پھر فاتحہ الکتاب و معوذتین و آیۃ الکرسی و سورہ صافات و آخر سورۂ حشر و سورہ طارق پڑھے وہ آگ میں باذن خدا جل جائیگا۔ دیربی نے کہا مُجَرَّبٌ صَحِيْحٌ مَعْمُوْلٌ بِہٖ فَرَاَيْتُ اِنَّ اللہَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

''زندگی خوشحال گزرنے کیلئے''

برائے حسن حال غرہ محرم کو فاتحہ تین سو ساٹھ بار مع بسملہ پڑھ کر یہ دعا کرے اَللّٰهُمَّ يَا مُحَوِّلَ الْاَحْوَالِ حَوِّلْ حَالِيْ اِلٰى اَحْسَنِ الْاَحْوَالِ بِحَوْلِكَ وَقُوَّتِكَ يَا عَزِيْزُ يَا مُتَعَالُ وَصَلَّى اللہُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ وہ شخص اس سال ہر مکروہ سے محفوظ رہیگا مُجَرَّبٌ وَصَحِيْحٌ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ذَكَرَہُ اَبُوْ بَكْرٍ الْقَطَّانُ عَنِ الشَّيْخِ دمرداش رحمہ

''خطرناک مقام میں امن''

برائی جائی خوفناک اگر کسی خوف کی جگہ میں ہو تو مع اپنے ہمراہیوں کے زمین پر بیٹھے بعض کی پشت طرف بعض کے ہو پھر ان پر ایک دائرہ سات بار آیۃ الکرسی پڑھتے ہوئے کھینچے پھر یوں کہے وَلَا يَئُوْدُہٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطَانٍ مَّارِدٍ وَحِفْظًا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ رَّجِيْمٍ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ لَہٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْہِ وَمِنْ خَلْفِہٖ يَحْفَظُوْنَہٗ

مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ اَللّٰہُ حَفِیْظٌ عَلَیْھِمْ وَمَا اَنْتَ عَلَیْھِمْ بِوَکِیْلٍ اِنْ کُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَیْھَا حَافِظٌ بَلْ ھُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِیْدٌ فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ پھر تین بار یا حفیظ کہے پھر یا حافظ احفظنا اللّٰھُمَّ احْرُسْنَا بِعَیْنِکَ الَّتِیْ لَا تَنَامُ وَاکْنُفْنَا بِکَنَفِکَ الَّذِیْ لَا یُرَامُ پھر تین بار یَا اللّٰہُ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ کہہ کر خاموش ہو جائے اور سب ہمراہی خاموش رہیں اگر ایک امت ثقلین باربیعہ و مضر داخل ہوگی تو بھی انکو نہ دیکھے گی۔ اور نہ ضرر دے گی۔ اور نہ ایذا پہونچائیگی بلکہ اللہ انکو اس سے مخفی رکھے گا۔ وَقَدْ جُرِّبَ ذٰلِکَ مِرَارًا وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

برائی ہلاک عدو اکتالیس کنکری لیکر ہر ایک کنکری پر ایک ایک بار سورہ یس پڑھ کر ایک ایک کنکری کو ایک مٹکے لطیف میں رکھ کر بہ نیت و نام معمول نماز جنازہ پڑھ کر مٹی سے توپ دے وہ جلد ہلاک ہو جائے گا۔ ذَکَرَہُ الشَّیْخُ اَبُو الْفَضْلِ ابْنُ یَعْقُوْبَ وَقَدْ جَرَّبَہُ الْقَائِلُ وَصَحَّحَہُ وَھُوَ ثِقَۃٌ۔

برائی محموم یعنی تپ زدہ ایک تاگا کتان کا لیکر اس پر سورہ الم نشرح پڑھے ہر کاف پر گرہ لگائے یہ نو گرہ ہوئیں بائیں ہاتھ پر محموم کے فوقانی کو عرباندھے اللہ کے اذن سے جلد تر صحت یاب ہو جائیگا۔ وقد جرب وصح

برائی امن مکان سورہ فیل کو ایک ظرف خام گل تدیم میں لکھکر اندر گھر وغیرہا کے دفن کردے وہ موضع مامون رہیگا۔ جبتک کہ یہ ظرف اس میں باقی ہے وَذَالِکَ مشھورٌ مجرب

برائی دفع دشمن نماز فجر میں الم نشرح رکعت اولی میں اور سورہ فیل رکعت ثانیہ میں پڑھنے سے دشمن کا منہ اسکی طرف سے پھر جائیگا۔ اور کوئی رستہ اسکو اسکی طرف نہ ملیگا۔ سنوسی نے کہا مَنْ اَدَامَ ذٰلِکَ لَا یَصِلُ اِلَیْہِ عَدُوٌّ وَاَنْتَھٰی غزالی ہرچند نے اسکو ایک جماعت صلحا اتقیا علما سے باوجود سہولت دوام کے نقل کرکے کہا ہے۔ وَھٰذَا صَحِیْحٌ مُجَرَّبٌ لَا شَکَّ فِیْہِ

ختم سورۂ انعام برکت اس سورہ جلیل کی ظاہر ہے فضیلت اسکی نصر علی الاعداء و ہلاک اعداء میں مشہور ہے کثرت سے اس سورت کو پڑھے اور درمیان ہر دو اسم جلالہ کے دعا مانگے پھر بعد فراغ کے دعا کرے دیربی نے دونوں موضع کی دعا معین لکھی ہے اور بعض لوگ اسکو واسطے شفاء مریض کے اہم بار ترکیب خاص کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ سنوسی نے کہا ہے کہ واسطے وجع مفاصل و سائر امراض کے اس سورت کو لکھ کر پی لے اور بدن پر ملے تخفیف ہو جائیگی۔ انتہی

برائی ویرانی باغ وخانہ دشمن سورہ نحل کو لکھ کر دیوار یا باغ میں لٹکائے سارا باغ بے برگ و ثمر ہو جائیگا اور جس گھر میں لٹکائی جائے گی

دشمن کی ہلاکت کیلئے
بخار زدہ کیلئے
مکان میں سکون
دشمن سے نجات
سورۃ انعام
دشمن کا نقصان کرنا ہو تو

ایک سال کے اندر ایسے احوال حادث ہوں گے کہ سارے اعدا اجڑ جائیں گے۔ فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ فَاعِلُهَا وَلَا يَعْمَلُهَا اِلَّا اَهْلُهَا لِمِ یہی خاصیت سورہ نمل کی اسی ترکیب کیساتھ کہ دشمن کی خانہ ویرانی اور باغ کی خشکی اسکی لکھ کر لٹکانے سے ہوجاتی ہے فَاتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَعْمَلْهُ اِلَّا لِمُسْتَحِقِّهٖ

برائی کفایت ہم ہر دن سات بار یہ آیت پڑھے۔ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اللہ تعالیٰ اس کے مہمات دنیا و آخرت کو کفایت کرے گا خواہ صادق ہو یا کاذب اسکا ذکر بحوالہ حدیث پہلے گذر چکا ہے دیربی کہتے ہیں قِفْ عَلٰى هٰذَا وَاعْتَبِرْ فَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَذْكَارِ مُتَوَقِّفَةٌ عَلَى الصِّدْقِ وَالْحُضُوْرِ وَقَدْ عَمَّتِ الرَّحْمَةُ فِيْ هٰذَا الذِّكْرِ دُوْنَ سَائِرِ الْاَذْكَارِ وَحَصَلَتْ بِهِ الْكِفَايَةُ مِنَ الْهُمُوْمِ الدُّنْيَوِيَّةِ وَالْاُخْرَوِيَّةِ لِيْ وَلِمَنْ قَصَدَ اللّٰهَ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَهٗ قَدَمٌ فِي التَّوَكُّلِ فَهٰذِهٖ نِعْمَةٌ لَا يُحْصٰى قَدْرُهَا وَلَا يُقَامُ بِوَاجِبِ شُكْرِهَا فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالشُّكْرُ كَذَا ذَكَرَهُ السَّنُوْسِيُّ فِي الْمُجَرَّبَاتِ اور میں کہتا ہوں اسکا پڑھنا بعد نماز صبح و نماز مغرب کے سات سات بار حدیث میں آیا ہے اور میں ہمیشہ اسکو پڑھا کرتا ہوں۔ بے شبہ یہ مجرب ہے مجھکو بخوبی اسکا تجربہ حاصل ہوچکا ہے وباللہ التوفیق اگرچہ اسکی سند حدیث میں قدرے تکلم ہے لیکن تجربہ اسکو صحیح بتاتی ہے

برائی اذہاب خوف و فزع و ہم و غم و حزن بعد بسملہ کے درود لکھکر آیت اولی سورہ آل عمران کی لکھے یعنی ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ الی قوله[1] الصُّدُوْرِ دوسری آیت سورہ فتح کی مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تا آخر سورہ پھر ان کو اپنے پاس رکھے جمیع احوال میں برکت ہوگی۔ اور اعدا پر نصرت ملیگی۔ ہر ہم و غم دور ہوگا جملہ امراض باطنہ اور ہر الم حادث فی البدن کو نافع ہیں۔ ہر دو آیت میں سارے حروف معجم جمع ہیں۔ انکو ایک پاک برتن میں لکھکر دہن ورد و ذیب طیب یا شیرج سے محو کرکے وہاں و طلو و خزانہ و ثآلیل وغیرہ پر ملا کرے جلد باذن خدا زائل ہوجائیں گی۔ كَمَا جَرَّبَ صاحب اسنوسی نے کہا مجرب صحیح

برائی حرز از خوف و فزع و ارتعاش زبان محمد بن سیرین نے اسکا ایک قصہ بیان کیا ہے یہ ۳۳ آیتیں

---

[1] وطائفة قد اهمتهم انفسهم يظنون بالله غير الحق ظن الجاهلية يقولون هل لنا من الامر من شيء قل ان الامر كله لله يخفون في انفسهم ما لا يبدون لك يقولون لو كان لنا من الامر شيء ما قتلنا ههنا قل لو كنتم في بيوتكم لبرز الذين كتب عليهم القتل الى مضاجعهم وليبتلي الله ما في صدوركم وليمحص ما في قلوبكم والله عليم بذات الصدور ۱۲

ہیں۔ جو کوئی انکو رات میں پڑھیگا۔ وہ ہر درندہ و فروسے اپنے جان و مال و اولاد میں محفوظ رہیگا وہ یہی کہتے ہیں انکا نام آیات الحرس والحرز ہے کو یقال ان فیما شفاء من مائۃ داء منہا الجذام والبرص وما نفعھا لا تعد ولا تحصٰی انتہی میں کہتا ہوں ان آیات کا ذکر قول جمیل میں بھی واسطے ابطال اثر سحر وغیرہ کے آیا ہے اور شفاء العلیل میں انکو گنکر لکھدیا ہے اور شرجی نے حکایت مذکور بطولہا نقل کی ہے اور اس رسالے میں طرف اسکی اشارہ گذر چکا ہے والد احمد محمد بن علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ میں نے ایک شیخ مفلوج پر پڑھا تھا اللہ تعالیٰ نے انکی برکت سے اسکا فالج دور کردیا وھی حجاب عظیم وحرز جسید ومن قرأھا عند جبار امن شرہ بعض عارفین نے کہا ہے ان ہمراہ یہ آیت بھی اضافہ کرلے والٰھکم الٰہ واحد الآیۃ واول سورہ حدید تا قولہ بذات الصدور اور آخر سورہ توبہ لقد جاءکم رسول من انفسکم الآیۃ

برائے رفع مصیبت و ازالہ کرب وہم جوف شب میں وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھکر رو بقبلہ ہوکر اس درود کو ہزار بار پڑھے۔ اللھم صل وسلم علی سیدنا ومولانا محمد صلوٰۃ تحل بھا عقدتی وتفرج بھا کربتی وتنقذنی بھا من وحلتی وتقیل بھا عثرتی وتقضی بھا حاجتی اللہ تعالیٰ اس مصیبت نازلہ کو جلد دور کرے گا۔ فتشدد یدک علی ھذہ الذخیرۃ فانھا کثیرۃ کما قالہ التونسی فی مجرباتہ انتہی وینبغی لعاقل اللبیب ان یکثر من الصلوٰۃ والسلام علی النبی الحبیب فان ذالک جالب لکل نفع ودافع لکل ضر دنیا واخری وباللہ التوفیق

دوا رہم وغم شعرانی رحمہ اللہ نے منن کبرے میں فرمایا ہے شیخ محدث امام امین الدین قدس سرہ نے مجھکو یہ حدیث سنائی اور مجھکو اس کا تجربہ بھی ہوا۔ قال روینا بالسند المتصل الی علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال رانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم حزینا فقال یا ابن ابی طالب مالی اراک حزینا فقلت نحو ذالک یا رسول اللہ قال نعم لجعل ملک یؤذن فی اذنک فانہ دواء لکل ھم قال علی ففعلت ذالک فزال عنی انتہی میں نے اس روایت کو کتاب الزاہر تالیف شیخ ابو الحسن بن فرحون مالکی میں بھی دیکھا ہے

---

[1] والٰھکم الٰہ واحد لا الٰہ الا ھو الرحمن الرحیم ۱۲ [2] سبح للہ ما فی السمٰوٰت والارض وھو العزیز الحکیم الی قولہ واللہ علیم بذات الصدور ۱۲ [3] تمام الآیۃ عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم فان تولوا فقل حسبی اللہ لا الٰہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم ۱۲

کہ انہوں نے اس کو بسند متصل روایت کیا ہے۔ اور کہا ہے۔ جَرَّبْتُهٗ فَوَجَدْتُهٗ صَحِيْحًا كَمَا أَخْبَرَنِيْ بِهٖ جَمِيْعُ رِجَالِ سَنَدِهٖ فَوَجَدُوْهُ كَذٰلِكَ وَلَوْ قَدَرْتُ أَنْ أَطْعَنَ فِيْ سَنَدِهٖ كَانَ الْعَمَلُ عَلَى التَّجْرِبَةِ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

برائے عزل ظالم اپنے گھر میں شب جمعہ کو بعد نماز عشاء کے طہارت پر داخل ہو کر ہزار بار یہ درود پڑھے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ ہر سو بار درود کے اول یوں کہے يَا اَللّٰهُ أَسْتَجِيْرُ بِكَ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ تَخْذُلِيْ حَقِّيْ مِنْهُ وہ شخص معزول ہو جائیگا۔ اگر والی ملک ہے اوسا پر بلا نازل ہوگا یہ صحیح و مجرب ہے

برائے ہلاک عدو تین دن روزہ رکھے ذی روح کو اور جو اس سے نکلتا ہے نہ کہائے تیسرے دن ایک ہزار ڈلی نمک کی لیکر ہر ڈلی پر سورہ تَبَّتْ يَدَا الخ بسملہ ایک بار پڑھے۔ یہاں تک کہ سو بار تمام کرے اور ہر سو کے اول ایک بار دعا مانگے اسی طرح تمام الف تک کرے پھر ایک سفید چندی میں لپیٹکر چاہ یا نہر یا کسی اور جگہ پھینکدے وہ فی الفور ہلاک ہو جائیگا۔ مجرب صحیح لَا شَكَّ فِيْهِ مَا أَتْقَى اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْهِ لِأَنَّهٗ مِنْ أَعْمَالِ الْحِيَلِ الْمُهْلِكَةِ فِي الْوَقْتِ وَالسَّاعَةِ دیبی نے کہا جرب وصح وعلم أَنَّهٗ كَمَا يُسْتَجَابُ لَكَ يُسْتَجَابُ عَلَيْكَ ہلاک اسکا موقوف ہے اذا بت ظلم پر اور جو عزیمت اول میں ہر سو بار کے پڑھی جاتی ہے وہ یہ ہے اَللّٰهُمَّ أَهْلِكْ عَدُوِّيْ فُلَانَ بْنَ فُلَانَةَ كَمَا أَهْلَكْتَ أَعْدَاءَ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَأَهْلِكْ فُلَانَ بْنَ فُلَانَةَ فِيْ هٰذِهِ السَّاعَةِ اَللّٰهُمَّ يَا قَاهِرُ يَا ذَا الْبَطْشِ الشَّدِيْدِ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ اَللّٰهُمَّ أَهْلِكْ عَدُوِّيْ فُلَانَ بْنَ فُلَانَةَ بِحَقِّ سُوْرَةِ تَبَّتْ يَدَا وَبِحُرُوْفِ تَبَّتْ يَدَا وَبِكَلِمَاتِ تَبَّتْ يَدَا اَللّٰهُمَّ بِسِرِّ أَنْبِيَائِكَ وَبِسِرِّ حَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ أَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ وَبِسِرِّ قَهْرِ جَلَالِكَ وَبِسِرِّ حَقِّ أَسْمَائِكَ إِنَّكَ قُلْتَ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ ادْعُوْنِيْ أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ يَا قَاضِيَ الْحَاجَاتِ يَا مُجِيْبَ الدَّعَوَاتِ يَا قَادِرُ يَا قَاهِرُ إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

ختم قرآن شریف بعض علماء نے کہا ہے خَتْمُ الْقُرْاٰنِ لِقَضَاءِ الْحَاجَةِ مُجَرَّبٌ لَا شَكَّ فِيْهِ فَإِنْ قَرَأَهٗ عَلٰى هٰذَا التَّرْتِيْبِ كَانَ أَسْرَعَ لِإِجَابَةٍ جمعہ کے اول بقرہ سے آخر مائدہ تک سنیچر کو اول انعام سے آخر توبہ تک اتوار کو اول سورہ یونس سے آخر سورہ مریم تک پیر کو طٰہٰ سے آخر قصص تک منگل کو عنکبوت سے آخر ص تک بدھ کو زمر سے آخر رحمٰن تک جمعرات کو واقعہ سے آخر قرآن تک جب ختم کرے سجدے میں جاکر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت مانگے وہ باذن اللہ پوری ہوگی ایک طریقہ ختم کا پہلے بھی اس رسالہ میں مفصلاً گذر چکا ہے۔

سبع منجیات سورہ سجدہ سورہ یس سورہ دخان سورہ واقعہ سورہ ملک سورہ [illegible]

"حکمران کو معزول کرنا"

"دشمن کو ہلاک کرنے کیلئے"

"ختم قرآن کے فوائد"

"سبع منجیات کے فضائل"

بشرح بعض اہل علم نے کہا ہے مَنْ دَاوَمَ عَلٰی تِلَاوَتِهِمَا سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى نَجَّاهُ مِنْ جَمِيعِ الْآفَاتِ وَ تَاهَبَتْ بِنَتَيِّمِينَ الْمُهِمَّاتِ

برائے نجات از نار صوفیہ نے کہا ہے جو کوئی کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کو ستر ہزار بار پڑھیگا وہ آگ دوزخ سے آزاد ہو جائیگا اس نے اپنی جان کو گویا نار سے خرید کر لیا ذَكَرَهُ الْيَافِعِيُّ وَابْنُ عَرَبِيٍّ وَأَوْصٰى بِالْحِفْظِ عَلَيْهَا لیکن کسی نے حافظ ابن حجر سے پوچھا تھا کہ یہ حدیث کیسی ہے مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ سَبْعِينَ أَلْفًا فَقَدِ اشْتَرٰى نَفْسَهُ مِنَ اللّٰهِ صحیح ہے یا حسن یا ضعیف اس کے جواب میں لکھا کہ أَمَّا الْحَدِيثُ الْمَذْكُورُ فَلَيْسَ بِصَحِيحٍ وَلَا حَسَنٍ وَلَا ضَعِيفٍ بَلْ هُوَ بَاطِلٌ مَوْضُوعٌ لَا تَحِلُّ رِوَايَتُهُ إِلَّا مَقْرُونًا بِبَيَانِ حَالِهِ انْتَهٰى هٰكَذَا قَالَهُ النَّجْمُ الْغَيْطِيُّ وَعَقَّبَهُ بِقَوْلِهِ لٰكِنْ يَنْبَغِي لِلشَّخْصِ أَنْ يَفْعَلَهَا اقْتِدَاءً بِالسَّادَةِ وَامْتِثَالًا لِقَوْلِ مَنْ أَوْصٰى بِهَا وَتَبَرُّكًا بِأَفْعَالِهِمْ انتہٰی میں کہتا ہوں حدیث صحیح میں آیا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ افضل ذکر ہے پھر اور حدیثوں میں حث فرمایا ہے اکثار ذکر پر اس بنا پر کثرت اس ذکر کی بے شبہ افضل اذکار ہو سکتی ہے گو تعیین عدد ثابت نہ ہو جو کوئی عالم اس کلمے کا ہو کر مرجاتا ہے یا کلمہ آخر کلام اسکا ہوتا ہے تو وہ بموجب حدیث صحیح مسلم داخل جنت ہوگا۔ ولله الفضل والمنة

برائے امن از سوء خاتمہ بعد سنت مغرب کے دو رکعت پڑھے ہر رکعت میں فاتحہ و آیۃ الکرسی و اخلاص و معوذتین پڑھ کر سلام پھیر کر دس بار درود پڑھ کر تین بار یوں کہے اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْتَوْدِعُكَ دِينِي فَاحْفَظْهُ عَلَيَّ فِي حَيَاتِي وَعِنْدَ مَمَاتِي وَبَعْدَ وَفَاتِي ذَكَرَهُ الدَّمِيرِيُّ فِي حَيٰوةِ الْحَيَوَانِ الْكُبْرٰى میں کہتا ہوں اسکو سنوسی نے بھی اپنی مجربات میں ذکر کیا ہے لیکن اس ترکیب سے کہ ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے انا انزلناہ دو بار اور سورۂ اخلاص سات بار پڑھے پھر سجدے میں دعا مذکور مانگے لیکن لفظ دعا کا نزدیک ان کے یوں ہے اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْتَوْدِعُكَ دِينِي وَإِيمَانِي فَاحْفَظْهُمَا عَلَيَّ فِي حَيَاتِي وَعِنْدَ وَفَاتِي وَبَعْدَ مَمَاتِي پھر کہا ہے کہ هِيَ شِفَاءٌ لِلصُّدُورِ السَّقِيمَةِ قَالَ بَعْضُ الْعَارِفِينَ بِاللّٰهِ مِمَّنْ تَحَكَّمَ بِالْمَوَاهِبِ الرَّبَّانِيَّةِ وَالْعُلُومِ اللَّدُنِّيَّةِ إِنَّ مَنْ دَاوَمَ عَلٰى هَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ أَمِنَ مِنْ سُوءِ الْخَاتِمَةِ بِفَضْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى انتہٰی اسی کی مثل وہ روایت ہو جو حکیم ترمذی سے منقول ہے کہ انہوں نے رب العزۃ کو ہزار بار خواب میں دیکھا ہر بار سوال حسن خاتمہ کا کیا فرمایا چالیس بار اور ایک روایت میں اکتالیس بار بعد نماز فجر کے قبل صبح یوں کہا کر يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ يَا بَدِيعَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ نَوِّرْ قَلْبِي بِنُورِ مَعْرِفَتِكَ يَا اللّٰهُ يَا اللّٰهُ انتہٰی میں کہتا ہوں فضائل ان ہر سہ کلمات کے احادیث صحیح میں آئے ہیں۔ اگرچہ یہ ترکیب بعینہ وارد

"اللہ رب العزت کا دیدار"

نہیں ہے۔ ولللہ الحمد

برائی التباس امر امام یافعی کہتے ہیں اگر کوئی امر ملتبس ہو اور انجام اسکا معلوم نہ ہو اور چاہے کہ معرفت اسکی حاصل ہو۔ تو نماز عشا پڑھکر پہلو سے راست پر رو بقبلہ لیٹ کر سورہ والیل و والضحیٰ و الم نشرح سات سات بار پڑھکر یوں کہے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِّيْ مِنْ اَمْرِيْ هٰذَا فَرَجًا وَّمَخْرَجًا سات بار پہلی رات یا دوسری یا تیسری کوئی شخص آکر اسکو کہدیگا۔ کہ مخرج کذا و کذا ہے۔

برائی سکون دریا وقت ہیجان بحر و تلاطم امواج کے ان حروف کو لکھکر دریا میں ڈالدے۔ وہ ساکن ہو جائیگا کھیعص ق الم حم ن انتہی ذکرہ الغزالی بعض نے کہا ہے کہ یہ احرف نورانیہ چودہ حرف ہیں الر۔ کھیعص طس حم ق ن وَجَمَعَهَا بَعْضُهُمْ بِقَوْلِهٖ طُرُقٌ سَمْعُكَ النَّصِيْحَةَ عبدالرحمن بن عوف ان حروف کو لکھکر سطل و متاع میں رکھدیتے تھے اور بعض علماء وقت رکوب بحر کے انکو پڑھ لیتے تھے پوچھا تو کہا مَا اَلْقَيْتُ فِيْ مَوْضِعٍ مِّنْ بَحْرٍ اَدَبًا اِلَّا حُفِظَ تَا يَسْعَا فِيْ نَفْسِهٖ وَمَالِهٖ وَاَمِنَ مِنَ التَّلَفِ وَالْغَرَقِ

حزب البحر یہ دعا ابوالحسن شاذلی رضی اللہ عنہ سے ماثور ہے زین العابدین مناوی شرح حزب مذکور میں کہتے ہیں بعض مشائخ راسخین نے کہا ہے اِنَّ التَّاثِيْرَ مَوْقُوْفٌ عَلَى الْاِجَازَةِ وَالْاِسْتِيْذَانِ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَاذِنْ فَهُوَ كَالْمُتَعَاسِيْ لِجَوَازِ الْبَحْرِ مِنْ غَيْرِ سَفِيْنَةٍ پھر کہا ہے کہ اس حزب کے لئے ایک اعتصام و اختتام ہے انتہی دعاء مذکور مع اعتصام وغیرہ معروف و مشہور ہے شعرانی نے کتاب منن کبریٰ میں نقل کیا ہے۔ وَسَمِعْتُ سَيِّدِيْ عَلِيًّا الْخَوَّاصَ رحمہ اللہ يَقُوْلُ اِيَّاكَ اَنْ تَجْعَلَ عَلَيْكَ وِرْدًا اِلَّا اِنْ كَانَ الْحَقُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَا يُجَالِسُ عَبْدَهٗ اِلَّا فِيْمَا شَرَعَهٗ نَبِيُّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمَّا اَمَرَنِيْ الْفُقَرَاءُ عَلٰى حِزْبِ سَيِّدِيْ اَبِي الْحَسَنِ الشَّاذِلِيِّ الْمُسَمّٰى بِحِزْبِ الْبَحْرِ قَالَ الشَّيْخُ وَاللّٰهِ لَقَدْ اَخَذْتُهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ حَرْفًا بِحَرْفٍ اَنْتَهٰى فَاِنْ كُنْتَ يَا اَخِيْ مِنْ اَهْلِ هٰذَا الْمَقَامِ فَاَسْتَعْمِلْ فَاِنَّكَ خَيْرٌ بِاِذْنِ الْاِتْيَانِ وَقَدْ فِي الشَّرِيْعَةِ غُنْيَةٌ مِّنْ ذٰلِكَ انتہی

برائی عین و نظر یہ وہی عزیمت ہے جو گذر چکی عَزَمْتُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الْعَيْنُ اِلٰى تَخِيْرِهَا مگر اسکا شروع یوں ہے بِسْمِ اللّٰهِ وَلَا بَكَرَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۲ بار پہر فاتحہ پہر دعا اس میں تاگا ناپتے ہیں۔ اگر کم یا زیادہ ہوا تو نظر ہے ورنہ فلا یعنی اسکا تجربہ بارہا کیا ہمیشہ صحیح و مجرب پایا۔ ولللہ الحمد

تعویذ نیپ اسکو لکھکر زور پچھوم کے باندہ سے باذن خدا جلد صحت ہو جاتی ہے یہ وہی دعا ہے جسمیں حدم آیا ہے اور قول جمیل سے نقل ہو چکی ہے اور مجرب سطور کیمجربہ تہا بار آزما چکا ہے ولللہ الحمد

والیضا برائے حمی آیات تخفیف کو لکھکر باندہ سے جلد اچھا ہو جائیگا ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

غیبی معلومات کیلئے

دریا کے سکون کیلئے

حزب البحر

حزب البحر فضائل

نظر بد سے بچنے

بچھو کا تعویز

جلد صحت پانے کے لیے

کدخمة یریدُ اللّٰهُ اَنْ یُّخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا اَلْاٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِیْكُمْ ضَعْفًا ان سے پہلے بسم اللہ اور آخر میں درود لکھے اور اگر اس آیت کو زیادہ کریں تو اور بھی احسن تر ہے قُلْنَا یٰنَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰۤی اِبْرٰهِیْمَ اور اگر اس آیت کو بھی اضافہ کریں رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ وقولہ تعالیٰ وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ وَاِنْ یَّمْسَسْكَ بِخَیْرٍ فَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور ذکر اسکا مجمل پہلے بھی ہو چکا ہے ۱۲

حجاب القرناء والتوابع یہ ایک حجاب عظیم ہے مثل اس کے ذخائر میں نہیں ملتا بارہا اسکو کیا صحیح پایا ولد الحمد ماہ سوم یا پنجم یا ہفتم میں لکھے اور لمس حروف سے بچے اور کاتب طہارت کامل پر ہو اور اسکو ورق عتیق پر مثل حجاب کے ٹکڑوں پہلے بسم اللہ لکھے ۵ بار پھر صلی اللہ علی محمد ۱۰ بار پھر لا الٰہ الا اللہ ۱۰ بار پھر محمد رسول اللہ ۷ بار پھر آمنت باللہ ۵ بار پھر واعتصمت باللہ ۵۳ بار پھر حسبی اللہ ۷ بار پھر توکلت علی الحی الذی لا یموت ۴۰ بار پھر لاحول ولا قوۃ الا باللہ ۱۰ بار پھر آیۃ الکرسی تا خالدون پھر للہ ما فی السموات وما فی الارض تا آخر سورۃ تمام وکمال

برائے رعاف یعنی خون بینی اس آیت کو اِنَّ اللّٰهَ یُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَقِیْلَ یٰۤاَرْضُ ابْلَعِیْ مَآءَكِ وَیٰسَمَآءُ اَقْلِعِیْ وَغِیْضَ الْمَآءُ لکھ کر سر پر شخص مرعوف کے رکھ کر ان آیات کو پڑھ کر یوں کہے کَفٰی اَیُّهَا الرُّعَافُ بِحَقِّ اللّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ الْعَزِیْزِ الْجَبَّارِ اسکو دیربی نے مجرب کہا ہے

برائے قوت جماع سبز لوبیے کے پتے لیکر شکر سفید کے ساتھ کوٹ کر چند بار لگاتار استعمال کرے مقوی مجرب صحیح ہے۔

برائے شے ضائع شدہ یا حفیظ ایک سو انیس بار بغیر زیادت و نقصان پڑھ کر یوں کہے اِنَّهَاۤ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِیْ صَخْرَةٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِهَا اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ اسکو بھی ایک سو انیس بار پڑھے اللہ تعالیٰ اس ضائع کو پھیر لائیگا۔ اور ضائع ہونے سے محفوظ رہیگا۔ صحیح مجرب ہے ایک جماعت سلف وقت تلف ہونے کسی شے کے سورہ والضحیٰ پڑھتے تھے وہ شے ان کو مل جاتی تھی وَقَدْ تَقَدَّمَ هٰذَا فِیْ هٰذَا الرِّسَالَةِ

برائے شناخت دزد دو آدمی آمنے سامنے بیٹھکر ایک ابریق کو سیا تین پر اٹھائیں اور نام متہم کا ابریق پر لکھیں اور سورہ یٰس وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُكْرَمِیْنَ تک پڑھیں۔ اگر وہی شخص دزد ہے تو ابریق کو گردش ہوگی۔ ورنہ اسکا نام مٹا کر دوسرے شخص متہم کا نام لکھیں واحد ابعد واحد جس کے نام پر ابریق پھر جائے وہی سارق ہے۔ وَذٰلِكَ مُجَرَّبٌ صَحِیْحٌ وَقَدْ جَرَّبَ وَصَحَّ

برائے طرد ہوام و حشرات و نمل و ہوش چار پرچہ کاغذ پر لکھ کر اس جگہ میں چپکا دے جہاں یہ چیزیں

ـــــــــــــــــــــــ

سے پارہ ... سورہ بقرہ رکوع ... سے پارہ سوم سورہ بقرہ رکوع ... ۱۲

جو ن یٰس والقرآن ص والقرآن ق والقرآن کو اَنزَلنَا هٰذَا القُراٰن لَئِن لَم تَنتَهُوا لَنَرجُمَنَّكُم وَلَيَمَسَّنَّكُم مِنَّا عَذَابٌ اَلِيمٌ اِذهَب اَيُّهَا البَقُّ وَالبَرغُوثُ وَالنَّملُ بِاِذنِ المَلِكِ الحَقِّ وَبِاَنفِسَةٍ حَولَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ العَلِيِّ العَظِيمِ پھر ان اوراق کو بیان ذکر کے حصے سے بچو کر

فصل اعمال مجربات امام شیخ محمد بن یوسف سنوسی حسنی رحمہ اللہ تعالیٰ

برائی درازی عمر وحفظ از مرگ۔ جو شخص ان آیت شریف سورہ توبہ کو لَقَد جَاءَكُم رَسُولٌ مِن اَنفُسِكُم عَزِيزٌ عَلَيهِ مَا عَنِتُّم حَرِيصٌ عَلَيكُم بِالمُؤمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ فَاِن تَوَلَّوا فَقُل حَسبِيَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيهِ تَوَكَّلتُ وَهُوَ رَبُّ العَرشِ العَظِيمِ دن یا رات میں پڑھے گا۔ او سدق نہ مریگا نہ مقتول ہوگا نہ کوئی زخم آہن اسکو لگیگا قرطبی نے اسکو کنز الابرار میں حکایت کیا ہے یہ روایت جب بعض صالحین کو پہونچی اپنی بیماری میں اسکو پڑھنا شروع کیا گمان ہوتا ہے کہ وہ شخص ہفتاد سالہ تھا وہ ہمیشہ اسکو پڑھتا ایک سو تین برس تک زندہ رہا جب اللہ نے اسکا مرنا چاہا حضرت کو خواب میں دیکھا فرمایا کب تو ہم سے بھاگتا رہیگا اس نے آیت کا پڑھنا چھوڑ دیا وہ مر گیا۔ فَسُبحَانَ مَن يَمحُو مَا يَشَاءُ وَيُثبِتُ وَعِندَهُ اُمُّ الكِتَابِ

برائی جمع میان احبہ جس شخص کا دل کسی مکان خاص سے متعلق ہو یا کسی شئے گمشدہ سے اور چاہے کہ اجتماع حاصل ہو تو صدق نیت سے یوں کہے اَللّٰهُمَّ يَا جَامِعَ النَّاسِ لِيَومٍ لَا رَيبَ فِيهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخلِفُ المِيعَادَ اِجمَع بَينِي وَبَينَ كَذَا وَكَذَا اللہ قادر ہے ہر شئے پر درمیان اس کے اور اس شخص کے اجتماع بخشے گا۔ وَهُوَ عَجِيبٌ جِدًّا وَفِيهِ سِرٌّ لَطِيفٌ لِاَربَابِ الجَمعِ بَعدَ الفِرَاقِ وَلِمَن يُرِيدُ الجَمعَ بَينَ فُنُونِ العِلمِ وَالتَّمَكُّنَ فِي جَمِيعِ المَقَامَاتِ وَالاَحوَالِ الشَّرِيفَةِ وَبِاللّٰهِ

برائی قوت طاعت ایک پارچہ ریشم سفید پر نام وَدُودٌ لکھے اور محمد رسول اللہ ۳۵ بار اور الحمد سورہ ۳۵ بار بعد نماز جمعہ کے لکھے اللہ اسکو قوت طاعت و بر بخشیگا اور ہمراہ شیاطین سے کفایت کریگا۔ اور جو شخص اس کتابت کو اپنے پاس رکھے گا اسکی ہیبت لوگوں کے دلوں میں ہوگی اور جو شخص ہر دن وقت طلوع آفتاب کے ہمیشہ اس میں نظر کرتا رہے گا۔ اور حضرت پر درود بھیجے گا وہ حضرت کو کثرت سے خواب میں دیکھے گا

برائے رویت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم در خواب دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں فاتحہ ایکبار اور سورہ اخلاص سو بار پڑھکر تین بار یوں کہے یا محسن یا مجمل یا منعم یا متفضل ارنی وجہ نبیک محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو حضرت کی رویت ہوگی

"زیارت رسول سے ملا ایک خاص عمل"

"فقر، تنگی معاش کو دور کرنے کیلئے"

"دائیں ران پر آدم اور بائیں پر حوا لکھیں، احتلام سے بچیں گا...!"

"آیات شفاء"

۱۲۸

برکتہ سنوسی نے کہا فَمَدَاوِمْ عَلٰی ھٰذَا تَجِدْ بَرَکَتَہٗ فِی اَقْلِیلٍ مِنَ التَّجْرِبَۃِ وَھُوَ عَجِیْبٌ جِدًّا رَزَقَنَا اللّٰہُ رِزْقًا حَلَالًا لَا اِثْمَ فِیْہِ وَلَا تَبَاعَۃَ بِمَنِّہٖ وَکَرَمِہٖ

برائے قضاء حاجت ابوعبداللہ مغربی نے کہا ہے میں نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا عرض کیا کہ میری ایک حاجت ہے میں کس چیز سے توسل کروں فرمایا جس کو کچھ حاجت ہو وہ سجدے میں با شامہ ساب چالیس بار دعاء یونس علیہ السلام کہے اسکی دعا قبول ہوگی۔ رَوَاہُ الْحَافِظُ عَنْ اَبِی اِسْحَاقَ اِبْرَاھِیْمَ بْنِ شَیْبَانَ اور حدیث میں آیا ہے۔ مَنْ دَعَا بِدَعْوَۃِ یُوْنُسَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اُسْتُجِیْبَ لَہٗ طریقہ اس کے ختم و دعا کا پہلے اس رسالہ میں گذر چکا ہے ؛

برائے تفریج ہر کربت جسکو کوئی فکر یا تنگی معاش یا بلا پہونچے وہ ان کلمات کو لکھکر آب رواں میں ڈالدے اللہ تعالیٰ اس سے ہم دور کرے گا۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مِنَ الْعَبْدِ الذَّلِیْلِ الْفَقِیْرِ اِلَی الْمَوْلَی الْجَلِیْلِ رَبِّ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ اَللّٰھُمَّ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِکْشِفْ ضُرِّیْ وَھَمِّیْ وَفَرِّجْ عَنِّیْ غَمِّیْ یہ عمل منجملہ فوائد مجربہ کے ہے ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ ان کلمات کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ خَوْفَ الْعَالِمِیْنَ بِکَ وَعِلْمَ الْخَائِفِیْنَ مِنْکَ وَیَقِیْنَ الْمُتَوَکِّلِیْنَ عَلَیْکَ اس کے کہنے سے فرج ہم قریب عین طول فرح ہوگا سنوسی نے کہا تُحِلُّ ذَالِکَ التَّجْرِبَۃُ بِسُھُوْلَۃٍ انتہیٰ

برائے حفظ از احتلام سوتے وقت وَالسَّمَاۗءِ وَالطَّارِقِ تا حافظ پڑھے پھر کہے صَدَقَ اللّٰہُ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَکَذَبَ الشَّیْطَانُ وَحْدَہٗ اسکو احتلام نہ ہوگا اسی طرح اگر داہنی ران پر آدم اور بائیں ران پر حوا ؑ لکھے گا تو بھی احتلام سے بچا رہیگا

آیات شفاء ان آیات کو لکھکر استعمال میں لائے سنوسی کہتے ہیں۔ فَاِنِ اسْتَعْمَلْتَھَا لِلْحُمّٰی بَعْدَ الْمَغْرِبِ کَتَبْتَ لَہٗ الْاٰیَاتِ وَشَرِبَھَا اَیَّامًا فَیَبْرَءُ وَتَرْقِیْ بِھَا اَیَّامًا فَیَبْرَءُ وَلَمْ یَبْقَ بِہٖ اَثَرٌ وَیَنْبَغِیْ لِکَاتِبِھَا اَنْ یَّتَحَقَّقَ الشِّفَاءَ بِبَرَکَۃِ کَلَامِ اللّٰہِ وَکَلَامِ رَسُوْلِہٖ وَلَا یُعْطِیْ الْاَجْرَ عَلٰی مِقْدَارِ نِیَّۃِ صَاحِبِھَا وَھِیَ وَیَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ قُلْ ھُوَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ھُدًی وَّشِفَاۗءٌ وَشِفَاۗءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ھُوَ شِفَاۗءٌ وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِھَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُہٗ فِیْہِ شِفَاۗءٌ لِّلنَّاسِ وَاِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِیْنِ وَقَدْ مَرِضَ وَلَدٌ لِبَعْضِ الصَّالِحِیْنَ بِالْحُمّٰی فَاَعْیَا الْاَطِبَّاۗءَ دَاۗؤُہٗ فَرَاٰی اَبُوْہُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی النَّوْمِ فَشَکَا لَہٗ مَرَضَ وَلَدِہٖ فَقَالَ لَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَیْنَ اَنْتَ مِنْ اٰیَاتِ الشِّفَاۗءِ فَکَتَبَھَا لَہٗ اَبُوْہُ فِیْ اِنَاۗءٍ وَسَقَاھَا لِوَلَدِہٖ فَبَرِیَ فِی الْحِیْنِ تَسْاَلُہٗ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی الشِّفَاۗءَ لَنَا وَلَکُمْ مِنْ

ے والسماء والطارق وما ادرٰک ما الطارق النجم الثاقب ان کل نفس لما علیہا حافظ ۱۲

هٰذِهِ الَّذِيْنَ بِجَاهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَاءَ نَفْسِهِ وَزِنَةَ عَرْشِهِ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ انتہی میں کہتا ہوں کہ یہ حکایت مرض ولد کی قشیری رح سے ماثور ہے اور ذکران آیات کا پیشتر ہو چکا مجھکو بھی تجربہ ان کا شفاء مرض میں حاصل ہو چکا ہے وللہ الحمد

برائے استحصال خیرات دارین اسماء الٰہی مفصلہ ذیل کو کہ بیس نام مبارک ہیں۔ اپنا ورد روزانہ مقرر کرے یَا اَللّٰهُ یَا سَمِیْعُ یَا عَلِیْمُ یَا سَرِیْعُ یَا وَاسِعُ یَا عَدْلُ یَا عَلِیُّ یَا عَلِیْمُ یَا مُتَعَالُ یَا عَزِیْزُ یَا غَفُوْرُ یَا بَاعِثُ یَا فَعَّالُ یَا رَافِعُ یَا مُعِیْدُ یَا مَعْبُوْدُ یَا مَانِعُ یَا نَافِعُ یَا جَامِعُ یَا بَدِیْعُ سنوسی کہتے ہیں وَمِنَ الذَّخَائِرِ النَّفِیْسَةِ اَنَّ مَنْ ذَکَرَ هٰذِهِ الْاَسْمَاءَ کُلَّ یَوْمٍ عِنْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ سَبْعًا وَسَبْعِیْنَ مَرَّةً وَکَانَتْ مِنْ جُمْلَةِ وِرْدِهِ یَرٰی بِبَرَکَتِهَا مِنَ الْخَیْرَاتِ فِیْ دِیْنِهِ وَدُنْیَاهُ وَنَفْسِهِ اَشْیَاءَ عَجِیْبَةً مِنْهَا لَا تَکَادُ هِمَّتُهٗ تَتَعَلَّقُ بِاَحَدٍ مِنَ الْخَلْقِ وَسَخَّرَ اللّٰهُ لَهُ الْخَلْقَ یُحِبُّوْنَهٗ وَهِیَ عِشْرُوْنَ اِسْمًا فَهُوَ عَجِیْبٌ انتہی

ا	ل	م	ص
ل	م	ص	ا
م	ص	ا	ل
ص	ا	ل	م

برائے رویت حبیب زندہ یا مردہ پاک لباس سفید و فراش پاک پر علیحدہ اہل خانہ سے سونے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھے رکعت اولی میں بعد فاتحہ سورہ والشمس وضحٰھا سات بار دوسری رکعت میں بعد فاتحہ واللیل اذا یغشٰی سات بار پھر سلام پھیر کر تعبد طاعت درود پڑھے اور یہ خاتم لکھکر نیچے سر کے رکھہ سو جائے بحکم خدا جس امر کی نیت ہوگی وہ ظاہر ہوگا خاتم یہ ہے۔

اور اگر یہ مطلب ہو کہ خواب میں غائب کو دیکھے اور معلوم کرے کہ وہ مردہ ہے یا زندہ یا اس سے کچھ سوال کرنا چاہے تو وقت خواب کے وضو کر کے جامہ پاک پہنکر فراش طاہر پر رو بقبلہ جانب یمین پر آرام کرے کہ سات بار والشمس وضحٰھا اور سات بار واللیل اذا یغشٰی اور سات بار والتین اور سات بار قل ہو اللہ پڑھے پھر کہے اَللّٰهُمَّ اَرِنِیْ فِیْ مَنَامِیْ کَذَا وَکَذَا وَاجْعَلْ لِّیْ مِنْ اَمْرِیْ فَرَجًا وَّمَخْرَجًا وَّاَرِنِیْ فِیْ مَنَامِیْ مَا اَسْتَدِلُّ بِهٖ عَلٰی اِجَابَةِ دَعْوَتِیْ اگر پہلی رات کچھ دیکھے تو فبہا ورنہ دوسری تیسری ساتویں رات تک ضرور ہی کچھ معلوم ہوگا۔ اگر کچھ بھی نظر نہ آیا تو جان لینا چاہیے کہ عمل میں کچھ فرق پڑا سنوسی کہتے ہیں انہ مجرب صحیح

برائے زیادت عمر و نجات از سوء خاتمہ و نصرت بر دشمن و وسعت رزق صبح و شام میں تین بار یہ کلمات کہا کرے سُبْحَانَ اللّٰهِ مِلْءَ الْمِیْزَانِ وَمُنْتَهَى الْعِلْمِ وَمَبْلَغَ الرِّضٰی وَزِنَةَ الْعَرْشِ تمت

حفیظ جو شخص اسکو سات بار سفر میں کہکر ہاتھ سے ہر چہار طرف اشارہ کریگا۔ وہ ہر بلائی سے محفوظ رہیگا۔ اگر سامان و صندوق میں اسکو لکھہ کر رکھے گا تو چوری سے امن میں رہے گا۔

اَللّٰهُ حَفِیْظٌ لَطِیْفٌ قَدِیْمٌ اَزَلِیٌّ حَیٌّ قَیُّوْمٌ لَا یَنَامُ انتہی

"سعادت دارین کے حصول کیلیے"

"زندہ یا مردہ محبوب سے ملاقات"

"خواب میں غائب سے ملاقات"

"عمر میں برکت، اور سوء خاتمہ سے نجات"

"چوری سے امن"

ب	ط	د
ز	٥	ح
د	ا	ح

ایضاً برائے تسہیل ولادت ان کلمات کو ایک پرچہ کاغذ پر لکھ کر عورت کے باندھے اسکو بعض اہل علم نے مجرب صحیح کہا ہے مجھکو اسمیں فقط اتنا تامل ہوا کرتا ہے کہ ان حروف میں کوئی امر خلاف شرع نہ ہو اسلئے کہ معنے ان کے معلوم ہیں اور نہ الفاظ مفہوم لیکن اس بنیاد پر کہ یہ عمل ان علماء عاملین کا ہے جو شرک وبدعت سے ظاہر ابراءت رکھتے ہیں امید ہوتی ہے کہ موافق حق ہوں وقد جرب وصح باذن اللہ واللہ اعلم۔ اور اس رسالہ میں حروف واعداد واوفاق کا ذکر کرنا ایک قلم حذف رکھا ہے اور حتی الامکان اعمال آیات یا کلمات متضمنہ توحید خالص کو الفاظ مشائخ سے اختیار کیا گیا ہے۔

برائے تپ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بَرَاءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ لِفُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ مِنْ كُلِّ مَا يَعْرِضُ لَهٗ بِاِذْنِ اللّٰهِ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ الٰی قولہ الْاَخْسَرِيْنَ اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا الٰی قولہ قَدِيْرٌ اس کو لکھ کر گلے میں محموم کے لٹکاوے ان شاء اللہ تعالیٰ صحت ہو جائیگی

برائے دفع جن اس آیت شریف کو لکھ کر مجنون پر لٹکاوے باذن خدا جن بھاگ جائیگا لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ تا آخر سورت قُلْ اُوْحِيَ الٰی شَطَطًا

برائے دفع وسوسۂ شیطان جو شخص یہ چاہے کہ اللہ تعالیٰ درمیان اسکے اور درمیان وسوسۂ شیطان کے حائل ہو جائے وہ یہ دعا پڑھے يَا اللّٰهُ الرَّقِيْبُ الْحَفِيْظُ الرَّءُوْفُ الرَّحِيْمُ يَا اللّٰهُ ذُو الْحِلْمِ الْحَلِيْمُ الرَّءُوْفُ الْكَرِيْمُ يَا اللّٰهُ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ الْقَائِمُ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ حُلْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ عَدُوِّكَ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا اَحَاطَ بِهٖ عِلْمُكَ وَاَحْصَاهُ كِتَابُكَ هٰذَا اٰخِرُ مَا ذَكَرَهُ السَّنُوْسِيُّ

فصل بیان میں اذکار واد عیہ ماثورہ کے کتاب عدۃ الحصن الحصین سے بروایات صحیحہ مرفوعہ اللہم خففنا بذلک

دعائے صبح وشام اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۳ بار بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۳ بار اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۳ بار قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۳ بار اَللّٰهُمَّ بِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ اَمْسَيْنَا وَبِكَ نَحْيٰى وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَيْكَ النُّشُوْرُ وقت شب کے اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِيْ دِيْنِيْ وَدُنْيَايَ وَاَهْلِيْ وَمَالِيْ اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِيْ وَاٰمِنْ رَوْعَاتِيْ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِيْ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِيْ وَعَنْ يَمِيْنِيْ وَعَنْ شِمَالِيْ وَمِنْ فَوْقِيْ وَاَعُوْذُ بِعَظَمَتِكَ اَنْ اُغْتَالَ مِنْ تَحْتِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۱۰ بار یا سو بار یا دو سو بار رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا ۳ بار يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ اَصْلِحْ لِيْ شَاْنِيْ كُلَّهٗ وَلَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ

"برائے دفع جن"

"شیطانی وسوسوں سے نجات"

"حصن حصین کے صبح و شام کے اذکار"

الدا والدوا ۱۳۲ ”دشمن بھاگ گیا“

دیکھا فرمایا تو کیا چاہتا ہے عرض کیا کہ اہل اسلام و مسلمانوں کے لئے دعا کیجئے حضرت نے ہاتھ اٹھا کر دعا کرکے ہاتھ منہ پر پھیرا شب چہار شنبہ کو یہ واقع ہوا شب یک شنبہ کو دشمن بھاگ گیا اللہ نے اس کتاب کی برکت سے تفریج کرب مسلمین فرمائی ۷۹۱ھ میں اس تالیف سے وہ فارغ ہوئے تھے دمشق ہر طرف سے حصار سخت میں تھا دروازے شہر کے پتھروں سے چن دیئے گئے تھے رسد آب و دانہ کی شدت تھی ہر شخص کو اپنی جان و مال پر خوف تھا اور خلق کو لوٹ چکے تھے اس کتاب کی برکت سے وہ حالت جاتی رہی کسی نے خوب کہا ہے

اِنْ نَابَكَ الْاَمْرُ الْمَهُوْلُ وَاذْكُرُ الْاَحْيَاءَ يُنَادِيْنَا وَ اِذَا الْتَقَى بَابُ مُلْكِكَ وَقَدْ ذُدْتُكَ الْحِصْنَ الْحَصِيْنَا

یہ کتاب تالیف کے دن سے اس دم تک شرقاً و غرباً وظیفہ اہل علم رہا ہے اس کے تاثیرات سب پر روشن ہیں طریق اسکی دعوت کا بعض راسخین سے اس طرح پر مروی ہے کہ شب پنجشنبہ کو بعد نماز فرض یا سنت یا نفل کے شروع کرے شروع سے پہلے حضرت پر درود بھیجے شب یکشنبہ کو تمام کرے یا پنجشنبہ کو شروع کرکے روز یکشنبہ کو ختم کرے یہ چار دن ہوئے پہلے دن اول کتاب سے کیفیت صلوۃ تک پڑھے دوسرے دن وہاں سے تا قولہ اِذَا اَكَلَ بَاكُوْرَةَ ثَمْرَةٍ تیسرے دن فَصْلُ الْاَدْعِيَةِ الَّتِي هِيَ غَيْرُ مَخْصُوْصَةٍ تک چوتھے دن تا آخر کتاب پھر اول کتاب سے شروع کرے اور ہر چہار دن میں پورا کرے حصص مذکورہ پر خواہ یہ ختم ایک بار کرے یا سات بار یا چالیس بار اور یہ اتم ہے اجابت میں لیکن ساتھ حضور دل کے اور یقین اجابت کے اور حروف علامات کو انہیں حرکات سے جو اسامی اصلیہ میں واقع ہوئے ہیں پڑھے حال اسکتاب کے شروح کا کتاب اتحاف النبلا میں لکھا ہے اسکتاب کا ایک ملخص ہے جو خود جزری نے کیا ہے اور اسکا نام عدۃ الحصن الحصین رکھا ہے اس میں التزام روایات صحیحہ قویہ کا کیا ہے فی الحال وہ تلخیص حسب فرمائش میرے طبع ہونے والی ہے ملحق بقرآن شریف اگر کسی سے ختم اصل کتاب کا نہ ہو سکے تو پھر اسی ملخص پر اکتفا کرے ان شاء اللہ تعالیٰ اسنا فرِ بے شمار اور رفع کرب و بلایا میں اثر عظیم پائیگا۔ میرا جہاز سفر حج میں ڈوبنے اور ٹوٹنے کو تھا حصن حصین کو ایک بار ختم کیا وہ ہی بلا رعایت اسی دعوت کے اللہ نے مجھکو صحیح سالم مکہ معظمہ پہونچا دیا وللہ الحمد

”حصن حصین کی خاص ترتیب“

دلائل الخیرات

”صاحب دلائل الخیرات کے حالات زندگی“

یہ کتاب امام ابو محمد عبداللہ بن محمد بن سلیمان جزولی شریف حسنی رح کی صیغہائے صلوۃ میں تالیف ہے اور اہل علم میں متداول اگرچہ بعض محققین نے اس کے بعض الفاظ پر انتقاد کیا ہے لیکن اکثر لوگ اسکی سند شیوخ سے لیتے ہیں۔ اور ایک ہفتہ میں اسکا وظیفہ ختم کرتے ہیں مؤلف رح نے چودہ برس خلوت میں عبادت کی ایک خلق کثیر نے ان کے ہاتھ پر توبہ کی تھی انکے کرامات معروف ہیں شارح دلائل محمد مہدی نے کہا ہے وَكَانَ وَاقِفًا عِنْدَ حُدُوْدِ اللّٰهِ عَامِلًا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ تُوُفِّيَ مَسْمُوْمًا فِيْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ إِمَّا فِي السَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ مِنَ الرَّكْعَةِ الْأُوْلٰى أَوْ فِي السَّجْدَةِ الْأُوْلٰى مِنَ الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ سَادِسَ عَشَرَ رَبِيْعِ الْأَوَّلِ عَامَ سَبْعِيْنَ وَثَمَانِمِائَةٍ ثُمَّ بَعْدَ سَبْعٍ وَسَبْعِيْنَ سَنَةً مِنْ مَوْتِهٖ نُقِلَ مِنْ سُوْسٍ إِلٰى مَرَّاكُشَ فَدُفِنَ [illegible] مِنْهَا وَلَمَّا أَخْرَجُوْهُ مِنْ قَبْرِهٖ بِسُوْسٍ وَجَدُوْهُ كَهَيْئَتِهٖ يَوْمَ دُفِنَ لَمْ تُغَيِّرْ عَلَيْهِ الْأَرْضُ وَلَمْ يُغَيِّرْ طُوْلُ الزَّمَانِ مِنْ أَحْوَالِهٖ شَيْئًا وَأَثَرُ الْحَلْقِ مِنْ شَعْرِ رَأْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ ظَاهِرٌ كَحَالَةِ يَوْمِ مَوْتِهٖ إِذْ كَانَ قَرِيْبَ عَهْدٍ بِالْحَلْقِ وَقَبْرُهٗ بِمَرَّاكُشَ عَلَيْهِ جَلَالَةٌ عَظِيْمَةٌ وَمَهَابَةٌ كَبِيْرَةٌ وَسَطْوَةٌ ظَاهِرَةٌ وَالنَّاسُ يَزْدَحِمُوْنَ عَلَيْهِ وَيُكْثِرُوْنَ مِنْ قِرَاءَةِ دَلَائِلِ الْخَيْرَاتِ عِنْدَهٗ، وَثَبَتَ أَنَّ رَائِحَةَ الْمِسْكِ تُوْجَدُ مِنْ قَبْرِهٖ مِنْ كَثْرَةِ صَلٰوتِهٖ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَرِيْقَتُهٗ شَاذِلِيَّةٌ وَلَهٗ كَرَامَاتٌ كَثِيْرَةٌ فِي الطَّرِيْقِ انْتَهٰى مُلَخَّصًا مِنْ شَرْحِهِ الْمُسَمّٰى بِمَطَالِعِ الْمَسَرَّاتِ فَهٰكَذَا وُجِدَ بِخَطِّ سَيِّدِي الْوَالِدِ الْمَرْحُوْمِ حَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ الْحُسَيْنِيِّ الْبُخَارِيِّ الْقَنُّوْجِيِّ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى

والد مغفور کو اجازت اس کتاب کی شیخ عبدالحق بن فضل اللہ سے حاصل تھی۔ اس قسم کی کتابیں اور بھی بہت ہیں جیسے جواہر مضیئہ اور شفاء الاسقام وغیرہ لیکن شہرت و مقبولیت یہ کتاب ہے۔ البتہ اس میں شک نہیں ہے کہ صیغ ماثورہ کی قرات افضل و اکمل ہے صیغ غیر ماثورہ سے اگرچہ انشاء صیغ صحیحۃ المعانی فصیحۃ المبانی کو اہل علم نے جائز رکھا ہے تمام بحث اس مقام کی ہماری کتاب کے ہر چہار اعل ہون لائق استعاطہ کے ہیں۔ جیسے کہ قبل عرش اللہ وغیرہا قاری کو چاہیے کہ عوض ان کے الفاظ ماثورہ اختیار کرے تاکہ ضیق خلاف سے عافیت میں رہے۔ واللہ التوفیق

برائے دفع سحر و حرز از شیطان و دزدان و درندہا

الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ أُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ اَللّٰهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَأْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ إِلَّا بِإِذْنِهٖ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ إِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ لَآ إِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ إِلَى النُّوْرِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا أَوْلِيٰٓـؤُهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ

" دلائل الخیرات کی اجازت "

" جادو، شیطان، چور اور درندوں سے حفاظت "

إلى الظلمات أولئك أصحاب النار هم فيها خالدون لله ما في السموات وما في الأرض وإن تبدوا
ما في أنفسكم أو تخفوه يحاسبكم به الله فيغفر لمن يشاء ويعذب من يشاء والله على كل
شيء قدير آمن الرسول بما أنزل إليه من ربه والمؤمنون كل آمن بالله وملائكته
وكتبه ورسله لا نفرق بين أحد من رسله وقالوا سمعنا وأطعنا غفرانك ربنا
وإليك المصير لا يكلف الله نفسا إلا وسعها لها ما كسبت وعليها ما اكتسبت ربنا
لا تؤاخذنا إن نسينا أو أخطأنا ربنا ولا تحمل علينا إصرا كما حملته على الذين
من قبلنا ربنا ولا تحملنا ما لا طاقة لنا به واعف عنا واغفر لنا وارحمنا أنت
مولانا فانصرنا على القوم الكافرين إن ربكم الله الذي خلق السموات والأرض في
ستة أيام ثم استوى على العرش يغشي الليل النهار يطلبه حثيثا والشمس
والقمر والنجوم مسخرات بأمره ألا له الخلق وألا له الخلق والأمر تبارك
الله رب العالمين ادعوا ربكم تضرعا وخفية إنه لا يحب المعتدين ولا تفسدوا
في الأرض بعد إصلاحها وادعوه خوفا وطمعا إن رحمت الله قريب من المحسنين
قل ادعوا الله أو ادعوا الرحمن أيا ما تدعوا فله الأسماء الحسنى ولا تجهر بصلاتك ولا
تخافت بها وابتغ بين ذلك سبيلا وقل الحمد لله الذي لم يتخذ ولدا ولم
يكن له شريك في الملك ولم يكن له ولي من الذل وكبره تكبيرا والصافات صفا
فالزاجرات زجرا فالتاليات ذكرا إن إلهكم لواحد رب السموات والأرض وما
بينهما ورب المشارق إنا زينا السماء الدنيا بزينة الكواكب وحفظا من كل شيطان
مارد لا يسمعون إلى الملإ الأعلى ويقذفون من كل جانب دحورا ولهم عذاب
واصب إلا من خطف الخطفة فأتبعه شهاب ثاقب فاستفتهم أهم أشد خلقا
أم من خلقنا إنا خلقناهم من طين لازب يا معشر الجن والإنس إن استطعتم
أن تنفذوا من أقطار السموات والأرض فانفذوا لا تنفذون إلا بسلطان فبأي
آلاء ربكما تكذبان يرسل عليكما شواظ من نار ونحاس فلا تنتصران لو أنزلنا
هذا القرآن على جبل لرأيته خاشعا متصدعا من خشية الله وتلك الأمثال
نضربها للناس لعلهم يتفكرون هو الله الذي لا إله إلا هو عالم الغيب والشهادة
هو الرحمن الرحيم هو الله الذي لا إله إلا هو الملك القدوس السلام
المؤمن المهيمن العزيز الجبار المتكبر سبحان الله عما يشركون هو الله الخالق
البارئ المصور له الأسماء الحسنى يسبح له ما في السموات والأرض وهو العزيز

الحکیم قل اوحی الی انہ استمع نفر من الجن فقالوا انا سمعنا قرانا عجبا یھدی الی الرشد فامنا بہ ولن نشرک بربنا احدا وانہ تعالی جد ربنا ما اتخذ صاحبۃ ولا ولدا وانہ کان یقول سفیھنا علی اللہ شططا ۝

خاتمہ

اس رسالے میں باب اول سے تا آخر باب پنجم جو آیات وادعیہ واعمال لکھے گئے ہیں۔ صورت انکی اجازت کی[1] تو یہ کہ اسطرح پر ہے۔ کہ آیات کتاب عزیز واحادیث سنن مطہرہ کیلئے اعمال واستعمال میں ضرورت اجازت کی نہیں ہے اسلئے کہ اللہ ورسول کا کلام جس مقصد وکام کیلئے عمل میں آئیگا بشرط رعایت آداب وحسن اعتقاد کے اثر کامل عاجلا وآجلا بخشیگا معہذا اجازت تمسک بالقرآن کی خود رسول اللہ صلعم سے بلفظ حدیث ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بہما کتاب اللہ وسنۃ رسولہ رواہ مالک فی الموطا مرسلا ثابت ہے اور یہی حدیث اجازت استعمال واعمال سنن پر بھی دلیل ہے بلکہ جتنی احادیث صحیح درباره اعتصام بالکتاب والسنۃ ئی ہیں۔ اور کتب حدیث میں لکھی ہوئی ہیں۔ وہ سب دلیل ہیں اسی اجازت پر حدیث جابر میں مرفوعا آیا ہے۔ خیر الحدیث کتاب اللہ وخیر الھدی ھدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم الخ رواہ مسلم اور حدیث عرباض بن ساریہ میں فرمایا ہے فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین تمسکوا بہا وعضوا علیہا بالنواجذ الحدیث رواہ احمد واھل السنن الا النسائی یہ نص ہے تمسک بالسنۃ پر اور اجازت عامہ ہے عمل بالحدیث پر اور حدیث ابراہیم عذری میں ارشاد کیا ہے یحمل ھذا العلم من کل خلف عدولہ ینفون عنہ تحریف الغالین وانتحال المبطلین وتاویل الجاہلین رواہ البیہقی فی کتاب المدخل مرسلا اس حدیث میں حاملان علم قرآن وحدیث کو عدول ٹھیرایا ہے اور نشان انکی عدل کا یہ فرمایا ہے کہ وہ نافی تحریف وانتحال وتاویل ہیں پس جب عالم میں یہ صفت موجود ہوگی۔ وہ زبان نبوت پر عدل ومعدل ہے۔ اور جب وہ عدل ٹھیرا تو اسکا عمل سراپا اثر نصفت ہوگا۔ وللہ الحمد الحاصل قرآن وحدیث پر عمل کرنے میں کچھ احتیاج کسی کی اجازت کی نہیں ہے حدیث کا صحیح ہونا کافی ہے اور جس عمل کی فضیلت یا تاثیر جس کلمہ کی حدیث میں آئی ہے اسکے پڑھنے اور پڑھانے اور دم کرنے اور لکھنے میں وہ اثر ضرور موجود ہوتا ہے اور ہمکو حکم ہے کہ جو بات ہمکو حضرت سے پہونچے ہم اسکو دوسرے تک اسیطرح بلا کم وبیش پہونچا دیں چنانچہ حدیث ابن مسعود میں فرمایا ہے نضر اللہ عبدا سمع مقالتی فحفظہا ووعاہا واداہا فرب حامل فقہ غیر فقیہ ورب حامل فقہ الی من ھو افقہ منہ الخ رواہ الشافعی والبیہقی فی المدخل ورواہ احمد والترمذی وابن ماجۃ والدارمی عن زید بن ثابت دوسرے لفظ اسکا یہ ہے نضر اللہ امرا سمع منا شیئا فبلغہ کما سمعہ فرب مبلغ اوعی من سامع رواہ الترمذی وابن ماجۃ ورواہ الدارمی عن ابی الدرداء ان احادیث میں حکم تبلیغ کا دیا ہے یہ شامل ہے ہر روایت وموعظت وذکر ودعا وعمل کو بلکہ حدیث ابن عمرو میں آیا ہے بلغوا عنی ولو آیۃ رواہ البخاری اور جو شخص کسیکو کسی طرح کا نفع پہنچائے اسکو خیر الناس کہا ہے اسلئے جو فوائد رسائل بنا فیہا رائج ہیں۔

[1] من اول الحسن ... الی القول العلی فعلنا ۱۲ منہ

ہ قال فی القول الجمیل کان سیدی الوالد علمہ الفاتحۃ وتعلیمہ اللہ ... والجمع ... واخذ

آخرت کے آیات واحادیث میں صحیح وثابت ہوتے ہیں۔ ان کو اس جگہ لکھا گیا اور بجا آوری ابلاغ میں آئی ؎

داویم ترا از گنج مقصود نشان   گر ما نرسیدیم تو باری برسی

علاوہ اسکے علماء محدثین میں اتصال سند واجازت کتب سنن کا طریقہ قدیما وحدیثا مروج وماثور ہے مجھکو اجازت کتب صحاح وسنن وغیرہا کی مشائخ حدیث سے حاصل ہے تفصیل ہیں اجمال کی کتاب سلسلۃ العسجد میں لکھی گئی ہے باقی وہ اعمال جو مشائخ طریقہ سے اسجگہ نقل کئے گئے ہیں منجملہ ان کے ایک کتاب الفوائد شیخ ابو العباس احمد بن عبد اللطیف شرجی حنفی رضی اللہ عنہ صاحب تجرید صحیح بخاری ہے انہوں نے یہ تجرید ۱۹ سنہ ہجری میں لکھی ہے شرجی رح اسانید علوم حدیث میں بہر شیخ الشیوخ ہیں سند کتاب سنن ابی داود وجامع ترمذی ونسائی وابن ماجہ وشفا قاضی عیاض وسلاح المومن ومشکوۃ المصابیح واحیاء العلوم وغیرہ وذلک میں نام انکا ضمن سند میں آتا ہے اسلئے یہ اعمال جو ان کی کتاب سے لکھے ہیں۔ داخل دائرہ اجازت ہیں اور جو اعمال کہ قول جمیل سے منقول ہیں انکی اجازت مستقل مولوی محمد یعقوب مہاجر مکی سے حاصل ہے اور وہ اعمال جو مرزا مظہر جان جاناں سے نقل کئے گئے ہیں وہ غالباً موافق قول جمیل کے موافق بعض احادیث ہیں۔ الا ماشاء اللہ تعالیٰ اور جو دو ایک عمال کتاب خزینۃ الاسرار سے حکایت کئے ہیں انکی اجازت مجھکو نہیں ہے لیکن وہ بھی دائرہ اذن سے باعتبار اخذ کے مشائخ صوفیہ سے خارج نہیں ہوسکتے ہیں۔ اور جس صورت میں کہ تعامل اعمال دسنت کا بلا اجازت خاصہ جاری ہے تو اعمال وعزائم مشائخ کا بھی استعمال کرنا ممکن ہے گو اجازت نہ ہو ہاں اتنی بات درکار ہو کہ شیخ کا مرتبہ معلوم ہو اور طریقہ مقررہ پر عمل میں لائی جائے ورنہ حسب احتیاط ورعایت آداب کیطرف سے عامل ومعمول لہ کے نہیں ہوتی ہے تو پھر عمل کتاب وسنت کا بھی اثر ظاہر نہیں ہوتا یہ قصور اپنی طرف سے ہے نہ دوسرے کیطرف کا اس رسالہ میں جسقدر اعمال ذکر کئے گئے ہیں غالبا وہ مجربات ہیں قدماء علماء ومشائخ نے انکا تجربہ کیا ہے اور بعض کا تجربہ مجھکو بھی حاصل ہوا ہے اور ایسے اعمال جنکی تجربے کا حال معلوم نہیں ہے وہ ایک دفتر میں بھی نہیں آسکتے ہیں اسلئے انکا ذکر ترک کردیا اسیطرح وہ تعاویذ وتعالیق داوفاق وعزائم جنکی صورت شرعی موافق ظاہر سنت کے نہیں تھی گو نفس الامر میں جائز العمل ہو اقرب الملل ہے انکو بھی چھوڑ دیا ہے اصح الصحیح والنفس نفیس وروح الروح کو اسجگہ ضبط کیا ہے میں ان ادعیہ واعمال کو اپنے لئے اور اپنی اولاد کیلئے ضرور عمل میں لایا کریں یا جس کسی مسلمان کو طرف انکو حاجت ہو اسکو لئے یہ عمل کردیا کریں۔ کہ خیر الناس من ینفع الناس اور ان اعمال کی قدر ومیمنت سمجھیں انشاء اللہ تعالیٰ برکات ومنافع وعجائب انکو ظاہر ہونگے۔

وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ وَھُوَ الْمُسْتَعَانُ وَخَیْرُ رَفِیْقٍ وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَخَیْرِ خَلْقِہٖ خَیْرٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ۵

تمت

بقلم خود غلام حیدر خوشنویس گوڑیالہ ضلع سیالکوٹ
ڈاکخانہ بھوپال والہ تحصیل ڈسکہ

ب

کریم النجوم بزبان اردو

کتاب ہذا میں مدہا بے بیش قیمت وجواہر بے بہا اسرار علم نجوم کے خزانہ کی مانند بھرے ہوئے ہیں۔ وہ یہ کتاب ہے کہ جس کا ہر خاص و عام کے پاس ہونا ضروری ہے مزید برآں بھید گیان علم نجوم کی نکالکر بیس سالہ کوشش مزید سے یہ دفتر نجوم مرتب کیا گیا ہے اور سری مہاراجہ صاحب بہادر سرگیان صاحب والئے فریدکوٹ نے اپنے دست مبارک سے مبلغ ایک سو روپیہ نقد اور ریشمی خلعت قیمتی مبلغ ایک سو روپیہ کتاب ہذا کے صلہ میں مصنف مرحوم کو بطور انعام عطا کئے جس سے عمدگی کتاب ہذا کی پوری پوری صداقت ہوتی ہے علاوہ ازیں چند سارٹیفکیٹ بوجہ عدم گنجائش اشتہار ہذا ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ کتاب ہذا کی جسقدر تعریف و توصیف کی جاوے بجا ہے۔ اس کے چند مضامین بطور نمونہ مشتے از خروارے مفصلہ ذیل ہیں (۱) طریقہ انتخراج وقت بارش و ژالہ باری (۲) نتیجہ حرکت تمام اعضائے جسمانی (۳) عورت خاوند کی سازگاری قبل از شادی یا بعد از شادی بابت معاملات خانہ داری (۴) بارجیت مقدمہ۔ کشتی یا لڑائی (۵) چار طرح کے نوروزوں سے ہر آئندہ سال کا حال دریافت کرنا۔ (۶) آئندہ الفائدہ سالوں کے سورج اور چاند گرہن اور ان کی تاثیرات (۷) تعویذ کیمیاب نسبت در بست مریخ نوخانہ مع اسناد و فوائد (۸) تاثیرات سیارگان بر مردگان (۹) مختصر جنم پتری زن و مرد (۱۰) گمشدہ اشیاء کی نسبت حالات دریافت کرنا وغیرہ وغیرہ ازیں قسم حالات کتاب ہذا کے مطالعہ سے بخوبی معلوم ہو سکتے ہیں۔ قیمت کتاب برائے فائدہ عوام الناس بجائے تین روپیہ چار آنہ کے صرف ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ/) مقرر کی گئی ہے خوشخط کاغذ ڈمی صفحات ۲۹۶۔

محصولڈاک بذمہ خریدار ہوگا

گنجینہ حکمت

(مصنفہ حکیم حاذق فضل حسین صاحب) صاحبان اس بے نظیر بے بہا نعمت عنبر مترقبہ حرف شناسوں کو بھی میسر ہے جس میں کل مخفی راز حکمت جو آج تک سینہ بسینہ چلے آتے تھے۔ سر سے پاؤں تک امراض کا علاج ٹیکلوں سے تحریر کیا گیا ہے۔ ایک مجموعہ حکمت ہے جسمیں کشتہ جات ہر قسم اکسیر سہل ترکیب سے درج کئے ہیں جو ہر فرد بشر آسانی سے بنا سکتا ہے گویا دریا کوزہ میں بند ہے قیمت .. ۸/ ..

رسالہ کشتہ جات ظہیری

یہ کتاب بھی حضرت ظہیر العلماء کے مجربات میں سے ہے جسمیں فاضل مصنف نے تمام چیزوں کی مثل سونا چاندی تانبہ جست۔ رانگ۔ فولاد وغیرہ کے کشتہ کرنے کی ترکیبیں اور انکے استعمال کی ترکیب جو ہر شخص بنا سکتا ہے قیمت دو آنہ ۲/

لگری بک

انگریزی کھانے پکانے کی تراکیب نہایت وضاحت سے درج ہیں ہر قسم کے انگریزی کھانے کو تیار کرو قیمت ۱/

قیمت (دس آنہ)

ملنے کا پتہ:- ملک غلام محمد تاجر کتب کشمیری بازار لاہور

کتاب التعویذات
المعروف
الدعاء والدواء
عمدۃ المفسرین زبدۃ المحدثین
نواب سید صدیق الحسن خان رحمۃ اللہ علیہ
مشتاق بک کارنر
الکریم مارکیٹ
اردو بازار لاہور

المعروف

اَلدَّاءِ وَالدَّوَاءِ

عُمدۃُ المفسرین زُبدۃُ المحدثین نواب سید محمد صدیق الحسن خان رحمہ اللہ

ناشر

مُشتاق بُک کارنر الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور

نام کتاب ________ کتاب التعویذات
مفسرین ________ نواب سید محمد صدیق الحسن خانؒ
ناشر ________ مشتاق احمد
مطبع ________ طارق پرنٹرز۔ لاہور
کتابت ________ دارالکتابت حضرت کیلیانوالہ (گوجرانوالہ)
تعداد ________ ایک ہزار
قیمت ________ 70

فہرست مضامین

۲

۳

تمہید

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ مَآ اَنْزَلَ دَآءً اِلَّا اَنْزَلَ لَہٗ شِفَآءً وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْقَآئِلِ لِکُلِّ دَآءٍ دَوَآءٌ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہِ الَّذِیْنَ ھُمْ لِاَرْضِ الْاِیْمَانِ سَمَآءٌ۔

اَمَّا بَعْدُ:۔ اس مختصر تحریر میں بعض ادعیہ ماثورہ و اعمال صحیحہ کا ذکر کیا جاتا ہے جن کو تعلق عوارض و آفات سے حیات میں تامامات ہے مجھ کو اپنے مشائخ حدیث علماء دین سے ان کی اجازت حاصل ہے یہ وہ احوال ہیں جو صغار و کبار بنی آدم کو اکثر عارض ہوتے رہتے ہیں اور وہ اسقام ہیں جن سے عافیت کمتر حاصل ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے جس طرح ہر مرض کے لئے ایک دارو نازل کیا ہے اسی طرح ہر مرض کے لئے ایک دُعا بھی اتاری ہے دفع امراض و آلام و اوجاع و اسقام کے لئے دو ہی صورتیں ہوتی ہیں دوا یا دعا، سو کتب حدیث شریف میں طب نبوی مذکور ہے لیکن لوگ اپنی بے شعوری ضعف ایمان کی وجہ سے اس پر عمل نہیں کرتے ہیں اطباء کی طرف رجوع لاتے ہیں طب ایمانی چھوڑ کر طب یونانی میں گرتے ہیں اسی لئے ان کو تجربہ اس کے نفع کا نہیں ہے لیکن دُعا کی طرف اکثر خلق کا اعتماد ہوتا ہے وقت لحوق عوارض کے اطفال وغیرہم کو تعویذ گنڈے وغیرہ تلاش کرتے پھرتے ہیں اور کوئی جاہل فقیر یا عابد بے علم ان کو ایسی دعا بتا دیتا ہے جو ماثور نہیں ہے یا اس میں شرک ہوتا ہے سو ہر چند اعلیٰ درجہ احسان کا یہ ہے انسان رقیہ اور نہ کرائے کیونکہ اس پر وعدہ دخول جنّت کا بلا حساب حدیث صحیح میں آیا ہے۔ یا حدیث سے ہو اور عربی زبان میں مفہوم المعنی ہو۔ لہٰذا مشائخ و اہل علم نے اسی طرح کے رقیے ذکر کئے ہیں اور خلق میں ان کا نفع دیکھا گیا ہے۔ بچوں کی بیماری میں اکثر ان اعمال

اجازت مجلات

کو جو کتاب قول جمیل تالیف شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ میں مذکور ہیں استعمال میں لاتا ہوں مجھ کو اس کی اجازت بھی مولوی محمد یعقوب مرحوم مہاجر مکہ معظمہ نواسہ شاہ عبد العزیز دہلویؒ سے حاصل ہے وَقِسْ عَلٰی ھٰذَا حضرتؐ نے فرمایا ہے اَحَبُّ عِبَادِ اللّٰہِ تَعَالٰی اِلَیْہِ اَنْفَعُہُمْ لِعِبَادِہٖ اور ارشاد کیا گیا ہے اِذَا مَاتَ ابْنُ اٰدَمَ انْقَطَعَ عَمَلُہٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ صَدَقَۃٍ جَارِیَۃٍ اَوْ عِلْمٍ یُنْتَفَعُ بِہٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ یَدْعُوْ لَہٗ اور علماء کا اس پر اجماع ہے کہ نوافل علم افضل ہیں نوافل عبادت سے اس لئے کہ نفع علم کا متعدی الی الناس ہوتا ہے اور نفع عبادت کا قاصر علی العابد رہتا ہے بناءً علی ہذا میں نے اس رسالہ مختصر میں بعض ادعیہ و رُقی[1] کو جو مجھے پہنچی ہیں اور بعض اعمال کو جو صحیح طور پر علمائے راسخین سے ثابت ہوئے ہیں لکھا ہے تاکہ گھر میں یہ رسالہ موجود رہے اور وقت عوارض آفات کے بحول اللہ و قوتہ اس سے نفع لیا جائے۔ میں ان اعمال و ادعیہ کی اجازت اپنے اہل بیت و اولاد احفاد کو دیتا ہوں لیکن ان کو یہ چاہیئے کہ براہِ سہل انگاری اس تعامل کو لہو لعب نہ ٹھہرائیں بلکہ ساتھ حسن عقیدت و کمال ادب حضور دل کے ہر رقیہ دعا کو اس کے موقعہ پر موافق ترتیب و قاعدہ مقررہ کے بلا کم و کاست استعمال میں لائیں ؎

حسن دعائے تو گر مستجاب نیست مرنج ۔۔۔ ترا زبان وگر و دل دگر دُعا چہ کند

پھر اللہ تعالیٰ کو شافی و کاشفِ سوء و نافع سمجھیں اور جو گنڈے و تعویذ دشمنانے نکالے ہیں اور ان کو حروف ابجد یا ہندسے میں لکھا ہے یا ان میں اسماء غیر اللہ سے استعانت لی جاتی ہے یا وہ واسطے کسی ضروری امر جائز کے مستعمل ہوتے ہیں اس سے محترز رہیں۔ بشروحی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے۔ جَمَعْتُ فِیْ ذٰلِکَ مَا نُقِلَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَنِ الصَّحَابَۃِ وَعَنِ الْجَمَاعَۃِ مِنَ الْحُکَمَآءِ وَمِمَّا

[1] جمع رقیہ بمعنی جھاڑ پھونک ۱۲

جُرِّبَ وَصَحَّ بِحَمْدِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَالْمَسْئُوْلُ مِنَ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَنْ یَّنْفَعَ بِذٰلِکَ مَنِ اسْتَعْمَلَہٗ فِیْ طَاعَۃِ اللّٰہِ وَنَفْعِ الْمُسْلِمِیْنَ وَاَنْ یُّحْجَبَ نَفْعُہٗ عَمَّنِ اسْتَعْمَلَہٗ فِیْ ضَرَرِ اَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ اِنْتَھٰی۔ اس رسالے میں اول ان اعمال کو ذکر کیا ہے جو اللہ ورسول کے کلام میں آئے ہیں پھر علماء ومشائخ کے اعمال کا بیان کیا ہے یہ رسالہ ایک مقدمہ اور پانچ باب ایک خاتمے پر متضمن ہے اور اس کا نام اَلدَّاءُ وَالدَّوَاءُ کہا ہے مرض دو طرح کے ہوتے ہیں ایک قلبی دل کی بیماری اوصاف مہلکات سے ہوتی ہے وہ دس مرض ہیں جیسے حسد وغضب وکبر وحرص وعجب وریا وغیرہ ان کا بیان اور ان کے علاج رسالہ لسان العرفان میں مذکور ہے بدن کی بیماری غالبا عقل شرب سے ہوتی ہے اس کو شہوت طعام کہتے ہیں اسی کا نتیجہ شہوت فرج بھی ہے اس کا بیان مع علاج کتاب احیاء العلوم میں مرقوم ہے لیکن وہ علاج شرعی ہے اور عرفی علاج ایسے امراض کا وہ ہے جو حشائش وعقاقیر سے اہل طب کیا کرتے ہیں اس جگہ جس علاج کا ذکر ہوگا وہ ادعیہ واعمال سے ہوگا نہ مجاہدہ وریاضت وطب سے کہ اس کا محل دوسرا ہے۔ واللہ المستعان۔

مقدمہ

اس بیان میں کہ دعا نافع ہوتی ہے اور دعا کرنے کا حکم شرعاً ثابت ہے

حدیث نعمان بن بشیر میں آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا ہے اَلدُّعَآءُ ھُوَ الْعِبَادَۃُ ثُمَّ تَلَا وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَھَنَّمَ دَاخِرِیْنَ اَخْرَجَہُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَصَحَّحَہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاکِمُ۔ انس کا لفظ نزدیک ترمذی کے رفعا یہ ہے اَلدُّعَآءُ مُخُّ الْعِبَادَۃِ آیت وحدیث دونوں دلیل ہیں اس بات پر کہ دعاء عین عبادت ہے اور ترک دعا استکبار ہے ابن عمر رفعاً کہتے ہیں مَنْ فُتِحَ لَہٗ فِی الدُّعَآءِ مِنْکُمْ فُتِحَتْ لَہٗ اَبْوَابُ الْاِجَابَۃِ رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاکِمُ وَقَالَ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ یعنی جس کو توفیق دعا کی ملتی ہے اس کے لئے دروازہ اجابت کا کھل جاتا ہے۔ سلمان کا لفظ مرفوع یہ ہے لَا یَرُدُّ الْقَضَآءَ اِلَّا الدُّعَآءُ وَلَا یَزِیْدُ فِی الْعُمُرِ اِلَّا الْبِرُّ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَصَحَّحَہُ ابْنُ حِبَّانَ۔ دوسرا لفظ یہ ہے لَا یَرُدُّ الْقَدَرَ اِلَّا الدُّعَآءُ یہ دلیل ہے اس پر کہ دعا دافع بلا ہوتی ہے اگرچہ اس بلا کے اترنے کا حکم ہو چکا ہو اس باب میں اور احادیث بھی آئی ہیں آیہ کریمہ یَمْحُوا اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَہٗٓ اُمُّ الْکِتٰبِ بھی اسی پر دلیل روشن ہے والحمد للہ عائشہ کا لفظ مرفوع یہ ہے لَا یُغْنِیْ حَذَرٌ مِّنْ قَدَرٍ وَّالدُّعَآءُ یَنْفَعُ

مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا يَنْزِلُ وَاِنَّ الْبَلَاءَ وَيَنْزِلُ فَيَتَلَقَّاهُ الدُّعَآءُ وَتَعْتَلِجَانِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ وَالْبَزَّارُ وَالطَّبْرَانِيُّ وَالْخَطِيْبُ. معلوم ہوا کہ دعا بھی ایک قدر و قضا الٰہی ہے۔ اللہ کبھی کسی بندے کے لئے ایک حکم مفید جاری کرتا ہے کہ وہ دعا نہ کرے گا لیکن جب بندہ دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بلا کو اس دعا کی وجہ سے دفع کر دیتا ہے اور دوسرا لفظ عائشہؓ کا یہ ہے لَيْسَ شَيْءٌ اَكْرَمَ عَلَى اللّٰهِ مِنَ الدُّعَآءِ اَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ حِبَّانَ وَاَحْمَدُ وَالْبُخَارِيُّ فِي التَّارِيْخِ وَابْنُ مَاجَةَ وَصَحَّحَهُ الْحَاكِمُ وَاَقَرَّهُ الذَّهَبِيُّ وجہ مکرم ہونے دعا کی یہ ہے کہ دعا دلیل ہے اللہ کی قدرت اور بندے کے عجز پر یا اس لئے کہ دعا مغز عبادت اور عین عبادت ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ اس کو اکرام کرتا ہے حدیث ابو ہریرہؓ میں مرفوعاً ہے مَنْ لَمْ يَسْاَلِ اللّٰهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ فِيْ رِوَايَةٍ مَنْ لَمْ يَدْعُ اللّٰهَ غَضِبَ عَلَيْهِ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ یہ دلیل ہے اس بات پر کہ پکارنا بندے کا اپنے رب کو اہم واجبات و اعظم مفروضات سے ہے کیونکہ واجب ہونے میں تجنب کے غضب خدا سے کسی کا خلاف نہیں ہے آیات کتاب اللہ بھی اسی پر دلیل ہیں اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔ شوکانیؒ نے فرمایا ہے فَاِنَّ هٰذَا التَّعْلِيْلَ بِالْقُرْبِ ثُمَّ الْوَعْدَ بَعْدَ بِالْاِجَابَةِ يَقْطَعُ كُلَّ مَعْذِرَةٍ وَيَدْفَعُ كُلَّ تَعِلَّةٍ انتهى حدیث انسؓ میں مرفوع آیا ہے لَا تَعْجِزُوْا فِي الدُّعَآءِ فَاِنَّهُ لَنْ يَّهْلِكَ مَعَ الدُّعَآءِ اَحَدٌ اَخْرَجَهُ ابْنُ حِبَّانَ وَصَحَّحَهُ الْحَاكِمُ وَالضِّيَآءُ فِي الْمُخْتَارَةِ اس میں نہی ہے ترک دعا سے اور بشارت ہے اس بات کی کہ

ہمراہ دعا کے کوئی ہلاک نہیں ہوتا ہے پھر حدیث ابو ہریرہ میں فرمایا ہے جس کو یہ بات خوش آئے کہ اللہ اس کی دعا وقت سختی و کرب کے قبول کرے تو وہ حالت امن اور خوف میں بہت دعا کرے رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ اکثر لوگ مصیبت کے وقت تو دعا کرتے ہیں اور حالت امن و صحت و رفاہیت میں اللہ کو بھول جاتے ہیں اس لئے ان کی دعا جلد قبول نہیں ہوتی حدیث ابو ہریرہؓ میں دعا کو سلاح مومن و ستون دین و نور آسمان و زمین فرمایا ہے رَوَاهُ الْحَاكِمُ دعا کو اس جگہ تشبیہ دی ہے ہتھیار سے کہ جس طرح ہتھیار سے مقابلہ دشمن کا کرتے ہیں اسی طرح دعا سے مقابلہ مصیبت کا کیا جاتا ہے پھر تیسری حدیث ابو ہریرہؓ میں فرمایا ہے کہ کوئی مسلمان اپنا منہ سامنے کے واسطے دعا کے استادہ نہیں کرتا لیکن اللہ تعالیٰ اس کا سوال اللہ سے کرتا ہے یا تو تعجیل کرتا ہے یا اس کے لئے ذخیرہ کر رکھتا ہے رَوَاهُ اَحْمَدُ بہر حال اثر دعا کا ضائع نہیں جاتا خواہ یہاں قبول ہو یا آخرت میں ذخیرہ ہو وللہ الحمد۔

فائدہ!

یہ بیان دعا کا تھا رقیہ سو جابرؓ کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يَّنْفَعَ اَخَاهُ فَلْيَنْفَعْهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ یہ حدیث اگرچہ خاص حق میں رقیہ کژدم کے آئی ہے لیکن اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا اور حدیث عوفؓ بن مالک اشجعی میں فرمایا ہے لَا بَاْسَ بِالرُّقٰى مَا لَمْ يَكُنْ فِيْهِ شِرْكٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ اور نظر کا عمل خود حدیث ابن عباسؓ میں نزدیک مسلم کے آیا ہے مگر ابن مسعودؓ نے کہا ہے کہ حضرت نے فرمایا اِنَّ الرُّقٰى وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ مراد اس سے وہ رقیہ و تمیمہ کہتے ہیں تعلیق حرزات کو گلے میں بچے کے واسطے دفع نظر وغیرہ کے پھر ہر تعویذ کو تمیمہ کہنے لگے مجازاً۔ تولہ ایک نوع ہے سحر کی جس سے درمیان بی بی و میاں کے محبت پیدا ہو اسی طرح حدیث جابرؓ میں نشرہ کو عمل شیطان

فرمایا ہے الدَّوَاءُ اَبُوْدَاؤدَ خاص یہ ہے کہ جو رقی جاہلیت واہل کفر وشرک کے ہیں وہ ممنوع ومنہی عنہ ہیں ان کا ذکر کتاب رعایۃ الایمان میں کیا گیا ہے اور جو رقی اسلام کے ہیں اور قرآن وحدیث صحیح سے ثابت ہیں یا علماء اہل توحید سے ماثور ہیں اور ان میں استعانت بغیر اللہ نہیں ہے وہ بلاشک جائز ہیں خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کا رقیہ حسنین علیہما السلام کے لئے کیا تھا اور سب سے بہتر رقیہ قراءت سورہ فاتحہ واخلاص ومعوذتین ہے تفصیل اس مسئلے کی ہم نے کتاب دلیل الطالب میں لکھی ہے شرجی نے فائدہ ہشتاد وہفتم میں کچھ اوفاق اسماء الٰہی کے بھی حروف مقطعہ وہندسہ میں ذکر کئے ہیں اس نظر سے کہ وہ اسماء الٰہی ہیں ان کا نفع یقینی ہے لیکن اس وجہ سے کہ یہ طریقہ کتب سنت میں نہیں آیا ہے اور بعض اوقات کا تعلق مراعات کواکب سبعہ سے بیان کیا ہے اس لئے ترک ان کا فعل سے افضل ہے تاکہ علم نجوم کی لوث سے طہارت حاصل رہے۔ یہی حکیم خطوط رمل کا ہے اور علیحدہ انتساب جفر کا طرف اہل بیت رسالت کے صحت کو نہیں پہنچا الحاصل جملہ علم ایسا ہے کہ اخذ اس کا مشکوٰۃ نبوت سے نہیں ہے گو دنیا میں نفع متصور ہو لیکن درحقیقت وہ ضرر محض ہے اعمال آیات واحادیث میں اللہ سے استعانت ہوتی ہے اور رمل وجفر ونجوم میں غیر اللہ پر توکل ہوتا ہے اور مدارک غیوب سے مدد لی جاتی ہے خالی ہونا ان اشیاء کا انواع شرک جلی یا خفی سے مشکل ہے ایمان سی چیز کو اشتباہ میں ڈالنا کوئی عقل نہیں ہے بلکہ اَلْمُؤْمِنُوْنَ وَقَّافُوْنَ عِنْدَ الشُّبُهَاتِ۔

باب اوّل

(بیان میں فوائد تلاوت قرآن کریم اور بعض سورہ وآیات قرآن عظیم کے)

شیخ احمد شرجی حنفی یمنیؒ نے کتاب الفوائد فی الصلوات والعوائد میں لکھا ہے اس میں شک نہیں ہے کہ تلاوت قرآن شریف کی بہت عبادات سے افضل ہے ترمذی نے ابن مسعودؓ سے رفعاً روایت کیا ہے مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ فَلَهٗ حَسَنَةٌ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا لَا اَقُوْلُ الٓمّٓ حَرْفٌ وَّلٰكِنْ اَلِفٌ حَرْفٌ وَّلَامٌ حَرْفٌ وَّمِيْمٌ حَرْفٌ مراد حرف سے اس جگہ حرف بسیط منفرد ہے نہ کلمہ وَهٰذَا اَجْرٌ كَبِيْرٌ وَّثَوَابٌ عَظِيْمٌ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ابن عباسؓ نے کہا ہے تم قرآن پڑھا کرو جس دل نے قرآن یاد کیا اس کو عذاب نہ ہوگا۔ اور صحابہؓ قرآن کا مصحف میں پڑھنا دوست رکھتے تھے اس میں نظر کی عبادت زیادہ ہے عثمان رضی اللہ عنہ ہر دن قرآن میں نظر کرتے اور کہتے یہ کتاب ہے میرے رب کی بندے کو ضرور ہے کہ جب اس کے پاس کتاب اس کے سید کی آئے تو ہر دن اس میں نظر کرے اور جس بات کا حکم ہوا اس کو بجا لائے اور جس بات سے منع کیا ہے اس سے بچے امام ابن ابی الصنیف نے کتاب بلغۃ المسافر میں کہا ہے عبادات میں سے اتنا ہی کافی ہے کہ قرآن کی تلاوت کرے اور سات بار حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ صبح وشام کہہ لیا کرے اس لئے کہ جو عبادت اس کے سوا ہے اس میں حضور قلب شرط ہے اور تلاوت قرآن کے بارے میں یوں آیا ہے کہ یہ اعظم قرب ہے فہم کے ساتھ ہو یا بے فہم جو کوئی حسبی اللہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی فکر کو دور کرتا ہے صادق ہو یا کاذب بعض علماء

نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا پوچھا قرآن خوان کو کتنا ثواب ملتا ہے بہت سی چیزیں دنیا و آخرت کی گن کر بتائیں کہا ساتھ حضور قلب کے یا بے حضور فرمایا بِفَهْمٍ اَوْ بِغَيْرِ فَهْمٍ حدیث ابو سعید میں آیا ہے جس کو مشغول کیا قرآن نے میرے ذکر و سوال سے میں دوں گا اس کو بہتر اس سے جو سائلین کو دوں گا اور بزرگی اللہ کے کلام کی سارے کلام پر ایسی ہے جیسے بزرگی اللہ کی ساری خلق پر رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ اِنْتَهٰی کَلَامُ الشَّرْجِیِّ۔ ابو امامہ باہلی رفعًا کہتے ہیں تم قرآن پڑھا کرو کہ وہ دن قیامت کے اپنے لوگوں کا شفیع ہوکر آئے گا اَخْرَجَهٗ مُسْلِمٌ یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ قرآن کریم شافع اصحاب قرآن ہوگا مراد اصحاب سے وہ لوگ ہیں جو قرآن شریف پڑھا کرتے ہیں اصحاب ستہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا روایت ہے خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَ عَلَّمَهٗ وَسَيَاْتِیْ بَيَانُهٗ اِنْشَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی ۔

فضل بسملہ

حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں رفعًا آیا ہے كُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَا يُبْدَاُ فِيْهِ بِبِسْمِ اللّٰهِ فَهُوَ اَجْذَمُ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالنَّسَآئِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ علماء نے کہا ہے اے مقطوع البرکۃ اور یہ بھی آیا ہے کہ جس دُعا کے اول میں بسملہ ہوتی ہے وہ دعا پھیری نہیں جاتی۔ علی مرتضٰی نے ایک شخص کو بسم اللہ لکھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ جَوِّدْهَا فَاِنَّ رَجُلًا جَوَّدَهَا فَغُفِرَ لَهٗ یعنی اس کو خوب بنا کر لکھ ایک شخص نے اس کو خوب بنا کر لکھا تھا وہ بخش دیا گیا۔ ابن عباس رض نے کہا ہے لوگ ایک آیت کتاب اللہ سے غافل ہیں حالانکہ وہ سوائے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی پر نہیں اتری۔ مگر سلیمان علیہ السلام پر۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہے جو شخص یہ چاہے کہ وہ ۱۹ زبانیہ دوزخ سے

ل بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۱۲

نجات پائے وہ بسم اللہ پڑھے ہر حرف کے عوض ایک زبانیہ سے نجات پائے گا۔

حکایت:

قیصر روم نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو لکھا تھا مجھ کو درد سر رہا کرتا ہے تھمتا نہیں کوئی دوا بھیج دو عمر رضی اللہ عنہ نے ایک کلاہ اس کو بھیجی وہ جب سر پر رکھتا تو درد تھم جاتا جب اتارتا تو پھر ہونے لگتا اُس کو تعجب ہوا دیکھا تو کلاہ میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لکھا تھا اور کچھ اس نے کہا مَا اَكْرَمَ هٰذَا الدِّيْنَ وَعَزَّهٗ شَفَانِیَ اللّٰهُ بِاٰيَةٍ وَّاحِدَةٍ مِّنْهُ پھر وہ سچا پکا مسلمان ہو گیا۔

حکایت:

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ایک قلعہ کفار کا محاصرہ کیا تھا اہل حصن نے کہا تم کو یہ اعتقاد ہے کہ دینِ اسلام حق ہے بھلا ہم کو کوئی نشانی دکھاؤ کہ ہم مسلمان ہو جائیں کہا اچھا تم میرے پاس سم قاتل لاؤ وہ ایک پیالے میں زہر لائے انہوں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہا اور اس کو پی گئے کچھ اثر نہ ہوا صحیح سالم کھڑے ہو گئے ان لوگوں نے کہا بیشک یہ دین حق ہے سب کے سب اسلام لے آئے۔

حکایت: اولیاء کی حکایات

بشر حافی نے ایک پرچہ کاغذ پر بسم اللہ لکھی ہوئی زمین پر پائی اس کو اٹھا لیا ان کے پاس سوائے دو درہم کے کچھ نہ تھا خوشبو خرید کر کے اس پرچہ کو معطر کیا خواب میں حق سبحانہ وتعالیٰ کو دیکھا فرمایا۔ يَا بِشْرُ طَيَّبْتَ اسْمِیْ لَاُطَيِّبَنَّ اسْمَكَ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ شیخ احمد نے لطائف الاشارات میں لکھا ہے اِنَّ شَجَرَةَ الْوُجُوْدِ تَفَرَّعَتْ عَنْ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَاِنَّ الْعَوَالِمَ كُلَّهَا قَائِمَةٌ بِهَا جُمْلَةً وَّتَفْصِيْلًا فَلِذٰلِكَ مَنْ اَكْثَرَ مِنْ ذِكْرِهَا رَزَقَهُ اللّٰهُ الْهَيْبَةَ عِنْدَ الْعَالَمِ الْعُلْوِیِّ وَالسِّفْلِیِّ وَمَنْ عَلِمَ مَا اُوْدِعَ فِيْهَا مِنَ الْاَسْرَارِ وَكَلِمَهَا

لَمْ يَحْتَرِقْ بِالنَّارِ اِنْتَهٰى۔

اولیاء کی حکایات

حکایت،

ایک مرد صالح نے کہا ہے کہ جو کوئی ساری بسم اللہ چھ سو پچیس بار لکھ کر اپنے ساتھ رکھے گا اللہ اس کو ہیبت عظیم دے گا کوئی شخص اس کو ستا نہ سکے گا باذن اللہ تعالیٰ۔ فرجی کہتے ہیں وَجَرَّبْتُ ذٰلِكَ وَصَحَّ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ میں کہتا ہوں دار قطنی نے ابن عمرؓ سے رفعًا روایت کیا ہے۔ كَانَ جِبْرِيْلُ اِذَا جَآءَنِيْ بِالْوَحْيِ اَوَّلَ مَا يُلْقِيْ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ یہ دلیل ہے اس بات پر کہ بسم اللہ پاک ایک آیت ہے قرآن پاک کی بلکہ ہر سورت قرآن کی۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حال بسم اللہ کا پوچھا تھا فرمایا هُوَ اسْمٌ مِّنْ اَسْمَآءِ اللّٰهِ وَمَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اسْمِ اللّٰهِ الْاَكْبَرِ اِلَّا كَمَا بَيْنَ سَوَادِ الْعَيْنِ وَبَيَاضِهَا مِنَ الْقُرْبِ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ وَالْحَاكِمُ وَالْبَيْهَقِيُّ وَاَبُوْ ذَرٍّ الْهَرَوِيُّ وَالْخَطِيْبُ الْبَغْدَادِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ شعبی نے بسم اللہ کو اسم اعظم الٰہی کہا ہے بخاری کا لفظ جابرؓ سے یہ ہے اِسْمُ اللّٰهِ الْاَعْظَمُ هُوَ اللّٰهُ اَلَا تَرٰى اَنَّهٗ فِيْ جَمِيْعِ الْقُرْاٰنِ يُبْدَاُ بِهٖ قَبْلَ كُلِّ اسْمٍ حضرت علی مرتضیٰ رفعًا کہتے ہیں اِذَا وَقَعْتَ فِيْ وَرْطَةٍ فَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَصْرِفُ بِهَا مَا يَشَآءُ مِنْ اَنْوَاعِ الْبَلَايَا رَوَاهُ ابْنُ وَالسَّيُوْطِيُّ فِي الدُّرِّ الْمَنْثُوْرِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا نَحْوَهٗ مُطَوَّلًا۔

فضل سُورہ فاتحہ

اس سورہ میں جو فوائد و منافع ہیں ان کا حصر کرنا ممکن نہیں ہے صحیحین میں آیا ہے وَمَا يُدْرِيْكَ اَنَّهَا رُقْيَةٌ ایک جماعت اہل علم نے اس کے فضل میں کتب کثیرہ تالیف کی ہیں جو شخص اس کی قراءت پر مداومت رکھتا ہے وہ عجائب دیکھتا ہے ہر امید پاتا ہے

ابوسعید بن المعلی رفعًا کہتے ہیں اَلْفَاتِحَةُ اَعْظَمُ سُوْرَةٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِيْمُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ یہ تصریح ہے جناب نبوت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کی کہ سب سے بڑی سورت قرآن میں یہی فاتحہ ہے اب کسی اور سورت کو مثل فاتحہ کے عظم میں کہنا زیبا نہیں ہے اس دلیل سے کہ فلاں سورت کے پڑھنے کا ثواب عظیم آیا ہے کیونکہ ثواب اور شے ہے اور عظم منصوص جو اس سورت کے لئے ہے وہ اور شے ہے اس کا ثواب بقیہ سورت سے اعظم تر ہے حدیث معقل بن یسار میں فرمایا ہے مجھ کو فاتحہ زیر عرش سے دی گئی ہے۔ رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ یعنی سورہ بقرہ ذکر اول سے اور طہ و طسین و حوامیم الواح موسیٰ سے دیئے گئے ہیں اور خاص عرش کے نیچے سے آئی ہے یہ دلیل روشن ہے شرف پر اس سورت کے یہ مزیت دوسری سورت کو نہیں ہے حدیث انسؓ میں افضل قرآن فرمایا ہے رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ وَقَالَ الْحَاكِمُ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ اہل علم نے اس سورت کے تیس نام ذکر کئے ہیں یہ دلیل ہے کمال شرف پر۔

رُقیہ درد چشم وغیرہ بہ سُورہ فاتحہ

درمیان سنت صبح و فرض صبح کے اکتالیس بار فاتحہ کا درد چشم پر پڑھنا فی الفور باذن خدا صحت بخشتا ہے بلکہ کچھ درد چشم پر منحصر نہیں ہے اور اوجاع کو بھی نافع ہے انشاء اللہ تعالیٰ شرجی کہتے ہیں وَقَدْ جَرَّبْتُ ذٰلِكَ مِرَارًا فَصَحَّ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالشَّاْنُ كُلُّهٗ فِيْ حُسْنِ الظَّنِّ مِنَ الْوَجِيْعِ وَالْعَاذِرِ اسی طرح اکتالیس بار پڑھنا اس کا حق میں مسافر کے واسطے سلامت پھرنے کے مجرب ہے اسی طرح اگر کوئی شخص مقید اس کو ایک سو گیارہ بار پڑھ کر ہر دس بار کے بعد قید پر پھونکے گا تو وہ قید اس سے جدا ہو جائے گی باذن اللہ

تعالیٰ وَقَدْ جَرَّبَهٗ مَنْ كَانَ مُقَيَّدًا عَلَيْهِ تَرْسِيْمٌ فَانْفَكَّ الْقَيْدُ وَخَرَجَ وَنَجٰى مِنْ غَيْرِ تَعَبٍ بِلُطْفِ اللّٰهِ وَبَرَكَةِ هٰذِهِ السُّوْرَةِ ۔ فقیہ صالح بن محمد نے کہا ہے جس کو ڈر پیاس کا ہو اور وہ وقت صبح کے فاتحہ مع بسم اللہ پڑھ کر دونوں ہاتھوں پر دم کر کے منہ اور پیٹ پر ہاتھ پھیرے تو اس دن اس کو پیاس نہ لگے گی اور بعض علماء نے کہا ہے جو شخص ہر سحر فاتحہ اکتالیس بار ہمیشہ پڑھا کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر بغیر تعب و مشقت رازق مطلق رزق پہنچاوے گا اور بغیر محنت کے فتحیاب کرے گا باذن اللہ تعالیٰ اس کے سوا اور فوائد بھی بہت ہیں جن کا ذکر بضمن دیگر فوائد انشاء اللہ آوے گا انتہی میں کہتا ہوں حدیث میں آیا ہے اَلْفَاتِحَةُ شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَاءٍ یہ لفظ بعموم خود شامل ہے شفاء ہر داء قلبی قالب کو وللہ الحمد ولکن اعتقاد صحیح و حسن ظن درکار ہے۔ وباللہ التوفیق۔

رقیہ طاعون بفاتحہ

ملتان میں ایک بار وبا آئی شیخ یمنیؒ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ مریض طاعون پر فاتحہ ہمراہ وصل بسم اللہ پڑھو اور اس پر دم کرو چنانچہ اکتالیس بار پڑھ کر دم کیا اللہ تعالیٰ نے شفا دی صوفیہ میں مجربات سے لکھا ہے للہ الحمد ابن القیمؒ نے لکھا ہے كُلُّ دَاءٍ لَّهٗ دَوَاءٌ وَاِذَا اَحْسَنْتَ الْمُدَاوَاةَ بِالْفَاتِحَةِ وَجَدْتَ لَهَا تَاثِيْرًا عَجِيْبًا فِي الشِّفَاءِ وَذٰلِكَ اِنِّيْ مَكَثْتُ بِمَكَّةَ مُدَّةً يَعْتَرِيْنِيْ اَدْوَاءٌ لَا اَجِدُ طَبِيْبًا وَلَا مُدَاوِيًا فَقُلْتُ يَا نَفْسِيْ وَعِيْنِيْ اُعَالِجُ نَفْسِيْ بِالْفَاتِحَةِ فَفَعَلْتُ فَرَاَيْ لَهَا تَاثِيْرًا عَجَبًا وَكُنْتُ اَصِفُ ذٰلِكَ لِمَنْ تَشْتَكِيْ اَلَمًا شَدِيْدًا فَكَانَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ يَبْرَءُوْنَ سَرِيْعًا بِبَرَكَةِ الْفَاتِحَةِ یہ دلیل ہے اس بات پر کہ جو اثر و فضل جس آیت و حدیث کا کتاب و سنت سے ثابت ہے اس کے لئے اجازت شیخ کی حاجت نہیں ہے وہ بے اجازت بھی تاثیر کرتی ہے اجازت خاص ان اعمال کیلئے

درکار ہے جو مشائخ نے ترتیب دیئے ہیں۔ پھر ابن القیم نے کہا ہے وَقَدْ يَخْتَلِفُ الشِّفَاءُ لِضُعْفِ هِمَّةِ الْفَاعِلِ اَوْ لِعَدَمِ قُبُوْلِ الْمَحَلِّ اَنْ يَّتَدَاوٰى بِكِتَابَةِ الْفَاتِحَةِ اَوْ اَنْ يُّتَدَاوٰى بِقِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ فَكَذٰلِكَ يَخْتَلِفُ الشِّفَاءُ لِضُعْفِ هِمَّةِ الْقَارِئِ لِتَغَيُّرِ الْقَارِئِ فِي الْمَخْرَجِ وَالصِّفَاتِ اَوْ لِعَدَمِ قُبُوْلِ الْمَحَلِّ وَاِلَّا فَالْاٰيَاتُ وَالْاَدْعِيَةُ فِيْ نَفْسِهَا نَافِعَةٌ شَافِيَةٌ اِنْتَهٰى میرے تجربہ میں یہ بات ہے کہ کوئی عمل فاتحہ کا کسی مرض والم قلبی وقالبی کو تخلف نہیں کرتا ہے۔ وللہ الحمد

سورۂ بقرہ

حدیث ابوہریرہؓ نے فرمایا ہے شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے جس میں یہ سورت پڑھی جاتی ہے اَخْرَجَهٗ مُسْلِمٌ لیکن دوسری حدیث سہل بن سعد میں یوں آیا ہے کہ تین دن تک پھر اس گھر میں نہیں آتا ہے خواہ رات کو پڑھے یا دن کو رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ ابوامامہ باہلیؓ کا لفظ رفعًا یہ ہے کہ اِنَّ اَخْذَهَا بَرَكَةٌ وَتَرْكَهَا حَسْرَةٌ وَلَا يَسْتَطِيْعُهَا الْبَطَلَةُ رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ مراد بطلہ سے جادوگر ہیں الحاصل قراءت اس سورت کی شیطان و آسیب جادوگر کو گھر سے دور کرتی ہے جس گھر میں ان چیزوں کا خلل ہو وہاں گھر والوں میں سے کوئی شخص ایک بار اس کو روزانہ پڑھ لیا کرے پھر اس گھر میں کوئی بلا نہ رہے گی یہ سورت حضرت کو کتب انبیاء و مقدمین میں سے دی گئی ہے۔ حدیث معقل بن یسار میں فرمایا ہے اُعْطِيْتُ الْبَقَرَةَ مِنَ الذِّكْرِ الْاَوَّلِ رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ۔

آیۃ الکرسی

اس کو حدیث ابی بن کعبؓ میں اعظم آیت کتاب اللہ فرمایا ہے۔ اَخْرَجَہٗ مُسْلِمٌ دوسری روایت میں اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس آیت کی ایک زبان اور دولب ہیں یہ تقدیس کرتی ہے اللہ کی نزدیک ساق عرش کے اس زیادت کو امام احمد اور ابو داؤد و ابن ابی شیبہ نے باسناد مسلم روایت کیا ہے حدیث صحیح میں آیا ہے کہ شیطان اس کے پڑھنے والے کے پاس نہیں پھٹکتا حدیث ابوہریرہؓ میں اس کو سید آیات قرآن کہا ہے رَوَاہُ ابْنُ حِبَّانَ وَ صَحَّحَہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ غَرِیْبٌ حاکم کا لفظ ان سے رفعًا یوں آیا ہے سورہ بقر میں ایک آیت ہے سردار ہے آیات کی وہ جس گھر میں پڑھی جاتی ہے۔ شیطان وہاں سے نکل جاتا ہے وہ آیت الکرسی ہے شوکانی فرماتے ہیں فِیْ اِثْبَاتِ السِّیَادَۃِ لِھٰذِہِ الْاٰیَۃِ عَلٰی جَمِیْعِ اٰیَاتِ الْقُرْاٰنِ عَظِیْمٌ فَاِنَّ سَیِّدَ الْقَوْمِ لَا یَکُوْنُ اِلَّا اَشْرَفَھُمْ خِصَالًا وَّاَکْمَلَھُمْ حَالًا وَّاَکْثَرَھُمْ جَلَالًا اِنْتَھٰی یہ سورت کسی مال یا ولد پر رکھی نہیں جاتی لیکن پھر کبھی شیطان اس کے پاس نہیں آتا — رَوَاہُ ابْنُ حِبَّانَ عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ رَفْعًا اس کو ترمذی نے حسن اور نسائی نے صحیح کہا ہے حدیث میں وارد ہے کہ شیطان اس سے بھاگتا ہے پڑھنے والے کے پاس نہیں آتا حدیث ابوہریرہؓ میں آیا ہے کہ شیطان نے ان سے کہا تھا کہ تو اس کو پڑھ فَاِنَّہٗ لَا یَزَالُ عَلَیْکَ مِنَ اللّٰہِ حَافِظٌ وَّلَنْ یَّقْرَبَکَ شَیْطَانٌ حَتّٰی تُصْبِحَ حضرت نے سن کر فرمایا قَدْ صَدَقَکَ وَھُوَ کَذُوْبٌ اَخْرَجَہُ الْبُخَارِیُّ میں کہتا ہوں مجھے اکثر خواب خوفناک نظر آتے تھے شیطان نیند میں آکر ڈراجاتا تھا جب سے میں نے رات کو اس کا پڑھنا لازم کیا تب سے بالکل میں خواب

میں نہیں ڈرتا ہوں اور نہ خواب پریشاں اس سے کثرت سے دیکھتا ہوں وللہ الحمد حضرت نے فرمایا ہے مَنْ قَرَأَ اٰیَۃَ الْکُرْسِیِّ عِنْدَ کُلِّ صَلٰوۃٍ لَّمْ یَمْنَعْہُ مِنْ دُخُوْلِ الْجَنَّۃِ اِلَّا الْمَوْتُ رَوَاہُ النَّسَائِیُّ الحمد للہ تعالیٰ کہ میں بعد ہر نماز فرض کے یہ آیت مع تسبیح فاطمہ علیہا السلام پڑھا کرتا ہوں امام بونیؒ نے فضائل میں اس آیت شریف کے ایک مصنف مفید لکھا ہے اس میں ذکر کیا ہے کہ جو کوئی اس آیت کو سترہ بار بعد نماز عصر کے دن جمعے کے جائے خالی میں پڑھے گا وہ اپنے دل میں ایک ایسی حالت پائیگا جو معہود نہ تھی پھر اس حالت میں جو دعا کرے گا وہ قبول ہوگی اور جو شخص اس کو تین سو تیرہ بار پڑھے گا اس کو بے قیاس خیر حاصل ہوگی اور جس حرب میں یہ اتنی ہی بار پڑھی جاوے گی وہ لوگ غالب رہیں گے شرجی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اس عدد میں ایک سر عظیم ہے انبیاء مرسلین کا عدد یہی تھا اصحاب طالوت بھی اتنے ہی تھے جن کے حق میں اللہ سبحانہ تعالیٰ نے کہا ہے کَمْ مِّنْ فِئَۃٍ قَلِیْلَۃٍ غَلَبَتْ فِئَۃً کَثِیْرَۃً بِاِذْنِ اللّٰہِ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ بھی دن بدر کے اسی قدر تھے جو اضعاف کفار پر اس دن غالب آئے فَمَنْ قَرَءَ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ وَالْاَسْمَآءِ کَالْفَاتِحَۃِ لَمْ یُحِطْ اَحَدٌ بِمَا یَحْصُلُ لَہٗ مِنَ الْخَیْرَاتِ وَالْفَوَائِدِ بِاِذْنِ اللّٰہِ تَعَالٰی۔

آیتیں آخر سورہ بقرہ

یعنی[1] اٰمَنَ الرَّسُوْلُ تا آخر سورہ یہ کسی گھر میں تین شب نہیں پڑھی جاتیں پھر

---

[1] اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْہِ مِنْ رَّبِّہٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَ مَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ۔ (باقی حاشیہ صفحہ اگلے پر)

واہل شیطان آئے رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ وَقَالَ حَسَنٌ غَرِیْبٌ وَصَحَّحَہُ ابْنُ حِبَّانَ وَاَخْرَجَہُ النَّسَآئِیُّ وَالْحَاکِمُ وَصَحَّحَہُ ابن مسعودؓ کا لفظ رفعًا یہ ہے کہ جو کوئی ان کو رات کو پڑھے یہ اس کو کفایت کرتی ہیں اَخْرَجَہُ اَصْحَابُ السُّنَنِ یعنی اس رات سارے آفات سے یا قرب شیطان سے یا قیام لیل سے کافی ہیں یا فضل واجر میں پسند ہیں شوکانیؒ نے فرمایا ہے اِنَّ الْاَوْلٰی حَمْلُہٗ عَلٰی جَمِیْعِ ھٰذِہِ الْمَعَانِیْ لِاَنَّ حَذْفَ الْمُتَعَلِّقِ مُشْعِرٌ بِالتَّعْمِیْمِ کَمَا تَقَرَّرَ فِیْ عِلْمِ الْمَعَانِیْ۔ حدیث ابوذرؓ میں آیا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے یہ مجھ کو اس خزانے سے ملی ہیں جو نیچے عرش کے ہے تم اس کو سیکھو اور اپنی بیویوں اور بچوں کو سکھاؤ کہ یہ قرآن و نماز و دعا ہیں۔ رَوَاہُ الْحَاکِمُ وَقَالَ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ الْبُخَارِیِّ اس کو ابوداؤد نے مراسیل میں جبیر بن نفیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے مطلب یہ ہوا کہ نمازی میں تالی تلاوت میں داعی دعائیں پڑھے۔

سورہ انعام

جب یہ سورۃ اتری حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تسبیح کی اور فرمایا اس کے ساتھ اتنے فرشتے آئے کہ افق بھر گیا اَخْرَجَہُ الْحَاکِمُ عَنْ جَابِرٍ وَقَالَ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ الْبُخَارِیِّ۔ یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ یہ ساری سورت ایک

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا لَھَا مَا کَسَبَتْ وَعَلَیْھَا مَا اکْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَآ اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَہٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ

بار میں اتری ہے۔

سورہ کہف

حدیث ابوسعیدؓ میں فرمایا ہے جو شخص اس کو شب جمعہ میں پڑھے گا مابین ہر دو جمعہ اس کے لئے نور چمکے گا اَخْرَجَہُ الْحَاکِمُ وَقَالَ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ دوسری روایت میں بجائے شب جمعہ یوم الجمعہ آیا ہے یہی ٹھیک ہے مطلب یہ ہے کہ اثر و ثواب اس کا تمام ہفتہ نمایاں رہے گا للہ الحمد۔ تیسری روایت میں یوں فرمایا ہے کہ جو کوئی دس آیتیں آخر سورہ کہف میں پڑھے گا اگر دجال نکلے گا تو اس پر مسلط نہ ہوگا اَخْرَجَہُ الْحَاکِمُ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ حدیث ابوالدرداءؓ کا لفظ رفعًا یہ ہے کہ جو کوئی دس آیتیں اوّل سورہ کہف کی یاد کرے گا وہ فتنہ دجال سے محفوظ رہے گا اَخْرَجَہُ مُسْلِمٌ وَاَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِیُّ اور حدیث ترمذی میں تین ہی آیت اوّل کو فرمایا ہے ترمذی نے کہا ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ مسلم و ابوداؤد میں کہا ہے مِنْ اٰخِرِ الْکَھْفِ ان میں کچھ منافات نہیں ہے اس لئے کہ عمل زیارت واجب ہے اور اوّل آخر میں یوں جمع ممکن ہے کہ دس اوّل سورت کی اور دس آخر سورۃ کی پڑھے اور جس کو تحصیل کمال منظور ہو وہ دن جمعہ کے یا شب جمعہ میں ساری سورت پڑھے میں کہتا ہوں یہ سورت جبکہ فتنہ دجال سے محفوظ رکھتی ہے اور یہ اتنا بڑا فتنہ ہے کہ آدم ابوالبشر کے عہد سے لے کر تا قیام ساعت نہ ہوگا تو پھر جو فتنہ کسی اور دجال کا ہے اس سے بالاولیٰ محفوظ رکھے گی حدیث ابوہریرہؓ میں آیا ہے یَکُوْنُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ کَذَّابُوْنَ یَاْتُوْنَکُمْ مِنَ الْاَحَادِیْثِ لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَاؤُکُمْ فَاِیَّاکُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَکُمْ رَوَاہُ مُسْلِمٌ ایک روایت میں آیا ہے کہ وجاجلہ قریب تیس نفر کے ہوں گے چنانچہ اس عدد میں تیرہ سو سال کے اندر بہت سے گذر گئے اس زمانے میں بھی بعض دجاجلہ

دیکھے گئے اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا غرضکہ واسطے حفظ فتنہ دنیا کے تلاوت و قراءت اس سورت کی بحمدہ تعالیٰ مجرب و صحیح ہے وللہ الحمد والعزۃ۔

سُورہ طٰہٰ وغیرہ

حدیث معقل بن یسار میں فرمایا ہے مجھ کو طٰہٰ وطواسین وحوامیم الواح موسیٰ سے دی گئی ہیں رَوَاہُ الْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ۔

سُورہ یٰسین

اس سُورت کی برکت ظاہر اور اس کی فضیلت مشتہر ہے۔ معقل بن یسارؓ رفعًا کہتے ہیں قرآن کا دل یٰسین ہے کوئی شخص اس کو بارادہ دار آخرت نہیں پڑھتا لیکن بخش دیا جاتا ہے تم اس کو اپنے مردوں پر پڑھو اَخْرَجَهُ النَّسَآئِيُّ وَاَبُوْدَاؤدَ وَابْنُ حِبَّانَ وَصَحَّحَهُ وَاَحْمَدُ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَهُ ہر چیز کا دل وہ ہوتا ہے جو اس کا لب لباب خالص ہو سو یہ سورت لب لباب وخالص کتاب ہے مُردوں پر پڑھنے کو اس لئے فرمایا کہ اس میں ذکر احیاء موتیٰ ونفخ صور کا ہے یا ایک خاصیت ہے تخفیف کی مُردوں پر حدیث انسؓ میں ایک بار پڑھنا اس کا برابر دس بار قرآن مجید پڑھنے کے آیا ہے اَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔ حدیث جندب میں فرمایا ہے کہ جو کوئی اس کو رات میں ابتغاء لوجہ اللہ پڑھتا ہے وہ بخشدیا جاتا ہے رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ وَابْنُ السُّنِّيِّ شرجیؒ فرماتے ہیں بعض احادیث میں آیا ہے یٰسٓ لِمَا قُرِئَتْ لَهٗ یعنی اس کو جس مطلب کے لئے پڑھو وہی مطلب حاصل ہو ایک فائدہ اس کا یہ ہے کہ جس کام کے لئے اکتالیس بار پڑھی جاوے وہ ضرور پورا ہو کوئی سا بھی کام کیوں نہ ہو سہیلیؒ نے شرح سیرت میں ذکر کیا ہے کہ حارث بن ابی اسامہ نے اپنے مسند میں رفعًا روایت کی ہے کہ جو کوئی یٰس

پڑھے گا اگر خائف ہے تو امن میں ہو جائے گا اور اگر بیمار ہے تو شفا پائے گا اگر بھوکا ہے تو شکم سیر ہو جائے گا۔ اس طرح کے بہت سے خصائل ذکر کئے ہیں دارمی نے بسند صحیح از عطا روایت کی ہے کہ مجھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات پہنچی ہے مَنْ قَرَءَ يٰسٓ فِيْ صَدْرِ النَّهَارِ قُضِيَتْ حَاجَتُهٗ بعض نے کہا ہے جو کوئی اس سورت کو اوّل روز میں پڑھے گا وہ شام تک فرحاں وشاداں رہے گا اور جو اوّل شب میں پڑھے گا وہ صبح تک فرح مسرور رہے گا۔ بعض علماء نے کہا ہے اس سورت میں ذکر رحمٰن کا چار جگہ اور ذکر جلالہ کا تیس جگہ آیا ہے اسی طرح سورہ تبارک الذی سو جو شخص اس سورت کو پڑھے اور ذکر رحمٰن پر پہنچے تو ایک انگلی داہنے ہاتھ کی بند کرے اور جب ذکر جلالہ پر پہنچے تو بائیں ہاتھ کی انگلی عقد کرے اور جب سورہ تبارک پڑھے تو ذکر رحمٰن پر انگلی داہنے ہاتھ کی اور ذکر جلالہ پر انگلی بائیں ہاتھ کی کھول دے۔ جو کوئی اس طرح کرے گا اس کی حاجت قضا اور اس کی دُعا مستجاب ہوگی۔ لیکن اللہ سے ڈرے اور سوا خیر کے کچھ دعا نہ کرے ورنہ اس کی برکت سے محروم رہے گا یہ عقد فتح خنصر سے لگاتار ہو۔ انتہی کلام الشرجی رحمہ اللہ۔

سُورہ فتح

حدیث ابن عمرؓ میں فرمایا ہے آج کی رات مجھ پر ایک سورت اتری ہے وہ مجھ کو دوست تر ہے اس چیز سے جس پر سورج نکلا ہے پھر اِنَّا فَتَحْنَا پڑھی اَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَآئِيُّ مراد یہ ہے کہ دنیا ومافیہا سے محبوب تر ہے شوکانیؒ نے فرمایا وَفِيْ ذٰلِكَ فَضِيْلَةٌ عَظِيْمَةٌ لِهٰذِهِ السُّوْرَةِ انتھٰی۔

سُورہ ملک

حدیث ابوہریرہؓ میں آیا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک سورت

ہے۔ قرآن کی تیس آیت اس نے ایک شخص کی شفاعت کی یہاں تک کہ وہ بخشا گیا اَخْرَجَہٗ اَھْلُ السُّنَنِ وَابْنُ حِبَّانَ وَھٰذَا لَفْظُ التِّرْمِذِیِّ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ وَّ صَحَّحَہٗ ابْنُ حِبَّانَ وَقَالَ الْحَاکِمُ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ ایک روایت ابن حبان کی اس لفظ سے ہے کہ یہ سورت استغفار کرتی ہے اپنے صاحب کے لئے یہاں تک وہ بخشا جاتا ہے ابن عباس کا لفظ یہ ہے کہ یہ سورت مانعہ منجیہ ہے عذاب قبر سے نجات دیتی ہے چاہتا ہوں کہ دل میں ہر مومن کے ہو رَوَاہُ الْحَاکِمُ قَالَ ھٰذَا اِسْنَادٌ عِنْدَ الْیَمَانِیِّیْنَ صَحِیْحٌ ترمذی کا لفظ اتنا ہے وَدِدْتُ اَنَّھَا فِیْ قَلْبِ کُلِّ مُؤْمِنٍ وَّقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا یہ سورت توراۃ میں ہے مَنْ قَرَءَ لَیْلَۃٍ فَقَدْ اَکْثَرَ وَاَطَابَ حاکم نے کہا یہ صحیح الاسناد ہے نسائی کا لفظ یہ ہے جو شخص اس کو ہر رات پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو عذاب قبر سے بچاتا ہے۔

حکایت:

عذاب قبر

امام شافعیؒ کہتے ہیں بعض اولیاء زبید نے کہا ہے میں ہمراہ ایک جنازہ کے قریب مغرب نکلا جب لوگ دفن کرکے پھرے رات ہوگئی تھی میں نے ایک شخص کو کتے کی صورت میں دیکھا کہ قبر میں گھسا۔ پھر ہانپتا ہوا تعب کے ساتھ نکلا۔ داہنی آنکھ اس کی کانی تھی میں نے کہا تیرا کیا قصہ ہے اس نے کہا میں نے اس میت کو ستانا چاہا تھا مجھ کو سورہ یٰسین نے روکا اور میری آنکھ نکال لی اور مجھ سے کہا گیا اگر یہ مردہ سورہ تبارک پڑھتا تو دوسری آنکھ بھی نکال لی جاتی انتہیٰ۔ میں کہتا ہوں کہ بعض ائمہ اہل بیت اس سورت کو دو رکعت نفل میں بعد نماز عشاء کے پڑھا کرتے تھے بعض علماء نے کہا ہے جو کوئی وقت رویتِ ہلال کے اس سورت کو پڑھے گا وہ اس ماہ میں خیر پائے گا اور ہر شر سے محفوظ رہے گا۔

سُورَۃ اذا زلزلت

اس کو حدیث انسؓ میں ربع قرآن فرمایا ہے اَخْرَجَہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ

حَسَنٌ لیکن مسلم نے کتاب التمیز میں اس حدیث پر تکلم کیا ہے اس کی سند میں سلمہ بن وردان ضعیف ہے یحییٰ بن معین نے کہا لَیْسَ حَدِیْثُہٗ بِذَالِکَ یہی حال دوسری روایت میں ابن عباس کا ہے کہ اس میں اس سورت کو برابر نصف قرآن کے کہا ہے رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالْحَاکِمُ مگر ترمذی نے غریب اور حاکم نے صحیح الاسناد بتایا ہے لیکن اس کی سند میں یمان بن مغیرہ عنزی سخت ضعیف ہے حاکم سے تصحیح کرنا اس کا تعجب ہے یہ فضیلت اس لئے ہے کہ یہ سورت مشتمل ہے احوال آخرت پر آخرت بہ نسبت احوال دنیا کے نصف ہے اور اس سورت میں یہ آیت ہے فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ ظاہر یہ ہے کہ اس راز کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے ہم مکلف ساتھ علم کے نہیں ہیں۔

سُورہ الھٰکم التکاثر

حدیث ابن عمرؓ میں رفعاً آیا ہے کہ کیا تم میں کوئی ہر دن ہزار آیت نہیں پڑھ سکتا کہا اتنا کون پڑھ سکتا ہے۔ فرمایا کیا الھٰکم التکاثر نہیں پڑھ سکتا اَخْرَجَہُ الْحَاکِمُ منذریؒ نے کہا رجال اس کے اسناد کے ثقات ہیں مگر عقبہ کہ میں اس کو نہیں پہچانتا ہوں۔

سُورۂ کٰفرون

اس کو حدیث انسؓ میں ربع قرآن کہا ہے رواہُ التِّرْمِذِیُّ حاکم کا لفظ ابن عباسؓ سے یہ ہے کہ برابر ربع قرآن کے ہے مگر دونوں کی سند ضعیف ہے حضرت عائشہؓ کہتی حضرت فرماتے تھے کیا اچھی دو سورتیں ہیں جو دو رکعت میں قبل فجر کے پڑھی جاتی ہیں۔ اخلاص و کافرون اَخْرَجَہُ ابْنُ حِبَّانَ وَصَحَّحَہٗ۔ لیکن کافرون پہلی رکعت میں اور اخلاص دوسری رکعت میں پڑھے۔ بعض نسخ میں یہی ترتیب آئی ہے اور یہی صواب ہے ان

دونوں سورتیں کا ان دو رکعتوں میں پڑھنا احادیث میں بھی آیا ہے۔ شرجیؒ کہتے ہیں جو کوئی اس سورت کو وقت طلوع آفتاب کے پڑھے ساری دنیا کے شر سے اس دن محفوظ ہے وَجَدْتُ ذٰلِكَ بِخَطِّ بَعْضِ الْعُلَمَاءِ وَقَالَ مُجَرَّبٌ لَا شَكَّ فِيْهِ۔

سُورۂ اذا جآء نصر اللّٰہ

اس کو حدیث ابن عباسؓ میں ربع قرآن فرمایا ہے رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ لیکن اس کی سند ضعیف ہے واللہ اعلم ابن شہاب زہری نے کہا ہے تم یہ سورت اور کافرون پڑھا کرو یہ فقر کو دور کرتی ہے۔

سُورۂ اخلاص

حدیث ابو سعیدؓ وغیرہ ایک جماعت صحابہ کی احادیث میں اس کو ثلث قرآن فرمایا ہے۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ اور برابر ثلث قرآن کے فرمایا۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ ابو الدرداء کا لفظ رفعاً یہ ہے کہ تم عاجز ہو اس سے کہ رات کو ثلث قرآن پڑھو کہا بھلا ہم رات کو ثلث قرآن کس طرح پڑھ سکتے ہیں فرمایا قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ثلث قرآن ہے۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ وَغَيْرُهُمَا شوکانیؒ فرماتے ہیں۔ وَقَدْ أُعِلَّ كَوْنُهَا ثُلُثَ الْقُرْآنِ بِعِلَلٍ ضَعِيْفَةٍ وَاهِيَةٍ وَالْأَحْسَنُ أَنْ يُقَالَ إِنَّ هٰذَا سِرٌّ لَمْ نَطَّلِعْ عَلَيْهِ وَلَيْسَ لَنَا الْكَشْفُ عَنْ وَجْهِهِ وَهٰكَذَا سَائِرُ مَا تَقَدَّمَ انْتَهٰى۔ حدیث ابو ہریرہؓ میں فرمایا ہے کہ حضرت نے ایک شخص کو سنا کہ اس نے یہ سورت آخر تک پڑھی فرمایا وَجَبَتْ وَجَبَتْ یعنی واجب ہوگئی پوچھا کیا فرمایا جنت أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ وَأَخْرَجَهُ مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّا وَالنَّسَائِيُّ وَالْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِيْحُ الْإِسْنَادِ اس سورت کے حق میں احادیث کثیرہ آئی ہیں وہ دلیل ہیں عظم فضل پر اس

سورت میں صفت رحمٰن ہے۔ جو کوئی اس کو پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دوست رکھتا ہے حدیث انسؓ میں آیا ہے ایک شخص اس کو ہر رکعت میں پڑھا کرتا تھا پوچھا تو کہا میں اس کو دوست رکھتا ہوں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حُبُّكَ إِيَّاهَا أَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ۔ ن اس کی محبت تجھ کو جنت میں لے گئی۔ أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ

حکایت

ابو امامہ باہلیؓ کہتے ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تبوک میں جبرائیلؑ آئے ان کے ہمراہ ستر ہزار فرشتے تھے کہا جنازہ معاویہ پر حاضر ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے جبرائیل علیہ السلام نے اپنا بازو پہاڑوں پر رکھ دیا وہ جھک گئے حضرتؐ نے مدینے کو دیکھا اور معاویہ پر مع ملائکہ نماز پڑھی۔ پھر کہا اے جبرائیلؑ معاویہ اس رتبے کو کس طرح پہنچے کہا قراءت قل ہو اللہ احد سے کھڑے بیٹھے سوار پیادہ رَوَاهُ ابْنُ السُّنِّيِّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ كِتَابِ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم معوذتین کو پڑھ کر ہاتھوں پر پھونکتے پھر ہاتھ بدن پر وقت خواب کے پھیرتے اور اگر دردمند ہوتے تو دوسرے کو حکم کرتے بعض علماء نے کہا ہے۔ مَنْ وَاظَبَ عَلٰى قِرَاءَتِهَا نَالَ كُلَّ خَيْرٍ وَكُفِيَ كُلَّ شَرٍّ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى یہ وہ سورت ہے کہ بھوکا اس کو پڑھے سیر شکم ہو جائے پیاسا پڑھے سیراب ہو جائے اسم صمد لائق ارباب ریاضت ہے جو اس کا ذکر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اکل و شرب سے بے نیاز کر دیتا ہے یا صَمَد یا صمد کہے تھکے نہیں بعض نے تعداد اس کی ایک سو چونتیس بار بتائی ہے۔ وَحُكِيَ أَنَّهُ جَرَّبَهُ صَحَّ خلوت میں اس اسم کی تکرار کرنے سے جہاں تک بن سکے تعب گرسنگی و تشنگی معلوم نہیں ہوتا اگر کوئی اس سورت کو ورق ارنب یعنی خرگوش کی جھلی پر لکھ کر اپنے پاس رکھے تو ہوا ہیں جن وانس کے ضرر سے امن میں رہے باذن اللہ تعالیٰ اور اگر گھر میں جاتے وقت

پڑھ لیا کرے تو فقر دور ہو کر بسط رزق ہو جائے قرطبی نے کتاب التذکرہ میں لکھا ہے کہ جو کوئی سورہ اخلاص مرض موت میں پڑھے گا تو فتنہ قبر میں نہ پڑے گا اور ضغطہ قبر سے امن میں رہے گا اور ملائکہ اس کو اپنے بازوؤں پر اٹھا کر صراط سے پار کر دیں گے وہ جنت میں جا پہنچے گا انتہٰی۔ میں نے اپنی ماں سے مرضِ موت میں کہہ دیا تھا کہ اس سورت کو پڑھا کرو سورہ فلق و سورہ ناس کو وہ بہت پڑھتی تھی۔ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا وَلَنَا۔

سُورہ فلق و ناس

حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ بن عامر سے فرمایا اَلَا اُعَلِّمُكَ السُّوْرَتَيْنِ قُرِئَتَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ۔ دوسری روایت میں یوں ہے یا عُقْبَةُ تَعَوَّذْ بِهِمَا تَعَوَّذَ مُتَعَوِّذٌ بِمِثْلِهِمَا اَخْرَجَهُ ابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ بِنَحْوِ هٰذَا اَوْ قَالَ صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ اصل اس حدیث کی عقبہ سے مسلم میں یوں ہے۔ اَلَمْ تَرَ اٰيَاتٍ اُنْزِلَتِ اللَّيْلَةَ لَمْ يُرَ مِثْلُهُنَّ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ حاکم کا لفظ یہ ہے يَا عُقْبَةُ اقْرَءْ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ فَاِنَّكَ لَنْ تَقْرَءَ سُوْرَةً اَحَبَّ اِلَى اللّٰهِ وَاَبْلَغَ مِنْهَا فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ لَا تَفُوْتَكَ فَافْعَلْ یہ احادیث دلیل ہیں ان کے مزید فضل پر عقبہ کہتے ہیں مجھ سے فرمایا تھا تو ان دونوں کو سوتے اور اٹھتے وقت پڑھا کر کسی سائل نے سوال اور کسی مستعیذ نے ان کی برابر استعاذہ نہیں کیا رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَهُ السُّيُوْطِيُّ — حدیث ابو سعید خدری میں آیا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پناہ مانگتے تھے جن و عین انسان سے یہاں تک کہ معوذتین اتریں تب سے ان کو لیا اور ان کے ماسوا کو چھوڑ دیا اَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَابْنُ مَاجَةَ معلوم

ہوا کہ جن اور چشم زخم کے لئے ان کے برابر کوئی استعاذہ نہیں ہے حدیث ابی بن کعب میں فرمایا ہے مَنْ قَرَءَ الْمُعَوِّذَاتِ فَكَاَنَّمَا قَرَءَ جَمِيْعَ مَا اُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ ابْنُ مَنِيْعٍ فِيْ مُسْنَدِهٖ ابن مسعودؓ ان کو مصحف میں ثابت نہ رکھتے تھے بلکہ حک کر دیتے اور کہتے تھے کہ اِنَّهُمَا لَيْسَتَا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى لیکن بزار نے کہا ہے لَمْ يُتَابِعْهُ اَحَدٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَقَدْ صَحَّ عَنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَرَءَ بِهِمَا فِي الصَّلٰوةِ وَاُثْبِتَتَا فِي الْمُصْحَفِ انتہٰی شوکانیؒ نے فرمایا ہے اَجْمَعَ الصَّحَابَةُ وَجَمِيْعُ اَهْلِ الْاِسْلَامِ طَبَقَةً وَالصَّحَابِيُّ لَبَشَرٌ وَلَيْسَ قَوْلُهٗ حُجَّةً فِيْ مِثْلِ هٰذَا عَلٰى فَرْضِ عَدَمِ مُخَالَفَتِهٖ لِمَا ثَبَتَ عَنِ الشَّارِعِ فَكَيْفَ وَقَدْ خَالَفَ هٰهُنَا السُّنَّةَ الثَّابِتَةَ وَالْاِجْمَاعَ الْمَعْلُوْمَ انتہٰی۔

سُورۂ الم تنزیل

جابرؓ کہتے ہیں حضرت رات کو نہ سوتے جب تک کہ الم تنزیل اور تبارک الذی نہ پڑھتے رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ابن عمرؓ نے کہا ہے کہ ان دونوں سورتوں کو ان کے غیر پر ستر درجہ فضیلت ہے انسؓ نے کہا جو ان دونوں کو رات میں اندر دو رکعت کے پڑھتا ہے اس نے گویا لیلۃ القدر پائی طاؤس ان کو کسی سفر و حضر میں ترک نہ کرتے۔

سُورۂ حشر

جو کوئی اس سورت کو ہمیشہ پڑھے گا وہ اعداء سے امن میں رہے گا اور کید کائدین و مکر ماکرین و جور ظالمین سے محفوظ رہے گا۔ حضرت علی مرتضیٰ اس کو ہر روز پڑھتے کسی نے پوچھا تو کہا یہ سورت مجھ کو آخرت یاد دلاتی ہے اور دنیا اور آخرت میں امن دے گی۔

۳۷

حکایت:

ایک شخص کے کان میں قراڈ گھس گئی تھی اس کو سخت تعب تھا بعض علماء نے آبِ زمزم پر دس آیتیں اول آل عمران کی اور آخر سورہ حشر پڑھی وہ پانی اس کو پلا دیا جب پیٹ گیا کان سے بلطفہ تعالیٰ باہر نکلی آئی اس سورت کو اسم اعظم بھی کہا ہے۔

سُورَہ واقعہ

اس سورہ کے لئے ایک سرعظیم وخاصیت عجیب ہے جلب غنا ونفی فقر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ابن مسعود رضی کو کچھ مال دینا چاہا نہ لیا کہا تم اپنی لڑکیوں پر خرچ کرنا کہا کیا تم ان پر خوف فقر کا کرتے ہو میں نے ان کو کہہ دیا ہے کہ وہ سورہ واقعہ پڑھا کریں میں نے حضرت ﷺ کو سنا فرماتے تھے جو سورہ واقعہ ہر رات پڑھا کرے گا اس کو کبھی فاقہ نہ ہوگا۔ امام ابن عبدالبر نے کتاب التمہید میں رفعًا رفعًا روایت کیا ہے عَنْ قَرَءَ الْوَاقِعَۃَ کُلَّ یَوْمٍ لَمْ تُصِبْہُ آفَۃٌ اَبَدًا بعض علماء نے کہا ہے جو شخص اس سورت کو ایک مجلس میں اکتالیس بار پڑھے گا اس کی حاجت پوری ہوگی۔ خصوصًا وہ حاجت جو متعلق طلب رزق ہے اور جو شخص اس کو بعد عصر کے ہمیشہ پڑھتا رہے گا اس کو اسباب مسرت نظر آتے رہیں گے اسی طرح سورہ انا انزلنا جلب غنا میں مشہور ہے۔

سُورہ اِنَّا اَنزلناہ فی لیلۃ القدر

بعض علماء نے کہا ہے جس کو کوئی حاجت طرف اللہ کے ہو وہ اکتالیس بار اس سورت کو پڑھ کر اکتالیس بار یہ دعا کرے اور اپنی حاجت مانگے انشاء اللہ تعالیٰ وہ

لہ ہندی چیچڑی ۱۲

۳۸

حاجت پوری ہوگی پھر کہا یہ مجرب ہے۔ اَللّٰھُمَّ یَا مَنْ یَکْتَفِیْ مِنْ خَلْقِہٖ جَمِیْعًا وَلَا یَکْتَفِیْ مِنْہُ اَحَدٌ مِنْ خَلْقِہٖ یَا اَحَدُ یَا مَنْ لَا اَحَدَ لَہُ انْقَطَعَ الرَّجَاءُ اِلَّا مِنْکَ وَخَابَتِ الْاٰمَالُ اِلَّا فِیْکَ وَانْسَدَّتِ الطُّرُقُ اِلَّا اِلَیْکَ یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ اَغِثْنِیْ۔

سُورَہ الم نشرح

بعض علماء نے کہا ہے جو کوئی اس سورت کو تین بار اور فاتحہ کو ایک بار اور انا انزلناہ گیارہ بار پڑھے گا اللہ اس پر فتح بغیر تعب کے کرے گا باذن اللہ تعالیٰ۔

سُورَہ طٰہٰ

جو اس سورہ کو ہر دن وقت طلوع فجر کے پڑھے گا ادنیٰ برکت اس کی یہ دیکھے گا کہ ہر دن رزق جدید اس کو ملے گا جس کی تاک میں وہ نہ تھا اور اس دن سارے حوائج اس کے پورے ہوں گے دل اس کے لئے نرم پڑھ جائیں گے اعداء پر نصرت ملے گی اس کے فضائل لاتحصیٰ ہیں۔

باب دوم

بیان میں ان عوارض وآفات کے جو انسان کو حیات وممات میں فکر مند کرتے ہیں

دعاء کرب

حدیث ابن عباسؓ میں آیا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم وقت کرب کے یہ دعا پڑھتے تھے۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ وَاَبُوْعَوَانَةَ وَالنَّسَائِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَغَيْرُهُمْ —

ابن عوار نے اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ پھر اس کے بعد دعا کرتے ایک روایت بخاری میں حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ آیا ہے ابراہیم علیہ السلام جب آگ میں ڈالے گئے تھے تو آخر قول ان کا یہی کلمہ تھا رواہ البُخَارِيُّ اور جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ لوگ تمہارے لئے جمع ہوئے ہیں تم ڈرو تو صحابہ نے یہی کلمہ کہا ہے مسلم کا لفظ یہ ہے کہ حضرت محمدؐ پر جب کوئی امر مہم آتا تو اس کلمہ کو کہتے انتہیٰ میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کہا ہے۔ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ یہ دلیل ہے اس بات پر کہ اس کلمے کے قائل کو کوئی برائی نہ لگے گی میں نے اس کا تجربہ کیا ہمیشہ مجرب پایا قرآن پاک سے یہی دو عمل ثابت ہیں ایک تو یہ کلمہ دوسری دعا یونس علیہ السلام اس پر بھی وعدہ نجات کا کیا ہے

کا کیا ہے اور یہ دونوں عمل حدیث سے بھی ثابت ہیں مثل ان کے کوئی دوسرا عمل جس پر اجماع کیا ہے وسنت واتفاق قرآن وحدیث ہو سوا ان دونوں کلموں کے اور معلوم نہیں ہوتے اگرچہ ادعیہ دیگر زبان انبیاء علیہم السلام سے قرآن پاک میں منقول ہیں۔ فَسُبْحَانَهٗ مَا اَعْظَمَ شَانُهٗ ایک روایت بخاری میں یوں آیا ہے۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ عِبَادِكَ وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ اس میں یہ بات ہے کہ پہلے اس ذکر کو کہے پھر استعاذہ کرے پھر کلمہ حَسْبُنَا اللّٰهُ الخ ختم کرے۔

دعاء کرب ایضاً

اسماء بنت عمیش کہتی ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کیا میں تجھے ایسے کلمات نہ سکھا دوں جو تو وقت کرب کے کہا کرے اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّيْ لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنِّسَائِيُّ وَابْنُ حِبَّانَ طبرانی نے تین بار کہنا ان کا زیادہ کیا ہے وَاَخْرَجَهُ ابْنُ مَاجَةَ ایضاً عائشہؓ کا لفظ یہ ہے کہ حضرتؐ نے اپنے اہل بیت کو جمع کر کے فرمایا جب کسی کو غم یا کرب پہنچے تو وہ یوں کہے اَللّٰهُ اَللّٰهُ الخ رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ وَصَحَّحَهٗ طبرانی کا لفظ عائشہؓ سے یوں ہے حضرت نے کچھ نفر سے بنی ہاشم کے کہا تمہارے ہمراہ کوئی غیر تمہارا ہے کہا نہیں مگر ابن اخت یا مولیٰ ہمارا فرمایا اِذَا اَصَابَ اَحَدَكُمْ هَمٌّ اَوْ لَاْوَاءٌ فَلْيَقُلْ ابن عباس کہتے ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کواڑ دروازے کے پکڑے اور ہم گھر میں تھے اور فرمایا اے بنی مطلب اِذَا نَزَلَ بِكُمْ كَرْبٌ اَوْ جَهْدٌ اَوْ لَاْوَاءٌ فَقُوْلُوْا الخ اس کے اسناد میں ابو یحییٰ ضعیف ہے رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ وَالْاَوْسَطِ میں نے اس کلمہ مبارک کا تجربہ کیا تریاق مجرب پایا وللہ الحمد۔

دعاء کرب ایضاً

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت نے فرمایا مجھ کو کسی امر میں کرب نہ ہوا مگر جبرائیل نے متمثل ہو کر مجھ سے کہا کہ تَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوْتُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهُ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا اَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ

دعاء کرب ایضاً

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں دعا کرب یہ ہے اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ اَرْجُوْا فَلَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ وَاَصْلِحْ لِيْ شَانِيْ كُلَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ اطلاق لفظ شان کا امر و حال و خطب اور جملہ شئون پر آتا ہے اس جگہ مراد اصلاح حال و امر محتاج الیہ ہے حیات و ممات میں اس حدیث کو طبرانی نے بھی کبیر میں روایت کیا ہے اس لفظ سے كَلِمَاتُ الْمَكْرُوْبِ اَللّٰهُمَّ الخ مجمع الزوائد میں کہا ہے واسنادہ حسن۔

دعاء ہم و غم یعنی فکر و رنج

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی ہم و غم ہوتا تو کہتے يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ وَالتِّرْمِذِيُّ مِنْ حَدِيْثِ اَنَسٍ وَالنَّسَائِيُّ مِنْ حَدِيْثِ رَبِيْعَةَ بْنِ عَامِرٍ علی ابن ابی طالب کہتے ہیں دن بدر کے کچھ دیر تک میں نے قتال کیا پھر آیا کہ دیکھوں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے ہیں دیکھا تو آپ سجدے میں پڑے

ہوئے يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ کہتے تھے پھر کر چلا گیا پھر دوبارہ آیا پھر سجدے میں پایا یہی يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ کہہ رہے تھے اللہ نے آپ کو فتح دی رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَقَالَ الْحَاكِمُ صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ میں نے اس کو یہی تجربہ کیا صحیح پایا یہ کلمہ اسم اعظم الٰہی ہے واللہ اعلم۔

دعاء ذوالنون علیہ السلام

سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص کہتے ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دعوت ذی النون بطن حوت میں وقت دعا کے یہ تھی لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ کوئی مسلمان کسی شے میں کبھی یہ دعا نہیں کرتا ہے لیکن اللہ اس کی دعا کو قبول فرماتا ہے هٰذَا اللَّفْظُ التِّرْمِذِيِّ قَالَ الْحَاكِمُ صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ دوسرے طریق میں اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ ایک شخص نے کہا اے رسول خدا کیا یہ دعا خاص ساتھ یونس علیہ السلام کے ہے یا واسطے عامہ مومنین کے فرمایا تو نے اللہ کی بات نہیں سنی فَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ يَعْلَى الْمَوْصِلِيُّ اَيْضًا وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَابْنُ جَرِيْرٍ اِسْمُ اللّٰهِ الْاَعْظَمِ الَّذِيْ اِذَا دُعِيَ بِهِ اَجَابَ وَاِذَا سُئِلَ بِهِ اَعْطٰى دَعْوَةُ يُوْنُسَ ابْنِ مَتّٰى سیوطی نے جامع کبیر و صغیر میں اسی تخریج پر حدیث سعد رضی اللہ عنہ سے اسی لفظ پر اقتصار کیا ہے لیکن مناوی نے شرح میں کہا ہے بِاِسْنَادٍ ضَعِيْفٍ شوکانی کہتے ہیں وَلَعَلَّهُ تَبِعَ فِيْ ذٰلِكَ رَمْزَ السُّيُوْطِيِّ وَمِثْلُ ذٰلِكَ لَا يُوْثَقُ بِهِ اسم اعظم کی تعیین میں جزری نے تین حدیثیں لکھی ہیں ان میں سے ایک یہ حدیث ہے ذکر اس کا آوے گا بہرحال پڑھنا اس آیت شریف کا ہم و غم و مصائب میں تریاق مجرب ہے مشائخ نے ترکیب اس کی بیان کی ہے ذکر ترکیب مذکور کا آوے گا انشاء اللہ تعالیٰ مجھ

پر ۱۳۰۲ھ میں ہجوم مخاوف کا تھا میں اس دُعا کو پڑھا کرتا اللہ نے کشف غم فرمایا اس کے مجرب ہونے میں کچھ شک وشبہ نہیں ہے اور پہلے یہ بات گذر چکی ہے کہ یہ وہ دُعا ہے جو قرآن وحدیث دونوں سے ثابت ہے ایسی دعا سوا اس کے اور حَسْبُنَا اللّٰہُ نِعْمَ الْوَکِیْلُ کے دوسری نہیں وللہ الحمد۔

دعائے ہم و حزن

ابن مسعودؓ کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے نہیں کہا کسی بندے نے وقت پہنچنے ہم وحزن کے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ نَاصِیَتِیْ بِیَدِكَ مَاضٍ فِیَّ حُکْمُكَ عَدْلٌ فِیَّ قَضَآءُكَ اَسْئَلُكَ بِکُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّیْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِیْ کِتَابِكَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ اَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهٖ فِیْ عِلْمِ الْغَیْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ رَبِیْعَ قَلْبِیْ وَنُوْرَ صَدْرِیْ وَجَلَآءَ حُزْنِیْ وَذَهَابَ هَمِّیْ وَغَمِّیْ لیکن اللہ تعالیٰ اس کی فکر کو دور کر دیتا ہے اور بجائے حزن کے فرح بخشتا ہے رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ وَاَحْمَدُ وَالْبَزَّارُ اس کے آخر میں یہ بھی آیا ہے کہ حضرت سے کہا گیا ہم کو ان کلمات کا سیکھنا چاہیئے فرمایا ہاں جو کوئی ان کو سنے وہ سیکھ لے وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاکِمُ وَصَحَّحَهٗ مجمع الزوائد میں کہا ہے رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ یَعْلٰی وَالْبَزَّارُ وَالطِّبْرَانِیُّ وَرِجَالُ اَحْمَدَ وَاَبِیْ یَعْلٰی رِجَالُ الصَّحِیْحِ غَیْرَ اَبِیْ سَلَمَةَ الْجُهَنِیِّ وَقَدْ وَثَّقَهُ ابْنُ حِبَّانَ اِنْتَهٰی اس کو طبرانی السنی نے بھی یہی حدیث ابو موسیٰ سے بہمیں لفظ روایت کیا ہے اور آخر میں کہا ہے کہ ایک قائل نے کہا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الْمَغْبُوْنُ مَنْ غُبِنَ هٰؤُلَاءِ الْکَلِمَاتِ اَجَلْ فَقُوْلُوْاهُنَّ وَعَلِّمُوْهُنَّ بِاَنَّهٗ مَنْ قَالَ هُنَّ وَعَلَّمَ النَّاسَ مَا فِیْهِنَّ

اَذْهَبَ اللّٰهُ عَنْهُ کُرْبَهٗ وَاَطَالَ فَرْحَهٗ مجمع الزوائد میں کہا ہے وَفِیْهِ مَنْ لَمْ اَعْرِفْهُمْ اِنْتَهٰی۔

دوا ہر داء خصوصًا

ابو ہریرہؓ رفعًا کہتے ہیں جس نے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہا یہ اس کیلئے دواء ہے ننانوے واء سے سب میں کم ایک ہم ہے اَخْرَجَهُ الْحَاکِمُ وَالطِّبْرَانِیُّ شوکانی فرماتے ہیں ظاہر یہ ہے کہ یہ ذکر شفا ہے عدد مذکور سے یا خارج مخرج مبالغہ ہو تو مراد شفا جمیع امراض وعلل سے ہوگی جن میں کمتر ہم ہے انتہٰی میں کہتا ہوں لفظ داء اس جگہ عام ہے داء قلب وقالب سے اسکی تکرار ہر داء جان وتن کو دور کرتی ہے میں نے بھی اس کا تجربہ کیا صحیح پایا وللہ الحمد۔

دُعائے مخرج ضیق وفرج ہم وبسط رزق

ابن عباسؓ نے رفعًا کہا ہے جس نے استغفار کو لازم پکڑا اللہ اس کو ہر تنگی سے باہر نکالتا ہے اور ہر فکر سے کشادگی بخشتا ہے اور ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے کہ وہاں سے گمان بھی نہ ہو اَخْرَجَهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَآئِیُّ وَابْنُ حِبَّانَ وَصَحَّحَهٗ وَابْنُ مَاجَةَ نسائی کا لفظ یہ ہے مَنْ اَکْثَرَ مِنَ الْاِسْتِغْفَارِ شوکانیؒ نے لکھا ہے وَفِی الْحَدِیْثِ فَضِیْلَةٌ عَظِیْمَةٌ وَهِیَ اَنَّ الْاِسْتِکْثَارَ مِنَ الْاِسْتِغْفَارِ فِیْهِ الْمَخْرَجُ مِنْ کُلِّ ضِیْقٍ وَالْفَرَجُ مِنْ کُلِّ هَمٍّ وَحُصُوْلُ الْاَرْزَاقِ لَهٗ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ وَلَا یَکْتَسِبُ وَمَنِ اجْتَمَعَ لَهٗ ذٰلِكَ عَاشَ فِیْ نِعْمَةٍ سَالِمًا مِّنْ کُلِّ نِقْمَةٍ اِنْتَهٰی میں نے اس کا تجربہ بھی کیا صحیح پایا بلکہ اس زمانے میں دو ہی چیز کو دفع ہم وحزن میں قوی التاثیر سریع الاثر دیکھا ایک کثرت استغفار

دوسرے صدقہ خیرات الفاظ استغفار کے کئی طرح پر آئے ہیں سب کافی شافی ہیں لیکن سیدالاستغفار کی بہت صفت وثنا آئی ہے اس کا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ آئے گا اور یوں تو ہر کلمہ استغفار جو بطریق صحیح ماثور ہے اپنا کام کرتا ہے۔

دعائے کرب وشدّت

ابو امامہؓ رفعًا کہتے ہیں مؤذن جب اذان دیتا ہے تو دروازے آسمان کے کھل جاتے ہیں اور دعا قبول ہوتی ہے سو جس کسی شخص پر کرب یا شدت نازل ہو تو وہ مؤذن کا جواب دے اور حی علی الفلاح کے بعد یوں کہے۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ الصَّادِقَةِ الصَّارِفَةِ الْمُسْتَجَابِ لَهَا دَعْوَةِ الْحَقِّ وَكَلِمَةِ التَّقْوٰى اَحْيِنَا عَلَيْهَا وَاَمِتْنَا عَلَيْهَا وَابْعَثْنَا عَلَيْهَا وَجْعَلْنَا مِنْ خِيَارِ اَهْلِهَا اَحْيَاءً وَّ اَمْوَاتًا۔ پھر اس کے بعد سوال اپنی حاجت کا کرے اَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ شوکانیؒ فرماتے ہیں اَیْ یَسْاَلُ حَاجَتَهٗ كَائِنَةً مَّا كَانَتْ لیکن اس کی سند میں عفیر بن معدان ہے منذری نے اس کو واہی کہا ہے یعنی ضعیف مگر حدیث سہل بن سعد رفعًا اس کی مؤید ہے فرمایا ہے ثِنْتَانِ لَا تُرَدَّانِ الدُّعَاءُ وَالنِّدَاءُ وَعِنْدَ الْبَاْسِ حِيْنَ يُلْحِمُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّا وَاَبُوْدَاؤُدَ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَهٗ اسی طرح اوقات اجابت میں مابین اذان واقامت ہے اور وقت اقامت یہ بخشدیں الجیعلتین میں رضی واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

توقع بلا وامر ہولناک

ابو سعید کہتے ہیں حضرت نے کہا مجھ کو چین کیونکر آئے صاحب قرن منہ میں قرن لئے ہوئے کان رکھے ہے کہ کس دم حکم ہو کہ میں اس کو پھونکوں اصحاب حضرت محمد ﷺ پر

یہ بات گراں گذری فرمایا تم یوں کہو حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ سو جبکہ صور سے امر ہولناک کو یہ کلمہ کہنا کفایت کرتا ہے تو پھر کسی اور بلائے حقیر کی کیا ہستی ہے یہ شامل ہے ہر امر مہول کو اور کوئی ناپسند امر واقع ہو تو یوں کہے بِقَدَرِ اللّٰهِ وَمَا شَاءَ فَعَلَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَفَعَا نسائی کا لفظ یہ ہے فَاِنْ غَلَبَ عَلَيْكَ اَمْرٌ فَقُلْ قَدَرُ اللّٰهِ وَمَا شَاءَ صَنَعَ۔

دعاء غلبہ امر

عوف بن مالک مرفوعًا کہتے ہیں حضرت نے درمیان دو شخصوں کے فیصلہ کیا مقضی علیہ نے کہا حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ فرمایا اس شخص کو بلاؤ وہ آیا اس سے فرمایا تو نے کیا کہا اس نے عرض کیا کہ میں نے یہ کہا فرمایا اللہ ملامت کرتا ہے عجز پر لیکن تجھ پر کیس یعنی ہوشیاری لازم ہے اور جب تجھ پر کوئی امر غلبہ کرے تب تو یوں کہہ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ شوکانیؒ فرماتے ہیں اَلْحَدِيْثُ دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّهٗ لَا يُقَالُ هٰذَا الدُّعَاءُ اِلَّا اِذَا غَلَبَهُ الْاَمْرُ وَعَجَزَ عَنْ دَفْعِهٖ اِنْتَهٰى یعنی معاملہ مقدمہ میں ہار جیت ایک معمولی بات ہے اس پر اس کلمے کا کہنا اس کو تو وقت مغلوبیت امر مہم کی کیسے تلاعب نہ کرے اس کی قدر سمجھے۔

دعائے مُصیبت

حدیث ابی سلمہ میں فرمایا ہے تم میں سے جب کسی کو مصیبت پہنچے تو وہ کہے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ عِنْدَكَ اَحْتَسِبُ مُصِيْبَتِيْ فَاْجُرْنِيْ فِيْهَا وَاَبْدِلْنِيْ مِنْهَا خَيْرًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ غَرِيْبٌ

مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَالْحَاكِمُ وَابْنُ مَاجَةَ مسلم کا لفظ ام سلمہ سے یوں ہے مَا مِنْ عَبْدٍ تُصِيْبُهُ مُصِيْبَةٌ فَيَقُوْلُ اِنَّا لِلّٰهِ الخ اَللّٰهُمَّ اْجُرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَاَخْلِفْ خَيْرًا مِّنْهَا الخ یہ دُعاء مصیبت میں کہنا چاہیئے موت ہو یا کچھ اور اللہ اس کے کہنے سے خلف خیر عطا فرماتا ہے اہل علم کو اس کا تجربہ ہوا ہے بلکہ خود ام سلمہ نے اس کا تجربہ پایا کہ بعد موت ابی سلمہ یہ دعا کی تھی۔ اَللّٰهُمَّ اْجُرْنِيْ الخ وہ کہتی ہیں قُلْتُ كَمَا اَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْلَفَ لِيْ خَيْرًا مِّنْهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

دُعائے استصعاب امر

جب کوئی امر دشوار پیش آئے تو یوں کہے اَللّٰهُمَّ لَا سَهْلَ اِلَّا مَا جَعَلْتَهُ سَهْلًا وَاَنْتَ تَجْعَلُ الْحُزْنَ سَهْلًا رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ عَنْ اَنَسٍ رَفَعًا وَصَحَّحَهُ شوکانی فرماتے ہیں وَفِي الْحَدِيْثِ الدُّعَاءُ بِاَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ يَجْعَلُ كُلَّ مَا صَعُبَ الْاُمُوْرُ وَسَهْلًا يُمْكِنُ الْوُصُوْلُ اِلَيْهِ بِلَا صُعُوْبَةٍ اِنْتَهٰى۔

دعاء درماندگی وزیادت قوت

اگر شغل سے تھک جائے اور زیادت طاقت چاہے تو وقت خواب کے ہر شب ۳۳ بار سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد للہ ۳۴ بار اللہ اکبر کہے رَوَاهُ الشَّيْخَانِ وَاَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِيُّ مِنْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ فاطمہ علیہا السلام نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے خادم مانگا تھا فرمایا سوتے وقت یوں کہا کر بخاری کا لفظ یہ ہے کہ ان کے ہاتھ میں چکی پیسنے سے گٹا پڑ گیا تھا۔ اس کی شکایت پر یہ ہدایت فرمائی سبحان اللہ

بنت سید المرسلین اس مشقت و تعب تھیں کہ اپنے ہاتھ سے چکی پیستیں کھانا پکاتیں ہماری کیا ہستی ہے کہ ہماری مستورات ایسے کاموں سے عار کریں لیکن بات یہ ہے کہ ہم سے اللہ کی نعمت بسط رزق کا شکر ادا نہیں ہو سکتا ہے جس نے ہم کو اور ہماری مستورات کو محتاج اس مشقت و شغل کا نہیں رکھا ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ سوہان روح ہے اَللّٰهُمَّ غَفْرًا۔

دعائے خوف از سلطان ظالم

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں تو جب پاس کسی بادشاہ ہیبت ناک کے جائے جس کی سطوت سے تو ڈرتا ہے تو کہہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِهٖ جَمِيْعًا اَللّٰهُ اَعَزُّ مِمَّا اَخَافُ وَاَحْذَرُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ مِنْ شَرِّ عَبْدِكَ فُلَانٍ وَجُنُوْدِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ وَاَشْيَاعِهٖ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَللّٰهُمَّ كُنْ لِّيْ جَارًا مِّنْ شَرِّهِمْ جَلَّ ثَنَاؤُكَ وَعَزَّ جَارُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ تین بار اسی طرح کہے رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ مجمع الزوائد میں کہا ہے وَرِجَالُهٗ رِجَالُ الصَّحِيْحِ اِنْتَهٰى یہ موقوف ہے ابن عباس پر نزدیک ابن ابی شیبہ کے اور تین بار کہنا بھی انہیں کی روایت ہے نہ طبرانی کی وَرَوَاهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ مَوْقُوْفًا اَيْضًا اس کو طبرانی نے ابن مسعود سے مرفوعًا بھی روایت کیا ہے اس لفظ سے اِذَا تَخَوَّفَ اَحَدُكُمْ سُلْطَانًا فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ كُنْ جَارًا مِّنْ شَرِّ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَاَتْبَاعِهِمْ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيَّ اَحَدٌ مِّنْهُمْ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ مجمع الزوائد میں کہا ہے فِيْهِ جَنَادَةُ بْنُ

بْنُ مُسْلِمٍ وَثَقَّهُ ابْنُ حِبَّانَ وَضَعَّفَهُ غَيْرُهُ وَبَقِيَّةُ رِجَالِهِ رِجَالُ الصَّحِيْحِ اِنْتَهٰى فلاں کی جگہ اس شخص کا نام لے جس سے ڈرتا ہے۔

دعائے خوف از سلطان

علقمہ بن یزید کہتے ہیں جو شخص عامر شعبی سے ہوتا شعبی اس کو یہ دعا سکھاتے
اَللّٰهُمَّ اِلٰهَ جِبْرَآئِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَاِسْرَافِيْلَ وَاِلٰهَ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحَاقَ عَافِنِيْ وَلَا تُسَلِّطَنَّ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ عَلَيَّ بِشَيْءٍ لَا طَاقَةَ لِيْ بِهٖ اَخْرَجَهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ مَوْقُوْفًا اس کے آخر میں یہ کہا ہے ایک شخص کے پاس ایک امیر گیا تھا اس نے یہ دعا کی امیر نے اس کو چھوڑ دیا۔
شعبی ایک امام جلیل تابعی کبیر ہیں ان کا نام عامر بن شراحیل تھا حجاج نے ان کو ظلماً قتل کر ڈالا۔ میں کہتا ہوں سلف و خلف میں بابت قوت و ضعف ایمان اتنا ہی فرق ہے کہ وہ ہر مصیبت میں توسل و استعانت نری اللہ پاک سے کرتے تھے نہ اولیاء خدا سے اس جگہ نام ملائکہ و انبیاء کا لیا تو بھی کس عنوان پاکیزہ سے یہ نہ کہا اَللّٰهُمَّ بحق جبریل اس لئے کہ اللہ پر کسی مخلوق کا کوئی حق واجب نہیں ہے بلکہ یوں کہا اَللّٰهُمَّ اِلٰهَ فُلَانٍ وَّفُلَانٍ اس میں اللہ سے استعانت بھی ہوئی اور ان کی عبودیت بھی اللہ کیلئے ثابت ہوئی پھر ان لوگوں کے نام لئے جن کا اہل اللہ ہونا قطعی الثبوت ہے بخلاف اولیاء اللہ ہر چند ان کے حق میں بھی حسن ظن قبول ہے لیکن ہم کسی کو قطعی جنتی نہیں کہہ سکتے ہیں سو جب یہ بات ہے تو پھر توسل کرنا ان سے دعا میں کچھ ضروری نہیں ہے گو نزدیک بعض اہل علم کے جائز ہو یا اسی ترکیب کے ساتھ کہے اَللّٰهُمَّ اِلٰهَ الشَّيْخِ فُلَانٍ وَّفُلَانٍ اس لئے کہ اس محل استعانت و استغاثہ میں ہم کو اگر کسی کا نام لینا ضروری ہو تو ہم ملائکہ کرام عالی مقام اور انبیاء علیہم السلام کا نام لیں اور اس کے خاص الخاص بندوں

کا ذکر سامنے رب کے کریں جن کے مقبول و مقرب ہونے میں کچھ شک و شبہ نہیں ہے ان کا نام کیوں لیں جن کے حق میں ہم قطعاً کوئی حکم نہیں لگا سکتے مبادا ان میں کوئی ایسا ہو جس کو ہم نے اللہ کا ولی سمجھ لیا ہے اور وہ ولی نہ ہو تو پھر یہ کہنا بھلا کہ اَللّٰهُمَّ اِلٰهَ فُلَانِ الشَّيْخِ نافع نہ ہوگا بلکہ مضر پڑے گا اگرچہ ساری خلق مومن و کافر اللہ ہی کے بندے اور غلام ہیں جس طرح کہ ہم يَا خَالِقَ الْقَاذُوْرَاتِ نہیں کہہ سکتے ہیں اگرچہ اِنَّ اللّٰهَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ کہتے ہیں اللہ کی جناب عالی ساری مخلوق سے بڑھ کر محل ادب ہے لیکن مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؎

از خدا خواہیم توفیقِ ادب بے ادب محروم گشت از فضل رب

فائدہ:

مسائل شرک و بدعت میں جس جگہ علماء و اولیاء کا اختلاف ہو کوئی جائز کہے کوئی ناجائز اس جگہ میزان یہ ہے کہ ترک اولیٰ ہے فعل سے اور وقوف افضل ہے قول بجواز سے اس لئے کہ شرک کے ستر ابواب ہیں اور شرک چیونٹی کی چال سے اندھیری رات میں سیاہ پتھر پر سے کبھی زیادہ تر پوشیدہ ہے اور معلوم ہے کہ اللہ شرک کو ہرگز نہ بخشے گا مگر توبہ سے اور بدعت کے بہتر۷۲ دروازے ہیں اور ہر بدعت ضلالت ہے اور ہر ضلالت نار میں ہے اس لئے وقوف میں نجات ہے اور جرأت کرنے میں ہلاک و لہٰذا حدیث میں آیا ہے اَلْمُؤْمِنُوْنَ وَقَّافُوْنَ عِنْدَ الشُّبُهَاتِ شرک و توحید کھلی چیز ہے ان کے درمیان میں امور مشتبہ ہیں جن کو اکثر لوگ نہیں جانتے اسی وجہ سے اللہ نے فرمایا ہے وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ یہ جگہ اس مسئلے کے بسط کی نہیں ہے اس کا محل کتب اعتصام بالکتاب والسنہ ہیں۔ واللہ اعلم۔

دُعائے خوف از امیر ظالم

ابو مجاز جن کا نام لاحق بن حمید ہے کہتے ہیں جو شخص امیر ظالم سے ڈرے تو وہ یہ کہے رَضِیْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا وَّبِالْقُرْاٰنِ حَکَمًا وَّاِمَامًا اللہ اس کو اس ظالم کے ہاتھ سے نجات دے گا رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ مَوْقُوْفًا ممکن ہے کہ یہ اثر اور اثر ماقبل صحابہؓ سے مروی ہوں یا متقدان کا تجربہ ہو ان دو اماموں نے تجربہ میں اس کو صحیح پایا ہے۔

دُعائے خوف از شیطان وغیرہ

جب کسی شیطان وغیرہ سے ڈرے تو یوں کہے اَعُوْذُ بِوَجْهِ اللّٰهِ الْكَرِیْمِ وَكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِیْ لَا یُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ مِّنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَاَ وَبَرَاَ وَمِنْ شَرِّ مَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمِنْ شَرِّ مَا یَعْرُجُ فِیْهَا وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ اِلَّا طَارِقًا یَّطْرُقُ بِخَیْرٍ یَّا رَحْمٰنُ رَوَاهُ النَّسَآئِیُّ وَاَحْمَدُ وَالطَّبَرَانِیُّ مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ مالک کی روایت میں یوں ہے کہ شب معراج میں حضرت کے سامنے ایک عفریت یعنی دیو سرکش ایک شعلہ آگ کا لے کر آیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب اس کی طرف التفات کرتے تو اس کو موجود پاتے جبریل علیہ السلام نے کہا تم یوں کہو اَعُوْذُ بِوَجْهِ اللّٰهِ الْكَرِیْمِ الخ۔

دُعائے فزع یعنی گھبراہٹ کی

ابن عمرؓ کہتے ہیں حضرت صحابہؓ کو واسطے دفع فزع کے یہ کلمات سکھاتے

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ اَخْرَجَهٗ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَسَنٌ وَّالْحَاكِمُ۔

دُعائے ہرب شیطان

اس کام کے لئے پڑھنا آیۃ الکرسی کا اور اذان کہنا آیا ہے رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ مِنْ حَدِیْثِ جَابِرٍ وَّاَبِیْ هُرَیْرَةَ وَسَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ حدیث سعد میں نداء بازان واسطے دفع غول کے بھی بالخصوص آئی ہے رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ۔

دُعائے وسوسہ

حدیث ابوہریرہؓ میں فرمایا شیطان تمہارے پاس آ کر کہتا ہے اس کو کس نے پیدا کیا اس کو کس نے بنایا یہاں تک کہ یوں کہتا ہے کہ تیرے رب کو کس نے پیدا کیا جب اس کی نوبت پہنچے تو اللہ کے ساتھ استعاذہ کرے اور باز رہے اَخْرَجَهُ الشَّیْخَانِ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَآئِیُّ ایک لفظ مسلم کا یوں ہے کہ اس طرح کہے اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ دوسری روایت ابوداؤد اور نسائی کی یہ ہے فَقُوْلُوْا اَللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ پھر تین بار بائیں طرف تھتکارے اور شیطان سے پناہ مانگے نسائی کا لفظ یہ ہے فَلْیَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنْهُ وَمِنْ فِتْنَتِهٖ شوکانی فرماتے ہیں وَفِی الْحَدِیْثِ دَلِیْلٌ عَلٰی اَنَّهٗ یَجِبُ عَلٰی مَنْ بَلَغَتْ بِهِ الْوَسْوَسَةُ الشَّیْطَانِیَّةُ اِلٰی هٰذَا الْحَدِّ اَنْ یَّنْتَهِیَ عَنْ ذٰلِكَ وَیَتْرُكَهٗ وَیَشْتَغِلَ بِغَیْرِهٖ مِمَّا

يَلْهِيْهِ وَيَصْرِفُ ذِهْنَهٗ عَنْهُ وَيَقُوْلُ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَيَتْلُوْا قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ وَيَتْفُلُ ثَلٰثًا عَنْ يَّسَارِهٖ دَفْعًا لِلشَّيْطَانِ الَّذِىْ اَتٰى بِهٰذِهِ الْوَسْوَسَةِ وَيَسْتَعِيْذُ بِاللّٰهِ مِنْهُ وَمِنْ فِتْنَتِهٖ اِنْتَهٰى بائیں طرف کا ذکر اس لئے ہے کہ دل بائیں طرف ہے اور وسوسہ شیطان کا دل کے اندر ہوتا ہے اس لئے اسی جانب تفل کرے اور اگر وسوسہ اعمال میں ہو تو اس شیطان کا نام خنزب ہے بکسر خاء و فتح خاء ونون ساکن و رائے مفتوحہ اس وقت بھی استعاذہ باللہ اور تفل بجانب یسار کرے رَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنْ عُثْمَانَ ابْنَ اَبِى الْعَاصِ ابوزمیل نے ابن عباسؓ سے کہا تھا کیا چیز ہے یہ جو میں اپنے سینے میں پاتا ہوں پوچھا گیا کہا واللہ میں نہیں کہہ سکتا کہ کیا کچھ شک ہے اور ہنسے اور کہا اس سے کسی نے نجات نہیں پائی یہاں تک کہا کہ اللہ نے یہ آیت بھیجی فَاِنْ كُنْتَ فِىْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْاٰيَة پھر کہا جب تو اپنے جی میں کچھ پائے تو یہ کہو هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ اَخْرَجَهٗ اَبُوْدَاؤدَ بِاِسْنَادٍ جَيِّدٍ شیطان رجیم انسان کا دشمن ہے ہر دم کام اس کا وسوسہ ڈالنا ہے پھر کبھی ایسا وسوسہ خبیث القاء کرتا ہے جو منہ سے نکالا نہیں جاتا صریح کفر و ردۃ و الحاد و زندقہ ہوتا ہے جیسے شک اللہ تعالیٰ میں یا سب وشتم حق میں اللہ ورسول کے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ سو ایسے وساوس کا یہی علاج ہے جو مذکور ہوا اور اللہ تعالیٰ ضرور پناہ گیر کو انشاءاللہ تعالیٰ پناہ دے گا اور سب اعمال سے زیادہ وسوسہ اس لعین کا حالت نماز میں ہوتا ہے اس لئے کہ نماز افضل عبادات ہے اور سب سے پہلے دن حساب کے اسی کی پرسش ہوگی لہٰذا جن امور کا خیال خارج نماز میں نہیں ہوتا ہے ان کا وسوسہ اسی حالت میں اندر سینے کے خلش کرتا ہے اور دور دور جا بجا فکر خیال دوڑتا ہے تا افضل عبادت خراب ہو کر نمازی برکات و نجات آخرت سے محروم ہو جائے یہ خنزیر اور خنزیر سے بھی بدتر اور خبیث تر

ہے جو کہ اس حالت طہارت میں آکر بہکاتا ہے اور ہر وادی میں لئے پھرتا ہے اس کے علاج بھی یہی ہیں جو اس جگہ مذکور ہوئے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْتَعِيْذُ بِكَ مِنْ وَسْوَسَةِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْاَمْرِ۔

دُعا کان بولنی کی

ابورافع مولائے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کا کان بولے تو وہ مجھ کو یاد کرکے مجھ پر درود بھیجے اور کلمہ کہے ذَكَرَ اللّٰهُ بِخَيْرٍ مَنْ ذَكَرَنِىْ اَخْرَجَهُ الطَّبْرَانِىْ مجمع الزوائد میں اس حدیث کو حسن کہا ہے یہ معاجم ثلثہ میں مروی ہے رَوَاهُ الْبَزَّارُ فِىْ مُسْنَدِهٖ اَيْضًا شوکانی کہتے ہیں فِيْهِ اِشَارَةٌ اِلٰى اَنَّ سَبَبَ ذٰلِكَ ذِكْرُ بَعْضِ مَنْ يَّذْكُرُهٗ وَقَدْ ذَكَرَ اَهْلُ عِلْمِ الطِّبِّ اِنَّ ذٰلِكَ يَكُوْنُ مِنْ تَصَعُّدِ الْاَبْخِرَةِ وَلٰكِنْ هٰذِهِ الْاِشَارَةُ مِنَ الصَّادِقِ الْمَصْدُوْقِ وَاِنْ لَّمْ تَكُنْ صَرِيْحَةً فِىْ سَبَبِيَّتِهٖ فَهِىَ اَقْدَمُ مِنْ كُلِّ طِبٍّ اَخْرَجَ هٰذَا الْحَدِيْثَ اَيْضًا ابْنُ السُّنِّىْ فِىْ عَمَلِ الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ اِنْتَهٰى

گوش تو شنیدہ کہ دردے دارد　　درد دل من مگر بگوش تو رسید

پاؤں کا سُن ہو جانا

اس بارے میں ابن السنی نے ایک اثر ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے اور ابن عمر سے کہ جب پاؤں سُن پڑ جائے تو اس شخص کو یاد کرے جو سب سے زیادہ اس کو لوگوں میں محبوب ہے شوکانیؒ فرماتے ہیں لَيْسَ فِىْ ذٰلِكَ مَا يُفِيْدُ اَنَّ لِهٰذَا حُكْمَ الرَّفْعِ فَقَدْ يَكُوْنُ مَرْجِعُ هٰذَا التَّجْرِيْبِ وَالْمَحْبُوْبُ الْاَعْظَمُ

لِكُلِّ مُسْلِمٍ هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْبَغِيْ ذِكْرُهٗ عِنْدَ ذٰلِكَ كَمَا وَرَدَ وَمَا يُفِيْدُ ذٰلِكَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ مِثْلُ قَوْلِهٖ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَكَمَا فِيْ حَدِيْثِ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ مِنَ النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ اِنْتَهٰى۔ یہ استدلال شوکانی کا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب اعظم ہونے پر نہایت صریح و واضح ہے اللہ تعالیٰ ہم کو محبت اپنے محبوب اعظم کی بطفیل محبوب ہونے کما ینبغی اور کما حقہ، عطا کرے اللّٰھم آمین ابن السنی وغیرہ کی روایت میں کیفیت اس کا ذکر کی یوں آئی کہ اس طرح کہے مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انشاء اللہ فی الفور خدر جاتا رہے گا سلف کو اس کا تجربہ ہوا ہے و للہ الحمد۔ شرجی کہتے ہیں ایک بار پاؤں ابن عباسؓ کا سُن ہو گیا کہا یا محمد فی الفور کھل گیا انتہیٰ لیکن اس ندا سے کیفیت صدر بہتر ہے کیونکہ مجاہد نے اس کو بلا ندا روایت کیا ہے ایک ترکیب رفع خدر کی یہ بھی ہے کہ جو ہاتھ یا پاؤں سن ہو گیا ہو اس کے ناخنوں پر تھوک لگا دے خدر زائل ہو جاوے گا۔ اس کو شرجی نے مجرب کہا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

دعائے غضب و خشم

اس کے دور کرنے کے لئے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ کہے۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ مِنْ حَدِيْثِ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدَ بِطُوْلِهٖ وَفِيْهِ قِصَّةٌ سنن کی روایت میں یوں کہنا آیا ہے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ یہ دلیل ہے اس بات پر کہ غضب متسبب ہوتا ہے عمل شیطان سے اسی لئے اس سے استعاذہ کرنے کو فرمایا ہے سو جس کسی شخص کو امر ناحق میں یا موعظت صدق میں غصہ آئے وہ جان لے کہ شیطان اس کے ساتھ تلاعب کرتا ہے اور کسی طائف شیطان نے

اس کو چھوا ہے شوکانی فرماتے ہیں وَفِيْ هٰذَا مَا يَزْجُرُ عَنِ الْغَضَبِ كُلَّ مَنْ يَوَدُّ اَنْ لَّا يَكُوْنَ فِيْ يَدِ الشَّيْطَانِ يَصْرِفُهٗ كَيْفَ يَشَآءُ اِنْتَهٰى ایک علاج غضب کا یہی ہے کہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے بیٹھا ہو تو لیٹ جائے اس پر بھی غصہ نہ جائے تو خاک پر سجدہ کرے وضو کرے و باللہ التوفیق منجملہ دس مہلکات ایک مہلک یہ غضب بھی ہے۔

دعائے حدّ لسان یعنی تیز زبانی کی

جو شخص بدزبان فحش گو ہو وہ اللہ سے استغفار کرے حذیفہؓ کہتے ہیں میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے شکوہ ذرب لسان کا کیا فرمایا تو استغفار سے کدھر گیا میں تو ہر دن میں سو بار اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں اَخْرَجَهُ النَّسَآئِيُّ وَالْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ ذرب لسان۔ کہتے ہیں فحش بکنے کو یہ دلیل ہے اس بات پر کہ سبب ضرب زبان کا بھی گناہ انسان کے ہوتے ہیں سو جب اللہ تعالیٰ ان ذنوب کو بخشے گا بسبب استغفار کے تو وہ مسبب بھی دور ہو جائے گا۔ رہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سو وہ اس سے معصوم تھے یہ بات انہوں نے واسطے تعلیم امت کے ارشاد فرمائی ہے کہ جب کوئی شخص اس بلا میں مبتلا ہو تو یہ کام کرے۔

دُعائے قرض

ایک مکاتب نے پاس علی بن ابی طالب کے آ کر کہا میں ادا زر کتابت سے عاجز ہو گیا ہوں میری کچھ مدد کرو فرمایا کیا میں تجھ کو وہ کلمات نہ سکھا دوں جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو سکھائے تھے اگر برابر جبل صبر کے تجھ پر قرض ہو گا تو اللہ تعالیٰ اس کو تجھ سے ادا کرائے گا کہہ اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ

بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ اَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْحَاكِمُ ترمذی نے کہا حسن ہے حاکم نے کہا صحیح ہے صبر بفتح صاد وکسر موحدہ ایک مشہور پہاڑ ہے یمن کا، میں کہتا ہوں مجھ کو بعد ہر نماز فرض کے اس دعا کے پڑھنے کی عادت ہے میں نے تمام عمر کبھی ایک پیسہ کسی سے نہیں لیا باوجود احتیاج اس کے میری ہر حاجت بلا قرض کے پوری کی اور مجھ کو اتنا دیا کہ میں نے ایک جماعت کو ہزارہا روپیہ بطور قرض حسن دیا پھر کسی نے پورا اور کسی نے آدھا یا کم ادا کیا اور کسی نے معاف کرا لیا اور کسی نے کچھ نہ دیا میں نے سب سے قطع نظر کی اس امید پر کہ اللہ تعالیٰ میرے ذنوب سے بھی دن حساب کے تجاوز فرمائے اللھم آمین۔ شرجی کہتے ہیں بعض علماء نے کہا ہے۔ يَنْبَغِيْ اَنْ يُّوَاظِبَ عَلٰى ذٰلِكَ بَعْدَ كُلِّ فَرِيْضَةٍ اِلَى الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى فَمَا فِي الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى اِلَّا وَقَدْ اَغْنَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَكُلُّ ذٰلِكَ مَشْرُوْطٌ بِالصِّدْقِ وَصَلَاحِ النِّيَّةِ وَحُسْنِ الْعَقِيْدَةِ اِنْتَهٰى حدیث عائشہؓ میں فرمایا ہے عیسٰی بن مریم اپنے اصحاب کو یہ دعا سکھاتے تھے اور فرماتے اگر تم پر برابر پہاڑ کے قرض سونے کا ہوگا۔ اور تم یہ دعا کرو گے تو اللہ تعالیٰ ادا کر دے گا۔ اَللّٰهُمَّ فَارِجَ الْهَمِّ كَاشِفَ الْغَمِّ مُجِيْبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّيْنَ رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا اَنْتَ تَرْحَمُنِيْ بِرَحْمَةٍ تُغْنِيْنِيْ بِهَا عَنْ رَحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ اَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھ پر بقیہ قرض تھا جب میں نے یہ حدیث حضرت عائشہؓ سے سن کر دعا پڑھنا شروع کیا تو اللہ تعالیٰ نے میرا قرض ادا کر دیا۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں مجھ پر ایک دینار تین درہم اسماء بنت عمیس کے قرض تھے وہ جب میرے پاس آتیں تو میں ان کی طرف منہ کرتی شرماتی کیونکہ میرے پاس قرض ادا کرنے کو نہ تھا میں یہی دعا کیا کرتی تھوڑی مدت میں اللہ نے مجھ کو رزق دیا جو نہ صدقہ تھا نہ میراث مجھ سے اللہ نے وہ قرض ادا کرا دیا اور باقی مال میں نے اپنے گھر والوں

میں خوب اچھی طرح پر بانٹا اور عبدالرحمٰن کی دختر کو تین اوقیہ چاندی کا زیور بنا دیا اور بہت سا مال بچ رہا حاکم نے کہا یہ روایت صحیح الاسناد ہے اس کو بزار نے بھی عائشہ سے روایت کیا ہے لیکن سند اس کی ضعیف ہے بہرحال اس دعا کا تجربہ مطابق ارشاد صادق المصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کے ابو بکرؓ و عائشہؓ کو ہو گیا و للہ الحمد اسی طرح مسلمان موقن کو ہو سکتا ہے اگر ضعیف الایمان اور شکی مزاج نہ ہو۔

دعائے قرض ایضاً

معاذ رضی اللہ عنہ پر ایک یہودی کا ایک اوقیہ زر قرض تھا اس نے حبس کر رکھا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تجھ کو ایسی دعا نہ سکھا دوں کہ اگر تجھ پر مثل کوہ صبر کے قرض ہو تو اللہ تعالیٰ ادا کرا دے اے معاذ اللہ سے یہ دعا کر، اَللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا تُعْطِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُمَا وَتَمْنَعُ مَنْ تَشَآءُ اِرْحَمْنِيْ رَحْمَةً تُغْنِيْنِيْ بِهَا عَنْ رَحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ اَخْرَجَهُ الطَّبْرَانِيُّ یہ حدیث انسؓ سے بھی رفعاً آئی ہے مجمع الزوائد میں کہا ہے کہ رجال اس کے ثقات ہیں ابو سعید رفعاً کہتے ہیں ابو امامہ نے کہا مجھ پر ہموم و دیون ہو گئے ہیں فرمایا اَفَلَا اُعَلِّمُكَ كَلَامًا اِذَا قُلْتَهٗ اَذْهَبَ اللّٰهُ هَمَّكَ وَقَضٰى دَيْنَكَ قُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فرمایا صبح و شام یہ دعا کیا کر۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُ

بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَ قَهْرِ الرِّجَالِ رَوَاهُ أَبُوْدَاؤُدَ ابو امامہ کہتے ہیں فَفَعَلْتُ فَأَذْهَبَ اللّٰهُ هَمِّىْ وَقَضٰى دَيْنِىْ شوکانی کہتے ہیں وَلَا مَطْعَنَ فِىْ إِسْنَادِ هٰذِهِ الْحَدِيْثِ یہ حدیث مختصراً بخاری میں بھی آئی ہے اور مجرب ہے میں اس کو اندر نماز کے بعد تشہد پڑھا کرتا ہوں اگرچہ میرا پڑھنا بالیقین حضور قلب کے ساتھ نہیں ہے لیکن برکت اخبار صادق مصدوق سے ہمیشہ اثر اس کا دفع وحزن وقہر رجال میں مشاہدہ کیا کرتا ہوں وللہ الحمد۔

دُعائے نظر بد

سہیل بن حنیف کو عامر بن ربیعہ کی نظر غسل کی حالت میں لگ گئی حضرت نے سہل کے سینے پر ہاتھ مار کے بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ أَذْهِبْ حَرَّهَا وَبَرْدَهَا وَوَصَبَهَا پھر کہا قُمْ بِإِذْنِ اللّٰهِ وہ اٹھ کھڑے ہوئے پھر فرمایا إِذَا رَأٰى أَحَدُكُمْ مِنْ نَفْسِهٖ وَمَالِهٖ أَوْ أَخِيْهِ شَيْئًا يُعْجِبُهٗ فَلْيَدْعُ بِالْبَرَكَةِ فَإِنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ أَخْرَجَهُ النَّسَائِىُّ وَهٰذَا لَفْظُهٗ وَالْحَاكِمُ وَابْنُ مَاجَةَ وَأَحْمَدُ ابن مسعودؓ کہتے ہیں اگر دابہ ہو جس کی نظر لگی ہو اس کے منخر ایمن میں چار بار اور منخر ایسر میں تین بار یوں کہہ کر پھونک دے لَا بَأْسَ أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ اِشْفِ أَنْتَ الشَّافِىْ لَا يَكْشِفُ الضُّرَّ إِلَّا أَنْتَ أَخْرَجَهُ ابْنُ أَبِىْ شَيْبَةَ شوکانی فرماتے ہیں محتمل ہے کہ اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو یا تجربہ پر اعتماد کیا ہو لَا يَدُلُّ فَإِنَّ الرُّقْيَةَ الثَّابِتَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الْعَيْنِ لَيْسَتْ بِخَاصَّةٍ فِىْ بَنِىْ آدَمَ بَلْ ثَابِتَةٌ بِكُلِّ مَنْ أَصَابَتْهُ الْعَيْنُ مِنْ آدَمِىٍّ وَغَيْرِهٖ لیکن حدیث عائشہ میں آیا ہے کہ حضرت محمدؐ عیادت کرتے بعض اہل اپنے کی اور دست راست سے مسح کر کے فرماتے —

اَللّٰهُمَّ أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ اَللّٰهُمَّ اشْفِهٖ فَأَنْتَ الشَّافِىْ لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ یہ حدیث مرفوع مغنی ہے اثر موقوف ابن مسعودؓ سے اور یہ ظاہر ہے کہ ابن مسعود نے اسی حدیث کے اعتماد پر رقیہ دابہ کیا ہو اس لئے کہ یہ کچھ مختص ساتھ بنی آدم کے نہیں ہے۔

دعائے دیوانگی

ابی بن کعب کہتے ہیں ایک اعرابی کو اثر لمم تھا یعنی جنون حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے سامنے بٹھا کر فاتحہ[1] مفلحون پڑھی وَإِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ تا يَعْقِلُوْنَ[2] پھر آیۃ الکرسی اور لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْأَرْضِ تا آخر بقرہ[3] وَشَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهٗ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ تا آخر آیات[4] وَ إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الآیۃ تا مُحْسِنِيْنَ یہ آیت سورہ اعراف میں ہے فَتَعَالَى تا آخر مُؤْمِنِيْنَ[5] پھر دس آیات اول صافات کی تا لَازِبٍ اور تین آیات آخر سورہ حشر کی وَأَنَّهٗ تَعَالٰى جَدُّ رَبِّنَا الآیۃ سورہ جن سے وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ مُعَوِّذَتَيْن أَخْرَجَهُ أَحْمَدُ وَالْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِيْحٌ اس کے آخر میں یہ بھی کہا ہے فَقَامَ الرَّجُلُ كَأَنَّهٗ لَمْ يَشْتَكِ شَيْئًا قَطُّ اس کو ابن ماجہ واحمد نے بھی روایت کیا ہے لیکن اس کی سند میں ابوجناب ضعیف ہے باقی رجال رجال صحیح ہیں یہ حدیث دلیل ہے مشروعیت رقیہ جنون پر مطابق اس حدیث کے اس میں اس پر بھی دلیل ہے کہ بعض انواع جنون طرف سے شیطان کے ہوتے ہیں نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهُ وَبِهٖ

---

[1] پارہ اول سورہ بقرہ رکوع اول [2] پارہ دوم بقرہ رکوع بستم [3] پارہ سوم سورہ بقرہ رکوع چہلم ۱۲ [4] پارہ سوم سورہ آل عمران رکوع دوم ۱۲ [5] پارہ ہشتم سورہ اعراف رکوع ہفتم ۱۲ [6] پارہ ہجدہ سورہ مومنون رکوع ششم [7] پارہ بست ونہم سورہ جن در رکوع اول۔

يَنْدَفِعُ قَوْلُ مَنْ قَالَ إِنَّهُ لَا سَبِيْلَ لِلشَّيْطَانِ إِلٰى مِثْلِ ذٰلِكَ قَالَهُ الشَّوْكَانِيُّ معلوم ہوا کہ یہ آیات آسیب زدہ کو بھی نافع ہوتی ہیں باذن اللہ سبحانہ۔

دُعائے جنون ایضاً

علاقہ بن صحار کا گذر ایک قوم پر ہوا وہاں ایک دیوانہ تھا جس کو زنجیروں میں باندھ رکھا تھا انہوں نے اس کو فاتحۃ الکتاب سے رقیہ کیا وہ اچھا ہو گیا قوم نے سو بکریاں دیں یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے فرمایا هَلْ إِلَّا هٰذَا فَلَعَمْرِيْ مَنْ أَكَلَ بِرُقْيَةٍ بَاطِلٍ لَقَدْ أَكَلْتَ بِرُقْيَةٍ حَقٍّ هٰذَا لَفْظُ أَبِيْ دَاوُدَ إِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ ایک روایت میں آیا کہ تین دن تک صبح وشام فاتحہ پڑھ کے تھوک جمع کرکے تھوکتے وَأَخْرَجَهُ النَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ انتهى أَيْضًا۔

دُعائے کژدم گزیدہ

حدیث ابو سعید میں آیا ہے ایک رہط کا سید کژدم گزیدہ تھا ایک صحابی نے اس پر فاتحہ پڑھ کر تھوکنا شروع کیا وہ اچھا ہو گیا قوم نے اس کو بکریاں دیں جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر آیا فرمایا وَمَا يُدْرِيْكَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ أَصَبْتُمْ اقْسِمُوْا وَاضْرِبُوْا لِيْ مَعَكُمْ بِسَهْمٍ رَوَاهُ أَهْلُ الصِّحَاحِ السِّتَّةِ كُلُّهُمْ بِطُوْلِهِ ترمذی کی روایت میں آیا ہے کہ سات بار فاتحہ پڑھی تھی نسائی وابن ماجہ سے معلوم ہوا ہے کہ راقی خود ابو سعید خدری راوی اس حدیث کے تھے شوکانی کہتے ہیں یہ حدیث دلیل ہے اس پر کہ فاتحۃ الکتاب رقیہ نافعہ ہے اور تداوی کرنا ساتھ اس کے صفت مذکور پر جائز ہے انتہی میں کہتا ہوں اس حدیث سے اس بات پر بھی استدلال بإشارۃ النص ہو سکتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی شخص نیک بخت کو اس امر کا الہام کرے کہ فلاں

سورہ قرآن یا آیت قرآن فلاں امر کے لئے نافع ہے تو ہو سکتا ہے جو اعمال آیات سے مشائخ نے لکھے ہیں اور بطریق مرفوع ثابت نہیں ہیں ان کے جواز پر یہی حدیث دلیل ہے وَمَا يُدْرِيْكَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ لیکن کیفیت عمل میں کوئی ایسا امر اگر شامل نہ ہو جو طریق شرعی سے بیگانہ سمجھا جائے یہی تلاوت ونقل وتعداد تکرار ونحوہا ہو فقط دوسرا طریق رقیہ لدغ عقرب کا یہ ہے کہ پانی میں نمک ملا کر اس پر سورہ کافرون ومعوذتین پڑھ کر جائے لدغ پر ملدے یہ کیفیت حدیث علی بن ابی طالب میں آئی ہے رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ مَرْفُوْعًا وَقَالَ فِيْ مَجْمَعِ الزَّوَائِدِ إِسْنَادُهُ حَسَنٌ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بچھونے نماز میں ڈنگ مارا تھا فرمایا لَعَنَ اللّٰهُ الْعَقْرَبَ لَا تَدَعُ مُصَلِّيًا وَلَا غَيْرَهُ پھر یہ عمل کیا اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے مگر بلفظ لَا تَدَعُ نَبِيًّا وَلَا غَيْرَهُ امام شوکانی فرماتے ہیں وَقَدِ اجْتَمَعَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ الْعِلَاجُ بِالْأَمْرَيْنِ الْإِلٰهِيِّ وَالطَّبِيْعِيِّ انتهى تیسرا عمل نیش کا یہ ہے بِسْمِ اللّٰهِ شَجَّةٌ قَرَنِيَّةٌ مِلْحَةُ بَحْرٍ قَفَطَا اس رقیہ کو عبداللہ بن زید نے حضرت محمدؐ پر عرض کیا تھا آپ نے اذن دیا اور فرمایا إِنَّمَا هِيَ مَوَاثِيْقُ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ مجمع الزوائد میں کہا ہے اس کی اسناد حسن ہے حدیث دلیل ہے اس پر کہ جس رقیہ کے معانی معلوم نہ ہوں لیکن تجربے نفع اس کا ثابت ہو اس رقیہ کا کرنا جائز ہے لیکن اس شرط سے کہ راقی کو یہ بات معلوم ہو کہ وہ جنس سحر سے نہیں ہے اس لئے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ رقیہ میثاق ہے جو سلیمان علیہ السلام نے ہوام سے لیا تھا نہ اور کچھ اس سے ثابت ہوا کہ جس رقیہ کے معنے معلوم نہ ہوں اس کا کرنا درست نہیں ہے مگر اسی صورت میں کہ شارع نے اس کو مقرر کیا ہو جس طرح اس حدیث میں ہے اس کے سوا اور جائز نہیں کیونکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رقیہ کو دو قسم ٹھہرایا ہے ایک رقیہ حق دوسرے رقیہ باطل رقیہ

حق وہ ہے جو قرآن یا حدیث سے ہو قولاً یا فعلاً یا تقریراً رقیہ باطل وہ ہے جو اس طرح پر نہ ہو سو جو احادیث نہی میں رقی سے آئی ہیں وہ اسی رقیہ باطل پر محمول ہیں اور جو احادیث اذن رقی میں آئی ہیں وہ رقیہ حق پر محمول ہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

رقیہ محروق

محمد بن حاطب کہتے ہیں میں نے دیگ اٹھائی میرا ہاتھ جل گیا میری ماں مجھ کو ایک مرد کے پاس لے گئیں اور کہا اے رسول خدا اس کا ہاتھ جل گیا ہے فرمایا قریب لاؤ کچھ پڑھ کر دم کر دیا میں نے نہ جانے کیا پڑھا پھر میں نے ماں سے پوچھا کہ وہ کیا پڑھتے تھے کہا۔ اَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ اشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شَافِيَ اِلَّا اَنْتَ اَخْرَجَهُ النَّسَائِيُّ وَاَحْمَدُ وَرِجَالُهُمَا رِجَالُ الصَّحِيْحِ اور ان کی ماں کا نام فاطمہ یا جویریہ ام جمیل تھا یہ حدیث اگرچہ رقیہ محروق میں آئی ہے لیکن کچھ اس پر دلیل نہیں ہے کہ سوا محروق کے اور کسی پر نہ کیا جاوے بلکہ ہر تکلیف پر کچھ بھی ہو یہ رقیہ کر سکتے ہیں خود حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے غیر محروق پر بھی رقیہ کیا ہے جس طرح کہ حدیث رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ میں نزدیک طبرانی کے آیا ہے وَرِجَالُهٗ رِجَالُ الصَّحِيْحِ۔

احتباس بول وحصاۃ

ایک شخص نے ابوالدرداء کے پاس آ کر کہا کہ میرے باپ کا پیشاب بند ہو گیا ہے اور اس کو سنگریزہ ہو گیا ہے انہوں نے اس کو وہ رقیہ سکھا دیا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا رَبَّنَا اللّٰهُ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ تَقَدَّسَ اسْمُكَ اَمْرُكَ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ كَمَا رَحْمَتُكَ فِي السَّمَآءِ وَاجْعَلْ

رَحْمَتَكَ فِي الْاَرْضِ وَاغْفِرْ لَنَا حُوْبَنَا وَخَطَايَانَا اَنْتَ رَبُّ الطَّيِّبِيْنَ فَاَنْزِلْ شِفَآءً مِنْ شِفَآئِكَ وَرَحْمَةً مِنْ رَحْمَتِكَ عَلٰى هٰذَا الْوَجَعِ وہ شخص اچھا ہو گیا اس کو ابوداؤد و نسائی نے روایت کیا ہے لفظ وجع اس جگہ صیغہ صفت مشبہ ہے طیبین جمع طیب کی۔

پھوڑا پھنسی

حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ جب کوئی آدمی بیمار ہوتا یا اس کو کوئی قرحہ یا جرح ہوتا ہے حضرت انگلی سبابہ زمین پر اس طرح رکھتے پھر اٹھا کر کہتے بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ اَرْضِنَا بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا يُشْفٰى سَقِيْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا اَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ وَاَيْضًا الْبُخَارِيُّ وَاَهْلُ السُّنَنِ اِلَّا التِّرْمِذِيَّ لیکن اس لفظ کے کَانَ يَقُوْلُ لِلْمَرِيْضِ انگلی میں کچھ ذرا سی خاک لگ جاتی ہے اس کو موضع علت یا جرح پر رکھتے۔

دردِ دندان وگوش

جو شخص ہر چھینک کے وقت یوں کہے گا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ عَلٰى كُلِّ حَالٍ مَّا كَانَ اس کو کبھی درد دندان یا گوش نہ ہو گا رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ عَنْ عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ مَوْقُوْفًا شوکانی فرماتے ہیں۔ يُمْكِنُ اَنْ يَّكُوْنَ ذٰلِكَ شَيْئًا قَدْ حَفِظَهٗ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُمْكِنُ اَنْ يَّكُوْنَ مستند ذالك التجريب انتھٰی۔

آنکھ کا دکھنا

انسؓ کہتے ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رمد پہنچا یا کسی اور کو گھر والوں میں

سے یا اصحاب میں سے تو یہ دعا کرتے اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنِیْ بِبَصَرِیْ وَاجْعَلْہُ الْوَارِثَ مِنِّیْ وَاَرِنِیْ فِی الْعَدُوِّ ثَارِیْ وَانْصُرْنِیْ عَلٰی مَنْ ظَلَمَنِیْ رَوَاہُ الْحَاکِمُ اس میں دلیل ہے اس بات پر کہ دعا کرنا دشمن روایت ثار کی اور ظالم پر نصرت پانے کی جائز ہے۔ وَقَدْ وَرَدَتْ بِذٰلِکَ اَحَادِیْثُ وَدَلَّتْ عَلَیْہِ اٰیٰتٌ قُرْاٰنِیَّۃٌ۔

تپ

جس کو تپ آئے وہ یوں کہے بِسْمِ اللّٰہِ الْکَبِیْرِ اس کو حاکم و ابن ابی شیبہ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اوجاع وحمیٰ میں اس کلمے کا کہنا تعلیم فرماتے تھے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ مِنْ شَرِّ کُلِّ عِرْقٍ نَعَّارٍ وَّمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ ھٰذَا لَفْظُ الْحَاکِمِ وَصَحَّحَہٗ صحیح بخاری میں ابن عباس سے آیا ہے کہ حضرت نے ایک اعرابی کی عیادت کی کہا لَا بَأْسَ طَھُوْرٌ اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی احادیث میں آیا ہے کہ تپ بھاپ ہے آگ کی یہ پانی سے سرد پڑ جاتی ہے یہ علاج طب نبوی سے ہے۔ وللہ الحمد۔

درد جسم وغیرہ

عثمان بن ابی العاص نے حضرت محمدؐ سے کہا جب سے میں اسلام لایا ہوں میرے بدن میں درد رہتا ہے فرمایا درد کی جگہ انگلی رکھ اور تین بار بسم اللہ کہو سات بار یوں کہے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ وَقُدْرَتِہٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ ھٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ وَرَوَاہُ مَالِکٌ فِی الْمُوَطَّا وَابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَاَھْلُ السُّنَنِ نسائی نے زیادہ کیا فَاَذْھَبَ اللّٰہُ مَا کَانَ بِیْ اَلَمْ اَزَلْ اٰمُرُ بِہٖ اَھْلِیْ وَغَیْرَھُمْ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ بدن میں جس جگہ درد ہو وہ بسم اللہ کہتا ہوا ہاتھ رکھے اور یہ دعا پڑھے یہ

جب ہے کہ درد ایک جگہ میں ہو اور اگر کئی جگہ میں ہو تو ہر ایک جگہ پر ہر جگہ میں اسی طرح پڑھے شوکانیؒ فرماتے ہیں۔ وَفِی الْاَعْدَادِ الَّتِیْ تَرِدُ فِیْ مِثْلِ ھٰذَا الْحَدِیْثِ سِرٌّ مِّنْ اَسْرَارِ النُّبُوَّۃِ وَلَیْسَ لَنَا اَنْ نَطْلُبَ الْعِلَّۃَ فِیْہِ وَالسَّبَبَ الَّذِیْ یَقْتَضِیْہِ کَمَا فِیْ عَدَدِ الرَّکَعَاتِ وَالْاَنْصِبَاءِ وَالْحُدُوْدِ اِنْتَھٰی۔

وجود الم در بدن

کعب بن مالک نے کہا ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جب کوئی الم پائے تو نیچے الم کے ہاتھ رکھ کر سات باریوں کہے اَعُوْذُ بِعِزَّۃِ اللّٰہِ وَقُدْرَتِہٖ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ مِّنْ شَرِّ مَا اَجِدُ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِیُّ مجمع الزوائد میں کہا ہے اس حدیث کی سند میں ابو معشر ضعیف ہے اور توثیق اس کی لین ہے باقی رجال سند ثقات ہیں شوکانی کہتے ہیں وَھٰذَا الْحَدِیْثُ وَاِنْ کَانَ فِیْ اِسْنَادِہٖ اَبُوْ مَعْشَرٍ قَالَ الْحَدِیْثُ الْاَوَّلُ الثَّابِتُ فِی الصَّحِیْحِ یَشْھَدُ لَہٗ اَتَمَّ شَھَادَۃٍ وَیَشُدُّ مِنْ عَضُدِہٖ اَوْثَقَ شَدٍّ اِنْتَھٰی۔ اس میں تحت الم آیا ہے اور حدیث اول میں موضع الم معلوم ہوا کہ ہاتھ اس طرح پر رکھے کہ بعض فوق الم ہو اور بعض تحت الم واللہ اعلم۔ حدیث انسؓ میں آیا ہے رکھ ہاتھ اپنا ہاتھ اس جگہ کہ دکھ ہو پھر کہہ بِسْمِ اللّٰہِ اَعُوْذُ بِعِزَّۃِ اللّٰہِ وَقُدْرَتِہٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ مِنْ وَّجَعِیْ ھٰذَا اس کو طاق پڑھ پھر ہاتھ اٹھا اور پھر پڑھ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وتر سے مراد تین یا پانچ یا سات بار یا زیادہ اس سے پڑھنا مراد ہے جمع درمیان اس کے اور حدیث اول کے یوں ممکن ہے کہ ایک بار ہاتھ رکھ کر سات بار پڑھے اس میں ان سب احادیث پر عمل ہو جائے گا اور زیادہ الفاظ کو جمع کرے مثلاً یوں کہے بِسْمِ اللّٰہِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ وَبِعِزَّتِہٖ وَقُدْرَتِہٖ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ مِّنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ مِنْ وَّجَعِیْ ھٰذَا۔

بیماری

حضرت عائشہؓ کہتے ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوتے معوذات پڑھ کر اپنے اوپر دم کرتے جب سختی وجع کی ہوتی تو میں پڑھ کر ان کے ہاتھ پھیرتی بامید برکت رَوَاہُ الشَّیْخَانِ وَ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ موضع الم اگر خاص ہو تو اس جگہ دم کرے اور اگر الم سارے بدن میں ہو تو سب جگہ پھونکے یا جس جگہ چاہے اگر سب جگہ دم نہ کر سکے تو ایک روایت میں اس حدیث کے یہ آیا ہے کہ حضرت دونوں ہاتھ سے جہاں تک ہو سکتا مسح کرتے سر پر اور منہ پر اور سامنے کے بدن پر تین بار اسی طرح کرتے ھٰکَذَا فِی الصَّحِیْحَیْنِ وَ ھٰذِہِ الرِّوَایَۃُ یُتَبَیَّنُ کَیْفِیَّۃَ الْمَسْحِ۔

حصول گزند و تلخی حیات

حضرت انسؓ رفعاً کہتے ہیں تمنا نہ کرے کوئی تم سے موت کی بر سبب کسی ضرر کے جو اس کو پہنچا ہے اور اگر بے کئے نہ بنے تو یوں کہے اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مَا کَانَتِ الْحَیَاۃُ خَیْرًا لِّیْ وَتَوَفَّنِیْ اِذَا کَانَتِ الْمَوْتُ خَیْرًا لِّیْ رَوَاہُ الشَّیْخَانِ نودی نے کہا ہمارے علماء کہتے ہیں کہ یہ کراہت جب ہے کہ بسبب کسی ضرر وغیرہ کے مرنا چاہے اور اگر ڈرے دین کے بسبب فساد زمان کے ہو تو پھر یہ تمنا مکروہ نہیں ہے انتہی شوکانی فرماتے ہیں یہ تخصیص ساتھ مجرد استحسان کے ہے اس لئے کہ نہی عام ہے کسی حال میں بھی یہ آرزو نہ کرے ہاں اگر ضرر نازل ہو یا زندگی ناگوار ہو تو یہ دعا کرے کہ یہ دعا شارع نے بتائی ہے اور ڈرنا دین پر بسبب فساد زبان کے منجملہ مصداقات ضرر کے ہے بلکہ جو ضرر طرف دین کے عائد ہوتا ہے وہ نزدیک مومن کے ضرر دنیا سے سخت تر ہے حاصل یہ ہے کہ آرزو موت کی کرنا بر سبب کسی شئے کے اشیاء سے کوئی سی بھی چیز کیوں نہ ہونا چاہیئے بلکہ اس تمنا سے

عدول کر کے طرف اس دعا کی آئے۔

رقیہ مرض

ابو سعیدؓ کہتے ہیں جبریل علیہ السلام آئے کہا اے محمد کیا تم بیمار ہو کہا ہاں کہا بِسْمِ اللّٰہِ اَرْقِیْکَ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ یُؤْذِیْکَ وَمِنْ شَرِّ کُلِّ نَفْسٍ اَوْ عَیْنِ حَاسِدٍ اَللّٰہُ یَشْفِیْکَ بِسْمِ اللّٰہِ اَرْقِیْکَ اَخْرَجَہٗ مُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ ابو ہریرہؓ کا لفظ یہ کہ حضرت میرے پاس آئے فرمایا اَلَا اَرْقِیْکَ رُقْیَۃً رَقَانِیْ بِھَا جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ میں نے کہا بلی بِاَبِیْ وَاُمِّیْ فرمایا بِسْمِ اللّٰہِ اَرْقِیْکَ یَشْفِیْکَ مِنْ دَاءٍ فِیْکَ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ۔۔۔ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ تین بار یہ رقیہ کیا اَخْرَجَہُ الْحَاکِمُ وَابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَابْنُ مَاجَۃَ وَصَحَّحَہُ السُّیُوْطِیُّ حدیث علی میں رفعاً کہنا اس کلمے کا مریض کو آیا ہے۔ اَللّٰھُمَّ اشْفِہٖ اَللّٰھُمَّ عَافِہٖ اَخْرَجَہُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَالْحَاکِمُ وَقَالَ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ الشَّیْخَیْنِ سلمان کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا وہ بیمار تھے کہا یَا سَلْمَانُ شَفَی اللّٰہُ سَقَمَکَ وَغَفَرَ لَکَ ذَنْبَکَ وَعَافَاکَ فِیْ دِیْنِکَ وَجِسْمِکَ اِلٰی مُدَّۃِ اَجَلِکَ رَوَاہُ الْحَاکِمُ دوسرا شخص بجائے سلمان نام اس مریض کا لے حدیث دلیل ہے اس پر کہ مریض کے لئے یہ دعا کرنا ان الفاظ سے مستحب ہے۔

دعائے مریض

ابن عباسؓ کہتے ہیں حضرت محمدؐ نے فرمایا جو شخص بیمار کی عیادت کرے جس کی اجل حاضر نہیں ہوئی ہے تو سات بار نزدیک اس کے یوں کہے اَسْاَلُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ رَبَّ

العرش العظیم ان یشفیک اللہ اس کو مرض سے عافیت دے گا اخرجہ ابوداؤد والترمذی وحسنہ ابن حبان وصححہ رواہ النسائی والحاکم وقال صحیح علی شرط الشیخین۔ حضرت نزدیک سر مریض کے بیٹھ کر یہ کلمات کہتے رواہ النسائی وابن حبان یہ عدد اسرار نبوت سے ہے ہم کو بحث اس کے سبب سے کرنا نہ چاہیئے۔

مرض موت

سعد بن مالک کہتے ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بارہ قول تعالیٰ لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین فرمایا ہے جس مومن نے اس کو اپنی بیماری میں چالیس بار پڑھا اور مر گیا اس کو اجر شہید کا ملتا ہے اور اگر اچھا ہو گیا ہو تو ہو گیا اور سارے گناہ اس کے بخش دیئے گئے اخرجہ الحاکم حدیث میں فائدہ جلیلہ و کرامت نبیلہ ہے کہ یہ دعا مریض کو نازل منازل شہداء کر دیتی ہے اور اگر بچ جاتا ہے تو اس کے سارے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں شوکانی فرماتے ہیں کچھ مستبعد نہیں اس کئے اس آیت کا اسم اعظم ہونا معلوم ہوتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مرض موت ایضاً

ابو سعیدؓ و ابو ہریرہؓ نے شہادۃً کہا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے کہا لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لا الٰہ الا اللہ لہ الملک ولہ الحمد لا الٰہ الا اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ اپنی بیماری میں پھر مر گیا تو آگ اس کو نہ کھائے گی اخرجہ الترمذی وحسنہ ابن حبان وصححہ

ورواہ النسائی واللفظ لہ اس کے بعد نسائی نے بعد لا حول ولا قوۃ الا باللہ کے یہ زیادہ کیا ہے کہ اپنی انگلیوں پر پانچ بار گن کر فرمایا من قالھن فی یوم او فی لیلۃ او فی شھر ثم مات فی ذلک الیوم او فی تلک اللیلۃ او فی ذلک الشھر غفر اللہ لہ ذنبہ شوکانی کہتے ہیں طمع نار رہو اس کے قائل کا اس لئے ہے کہ یہ کلمات مشتمل ہیں توحید پر پانچ بار اور احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ من مات لا یشرک باللہ شیئا دخل الجنۃ اور فرمایا ہے من کان اٰخر کلامہ لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ وورد بھذا المعنی احادیث کثیرۃ عن جماعۃ من الصحابۃ فی الصحیحین وغیرھما۔

مرض موت ایضاً

حضرت عائشہ صدیقہؓ کہتی ہیں میں نے حضرت محمدؐ کو موت سے پہلے سنا کہ وہ اپنی پشت مجھ سے لگائے ہوئے کہتے تھے۔ اللھم اغفرلی وارحمنی والحقنی بالرفیق الاعلیٰ اخرجہ البخاری ومسلم والترمذی مراد رفیق اعلیٰ سے انبیاء و صدیقین و شہداء و صالحین ہیں جن کا ذکر وحسن اولئک رفیقا میں آیا ہے یا ملائکہ مقربین حق کو ملأ اعلیٰ فرمایا ہے جوہری نے کہا رفیق اعلیٰ جنت ہے یا یہ دعا ہے اللہ سے ملنے کی کما یقال اللہ رفیق بعبادہ۔

ایضاً مرض موت

عائشہؓ کہتی ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک بارتن پانی کا رکھا تھا اس میں ہاتھ ڈال کر منہ مبارک پر پھیرتے اور کہتے لا الٰہ الا اللہ ان

لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ پھر کہتے فِي الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى یہاں تک کہ مقبوض ہوئے اور ہاتھ جھک پڑا اَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَآئِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ ترمذی کا لفظ یہ ہے اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَسَكَرَاتِ غمرات سے مراد سختیاں موت کی ہیں۔

ایضاً مرض موت

حدیث ابو سعیدؓ میں فرمایا ہے لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ وَّاَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَآئِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ اس باب میں ایک جماعت صحابہ سے احادیث آئی ہیں ابو داؤد کا لفظ یہ ہے لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ قَوْلَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مراد تلقین سے یہ ہے کہ حضار میت کو کلمہ طیبہ یاد دلائیں کیونکہ حدیث معاذ بن جبل میں آیا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا آخر کلام یہ ہو گا وہ جنت میں جائے گا۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ اس کی سند میں صالح بن ابی غریب کو ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے وَاَخْرَجَهُ اَيْضًا اَحْمَدُ وَالْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ وَقَدْ وَرَدَتْ اَحَادِيْثُ بِمَعْنَاهُ ذَكَرَهَا الشَّوْكَانِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ شَرْحِ الْمُنْتَقٰى۔

موت شہادت بلا شہادت

حدیث سہل بن حنیف میں فرمایا ہے جو شخص سوال شہادت کا اللہ سے بصدق دل کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو منازل شہداء میں پہنچا دے گا گو اپنے بستر پر مر جائے اَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ وَاَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَآئِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ شوکانی فرماتے ہیں وَالْحَدِيْثُ يَدُلُّ عَلٰى مَشْرُوْعِيَّةِ سُؤَالِ الْعَبْدِ لِرَبِّهٖ اَنْ

يَّكْتُبَ لَهُ الشَّهَادَةَ فَاِنْ كَتَبَهَا لَهُ فَبِهَا وَنِعْمَتْ وَاِنْ لَّمْ يَكْتُبْهَا لَهُ نَالَ مَنَازِلَ الشُّهَدَآءِ وَبَلَّغَهُ اللّٰهُ اِلَيْهَا وَاَعْطَاهُ مِثْلَ مَا اَعْطَاهُمْ اِنْتَهٰى میں اس جگہ صدق دل سے اپنے رب سے یہ سوال کرتا ہوں اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ شَهَادَةً فِيْ سَبِيْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِيْ فِيْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ اَللّٰهُمَّ اٰمِيْنَ ۔

دعائے میّت

ام سلمہؓ وفات پا گئے تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہؓ سے کہا یہ کہہ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلَهُ وَاَعْقِبْنِيْ مِنْهُ عُقْبٰى حَسَنَةً اَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ بِطُوْلِهٖ وَاَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَآئِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ دوسری روایت میں یوں ہے کہ یہ دعا کی۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَبِيْ سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّيْنَ وَاخْلُفْهُ فِيْ عَقِبِهٖ فِي الْغَابِرِيْنَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ يَارَبَّ الْعٰلَمِيْنَ وَافْسَحْ فِيْ قَبْرِهٖ وَنَوِّرْ لَهُ فِيْهِ اَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ وَّغَيْرُهُ پھر اس پر یٰسٓ پڑھی اس لئے کہ حدیث معقل بن یسار میں فرمایا ہے کہ یٰس دل ہے قرآن کا کوئی شخص اس کو نہیں پڑھتا بارادہ خدا دار آخرت لیکن اللہ اس کو بخش دیتا ہے تم اس کو اپنے مردوں پر پڑھا کرو اَخْرَجَهُ اَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَآئِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَاَحْمَدُ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَاهُ لیکن ابن قطان نے اس کو معلل باضطراب و وقف جہالت حال ابو عثمان راوی کہا ہے اور دار قطنی نے ضعیف الاسناد مجہول المتن ٹھہرا کر لکھا ہے وَلَا يَصِحُّ فِي الْبَابِ حَدِيْثٌ اِنْتَهٰى ابن حبان نے کہا اَلْمُرَادُ بِقَوْلِهٖ اِقْرَءُوْهَا عَلٰى مَوْتَاكُمْ مَنْ حَضَرَهُ الْمَوْتُ وَرَدَّهُ الْمُحِبُّ الطَّبَرِيُّ وَقَالَ هُوَ عَلٰى ظَاهِرِهٖ قَالَ الشَّوْكَانِيُّ وَهٰذَا هُوَ الصَّوَابُ وَلَا وَجْهَ لِاِخْرَاجِهٖ مِنْ مَعْنَاهُ

اَلْحَقِیْقِیِّ اِنْتَهٰی ۔

دُعائے تعزیت

ام سلمہؓ کہتی ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ہے کوئی بندہ جس کو کوئی مصیبت پہنچے اور وہ یوں کہے ۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ اْجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْهَا اَجَرَهُ اللّٰهُ فِیْ مُصِیْبَتِهٖ وَاَخْلَفَ لَهٗ خَیْرًا مِّنْهَا اِنْفَرَدَ بِهٖ مُسْلِمٌ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَلَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالُوْآ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ یہ کلمہ ہر مصیبت میں کہا جاتا ہے صاحب میت بھی اس کو کہے تو کل مصیبت دفع ہو کر بدل خیر حاصل ہوگا عاجلاً یا آجلاً ان شاء اللہ ۔

دعائے رفع وحمل سریر جنازہ

اسامہ بن زید کہتے ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسہ مر گیا اِنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَلَهٗ مَا اَعْطٰی وَكُلُّ شَیْءٍ عِنْدَهٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّی اور فرمایا اس کی ماں سے کہو کہ صبر اور احتساب کرے اَخْرَجَهُ الشَّیْخَانِ معاذ کا بیٹا مر گیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو لکھا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مِنْ مُّحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰی مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ سَلَامٌ عَلَیْكَ فَاِنِّیْ اَحْمَدُ عَلَیْكَ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعْظَمَ اللّٰهُ لَكَ الْاَجْرَ وَاَلْهَمَكَ الصَّبْرَ وَرَزَقَنَا وَاِیَّاكَ الشُّكْرَ فَاِنَّ اَنْفُسَنَا وَاَمْوَالَنَا وَاَهْلِیْنَا وَاَوْلَادَنَا مِنْ مَّوَاهِبِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ الْهَنِیْئَةِ وَعَوَارِیْهِ الْمُسْتَوْدَعَةِ

یُمَتِّعُ بِهَا اِلٰٓی اَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ وَّیَقْبِضُهَا لِوَقْتٍ مَّعْلُوْمٍ ثُمَّ افْتَرَضَ عَلَیْنَا الشُّكْرَ اِذَآ اَعْطٰی وَالصَّبْرَ اِذَا ابْتَلٰی وَكَانَ ابْنُكَ مِنْ مَّوَاهِبِ اللّٰهِ الْهَنِیْئَةِ وَعَوَارِیْهِ الْمُسْتَوْدَعَةِ مَتَّعَكَ بِهٖ فِیْ غِبْطَةٍ وَّسُرُوْرٍ وَقَبَضَهٗ مِنْكَ بِاَجْرٍ كَبِیْرٍ اَلصَّلٰوةُ وَالرَّحْمَةُ وَالْهُدٰی اِنِ احْتَسَبْتَ فَاصْبِرْ اِلَّا یُحْبِطُ جَزَعُكَ اَجْرَكَ فَتَنْدَمُ وَاعْلَمْ اَنَّ الْجَزَعَ لَا یَرُدُّ شَیْئًا وَّلَا یَدْفَعُ حُزْنًا وَّمَا هُوَ نَازِلٌ فَكَانَ السَّلَامُ اَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ وَابْنُ مَرْدَوَیْهِ مِنْ حَدِیْثِ مُعَاذٍؓ قَالَ الْحَاكِمُ غَرِیْبٌ حَسَنٌ وَزَادَ ابْنُ مَرْدَوَیْهِ فِیْ كِتَابِ الْاَدْعِیَةِ فَلْیَذْهَبْ اَسَفُكَ مَا هُوَ نَازِلٌ بِكَ فَكَانَ قَدْ وَالسَّلَامُ ۔

دعائے مصیبت زدہ

ابن عمرؓ نے کہا ہے بسم اللہ کہے رَوَاهُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ مَوْقُوْفًا بکر بن عبد اللہ مزنی کہتے ہیں ہمراہ بسم اللہ کے تسبیح بھی کرے رَوَاهُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ پھر نماز جنازہ پڑھے تکبیر کہے پھر فاتحہ پڑھے پھر درود پڑھے پھر اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ عَبْدُكَ وَابْنُ اَمَتِكَ الخ رَوَاهُ الْحَاكِمُ وہ دعائے میت جو حدیث عوف بن مالک میں آئی ہے اس کو مسلم نے روایت کیا ہے وہ نہایت صحیح اگرچہ سائر ادعیہ ماثورہ کفایت کرتے ہیں وہ دعا یہ ہے ۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَایَا كَمَا نَقَّیْتَ الثَّوْبَ الْاَبْیَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَیْرًا مِّنْ دَارِهٖ وَاَهْلًا خَیْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَیْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ ۔ شوکانی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں ۔

لَیْسَ فِیْ ھٰذَا الْحَدِیْثِ تَعْیِیْنُ الْمَوْضِعِ الَّذِیْ یُقَالُ فِیْهِ ھٰذَا الدُّعَاءُ فَیَقُوْلُهُ الْمُصَلِّیْ عَلَی الْجَنَازَةِ بَعْدَ اَیِّ تَکْبِیْرَۃٍ اَرَادَ وَقَدْ وَرَدَتْ اَدْعِیَةٌ غَیْرُ مَا ذُکِرَ ھٰھُنَا فَیَنْبَغِیْ لِلْمُصَلِّیْ عَلَی الْجَنَازَۃِ اَنْ یَاتِیَ مِنْهَا بِمَا اَمْکَنَهُ وَ اِذَا اسْتَکْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُوَ اَتٍ فَاِنَّ ھٰذَا الْمَوْطِنَ لَا یَنْبَغِیْ فِیْهِ اِلَّا الْمُبَالَغَةُ فِی الدُّعَاءِ وَالتَّرَحُّمِ لِاَنَّهٗ قَدْ اُتِیَ بِذٰلِكَ الْمَیِّتِ اِلٰی اِخْوَانِهٖ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ لِیَدْعُوْا لَهٗ مَنْ صَلّٰی مِنْهُمْ عَلَیْهِ نَدَبَهُمُ الشَّارِعُ اِلٰی ذٰلِكَ وَشَرَعَهٗ اِنْتَهٰی پھر جب مُردے کو قبر میں رکھے تو یہ کہے مِنْهَا خَلَقْنٰکُمْ وَفِیْهَا نُعِیْدُکُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُکُمْ تَارَۃً اُخْرٰی رَوَاهُ الْحَاکِمُ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ وَ قَدْ ضَعَّفَ ابْنُ حَجَرٍ اِسْنَادَ ھٰذَا الْحَدِیْثِ اور کہنا بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ کا حدیث عمر بن خطاب میں رفعاً آیا ہے رَوَاهُ اَهْلُ السُّنَنِ اِلَّا ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِیُّ ترمذی نے کہا حَسَنٌ غَرِیْبٌ نسائی کا لفظ یہ ہے کہ جب تم اپنے مُردوں کو قبر میں رکھو تو یہ کہو پھر بعد فراغ کے دفن سے استغفار کرے اللہ تعالیٰ سے اس کے لئے سوال تثبیت کا کرے کیونکہ وہ اس وقت مسئول ہوتا ہے اَخْرَجَهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالْحَاکِمُ مِنْ حَدِیْثِ عُثْمَانَ ابْنِ عَفَّانَ وَقَالَ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ وَالْبَیْهَقِیُّ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ صحیح مسلم میں آیا ہے کہ عمرو بن عاص نے کہا تھا جب تم مجھ کو دفن کر چکو تو پاس میری گور کے اتنی دیر ٹھہرنا کہ اونٹ کو نحر کر کے اس کا گوشت تقسیم کرتے ہیں تاکہ میں تم سے استیناس کروں اور دیکھوں کہ میں اپنے رب کے قاصدوں کو کیا جواب دیتا ہوں انتہٰی پھر بعد دفن کے قبر پر اول و آخر سورہ بقرہ پڑھے رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِی السُّنَنِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نووی نے کہا اس کی اسناد حسن ہے گو ابن عمر ہی کا قول ہو کیونکہ ایسی بات رائے سے نہیں کی جاتی ہے یا عموم فضل تلاوت بقرہ سے

استعلام کیا ہو بامید انتفاع میت بتلاوت بقرہ واللہ اعلم۔

دُعائے زیارتِ قبور

حضرت محمدؐ نے حضرت عائشہؓ کو یہ دعاء وقت زیارت قبور کے پڑھنا بتا دیا تھا ـــ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَهْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ نَسْاَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَةَ اَخْرَجَهٗ مُسْلِمٌ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَزَادَ اَنْتُمْ فَرَطٌ وَنَحْنُ لَکُمْ تَبَعٌ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُمْ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُمْ یہ تعلیم دعا تھی کہ لوگ اس طرح پڑھا کریں اس سے استدلال بجواز زیارت بر واسطے مستورات کے کما ینبغی نہیں ہے واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ احکم۔

❖

باب سوم

(بیان میں بعض آیات و احادیث متفرقہ کے واسطے احوال و خواص متفرقہ کے)

دفع تعب

اس کا ذکر ہو چکا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم عوض خادم کے حضرت فاطمہؓ کو وقت جانے کے بستر پر حکم پڑھنے تسبیح و تحمید و تکبیر کا دیا تھا ہر کلمہ ۳۳ بار کہا جائے حضرت علی مرتضیٰ کہتے ہیں مَا تَرَكْتُهَا وَلَا لَيْلَةَ صِفِّيْنَ مشرحی فرماتے ہیں جو شخص اس عمل پر مواظبت کرے گا وہ تعب و درماندگی جسم میں نہ پائے گا۔ اعمال شاق جسیمہ اس پر آسان ہو جائیں گے و ذالک مجرب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سوتے وقت سورہ اخلاص و معوذتین پڑھ کر ہاتھوں پر دم کر کے بدن پر پھیرنا تین بار اور مذکور ہو چکا ہے وَذٰلِكَ نَافِعٌ مِّنْ جَمِيْعِ الْاَوْجَاعِ بِاِذْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَسُبْحَانَهٗ۔

حبس شیطان

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں جو شخص بستر پر یہ آیت پڑھ کر سوئے گا۔ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقٰهَا اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ سُبْحٰنَهٗ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا۔ الناس سے ایذا کو دور اور شیطان کو رد کرے گا۔

کثرتِ احتلام

بعض صالحین نے فرمایا ہے جب تو سونے کو بستر پر آئے تو سورہ والسماء و الطارق تا لفظ نامرٌ پڑھ کر سو رہے کثرت احتلام کی جاتی رہے گی ایک شخص نے ایسا ہی کیا احتلام منقطع ہو گیا۔ للہ الحمد۔

جاگنا وقت خاص پر شب کو

بعض صلحا نے کہا ہے جو شخص وقت خواب کے یہ آیت اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ تا آخر سورہ کہف اور قولہ تعالیٰ قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ الْاٰيَةَ پڑھ کر اللہ سے یہ سوال کرے گا کہ میں فلاں وقت فلاں ساعت بیدار ہو جاؤں تو اس وقت پر جاگ اٹھے گا۔ وَقَدْ جَرَّبَ ذٰلِكَ جَمَاعَةٌ وَّصَحَّ۔

سرق و حرق

پڑھنا آخر سورہ بنی اسرائیل کا سوتے وقت امن دیتا ہے اس رات کو چوری اور آگ میں جلنے سے اور وہ شخص مع اپنے ولد اور مال کے اللہ کے حفظ میں رہتا ہے وللہ الحمد۔

دفع خواب پریشاں

سوتے وقت یہ کہنا تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ نَثِقُ بِاللّٰهِ نَرُدُّ اُمُوْرَنَا اِلَى اللّٰهِ وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

موجب اس کا ہوتا ہے کہ خواب میں سوائے خیر کے اور کچھ نہ دیکھے گا بلطف اللہ سبحانہ، وتعالےٰ۔

درفع قلّتِ نوم

مجدالدین شیرازی نے کتاب الصلوٰۃ والنشر میں لکھا ہے ایک شخص نے بعض علماء سے کہا کہ مجھے نیند بہت کم آتی ہے کہا سوتے وقت یہ آیت پڑھ کر کہا کر اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔

حفظ از سور شیطان

حافظ ابو موسیٰ نے اپنی سند سے تا عکرمہ مولی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم روایت کیا ہے کہ ایک مسافر کا گذر ایک مرد خوابیدہ پر ہوا دیکھا کہ اس کے پاس دو شیطان موجود ہیں ایک نے دوسرے سے کہا کہ اس نائم کے پاس جاکر اس کے پاس کو بگاڑ دے وہ گیا اور پھر آکر کہا کہ وہ ایک آیت پڑھ کر سویا ہے ہم کو اس پر رستہ نہیں ملتا پھر وہ دونوں چل دیئے مسافر نے اس نائم کو جگا کر یہ حال کہا اور پوچھا تم کون سی آیت پڑھ کر سوتے ہو کہا یہ آیت اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ الاٰیۃ (ف) بعض اہل علم نے کہا ہے کہ جو شخص سورہ اخلاص ومعوذتین والھکم الٰہ واحد الاٰیۃ وامن الرسول تا آخر سورہ اور آخر سورہ کہف پڑھ کر یہ کہے گا اَللّٰهُمَّ اَنِمْنِيْ نَوْمَةَ الْعَافِيَةِ بِرِضَاكَ وَاَيْقِظْنِيْ بِالْعَافِيَةِ وَاَرِنِيْ مَنَامِيْ مَا يَسُرُّنِيْ وَيُفَرِّحُنِيْ وَتُوْنِيْ مَا يَسُوْءُنِيْ وَيَخْذُلُنِيْ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ پھر سو رہے گا تو اللہ کے اذن سے ایسی چیز دیکھے جو اس کو خوش کریگا۔

برائے فزع وارق یعنی بے خوابی

کتاب ترمذی میں آیا ہے کہ خالد بن ولید نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ سے شکایت کی کہ نیند نہیں آتی ہے فرمایا اپنے بستر پر یہ دعا کر اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظَلَّتْ وَرَبَّ الْاَرَضِيْنَ السَّبْعِ وَمَا اَقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنِ وَمَا اَضَلَّتْ كُنْ لِّيْ جَارًا مِّنْ شَرِّ خَلْقِكَ كُلِّهِمْ جَمِيْعًا اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيَّ اَحَدٌ مِّنْهُمْ اَوْ اَنْ يَّبْغِيَ عَلَيَّ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سنن ابو داؤد ترمذی میں آیا ہے کہ حضرت واسطے فزع کے یعنی نیند میں ڈر جانے کے یہ دعا ان کو سکھاتے تھے اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَهَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنِ ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنی اولاد عاقل کو یہ دعا سکھاتے اور غیر عاقل کے لئے لکھ کر لٹکا دیتے۔

(ف) طبرانی کہتے ہیں ایک شخص نے حضرت محمد ؐ سے شکایت وحشت کی فرمایا کہہ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ رَبِّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ جَلَّلْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْعِزَّةِ وَالْجَبَرُوْتِ اس نے یونہی کہا اللہ تعالیٰ نے اس نے اس کی وحشت دور کر دی صحیح مسلم میں آیا ہے کہ جب کوئی تم میں خواب مکروہ دیکھے تو بائیں طرف تین بار تھتکارے اور شیطان اور اس رویا سے تعوذ کرے اور کسی سے نہ کہے اور کروٹ بدل لے وہ خواب، اس کو ضرر نہ پہنچا دے گی۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھے

ہزار بار سورہ کوثر طہارت پر پڑھ کر خواب میں جانے سے روایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی میسر آتی ہے۔ شرجی نے کہا ذٰلِكَ مُجَرَّبٌ ؎

سحر کرشمہ وصلش بخواب میدیدم زہے مراتب خوابے کہ بز بیداری ست

دفع جن

زید بن اسلم رضی اللہ عنہ بعض معادن پر والی تھے لوگوں نے کہا یہاں جن بہت ہیں کہا کثرت سے اذان وقت پر کہا کرو چنانچہ ایسا ہی کیا پھر کسی جن کو وہاں نہ دیکھا۔

دفع ہم

حضرت علی مرتضیٰ کہتے ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو مہموم دیکھ کر فرمایا بعض اہل اپنے حکم کو دے کہ وہ تیرے کان میں اذان کہہ دیں کہ یہ دوا ہم ہے میں نے ایسا ہی کیا مجھ سے ہم دور ہو گیا۔

برائے صرع

بعض علماء نے ایک مرگی والے کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی تھی وہ اچھا ہو گیا۔

برائے راہ یابی

بعض علماء صالحین نے کہا ہے آدمی جب راہ بھول جائے تو اذان کہے اللہ اس کو راہ بتا دے گا۔

حفظ و بسطِ رزق

حسن بصری کہتے ہیں ایک جماعت اہل اقتداء کی عادت تھی کہ وہ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ؁ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ بعد ہر نماز فرض کے پڑھا کرتے اور کہتے تھے بِهَا تُحْفَظُ الرِّزْقُ پھر کہا مجھ کو گمان ہے کہ بات قولہ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ سے حاصل ہوئی تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے

فرمایا ہے وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ۔

نصر فی الحرب

ولی کبیر احمد بن موسیٰ بن عجیل نے کہا چار آیتیں ہیں سامنے دشمن کے پڑھنے سے دشمن مغلوب و مقہور ہو جاتا ہے آدمی جس شخص سے خائف ہو اس کے روبرو پڑھے اللہ اس کو شر سے بچائے گا ہر آیت میں دس قاف ہیں ایک آیت بقرہ میں ہے اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى اِذْ قَالُوْا لِنَبِيٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا [1] قَالُوْا وَمَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَاَبْنَآئِنَا فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالظّٰلِمِيْنَ ؁ دوسری آل عمران میں لَقَدْ [2] سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْا الی آخرہ الآیۃ تیسری سورہ النساء میں [3] اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ الی آخر الآیۃ چوتھی سورہ مائدہ میں [4] وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ آخر آیت بعض اہل علم نے کہا ہے کہ اگر ان آیات کو لکھ کر نیزہ وغیرہ میں بمقابلہ عدو لٹکا دیا جائے وقت حرب کے تو وہ مخذول ہو کر بھاگ جائیں شرجی کہتے ہیں وَقَدْ جُرِّبَ ذٰلِكَ وَصَحَّ بِحَمْدِ اللّٰهِ تَعَالٰى۔

ہتھیار اثر نہ کرے

جو شخص سورہ ہود کو لکھ کر اپنے پاس رکھے کوئی حرف مٹے نہیں اس پر اثر

[1] پارہ چہارم رکوع ۱۶ [2] سورہ عمران ۱۲ [3] پارہ پنجم رکوع دوم سورہ نساء ۱۲ –
[4] پارہ ششم سورہ مائدہ پنجم رکوع –

٨٣

ہتھیار نہ ہوگا بلکہ اس کو نصر و ظفر حاصل ہوگی اور اس کی ہیبت پڑے گی اسی طرح اگر ایک مٹھی مٹی کی لے کر اور اس پر سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ پڑھ کر اج لعد زط کہہ کر روئے دشمن پر پھینک مارنے سے شکست عدو ہو جاتی ہے ذٰلِكَ مِنَ الْمُجَرَّبَاتِ اسی طرح حرب میں روبروئے دشمن حٰمٓ لَا يُنْصَرُوْنَ کہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض غزوات میں اسی طرح کیا تھا اور صحابہؓ کو اس کے کہنے کا حکم دیا تھا حبیب بن مسلمہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ کہنا وقت ملاقات عدو کے مستحب رکھتے تھے ابن ابی الدنیا نے کہا ایک قوم نے ایک حصن کا حصار بلاد روم میں کیا تھا اور یہی کلمہ کہا اور تکبیر کہی قلعہ پھٹ پڑا دشمن بھاگ گئے وللہ الحمد والمنۃ۔

چشم زخم

یہ عزیمت۔ نظر بد کے لئے مجرب ہے یہ آیت پڑھے لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ۝ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ۝ اسی طرح جو کوئی عائن یا ساحر کو یا فلاں کہہ کر اور اس کا نام لے کر وقت نظر لگنے یا اثر سحر کے پکارے گا تو عمل اس کا باطل ہو جائے گا شرجی نے کہا وَقَدْ جُرِّبَ ذٰلِكَ وَصَحَّ سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کو نظر لگ گئی تھی۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عائن کو کہا اپنے منہ ہاتھ پاؤں کو دھو اور داخل ازار کا غسل کر پھر وہ پانی معیون پر ڈالا فوراً اچھا ہو گیا۔

ایضاً برائے چشم زخم

کوئی پاک کپڑا یا تاگا یا تین گز لے کر اور ناپ کر اس کے پاس رکھ دے جو اس معیون

٨٤

کو رکھتا ہے پھر اس عزیمت کو بار پڑھے پھر اس کپڑے یا تاگے کو ناپے اگر گھٹے یا بڑھے تو اثر نظر ہے اور جو کم و بیش نہ ہو تو پھر وہ نظر نہیں ہے عزیمت یہ ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلَا بَلَاغَ اِلَّا بِاللّٰهِ تین بار اسی طرح کہے پھر تین بار سورہ فاتحہ پڑھے پھر کہے عَزَمْتُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الْعَيْنُ الَّتِيْ فِيْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ اَوْ فُلَانَةَ بِنْتِ فُلَانَةَ بِعِزِّ عِزِّ اللّٰهِ وَبِنُوْرِ عَظَمَةِ وَجْهِ اللّٰهِ بِمَا جَرٰى بِهِ الْقَلَمُ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِلٰى خَيْرِ خَلْقِ اللّٰهِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَزَمْتُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الْعَيْنُ الَّتِيْ فِيْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ بِحَقِّ اٰهِيًا شَرَاهِيًا ادوتای اصباؤت ال شدّای عَزَمْتُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الْعَيْنُ الَّتِيْ فِيْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ بِحَقِّ شہت بہت اشہت یا قنطاع النَّجَا النَّجَا اَلْوَحَا اَلْوَحَا الَّذِيْ لَا يَقْوٰى عَلَيْهِ الْاَرْضُ وَلَا سَمَآءٌ اُخْرُجِيْ يَا نَفْسَ السُّوْءِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ كَمَا اُخْرِجَ يُوْسُفُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ الْجُبِّ الضَّيِّقِ وَجُعِلَ لِمُوْسٰى فِي الْبَحْرِ طَرِيْقٌ وَّاِلَّا فَاَنْتِ بَرِيْئَةٌ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاللّٰهُ تَعَالٰى بَرِيْءٌ مِّنْكِ يَا نَفْسَ السُّوْءِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ بِاَلْفِ اَلْفِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ تا آخر سورۃ اُخْرُجِيْ يَا نَفْسَ السُّوْءِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ بِاَلْفِ اَلْفِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۔ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ آخر سورۃ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ انتہٰی میں کہتا ہوں اس عزیمت کو واسطے دفع نظر بد کے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بھی قول

جمیل میں لکھا ہے چند الفاظ کا تفاوت ہے ہمیشہ اس کو اطفال اہل بیت پر کیا کرتا ہوں
ہمیشہ مجرب پایا کبھی بحمدہ تعالیٰ تخلف اثر میں نہیں ہوا شرجی نے ایک اور عزیمت بھی
چشم زخم کی آیات سے لکھی ہے وہ نافع ہے۔

برائے زبان بندی

شرجی نے فرمایا ہے هٰذِهٖ سَكْتَةٌ مُجَرَّبَةٌ تَقُوْلُهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ
یعنی اس کو تین بار پڑھے اَللّٰهُمَّ يَا مَنْ شَانُهُ الْكِفَايَةُ وَسُرَادِقُهُ يَا مَنْ
هُوَ الْغَايَةُ وَالنِّهَايَةُ اخْتُمْ عَلٰى لِسَانِ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ اَللّٰهُمَّ وَ
عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا
پھر تین بار یوں کہے صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ
وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ كٓهٰيٰعٓصٓ لَا يَتَكَلَّمُوْنَ حٰمٓعٓسٓقٓ لَا يَعْقِلُوْنَ۔

ایضاً برائے عقد لسان

جس کے شر سے ڈر ہو اس کے پاس وقت دخول کے یہ کہے۔ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ
عَلٰى اَفْوَاهِهِمْ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ
لَا يَعْقِلُوْنَ۔

برائے خوف از سلطان وغیرہ

۱ کھیعص كُفِيْتُ حمعسق حُمِيْتُ داہنے ہاتھ کی انگلی کو قبض کرے لفظ
ثانی کے حرف کے نزدیک پھر دونوں ہاتھوں کی انگلیاں بند کئے چلا جائے پھر دونوں
کو اس کے سامنے کھول دے جس سے ڈرتا ہے شرجی نے کہا ہے کہ يَا مَنْ مِنْ شَرِّهٖ

وَلَا يَرٰى مَكْرُوْهًا بِاِذْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى یہ عمل بعینہٖ قول جمیل میں مذکور ہے اس
لفظ سے۔ وَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ مَنْ خَافَ ذَا سُلْطَانٍ فَلْيَقُلْ الخ شفاء
العلیل میں کہا ہے لفظ اول سے کھیعص اور لفظ ثانی سے حمعسق مراد ہے
یعنی جب کاف کہے تو داہنے ہاتھ کی ایک انگلی بند کرے پھر جب ہا کہے یعنی دوسرا
لفظ بولے تو دوسری انگلی بند کرے اور یائے تحتانی کے بعد تیسری انگلی اور عین کے
بعد چوتھی اور صاد کے بعد پانچویں بند کرلے وعلیٰ ہذا القیاس لفظ ثانی کے ہر حرف
کے ساتھ ایک ایک انگلی بائیں ہاتھ کی بند کرے انتہی۔ میں کہتا ہوں میں نے اس عمل
کا بارہا تجربہ کیا صحیح پایا وللہ الحمد امام غزالیؒ نے کتاب خواص القرآن میں فرمایا ہے
بعض صالحین نے یہ آیت کہ حمعسق كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ
قَبْلِكَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ کہا میں نے معلوم کیا کہ اس میں کوئی سرالٰہی ہے۔
میں نے اس کو وقت شدائد کے سپر ٹھہرایا مجھ کو یہ ایک رقیہ ہاتھ آیا شرجی کہتے ہیں
وَمِمَّا يَقُوْلُ عِنْدَ مَنْ يَخَافُ شَرَّهٗ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَدْرَءُ بِكَ فِيْ نَحْرِهٖ
وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهٖ اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْهِ كَيْفَ شِئْتَ اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِفُلَانٍ
فَاِنَّهٗ لَا يُعْجِزُكَ وَيُقَالُ فِيْ وَجْهِ مَنْ يُخَافُ شَرُّهٗ وَيُطْلَبُ مِنْهُ
حَاجَةٌ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْاَلُكَ خَيْرَهٗ وَخَيْرَ مَا جُبِلَتْهُ عَلَيْهِ وَمَنْ
قَالَ عِنْدَ الدُّخُوْلِ عَلٰى مَنْ يَخَافُ شَرَّهٗ رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ
وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا لَا
يَضُرُّنَا شَيْءٌ بِاِذْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى سُبْحَانَهٗ۔

برائے وقایت از ہر سو

بعض علماء نے کہا ہے جو شخص ہر دن پچیس بار یہ کلمہ کہے گا اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ

الْعَظِیْمَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ اَبَدًا وَّ اَتُوْبُ اِلَیْهِ وہ اپنے نفس ومال وولد میں کوئی شے مکروہ نہ دیکھے گا شرجی نے مجرب صحیح کہا ہے کعب احبار کہتے ہیں قرآن میں سات آیات ہیں میں جب ان کو پڑھتا ہوں تو کچھ پروا نہیں کرتا اگرچہ آسمان زمین پر منطبق ہوجائے تب بھی اللہ کے اذن سے میں نجات پاؤں گا ایک قُلْ لَّنْ یُّصِیْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا هُوَ مَوْلٰنَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ دوسری وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ وَاِنْ یَّمْسَسْكَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ یُصِیْبُ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔ تیسری وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَیَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ چوتھی اِنِّیْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّیْ وَرَبِّكُمْ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِیَتِهَا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ پانچویں وَكَاَیِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللّٰهُ یَرْزُقُهَا وَاِیَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ چھٹی مَا یَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا وَمَا یُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ كَاشِفَاتُ ضُرِّهٖۤ اَوْ اَرَادَنِیْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ قُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ عَلَیْهِ یَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ جو کوئی ان آیات کا قاری یا حامل ہوگا اگر اس پر پہاڑ عذاب کا برابر کوہ احد کے آپڑے گا تو بھی اللہ ان کی برکت سے اس کو اٹھاوے گا علی مرتضیٰ نے فرمایا ہے جس نے آیات ہفتگانہ کو اپنا وظیفہ صبح وشام کا کیا وہ آفات زمان وطوارق حدثان سے امن میں ہوا اللہ کے جلباب حفظ میں کید اعداء سے آگیا اس کی حفاظت کے سرا پردہ میں انواع شر و بلایا سے

باذن خدا داخل ہوا شرجی کہتے ہیں۔ فَعَلَیْكَ بِالْمُحَافَظَةِ عَلَیْهَا وَلِیَ الْمُتَّقِیْنَ۔

برائت من النار

بعض صلحاء کو مرض سخت ہوا بیہوشی ہوگئی ملک الموت کو اس حالت میں دیکھا کہا یعنی تیرے لئے براءت نار سے لکھ دوں کہا ہاں ایک ورق پر لکھا پایا اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ سارا کاغذ ظاہراً وباطناً اسی سے مملو تھا کہا هٰذِهٖ بَرَآءَةٌ مِّنَ النَّارِ مریض اس مرض سے اچھا ہوگیا اور مدت تک زندہ رہا وہ ورق نزدیک ان کے تھا — وَقَدْ قَالَ تَعَالٰى وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ۔

جلب رزق

اس کے لئے کثرت استغفار سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے یہ جس طرح ماحی ذنوب ہے اسی طرح جالب رزق ہے قَالَ تَعَالٰى فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا یُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْكُمْ مِّدْرَارًا وَّیُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِیْنَ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک بار استسقاء کیا استغفار سے زیادہ کچھ نہ کہا پوچھا تو فرمایا لَقَدْ طَلَبْتُ الْغَیْثَ بِمَجَادِیْحِ السَّمَآءِ پھر یہ آیت پڑھی اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَیْهِ یُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى۔

زغفران ذنب وکفایت ہم

اس باب میں درود شریف تریاق مجرب ہے فضائل درود کے رسالہ زیادۃ الایمان میں بہت سے لکھے ہیں ابی بن کعب نے جب یہ کہا اَجْعَلُ لَكَ صَلٰوتِیْ كُلَّهَا تو فرمایا اِذًا یُّغْفَرُ ذَنْبُكَ وَتُكْفٰى هَمُّكَ رَوَاهُ الشَّیْخَانِ وَالتِّرْمِذِیُّ

وَغَیْرُهُمْ شرحی کہتے ہیں جَمِیْعُ الْاَذْکَارِ لَا تُفِیْدُ وَلَا تُقْبَلُ اِلَّا مَعَ حُضُوْرِ الْقَلْبِ اِلَّا تِلَاوَةُ الْقُرْاٰنِ وَالصَّلٰوةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّهُمَا يُقْبَلَانِ مَعَ عَدَمِ حُضُوْرِ الْقَلْبِ اِنْتَهٰى حدیث صحیح میں آیا ہے کہ ایک بار کے درود پر اللہ دس بار رحمت کرتا ہے۔ سو اس سے بڑھ کر اور کیا فائدہ ہوگا کہ اللہ اپنے بندے پر رحمت کرے قول جمیل میں کہا ہے وَاَوْصَانِيْ بِهٖ اَعْظَمُ الصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّ يَوْمٍ وَقَالَ بِهَا وَجَدْنَا مَا وَجَدْنَا اِنْتَهٰى۔

دفع کربت

ایک شخص صالح ایک کربت میں گرفتار تھے انہوں نے اس درود کا وظیفہ کیا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الطَّاهِرِ الزَّكِيِّ صَلٰوةً تُحَلُّ بِهَا الْعُقَدُ وَتُفَكُّ بِهَا الْكُرَبُ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس کربت سے رہائی بخشی یہ بھی آیا ہے کہ کوئی دعا بے درود کے قبول نہیں ہوتی۔

حکایت:

ایک شخص کا باپ بعض بلاد میں مرگیا اس کا منہ و بدن سیاہ ہوگیا پیٹ پھول گیا اس نے کہا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ موت غربت اور اس کے باپ کے بدن پر ہاتھ پھیرا وہ سفید ہوگیا کہا تم کون ہو کہا میں تیرا نبی محمد رسول خدا ہوں صلی اللہ علیہ وسلم تیرا باپ مسرف تھا لیکن مجھ پر بہت درود بھیجتا تھا میں اس حالت کے دور کرنے کو آیا۔ اس کی آنکھ کھل گئی دیکھا تو باپ کے بدن پر نور تھا اللہ کی حمد کی۔ اور اچھی طرح کفن دفن کیا انتہی۔

لب گوہر فشاں وا ہونگے جب عرض شفاعت کو تماشا گاہ محشر میں نکلیں گے نیک منہ بد کا:

بیٹھنگے حسن گھڑی سامان عشرت بزم جنت میں کھلے گا مال امت کو ترے انعام بے حد کا
خدا بن مانگے کیا کیا نعمتیں دیتا ہے بندوں کو ترا دست دعا ضامن ہے جب سے کل کے مقصد کا

تحصن من جمیع الآفات

اس مطلب کے لئے کوئی شے نافع تر ذکر نہیں ہے فضائل ذکر کے حصن حصین وعدۃ نزول الابرار میں یکجا لکھے گئے ہیں ادنے فائدہ اس ذکر کا یہ ہے کہ ذاکر ہمنشیں مذکور ہوتا ہے اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت عمل ہوگی ذکر شارح صدر مزیل قسوت جالب رزق وغیرہ منافع ظاہر و باطن ہے ایک عالم باللہ نے ذکر میں ایک کتاب مستقل لکھی ہے اس میں سو فائدے دین و دنیا میں کے بتائے و للہ الحمد اگر نجات دارین و فوز کونین یہی ذکر رب العالمین ہے پس الفاظ اذکار کے جیسے تسبیح تحمید تکبیر تہلیل وغیرہا کتب ادعیہ و حدیث میں معروف ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔

حکایت:

مالک بن انس کو خواب میں دیکھا پوچھا اللہ نے تم سے کیا معاملہ کیا کہا مجھے اس کلمے پر بخش دیا جس کو حضرت عثمان بن عفان رضی وقت رویت جنازے کے کہا کرتے تھے سُبْحَانَ الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ اَبَدًا ابن ابی الدنیا نے اپنی سند سے رفعا ذکر کیا ہے جو کہ شخص ہر روز سو بار لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ کہتا ہے اس کو کبھی فاقہ نہیں پہنچتا ایک جماعت مشائخ نے کہا ہے اللہ نے جب حملہ عرش کو حکم حمل عرش کا دیا انہوں نے کہا اے رب ہماری اتنی طاقت نہیں ہے فرمایا یہ کلمہ کہو جب کہا تو عرش کو اٹھا لیا شرحی کہتے ہیں۔ وَقَالُوْا لِهٰذِهِ الْكَلِمَةِ تَاْثِيْرٌ عَظِيْمٌ فِيْ مُعَانَاةِ الْاَشْغَالِ الصَّعْبَةِ وَتَحَمُّلِ الْمَشَاقِّ وَفِي الدُّخُوْلِ عَلٰى مَنْ يَخَافُ شَرَّهٗ اِنْتَهٰى ابوموسیٰ

اشعری سے فرمایا تھا اَلَا اَدُلُّکَ عَلٰی کَنْزٍ مِنْ کُنُوْزِ الْجَنَّۃِ؟ قَالَ بَلٰی یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَغَیْرُہٗ۔

دفع انواع بلا بدعا

دعا کا حکم قرآن وحدیث میں بشد ومد تمام آیا ہے کتب ادعیہ میں فضائل و منافع وفوائد اس کے مذکور ہیں جو دعا سے محروم ہے وہ ہر چیز سے محروم ہے افضل دعا اور اقرب الی الاجابت وہ ہے جو ساتھ حضور قلب وصدق التجا کے ہو گویا داعی لجۂ بحر میں غریق سوا اللہ کے اس کو کسی اور سے کچھ تعلق نہیں ہے جس طرح حال ذوالنون علیہ السلام کا تھا ولہٰذا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے دَعْوَۃُ اَخِیْ ذِالنُّوْنِ لَا یَدْعُوْا بِھَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ فِیْ شَیْئٍ قَطُّ اِلَّا اسْتُجِیْبَ لَہٗ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَغَیْرُھُمَا جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے جو شخص اپنی دعا میں پانچ بار لفظ رَبَّنَا کہتا ہے اس کی دعا قبول ہوتی ہے اس کو آیات آخر سورہ ال عمران سے اخذ کیا ہے کہ ان میں لفظ پانچ بار آیا ہے پھر کہا ہے فَاسْتَجَابَ لَھُمْ رَبُّھُمْ شرجی کہتے ہیں اَحْسَنُ الدُّعَآءِ مَا کَانَ فِی الْقُرْاٰنِ انتہٰی میں کہتا ہوں جملہ ادعیہ قرآن کتاب نزول الابرار میں یکجا جمع ہیں اور حزب الاعظم میں بھی موجود ہیں پھر بعد قرآن کے وہ ادعیہ ہیں جو سنت مطہرہ صحیح سے ماثور ہیں ان سے بہتر کوئی دعا نہیں ہے دین ودنیا کا کوئی مطلب ایسا نہیں ہے جو ان میں مذکور نہ ہو پھر وہ ادعیہ صحیح جو اولیا متقین سے بسند صحیح ثابت ہیں اوقات واماکن اجابت دعا واداب دعا کا ذکر عدہ حصن حصین میں مرقوم ہے دعا ساعت جمعہ میں قبول ہوتی ہے اس ساعت میں اختلاف ہے دو قول قوی ہیں ایک یہ کہ امام کے خطبہ پڑھنے سے تاختم نماز وقت اجابت کا ہے دوسرے آخر روز جمعہ قبل مغرب بلکہ یہی قول قوی ہے اور یہ قول مجرب ہے میں نے اسی کا تجربہ ہر دو ساعت

میں کیا صحیح پایا وللہ الحمد۔

ردّ ضالہ وآبق

اہل علم نے کہا ہے جس کی کوئی چیز ضائع ہوجائے وہ یَاحَفِیْظُ ایک سوانیس بار بلاکم وبیش کہہ کر یہ آیت پڑھے یَا بُنَیَّ اِنَّھَا اِنْ تَکُ مِثْقَالَ حَبَّۃٍ مِّنْ خَرْدَلٍ الآیۃ اس کو بھی ایک سوانیس بار تکرار کرے اللہ تعالیٰ اس کے ضالہ کو رد کرے گا اور اس شے کو محفوظ رکھے گا شرجی نے کہا صحیح مجرب ہے۔

حکایت:

رسالہ قشیری میں کہا ہے جعفر خالدی کی انگوٹھی دجلہ میں گر گئی ان کے پاس دعائے مجرب واسطے ضالہ کے تھی انہوں نے وہ دعا پڑھی وہ نگین ان کو درمیان اوراق کتاب کے مل گیا وہ دعا یہ ہے اَللّٰھُمَّ یَاجَامِعَ النَّاسِ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْہِ اِجْمَعْ عَلَیَّ ضَالَّتِیْ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ۔

عزیمت اخذ سارق

دو آدمی ایک ابریق لوٹا لے کر مقابل یک دیگر بیٹھیں اور اس کو درمیان سبابتین[1] کے اٹھا اور نام متہم کا ابریق پر لکھیں اور سورہ یٰسٓ تا وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُکْرَمِیْنَ پڑھیں اگر سارق وہی ہے تو ابریق دورا کرے گا اگر نہ پھرے تو اس کا نام مٹا کر دوسرے متہم کا لکھے واحدا بعد واحد جس کے نام پر چکر کھائے وہی چور ہے شرجی نے کہا وَذٰلِکَ مجرب۔

[1] انگوٹھے کے پاس والی انگلیاں ۱۲۔

برائے تپ

اس کو لکھ کر بازو پر تپ زدہ کے باندھ دیا جائے باذن اللہ جلد صحت ہوگی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ إِلٰى أُمِّ مُلْدَمٍ الَّتِيْ تَأْكُلُ اللَّحْمَ وَتَشْرَبُ الدَّمَ وَتَهْشِمُ الْعَظْمَ أَمَّا بَعْدُ يَا أُمَّ مُلْدَمٍ إِنْ كُنْتِ مُؤْمِنَةً بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَبِحَقِّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنْ كُنْتِ مُوْسَوِيَّةً فَبِحَقِّ مُوْسَى الْكَلِيْمِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَإِنْ كُنْتِ نَصْرَانِيَّةً فَبِحَقِّ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ أَنْ لَا تَأْكُلِيْ بِفُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ لَحْمًا وَلَا تَشْرَبِيْ لَهٗ دَمًا وَلَهٗ وَلَا تَهْشِمِيْ لَهٗ عَظْمًا وَتَحَوَّلِيْ عَنْهُ إِلٰى مَنِ اتَّخَذَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا اٰخَرَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ وَإِلَّا فَأَنْتِ بَرِيْئَةٌ مِّنَ اللّٰهِ بَرِيْئٌ مِّنْكِ وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ذَكَرَهُ الشَّرْجِيُّؒ اس کو قول جمیل میں بھی نقل کیا ہے اور رقیہ محموم ٹھہرایا ہے ام ملدم زبان عرب میں تپ کی کنیت ہے اور بجائے فلان بن فلانہ کے نام مریض کا اور اس کی ماں کا لکھے پھر کہا ہے کہ ایک عمل دفع تپ کا یہ بھی ہے کہ ہر روز بعد نماز کے سورہ مجادلہ تین بار تپ والے پر پڑھے انتہی مجھ کو رقیہ مذکور کا بارہا تجربہ ہوا ہے باذن اللہ یہ ہمیشہ صحیح پایا وللہ الحمد۔

ایضاً برائے تپ

آیات تخفیف کو لکھ کر محموم پر لٹکا دے وَهِيَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ يُرِيْدُ اللّٰهُ أَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا

اول بسم اللہ آخر میں درود لکھے اور اگر آیت قُلْنَا يَا نَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ اور آیۃ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُوْنَ اور آیت وَإِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهٖ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ بڑھاوے تو اور بھی بہتر ہے۔

برائے حمّی ربع

اس کو ثلیث بھی کہتے ہیں محموم غسل کرے اور چوب خراسے یا کسی اور چوب سے اس کے ذرائع ایمن پر لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ اور ذرائع ایسر پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور ساق ایمن پر جبریل اور ساق ایسر پر میکائیل اور شق ایمن پر اسرافیل اور شق ایسر پر عزرائیل لکھ دے وہ بہت جلد صحت پائے گا۔ وَهٰذَا مِمَّا جُرِّبَ وَصَحَّ اسی طرح پشت محموم پر اذان واقامت لکھے يَبْرَءُ سَرِيْعًا بِإِذْنِ اللّٰهِ تعالیٰ اس کا ذکر بعض علماء کبار نے کیا ہے تھوڑے لوگ اس کو جانتے ہیں۔

برائے درد سر

اس عزیمت کو لکھ کر سر پر رکھے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ كٓهٰيٰعٓصٓ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا حٰمٓ عٓسٓقٓ كَذٰلِكَ يُوْحِيْ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ كَمْ مِّنْ نِّعْمَةِ اللّٰهِ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ شَاكِرٍ وَّغَيْرِ شَاكِرٍ وَّكَمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ قَلْبٍ خَاشِعٍ وَّغَيْرِ خَاشِعٍ وَّكَمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ عِرْقٍ سَاكِنٍ وَّغَيْرِ سَاكِنٍ اسْكُنْ أَيُّهَا الْوَجَعُ بِعِزَّةِ مَنْ لَّهٗ مَا سَكَنَ فِي اللَّيْلِ وَهُوَ السَّمِيْعُ

الْعَلِيْمُ شرجی کہتے ہیں هٰذَا مِمَّا اشْتَهَرَتْ بَرَكَتُهٗ، لِلصُّدَاعِ۔

ایضاً برائے دردِ سر

آخر جمعہ ماہِ رمضان میں لکھ کر رکھ چھوڑے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا۔ اس کو شرجی نے نافع مجرب کہا ہے۔

ایضاً برائے دردِ سر

عازم اپنا ہاتھ سر پر دردمند کے رکھ کر یہ پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ اس کو تین بار یا سات بار تکرار کرے باذن خدا جلد صحت ہوگی۔

برائے دردِ شقیقہ خاصۃً

آیۃ سورہ رعد قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قُلِ اللّٰهُ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ پڑھ کر دم کرے۔

برائے دردِ دل

اس آیت پاک کو ایک ظرف خاک جدید میں زعفران گلاب سے لکھ کر پلا دے

وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔

برائے دردِ دندان

اس آیت کو لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ ایک پرچہ صغیر پر لکھ کر دندان پر رکھ دے ان شاء اللہ تعالیٰ درد ٹھہر جائیگا یہ مجرب ہے اس کے بعد شرجی نے ایک عمل فاتحہ کا واسطے وجع ضرس کے لکھا ہے وہ طول طویل ہے پھر کہا ہے وَذٰلِكَ مَعَ حُسْنِ الظَّنِّ مِنَ الْوَجِيْعِ وَالْعَازِمِ فَاِنَّمَا يَقَعُ الْخَلَلُ وَعَدَمُ النَّفْعِ مِنْ جِهَتِهِمَا وَاِلَّا فَكِتَابُ اللّٰهِ وَاَسْمَاءُهٗ لَا شَكَّ فِيْ نَفْعِهَا وَاَثَرِهَا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ میں کہتا ہوں یہ عزائم و اعمال جو مجرب صلحاء و علماء میں ان کا نفع یقینی ہے لیکن اکثر خلق کے ذہن میں ان کی وقعت نہیں ہے اور اعتقاد ضعیف ہے بسبب ضعف ایمان کے ورنہ ہر عمل بجائے خود تریاق مجرب ہے میں نے اکثر اعمال کو ان میں سے استعمال کیا بحمدہ تعالیٰ مجرب و نافع پایا اور جن کا استعمال نہیں کیا ہے مجھ کو ان کی نسبت عقیدہ تجریب کا ایسا ہی ہے و باللہ التوفیق ایک دوا واء ضرس کی یہ ہے کہ انیس بار بسم اللہ کو بعدد حروف بسم اللہ ان شاء اللہ نفع واحسن پائے گا۔

حکایت:

امام غزالیؒ نے کتاب خواص القرآن میں لکھا ہے کہ بصرے میں ایک شخص تھا وہ دانت کا رقیہ کرتا تھا لیکن کسی کو بخل سے سکھاتا نہ تھا جب مرنے لگا کہا اب لکھ لو تو لوگوں کو

نفع ہوگا میں بھی کتمانِ علم سے خلاص ہو جاؤں گا وہ یہ حروف تھے ۔ کھیعص حمعسق لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ٥

برائے رمد

اس کے لئے یہ آیت اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ يَاْتِ بَصِيْرًا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ لکھ کر صاحب رمد پر لٹکادے نفع ہوگا امام شافعیؒ سے ایک شخص نے شکایت رمد کی اس کو یہ لکھ دیا۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ٥ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ اور کہہ دیا کہ اس کو باندھ وہ شخص اچھا ہوگا۔

حکایت :

لیث بن سعد کہتے ہیں میں نے عقبہ بن نافع کو ضریر دیکھا پھر بصیر میں نے پوچھا اللہ نے تمہاری آنکھوں کو کس طرح پھیر دیا کہا مجھ سے کسی نے خواب میں کہا یَا قَرِيْبُ يَا مُجِيْبُ يَا سَمِيْعَ الدُّعَآءِ لَطِيْفًا لِّمَا يَشَآءُ رُدَّ عَلَيَّ بَصَرِيْ میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے روشنی آنکھ کی پھیر دی۔

فائدہ :

شرجی کہتے ہیں شیخ فریدالدینؒ سے جو کہ بلاد ہند میں مشہور ہیں روایت ہے ۔ کہ جو شخص ناخن ہر دو ابہام پر آیت فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ سات بار پڑھ کر پھر ہر بار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج کر اور دونوں ابہام پر پھونک کر ان کو دونوں آنکھوں پر پھیرے گا تو واسطے نور بصر اور زوال ضرر کے

آنکھ سے نفع کرے گا انشاء اللہ تعالیٰ ۔ میں کہتا ہوں شیخ حسینی میرے والد کے مرید تھے وہ ہمیشہ اس آیت کو واسطے ابقاء نور چشم کے پڑھا کرتے تھے ان کی عمر طویل ہوئی آنکھوں کی روشنی بدستور تھی وللہ الحمد والمنۃ ۔

برائے رعاف

اگر خون ناک سے بہے اور بند نہ ہو تو یہ آیت لکھ کر سر پر راعف کے رکھ دے ۔ یا سر پر ہاتھ رکھ کر پڑھے کُفِّ اَيُّهَا الرُّعَافُ بِحَقِّ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ الْعَزِيْزِ الْجَبَّارِ وَهِيَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَا اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا يٰاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ ۔

نماز استخارہ

یہ نماز صحیح بخاری میں جابر رضی اللہ عنہ سے رفعاً ثابت ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی تعلیم کی طرف مزید توجہ تھی جس طرح کوئی سورت قرآن پاک کی سکھاتے تھے اسی طرح اس دعا کو تعلیم فرماتے اور کہتے اِذَا هَمَّ اَحَدُكُمْ بِالْاَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيْضَةِ ثُمَّ لْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ الَّذِيْ اَنَا عَازِمٌ عَلَيْهِ وَيُسَمِّيْ حَاجَتَهٗ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَدُنْيَايَ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ وَعَاجِلِهٖ فَاقْدُرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ

وَدُنْیَایَ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ وَعَاجِلِہٖ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ مسند احمد میں مرفوعًا آیا ہے مِنْ سَعَادَۃِ ابْنِ اٰدَمَ صَلٰوتُہُ الْاِسْتِخَارَۃَ وَرِضَاہُ بِمَا قَضَاہُ اللّٰہُ وَمِنْ شَقَاوَۃِ ابْنِ اٰدَمَ تَرْکُہُ اسْتِخَارَۃَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَرَوَاہُ الْحَاکِمُ فِی الْمُسْتَدْرَکِ وَقَالَ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ وَاَبُوْیَعْلٰی وَالتِّرْمِذِیُّ نَحْوَہٗ وَالْبَزَّارُ وَابْنُ حِبَّانَ اور بعض اخبار میں انس سے رفعا وارد ہوا ہے مَا نَدِمَ مَنِ اسْتَخَارَ وَلَاخَابَ مَنِ اسْتَشَارَ رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ چار باب میں فرمایا ہے کہ پہلے ہر کام سے تین دن یا سات دن دو رکعت نماز ادا کرے اور سلام کے بعد یہ دعا پڑھے یہ نماز مجربات ہے انتہی۔ شاہ عبدالعزیز نے فرمایا ہے۔ ترکیب استخارہ در قول جمیل مذکور است وطریق سہل آن است کہ شب چہار شنبہ و پنج شنبہ و جمعہ متواتر بعد از نماز عشاء و فراغت کلام وامور دینوی بسم اللہ الرحمن الرحیم را سہ صد بار خواندہ الم نشرح ہفدہ بار و بسم اللہ بر سینہ در دے خود دم و دعا نماید بجناب باری کہ در فلاں امر آنچہ واقع شدنی ست درخواب یا یقظہ بہتف ہاتف بمن بنمائد بعد ازاں صد بار این درود بخواند اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ اگر خواہند دعائے استخارہ کہ در حدیث آمدہ برائے مطلب خود سہ بار خوانند وبحال قلب خود نظر کنند اگر عزم درست در آن کار باشد بعمل آرند واگر در عزم فتور گردد موقوف دارند دعائے استخارہ در مشکوٰۃ موجود است انتہی میں کہتا ہوں حدیث استخارہ کو اہل السنن نے بھی روایت کیا ہے اور ابن ابی حاتم وترمذی نے صحیح کہا ہے مگر باوجود اس کے کہ یہ حدیث صحیح بخاری میں ہے امام احمد نے اس کو ضعیف ٹھہرایا ہے اور فرمایا ہے کہ اس کے اسناد میں عبدالرحمن بن ابی اموال منکر ہے ابن عدی نے کہا اِنَّہٗ اَنْکَرَ عَلَیْہِ حَدِیْثَ الْاِسْتِخَارَۃِ

وَقَدْ رَوَاہُ غَیْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الصَّحَابَۃِ اِنْتَھٰی مگر جمہور اہل علم نے عبدالرحمن کی توثیق کی کَمَا قَالَ الْعِرَاقِیُّ میں کہتا ہوں ابن حبان نے حدیث استخارہ کو ابوہریرہؓ سے اور طبرانی نے ابن مسعودؓ سے ابویعلی نے ابوسعید خدری سے اور طبرانی نے ابن عباس وابن عمر سے روایت کیا ہے یہ دلیل ہے ثبوت وجواز استخارہ پر وللہ الحمد لیکن اس حدیث بخاری سے تکرار استخارہ کی معلوم نہیں ہوتی ظاہر یہ ہے کہ ایک بار کا استخارہ کافی ہوگا مگر خزینۃ الاسرار میں کہا ہے وَیَنْبَغِیْ اَنْ یُّکَرِّرَھَا سَبْعًا وَیُسْتَحَبُّ الْاِسْتِخَارَۃُ فِی الْاَمْرِ الْوَاحِدِ اِذَا لَمْ یَظْھَرْ لَہٗ وَجْہُ الصَّوَابِ فِی الْفِعْلِ وَالتَّرْکِ مَالَمْ یَنْشَرِحْ لَہٗ صَدْرُہٗ لِمَا یَفْعَلُ کَمَا وَرَدَ فِیْ حَدِیْثِ تَکْرَارِ الْاِسْتِخَارَۃِ سَبْعًا اَخْرَجَہُ ابْنُ السُّنِّیِّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا اَنَسُ اِذَا ھَمَمْتَ بِاَمْرٍ فَاسْتَخِرْ رَبَّکَ سَبْعَ مَرَّاتٍ ثُمَّ انْظُرْ اِلَی الَّذِیْ یَسْبِقُ اِلٰی قَلْبِکَ فَاِنَّ الْخَیْرَ فِیْہِ۔ نووی نے کہا مستحب یہ ہے کہ دو رکعت استخارہ کی اول رکعت میں قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ اور دوسری رکعت میں قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھے وَکَذَا ذَکَرَہُ الْغَزَالِیُّ فِی الْاِحْیَاءِ وَالْعَیْنِیُّ فِیْ شَرْحِ الْبُخَارِیِّ معمولات مظہری میں یہ لکھا ہے کہ معمول یہ تھا کہ ہر دن استخارہ کے کوئی کام نہ کرتے تھے سفر وحضر دونوں میں بلکہ سفر میں واسطے ہر منزل کے استخارہ کرتے اور فرماتے مرید کو چاہیئے کہ کسی کام کو شروع کرے پہلے استخارہ کرے پھر اقدام کرے اگر فرصت ادائے دو رکعت کی نہ پائے تو صرف دعا پر اکتفا کرے کہ سب خیر ہی خیر ہوگی کوئی خواب در دیا استخارہ مسنونہ میں درکار نہیں ہے ہاں مشائخ نے واسطے توجہ خاطر واطمینان کے یہ کہا ہے کہ بعد استخارے کے اگر دل اس کام پر متوجہ ہو کرے ورنہ ترک کر دے طریق مسنون یہی ہے دو رکعت نماز بہ نیت استخارہ پڑھے اول رکعت میں قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ

اور بعد سلام کے یہ دعاء اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ الخ صاحب سفر السعادت نے کہا ہے آنچہ بعضے از محققان مشائخ کبار گفتہ اند کہ شخصے باید کہ ہر روز سیقاتے معین بباید کہ دو رکعت نماز استخارہ بگذارد و بگوید اَللّٰهُمَّ اِلٰی قَوْلِهٖ الْغُیُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ جَمِیْعَ مَا اَتَحَرَّكُ فِیْهِ فِیْ حَقِّیْ وَ فِیْ حَقِّ غَیْرِیْ وَ جَمِیْعَ مَا یَتَحَرَّكُ فِیْهِ غَیْرِیْ فِیْ حَقِّیْ وَ فِیْ حَقِّ اَهْلِیْ وَ وَلَدِیْ وَ مَا مَلَكَتْ یَمِیْنِیْ مِنْ سَاعَتِیْ هٰذِهٖ اِلٰی مِثْلِهَا مِنَ الْغَدِ خَیْرٌ لِّیْ الخ ہر چند این کیفیت استخارہ در حدیث نیافتہ ام اما عمل بر این موافق حدیث استخارہ و مناسب اتباع سنت است انتہی شوکانی نے فرمایا ہے وَصَلٰوةُ الْاِسْتِخَارَةِ مَشْرُوْعَةٌ بِلَا خِلَافٍ اِنْتَهٰی۔

ایضاً طریق استخارہ

قول جمیل میں لکھا ہے اگر تو چاہے تو خواب میں اپنا نکلنا ضیق سے دریافت کرے تو وضو کر کے پاک کپڑا پہن کر رو بقبلہ ہو کر یمین پر سورہ والشمس و سورہ واللیل و سورہ اخلاص سات سات بار پڑھ اور دوسری روایت میں پڑھنا سورتین کا عوض اخلاص کے سات بار آیا پھر یوں کہہ اَللّٰهُمَّ اَرِنِیْ فِیْ مَنَامِیْ كَذَا وَ كَذَا وَاجْعَلْ لِّیْ مِنْ اَمْرِیْ فَرَجًا وَّ مَخْرَجًا وَاَرِنِیْ فِیْ مَنَامِیْ مَا اَسْتَدِلُّ بِهٖ عَلٰی اِجَابَةِ دَعْوَتِیْ اگر وہ چیز دیکھے جو خوشی لاوے فبہا ورنہ دوسری رات بھی اسی طرح کہ اگر کچھ دیکھے بہتر ورنہ تیسری رات سے ساتویں رات تک اسی طرح کر شب ہفتم سے ان شاء اللہ تعالیٰ تجاوز نہ ہوگا۔ مؤلف نے فرمایا۔ جَرَّبَهَا جَمَاعَةٌ مِّنْ اَصْحَابِنَا اِنْتَهٰی خزینۃ الاسرار میں کہا ہے اَمَّا الْاِسْتِخَارَةُ الْمَنَامِیَّةُ فَتُسْتَحَبُّ كَذٰلِكَ اَخْرَجَ الطَّبْرَانِیُّ وَالضِّیَاءُ عَنْ عُبَادَةَ

ابْنِ الصَّامِتِ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ رُؤْیَا الْمُؤْمِنِ كَلَامٌ یُّكَلِّمُ بِهِ الْعَبْدَ رَبُّهٗ فِی الْمَنَامِ۔

ایضاً استخارہ مجرّبہ صحیحہ

اس کے برابر کوئی استخارہ کم ہوگا جو شخص یہ چاہے کہ انجام اپنے امر کا معلوم کرے کہ خیر ہے یا شر وہ بعد عشاء کے وضو تازہ کر کے بستر پاک پر بیٹھ کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر تین بار درود بھیجے اور دس بار فاتحہ پڑھے اور گیارہ بار سورہ اخلاص پھر تین بار درود بھیج کر شق ایمن پر متوجہ طرف قبلے کے ہو کر سو رہے ان شاء اللہ تعالیٰ خواب دیکھے گا۔ وہ خواب اس کے مقتضائے حال پر خبردار کرے گی فَلَا بُدَّ لَهٗ مِنْ تَعْبِیْرِ رُؤْیَا اِنْ لَّمْ یَعْرِفْ تَعْبِیْرًا ذَكَرَهٗ فِیْ خَزِیْنَةِ الْاَسْرَارِ۔

برائے بقائے نعمت وعدم زوال دولت

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ہے وَلَوْلَا اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارک کو اپنے گھر کے دروازے پر لکھ رکھا تھا کسی نے پوچھا کہ یہ کیا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہا ہے وَلَوْلَا اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ الخ اور میرا گھر میری جنت ہے اہل علم کہتے ہیں جو شخص یہ چاہے کہ اپنے مال و اہل میں خوشی دیکھے وہ ان کلمات کو کہا کرے فَاِنَّهٗ لَا یَرٰی سُوْٓءً اَبَدًا فَاِنَّهٗ رَوٰی اَنَسُ ابْنُ مَالِكٍ عَنْهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلٰی عَبْدٍ نِعْمَةً فِیْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ فَقَالَ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ لَا یَرٰی اٰفَةً دُوْنَ

الْمَوْتِ ذُكِرَهُ الشَّرْجِيُّ هٰكَذَا بِلَا تَخْرِيْجٍ میں نے اس کلمہ کا تجربہ کیا صحیح پایا
وللہ الحمد۔

دفع ابتلاء ببلا

حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ میں فرمایا ہے جو شخص کسی مبتلا کو دیکھ کر یہ کہے گا
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ تو وہ بلا اس کو نہ لگے گی رواہ
الترمذیؒ میں نے اس کا تجربہ کیا ہے بالکل صحیح پایا وللہ الحمد اہل علم نے کہا ہے اگر
بلا دین میں ہو جیسے سکر و شراب تو اس کو سنا کر کہے تاکہ بمنزجر ہو اور اگر جسم میں
ہو جیسے جذام وغیرہ تو چپکے سے کہے تاکہ وہ شکستہ خاطر نہ ہو۔

دفع فال بد

حدیث عقبہ بن عامر میں فرمایا ہے کہ طیرہ یعنی بدفالی کسی مسلمان کو نہ پھیرے
تم جب کوئی شے مکروہ دیکھو یوں کہو اَللّٰهُمَّ لَا يَأْتِیْ بِالْحَسَنَاتِ اِلَّا اَنْتَ
وَلَا يَذْهَبُ بِالسَّيِّئَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِالْعَلِیِّ الْعَظِيْمِ
انتھیٰ اس کہنے سے اثر اس کا جاتا رہے گا ایک روایت یہ بھی ہے کہ یوں کہے
اَللّٰهُمَّ لَا خَيْرَ اِلَّا خَيْرُكَ وَلَا طَيْرَ اِلَّا طَيْرُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ
ابن القیم نے کہا ہے کہ فال بد کا ضرر اسی شخص ضعیف الایمان کو پہنچتا ہے جو اس کا
معتقد ہوتا ہے اور جو کوئی بدفالی کو بے حقیقت چیز جانتا ہے اس کو کچھ نقصان
ایسے فالہائے بد سے نہیں ہوتا انتہی بے شبہ بدفالی لینا ایک طرح کی بے توکلی
ہے اللہ پر جس کے ہاتھ میں سارا نفع و ضرر ہے نہ کسی دوسرے کے جاہل لوگ
طیور وغیرہ سے فال لیتے ہیں یہ بیوقوف اتنا نہیں سمجھتے کہ سوا انسان کے سارے

حیوانات طیور ہوں یا اور دواب بے شعور ہیں پر ان کے حرکات و سکنات سے اخذ
کرنا کیا سب سے زیادہ شعور و کراہت میں نوع بشر ہے شارع نے بشر ہی کے کلمہ
بدفالی بولنے پر زجر کیا ہے اور طیرہ کو شرک فرمایا تو پھر حیوان غیر ناطق کی آواز اور
پرواز کا کیا اعتبار اور وہ اس مشرک کے حال و قال سے کیا خبردار لَا حَوْلَ وَلَا
قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

برائے حفظ جامۂ نو

بعض اہل علم نے کہا ہے سورہ انا انزلناہ و کافرون و اخلاص کو گیارہ بار پڑھ
کر آب پاک پر دم کر کے ثوب جدید پر چھڑک دے ہمیشہ عیش رغید میں رہے گا جب
تک ایک تار بھی اس کا باقی ہے دوسری روایت میں ہے کہ لفظ انا انزلناہ الخ ۳۶
بار پانی پر پڑھ کر جامہ نو پر چھڑک دے ہمیشہ اللہ کی طرف سے رزق میں رہے گا۔
جب تک کہ وہ باقی رہے گا انتہی۔ احادیث میں دعائے لبس ثوب جدید آئی ہے
اس کا پڑھنا برکت لاتا ہے میں اکثر اس کو پڑھ لیا کرتا ہوں۔

دعائے عطش

بعض صالحین نے کہا ہے بعض مفاوز میں مجھ کو عطش شدید ہوا یہاں تک کہ میں
تلف سے ڈرا اور مرنے کے لئے مستعد ہو بیٹھا اتنے میں آنکھ لگ گئی ایک کہنے
والے نے کہا۔ کہ تین بار يَا لَطِيْفًا بِخَلْقِهٖ يَا عَلِيْمًا بِخَلْقِهٖ يَا خَبِيْرًا
بِخَلْقِهٖ اُلْطُفْ بِیْ يَا لَطِيْفُ يَا عَلِيْمُ يَا خَبِيْرُ یہ تحفہ ہے جب تجھ
کو کچھ تنگی پیش آوے یا کوئی نازلہ نازل ہو تو اس کو کہا کر یہ کہنا کافی شافی ہو گا میں نے
پوچھا تم کون ہو۔ میں خضر ہوں۔

برائے ہر نازلہ

بعض صالحین نے یہ دعا کرتے تھے یَا لَطِیْفُ یَا عَلِیْمُ یَا خَبِیْرُ اُلْطُفْ بِنَا فِیْمَا جَرَتْ بِهِ الْمَقَادِیْرُ اور اس کو مقرر کہتے شرجی کہتے ہیں۔ فَدَعَوْتَ بِهٖ فَوَجَدْتُ لَهٗ تَاثِیْرًا حَسَنًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ کَثِیْرًا اور بعض علماء نے اس دعا کا فضل کثیر ذکر کیا ہے یَا لَطِیْفُ فَوْقَ کُلِّ لَطِیْفٍ اِلْطُفْ بِیْ فِیْ جَمِیْعِ اُمُوْرِیْ کُلِّهَا کَمَا تُحِبُّ وَاَحِبُّ وَرَضِنِیْ فِیْ دُنْیَایَ وَاٰخِرَتِیْ۔

حکایت:

امام شافعیؒ کہتے ہیں بعض ایام میں ایک امر نے مجھ کو سخت الم میں ڈالا میں بیمار سا ہوگیا اور سوائے اللہ کے کوئی اس پر مطلع نہ تھا رات کو مجھے خواب میں ایک شخص نے کہا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا مَوْتًا وَّلَا حَیَاةً وَّلَا نُشُوْرًا وَّلَا اَسْتَطِیْعُ اَخْذَ شَیْءٍ اِلَّا مَآ اَعْطَیْتَنِیْ وَلَا اَتَّقِیْ اِلَّا مَا وَقَیْتَنِیْ اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنِیْ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی مِنَ الْقَوْلِ وَالْفِعْلِ وَالْعَمَلِ فِیْ عَافِیَةٍ۔ میں نے صبح کو اٹھ کر اس دعا کو مکرر پڑھا جب دن کو بچ کر گیا اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اس بلا سے نجات دی اور مجھ کو میرا مطلب عطا کیا۔ فَعَلَیْکُمْ هٰذِهِ الدَّعَوَاتِ۔

برائے رام کردن دابہ

اگر کوئی دابہ سرکش ہو تو اس کے کان میں یہ آیت پڑھ دے اَفَغَیْرَ دِیْنِ اللّٰهِ یَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا

وَاِلَیْهِ یُرْجَعُوْنَ اس کا نفور دور جائے گا بعض علماء نے کہا فَعَلْنَا ذٰلِكَ مِرَارًا فَکَانَ کَذٰلِكَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ۔

برائے عدم فزع از دشمن وقت ارادہ سفر

بعض صلحاء نے کہا جو شخص ارادہ سفر کا کرے اور کسی دشمن یا وحشی سے خائف ہو تو سورۂ لایلاف پڑھ کر نکلے کہ وہ امان ہے ہر سوء سے ایک شخص نے ایسا ہی کیا وہ کہتا ہے مجھ کو کوئی فزع عارض نہ ہوا وللہ الحمد والمنۃ۔

برائے حفظ از رہزنال درسفر

راہ میں جب خوف قطاع الطریق کا ہو تو سات کنکری پاک لے کر ہر ایک پر یہ کلمات سات بار پڑھے اور ہر بار پھونکے اور ہر ایک کنکری جانب یمین اور دوسری جانب شمال اور ایک سامنے اور ایک پیچھے پھینک دے اور تین عدد کپڑے یا عمامے میں باندھے لَا قَا ہ جا مخمت تخا فا نت نفع مخمت یصع مخمت ایک عالم نے کہا وَقَدْ جُرِّبَ ذٰلِكَ وَصَحَّ وَاللّٰهِ مَا لَهَا قِیْمَةٌ انتھی۔ میں کہتا ہوں معانی ان الفاظ کے معلوم نہ ہوئے ظاہر یہ ہے کہ اسماء الٰہی کسی زبان عبرانی یا سریانی کے ہوں گے واللہ اعلم شرجی کہتے ہیں اگر ان کلمات کو روبرو اس کے پڑھے جس کے شر سے خائف ہے اور اللہ تعالیٰ سے نجات چاہے تب بھی کوئی مکروہ انشاء اللہ تعالیٰ نہ دیکھے گا۔

برائے حفظ از اہل بغی

جس کو اہل بغی سے ڈر ہو اور اللہ تعالیٰ سے نجات چاہے وہ آیت یہ پڑھے۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ وَقَوْلُهٗ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا۔ وہ ان کے شر سے محفوظ رہے گا۔

برائے دار طعام

جب کھانا کھائے اور ڈر ہو کہ اس میں کچھ دار ہے تو یوں کہے بِسْمِ اللّٰهِ ثِقَةً بِاللّٰهِ وَتَوَكُّلًا عَلَيْهِ اس کو وہ طعام کچھ ضرر نہ کرے گا ثبت ذٰلِكَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

برائے حمل

ایک پاک برتن میں فاتحہ اور درود لکھ کر ابجد تا ضظغ لکھے اور ایک برتن میں یہ لکھے۔ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا. قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا. قَالَ كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا فَحَمَلَتْهُ بِعَوْنِ اللّٰهِ فَحَمَلَتْهُ بِلُطْفِ اللّٰهِ فَحَمَلَتْهُ بِلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا وَاِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ پھر پانی میں گھول کر وقت قرب زوج کے پی جائے باذن اللہ حامل ہو جائے گی اس کو شرجی نے مجرب کہا ہے۔

برائے عدم اسقاط انسار و ثمار

اس آیت کو لکھ کر باندھ دے وَلَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا۔ باندھے

برائے تولد ذکر

سورۂ یوسف کو لکھ کر زن حاملہ پر باندھ دے مگر ایسا لکھے کہ کوئی حرف نہ مٹے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ذکر جمیل سعید معصوم مرضی خدا سے پیدا ہوگا۔

برائے قاصر از زن

ایک شخص نے حسن بصری سے کہا کہ میں اپنی بی بی سے صحبت نہیں کر سکتا ہوں دو بیضہ مشوی منگا کر کے ایک پر یہ آیت لکھی۔ وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ اور وہ انڈا مرد کو دیا دوسرے پر یہ لکھا وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ وہ عورت کو دیا اور کہا کھا جاؤ کام کرو وہ دونوں گویا ایک رسی میں بندھے تھے کھل گئے۔ مطلب ان کا حاصل ہو گیا۔

فائدہ:

حکماء ہند نے کہا ہے جب کتا کتی سے منعقد ہو جائے تو فوراً اس کی دم جڑ سے کاٹ کر چالیس دن تک زمین میں گاڑ دے پھر اس کو نکالے وہ ایک ہڈی کی طرح پر ہوگی اس کو ایک تاگے میں باندھ کر کمر سے لگانے سے انزال نہ ہوگا اور نہ تھکے گا اور نہ تعب پائے گا۔ اگرچہ مغرب سے صبح تک مشغول رہے۔ شرجی فرماتے ہیں۔ هٰذَا اَمْنٌ مُجَرَّبٌ بِاَنْهِمْ لَا يَعْرِفُهٗ مِنْهُمْ اِلَّا الْقَلِيْلُ اسی طرح جو شخص خون چمگادڑ کو تلووں سے ملے

گا عجب طرح کا نموظ دیکھے گا یا اھلیل وماحول اھلیل کو پتہ بزرے طلا کرے گا تو بھی عجائب دیکھے گا اسی طرح اگر شہد و روغن زرد کو ملا کر پکا دے گا یہاں تک کہ گاڑھا ہو جائے اور اس کی ایک گولی سوتے وقت کھائے گا تو بھی نفع عجب پائے گا۔

برائے عدم انزال وقت جماع

ایک برگ انگور پر ابجد تا ضظغ اور یَا اَرْضُ ابْلَعِیْ مَآءَكِ وَیَا سَمَآءُ اَقْلِعِیْ وَغِیْضَ الْمَآءُ وَقُضِیَ الْاَمْرُ كُلَّمَا اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ اَمْسِكْ اَیُّهَا الْمَآءُ النَّازِلُ مِنْ صُلْبِ فُلَانِ بْنِ فُلَانَۃ بِلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ لکھ کر بائیں ران پر باندھے ذَكَرَهُ الشَّرْجِیُّ رح میں کہتا ہوں یہ عزیمت کو مجرب ہے لیکن ایسے کام کے لئے آیت شریف کا نہ لکھنا بہتر ہے لکھنے سے واللہ تعالیٰ اعلم۔

برائے فتور واسترخاء عضو

جس کا یہ حال ہو وہ تین روزے رکھے اور نصف شب کو اٹھ کر کف راست میں بقلم نحاس زعفران و گلاب سے یہ آیت لکھے اِنَّمَا یَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ یَسْمَعُوْنَ وَالْمَوْتٰی یَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَیْهِ یُرْجَعُوْنَ اور اس کو چاٹ لے تین بار یونہی کرے انشاء اللہ باذن خدا اس کو شکایت زائل ہو جائے گی۔

برائے رہائی از قید

بذیل سورہ فاتحہ گذر چکا ہے کہ پڑھنا سورہ موصوفہ کا ایک سو گیارہ بار بترکیب سابق مجرب ہے اس کے سوا پڑھنا سورۂ یوسفؑ کا بہ نیت صادقہ وحضور قلب باذن الٰہی

موجب خلاص کا قید سے ہے کہا شرجی نے کہا وَذٰلِكَ مُجَرَّبٌ اسی طرح اگر مسجون یا ماسور ایک مجلس میں ہزار بار یہ پڑھے مَا شَآءَ اللّٰهُ كَانَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ تو بہت جلد اللہ تعالیٰ اس کو رہائی دے گا۔ مُجَرَّبٌ ذٰلِكَ وَصَحَّ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ۔

برائے خوف از قتل وعذاب وغیرہ

امام بونی کہتے ہیں یہ ایک سر بدیع ہے جب انسان کو اپنی جان پر خوف قتل یا عذاب وغیرہ کا ہو تو ایک بکری بے عیب مثل اضحیہ کے لے کر رو بقبلہ ہو کر ایک جائے خالی میں ذبح کرے اور کہے اَللّٰهُمَّ هٰذَا لَكَ اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ فِدَائِیْ فَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ اور اس کے خون کے لئے ایک گڑھا کھود کر مٹی سے بھرتی کر دے تاکہ وہ خون کسی کی پامال میں نہ آئے اور گوشت کے ساتھ جز و کر کے فقراء ومساکین پر تقسیم کر دے اور خود نہ کھائے اور نہ اس کو دے جس کا نفقہ اس پر واجب ہے یہ اس کا فدا ہو جائے گا اور جس سے ڈرتا ہے وہ شے اس کو نہ پہنچے گی قَالَ وَقَالَ وَذٰلِكَ مُجَرَّبٌ مَعْمُوْلٌ بِهٖ وَاللّٰهُ هُوَ الْمُحْسِنُ عَلٰی عِبَادِهٖ اِنْتَهٰی۔

باب چہارم

(بیان میں بعض منافع آیات کتاب اللہ سبحانہ وتعالیٰ)

برائے ہلاک عدو

دشمن کا کرتہ یا کپڑا لے کر اس پر نام اس کا اور اس کی ماں کا لکھ کر ایک دائرہ کھینچ دے اور بعد دائرہ کے یہ آیت لکھے اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ پھر یہ لکھے كَذٰلِكَ فُلَانُ ابْنُ فُلَانَةَ پھر دوسرا دائرہ اس پر کھینچے تین بار اسی طرح کرے پھر اس خرقہ کو ایک کوزہ جدید گلی میں رکھ کر خانہ عدو کی چوکھٹ کے نیچے گاڑ دے ایسی جگہ پر کہ اس کا آنا جانا اس پر سے ہو فَاِنَّكَ تَرَى الْعَجَبَ مِنْ ذٰلِكَ فَاتَّقِي اللّٰهَ وَلَا تَعْمَلْهُ اِلَّا لِظَالِمٍ مُّسْتَحِقٍّ وَاِلَّا رَجَعَ وَبَالُ ذٰلِكَ عَلَى الَّذِي عَمِلَ۔

برائے مصروع

آب پاک پر فاتحہ و آیۃ الکرسی اور پانچ آیتیں اول قُلْ اُوْحِيَ پڑھ کر اس کے منہ پر مارے باذن اللہ فاقہ میں آجائے گا اور اگر وہ پانی اندر گھر کے چھڑک دے گا تو آسیب گھر سے نکل جائے گا اور پھر نہ آئے گا امام غزالیؒ نے کتاب خواص القرآن میں لکھا ہے ایک جاریہ نے رات کو اٹھ کر پیشاب کیا ایسی جگہ جو متعاد نہ تھی وہ مصروع ہو گئی بعض صلحاء نے اس پر یہ پڑھا۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

المص طٰه طٰسم كهيعص يٰس وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ حمعسق ق ن وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ وہ فی الفور ہوش میں آگئی اور پھر عود آسیب کا نہ ہوا۔

حکایت:

ابن عجیل مصروع پر یہ آیت پڑھتے۔ قُلْ آللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ شیطان نکل جاتا پھر نہ آتا۔

ایضاً برائے مصروع یعنی آسیب زدہ

اسماء اصحاب کہف اگر دیواروں پر گھر کے لکھے جس میں مصروع ہے تو وہ فاقہ میں آجائے گا اس کو واحدی نے اپنی تفسیر میں یوں لکھا ہے۔ مکسلمینا یملیخا مرطونس مرنیونس سازنیونس دونوانس کفسططیونس کتے کا نام قطمیر تھا ذکرہ الشرجی قول الجمیل میں اسماء اصحاب کہف کو امان غرق ونہب وسرق سے بتایا ہے اس طرح پر الٰہی بحرمت یملیخا مکسلمینا کشفوطط اذر فطیونس کشافطیونس تبیونس یوانس بوس وکلبہم قطمیر وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ اِنْتَهٰى۔ ان اسماء میں اسمائے صدر کے قدر سے تفاوت ہے نیشاپوری نے بہت سے منافع ان ناموں کے حوالہ ابن عباس رض نقل کئے ہیں۔ جیسے طلب وہرب واطفاء حریق بکاء طفل حمٰی مثلث صداع رفیا جاہ وغیرہ پھر کہا ہے وَاَسْمَآءُ هُمْ هٰكَذَا يَمْلِيْخَا مَكْسِلْمِيْنَا يَشْلِيْنَا فَهٰؤُلَاءِ اَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ وَكَانَ الْمَلِكُ يُشَاوِرُ مُهِمَّاتِهٖ هٰؤُلَاءِ السِّتَّةَ وَالسَّابِعَ الرَّاعِي الَّذِيْ تَبِعَهُمْ وَاسْمُ الرَّاعِيْ كَشْفَطَطْيُوْشَ وَلَوْنُ الْكَلْبِ اَصْفَرُ اَوْ اَسْمَرُ يَضْرِبُ اِلَى الْحُمْرَةِ وَاسْمُ الْكَلْبِ قِطْمِيْرٌ وَاسْمُ الْمَدِيْنَةِ اَفْسُوْسُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَفِي الْاِسْلَامِ طَرْطُوْسُ قَرْيَةٌ اِلَى الْمَدِيْنَةِ الْمَعْرُوْفَةِ بِقُوْنِيَةَ مِنْ طَرَفِ الشَّرْقِ

كَذَا فِي تَفْسِيرِ الْكَشَّافِ وَالتَّفْسِيرِ الْكَبِيرِ وَتَفْسِيرِ الْقُرْطُبِيِّ وَتَفْسِيرِ الْبَسِيطِ ابوسعید محمد مفتی نے کہا ہے رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَصْحَابَ الْكَهْفِ فَقُلْتُ لَهُمْ نَكْتُبُ أَسْمَاءَكُمُ الشَّرِيفَةَ تَيَمُّنًا وَتَبَرُّكًا فِي بَعْضِ الْأُمُورِ وَلَمْ نَجِدْ تَأْثِيرَهَا فَأَخْبِرُونِي بِأَنِ اكْتُبُوا أَسْمَاءَنَا عَلَى شَكْلِ الدَّائِرَةِ وَالْقِطْمِيرَ فِي وَسَطِهَا انتہی شیخ محمد حقی نازل نے اس بارہ میں ایک حدیث بھی نقل کی ہے۔ عَلِّمُوا أَوْلَادَكُمْ أَسْمَاءَ أَصْحَابِ الْكَهْفِ الْحَدِيثَ لیکن بالکل موضوع ہے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ میں کہتا ہوں کہ ان اسماء سے کام نہ لینا بہتر ہے بہ سبب کام لینے کے اس لئے کہ ابراہیم علیہ السلام نے جبرئیل علیہ السلام سے بھی استمداد نہیں لی تھی اور فرمایا تھا حَسْبِي عَنْ سُؤَالِي عِلْمُهُ بِحَالِي اور وقت القاء کے نار میں فقط یہ کہا تھا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ موحد کامل جب مدد لے تو اللہ ہی سے لے اور سے نہ لے گو کیسا ہی بزرگ کیوں نہ ہو حدیث صحیح میں آیا ہے کہ ابن عباسؓ سے فرمایا إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللّٰهَ وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ اللہ پاک نے قوت توحید و ذائقہ تفرید بخشا ہے وہ ایسے امور مشتبہ سے علیحدہ رہتے ہیں واسطے حفظ کے رائحہ شرک خفی کے دَعْ مَا يُرِيبُكَ إِلَى مَا لَا يُرِيبُكَ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ۔

ایضاً برائے مصروع

داہنے کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہے انشاء اللہ تعالیٰ فاقہ ہو جائیگا بعض علماء نے کہا ہے کہ اگر نکالنا جن کا انسان سے مراد ہو تو اس کے گوش راست میں سات بار اذان کہے اور سورہ فاتحہ اور معوذتین و آیۃ الکرسی والسماء والطارق اور آخر سورہ حشر و سورہ صافات تمام وکمال پڑھے وہ آگ میں جل جائے گا۔

برائے جراح وعرق النساوغیرہ

شرجی نے عزائم دفع جراح وعرق النساء و دمامیل و اثلول وسلعہ وورم عانہ و ورم زیر گوش وعرق مدینے میں وجع کے آیات وغیرہ سے لکھے ہیں چونکہ یہ آفات قلیل ہیں اس لئے وقت ضرورت کے مراجعت طرف اصل کتاب کے کرنا چاہیئے بعض علماء کہا ہے موضع وجع پر ہاتھ رکھ کر سورہ فاتحہ پڑھے اور سات بار کہے اَللّٰهُمَّ أَذْهِبْ عَنِّي سُوْءَ مَا أَجِدُ شفا ہوگی۔ مُجَرَّبٌ صَحِيحٌ بِحَمْدِ اللّٰهِ تَعَالَى۔

برائے شفائے مریض

آیات شفا اس باب میں مجرب ہیں ابو القاسم قشیریؒ کا لڑکا بیمار تھا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے خواب میں فرمایا أَيْنَ أَنْتَ مِنْ آيَاتِ الشِّفَاءِ انہوں نے جاگ کر تتبع قرآن پاک کا کیا چھ آیتیں پائیں وَهِيَ قَوْلُهُ تَعَالَى يَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُم مَّوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۔ يَخْرُجُ مِن بُطُونِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءٌ بعض علماء نے کہا ہے هِيَ شِفَاءٌ لِّكُلِّ دَاءٍ تُكْتَبُ وَتُمْحَى وَتُشْرَبُ انتہی قول جمیل میں کہا ہے سِتُّ آيَاتٍ مِنَ الْقُرْآنِ تُسَمَّى بِآيَاتِ الشِّفَاءِ يَكْتُبُهَا لِلْمَرِيضِ فِي إِنَاءٍ فَيَمْحُوهَا بِالْمَاءِ وَيَشْرَبُ پھر بجائے يَا أَيُّهَا النَّاسُ الخ کی آیت لکھی ہے وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ اور چھٹی آیت یہ لکھی ہے وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ میں نے استعمال ان آیات کا امراض میں کیا مجرب و صحیح پایا وللہ الحمد۔ علی مرتضیٰؓ کہتے ہیں جو شخص یہ

چاہے کہ وہ جمیع اوجاع و اسقام سے عافیت میں رہے وہ اس آیت کو لکھے[1] لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ تا آخر سورت اور اس آیت کو وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا[2] اَلْاٰیَۃَ - پھر ان کو باندھے اللہ تعالیٰ اس کو ہر درد سے عافیت دے گا۔

برائے حافظہ اطفال

روز یک شنبہ ایک رقعے میں نجط میں نجطر رفیع یہ آیت لکھ کر نہار منہ نکل جاوے اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ دوسرے یک شنبہ کو یہ آیت اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ تیسرے یک شنبہ کو یہ آیت اَللّٰهُ لَطِیْفٌ بِعِبَادِهٖ چوتھے یک شنبہ کو یہ آیت المص کھیعص پانچویں یک شنبہ کو یس حمعسق چھٹے یک شنبہ کو طسم طس المر ساتویں یک شنبہ کو ص ق ن اِنَّمَاۤ اَمْرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ سات یک شنبہ تک لگاتار جبکہ قمر منازل سعیدہ میں ہو اسی طرح لکھ کر ریق پر چاٹ جایا کرے حفظ و فہم بیحد ظاہر ہو گا اس کو مجرب کہا ہے۔

برائے قضائے حوائج

ایک موضع خالی و طاہر میں طہارت پر رو بقبلہ ہو کر دو رکعت نماز پڑھے فاتحہ و آخر سورہ آل عمران و آیۃ الکرسی و سورہ اخلاص و اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ پڑھے پھر کہے یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَا ذَا الْمُوْ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا فَرْدُ یَا اَحَدُ یَا صَمَدُ اس کو دس بار کہے پھر جو دعا چاہے وہ مانگے اللہ کے اذن سے وہ حاجت پوری ہو گی کوئی سی بھی حاجت کیوں نہ ہو شرجی کہتے ہیں هُوَ مِمَّا جَرَّبَهٗ بَعْضُ الْعُلَمَآءِ الصَّالِحِیْنَ وَهُوَ سَیِّدِیْ

[1] پارہ بست و ہشتم سورہ حشر رکوع ۱۲ [2] پارہ ۱۳ سورہ رعد رکوع ۴ - ۱۲

اَلْفَقِیْهُ اَحْمَدُ بْنُ مُوْسٰى بْنِ عَجِیْلٍ نَفَعَ اللّٰهُ۔

برائے مس ضر رو اذی

بعض علماء نے کہا ہے جس کسی کو کچھ ضرر و اذی لگے وہ یہ لکھے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مِنَ الْعَبْدِ الذَّلِیْلِ الْعَاصِی الْمُعْتَرِفِ بِذُنُوْبِهٖ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ اِلَى الْمَلِكِ الْكَبِیْرِ الْجَبَّارِ الْقَهَّارِ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبِّ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ - اَللّٰهُمَّ ادْفَعْ عَنِّیْ كُلَّ هَمٍّ وَّغَمٍّ كَمَا تَشَآءُ وَاكْفِنِیْ شَرَّ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ بِحَقِّ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ پھر ایک سنگریزہ پاک لے کر اس پر اس مکتوب کو لپیٹ کر خود کسی نہر جاری یا چاہ طاہر میں پھینک دے تین بار اسی طرح کرے اس کی مراد حاصل ہو جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ جب ہے کہ موذی و مضر ایک شخص ہو اور اگر ایک جماعت ہو تو ان سب کا نام لکھے۔

برائے حفظ روح و مال از جن و انس و حشرات

پانچ آیتیں ہیں کہ مصحف جل گیا تھا اور وہ نہ جلیں ان کو لکھ کر اگر اموال میں رکھے تو محفوظ رہیں اور اگر طعام میں رکھے تو اس میں گھن نہ لگے اور اگر سفر میں ہمراہ ہوں تو بر و بحر میں سلامت رہے یہ اذکار صباح و مساح میں سے ہیں بلکہ اگر وفات حاضر ہو تو اللہ اس کو تا عود بسوئے وطن تاخیر کرے اَلٓمّٓ اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُیِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ

اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا اَفَلَمْ يَايْـَٔسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ[1] اِنَّمَاۤ اَمْرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ الآية[2] اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ الآية[3] اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ الآية وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الآية لَا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ الآية[7] مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ مِنْ نُّطْفَةٍ خَلَقَهٗ الآية ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ مُّطَاعٍ الآية وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰۤى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ۔

فَائدہ:

شرجی نے واسطے طرد جراد و موش وطیور و براغیث و قمل وارضہ وسائر ہوام کے عزائم آیات سے لکھے ہیں جو کہ یہ امور قلیل الوقوع ہوتے ہیں اس لئے وقت حاجت کے مراجعت طرف اصل کتاب کے ممکن ہے منجملہ ان کے ایک عزیمت کو مجرب مبارک واسطے صرف جمیع دواب موذیات کے جیسے ٹڈی و قمل و دیمک و سائر ہوام

---

[1] در پارہ ۲۳ سورہ یٰسٓ رکوع ۵ ۱۲ [2] در پارہ سورہ حدید رکوع اول ۱۲ [3] در پارہ ۲۸ سورہ طلاق رکوع اول [4] در پارہ ۲۹ سورہ مزمل رکوع اول [5] در پارہ ۳۰ سورہ نبا رکوع دوم [6] در پارہ ۳۰ سورہ عبس رکوع اول [7] در پارہ ۳۰ در سورہ کورت رکوع اول [8] سورہ نمل رکوع ۲ پارہ ۲۹۔ [9] در سورہ رعد رکوع چہارم پارہ سیزدہم ۱۲۔

کہا ہے اور اس کو منجملہ اسرار مخزونہ کے ٹھہرایا ہے وہ یہ ہے کہ ان آیات کو ان کاغذ پر لکھ کر زمین میں دفن کرے یا لٹکاوے اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ[1] يٰۤاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ الآية[2] فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ الآية يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ وَّنُحَاسٌ الآية[3] فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ الآية يُرْسِلُ خَبِيْثَةٍ الآية كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ الآية[4] وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ الآية[5] فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ الآية[6] جَنَّةُ وَلَدَتْ مَرْيَمَ اَمَةُ اللّٰهِ مَرْيَمُ وَلَدَتْ عِيْسٰى عَبْدُ اللّٰهِ يَا مَعْشَرَ الْهَوَامِ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مِنَ الْبَرِّ فَلْيَخْرُجْ اِلَى الْبَحْرِ اَعْزِمُ عَلَيْكُمْ اَيُّهَا الْاَرْوَاحُ الطَّائِرَةُ بِاِذْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى بِعِزِّ عَظَمَتِهٖ بِاَسْمَآئِهِ الْحُسْنٰى كُلِّهَا اٰشْرَاهِيَا بَرَاهِيَا ادونای اصباؤت ال شدادی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلَا مَا سَمِعْتُمْ وَاَطَعْتُمْ وَانْتَقَلْتُمْ مِنْ هٰذَا الْمَكَانِ وَمَنْ لَّمْ يَنْتَقِلْ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ الآية[8] سورہ فاتحہ لکھے انشاء اللہ تعالیٰ نافع ہوگا۔

برائے معقود عن النساء

جانورهما

ان آیات کو لکھ کر باندھے اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّ السَّمٰوٰتِ

---

[1] در پارہ ۱۹ سورہ نمل رکوع دوم [2] پارہ ۱۹ سورہ رکوع دوم [3] در پارہ ۲۷ سورہ رحمٰن رکوع دوم [4] در پارہ ۱۳ سورہ ابراہیم رکوع ۴ [5] در پارہ ۲۶ سورہ احقاف رکوع چہارم [6] پارہ دوم سورہ بقر رکوع ۲۵ [7] پارہ سورہ السبا رکوع ۲ [8] در پارہ نہم سورہ اعراف رکوع ۱۶ ـ

وَالْاَرْضِ الْاٰیۃ بَاطِلٌ مَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ الْاٰیۃ قَالَ مُوْسٰی مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ اِنَّ اللّٰهَ سَیُبْطِلُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِیْنَ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ الْاٰیۃ ۔ پھر معوذتین لکھے پھر یہ لکھے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ فَکَکْتُ حَبْسَ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ بِکٓھٰیٰعٓصٓ دبطہ و بیش ونجم سَبْعًا وَبِاٰیَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ لَا یُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ ۔

ایضًا برائے معقود از نساء

سورہ لم یکن ایک پاک برتن میں اس طرح لکھے کہ کوئی حرف نہ مٹے اور دن تک پانی سے محو کرکے پیئے جلد باذن اللہ حل وفک ہوجائے گا۔

برائے مسحور چاٹنا

اس آیت کو ایک طرف ظاہر میں لکھ کر روغن زرد سے محو کرکے مسحور اپنی زبان سے چاٹے سات دن تک اسی طرح کرے اور ظاہر ہو سحر زائل ہوجائے گا اور کچھ اثر مرتے دم تک انشاء اللہ تعالیٰ نہ ہوگا وَمَنْ یَّخْرُجْ مِنْۢ بَیْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ یُدْرِکْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۔

فائدہ:

شرجی کہتے ہیں جو شخص اغتسال پر وقت طلوع فجر کے مداومت کرے گا۔ اس پر اثر سحر وچشم زخم کا جن وانس کا جن وانس سے نہ ہوگا صحت جسم ونور وجہ پائے گا اس کی دعا مستجاب ہوگی اس پر کسی کی دعا قبول نہ ہوگی انتہی۔ میں کہتا ہوں ۔ قول جمیل میں کہا ہے ۳۳ آیتیں ہیں جو سحر کو نفع کرتی ہیں اور شیطان سے اور چوروں اور درندے جانوروں سے پناہ دیتی ہیں اور ہمارے والدان پر چاروں قل زیادہ کرتے

شہ پارہ ۱۷، سورہ انبیاء رکوع ۳ شہ در پارہ نہم سورہ اعراف رکوع ۱۴ ۱۱شہ در پارہ نہم دہم سورہ بنی اسرائیل رکوع ۹-۱۲۔ پارہ ۱۹ سورہ نمل رکوع ۱۳ عہ پارہ اول سورہ بقرہ رکوع ۱۶-۱۲

تھے انتہی۔ ان آیات کو شفاء العلیل میں ایک ورق تک لکھا ہے مراجعت طرف اس کے آسان ہے۔ شرجی نے قصہ ان آیات کا ابن سیرین سے کیا ہے کہ وہ چوروں کے ہاتھ سے بچ گئے اسی طرح درندہ بھی ضرر نہیں پہنچا سکتا ہے لیکن بحوالہ حدیث ابن عمرؓ مرفوعًا جو ان کو پہنچی تھی لفظ حدیث کا یہ ہے مَنْ قَرَءَ ثَلَاثًا وَّثَلٰثِیْنَ اٰیَۃً مِّنْ کِتَابِ اللّٰهِ لَمْ یَضُرَّهٗ تِلْكَ اللَّیْلَۃَ سَبُعٌ ضَارٍ وَّلَا لِصٌّ طَارِقٌ وَعُوْفِیَ فِیْ نَفْسِهٖ وَاَهْلِهٖ وَمَالِهٖ حَتّٰی یُصْبِحَ اِنْتَهٰی لیکن سند اس حدیث کی مجھے نہیں ملی علاوہ اس کے اس حدیث میں فقط ذکر قراءت ۳۳ آیات کا مطلقًا آیا ہے اور شرجی اور شاہ عبدالرحیم دہلوی نے ان کو متعین کیا ہے یہ ان حضرات کا تجربہ ہے واللہ اعلم۔ شعیب بن حارث نے اس حدیث کو سن کر کہا۔ کُنَّا نُسَمِّیْهَا اٰیَاتِ الْحِرْزِ وَیُقَالُ اَنَّ فِیْهَا شِفَآءً مِّنْ مِّائَۃِ دَآءٍ فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِیٍّ فَقَرَاْنَاهَا عَلٰی شَیْخٍ لَّنَا قَدْ اَفْلَجَ فَاَذْهَبَ اللّٰهُ عَنْهُ ذٰلِكَ میں کہتا ہوں حدیث میں آیا ہے کہ جب وہ سحر نکالا گیا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا گیا تھا تو اس کے اندر ایک تاگا نکلا جس میں گیارہ گرہیں تھیں اور اسی سحر کے سبب سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول معوذتین کا ہوا تھا یہ دونوں گیارہ آیتیں ہیں ہر آیت نے ہر ایک عقدی کو حل کر دیا ان کی تاثیر دفع سحر میں گویا منصوص سنت صحیحہ ہے۔ وللہ الحمد

برائے عطف ووجاہت

اس آیت شریف کو یہ خاصیت ہے کہ دل معرضین کے اس شخص پر مہربان ہو جاتے ہیں اور کید کائدین سے نفع ہوتا ہے شب جمعہ کو نصف لیل میں اس کو لکھے اور تین بار پڑھے اور ہر بار کے بعد اَللّٰهُمَّ اعْطِفْ قَلْبَ فُلَانِ بْنِ فُلَانَۃَ عَلٰی فُلَانِ بِنْتِ فُلَانَۃَ کہے اور معمول لہ کے عضد ایمن پر باندھ دے انشاء اللہ

دائیں بازو میں

مقصود حاصل ہوگا۔ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۔ اس جگہ شرجی نے ایک عزیمت بدوح لکھی ہے۔ اور وہ اکثر اعمال میں مروج ہے لیکن مجھ کو اس نام میں تردد ہے کوئی اس کو اللہ تعالیٰ کا نام بتایا ہے اور کوئی شیطان کا چنانچہ سید محمد بن اسمٰعیل امیر یمانی ؒ نے اس دق سے منع کیا ہے اور یہ نام اللہ پاک کے اسماء حسنیٰ میں نہیں آیا اور نہ حدیث شریف سے ثابت ہے اس لئے ترک عزیمت ساتھ اس کے اولی ہے اَلْمُؤْمِنُوْنَ۔

ایضاً برائے اصلاح باہم

اس آیت کو بہ قلم فارغ از مداد حلوے پر لکھے اور جماعت متباغضین کو کھلائے اللہ کے حکم سے سب باہم صلح کر لیں گے وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِنْ غِلٍّ الآیۃ اس کے سوا ایک ترکیب کتابت سورہ فاتحہ کی لکھی ہے جس کا اثر یہ ہے کہ درمیان زوجین وغیرہ اثنین کے موافقت پیدا ہو جائے اور اس کو مجرب صحیح کہا ہے

برائے جلب

سورہ ہل اتی مشک وزعفران وگلاب سے تا قولہ بصیراً لکھے معمول لہ فوراً پہنچے گا یہ جلب نہایت مبارک ہے۔

برائے نسلہ یعنی تسہیل ولادت

اس کو مبارک مجرب منافع کہا ہے فاتحہ تمام لکھ کر یہ پھر لکھے کَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ الآیۃ كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ

له وتمام الآیۃ لَمْ يَلْبَثُوْا إِلَّا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ بَلَاغٌ۔

ضُحٰهَا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ الآیۃ لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ الآیۃ اَللّٰهُمَّ يَا خَالِقَ النَّفْسِ مِنَ النَّفْسِ يَا مُخَلِّصَ النَّفْسِ مِنَ النَّفْسِ خَلِّصْهَا بِلُطْفِكَ وَفَضْلِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اس کو عورت پر باندھ دے وہ نجاست میں نہ ہو باذن اللہ تعالیٰ اخلاص ہو جائے گا اور اگر محو کر کے پلاوے گا تو بھی جلد خلاص ہو گی انتہی۔ قول جمیل میں کہا ہے جس عورت کو دردزہ ہو تو پرچہ کاغذ میں یہ آیت لکھے وَأَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ اهیا شراهیا اور اس پرچہ کو پاک کپڑے میں لپیٹے اور اس کی بائیں ران میں باندھے تو وہ جلد جنے گی سیوطی نے درمنثور میں بروایت اعمش کہا ہے کہ یہ کلمہ اہیا شراہیا موسیٰ علیہ السلام کی دعا ہے اس کے معنی یہ ہیں اے زندہ قبل ہر چیز کے اور اے زندہ بعد ہر چیز کے شفاء العلیل میں کہا ہے اہیا بکسر ہمزہ واشرہیا بفتح ہمزہ وشین معجمہ لفظ یونانی ہے یعنی وہ ازلی کہ کبھی اس کو زوال نہیں اور شرہیا بدون ہمزہ کے خطا ہے بزعم علماء یہود وکذا فی القاموس۔ شاہ عبدالعزیز دہلوی نے فرمایا اگر اول سورت کو شیرینی پر حقت تک پڑھے اور حاملہ کو کھلاوے تو بھی جلد جنے انتہی۔ میں کہتا ہوں میں نے بارہا گڑ پر اس آیت کو پڑھ کر زنان اہل اسلام وکفر کو دیا ہے فی الفور اس کا اثر ظاہر ہوا کبھی تخلف سرعت ولادت میں نہ پایا وللہ الحمد اس کے سوا ایک یہ تدبیر بھی ہے کہ کتاب مؤطا تالیف امام مالک رضی اللہ عنہ کو حاملہ سے لگاوے۔ اللہ کے اذن سے جلد خلاصی ہو جاتی ہے میں نے اس کا تجربہ بھی کیا ہے۔

(ایضاً مجربہ)

ایضاً برائے ولادت

ایک پاک برتن میں اس آیت کو لکھ کر شکم وفرج پر چھڑک دے كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ لَمْ يَلْبَثُوْا إِلَّا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ بَلَاغٌ فَهَلْ

يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ پھر دھو کر کچھ پانی اس عورت کو بھی پلاوے اس کو دیلمی نے ابن عباس سے رفعاً ذکر کیا ہے واللہ اعلم بسندہ شیخ ۔ محمد نازلی حقی کہتے ہیں میں نے ایک کاس پر آیۃ الکرسی و سورہ فاتحہ اخلاص اور یہ دعا لکھ کر پلائی فوراً بچہ پیدا ہو گیا اگر کابی پر نہ لکھ سکے تو ورق لکھ کر دھو کر پلا دے یہاں تک کہ ایک عورت کو مدینے میں یہ اتفاق ہوا کہ نصف بچہ باہر آ گیا تھا اور نصف باقی تھا اور کوئی دوا کارگر نہ ہوتی تھی روضہ مطہرہ میں آکر وقت ضحی مجھ سے کہا تو میں نے یہ عمل لکھ دیا ۔ اس کا شوہر لے گیا فی الفور بچہ پیدا ہو گیا ۱۲۸۲ھ سے ۱۲۸۶ھ تک اس کو بحمدہ تعالیٰ مجرب پایا دعا یہ ہے لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِيْ كُلِّ لَمْحَةٍ وَّنَفَسٍ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ اِنْتَهٰى ۔

برائے خنش یعنی مارگزیدہ

تھوڑا سا سلیط لے کر لدغ کی جگہ پر رکھے اور ان آیات کو پڑھے آیۃ الکرسی تین بار و قولہ اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ

ے و تمام الایۃ و اذنت لربها وحقت و اذا الارض مدت والقت ما فیها و تخلت ے لقد کان فی قصصهم عبرة لاولی الالباب ما کان حدیثا یفتری ولکن تصدیق الذی بین یدیه وتفصیل کل شئ وهدی ورحمة لقوم یومنون

الاٰیۃ تین بار و قولہ وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ الاٰیۃ تین بار وَيَسْاَلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا تین بار وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا تین بار اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ تین بار سورہ والضحیٰ والم نشرح تین بار قل ہو اللہ احد تین بار معوذتین تین بار یہ عزیمت نصف تک نہیں پہنچے گی کہ دانت اس کے ساہ سپید و سرخ باہر نکل آئیں گے لیکن شرط یہ ہے کہ دل حاضر ہو معہذا اگر صحت نہ ہو تو اپنے ہی نفس کو ملامت کرے کیونکہ یہ عزیمت مجرب و صحیح ہے ۔

برائے نقصان زمین

اگر خوف سے ظالموں کے یہ چاہے کہ زمین وقت پیمائش کے کم نکلے تو چار پرچہ کاغذ پر آیتیں جدا جدا لکھ اس زمین کے چاروں کونوں میں گاڑ دے اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا دوسری يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ تیسری اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا چوتھی وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ الاٰیۃ لیکن یہ چاہیئے کہ اس آیت کو ایک پارہ جامہ میں لپیٹ کر دفن کرے پھر جب حاجت پوری ہو جائے تو اس کو نکال لے صیانۃً لِّکتابِ اللّٰہِ تعالیٰ عن الارض ۔

ے در پارہ سورہ بقرہ رکوع ۲۵ ے در پارہ ۱۳ رکوع ۴ سورہ اور یہ مکرر گذر گئی ۔ ے اذا قالوا ما انزل اللہ علی بشر من شئ قل من انزل الکتب الذی جاء بہ موسیٰ نورا وھدی للناس تجعلونہ قراطیس تبدونها وتخفون کثیرا وعلمتم مالم تعلموا انتم ولا اباؤکم قل اللہ ثم ذرهم فی خوضهم یلعبون ۱۲ ۔

برائے نقصان زمین

اگر ظالموں سے یہ خوف ہو کہ وہ تیری زمین میں جور کریں گے تو پانچ پتھر لے کر ہر ایک پتھر پر سات بار فاتحہ اور تین بار قل ہو اللہ احد اور ایک ایک بار معوذتین اور تمام سورہ یٰسین اور سورہ تبارک تا آخر اور آیۃ الکرسی اور درود شریف دس بار پڑھ کر ہر ایک پتھر کو ایک رکن میں ارکان زمین سے گاڑ دے اور ہر ایک پتھر کو وسط زمین دفن کر دے اللہ تعالیٰ شر سے کفایت کرے گا وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

برائے تکوین و عمارت بساتین

ایک مرد بنی ہاشم نے سورہ فاتحہ لکھی اور مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کو سات بار لکھا پھر اس کو پانی سے دھو کر اشجار پر چھڑک دیا ایک سال سے وہ درخت پھل نہ لائے تھے مقطوع تھے برگ سبز اسی دم لا کر فی الفور پھل لے آئے كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

برائے کشف غمہ

ابوالفضل بکری کہتے ہیں میں ایک سختی میں گرفتار ہوا جس کے دفع کرنے سے ارباب جاہ عاجز آئے میں نے یہ دو بیتیں لکھ کر سامنے قبلے کے لٹکا دیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے اس سختی کو دور کر دیا۔

بَيْت:

يَارَبِّ مَا زَالَ لُطْفٌ مِنْكَ يَشْمَلُنِيْ	وَقَدْ تَجَدَّدَ بِيْ مَا اَنْتَ تَعْلَمُهٗ

فَمَنْ سِوَاكَ لِهٰذَا الْعَبْدِ يَرْحَمُهٗ	نَصْرَنَّهٗ عَنِّيْ كَمَا عَوَّدْتَنِيْ كَرَمًا

شیخ عز الدین بن جماعہ کو اختلاج عظیم ہو گیا تھا وہ کہتے تھے میں نے ان ابیات کی تکرار رات دن کرنا شروع کی ایک اثر عظیم پایا اور بالکل اچھا ہو گیا۔

ایضاً برائے کشف غمہ

بعض علماء نے لکھا ہے یہ ابیات فضل عظیم رکھتے ہیں بعض لوگ ایک امر عظیم میں پڑ گئے تھے اور جان سے تنگ آ گئے تھے اور کوئی حیلہ خاص کا تھا ایک شخص نے جس کو پہنچانتے نہ تھے یہ ابیات سکھائے اور کہا ان کو مکرر پڑھو۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کشف غمہ ہو گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ؎

وَكَمْ لِلّٰهِ مِنْ لُطْفٍ خَفِيٍّ	يَدِقُّ خِفَاهُ عَنْ فَهْمِ الذَّكِيِّ
وَكَمْ يُسْرٍ اَتٰى مِنْ بَعْدِ عُسْرٍ	وَفَرَّجَ كُرْبَةَ الْقَلْبِ الشَّجِيِّ
وَكَمْ اَمْرٍ تُسَاءُ بِهٖ صَبَاحًا	وَتَاْتِيْكَ الْمَسَرَّةُ بِالْعَشِيِّ
اِذَا ضَاقَتْ بِكَ الْاَحْوَالُ يَوْمًا	فَثِقْ بِالْوَاحِدِ الْفَرْدِ الْعَلِيِّ
تَشَفَّعْ بِالنَّبِيِّ فَكُلُّ عَبْدٍ	يُغَاثُ اِذَا تَشَفَّعَ بِالنَّبِيِّ

شرجی نے ان ابیات کا ایک قصہ لکھا ہے جس میں ذکر فرج کرب کشف غمہ ہے یہ ابیات مشتمل ہیں استغاثہ باللہ اور تشفع بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کی تاثیر میں کون شک کر سکتا ہے تشفع برسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم یہی ہے کہ اول و آخر ان ابیات کے درود شریف پڑھے۔

فائدہ:

امام بونی نے نو لطیفے لکھے ہیں ان میں طریقہ استعمال اسماء حسنیٰ کا واسطے مطالب متفرقہ کے ذکر کیا ہے از انجملہ واسطے دفع وسواس و امر مولم کے یہ لکھا ہے

کو وقت سحر کے یہ آٹھ نام پڑھے اَلْمَلِكُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ الْمُغْنِي الْمُتَعَالِ ذُوالْجَلَالِ الْمُهَيْمِنُ الْكَبِيْرُ پھر کہا ہے نَفْعٌ عَظِيْمٌ وَّهِيَ مِنَ الْاِسْمِ الْاَعْظَمِ الْمَخْزُوْنِ۔ ان کے پڑھنے سے علاوہ نفع مذکور عظمت ہیبت بھی حاصل ہوتی ہے پھر لکھا ہے كُلُّ لَطِيْفَةٍ مِّنْهَا سَرِيْعَةُ التَّاثِيْرِ مُنْجِحَةٌ لِلْمَطْلُوْبِ قَرِيْبَةُ الْاِجَابَةِ بِاِذْنِ اللهِ تَعَالٰى بقیہ لطائف کتاب الفوائد میں مذکور ہیں۔

حدیث قلنسوہ

یہ ایک ٹوپی تھی پاس نجاشی کے جس بیمار کے سر پر رکھ دی جاتی وہ اچھا ہوجاتا اس کے بارے میں امام غزالیؒ نے ایک حدیث ابو ہرہؓ سے طول طویل کتاب خواص القرآن میں نقل کی ہے اس میں بسم اللہ وغیرہ الفاظ قرآن لکھے تھے لیکن اس لئے کہ حال اس کی سند کا معلوم نہیں ہے اس جگہ حدیث مذکو نقل نہیں کی گئی۔ ان عمرؓ بن خطاب نے پوری بسملہ لکھ کر ایک کلاہ میں سی کر قیصر روم کو بھیجی تھی اس کو مرض درد سر کا رہتا تھا وہ جب اس ٹوپی کو اپنے سر پر رکھتا درد جاتا رہتا پھر اس نے حقیقت امر پر مطلع ہو کر یہ کہا مَا اَكْرَمَ هٰذَا الدِّيْنَ وَاَعَزَّهٗ حَيْثُ شَفَانِيَ اللهُ بِاٰيَةٍ مِّنْهُ پھر وہ مسلمان ہوگیا اور اچھا مسلمان ہوا ذکر بذیل فصل بسملہ گذر چکا ہے۔

کلمات العزہ

ان کو دفع جمیع آفات میں اثر تمام ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ

وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا اَللهُ اَكْبَرُ تین بار لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ اَللهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَّسُبْحَانَ اللهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا وَّلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ شرجی کہتے ہیں مَنْ دَوَامَ عَلٰى ذٰلِكَ يَرٰى عَجَبًا مِّنَ الْعِزَّةِ وَالْقَبُوْلِ۔

برائے وسوسہ نماز و وضو و خواب پریشانِ مکروہ

کانچ یا مٹی کے برتن میں اس آیت کو لکھ کر تین دن تک لگاتار پیا کرے انشاء اللہ تعالیٰ یہ حال زائل ہوجائے گا۔ وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاتَّقُوا اللهَ اِنَّ اللهَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ برائے واسطے دفع خواب پریشان کے شاہ عبد العزیز دہلوی نے فرمایا ہے وقت نوم معوذتین و آیۃ الکرسی ایک بار خواندہ بر سینہ ودرد ے خود دم باید کرد اگر ازیں ہم دفع نہ شود اسم یا شدید را سہ بار خواندہ بر اعلائے بدن خود دم باید کرد بعد ازاں وقت خواب این دعا باید خواند بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ وَضَعْتُ جَنْبِيْ لَكَ اَرْفَعُهٗ اِنْ شَآءَ اللهُ تَعَالٰى اَحْفَظْنِيْ مِنْ قَوْمِيْ بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنِ انتہٰی میں کہتا ہوں دعا ماثور جو اس کام کے لئے حصن حصین میں آئی ہے اس کو پڑھنا اور زیادہ بہتر ہے۔

برائے وعید قتل

ابن الکلبی کہتے ہیں ایک شخص نے ایک شخص سے کہا میں تجھ کو قتل کروں گا وہ ڈر گیا اس نے یہ ذکر ایک عالم سے کہا تو گھر میں سے باہر نکلنے سے

پہلے سورۂ یٰس پڑھ لیا کرو وہ ایسا ہی کرتا خصم جب اس کو ملتا تو نہ دیکھتا اسی طرح آیت کریمہ اَلَّذِیۡنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدۡ جَمَعُوۡا لَكُمۡ وَاخۡشَوۡهُمۡ فَزَادَهُمۡ اِيۡمَانًا وَّقَالُوۡا حَسۡبُنَا اللّٰهُ وَنِعۡمَ الۡوَكِيۡلُ ایک خرقہ میں لکھ کر زیر نگیں انگشتری رکھ کر طہارت پر پہن کر جس ذی سلطان کے سامنے جائے گا جو کہ اس کو ڈراتا ہے تو اللہ اس کو اس کے شر سے محفوظ رکھے گا اور سوائے خیر کے اور کچھ اس سے باذن خدا نہ دیکھے گا۔

برائے مسلمان شدن

لکھ کر پلائی

ایک مشرک نے ایک مسلمان سے کہا تھا تمہاری کتاب میں کوئی ایسی چیز بھی ہے جو میرے جی کی بات کو بدل دے شاید میں مسلمان ہو جاؤں کہا ہاں سورہ الم نشرح لکھ کر اس کو پلائی اس کے دل کا شرک دور ہو گیا وہ اسلام لے آیا۔

برائے عسر بول

ایک شخص کو اصفہان میں پیشاب نہ ہوتا تھا اس نے یہ آیت لکھ کر پانی میں لی اللہ نے بول کو اس پر آسان کر دیا اور پتھری نکل گئی بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ وَبُسَّتِ الۡجِبَالُ بَسًّا فَكَانَتۡ هَبَآءً مُّنۡۢبَثًّا وَحُمِلَتِ الۡاَرۡضُ وَالۡجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً اسی طرح آیت وَاِذِ اسۡتَسۡقٰى مُوۡسٰى لِقَوۡمِهٖ فَقُلۡنَا اضۡرِبْ بِّعَصَاكَ الۡحَجَرَ فَانۡفَجَرَتۡ مِنۡهُ اثۡنَتَا عَشۡرَةَ عَيۡنًا قَدۡ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشۡرَبَهُمۡ كُلُوۡا وَاشۡرَبُوۡا مِنۡ رِّزۡقِ اللّٰهِ وَلَا تَعۡثَوۡا فِى الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِيۡنَ لکھ کر پانی میں پینا دافع عسر بول و غائط ہے اسی طرح سورہ کوثر اس کے لئے نفع کرتی ہے۔

برائے سلسل البول

آیت قِيۡلَ يٰۤاَرۡضُ ابۡلَعِىۡ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقۡلِعِىۡ وَغِيۡضَ الۡمَآءُ وَقُضِىَ الۡاَمۡرُ وَاسۡتَوَتۡ عَلَى الۡجُوۡدِىِّ وَقِيۡلَ بُعۡدًا لِّلۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ ۔ قُلۡ اَرَءَيۡتُمۡ اِنۡ اَصۡبَحَ مَآؤُكُمۡ غَوۡرًا فَمَنۡ يَّاۡتِيۡكُمۡ بِمَآءٍ مَّعِيۡنٍ ۔ یہ مرض زائل ہو جائے گا۔

ختم قرآن کریم برائے قضاء حوائج وطریق تلاوت

بعض علماء نے کہا ہے کہ قرآن شریف کا ختم کرنا واسطے کام براری کے مجرب ہے اس میں کچھ شک نہیں ہے لیکن اگر اس ترتیب سے پڑھے تو بہتر ہے اجابت میں اسرع التاثیر ہوگا یعنی دن جمعے کے اول بقرہ سے آخر مائدہ پڑھے سنیچر کو انعام سے آخر توبہ تک اتوار کو یونس سے آخر مریم تک پیر کو طہٰ سے آخر قصص تک منگل کو عنکبوت سے سورہ صٓ تک بدھ کو زمر سے آخر سورہ رحمٰن تک جمعرات کو واقعہ سے آخر قرآن تک پھر وقت ختم کے سجدہ کرے اور اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت مانگے وہ پوری ہوگی شاہ اہل اللہ قدس سرہ نے بھی چار باب میں اسی ترتیب کو اختیار کیا ہے اور کہا ہے قرآن تک پھر وقت ختم کے سجدہ کرے اور اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت مانگے وہ پوری ہوگی شاہ اہل اللہ قدس سرہ نے بھی چار باب میں اسی ترتیب کو اختیار کیا ہے اور کہا ہے تمام خواندن قرآن در ہفت روز بریں ترتیب اسرع در اجابت است انتہیٰ۔

فائدہ:

میں کہتا ہوں یہ جتنے اعمال اہل علم و ولایت نے واسطے دفع الآم و آفات

وامراض وغیرہ کے آیات کتاب اللہ سے نکالے ہیں ان کے مجرب ہونے میں کچھ تفاوت نہیں ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کو شفا ورحمت فرمایا ہے سو ہر جملہ اس کا واسطے بیماری دل وتن ودرہر بلائے ظاہر وباطن کے شافی ہے قال اللہ تعالیٰ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَاهُوَ شِفَاۤءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ لیکن اہل علم وولایت نے یہ کیا ہے کہ مناسب ہر حال میں انسان کے ایک آیت یا چند آیات تتبع کر کے طریقہ ان کے استعمال کا کتابۃً وشربًا یا تلاوۃ بتعیین اوقات لیل ونہار بتایا ہے اس میں کوئی حرج وحرج نہیں ہے کیونکہ مناسبت حال کو ساتھ قول کے ایک علاقہ قوی ہوتا ہے پھر جس شخص کو یہ اعمال اثر نہ کریں تو وہ یقین کرے کہ اس کا ایمان ضعیف ہے اور کیسا ضعیف اگر وہ موحد قوی الاسلام ہوتا تو اثر نہ ہوتا کیا معنی پر جو شخص کہ سارے قرآن کو پڑھتا رہتا ہے یا اس کا ختم واسطے کسی حاجت میں کیا شک ہے بلکہ تالی قرآن علی الدوام اگر بہ نیت جملہ مقاصد ومطالب دارین تلاوت قرآن کی کرے اور یہ اعمال متفرقہ بجا نہ لائے تو امید ہے کہ وہ کبھی بھی کسی آفت وبلا میں مبتلا نہ ہوگا اللہ تعالیٰ اس کو سائلین حاجات وداعین مرادات سے بڑھ کر بے مانگے دیگا جس طرح کہ یہ مضمون حدیث شریف میں آچکا ہے ابو سعید خدری مرفوعًا کہتے ہیں يَقُوْلُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى مَنْ شَغَلَهُ الْقُرْاٰنُ عَنْ ذِكْرِيْ وَمَسْاَلَتِيْ اَعْطَيْتُهُ اَفْضَلَ مَا اُعْطِى السَّآئِلِيْنَ الحدیث رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ شوکانی نے کہا ہے فِي الْحَدِيْثِ دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّ الْمُشْتَغِلَ بِالْقُرْاٰنِ تِلَاوَةً وَّتَفَكُّرًا يُجَازِيْهِ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ بِاَفْضَلِ جَزَائَيْنِ وَيُثِيْبُهٗ بِاَعْظَمِ اِثَابَةٍ انتھی شاطبی کہتے ہیں ؎

وَمَنْ شَغَلَهُ الْقُرْاٰنُ عَنْهُ لِسَانَهٗ ... يَنَلْ اَجْرَ كُلِّ الذَّاكِرِيْنَ مُكَمَّلًا

اور حدیث ابن مسعود میں رفعًا ہر حرف پر دس گنا اجر فرمایا ہے رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

وَقَالَ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ وَهٰذَا اَجْرٌ عَظِيْمٌ وَّثَوَابٌ كَبِيْرٌ اَلْمَاهِرُ بِالْقُرْاٰنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَالَّذِيْ يَقْرَءُهٗ وَيَتَتَعْتَعُ بِهٖ وَعَلَيْهِ شَاقٌّ فَلَهٗ اَجْرَانِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ۔ شوکانی کہتے ہیں اَلتَّتَعْتُعُ هُوَ التَّرَدُّدُ فِيْ قِرَاۤءَتِهٖ لِضُعْفِ حِفْظِهٖ اَوْ لِثِقَلِ لِسَانِهٖ فِي التِّلَاوَةِ وَاَمَّا الْمَاهِرُ فَاَجْرُهٗ عَظِيْمٌ صَارَ بِهٖ مَعَ الْمَلَاۤئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَذٰلِكَ اَجْرٌ لَا يُشْبِعُهٗ اَجْرٌ وَّرُتْبَةٌ لَا يُمَاثِلُهَا رُتْبَةٌ انتھی۔

فائدہ:

اسرار عجیبہ وفوائد کثیرہ قرآن کریم کے بے حد وحساب ہیں اور فضائل عظیمہ اس کے غیر متناہی خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا اور فرمایا وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ اور پھر اس کی صفت میں یہ ارشاد کیا ہے قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا پھر یہ کہا ہے اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا شیخ محمد بن علی آفندی نے خزینۃ الاسرار میں ذکر کیا ہے کہ جمیع سورہ قرآن ایک سو چودہ سورتیں ہیں باجماع علماء معتمدین اور اگر انفال وبراءت کو ایک سورت کہیں تو پھر ایک سو تیرہ سورتیں ہوتی ہیں ان سب میں افضل واعظم سورہ فاتحہ وسورہ اخلاص ہے باقی رہے آیات قرآن عظیم سورہ سب چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیتیں ہیں قول مشہور ایران میں سب سے زیادہ اعظم وافضل

واشرف واکرم آیۃ الکرسی ہے پھر یہ کہا ہے کہ اِنِّیْ رَاَیْتُ کَثِیْرًا مِّنَ الْاِخْوَانِ
فِیْ دِیَارِ الْعَرَبِ وَالرُّوْمِ قَدْ تَرَکُوْا قِرَاءَۃَ الْقُرْاٰنِ وَاَکَبُّوْا عَلٰی
قِرَاءَۃِ تَرْتِیْبَاتِ الْمَشَائِخِ فَمَثَلُھُمْ کَمَثَلِ الَّذِیْنَ اخْتَارُوا الْعَقِیْقَ
عَنِ الْیَوَاقِیْتِ وَبِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ اِنَّ الْقُرْاٰنَ لَغَرِیْبٌ فِیْ ھٰذَا الزَّمَانِ
وَمَا وَقَعَ عَلٰی تِلْکَ التَّرْتِیْبَاتِ حَدِیْثٌ ظَاھِرٌ فِیْ بَیَانِ فَضَائِلِھَا
عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَا وَقَعَ عَلَیْھَا الْاِجْمَاعُ وَالْمَنَامُ
لَیْسَ بِحُجَّۃٍ وَّدَلِیْلٍ عَلَیْہِ وَعَلٰی غَیْرِہٖ وَھُوَ لَا یُثَابُ عَلٰی قِرَاءَۃِ
تِلْکَ التَّرْتِیْبَاتِ اِذَا لَمْ یَعْرِفْ مَعَانِیْھَا کَمَا قَالَہُ الْحَافِظُ بْنُ
حَجَرٍ اَمَّا الثَّوَابُ عَلٰی قِرَاءَۃِ الْقُرْاٰنِ فَھُوَ حَاصِلٌ لِّمَنْ لَّمْ یَفْھَمْ
بِالْکُلِّیَّۃِ لِلتَّعَبُّدِ بِلَفْظِہٖ بِخِلَافِ غَیْرِہٖ مِنَ الْاَذْکَارِ وَالْاَدْعِیَۃِ
فَاِنَّہٗ لَا یُثَابُ عَلَیْہِ اِلَّا مَنْ فَھِمَہٗ وَلَوْ بِوَجْہٍ مَّا عَلَیْہِ اَکْثَرُ الْعُلَمَاءِ
وَقِیْلَ فِیْہِ نَظَرٌ فَعَلَیْھَا اَنْ نَّتَّخِذَ وِرْدًا مِّنَ الْاَفْضَلِ وَالْاَعْظَمِ وَ
الْاَشْرَافِ کَقِرَاءَۃِ الْقُرْاٰنِ انتہٰی امام دینوری کشف الکنوز میں فرماتے
ہیں۔ اُنْظُرُوْا اَیُّھَا الْاَکْیَاسُ وَتَفَکَّرُوْا اَیُّھَا النَّاسُ اِلٰی اَکْثَرِ الْاَوْرَادِ
وَالْاَذْکَارِ الَّتِیْ یَشْتَغِلُوْنَ بِھَا فِیْ ھٰذَا الزَّمَانِ تَرْتِیْبَاتِ الْمَشَائِخِ اِذَا
حَرَّرْتَ طِیْنَتَہٗ بِقِرَاءَۃِ الْقُرْاٰنِ یَتَعَلَّلُ بِاَنَّ وَقْتِیْ لَا یَفْضُلُ عَنْ
وِرْدِیْ مَا ثَمَرَتُھَا وَنَتِیْجَتُھَا فِی الْفَضَائِلِ عَلٰی فَضَائِلِ الْقُرْاٰنِ
وَلَوْ کَانَتْ تِلْکَ التَّرْتِیْبَاتُ مَوْجُوْدَۃً فِیْ زَمَنِ النُّبُوَّۃِ اَوْ فِیْ عَصْرِ
الْخِلَافَۃِ لَاَحْرَقُوْھَا اَوْ غَرَقُوْھَا لِاَنَّھَا زُیِّنَتْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ
لَمْ یَعْرِفُوْا فَضَائِلَ الْقُرْاٰنِ وَخَوَاصَّہٗ وَحَبَسَتْھُمْ وَمَنَعَتْھُمْ عَنْ
قِرَاءَۃِ الْقُرْاٰنِ انتہٰی میں کہتا ہوں یہ آیت شریف اسی مدعا کی طرف بدلالۃ النص

اشارہ کرتی ہے اَوَلَمْ یَکْفِھِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ یُتْلٰی عَلَیْھِمْ اِنَّ فِیْ
ذٰلِکَ لَرَحْمَۃً وَّذِکْرٰی لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ کسی نے شبلی رضی اللہ عنہ سے کہا تھا
مجھے کچھ وصیت کرو فرمایا عَلَیْکَ بِکَلَامِ اللّٰہِ وَدَعْ مَا سِوَاہُ ذَکَرَ مَعْنٰی
ثُمَّ ذَرْھُمْ فِیْ خَوْضِھِمْ یَلْعَبُوْنَ بعض اہل باطن نے فرمایا ہے لَا یَکُوْنُ
الْمُرِیْدُ مُرِیْدًا حَتّٰی یَجِدَ فِی الْقُرْاٰنِ کُلَّ مَا یُرِیْدُ وَیَعْرِفُ مِنْہُ
النُّقْصَانَ مِنَ الْمَزِیْدِ وَیَسْتَغْنِیْ بِکَلَامِ الْمَوْلٰی عَنْ کَلَامِ الْعَبِیْدِ
بعض مشائخ نے کہا ہے لَا تَجْعَلْ وِرْدَکَ غَیْرَ مَا وَرَدَ فِی الْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ
تَکُنْ مِّنَ الْعُلَمَاءِ الْاُدَبَاءِ لِاَنَّکَ حِیْنَئِذٍ تَجْمَعُ بَیْنَ الذِّکْرِ وَ
التِّلَاوَۃِ فَیَحْصُلُ لَکَ اَجْرُ التَّالِیْ وَالذَّاکِرِ فَمَا تَرَکَ الْکِتَابَ
وَالسُّنَّۃَ مَرْتَبَۃً یَطْلُبُھَا الْاِنْسَانُ مِنْ خَیْرِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اِلَّا
وَقَدْ ذَکَرَھَا فَمَنْ وَضَعَ مِنَ الْفُقَرَاءِ وِرْدًا مِّنْ غَیْرِ الْوَارِدِ فِی
السُّنَّۃِ فَقَدْ اَسَاءَ الْاَدَبَ مَعَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ بعض اولیاء نے فرمایا ہے
مَنْ اَسَاءَ الْاَدَبَ عَلَی الْبِسَاطِ رُدَّ اِلَی الْبَابِ وَمَنْ اَسَاءَ الْاَدَبَ عَلَی
الْبَابِ رُدَّ اِلٰی اِصْطَبْلِ الدَّوَابِّ الغرض بڑی شرم بلکہ ضعف ایمان وغربت و
فقدان احسان کی بات ہے کہ دنیا میں روئے زمین پر قرآن کریم اندر مصاحف وصدور کے
موجود ومحفوظ ہو اور اذکار سنّت مطہرہ اور کتب سنن میں ماثور ومرقوم ہوں اور پھر
باوجود دعوٰی اسلام وایمان یا احسان کے انسان ان اذکار کو اختیار نہ کرے اور تلاوتِ
قرآن پر مدیم نہ ہوا اور فقراء وعلماء ومشائخ واولیاء کے دعوات واذکار ساختہ پرداختہ
پر جھک پڑے اور ان میں معتقد خیر دارین کا ہو اس سے بڑھ کر اور کیا شقاوت ہوگی
ہاں جو اعمال صالحات وعزائم مکرمات آیات عظیمات وسنن مطہرات سے اہل علم واصلاح
نے واسطے قضائے حاجات وکشف کربات واستجابت دعوات کے بتائے ہیں ان کا

استعمال کرنا عین اتباع کتاب سنت ہے ملا علی قاری حنفی نے دیباچہ کتاب حزب الاعظم میں لکھا ہے لَمَّا رَاَيْتُ بَعْضَ السَّالِكِيْنَ يَتَعَلَّقُوْنَ بِاَوْرَادِ الْمَشَائِخِ الْمُعْتَبِرِيْنَ وَبِاَحْزَابِ الْعُلَمَاءِ الْمُكَرَّمِيْنَ حَتّٰى رَاَيْتُ بَعْضَهُمْ تَعَلَّقُوْا بِدُعَاءِ السَّيْفِيِّ وَالْاَرْبَعِيْنَ الْاِدْرِيْسِيِّ وَوَجَدْتُ بَعْضَ الْعَوَامِّ يَتَقَيَّدُوْنَ بِقِرَاءَةِ دُعَاءٍ نَحْوِ الْقَدَحِ فَخَطَرَ بِبَالِيْ اَنْ اَجْمَعَ الدَّعْوَاتِ الْمَاثُوْرَةَ فِي الْاَحَادِيْثِ الْمَنْثُوْرَةِ وَسَمَّيْتُهُ الْحِزْبَ الْاَعْظَمَ لِاِسْتِنَادِهٖ اِلَى الرَّسُوْلِ الْاَكْرَمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَيْكَ بِحِفْظِ مَعَانِيْهِ وَالتَّاَمُّلِ فِيْ مَعَانِيْهِ وَالْعَمَلِ بِمَضْمُوْنِ مَا فِيْهِ فَاِنَّهٗ شَامِلٌ لِلْمُنْجِيَاتِ حَافِلٌ لِلْمُهْلِكَاتِ فَهٰذَا كَمَالُ الطَّرِيْقِ الْمُتَابِعَةِ النَّبَوِيَّةِ وَزُبْدَةُ الْمَقَامَاتِ الْعَالِيَةِ الْمَنْسُوْبَةِ اِلَى السَّادَةِ الصُّوْفِيَّةِ فَاِنْ قَدَرْتَ عَلٰى قِرَاءَتِهَا كُلَّ يَوْمٍ فَبِهَا وَنِعْمَتْ وَاِلَّا فَفِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ وَاِلَّا فَفِيْ كُلِّ شَهْرٍ وَاِلَّا فَفِيْ كُلِّ سَنَةٍ وَاِلَّا فَفِي الْعُمُرِ مَرَّةً اَيْضًا غَنِيْمَةٌ انتهى حاصلہٗ میں کہتا ہوں کہ یہ کتاب حزب اعظم جمع اذکار و ادعیہ میں بحذف اسانید و تخاریج کتاب بیمثل و مثال ہے میں نے اس کو بہت بار لکھا اور اکثر ماہ رمضان میں پڑھا کرتا ہوں و للہ الحمد اس باب میں جتنی کتابیں ہیں ان سب سے مغنی ہے اگر کوئی شخص باخلاص نیت و صدق طویت و حضور دل جمیع خاطر تلاوت قرآن مجید و قراءت حزب اعظم پر تمام اکتفا کرے تو اللہ سے امید ہے کہ ساری منجیات کے ساتھ متحلی اور تمام مہلکات سے متخلے ہو کر لائق مغفرت و عفو ہو جائے وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ رہے وظائف و اوراد علماء و صوفیہ ان کی کچھ حاجت نہیں ہے الصباح یغنی عن المصباح شاہ محمد عاشق شاہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور استاذ شاہ عبدالعزیز دہلوی نے رسالہ سبیل ارشاد میں

دعا سیفی و اربعین اسمی کو ذکر کیا ہے کچھ حاجت ان کے ذکر کی نہ تھی دل اس بات سے قلق میں ہے حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ میں نے غالبًا اس رسالے میں بھی ان اعمال کو ذکر کیا ہے جو ماخوذ ہیں آیات قرآنی احادیث رسالت مآب سے صلی اللہ علیہ وسلم الا ماشاء اللہ تعالیٰ۔ حدیث میں آیا ہے خُذْ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا شِئْتَ لِمَا شِئْتَ شرجی لکھتے ہیں اس میں شک نہیں کہ تلاوت قرآن افضل ہے بہت سے عبادات سے ابن عباسؓ نے کہا ہے اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّ لَا يُعَذِّبُ قَلْبًا وَعَى الْقُرْاٰنَ اور صحابہؓ پڑھنا قرآن کا مصحف میں دیکھ کر مستحب رکھتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ اس میں عبادات نظر زیادہ ہے عثمان رضی اللہ عنہ کبھی نظر کرنا مصحف میں ترک نہ کرتے اور کہتے تھے هٰذَا كِتَابُ رَبِّيْ وَلَا بُدَّ لِلْعَبْدِ اِذَا اَتَاهُ كِتَابُ سَيِّدِهٖ اَنْ يَنْظُرَ بِهٖ كُلَّ يَوْمٍ وَيَعْمَلَ بِمَا اَمَرَ فِيْهِ وَيَجْتَنِبَ مَا نَهَاهُ عَنْهُ امام ابوحنیفہ کتاب بلغۃ المسافر میں فرماتے ہیں۔ يَكْفِيْ مِنَ الْعِبَادَاتِ تِلَاوَةُ الْقُرْاٰنِ وَقَوْلُ حَسْبِيَ اللّٰهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ فِي الصَّبَاحِ وَالْمَسَاءِ لِاَنَّ الْعِبَادَاتِ غَيْرَ هٰذَيْنِ يُشْتَرَطُ فِيْهَا حُضُوْرُ الْقَلْبِ وَتِلَاوَةُ الْقُرْاٰنِ قَدْ جَاءَ اِنَّهَا اَعْظَمُ الْقُرَبِ بِفَهْمٍ وَبِغَيْرِ فَهْمٍ وَقَائِلُ حَسْبِيَ اللّٰهُ قَدْ جَاءَ اِنَّ اللّٰهَ يَكْفِيْهِ مَا يُهِمُّهٗ صَادِقًا كَانَ بِهٖ اَوْ كَاذِبًا انتهى۔ شاہ عبدالعزیزؒ دہلوی نے فرمایا ہے کہ آداب تلاوت قرآن تہذیب استقبال قبلہ حتی الامکان و حروف را بخوبی ادا کردن و مد و شد فرو نگذاشتن و در مقام وقف وقف کردن اینست آداب ظاہری و اما آداب باطنی پس مبتدی را تصور کردن گویا کہ بہ حضور رب العزت تلاوت می کنم و او تعالیٰ در مقام استاد نشستہ می شود و منتہی را تصور کردن کہ این کلام را بلا واسطہ از زبان حضرت رب العزت می شنوم و فرق درمیان

مقابلین اینست کہ درصورت اول زبان از خودش وگوش از حضرت رب العزت وصورت ثانی زبان از حضرت رب العزت وگوش از خود تصور نماید اینچنیں مقام اشارہ فرمودہ است حضرت امام جعفر صادق چنانچہ شیخ الشیوخ درعوارف از ایشاں نقل کردہ اند اِنِّیْ لَا اَقْرَءُ الْاٰیَۃَ حَتّٰی اَسْمَعَہَا مِنْ قَآئِلِہَا بعد درعوارف فرمودہ کہ امام جعفر صادق دریں بمنزلہ تجرہ موسیٰ می شود اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ می گفت انتہیٰ وجائے دیگر شاہ صاحب فرمودہ اند کہ بروایت جناب مرتضیٰ مشرف شدہ بیعت نمودہ بودم فرمودہ کہ درزبان ما یعنی صحابہ کرام برائے وصول الی اللہ سہ طریق مسلوک بودند و طریق ازاں موقوف شدہ یعنی صلوٰۃ تلاوت قرآن سوم کہ فرق کراست باقی ودرآں طریق نیز طفاوت بسیار راہ یافتہ بعدازاں طریق صلوٰۃ وتلاوت قرآن فرمودند طریق صلوٰۃ آنکہ بطور شغل اداکردہ شود وطور تلاوت برائے مبتدی اینست کہ خود را قاری وحق را مستمع تصور نماید کہ حضرت رب العلمین قرآن میخوانم چنانچہ شاگرد بحضور استاد میخواند برائے منتہی اینست کہ حق راقاری وخود را مستمع قرار دہد وزبان خود را نائب تصور کند وگوش را مستمعی گویا حضرت حق بزبان من کلام می کند ومن می شنوم ویقین است کہ دریں تصور بہ سبب غلبہ محبت حالیکہ عاشق صادق را دست استماع کلام محبوب بالمشافہ رومیدہد حاصل خواہد گردید گرہ کشائے مدعا خواہد شد واللہ المغنی انتہیٰ۔

برائے حرز وحجاب

امام ابن ابی الضیف کہتے ہیں یہ وہ حرز وحجاب ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دن احزاب کے پڑھا تھا اللہ نے ان کو شر کفار سے کفایت کی اور وہ اپنے غیظ میں پھر کر چلے گئے اور امام شافعیؒ نے وقت دخول کے ہارون رشید پر پڑھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو شر ہارون سے بچا لیا اس کو مالک نے نافع سے نافع نے ابن عمرؓ

سے روایت کیا ہے کہ حضرتؐ نے دن احزاب کے کہا۔ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ پھر کہا وَاَنَا اَشْهَدُ بِمَا شَهِدَ اللّٰهُ بِهٖ وَاَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ هٰذِهِ الشَّهَادَةَ وَهِيَ وَدِيْعَةٌ عِنْدَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِنُوْرِ قُدْسِكَ وَعَظِيْمِ رُكْنِكَ وَعَظَمَةِ طَهَارَتِكَ مِنْ كُلِّ اٰفَةٍ وَّعَاهَةٍ وَّمِنْ كُلِّ طَوَارِقِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِلَّا طَارِقًا يَّطْرُقُ بِخَيْرٍ يَّا اَللّٰهُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ غِيَاثِيْ بِكَ اَسْتَغِيْثُ وَاَنْتَ مَلَاذِيْ بِكَ اَلُوْذُ وَاَنْتَ عِيَاذِيْ بِكَ اَعُوْذُ يَا مَنْ ذَلَّتْ لَهٗ رِقَابُ الْجَبَابِرَةِ وَخَضَعَتْ لَهٗ اَعْنَاقُ الْفَرَاعِنَةِ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ كَشْفِ سِتْرِكَ وَنِسْيَانِ ذِكْرِكَ وَالْاِنْصِرَافِ عَنْ شُكْرِكَ اَنَا فِيْ حِرْزِكَ لَيْلِيْ وَنَهَارِيْ وَنَوْمِيْ وَقَرَارِيْ وَظَعْنِيْ وَاَسْفَارِيْ وَحَيَاتِيْ وَمَمَاتِيْ ذِكْرُكَ شِعَارِيْ وَثَنَاؤُكَ دِثَارِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ تَشْرِيْفًا لِعَظَمَتِكَ وَتَكْرِيْمًا لِنَفَحَاتِ رَحْمَتِكَ اَجِرْنِيْ مِنْ خِزْيِكَ وَاضْرِبْ سُرَادِقَاتِ حِفْظِكَ وَاَدْخِلْنِيْ فِيْ حِفْظِ عِنَايَتِكَ وَجُدْ عَلَيَّ بِخَيْرٍ يَّا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

اَلْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى

شرجی کہتے ہیں قاضی مجد الدین شیرازی نے اپنی سند سے ایک حدیث متصل تا نبی صلی اللہ علیہ وسلم روایت کی ہے اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ اسْمًا مَنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ اس کی سند میں عمارہ بن زید ہیں اور پھر ان کا قصہ بابت تلاش اسماء مذکورہ اور بہم پہنچنا ان کا بذریعہ ایک شخص آل رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کے سورہ قرآن سے متفرق طور پر مع اسماء موصوف بحوالہ ہر ایک سورت کے ذکر کیا ہے اس کے بعد کہا ہے قَالَ عَمَّارَةُ فَدَعَوْتُ بِهٰذِهِ الْاَسْمَآءِ غَيْرَ مَرَّةٍ فَرَاَيْتُهَا قَرِيْبَ الْاِجَابَةِ وَكَتَبَهَا عَنِّيْ جَمَاعَةٌ وَكُلُّهُمْ اَخْبَرُوْنِيْ اَنَّ اِجَابَتَهَا سَرِيْعَةٌ قَالَ اَبُوْ مُحَمَّدٍ وَاللّٰهِ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَقَدْ دَعَوْتُ بِهَا مِرَارًا كَثِيْرَةً عَلٰى مُهِمَّاتٍ خِفْتُ عَلٰى نَفْسِيْ مِنْهَا الْهَلَكَةَ فَخَلَّصَنِيَ اللّٰهُ مِنْهَا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اِنْتَهٰى كَلَامُ الشَّرْجِيْ میں کہتا ہوں حدیث مذکور اس لفظ سے اِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ اسْمًا مِائَةً اِلَّا وَاحِدَةً مَنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بخاری ومسلم میں آئی ہے اور اس کو ابن خزیمہ وابوعوانہ وابن جریر وابن ابی حاتم طبرانی وابن مندہ وابن مردویہ وابونعیم بیہقی نے بھی روایت کیا ہے ایک طریق ابن مردویہ وابونعیم میں یوں فرمایا ہے مَنْ دَعَا بِهَا اسْتَجَابَ اللّٰهُ دُعَآءَهٗ اور بخاری کا لفظ یہ ہے وَلَا يَحْفَظُهَا اَحَدٌ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ یہ مفسر لفظ احصاھا ہے یعنی احصا سے مراد حفظ ہے کذا قال الاکثرون بعض نے کہا مراد احصا سے پڑھنا ایک ایک کلمہ کا علیحدہ ہے گویا ان کو شمار کرنا ہے یا مراد علم وتدبر ہے ان کے معانی میں اور اطلاع حاصل کرنا ہے ان کے حقائق پر یا قیام بحق اسماء وعمل بموجب اقتضاء معانی لیکن شوکانی رح فرماتے ہیں کہ تفسیر اول راجح ہے اور مطابق معنی لغوی ہے خود دوسری روایت نے تفسیر اس کی ساتھ حفظ کے کر دی هٰذَا الْحَدِيْثُ قَدْ وَرَدَ مِنْ طَرِيْقِ جَمَاعَةٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ خَارِجَ الصَّحِيْحَيْنِ وَالْحُجَّةُ بِمَا فِيْهِمَا عَلَى انْفِرَادِهٖ قَائِمَةٌ اِنْتَهٰى یہ اسماء روایت ترمذی میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے آئے ہیں اور ابن حبان نے بھی ان کو روایت کیا ہے سوا اس ایک روایت کے جس میں جو

زجانی ہیں کسی اور روایت میں یہ نام نہیں آئے ترمذی نے اس کو حدیث غریب کہا ہے اور نووی نے اذکار میں حسن ٹھہرایا ہے اور حاکم وابن حبان نے صحیح بتایا ہے۔ ابن کثیر اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں وَالَّذِيْ عَوَّلَ عَلَيْهِ جَمَاعَةٌ مِّنَ الْحُفَّاظِ اَنَّ سَرْدَ الْاَسْمَاءِ مُدْرَجٌ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ اِلٰى قَوْلِهٖ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّهُمْ جَمَعُوْهَا مِنَ الْقُرْاٰنِ انتھی شوکانی کہتے ہیں وَلَا يَخْفَاكَ اَنَّ هٰذَا الْعَدَدَ قَدْ صَحَّحَهٗ اِمَامَانِ وَحَسَّنَهٗ اِمَامٌ فَالْقَوْلُ بِاَنَّ بَعْضَ اَهْلِ الْعِلْمِ جَمَعُوْهَا مِنَ الْقُرْاٰنِ غَيْرُ سَدِيْدٍ وَّمُجَرَّدُ بُلُوْغِ وَاحِدٍ اَنَّهٗ وَقَعَ ذٰلِكَ لَا يَنْتَهِضُ لِمُعَارَضَةِ الرِّوَايَةِ وَلَا تُدْفَعُ الْاَحَادِيْثُ بِمِثْلِهٖ اِنْتَهٰى الغرض یہ اسماء حسنیٰ حصن حصین وعدہ الاذکار ونزول الابرار وحزب اعظم وصلاح المومنین فرزند وغیرہ کتب میں مذکور ہیں اور ان کے معانی تحفۃ الذاکرین میں شوکانی رح نے اور میں نے کتاب نزول الابرار میں اور کتاب الجوائز والصلات میں اور بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات میں لکھے ہیں اور اہل علم نے کتب مستقلہ بیان میں ان کے معانی کے تالیف کی ہیں ولِلّٰہِ الحمد بہرحال ان کا نوک زبان پر یاد رکھنا اور ان کے ساتھ سوال حاجت ودعا اللہ سے کرنا تریاق مجرب ہے۔

برائے کفایت اہوال دُنیا وآخرت

شرجی کہتے ہیں جو کوئی اس دعا کی قراءت پر بعد ہر فرض کے ہمیشگی کرے گا اللہ اس کو اہوال دنیا وآخرت سے کافی ہوگا اَعْدَدْتُ لِكُلِّ هَوْلٍ اَلْقَاهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلِكُلِّ هَمٍّ وَّغَمٍّ مَا شَآءَ اللّٰهُ لِكُلِّ نِعْمَةٍ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلِكُلِّ رَخَاءٍ وَّشِدَّةٍ اَلشُّكْرُ لِلّٰهِ وَلِكُلِّ

أَعُوْذُ بِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَلِكُلِّ ذَنْبٍ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَلِكُلِّ ضِيْقٍ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَلِكُلِّ مُصِيْبَةٍ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ وَلِكُلِّ قَضَاءٍ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ وَلِكُلِّ طَاعَةٍ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

برائے ہر حاجت ومطلب

تفسیر فتح العزیز میں کہا ہے کہ ہر کرا حاجتے باشد بار کر فاتحہ الکتاب بخواند بعد از ختم حاجت بخواہد کہ انشاء اللہ تعالیٰ آں حاجت برآید۔

برائے دردِ گروہ

شخصے نزد شعبی آمد وشکایت دردگروہ شعبی گفت ترا لازم است کہ اساس القرآن بخوانی وبرجائے درد دم کنی او گفت کہ اساس القرآن چیست گفت فاتحہ الکتاب در فتح العزیز گفتہ کہ سورہ فاتحہ اسم اعظم ست برائے ہر مطلب میتواں خواندہ وایں را دو طریق است اول آنکہ مابین است فجر ونماز فرض باتصال میم بسم اللہ بالام الحمد للہ چہل ویک مرتبہ تا چہل روز بخواند ہر مطلبے کہ باشد حاصل گردد اگر شفا مریض یا کشادہ شدن مسحور منظور باشد بر آب دم کردہ بآں مریض ومسحور بنوشاند دوم آنکہ روز یک شنبہ اول ماہ درمیان سنت وفجر بے قید اتصال میم بالام ہفتاد مرتبہ بخواند بعد ازاں ہر روز ہماں وقت دہ دہ باکم کند یا روز شنبہ ختم شود واگر در ماہ اول مطلب حاصل شود فبہا والا در ماہ دوم سوم نیز ہمچنیں کند ونوشتن ایں سورہ بر کاسہ چینی بگلاب ومشک وزعفران وشستہ خورانیدن آں برائے شفا مریض مزمن تا چہل روز مجرب ست وبر درد دندان وبرد رد سر ودرد شکم ودیگر دردہا ہفت بار خواندہ دم کردن نیز مجرب است انتہی۔

برائے صموت اعداء (بازو پر باندھے)

جو شخص اس آیت کو لکھ کر اپنے بازو پر باندھے گا اس کے دشمن صامت ہو جائیں گے کوئی شخص ذکر اس کا ساتھ برائی کے نہ کرے گا باذن تعالیٰ يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ۝ يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ۝ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ۝ وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا۔

برائے تثمیر بستان

اس آیت کو لکھ کر کسی ساعت جمعہ میں محو کر کے اندر چاہ کے جس سے درختوں کو پانی دیا جاتا ہے ڈال دے اللہ تعالیٰ ان میں برکت دے گا اور نظر جن وانس سے بچائے گا۔ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً اِلٰى قَوْلِهٖ يُؤْمِنُوْنَ۔

برائے سرسبزی باغ وکشت (چھڑکے)

اس آیت کو آب باراں پر اکتیس بار پڑھ کر جڑ میں نخل وشجر وزرع کے چھڑک دے برکت کثیر ہمراہ ازالہ مکروہ باذن الٰہی دیکھے گا اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً الآیۃ اِلٰى قَوْلِهٖ يَتَذَكَّرُوْنَ۔

---

[1] در پارہ ۵ سورہ انعام رکوع دوازدہم ۱۲۔ [2] در پارہ سیزدہم سورہ ابراہیم رکوع ۴۔